ازالۃ الخفاء
عن خلافۃ الخلفاء
حضرت علامہ
شاہ ولی اللہ
محدث دہلوی
محمد سعید اینڈ سنز۔ ناشران و تاجران کتب
قرآن محل، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

ازالۃ الخفاء

عن خلافۃ الخلفاء

مقصد دوم

مصنفہ:۔ سیدنا الامام حجۃ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح

ترجمہ:۔ حضرت مولانا عبدالشکور صاحب

حضرت مولانا انشاء اللہ صاحب

تزیین:۔ مولانا حامد الرحمٰن صاحب صدیقی

ناشران

محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب

قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی

ناشران

محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب
قرآن محل، مقابل مولوی مسافرخانہ کراچی

طابع
مطبع سعیدی، قرآن محل، کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۝ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ۝

تقریب سعید

علمی حلقوں میں ایسے اصحاب بہت کم ہونگے جو حضرت "شاہ ولی اللہ دہلویؒ" کے نام اور اُنکے کام سے ناواقف ہوں۔ آپؒ کا اسمِ گرامی محتاجِ تعارف نہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ دورۂ اخیر کے اَمام، اور بارہویں صدی کے مجددِ اعظم اور حدیثِ مجددیت "ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی رأس کل سنۃ من یجدد لھا دینھا" (ابوداؤد) کے سچے مصداق تھے ——— (۱) ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء (جس کا اُردو ترجمہ دو ضخیم جلدوں میں ہدیۂ ناظرین ہے) آپؒ کی وہ مایۂ ناز تصنیف ہے جو اپنے موضوع پر غالباً پہلی اور یقیناً اس وقت تک آخری کتاب ہے (۲) تمام کتاب وجد آفرین، ولولہ انگیز، علمی اور ذوقی نکات سے لبریز ہے جس کا اندازہ کتاب پڑھنے ہی سے ہوسکتا ہے۔ کوئی شخص بھی جو اس کتاب کے مقصد اور مصنف کے مسلک سے اختلاف رکھتا ہے اگر انصاف کے ساتھ اس کتاب کے اکثر حصہ کے مطالعہ کی زحمت گوارا کرے تو اسکو خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی عظمت و بزرگی کا قائل ہوجانا پڑے گا۔ (۳) اس کتاب کی یہ تنہا خصوصیت ہے کہ اس میں خلفائے راشدین کی خلافت کا اثبات پورے قرآن مجید سے کیا گیا ہے۔ (۴) اس کتاب میں بتایا گیا ہے کہ اسلام میں صحابۂ کرامؓ کا کیا مقام ہے اور اُن کے فضائل و مناقب کیا ہیں۔ (۵) خلافت خاصہ اور خلافت عامہ کی تشریح ایک نئے اور اچھوتے انداز میں پیش کیگئی ہے۔ حکومت الٰہیہ کی تفصیل دلکش انداز میں بیان کی گئی ہے (۶) ان سب باتوں کے علاوہ اس کتاب کی ایک بڑی ——— اور بہت بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں نہ صرف خلفائے راشدین کی سیرۃ اور تاریخ، بلکہ اسلام کی دینی و مذہبی تاریخ، اور لمحہ بلمحہ "انقلاب و تغیر" کا ابھرا ہوا خاکہ بھی موجود ہے۔

عرصہ سے شاہ صاحبؒ کی یہ نادر الوجود کتاب نایاب ہے۔ ۱۲۸۶ھ میں ریاست بھوپال کے مدار المہام (جمال الدین خانصاحب مرحومؒ) کے زیر اہتمام بتصحیح و تحشیہ مولوی محمد احسن صدیقی نانوتویؒ مطبع صدیقی (بریلی) میں چھپی تھی لیکن آج اُس زمانے کے نسخے باستثناء چند کہیں دیکھنے میں نہیں آتے ہیں۔

خدا کا فضل و کرم ہے کہ اب ہم اس بے مثال کتاب کا اُردو ترجمہ ہدیہ ناظرین کر رہے ہیں جو اس وقت کی خاص اور اہم ضرورت ہے۔ اُردو زبان کی درستگی کے ساتھ التزام کیا گیا ہے کہ شاہ صاحبؒ کی مفہوم سے عبارت کسی بھی جگہ ہٹنے نہ پائے۔ مختصراً یوں سمجھیے کہ ساری امکانی کوششیں حسنِ ترتیب اور صحت میں صرف کردی گئی ہیں۔ اب اس کو مقبولیتِ عام بخشنا صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کی مرضی پر منحصر ہے۔

ناظرین سے استدعا ہے کہ وہ اس خاکسار اور اس کے لواحقین کو اپنی دعوات صالحات میں یاد رکھیں

وما علینا الا البلاغ!

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۝ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ۝

محمد سعید عفی عنہ

فہرست مضامین

ازالۃ الخفاء مقصد دوم

ازالۃ الخفا مقصد دوم

خلفائے راشدین کے مناقب و مآثر کا بیان جو بنقل مستفیض ثابت ہیں، اور جن کا قدر مشترک ہر باب میں ہم تک تواتر سے پہنچا ہے

جاننا چاہیے کہ خلفائے راشدین کے مناقب و مآثر بیان کرنے سے ہمارا مقصود قصص و حکایات ذکر کرنا نہیں ہے۔ بلکہ ہمارا مقصود اِن کے ذکر کرنے سے صرف یہ ہے کہ ان قصص و حکایات کے پڑھنے سے ناظرین کا ذہن ان کے فضائل و مناقب کی طرف منتقل ہو۔ جو بطریق تفحص و استقراء ان قصص و واقعات جزئیہ سے مفہوم ہوتے ہیں۔ اور تشبہ بانبیاء علیہم السلام حاصل ہونا ظاہر کرتے ہیں یا یوں کہو، لوازم خلافت خاصہ حاصل ہونے کا اظہار کرتے ہیں۔ "ایا ما شئت فقل"۔ یہی وہ فضائل ہیں، جن کے بغیر بحیثیت اُمتی ہونے کے اقصائے سعادت دارین حاصل ہونی ممکن نہیں قبل ازین، کہ قصص و واقعات کا ذکر کریں بصورت مقدمہ تین "نکتے" بیان کرنا ہم مناسب خیال کرتے ہیں۔

نکتۂ اولٰے

"اُن صفات کا بیان جو انبیاء علیہم السلام کو بحیثیت نبوت و رسالت حاصل ہوتی ہیں"۔

جاننا چاہیے کہ اصل چیز نبیوں اور رسولوں کے ارسال کے اندر ارادۂ حق تبارک و تعالیٰ ہے جو بطریق لطف و کرم صادر ہوتا ہے کہ وہ بذریعہ بعثت رسالت اپنے بندوں کو خیر سے نزدیک کرے اور شر سے دُور۔ اور اُن کے مظالم کو دفع کرے۔ پس بایں ارادہ اللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً انبیاء و مرسلین کو مبعوث فرماتا رہا۔ اور اُن کے دین کو غالب اور اُن کی دلیلوں اور حجتوں کو ظاہر و باہر فرماتا رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ اور آپؐ کی بعثت و رسالت سے عالم کا تزکیہ کیا۔ جیساکہ خود اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی شان میں فرمایا ہے:۔

"ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم	(ترجمہ) وہی ہے جس نے اُٹھایا اَن پڑھوں میں ایک رسولؐ
یتلو علیھم اٰیاتہ و یزکیھم و یعلمھم	اُنہی میں کا۔ پڑھ کر سناتا ہے ان کو اس کی آیتیں، اور
الکتاب و الحکمۃ	اُن کو سنوارتا ہے اور سکھلاتا ہے اُنکو کتاب اور عقلمندی"۔

اور حدیث قدسی میں وارد ہوُا ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے اہلِ زمین میں سے عرب و عجم سب کو غیظ و غضب کی نگاہ سے دیکھا بجز اہل کتاب کے۔ نیز فرمایا اے محمدؐ (صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم)، ہم نے آپؐ کو مبعوث کیا کہ ہم آپؐ کی اور آپؐ کے ذریعہ لوگوں کی آزمائش کریں"۔ اور لوازم نبوت سے ہے یہ امر کہ یہ شخصؐ جو نبی ہونے والا ہے اس امر کو تفہیم کرے کہ جمیع افراد بشر میں سے اُسے نبوت کے لیے خاص کیا گیا ہے۔ اور نفس ناطقہ کی دونوں قوتوں (عاقلہ اور عاملہ) میں اُسے کامل و مکمل کیا گیا ہے۔

قرآن کریم کی آیت شریفہ :۔ "اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ" (الانعام) میں اسی طرف اشارہ ہے۔
پس اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے بغیر وساطت کسی فعل و عمل کے انبیاء علیہم السلام کو قوت عاقلہ بقدر مزید عطا فرماتا ہے۔ اس امتیاز و تمیز کی وجہ سے عالم غیب سے اُن پر وحی نازل ہوتی رہی، اور جنت دنار اور ملائکہ وغیرہ امور غیبیہ کا مشاہدہ کرتے رہے، اور واقعاتِ عجیبہ کو بصورت مثالیہ دیکھتے رہے۔ اسی قوت کی طرف حدیث :۔ "الرؤیا الصالحة من ستة و اربعین جزءً من النبوة" میں اشارہ واقع ہوا ہے۔ یعنی "رویائے صالحہ نبوت کے چھیالیسویں حصہ سے ایک حصہ ہے"۔ اسی طرح انبیاء کرامؑ کی قوت عاملہ میں بھی مدد و اعانت کی جاتی رہی جس کی وجہ سے سمت صلاح اُن کو نصیب ہوا۔ اسی قوت کے سبب سے وہ معاصی سے اجتناب کرتے رہے۔ اور آداب، طاعات و عبادات اور تدبیر منزل و سیاست مدن کی رعایت کرتے رہے۔ بایں صورت و طریق کہ جس سے بہتر صورت و طریق ممکن نہیں۔ جو انبیاء کرامؑ کے علاوہ کسی اور سے ظہور میں آسکے۔ خلق، شجاعت، سخاوت، کفایت، عدالت، شناخت، مصلحتِ قوم اور استقامت یہ سب قوت عاملہ سے حاصل ہوتی ہیں۔ اور اسی قوت عاملہ کے کمال سے عصمت و تحفظ حاصل ہوتا ہے۔ حدیث شریف :۔ "السمت الصالح جزء من خمسة و عشرین جزاء من النبوة" میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ الغرض جب یہ دونوں قوتیں جیسی کہ حاصل ہونی چاہئیں کسی شخص کو حاصل ہوتی ہیں تو غیب سے اس کے ہر کام میں مدد و اعانت اترتی ہے۔ اور اس کے اعمال و افعال میں برکات عجیبہ ظہور میں آتی ہیں، جن کا انحصار ممکن نہیں۔

نکتہ

نبی شناسی کا معیار

اگر ناظرین اس سے بھی سہل اور آسان طریق میں مقامات نبوت کو پہچاننا چاہیں، تو ہم کہتے ہیں فرض کرو، چار قسم کی شخصیتیں ایک شخص واحد اور تن واحد میں جمع کر دی گئی ہیں۔ اور اس مجموعہ کے نام کو "نبی اور پیغمبر" کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔
شخص اوّل :۔ بادشاہ عادل، مگر نہ بطریق اسم و رواج بادشاہ بلکہ وہ بادشاہ جو بالطبع منزلت و مرتبہ بادشاہ عالم ہو۔ تاکہ اس کے نفس ناطقہ کا ظل و پرتو لوگوں پر پڑے جس کے سبب سے ان کے درمیان بوجہ احسن اہتمام و انتظام پیدا ہو۔ ہر ایک اپنی اپنی جگہ اور اپنے اپنے مرتبہ پر قائم رہے اور قوم کے درمیان ایک قسم کی وحدت اور اتحاد و اتفاق قائم ہو۔ اس اتحاد و اتفاق اور وحدت مدنیہ کے لحاظ سے اہلِ قلم و اہلِ علم، سپاہ و فوج، افسرانِ فوج، اہلِ سیاست، کاشتکار، و نجار وغیرہ جمیع رعایا و برایا ہزار جان ایک قالب کا حکم رکھتے ہوں۔ اگر ان گروہوں کے درمیان پہلے سے اتحاد و اتفاق قائم نہ ہو، تو اس بادشاہ کے ظل عاطفت اور اس کے اقوال و افعال سے از سر نو اتفاق و یگانگت قائم ہو جائے۔ اگر اتفاق و اتحاد پہلے سے قائم ہو، تو اس میں ترقی و تضاعف ہو جائے۔ اور ہر ایک

ناشائستہ امر نیست و نابود ہو جائے۔ قصہ کوتاہ یہ کہ بخت و اقبال، حکمت، عدالت، کفایت، شجاعت وغیرہ جمیع امور اور منزلت و مرتبت جو اس بادشاہ کے لیے ہونے ضروری ہیں، وہ سب کے سب "ذات قدسیہ نبیؐ" میں مشاہدہ کریں۔ آیت کریمہ:۔"ھو الذی الف بین قلوبھم لو انفقت مافی الارض جمیعًا ما الفت بین قلوبھم ولکن اللہ الف بینھم" میں اسی صفت کی طرف اشارہ ہے۔

شخص دوم:۔ ایسا "حکیم" فرض کرو جو حکمت عملیہ میں ممتاز و فائق، علم اخلاق، تدبیر منزل اور سیاست مدن میں مہارت تامہ رکھتا ہو اور نہ صرف یہی بلکہ یہ جمیع صفات تحققاً و تخلقاً پائے جائیں اور بفحوائے "کل اناء تیسر شیٔ بما فیہ" ان ہی صفات کی خو بو اس سے ظاہر ہو۔ آیت کریمہ:۔"یؤتی الحکمۃ من یشاء ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرًا کثیرًا" میں اسی طرف اشارہ ہے۔ نیز قرآن کریم میں جس نبی کا ذکر کیا گیا ہے "اٰتیناہ الحکمۃ" بھی اس کے متعلق بیان کیا گیا ہے۔

تیسرا شخص:۔ وہ عارف کامل، صوفی کامل اور مرشد کامل ہے جو تہذیب نفس اور تزکیۂ قلب کے طریقوں سے بخوبی واقف ہے۔ مصدر کرامات عجیبہ و مظہر خوارق غریبہ ہے جس نے اپنی قوت ارشاد اور اپنی تاثیر صحبت سے گم گشتگانِ بادیۂ ضلالت کو راہِ راست دکھلائی ہو جس نے سالہا سال ریاضت و مجاہدات سے اپنے نفس کو مہذب کیا ہو اور طاعات و عبادات سے آراستہ و پیراستہ اور عالم اجسام سے عالم ارواح تک رسائی کی ہو۔ مقامات علیہ اور احوال سنیہ حاصل کئے ہوں۔ جیسا کہ صوفیائے کرام و مشائخ عظام کے حالات سے ظاہر ہے۔ یہی وہ قوت ہے جس کی طرف اللہ تبارک و تعالیٰ نے آیت "ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ" میں اشارہ فرمایا ہے۔

چوتھا شخص:۔ وہ جبرائیل امینؑ ہے جو سمٰوات میں مطاع اور مکین ہے اور خداوند ذوالجلال، اور اس کے انبیاء و رسل کے درمیان سفیر اور واسطہ ہے اور وحی و الہام اور علم کا فرشتہ ہے۔ اور تدبیر الٰہی کا ایک خارجہ ہے اور ملائکہ مدبرات امر کا سرخیل ہے۔ "لایعصون اللہ ما امرھم ویفعلون ما یؤمرون"۔ ان کی خاص الخاص صفت ہے۔ اس جگہ جبرائیلؑ سے ہماری مراد وہ قوت ملکیہ ہے جو خارجۂ تدبیر الٰہی اور واسطۂ اخذ علوم خداوندی ہو۔ یعنی اس کی اصل جبلت جبرئیلی ہو۔ اور جس کے لیے حظیرۃ القدس کی راہیں کشادہ ہوں۔ اور ملاء اعلےٰ سے جو علوم اس کے عقل اور قلب پر القا ہوں ان کو بسہولت اخذ و جذب کر سکے۔

اب دیکھنا چاہیے کہ جب آنحضرت صلعم مبعوث ہوئے، تو آپؐ نے اپنے زمانہ بعثت و رسالت میں کس چیز کی جانب اعتناء کیا، اور توجہ تام فرمائی۔ اور پھر عالم میں آپؐ کے کیا آثار باقی رہے۔ پس اس باب میں امر مذکور کے متعلق تمام جزئیات پر نظر ڈالنا چاہیے۔ پھر ان جزئیات سے ان امور کلیہ کی طرف ذہن کو منتقل کرنا چاہیے۔ جو ان جزئیات سے منتج ہوتے ہیں۔

جاننا چاہیے کہ آنحضرت صلعم ایسے زمانہ میں مبعوث ہوئے کہ عالم میں کفر و شرک پھیلا ہوا تھا اور خصوصاً عرب میں۔ لوگ اور دنیا والے حشر و نشر سے انکار کر رہے تھے۔ طاعت و عبادت کو

فراموش کیے ہوئے تھے۔ ملت حنفیہ میں جو حضرت ابراہیمؑ کی طرف منسوب تھی تحریف کر چکے تھے حیوانوں کی طرح زندگی بسر کرتے تھے اور ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے رہتے تھے۔ آنحضرت صلعم جب مبعوث ہوئے تو اوّل آپؐ نے شرک کا ابطال کیا۔ اور مجاز و حقیقت کا فرق بتلایا۔ اور تحریفات و تبدیلات کو مٹایا۔ آنحضرت صلعم کی ذات بابرکات سے اذکیائے قوم کے نفوس پر دین حق کی شعاعیں پڑیں، اور انہوں نے اس کی حقانیت کو سمجھا اور تفہم کیا اور آپؐ کی نصرت و اعانت پر کمر باندھی یہاں تک کہ راہ حق ظاہر ہوا اور کفر و اسلام ممیز ہوا۔ اور لوگ دین حق میں آنے لگے۔ اس وقت عرب کے لوگ خصوصاً قریش آپؐ سے زیادہ تعصب کرنے لگے اور درپئے ایذا رسانی ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوتِ خداداد سے ان کا مقابلہ فرماتے رہے اور استقامت کو کام میں لائے۔ آپؐ کے اصحاب آپؐ کے سپر ہوتے اور آپکی اعانت و مدد کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے یہاں تک کہ (یوں سمجھیے) کہ شراب عشق کا کوئی جام ایسا نہ تھا، جو انہوں نے نہ پیا، اور کوئی مستی وسکر نہ تھا، جو انہیں نہ ہوا۔

اس کے بعد آنحضرت صلعم ہجرت و جہاد پر مامور ہوئے اور بتوفیق و تائید الٰہی آپؐ نے وہ مساعی جمیلہ کیے، کہ مقدور البشریت میں اس سے زیادہ سعی و کوشش کرنا ممکن نہ تھا۔ اور آپؐ کے جمیع اصحابؓ آپؐ کی حرکت و جنبش اور آپکے عزم و ارادہ کیساتھ ساتھ رہتے، یہاں تک کہ اسلام کو بہت سی فتوحات حاصل ہوئیں۔ اور کفار ہزیمت و شکست کھانے لگے۔ جاہلیت مٹتی گئی، اور کفر و شرک و ظلم و ستم پائمال ہوا، جس علم سے لوگ ناآشنا تھے وہ علم اُن کے درمیان شایع ہوا، اور حقد و حسد، رنج و کینہ اُن کے درمیان سے جاتا رہا۔ اور دین حق کے پیرو یک دل و یک جان ہو گئے۔ جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا:۔ "واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا"۔

وہ لوگ روز و شب علم قرآن، علم ایمان یعنی ارکان خمسۂ اسلام، علم احسان یعنی اخلاص فی العبادۃ، علم شرائع یعنی تدبیر منزل، سیاست مدن، آداب معشیت، علم رقائق، علم اخلاق، علم فضائل اعمال، علم مناقب کبریٰ امت اور علم معاد کی ترویج کرتے تھے۔ اور علاماتِ فتن سے آگاہ۔ حتیٰ کہ یہ علوم ہر کہ ومہ اور صغیر و کبیر تک پہنچے۔ اور سب نے فائدہ اُٹھایا۔ مگر جو متعصب اور شقی ازلی تھے، بے نصیب رہے اور فائدہ نہ اُٹھا سکے۔

جزی اللہ ھذا النبی الکریم واعوانہ احسن الجزاء واحشرنا معھم وادخلنا الجنۃ فی تضاعیفھم ورزقنا رؤیتہ فی زمرتھم بفضلہ وکرمہ فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر۔

نکتۂ دوم

(اس امر کا بیان کہ تشبہ بانبیاء علیہم السلام کیونکر حاصل ہوتا ہے اور اعانت آنحضرت صلعم بتحمل اعبائے نبوت و تقسیم حکمت الٰہی کیونکر ممکن ہے خصلت اولیٰ (اور وہ ارادۂ لبعثت ہے) میں تشبہ بانبیاء علیہم السلام اس طرح حاصل ہوتا ہے کہ جو کام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا حصہ تھا اور ضروری تھا کہ آپؐ کے جریدۂ اعمال میں لکھا جاتا۔ مگر بوجہ آپؐ کے وفات پا جانے کے انجام نہ پا سکے۔ لہٰذا اس کے اہتمام کے متعلق ارادۂ الٰہی واقع ہوتا ہے کہ وہ کام آپؐ کی امت میں سے ایک خاص شخص کے ہاتھ سے انجام پائے۔ اور آنحضرت صلعم کے جریدۂ اعمال میں لکھا جائے۔ اور یہ شخص خاص وہ مرد عاقل ہوتا ہے جس نے اپنے گوش و ہوش باطن سے اس معنی کو آنحضرت صلعم سے استماع کیا ہو گویا وہی ارادہ دوبارہ اس مرد عاقل کے دل میں ڈالا جاتا ہے۔ اسی کی طرف آیت کریمہ "وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات الخ

میں اشارہ ہے۔ اور آیت کریمہ "کزرع اخرج شطآہ فآزرہ" الخ میں بھی اسی طرف اشارہ واقع ہوا ہے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حضرت یوشع ؑ کو خلیفہ بنانے اور اُنکے ہاتھ مواعید الٰہیہ پورے ہونیکا حصہ اوپر مذکور ہو چکا ہے۔

اور زیادت قوت علمیہ نفس ناطقہ میں تشبہ بانبیاء علیہم السلام حاصل ہونے کی صورت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس شخص کو محدث و ملہم فرمایا ہو۔ اس لیے کہ بعض بروق اور شعاع غیبی اس کے دل پر نمایاں ہوتے تھے۔ اور اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ بمجرد استماع کلام آنحضرت صلعم اصل غرض و مطلب سے متنبہ ہو جائے۔ گویا وہ واقعات و اغراض کو بلاواسطہ دیکھتا اور معائنہ کرتا ہے جس طرح آفتاب کے سامنے آئینہ رکھا جاتا ہے اور شعاع آفتاب کا عکس اسکے اندر منعکس ہوتا ہے۔ اور اس مقام کا نام جس کی تمثیل دی گئی ہے "صدیقیت" ہے، اور اس مقام کے لوازم سے "تصدیق رسالت" ہے۔ بدون ادنیٰ توقف و تامل اور بدون طلب معجزہ اور بدون صحبت و ہم نشینی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اور نہ صرف یہی بلکہ یہ تصدیق بوجہ مقام فنا و حذر بوصف رضا و تسلیم اور بوصف اختیار موافقت و ترک مخالفت اگرچہ کسی ادنیٰ شئے میں ہی کیوں نہ واقع ہو۔ دوسرے لفظوں میں:٭

دوسری صورت اس انعکاس کی یہ ہے، کہ اس شخص کو فراست صادقہ عطا کی گئی ہو اور اس کی عقل و فہم کو حظیرۃ القدس سے تائید کی جاتی ہو یہاں تک کہ تحری میں اکثر اصابت کرتا ہو۔ اور یہ اُن امور میں واقع ہوا ہے کہ جن میں صحابہ سے آنحضرت صلعم کے مشورہ لینے کے بعد وحی نازل ہوئی۔ اور اس صورت میں یہ تشبہ حاصل کرنے والا آنحضرت صلعم کا طفیلی ہوتا ہے۔ مگر قرب و منازل میں اُسے ایک مقام و مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔ اور اسکی مثال اس طرح پر ہے کہ ایک بادشاہ اپنے وزیر سے مشورہ کرتا ہو اور خادم وزیر دور سے بادشاہ کے اشارات و ارشادات کو دیکھتا اور سنتا ہو۔ اور قبل ازیں کہ بادشاہ ان اشارات و ارشادات کو بیان کرے وزیر اُن سے آگاہ اور واقف ہوگا، اس مقام کا نام محدثیت ہے۔ اور اس مقام کے لوازم سے یہ امر ہے کہ وحی بارہا اس کے اجتہاد کے موافق نازل ہوئی۔ پس بدیں وجہ جب وہ بظن غالب کسی امر کے متعلق جو کچھ خیال کرتا ہے اُس کے مطابق ہی واقع ہوتا ہے، فیما بین الناس ممتاز و فائق ہوتا ہے۔ اس کے بعد بھی اور دیگر مراتب ہیں مثلاً اقوال آنحضرت صلعم کو تفہم کرنا، اور اُنہیں یاد رکھنا، اور اُن سے مسائل و احکام استنباط کرنا۔ ایسے لوگوں کو "راسخین فی العلم" کہتے ہیں۔ اور زیادت قوت عملیہ میں تشبہ بانبیاء علیہم السلام بایں طریق حاصل ہوتا ہے کہ اس شخص کے دل میں داعیہ اعلائے کلمۃ اللہ ڈالا گیا ہو اور باثر نفس قدسیہ آنحضرت صلعم اس درجہ قوی و مستحکم ہوا ہو کہ گویا بے ارادہ و اختیار ظاہر ہوتا ہے۔ اس تشبہ حاصل کرنے والے کا نام شرع میں شہید و حواری رکھا گیا ہے۔ یا یہ کہ صدق و امانت اور حلم و حیا کا پرتو اس شخص کے دل پر اس درجہ ڈالا گیا ہو کہ وہ اس وجہ سے اپنے ابنائے جنس میں ممتاز ہو۔ اور اس قلم کا تشبہ حاصل کرنے والا امین کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ اس کے بعد ہم کہتے ہیں کہ جب قوتِ عاقلہ و قوت عاملہ بایکدگر مجتمع ہوتی ہیں، تو نفس میں اعتدال اور ایک خاص قسم کی حدت پیدا ہوتی ہے۔ اور بالطبع انسان لائق سلطنت و بادشاہت اور جبلتہ وہ حکیم اور مرشد کامل ہوتا ہے۔ یہ تینوں صفات و مراتب غیر انبیاء کو بھی حاصل ہوتے ہیں۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ انبیاء کرام ؑ اس باب میں اصل ہیں اور غیر انبیاء بمنزلہ تلامذہ راشدین اور

٭ ہم کہتے ہیں کہ ہماری مراد اس سے وہ حالت ہے جسے عشق سے تعبیر کرتے ہیں۔ اسی طرح تعبیر ہو یا پیغمبر صلعم قبل ازیں کہ اس کی اطلاع کر دی گئی ہو۔

جبر ئیلیت وجارحیت آلہی میں تشبہ بانبیاء اس طریق پر حاصل ہوتا ہے جو صدیقیت ومحدثیت وغیرہ میں بیان کیا گیا۔ پس یہ مرد کامل (جسے قوت عقلیہ وقوت عملیہ میں آنحضرت صلعم سے تشبہ حاصل ہو) صاحب سمت صلح وصاحب عدالت کاملہ، اخلاق، تدبیر منازل وسیاست مدن میں رہبر خلق اللہ ہوتا ہے اور وہ خلق اللہ کے ساتھ ایسا معاملہ کرتا ہے جس سے خلق خدا خیر پر مجتمع ہو جاتی ہے۔ اور اس سے اختلاف نہیں کرتی۔ مسلمانوں کے درمیان بغیر سل سیف بڑے اہم اور نمایاں کام سرانجام پاتے ہیں جہاد اور اعلاء کلمۃ اللہ بہتر اور اعلیٰ طریقہ پر انجام پاتا ہے۔ ہر باب میں سعی وکوشش امید سے زیادہ بارآور ہوتی ہے وہ ہزاروں لاکھوں میں سے جو لوگ اشاعت دین متین میں سعی وکوشش کرتے ہیں ہر ایک کی قدر ومنزلت کو جانتا پہچانتا ہے۔ اور ہر ایک سے وہی کام لیتا ہے جو علماً وعملاً اس کے مناسب ہوتا ہے اس کی اقصا غرض وغایت نصرت دین متین واعلاء کلمۃ اللہ ہوتی ہے یہی امر اس کا اصل مقصد اور یہی اس کا مطمح نظر ہوتا ہے۔ گویا وہ اس کام کیلئے پیدا کیا جاتا ہے قبولیت خلق کو وہ بالائے طاق رکھ دیتا ہے۔ اور "لایخافون لومۃ لائم" اسکا حال ہوتا ہے بوجہ فراست ولطافت اور ذکاوت واصابت رائے اس کی نسبت کہا جاسکتا ہے کہ اسکی رائے ارادۃ الٰہیہ کا آئینہ ہے۔ وہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرتا ہے اس کی پند ونصائح اور اس کے مواعظ وخطب لوگوں کے دلوں پر گہرا اثر کرتے ہیں دانایان روزگار اس کے وجود کو غنیمت اور اس کی ایک ساعت کی صحبت کو ایک سال کی عبادت سے بہتر جانتے ہیں۔ اور تحمل اعبائے نبوت میں انبیاءؑ کے ساتھ تشبہ بایں طریق حاصل ہوتا ہے کہ یہ شخص جلیل القدر جو لوگوں کے درمیان عزت ووقعت رکھتا ہے امور حل وعقد میں لوگ اس پر اعتماد کریں بمجرد اس کے اسلام میں داخل ہونیکے اور لوگ بھی اسلام میں داخل ہوں اور متعصبین ودشمنان کا دست تعرض کوتاہ ہو۔ اور بوجہ اس کی راسخ القدمی کے کفار کی امید وتوقع غلبہ منقطع ہو۔ جس موقع پر کہ کفار آنحضرت صلعم کے درپے ایذا ہوں ہر واقعہ وحادثہ میں اپنے آپ کو آنحضرت صلعم کا سینہ سپر بنایا ہو۔ اور جو سنگ (ایذا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھینکا گیا ہو اپنے اوپر جھیلا ہو۔ ہر ایک خوشی اور رنج کے موقعہ پر آنحضرت صلعم کا رفیق وشریک رہا ہو۔ پھر جب آنحضرت صلعم نے ہجرت کی اور حکم جہاد نازل ہوا تو اس کے بعد بھی اعانت ونصرت دین متین میں اوروں سے زیادہ اس نے حصہ لیا ہو۔ حل وعقد جمع رجال اور نصب قتال وغیرہ امور میں اس کا مشورہ اور اس کی رائے پذیرا ہوتی ہو ہر امر واقع میں اس کی مداخلت ومشارکت ضروری ہو۔ اور میدان کارزار کے موقعہ پر وہ سب کا پیش قدم ہو۔ انفاق مال کو اعلاء کلمۃ اللہ کا ذریعہ بنائے۔ "والعشق فنون" پھر جب اعلاء کلمۃ اللہ کے بعد اشاعت علوم کا موقع آیا، تو اس نے طریقہ روایت سیکھا ہو۔ اور لوگوں کو تعلیم قرآن کریم اور روایت حدیث کی ترغیب دی ہو۔ اگر کسی مسئلہ میں اسے اشتباہ واقع ہوا ہو، تو جماعت صحابہ کرامؓ سے سوال کرکے اس کے متعلق نص شرعی دریافت کی ہو اور اگر کسی امر میں اختلاف ہوا ہو تو اس کے متعلق قطعی فیصلہ کرکے اسے اجماع کے مرتبہ تک پہنچایا ہو اجتہاد کے طریقہ کی تعلیم دی ہو اور تحریف وتبدیل کی راہ مسدود کی ہو غرض اسی طرح ہر ایک امر اور معاملہ میں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت مرحومہ کے درمیان واسطہ ہوا ہو۔ اب اس کے بعد ہم کہتے ہیں کہ اس بیان کے بعد اگر ناظرین آیہ استخلاف آیہ تمکین، آیہ قتال مرتدین اور آیت۔

"والذین معہ اشداء علی الکفار" الخ میں ذرا بھی غور فرمائیں گے، تو یہ اوصاف جو ان صفحات میں بیان کیے گئے واضح وظاہر ہو جائیں گے۔

نکتۂ سوم

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے درمیان خلفائے راشدین کے واسطہ اور ذریعہ ہونے کے بیان میں"

جاننا چاہیے کہ یہ ہم یقیناً جانتے ہیں کہ مسائل وضو، غسل، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور احکام تلاوت قرآن وادعیہ وغیرہ اور اسی طرح طریق مناکحت، بیع وشراء اور طریق اقامت، وقضائے خصومات آنحضرت صلعم ہی سے اخذ کیے گئے ہیں۔ پس اول وآخر سلسلہ معلوم ہوا نہ مجہول۔ یہ بھی ہمیں یقیناً معلوم ہے کہ یہ مسائل واحکام ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بلاواسطہ نہیں، بلکہ بالواسطہ اخذ کیے ہیں۔ قرآن وحدیث کی بھی ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سماعت کی ہے۔ جب ہم نے مسائل واحکام شرعیہ اور قرآن وحدیث کو آنحضرت صلعم سے بلاواسطہ اخذ نہیں کیا، تو لامحالہ ہمارے اور آنحضرت صلعم کے درمیان وسائط ثابت و متحقق ہوئے۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ وسائط کون لوگ تھے۔ یہ بھی ہمیں یقیناً معلوم ہے کہ اولاً عالم کفر و جاہلیت سے بھرا ہوا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک سے اسلام کی ترویج ہوئی خواہ بطریق جہاد، خواہ بطریق تالیف قلوب پھر رفتہ رفتہ وہ حالت پیدا ہوئی جو ہم نے مشاہدہ کی کہ دنیا کے ہر گوشہ میں اسلام پھیلا، اور بادشاہان وسلاطین اسلام کو فتح ونصرت اور غلبہ حاصل ہوا۔ اس فتح و نصرت کے سلسلہ کا اول وآخر بھی ہمیں معلوم ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس فتح ونصرت اور حصول غلبہ اور دنیا کے ہر گوشہ میں مسلمانوں کے پھیلنے کے وسائط وذرائع کون لوگ تھے اب ان وسائط کے شناخت کرنے میں تھوڑی دیر تامل اور غور وفکر کرنا چاہیے۔ اور پھر متقدم کا منت واحسان متاخر پر رکھنا چاہیے۔

اب ہم ان وسائل کو ایک تمثیل دے کر سمجھاتے ہیں۔ جاننا چاہیے کہ اس اُمت کی مثال ایک مضبوط و مستحکم دیوار کی طرح ہے جس کی ہر ایک اینٹ اور پتھر اوپر سے لیکر نیچے تک اپنے نیچے کی اینٹ یا پتھر کے سہارے پر قائم وثابت ہے۔ اسی طرح آپ ان وسائط پر نظر ڈالیں کہ ہر قرن متاخر قرن متقدم سے مستمد و مستفیض ہے بایں طرق کہ ہر قرن متقدم کا منت واحسان قرن متاخر پر ہے کہ وہ اس کے حصول سعادت دارین کا واسطہ اور ذریعہ ہو۔ آمدیم برسر مطلب، اب ہم تفصیل کے مرتبہ پر آتے ہیں۔ تو جاننا چاہیے کہ اول ہر شخص کی نظر اپنے شیوخ پر پڑتی ہے جن سے وہ یہ مسائل وعلوم تعلم وتفہم کرتا ہے۔ بعدازاں سرگروہ مشائخ پر مثلاً حضرت امام ابوحنیفہؒ بہ نسبت حنفیاں، حضرت امام شافعیؒ بہ نسبت شافعیاں، اسی طرح حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی بہ نسبت قادریاں، حضرت خواجہ نقشبندؒ بہ نسبت نقشبنداں اور حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ بہ نسبت چشتیاں پھر ان بزرگوں کا سلسلہ حضرت جنید بغدادیؒ اور ان کے معاصرین علیہ الرحمۃ تک منتہی ہوتا ہے۔ اسی طرح قراء سبعہ، قرارت قرآن پاک میں، شیخ ابوالحسن اشعریؒ علم کلام میں۔ ثعلبیؒ و واحدیؒ اور ان کے امثال واقران تفسیر قرآن میں اور محمد بن اسحٰق فزاریؒ علم سیرت میں وعلی ھذا القیاس۔

اب اس مرتبہ سے اور آگے بڑھنا چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ ہر چند یہ بزرگانِ دین علم کو جمع تدوین

کرنے اور پریشان و متفرق کو جماعت کثیرہ سے اخذ کرنے کے ساتھ موصوف ہیں۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ جو کچھ جمع تدوین کیا، سلف صالحین سے اخذ کر کے کیا سلف سے جو کچھ ماخوذ تھا وہ گویا بمنزلہ روح کے تھا اور جو کچھ اُنہوں نے تحقیقات کی از قبیل تفسیر مجمل یا ہر شئی کو اپنے محل و مقام پر رکھا اور منتشر و پراگندہ کو جمع و تدوین کیا بمنزلہ نقوش لوح کے تھا پس طبقۂ اولیٰ (صحابۂ کرامؓ کا طبقہ) کو وسائط جاننا اور اُمت محمدیہؐ پر ان کا منت و احسان اعتقاد رکھنا چاہیے۔ اس کے بعد ہم کہتے ہیں کہ طبقہ اولیٰ کے توسط کے طریقے بکثرت ہیں مثلاً قرآن و حدیث کا آنحضرت صلعم سے روایت کرنا ہر شہر اور ہر قریہ میں تعلیم حدیث و قرآن اور اس کی تحریص و ترغیب دینا، علماء مقرر کرنا، مدارس بنانا، طلبہ کے حال کی نگرانی کرنا اور اُن کی توقیر کرنا وغیرہ وغیرہ، جمیع امور جو توسیع و اشاعت اسلام سے تعلق رکھتے ہیں جب آپ توسط کے معنی کو بالاجمال تفہم کر چکے تو اب یہ امر نامناسب مقام نہیں کہ ہم اسے کسیقدر تفصیل سے بیان کریں تاکہ وسائط آنحضرت صلعم کی معرفت و شناخت سہل اور آسان ہو۔

میراث اعظم جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اس اُمت مرحومہ کو ملی وہ قرآن مجید ہے۔ آنحضرت صلعم کے اخیر زمانہ سعادت تک قرآن مجید مصاحف میں جمع نہ تھے جیسا کہ کوئی دبیر یا شاعر اپنی نظم و نثر اور اپنے قصاید و قطعات کو پرچوں اور بیاضوں میں متفرق طور پر لکھتا یا لکھواتا جائے اور اسی طرح متفرق تلامذہ کے پاس چھوڑ کر اس عالم سے رخصت ہو جائے، پھر جس طرح چرٹلوں کا پرا آندھی چلنے سے منتشر ہو سکتا ہے، اسی طرح اس دبیر یا شاعر کا کوئی تلمیذ رشید ان قصائد و قطعات کو جمع نہ کرے، تو ان کے تلف و ضایع ہو جانے کا سخت اندیشہ ہے۔ لہٰذا وہ اُنہیں بالترتیب جمع کرتا ہے اور نہایت تصحیح و سعی و کوشش سے جمع کر کے اس کی اشاعت کرتا ہے کہ لوگ اس سے مستفید ہوں۔ اور اسے ان تمام لوگوں پر جو اس کلام سے مستفید ہوں، جامع کا احسان و امتنان ہوتا ہے۔ یہی نسبت امام محمدؒ بن حسنؒ کو حنفیوں کے ساتھ اور بویطیؒ کو شافعیوں کے ساتھ ہے۔ (آمدم برسر مطلب) اسی طرح خلفائے راشدین نے قرآن کریم کے جمع و تدوین میں سعی و کوشش کی، اور اسے مصاحف میں لکھوا کر اطراف و اکناف عالم میں شایع کیا۔

اسی جمع و تدوین پر (قولہ تم:۔ انا لہ لحافظون) صادق و راست آتا ہے۔ اور اس کی بشارت آیت کریمہ "ان علینا جمعہ و قرآنہ" میں بھی دی گئی ہے۔

کی بعد ازاں خود حضرت عمر فاروق نے بھی جمع ندوین قرآن کے متعلق بہت کچھ سعی و کوشش کی اور لوگوں کو اس کے اخذ کی تحریص اور ترغیب دلائی۔ پھر شیخین کے بعد حضرت عثمان غنی نے بہت سی تعداد میں قرآن مجید کے نسخے لکھوائے اور اطراف واکناف عالم میں روانہ کئے اور غیر قرآن کو محو کرا دیا۔ (اس جگہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ غیر قرآن کیا تھا جو محو کر دیا گیا سو اس کا مفصل جواب کتب، تفسیر و حدیث اور خصوصاً ان کتابوں میں دیکھنا چاہیے جو خصوصیت کے ساتھ اس باب میں تصنیف کی گئی ہیں۔ مثلاً کتاب اسباب النزول اور کتاب الناسخ والمنسوخ اور مختصراً یہ کہ اس وقت قرآن مختلف لہجوں میں پڑھا جاتا تھا۔ پس لغت قریش کو لے لیا اور باقی کو محو کر دیا۔ اسی طرح بعض آیات، منسوخ التلاوت تھیں مثلاً آیۃ الرجم۔ بعض فقرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تفسیر کے طور پر بیان فرمائے تھے مثلاً صلوۃ الوسطے کے بعد صلوٰۃ العصر کا لفظ جنہیں بعض بعض لوگوں نے جزو قرآن سمجھ کر اپنے مصحفوں میں لکھا تھا اور جامعین قرآن جانتے تھے کہ یہ جملہ اور فقرے جزو قرآن نہیں لہٰذا غیر قرآن کو محو کر دیا گیا)۔

پھر حضرت عثمان غنی کے بعد ابی بن خلف۔ حضرت ابن مسعود۔ حضرت علی مرتضیٰ نے اُس کے پڑھانے میں سعی بلیغ کی جو خلفائے راشدین کے عہدِ خلافت میں جمع کیا گیا تمام عالم میں موجود ہے اور نہ صرف مصاحف میں بلکہ سینکڑوں ہزاروں حفاظ کے سینوں میں محفوظ ہے۔ خلفائے راشدین نے قرآن مجید کے بعض مجمل مقامات کے حل کرنے میں بھی سعی و کوشش کی ہے۔ حضرت ابن عباس نے قرآن مجید کا حل لغت لکھا اور آیات کے اسباب نزول لکھے دیگر صحابہ کرام نے بھی آپ کی پیروی کی اور رفتہ رفتہ اس باب میں کئی رسالہ موجود ہو گئے۔ ثعلبی وغیرہ نے ان سب کو جمع کیا اور قرآن مجید کی تفسیریں لکھیں۔

ناظرین کو یہ بھی معلوم ہے کہ قرآن مجید کی بہترین خدمت کونسی خدمت تھی جو خلفائے راشدین نے کی وہ بہترین خدمت یہ تھی کہ صحابہ کرام نزول وحی سے پہلے اس کے متعلق سوال کیا کرتے تھے جس کے مطابق اوقات وحی نازل ہوا کرتی تھی۔ چنانچہ آیہ کریمہ وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِہٖ کے نازل ہونے سے پہلے حضرت صدیق رضؓ نے عرض کیا تھا یا رسول اللہ صؐ آپ کو اور جمیع مسلمانوں کو اپنی لغزشوں کا بدلہ یہیں دنیا ہی میں مل جائے گا۔ یہاں تک کہ قیامت کے دن ہم رب اللہ سے ملیں گے درحالیکہ ہمارے ذمہ کوئی لغزش نہ ہوگی اور دوسرے لوگوں کی لغزشیں جمع کی جائیں گی۔ اور قیامت کے دن ان کا بدلہ دیا جائے گا۔ ترمذی اس کے راوی ہیں۔ اسی طرح حضرت عمر فاروق رضؓ نے جب آیہ خمر مجمل نازل ہوئی تو دعا کی کہ اے پروردگار ہمارے لئے خمر کے بارے میں بیان شافی نازل فرما۔ چنانچہ رفتہ رفتہ وہ جمال تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا گیا قرآن مجید کے بعد اصل دین دوسرا یقین علم حدیث ہے اور کبر آنحضرت کا علم حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور امت مرحومہ کے درمیان واسطہ ذریعہ ہونے کے چند طریقے ہیں۔ اول یہ کہ حدیث روایت کریں تاکہ آفاق میں اس کی اشاعت ہو۔ دوم یہ کہ حامل حدیث کو ظاہر و مشخص کیا ہو۔ بایں طریق کہ جب کوئی مسئلہ پیش آیا ہو تو جمیع صحابہ کرام کو جمع کر کے سوال کیا ہو کہ آپ لوگوں کو اس باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث پہنچی ہے۔ اور یہ سوال اس حد تک کیا گیا ہو کہ حاضرین نے گوش ہوش سے سنا ہو اور غائبین کو اس کی خبر پہنچی ہو۔ اور اس طریق سے حامل حدیث مشخص ہو گیا ہو اور بصورت اُس کے منفرد ہونے کے شک و اشتباہ کو اس

کی جانب سے رفع کردیا ہوتا کہ حدیث قابلِ اعتماد ہوجائے۔ چنانچہ میراث جدّ میں حضرت صدیق نے اور دربارۂ غرّہ حضرت عمر فاروق نے تحقیق کیا۔ سوم یہ کہ علمائے صحابہ کو روایت کے لئے آفاق میں روانہ کیا ہو جیسا کہ حضرت عمر فاروق نے حضرت عبداللہ بن مسعود کو ایک جماعت صحابہ کے ساتھ کوفہ روانہ کیا اور معقل بن یسار، عبداللہ بن معقل، عمران بن حصین کو بصرہ روانہ کیا اور عبادہ بن صامت اور ابو درداء کو شام کی طرف روانہ کیا اور امیر معاویہ بن ابی سفیان کو جو شام پر حاکم تھے بتاکید اکید پروانہ لکھا کہ وہ ان کی حدیث سے تجاوز نہ کریں (یعنی قبول کریں)۔ پنجم یہ کہ حدیث پر علانیہ طور پر عمل کیا ہو تاکہ حدیث مجمع علیہ ہوجائے۔ پس حدیث پر عمل خلفائے راشدین کا اس حدیث کی جس پر انہوں نے عمل کیا ہو تصحیح کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بکثرت احادیث میں راویان حدیث نے بیان کیا ہے۔ فعل ذالک رسول اللہ صلی علیہ وسلم وابوبکر وعمر۔ ششم یہ کہ احادیث کہ کتاب اللہ پر زائد ہیں مثلاً ایمان بالقدر۔ حدیث معراج اور حدیث عذاب قبر وغیرہ ان سب کی طرف بر سر منبر علی رؤس الاشہاد اعلان کیا ہو کہ فلاں فلاں امور واجبات الایمان سے ہیں کہ ان پر ایمان لانا ضروری اور لابدی ہے اگرچہ وہ کتاب اللہ میں موجود نہیں پس علی رؤس الاشہاد اعلان کرنا اجمالاً ان تمام کی روایت اور ان کی تصحیح و تقویت کرنا ہے اور بتلا دینا ہے کہ وہ احادیث ضروریات دین سے ہیں۔ ہفتم یہ کہ مضامین احادیث کو اپنے خطبوں اور اپنی تقریروں میں بیان کیا ہو تاکہ اصل حدیث کی موقوفات خلیفہ سے تقویت ہو جو لوگ کہ احادیث پر سطحی نظر ڈالتے ہیں وہ اسی بات پر اڑے رہتے ہیں۔ کہ بخاری و مسلم میں حضرت صدیق کی چھ حدیثیں ہیں اور حضرت عمر فاروق کی قریباً ستر حدیثیں ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ حضرت عمر فاروق نے اجمالاً علم حدیث کو کہاں تک تقویت دی ہے اور اس کا اعلان کیا ہے کتاب و سنت کے بعد اعظم علوم کہ جس کی اشد ضرورت ہے علم فقہ ہے۔ اس علم میں کبرائے امت کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اس امت کے درمیان واسطہ ہونا بایں طریق ہے کہ انہوں نے طرق اجتہاد کی تعلیم کی ہو۔ ادلۂ اربعہ کی ترتیب کو بیان کیا ہو تخصیص عام کتاب بخاص سنت اور مجمل کتاب کی سنت مفصل سے تفسیر کرنے کا طریقہ تفہیم کیا ہو۔ چنانچہ حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق نے ان مسائل کو بوجہ اتم بیان کیا ہے علم فقہ میں خلفاء کے واسطہ ہونے کا طریقہ یہ تھا کہ انہوں نے مسائل مجتہد فیہا کو اجماع کی حد تک پہنچا دیا کہ اختلاف اٹھ جائے۔ اور جمیع امت پر وہ مسائل حجت و سند ہوں۔ علم فقہ میں ان کے واسطہ ہونے کا ایک اور طریقہ یہ تھا کہ مسائل عبادت و مناکحت مسائل بیع وشرا۔ مسائل قضا یا وسیر اور مسائل ثقافیہ میں اجتہاد کیا اور ان کے اجوبہ آفاق عالم میں شائع کئے تاکہ ہر صغیر و کبیر ان سے واقف و آگاہ ہوجائے۔

پھر علم فقہ کے بعد اعظم علوم علم احسان ہے۔ اور ہماری مراد اس سے وہ علم ہے جو آج کل علم سلوک کے نام سے موسوم ہے۔ اور قوت القلوب اور احیاء العلوم وغیرہ کتابیں جس میں تصنیف کی گئی ہیں۔ اس علم میں کبرائے امت کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور امت کے درمیان واسطہ ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ بزبان حال و بزبان قال ان علوم اور احوال و مقامات کی لوگوں کو تعلیم دے اور انہیں دونوں زبانوں کے ذریعہ ان کی تربیت کرے اور یہ علوم بزبان حال و قال اس سے شائع ہوں اور ہر صغیر و کبیر ان سے مستفید ہو جیسا کہ اس کتاب میں (اور خصوصاً اس کے مقصد دوم میں) اس کے متعلق شیخین کے احوال و اقوال بکثرت پائیں گے جو حسب موقعہ انہیں کے فضائل و مناقب میں جمع کر دیئے گئے ہیں۔ پھر ان علوم کے بعد علم حکمت ہے جس میں اخلاق فاضلہ ان کے اضداد۔ تدبیر منازل۔ سیاست مدن اور اس فن کے وہ تمام قواعد کلیہ جو عقل

وتجربہ پر مبنی ہیں بیان کئے جاتے ہیں۔ اب اس تفصیل کے بعد آپ اس امر میں غور و فکر کریں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بلاد عرب فتح ہوئے تھے نہ بلاد عجم، پھر آخر زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی نے فتنہ و فساد پھیلائے۔ اور خلفائے اسلام میں کدورت دشمنی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یہ کدورت اور فتنہ و فساد متزائد ہو گیا اب دیکھنا چاہیئے کہ ان فتنہ و فسادات کو کس نے فرد کیا۔ مرتدین سے کس نے قتال کیا۔ فتح فارس و روم کا سنگ بنیاد کس نے رکھا۔ کس نے اس میں توغل کیا اور کس کے عہد میں وہ فتح ہوئے۔ درحقیقت تمام زمین بمنزلہ ایک پرندے کے تھی۔ جس کا سر عراق تھا اور فارس و روم اس کے دو بازو اور ہند و فرنگ یا ہند و ترکستان دو پر تھے پس اس کا سر کس نے کچلا اور اس کے بازو کس نے کاٹے۔ یہی دو پیر جو ان سے بچ رہے تھے تا حال باقی ہیں۔ ایسے ہی اگر کسی کو شبہ ہو کہ جب کئی شخص واسطہ ہوئے۔ ان کئی شخصوں میں سے اول بلوغ میں کئی شخص واسطہ تھے تو ہم اس امر کے تفہم کیلئے ایک میزان پیش کرتے ہیں وہ میزان یہ ہے کہ ہمیں اول بلوغ میں واسطہ سمجھنے کے لئے اس جماعت پر نظر کرنا چاہیئے۔ کہ جو ایک شخص سے روابط رکھتی ہے۔ اور ایک سے نہیں بلکہ اپنی ہمت و توجہ شخص اول کی طرف معطوف رکھی ہے نہ شخص دوم کی طرف۔ پس وہ علم جو ہمیں بالواسطہ پہنچا ہے اس جماعت میں کما ینبغی موجود ہے تو جاننا چاہیئے کہ واسطہ اول کون ہے اور شخص ہے۔ مثلاً ہم عرض کرتے ہیں کہ اہل شام و اہل مصر حضرت علی مرتضیٰ سے روابط نہیں رکھتے ہیں باوجود اسکے زہدیات اور علم سلوک۔ ان میں باتم وجہ پایا جاتا ہے تو معلوم ہوا کہ ان علوم کی تبلیغ حضرت علی مرتضیٰ سے پہلے کسی اور نے کی ہے۔ فتامل جب یہ تینوں نکتے بیان کئے جا چکے تو اب ہم مناقب خلفائے راشدین بیان کرنا شروع کرتے ہیں۔ امید ہے کہ ناظرین ان میں غور و فکر کریں گے اور قصص و واقعات سے اصل مقصد کو تفہم کریں گے کہ کس قصہ اور کس واقعہ سے ہم ان کی کونسی خصلت و فضیلت کی طرف اشارہ کرتے ہیں وہی ھٰذا۔

مآثر حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

از انجملہ براعت نسب ہے۔ مصعب زبیری جو اپنے زمانہ کے نساب تھے (علم نسب جاننے والے) بیان کرتے ہیں کہ حضرت صدیق کو عتیق اس لئے کہتے ہیں کہ آپ کے نسب میں کوئی ایسی بات نہ تھی جس سے آپ کو کسی قسم کا عیب لگایا جا سکتا۔ کذا فی الاستیعاب۔ حضرت صدیق اشراف قریش سے اور ان کے درمیان ذی وجاہت شخص تھے زبیر بن بکار کہتے ہیں کہ حضرت صدیق ان دس اشراف قریش سے تھے جن کی شرافت و منزلت جاہلیت و اسلام دونوں میں برابر قائم رہی۔ زمانہ جاہلیت میں دیات و تاوان کے فیصلہ آپ ہی کیا کرتے تھے۔ نیز الاستیعاب میں ہے کہ حضرت صدیق زمانہ جاہلیت میں ذی وجاہت اور رؤسائے قریش سے تھے اور منصب اشناق آپ کے تفویض تھا وہ منصب یہ تھا کہ جب کوئی واقعہ قتل واقع ہوتا تو قاتل و مقتول کے قبیلوں میں لڑائی جھگڑے ہونے لگتے۔ حضرت صدیق قاتل کی طرف سے دیت کے ضامن ہوتے تب۔ یہ فتنہ و فساد فرو ہو جاتا اور اگر حضرت صدیق کے سوا کوئی اور شخص دیت کا ضامن ہوتا۔ تب بھی یہ فتنہ و فسادات

فرزند تے محمد بن اسحٰق کہتے ہیں کہ حضرت صدیق محبوب قوم اور اپنی قوم کی تالیف قلوب کرنیوالے شخص تھے۔ قریش کے نام ونسب سے آپ اچھی طرح واقف تھے اور اُن کے واقعات خیر و شر سے آگاہ آپ تجارت بھی کیا کرتے تھے۔ اور خلیق ونیک سیرت تھے آپ کی قوم کے لوگ آپ سے نہایت اُنس رکھتے تھے اور اپنے امور میں آپ سے مدد لیا کرتے تھے۔ اس لئے کہ آپ خوش مجلس اور تاجر شخص تھے اور قریش کے معاملات سے آگاہ و واقف تھے۔ حضرت انس نے قصۂ ہجرت میں بیان کیا ہے کہ حضرت صدیق شیخ نیک سیرت تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اسوقت عالم شباب میں تھے اور آپ کا کوئی ذکر و تذکرہ نہیں کیا جاتا تھا۔ (بخاری شریف)

از آنجملہ آنکہ آپ کی قوت عاقلہ و فنون عاملہ نے اسلام سے کچھ زمانہ پہلے بہت سے کام کئے ہیں۔ اس وقت انساب قریش کے متعلق جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ زبیر بن بکّار سے لیا گیا ہے۔ اور انہوں نے مُصعَب زبیری سے۔ انہوں نے بہ یک واسطہ جبیر بن مطعم سے اور انہوں نے حضرت صدیق سے اخذ کیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابت سے فرمایا کہ تم قریش کی کیونکر ہجو کرو گے حالانکہ میں بھی قریش ہی میں سے ہوں اور یہ کہ تم ابوسفیان کی کیونکر ہجو کرو گے حالانکہ وہ میرے چچیرے بھائی ہیں حضرت حسان نے عرض کیا کہ واللہ میں آپ کو ان سے جدا کر دوں گا۔ جس طرح بال آٹے سے جدا ہو جاتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ابوبکر کے پاس جایا کرو کیونکہ تمہاری نسبت وہ انساب قوم سے زیادہ واقف ہیں راوی کہتا ہے کہ حسان بن ثابت حضرت صدیق کی خدمت میں جا کر قریش کے انساب دریافت کیا کرتے تھے۔ الحدیث (ابو عمر واسکی مادی ہیں) شعر و سخن میں بھی آپ ید طولیٰ رکھتے تھے۔ مگر اسلام کے بعد آپ نے اسے ترک کر دیا الکذا ذکرہ ابو عمر ولد فی الاستیعاب) فصاحت و قوت بیانیہ میں بھی آپ پایہ عالی رکھتے تھے ابوذویب شاعر ہذلی قصہ سقیفہ بنی ساعدہ کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ انصار نے خلافت کے متعلق بہت کچھ طول طویل بحثیں کیں حضرت صدیق نے اسوقت جو گفتگو کی وہ آپ ہی کا حصہ تھا فللّٰہ درہ آپ کی تقریر طویل نہیں تھی بلکہ نہایت مختصر تھی اور جو فقرے اور جملے تھے وہ بالکل مناسب اور بامحل تھے۔ یہ ناممکن بات تھی کہ حضرت صدیق تقریر کریں اور سامعین حضرت کی طرف متوجہ نہ ہو جائیں اور آپ کے مطیع و منقاد نہ ہو جائیں۔ پھر حضرت صدیق کے بعد حضرت عمر فاروق نے تقریر کی اور بہت ہی مختصر ہاتھ پھیلا کر حضرت صدیق سے بیعت کر لی اور پھر سب لوگوں نے آپ سے بیعت کر لی شراب حضرت صدیق لے زمانہ جاہلیت ہی سے اپنے اوپر حرام کی ہوئی تھی جیسا کہ الاستیعاب میں بیان کیا گیا ہے۔ بت کو بھی حضرت صدیق نے سجدہ نہیں کیا۔ حضرت زہری فرماتے ہیں کہ حضرت صدیق کی فضیلت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ انہوں نے کبھی بت کو سجدہ نہیں کیا۔ کما ہو مذکور فی الصواعق ابن الدغنہ نے اشراف قریش کے درمیان حضرت صدیق کے فضائل بیان کرتے ہوئے کہا کہ تم میں حضرت ابوبکر جیسا شخص نہیں نکل سکتا اور نہ نکالا جا سکتا ہے۔ کیا تم ایسے شخص کو نکالنا چاہتے ہو جو گم شدہ چیز کو حاصل کرا دیتے ہیں صلہ رحمی کرتے ہیں۔ نادار، بے سہارا لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ مہمان نوازی کرتے ہیں۔ اسکی بات میں مدد دیتے ہیں۔ حضرت صدیق کے یہ اوصاف تھے کہ قریش ان میں سے ایک بات کا کبھی انکار نہ کر سکے یہی اوصاف حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

کے بیان فرمائے ہیں۔

از جملۂ فضائل حضرت صدیق یہ ہے کہ آپ نے اسلام سے پہلے ہی سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طریق محبت و فدائیت قائم کیا ہوا تھا جیسا کہ قصۂ سفر شام میں مذکور ہے۔ کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے عم بزرگ حضرت ابو طالب کے ساتھ شام گئے ہوئے تھے۔ اور بحیرا کیدراہب واپس تشریف لائے حضرت صدیق نے حضرت بلال کو آپ کے ہمراہ کر دیا تھا اور راہب نے نان کی قسم سے کچھ توشہ آپ کے ہمراہ کیا تھا۔ ترمذی و حاکم اسکے راوی ہیں۔ بعض احباب کو جو سخن کی تہ کو نہیں پہنچ سکتے اس قصہ میں باین وجہ تردد واقع ہوا ہے کہ حضرت اسوقت صغیر سن تھے۔ اور حضرت بلال کو آپ نے بعد قبول اسلام خرید کیا تھا اور یہ واقعہ قبل اسلام کا ہے احقر عرض کرتا ہے کیا نوکیائے قوم کے واقعات عجیبہ نہیں سنتے ہیں۔ جوان سے ایام صغر سنی میں صادر ہوئے مانا کہ حضرت بلال اسوقت حضرت صدیق کے غلام نہ تھے مگر حضرت صدیق کے ہمسایہ بنی جمح کے غلام تو تھے۔ حضرت صدیق کے اور ان کے درمیان بہت کچھ معاملات اور مراسم تھے۔ پھر کیونکر ناممکن ہو گیا کہ آپ بطور اجارہ یا بطور رعایت ہی حضرت بلال کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں بھیج سکتے تھے (جب ممکن ہوا تو اس قصہ میں تردد کرنیکی کوئی وجہ نہیں) !
غرض حضرت صدیق کا قبل از بعثت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مواساۃ کرنا کئی قصوں میں مذکور ہے از انجملہ صحیح ترین قصہ یہ ہے میمون بن مہران سے روایت ہے کہ حضرت صدیق نے حضرت خدیجہ کے معاملہ میں اختلاف کیا یہاں تک کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ آپ نے ان کا نکاح کرا دیا۔ (کما ہو مذکور فی الصواعق)

از فضائل حضرت صدیق یہ ہے کہ آپ نے اول بعثت ہی میں سب سے سبقت کی اور مشرف باسلام ہو گئے علمائے سیرت کا اسمیں اختلاف ہے کہ اول حضرت صدیق مشرف باسلام ہوئے۔ یا حضرت علی مرتضیٰ۔ یا حضرت خدیجہ۔ مگر اس پر سب کا اتفاق ہے کہ احرار بالغین میں سے قبول اسلام میں کسی نے حضرت صدیق سے سبقت نہیں کی اور نہ حضرت صدیق سے پہلے کسی نے قریش میں سے قبول کا اظہار کیا۔ احقر اس جگہ ایک نکتہ بیان کرتا ہے وہ نکتہ یہ ہے کہ اولیت اسلام فضائل میں اسلیئے محسوب ہوئی کہ حضرت صدیق نہ خود تن تنہا حامل اسلام ہوتے بلکہ اور لوگوں کو بھی اسلام کی ترغیب دی۔ اور بحکم الدال علی الخیر کفاعلہ ان تمام لوگوں کے اجر و ثواب میں حصہ لیا جو بعد کو مشرف باسلام ہوئے اور یہ بجز حر بالغ کے جو لوگوں میں مشہور و معروف اور سربرآوردہ قوم ہو اور کسی سے ممکن نہیں کہ قوم میں دین کا اظہار کرے اور لوگوں کو قبول اسلام کی تحریص و ترغیب دے لہذا اول بعثت میں حضرت صدیق کا اسلام قبول کرنا آپ کے مآثر میں محسوب ہوگا۔ گو اولیت حقیقیہ میں اختلاف واقع ہوا ہو۔ الّ انجملہ یہ ہے کہ حضرت صدیق کے قبول اسلام کا سبب کئی دفعہ تائید غیبی ہوئی۔ چنانچہ خود آپ نے بیان کیا ہے ایک روز آپ زمانہ جاہلیت میں ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شاخ جھکی اور آپ کے سر سے آلگی آپ یہ واقعہ دیکھتے جاتے اور کہتے جاتے تھے کہ یہ ماجرا کیا ہے۔ اس اثنا میں اس شاخ سے آپ کے کان میں آواز پہنچی کہ فلاں وقت میں ایک پیغمبر ہوگا چاہیئے کہ تم اسوقت سعادتمند ترین لوگوں

میں سے ہو جاؤ، حضرت صدیق فرماتے ہیں کہ میں نے کہا ذرا واضح طور پر کہو یہ پیغمبر کون شخص ہوگا اس کا نام کیا ہوگا اس شاخ سے آواز آئی کہ اس کا نام محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم ہے وہ میرے الیف وحبیب ہیں اس کے بعد میں نے اس درخت سے معاہدہ کیا کہ جب آپ مبعوث ہوں تو مجھے اسوقت بھی آگاہ کرنا۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو اس درخت سے پھر آواز آئی کہ اے ابن ابوقحافہ اب کوشش کا وقت ہے سعی کرو کہ کوئی شخص تم سے پہلے سبقت نہ کرے۔ صبح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا ابوبکر میں تمہیں اللہ اور رسول کی طرف بلاتا ہوں میں نے جواباً عرض کیا اشہد انک رسول اللہ بعثک بالحق سراجاً منیراً اور ایمان لے آیا۔ دوسرا قصہ آپ نے یہ بیان کیا ہے کہ قبل بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے خواب میں دیکھا کہ ایک بڑی روشنی آسمان سے نکلکر خانہ کعبہ پر گری جس سے مکہ کے تمام گھر روشن ہو گئے پھر وہ تمام روشنی جمع ہو کر میرے مکان میں بھر گئی اور میں نے اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیا۔ اس خواب کی تعبیر میں نے ایک یہودی عالم سے پوچھی اس نے کہا یونہی پریشان خیالات ہیں ان کا کوئی اعتبار نہیں۔ پھر تھوڑے عرصہ کے بعد میں تجارت کے لئے نکلا اور بحیرہ راہب سے میں نے اسکی تعبیر پوچھی۔ اُس نے پوچھا تم کون ہو۔ میں نے کہا میں قریش میں سے ہوں۔ کہا اللہ تعالے تمہارے درمیان ایک پیغمبر بھیجیگا تم اُس کی زندگی میں اُس کے وزیر ہو گے۔ اور اُس کے بعد اسکے خلیفہ پھر جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو آپ نے مجھے اسلام کی دعوت دی میں نے عرض کیا ہر ایک نبی نے اپنی نبوت پر کوئی نہ کوئی دلیل قائم کی ہے۔ آپ کی نبوت پر کیا دلیل ہے۔ آپ نے فرمایا میری نبوت کی دلیل وہ خواب ہے جو تم نے دیکھی اور جس کے متعلق یہودی عالم نے کہا کہ اس کا کوئی اعتبار نہیں اور بحیرا راہب نے کہا کہ اس کی تعبیر اس طرح ہے میں نے عرض کیا آپ کو اس کی خبر کس نے دی فرمایا جبرئیل نے میں نے کہا بس تو میں آپ سے کوئی دلیل طلب نہیں کرتا بجز اس کے کہ میں کہتا ہوں اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ واشہد انک عبدہٗ ورسولہٗ۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق کی نسبت فرمایا کہ میں نے کسی شخص کو اسلام کی دعوت نہیں دی مگر یہ کہ اس نے توقف وتردد کیا بجز ابوبکرؓ کے کہ میں نے انہیں اسلام کی دعوت دی اور انہوں نے اُس کی تصدیق کی اور کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ یہ قصہ اور واقعات کتب خصائص میں مذکور ہیں اور دلالت کرتے ہیں کہ قوت عاقلہ میں آپ کو انبیاء علیہم السلام کے ساتھ تشبہ حاصل تھا جب حضرت صدیق اسلام قبول کر چکے تو آپ کی تحریص وترغیب دلانے سے نجبار قریش میں سے ایک جماعت نے اسلام قبول کیا۔ محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت صدیق نے اسلام قبول کیا تو معاً آپ نے اس کا اظہار کیا اور لوگوں کو قبول اسلام کی تحریص وترغیب دلائی۔ محمد بن اسحاق کہتے ہیں جہاں تک مجھے علم ہے آپ کی تحریص وترغیب سے حضرت عثمان بن عفان۔ زبیر بن العوامؓ۔ عبدالرحمن بن عوف۔ سعد بن ابی وقاصؓ۔ طلحہ بن عبیداللہ نے اسلام قبول کیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آنکر نماز پڑھی۔ اس جگہ احقر ایک نکتہ عرض کرتا ہے وہ یہ کہ یہ افراد نجبائے قریش سے تھے اور ہر ایک فرد بطون قریش سے اوسط بطن تھا حضرت عثمان غنی اوسط بنی امیہ سے تھے۔ حضرت زبیر اوسط بنی اسد سے۔ حضرت سعد وحضرت عبدالرحمنؓ اوسط بنی زہرہ سے

حضرت طلحہ رضا وسط بنی تیم بن مرہ سے درحقیقت ابتدائے بعثت میں ان لوگوں کا اسلام قبول کرنا کفر و شرک کی قوت و نیزی کا ایک لخت گھٹ جانا تھا۔

اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت صدیق نے ابتدائے اسلام میں ترقی اسلام و مسلمین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اعانت میں چالیس ہزار درہم خرچ کئے۔ ہشام بن عروہ اپنی والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت صدیق مشرف باسلام ہوئے اس وقت آپ کے پاس چالیس ہزار درہم تھے آپ نے سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور راہِ خدا میں صرف کئے۔ ابو عمرو و حاکم اس کے راوی ہیں چنانچہ آخر زمانہ بعثت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق کے حق میں فرمایا کہ "بحیثیت مال اور بہ حیثیت صحبت کے مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والے ابوبکر ہیں۔ (بخاری شریف)

نیز فرمایا کہ ہم پر کسی کا احسان نہیں کہ ہم نے اُس کی مکافات نہ کردی ہو۔ بجز ابوبکر کے کیونکہ اُن کے احسان ہم پر اس قدر ہیں کہ قیامت کے دن اللہ ہی ان کی مکافات کرے گا مجھے کسی کے مال نے نفع نہیں پہنچایا جتنا کہ ابوبکر کے مال نے نفع پہنچایا ہے (ترمذی)

غلامانِ قریش میں حضرت صدیق نے غلاموں کو خرید کر آزاد کیا۔ یہ ساتوں غلام توحید و تصدیق میں راسخ القدم تھے۔ اور اس لئے ان کے آقا انہیں طرح طرح کی تکلیفیں دیتے تھے۔ انہیں میں بلال اور عامر بن فہیرہ تھے۔ ابو عمرو اس کے راوی ہیں۔ اور محمد بن اسحاق نے۔ یہ بھی روایت کیا ہے کہ آپ کے والد ابو قحافہ نے آپ سے کہا کہ تم ان کمزور غلاموں کو خرید کر کیوں کر آزاد کرتے ہو۔ آپ نے کہا میں صرف لوجہ اللہ آزاد کرتا ہوں۔ اس کے بعد لوگ بیان کرتے ہیں کہ فاما من اعطیٰ واتقیٰ وصدق بالحسنیٰ سے لیکر آخر سورہ واللیل کی آئیں بجز حضرت صدیق کے اور کسی کے حق میں نازل نہیں ہوئی ہیں۔ محمد بن اسحٰق نے غربائے مسلمین پر جور و ستم کے باب میں اس مضمون کو مفصل بیان کیا ہے۔

جب آیہ کریمہ فاصدع بما تومر نازل ہوئی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ جماعت قریش پر توحید کا اظہار کریں اور شرک کا ابطال حضرت صدیق نے عرض کیا کہ قریش کا تعصب اسوقت اس درجہ بڑھا ہوا ہے کہ بمجرد ان کلمات کے سننے کے درپئے ایذا ہو جائیں گے۔ آپ مجھے حکم کیجئے کہ یہ خطبہ قریش کو میں سنا دوں۔ غرض بحکم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق نے قریش کو ایک عجیبہ خطبہ سنایا جس میں انہوں نے آپ کو کیا کیا تکلیفیں نہ دیں مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ان دشمنوں کے جور و ستم سے خلاصی مل گئی۔ ریاض النضرہ میں یہ قصہ نہایت تفصیل سے لکھا ہوا ہے۔ یہ پہلا خطبہ تھا جو اسلام میں پڑھا گیا اور اس کا پڑھنا دفتر عشق کی شرح کرتا ہے۔

کئی دفعہ قریش آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی کے درپے ہوئے۔ اور ہر دفعہ حضرت صدیق آپ کے سینہ سپر ہوتے رہے۔ اس کے متعلق ہم اس جگہ صرف دو یا تین واقعات لکھتے ہیں۔ عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر سے مشرکین کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی کا حال پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عقبہ بن ابی معیط کو دیکھا کہ وہ آیا اور آنحضرت

صلے اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک میں کپڑا ڈالکر گلا پھانس لیا۔ آپ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے حضرت صدیق اس وقت آئے اور اُس کو دفع کیا اور کہنے لگے۔ اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ وقد جاءکم بالبینت من ربکم۔ اخرجہ البخاری۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مارنے لگے یہاں تک کہ آپکو غشی آگئی حضرت صدیق آئے اور کہنے لگے اتقتلون رجلاً ان یقول ربی اللہ ان لوگوں نے کہا یہ کون شخص ہے۔ کسی نے کہا کہ یہ مجنون ابن قحافہ ہے (اخرجہ الحاکم) اسماء بنت ابی بکر سے روایت ہے کہ مشرکین قریش مسجد حرام میں بیٹھے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کر رہے تھے اور اسکا جو آپ ان کو بتوں کے حق میں فرمایا کرتے تھے اسی اثنا میں آنحضرت صلعم بھی تشریف لائے۔ یہ لوگ آپ کی طرف بڑھے اور پوچھا کہ آپ ہی ہمارے بتوں کے حق میں یہ یہ باتیں کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں اسی طرح جب کفار آپ سے کچھ پوچھتے تو آپ سچ ہی فرماتے یہ سنتے ہی یہ لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ٹوٹ پڑے۔ اسی اثنا میں کسی نے حضرت صدیق کو خبر دی کہ جا کر اپنے صاحب کی خبر لو۔ حضرت صدیق آئے تو دیکھا کہ لوگ آپ کو گھیرے ہوئے ہیں آپ نے کہا اتقتلون رجلاً ان یقول ربی اللہ تو اب یہ لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے جدا ہو گئے اور حضرت صدیق پر ٹوٹ پڑے۔ حضرت صدیق جب یہاں سے واپس ہوئے تو آپکے سر کے بالوں کا یہ حال تھا کہ جو بال چھوتے تھے سر سے الگ نظر آتا تھا اور آپ کہتے جاتے تھے۔ تبارکت یا ذالجلال والاکرام (ابوعمرو اسکے راوی ہیں۔ الغرض اسی طرح کئی دفعہ آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کفار کی ایذارسانی کو دفع کرتے رہے۔ قصۂ ہجرت میں مذکور ہے کہ جب کوئی آپ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا حال پوچھتا تو آپ کہتے ھاد یھدینی السبیل (اخرجہ البخاری)، زوجہ ابی لہب کے قصہ میں مذکور ہے کہ جب سورہ تبت یدا ابی نازل ہوئی تو ابولہب کی زوجہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے درپے ایذا ہوئی اور حضرت صدیق سے کہنے لگی کہ تمہارے صاحب نے ہماری ہجو کی ہے۔ حضرت صدیق نے کہا آپ شاعر نہیں ہیں جو تمہاری ہجو کرتے (اخرجہ ابویعلی) ایک دفعہ مشرکین جمع ہوئے اور ایک محضر نامہ لکھ کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی پر معاہدہ کیا اس تنگ وقت میں حضرت صدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے اسی واقعہ کے متعلق حضرت ابوطالب کا یہ شعر ہے ؎ کذا فی سیرۃ ابن اسحق،

وھم رجعوا سھل ابن بیضاء راضیا
فسر ابوبکر بھا و محمدٌ

صحابہ کرام میں سب سے پہلے جس نے مسجد بنائی اور اپنے اسلام کا اعلان کیا اور مشرکین درپے ایذا ہوئے وہ حضرت صدیق تھے۔ یہاں تک کہ آپ ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے۔ ابن الدغنہ آپ کے اور قریش کے درمیان پڑا اور قریش سے عہد لیا کہ وہ آپ کو ایذا نہ دیں۔ مگر آپ پر توکل غالب آیا اور آپ نے ابن الدغنہ کی ہمسائگی کو رد کیا اور کہا انی اردالیک جوارک وارضی بجوار اللہ غرض آپ اسلام کا اعلان اور بالجہر قرأت قرآن میں مشغول ہوئے (اخرجہ البخاری فی حدیث طویل)

از جملہ فضائل حضرت صدیق یہ ہے کہ اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے غلبۂ فارس و روم کے متعلق قریش سے شرط کی

کہ روم فارس پر غالب آئے گا۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ جب فارس و روم کے درمیان جنگ ہو رہی تھی۔ مسلمان چاہتے تھے کہ روم غالب ہو۔ اس لئے کہ وہ اہل کتاب تھے اور مشرکین چاہتے تھے کہ فارس غالب ہو اسلئے کہ وہ مشرک تھے۔ مسلمانوں نے یہ واقعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ذکر کیا آپ نے فرمایا فارس کو شکست ہوگی۔ حضرت صدیق نے مشرکین سے اس کا ذکر کیا مشرکین نے کہا اچھا آپ اسکی کچھ مدت مقرر کریں تاکہ اگر روم غالب آئے تو ہم اتنا مال دینگے اور اگر ہم غالب آئے تو اس قدر مال آپ کو دینا ہوگا۔ حضرت صدیق نے پانچ سال مقرر کئے مگر پانچ سال تک بھی روم غالب نہ آئے حضرت صدیق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ذکر کیا آپ نے فرمایا تم نے دس سال سے کم کیوں مقرر نہ کئے اس کے بعد روم کو غلبہ حاصل ہوا اسی کے متعلق سورۂ روم کی یہ آیات نازل ہوئیں تھیں۔ الٓمٓ ۝ غلبت الروم فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون فی بضع سنین للہ الامر من قبل ومن بعد ویومئذٍ یفرح المومنون بنصر اللہ یعنی اب تو روم مغلوب ہوگئے پھر کچھ برسوں کے بعد غالب آئیں گے اللہ ہی کا حکم ہے پہلے بھی اور پیچھے بھی روم کو غلبہ ہوگا۔ جسدن کہ مسلمان اللہ کی مدد سے خوش ہو رہے ہونگے"۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں چنانچہ پہلے" روم مغلوب ہوگئے اور پھر کئی برسوں کے بعد غالب آئے۔ حضرت سفیان کہتے ہیں کہ ہمیں یہ خبر کہ روم کی فتح ہوئی۔ جنگ بدر کے دن ملی حاکم اس کے راوی ہیں۔ از آنجملہ یہ ہے کہ جب تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف فرما رہے۔ روزانہ حضرت صدیق کے مکان پر تشریف فرما ہوا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے اپنے والدین کو دین اسلام پر پایا اور یہ کہ ہم پر کوئی ایسا دن نہیں گذرا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صبح و شام ہمارے غریب خانہ میں تشریف نہ لائے ہوں۔ اخرجہ البخاری فی قصۃ الہجرۃ

از آنجملہ یہ ہے کہ جب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالے عنہا کا انتقال ہوگیا تو حضرت صدیق نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا کو آپ کے نکاح میں دیا۔ اور اس خاص رعایت کے ساتھ جو ادب کا اعلے نمونہ تھی حبیب بن ابی عروہ روایت کرتے ہیں کہ جب ام المومنین حضرت خدیجہ رض تعالے عنہا نے انتقال کیا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہایت محزون ہوئے۔ حضرت صدیق حضرت عائشہ صدیقہ کو لیکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ اور عرض کیا یارسول اللہ یہ آپ کا غم غلط کرے گی۔ کیونکہ اس میں حضرت خدیجہ کی بعض اوصاف بھی ہیں۔ حضرت صدیق نے یہ آپ سے مکرر عرض کیا لیکن آپ اختلاف کرتے رہے الحدیث اخرجہ الحاکم۔ خود ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضا نے بھی اس قصہ کو بیان کیا ہے آخرش یہ کہ حضرت صدیق نے عرض کیا کہ یارسول آپ کو کون امر مانع آتا ہے کہ آپ اپنے اہل کے پاس جائیں فرمایا۔ مہر حضرت صدیق نے ساڑھے بارہ اوقیہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کئے یہ اوقیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پاس بھیجدیئے۔ اور شب کو اسی مکان میں آپ میرے پاس آئے جس میں آجتک ہیں (ابو عمرو اور حاکم اسکے راوی ہیں)

از جملہ فضائل حضرت صدیق یہ ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی تو سب سے پہلے اس کی تصدیق حضرت صدیق نے کی۔ حضرت عائشہ صدیقہ بیان فرماتی ہیں۔ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کو معراج ہوئی اور ایک شب بھر میں مسجد اقصےٰ تک آپ کو سیر کرائی گئی تو صبح آپ نے لوگوں سے اس کا بیان کیا تو بہت سے لوگ جنہوں نے آپ کی تصدیق کی ہوئی تھی مرتد ہو گئے اور حضرت صدیق کے پاس دوڑے گئے اور قصہ بیان کیا آپ نے کہا میں ایک دن یا ایک رات میں اس سے بھی زیادہ مسافت طے کرنیکی تصدیق کر سکتا ہوں۔ کیونکہ میں تو تصدیق آسمانی خبر کیوجہ سے کرتا ہوں اسلئے آپ کا نام صدیق رکھا گیا۔ ابو عمرو اور حاکم اس کے راوی ہیں۔ از انجملہ یہ ہے کہ جب آنحضرت صلے علیہ وسلم نے موسم حج میں اپنے آپ کو قبائل عرب پر پیش کیا کہ آپ کی مدد کرکے سعادت و عزت حاصل کریں تو اس قسم کے ہر ایک موقعہ پر حضرت صدیق آنحضرت کے شریک حال اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جانب سے سوال و جواب کرتے رہے چنانچہ الریاض النضرۃ میں یہ تمام واقعات بروایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ مذکور ہیں۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ تب بھی حضرت صدیق آپ کے رفیق سفر تھے۔ اس سفر میں حضرت صدیق نے رفاقت کو اس درجہ کمال کے ساتھ انجام دیا کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو ثانی اثنین اذ ہما فی الغار سے ذکر فرمایا اور خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حملنی الی دار الہجرۃ کے ساتھ آپ کی مدح کی اور تمام مسلمانوں کی درمیان شائع ہوئی (یہ قصہ بھی بخاری شریف میں مفصل مذکور ہے)

از جملہ فضائل حضرت صدیق غزوہ بدر میں شریک ہونا یہ پہلا غزوہ تھا جسمیں اسلام کو فتح حاصل ہوئی لہٰذا جمیع غزوات پر اُسے خاص فضیلت و امتیاز حاصل ہے۔ حضرت صدیق کو اس غزوہ میں نمایاں خصوصیات حاصل ہوئیں۔ اور آپ کے فضائل دوبالا ہو گئے اول یہ کہ آپ اس روز آنحضرت صلے اللہ علیہ کے ساتھ خیمہ میں تھے۔ دوم یہ کہ اس روز جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی اللّٰھم انی انشدک عہدک ووعدک اللّٰھم ان شئت لم تعبد تو حضرت صدیق نے جانب غیب سے آواز عظیم قبول سنکر عرض کیا یارسول اللہ بس کافی ہے (یعنی آپ کی دعا قبول ہوئی اسکے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہتے ہوئے جنگ کے اس کلام کے معنی نکلے سیھزم الجمع و یولون الدبر احقر کے نزدیک یہ ہیں کہ حضرت صدیق کو الہام کیا گیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا مقرون باجابت ہوئی اور یہ صورت از جملہ ان واقعات کے ہے کہ جن میں صحابہ کرام کی الہام نے وحی سے سبقت کی اور پھر اُسی کے مطابق وحی نازل ہوئی بلکہ درحقیقت یہی الہام وحی ہوا بایں طریق کہ جب صحابہ کرام کو الہام کیا گیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بفراست صادقہ جان لیا کہ یہ خاطرہ جانب غیب سے تھا کہ مدبر السمٰوات والارض نے القا کیا۔ پس بہ فراست صادقہ وحی باطنی تھی جیسا کہ قصہ اذان میں رویائے صادقہ عبداللہ بن زید اور عمر فاروق کی رائے کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عزت استصواب عطا فرمائی۔ اسی طرح لیلۃ القدر میں ایک جماعت صحابہ کرام کی خواب پر آپ نے اعتماد کیا الی غیر ذلک من الوقائع۔ سوم یہ کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خیمہ سے برآمد ہو کر متوجہ کارزار ہوئے۔ تو لشکر میمنہ جس میں حضرت میکائیل تھے حضرت صدیق کے سپرد کیا۔ اور لشکر میسرہ جس میں حضرت اسرافیل تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سپرد کیا۔ حضرت علی مرتضیٰ سے روایت ہے۔ کہ جنگ بدر کے دن میں کنوئیں سے پانی نکال رہا تھا کہ میں نے ایک سخت آندھی آتی دیکھی ایسی آندھی میں نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ پھر آندھی دب گئی۔ اس کے بعد ایک

اور آندھی اُٹھی۔ اس جیسی آندھی بھی میں نے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ بجز اس کے کہ یہ آندھی پہلی کے شبیہ مگر شدت میں اس سے کم تھی۔ یہ پہلی آندھی وہ تھی جس میں حضرت جبرئیلؑ ایک ہزار فرشتہ لیکر اترے تھے اور میمنہ میں شریک ہو گئے اسی میں شریک ہو گئے اسی میں حضرت صدیق بھی تھے اور دوسری آندھی میں حضرت میکائیلؑ ایک ہزار فرشتہ لیکر اترے تھے اور یہ میسرہ میں شریک ہوئے۔ میسرہ ہی میں میں بھی شریک تھا پھر ایک اور آندھی اُٹھی اور اس میں حضرت اسرافیلؑ ایک ہزار فرشتہ لے کر اُترے تھے پھر جب اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کو شکست دی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے گھوڑے پر سوار کر لیا اور وہ مجھے لیکر دوڑا میں گرنیکے قریب ہو گیا مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے نیچے گرنے سے بچا لیا اور میں سیدھا ہو گیا پھر میں نے قوم کے ساتھ نیزہ بازی کی جس سے بغل خون آلودہ ہو گئی (حاکم اس کے راوی ہیں)

(چہارم) یہ کہ جب اسیران بدر لائے گئے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے ان کے بارے میں مشورہ کیا اور حضرت صدیق کو اسمیں پورا اختیار دیا حتے کہ آپ کی رائے پر ہی عمل کیا، اور حضرت عیسےٰ کے ساتھ آپ کو تشبیہ دی گو آخر الامر میں حضرت عمر فاروق کی رائے غالب رہی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ جنگ بدر کے دن اسارئ بدر کی بابت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ آپ لوگ ان کے بارے میں کیا صلاح دیتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ نے عرض کیا کہ آپ اس وقت لکڑیوں کے جنگل میں ہیں ان لکڑیوں میں آگ لگا کر ان لوگوں کو اس میں جھونک دیجئے۔ حضرت عباس نے کہا اللہ آپ سے قطع رحمی کرے (یعنی آپ بڑے سخت دل ہیں) حضرت عمر فاروق نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ انکی گردنیں مار دیجئے یہ لوگ آپ کے دشمن ہیں انہوں نے آپ کی تکذیب کی ہے۔ حضرت صدیق نے فرمایا (نہیں) یہ تو آپ کے قبیلہ اور آپ کی قوم کے لوگ ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان لوگوں کی مثال ان کے اگلے بھائیوں جیسی ہے جن کی نسبت حضرت نوح علیہ السلام نے کہا رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكَافِرِيْنَ دَيَّارًا اور حضرت موسےٰ علیہ السلام نے کہا ربنا اطمس علےٰ اموالھم واشدد علی قلوبھم الایۃ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے کہا ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفر لھم فانک انت العزیز الحکیم اس کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اور تم تنگدست قوم ہو سو یا ان سے فدیہ لے لو یا ان کی گردنیں مار دو۔ حاکم اس کے راوی ہیں۔ از انجملہ یہ ہے کہ غزوہ احد میں بھی حضرت صدیق کو فضائل عظیمہ حاصل ہوئے اول یہ کہ حضرت حضرت صدیق نے جنگ احد کے دن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اذیت دور کرنے میں غایت درجہ کوشش کی محمد بن اسحٰق روایت کرتے ہیں کہ جنگ احد کے دن جب مسلمانوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا تو سب آپ کے پاس جمع ہو گئے اور آپ انکے ساتھ ایک گھاٹی میں اُتر گئے اس وقت آپ کے ساتھ حضرت صدیق۔ حضرت عمر فاروق۔ حضرت علی مرتضیٰ۔ طلحہ بن عبید اللہ۔ زبیر بن عوام حارث بن الصمہ اور ایک اور جماعت مسلمانوں کی تھی۔ حضرت عائشہ صدیقہ حضرت صدیق سے روایت کرتی

ہیں کہ جنگ احد کے دن جب مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے متفرق ہو گئے تو حضرت صدیق فرماتے ہیں سب سے پہلے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا جب میں نے دور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور میں واپس ہوا۔ تو ایک شخص پیچھے سے آنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دھوکہ میں مجھ سے جھوم گیا اور یہ ابو عبیدہ بن جراح تھے۔ الحدیث (حاکم اسکے راوی ہیں) اس متفرق ہونے سے فرار ہونا مراد نہیں ہے۔ بلکہ فوج کفار کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فوج میں گھس آنے سے مسلمانوں کا منتشر ہونا۔
دوم یہ کہ اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کفار قریش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جن لوگوں کو شمار میں لاتے تھے وہ یہی دو شخص تھے جن کا نام لیکر ابو سفیان نے پوچھا براء بن عازب سے روایت ہے کہ ابو سفیان ہماری طرف بڑھا (یعنی جنگ احد کے دن جب کہ ہم منتشر ہو گئے تھے) اور پوچھا کہ کیا تم میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں آپ نے کہا اسے جواب نہ دو پھر پوچھا تم میں ابن ابی قحافہ ہیں آپ نے کہا اسے جواب نہ دو پھر پوچھا تم میں ابن خطاب ہیں اسکے بعد ابو سفیان نے کہا معلوم ہوا یہ لوگ مارے گئے ورنہ جواب ضرور دیتے۔ یہ سنکر حضرت عمر فاروق سے نہ رہا گیا اور پکار کر کہا جھوٹا ہے تو اے دشمن خدا ابھی اللہ نے تجھے رسوا کرنے کے لئے باقی رکھا ہے۔ (بخاری شریف)
سوم یہ کہ جنگ اُحد کے بعد جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تعاقب کفار کی طرف متوجہ ہوئے تو حضرت صدیق آپ کے شریک تھے۔ آیہ کریمہ الذین استجابوا للہ والرسول کے تحت میں حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے عروہ بن زبیر سے فرمایا کہ جنگ احد کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ تکلیف پہنچی اور مشرکین واپس آگئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوف ہوا کہ کہیں مشرکین پھر واپس نہ آجائیں تو آپ نے فرمایا ان کے تعاقب کے لئے کون کون لوگ جا سکتے ہو ستر شخصوں نے جانا منظور کیا جن میں حضرت ابو بکر اور زبیر بھی تھے (بخاری شریف) از انجملہ غزوہ خندق میں لشکر کا ایک جانب حفاظت کے لئے حضرت صدیق کو مقرر کیا تھا۔ اسی جگہ جہاں حضرت صدیق ٹھہرے تھے بمقام غزوہ خندق ایک مسجد بنی ہوئی تھی۔
از انجملہ یہ ہے کہ غزوہ مریسیع (اسے غزوہ بنی مصطلق بھی کہتے ہیں اور مریسیع ایک مشہور و معروف چشمہ کا نام ہے جو حجاز میں واقع ہے) میں جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو منافقین نے متہم کیا اور وہ باتیں کہیں جو ناگفتنی تھیں یہ لوگ طرح طرح کی ذلتوں میں مبتلا ہوئے اور جن لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہ کی براۃ میں توقف کیا۔ معتوب ہوئے اور حضرت صدیق کو اس واقعہ میں فضائل نمایاں حاصل ہوتے بوجوہ چند۔
اول یہ کہ اس واقعہ ہوشربا میں حضرت صدیق سے کمال انقیاد و تسلیم اور فدائیت ظہور میں آئی۔ حضرت عائشہ سے اس واقعہ افک کے متعلق روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور تشہد کے بعد فرمایا کہ ای عائشہ مجھے تمہاری نسبت ایسی ایسی خبر ملی ہے اگر تم اس معاملہ میں بری ہو اللہ تمہاری براۃ نازل کرے گا اور اگر تم سے اس میں کچھ لغزش ہوئی ہے تو اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگو وہ تمہاری بخشش کرے گا۔ کیونکہ جب کسی سے کوئی لغزش ہو جاتی ہے اور پھر وہ توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکی

توبہ قبول کرتا ہے۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنا مقولہ پورا کر چکے تو میرے آنسو یہاں تک خشک ہو گئے کہ میں ایک قطرہ بھی محسوس نہیں کر سکتی تھی۔ میں نے اپنے والد حضرت صدیق سے کہا میری طرف سے جواب دو آپ نے کہا میں کیا جواب دوں واللہ میں اس بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ (بخاری شریف)

دوم یہ کہ جب حضرت عائشہ صدیقہ کی برأة نازل ہوئی تو اس برأة میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق بھی شامل ہوئے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا اولئک مبرؤن مما یقولون اس لئے کہ معاذ اللہ واقعہ افک اگر متحقق ہوتا تو اس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اور حضرت صدیق کا دامن بے لوث نہیں رہ سکتا تھا کیونکہ اس قسم کے امور میں صاحب فراش اور والد عورت بھی ہدف ملامت اور مورد ننگ و عار سمجھا جاتا ہے سوم یہ کہ مسطح بن اثاثہ کو حضرت صدیق کچھ دیا کرتے تھے بوجہ شرکت افک و تہمت آپ نے اس کا وظیفہ بند کر دیا تو اس باب میں آیت نازل ہوئی۔ ولا یاتل اولو الفضل منکم والسعۃ ان یوتوا اولی القربی الآیہ حضرت عائشہ صدیقہ روایت فرماتی ہیں کہ حضرت صدیق مسطح بن اثاثہ کو بوجہ قرابت کچھ دیا کرتے تھے وہ آپ نے بند کر دیا اور کہا واللہ اب میں اسکو کبھی نہ دوں گا تو اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ولا یاتل اولو الفضل منکم والسعۃ الی غفور رحیم حضرت صدیق نے کہا کیوں نہیں میں دوست رکھتا ہوں کہ اللہ میری مغفرت کرے۔ پھر آپ نے وظیفہ جاری کر دیا اور کہا واللہ اب کبھی موقوف نہیں کروں گا (بخاری شریف)
حضرت ابن عباس اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالےٰ حضرت صدیق سے یوں خطاب کرتا ہے کہ ہم نے تمہیں فضل و کشائش اور صلہ رحمی عطا کی سو تم مسطح پر تلطف کرو۔ کیونکہ اسے تم سے قرابت حاصل ہے اور نیز صاحب ہجرت و تنگدستی ہے۔ (ذکرہ الواحدی فی الوسیط)

ازجملہ فضائل حضرت صدیق یہ ہے کہ حدیبیہ کے دن بھی آپ کے فضائل و مناقب ظاہر ہوئے اور ان سے آپ کی فضیلت دوبالا ہو گئی اول یہ کہ جب حضرت صدیق کا عروہ بن مسعود جو صلح کرانے کی غرض سے آیا ہوا تھا، کے ساتھ مذاکرہ ہوا تو آپ نے اسے بری طرح جھڑک دیا برا بھلا کہا تاکہ مسلمانوں کی قوت ظاہر ہو۔ چنانچہ اس پر فائدہ مرتب ہوا کہ عروہ بن مسعود نے قریش سے جا کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تمکنت اور آپ کی مدد و نصرت کے لئے ان کی سرگرمی بیان کی اور آخر کو صلح ہو گئی وہ مذاکرہ یہ تھا کہ عروہ بن مسعود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر کہہ رہا تھا کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم، اگر آپ اپنے گروہ کا استیصال کریں تو آپ نے اس سے پہلے کسی عرب کا واقعہ سنا ہے۔ جس نے اپنے گروہ کا استیصال کیا ہو میں یقیناً کہتا ہوں کہ اگر آپ نے اب کی دفعہ جنگ کی تو میں ان لوگوں کے منہ دیکھ رہا ہوں جو لڑائی کے وقت بھاگ جائیں گے اور آپ کو تنہا چھوڑ دینگے۔ اس پر حضرت صدیق نے اُسے جھڑکا اور کہا چل نامراد اپنا راستہ لے کیا تو یہ خیال کرتا ہے کہ ہم لڑائی کے وقت بھاگ جائیں گے اور آپ کو تنہا چھوڑ دیں گے عروہ بن مسعود نے کہا یہ کون ہیں کہا ابوبکر صدیق عروہ بن مسعود نے کہا اگر آپ کا مجھ پر کوئی احسان نہ ہوتا اور میں نے آپ کو اس کا بدلہ بھی نہ دے دیا ہوتا تو میں آپ کو ضرور اس کا جواب دیتا۔ دوم یہ کہ داسی صلح حدیبیہ کے

متعلق) حضرت عمر فاروق کا خون حمیت جوش میں آیا تو ان کے سوالوں کا جواب حضرت صدیق نے ہو بہو وہی دیا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا جس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت صدیق کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا نسبت تھی اور کہ یہ علوم پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق کے نفس میں کہاں تک منطبع و منعکس ہو گئے تھے۔ حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں کہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول کیا آپ نبی برحق نہیں ہیں فرمایا کیوں نہیں عرض کیا تو پھر کیا ہم حق پر نہیں ہیں اور ہمارے دشمن ناحق پر فرمایا کیوں نہیں میں نے عرض کیا تو پھر ہم کیوں دینی معاملہ میں نیچی کھائیں۔ فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں میں اللہ کی نافرمانی کرنے والا نہیں اللہ میری مدد کرنے والا ہے میں نے عرض کیا۔ آپ نہیں بیان کیا کرتے تھے کہ ہم بیت اللہ کا طواف کرینگے آپ نے فرمایا کیوں نہیں۔ مگر کیا میں نے تم سے یہ بھی کہا تھا کہ ہم اسی سال بیت اللہ کا طواف کرینگے۔ میں نے عرض کیا نہیں تو آپ نے فرمایا تو بس تم بیت اللہ میں آؤ گے۔ اور اس کا طواف کرو گے۔ حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں کہ اسکے بعد میں حضرت صدیق کی خدمت میں آیا اور کہا کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نبی برحق نہیں فرمایا کیوں نہیں میں نے کہا کیا ہم حق پر نہیں اور ہمارے دشمن ناحق پر فرمایا کیوں نہیں میں نے کہا پھر ہم کیوں دین کے معاملہ میں نیچی کھائیں۔ فرمایا بات یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں آپ اللہ کی نافرمانی نہیں کرینگے اللہ آپ کی مدد کرے گا جاؤ آپ کے ہمرکاب رہو قسم ہے اللہ کی اللہ آپ کی مدد کرے گا۔ میں نے عرض کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہیں فرمایا کرتے تھے کہ ہم بیت اللہ کا طواف کریں گے آپ نے کہا کیوں نہیں مگر کیا آپ نے یہ بھی فرمایا تھا۔ کہ ہم اسی سال بیت اللہ کا طواف کرینگے میں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا تو بس تم خانہ کعبہ میں آؤ گے اور اس کا طواف کرو گے حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں کہ پھر میں نے اس جرأت کے کفارے میں بہت سے نیک کام کیئے (بخاری شریف) سوم یہ کہ پھر آئندہ سال اختیار جنگ یا صلح کے متعلق مختلف مشورہ دیئے گئے اور آخر الامر حضرت صدیق کے مشورہ پر بات قرار پائی۔ قصہ یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ کے قریبًا ایک سال بعد قبیلہ خزاعہ سے ایک جاسوس بھیجا ہوا تھا کہ وہ قریش کی جمعیت اور طاقت کی خبر لائے اور خود بھی بیت اللہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ آپ کے حدیبیہ پہنچنے سے پہلے جاسوس واپس ہوا اور بمقام غدیر الاشطاط آپ کو ملا اس نے بیان کیا کہ قریش نے بڑی جمعیت اکٹھی کی ہے۔ اور مختلف قبیلے کے لوگوں کو جمع کیا ہوا ہے۔ وہ ضرور آپ سے لڑیں گے اور خانہ کعبہ کا طواف کرنے سے مانع آئیں گے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ پھر آپ لوگ کیا مشورہ دیتے ہیں۔ کیا میں پہلے ان لوگوں کی طرف متوجہ ہوں جو مجھے خانہ کعبہ کا طواف کرنے سے مانع آئیں گے۔ پس اگر وہ لڑیں گے تو ہمارے حال کی مشرکین کو خبر نہیں والا ہم ان سے تعرض نہ کرینگے۔ حضرت صدیق نے کہا یا رسول اللہ آپ تو خانہ کعبہ کا طوف کرنے کے لیئے نکلے ہوئے ہیں سو آپ خانہ کعبہ کی طرف چلیں۔ اگر ہمیں کوئی روکے گا۔ اور مانع آئیگا۔ تو ہم اس سے لڑیں گے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا اللہ کا نام لیکر چلو (بخاری)

اسی طرح غزوہ خیبر میں بھی حضرت صدیق شریک تھے اور بمقتضائے سیرت و عادت آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم کہ آپ ان کے ساتھ معاملہ منتظر الامارت رکھتے تھے - امیر لشکر کئے گئے - اگرچہ آخر الامر میں خیبر حضرت علی مرتضیٰ کے ہاتھ پر فتح ہوا - سلمہ بن اکوع سے روایت ہے - کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بعض حصون پر خیبر کے حضرت صدیق کو روانہ کیا آپ نے جنگ میں بہت کچھ سعی وکوشش کی مگر فتح حاصل نہ ہوئی حاکم اسکے راوی ہیں) از انجملہ یہ ہے کہ سریہ بنی فزارہ پر بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق کو امیر کیا سلمہ بن اکوع سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق کو ہم پر امیر بنا کر بنی فزارہ کی طرف روانہ کیا ہم گئے اور بنی فزارہ کے ساتھ لڑے یہاں تک کہ ہم ان کے پانی کے قریب پہنچ گئے اب ہم کو حضرت صدیق نے شب گزارنے کا حکم کیا - بعد نماز صبح ہم نے پھر قتل وغارت شروع کیا اور دشمن کے بہت سے آدمی مارے گئے اور جو کچھ رئیس تھے وہ بھاگ اُٹھے جن میں لڑکے بچے اور عورتیں بھی تھیں یہ لوگ پہاڑ پر چڑھنا چاہتے تھے کہ میں نے انہیں تیر مارا اور تیر دیکھ کر یہ کھڑے ہو گئے - بعد ازاں میں انکو ادھر گھیر کر حضرت صدیق کے پاس لے آیا ان میں بنی فزارہ کی ایک عورت تھی اور اُسکے ساتھ ایک لڑکی تھی نہایت حسین یہ لڑکی حضرت صدیق نے غنیمت میں مجھے دیدی اور مدینہ طیبہ جاکر یہ لڑکی میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ آپ کی نذر ہے میں نے اسے چھوا تک نہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس لڑکی کو مکہ بھیجدیا - ان مسلمانوں کے فدیہ میں جو مشرکین مکہ کے پاس اسیر تھے - (حاکم اسکے راوی ہیں)

از انجملہ یہ ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ملوک آفاق کو نامے لکھے اور انکی تبلیغ کے لئے آپ نے ایک جماعت کو روانہ کیا - اسوقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپ حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق کو اس کے لئے کیوں روانہ نہیں کرتے، اس کے جواب میں جو کچھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس میں شیخین کی فضیلت بصراحت مذکور ہے حذیفہ بن یمان سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ میں آفاق میں لوگوں کو روانہ کروں کہ وہ لوگوں کو فرائض وسنن کی تعلیم کریں جیسا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے حواریین کو روانہ کیا تھا - عرض کیا گیا آپ حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق کو اس کام کے لئے کیوں روانہ نہیں کرتے فرمایا میں ان سے بے پرواہ نہیں ہوں وہ دین میں میرے بمنزلہ آنکھ کان کے ہیں (حاکم اس کے راوی ہیں) از انجملہ یہ ہے کہ حضرت صدیق مصالح مسلمین کے بارے میں شب وروز مشورہ کرتے رہتے تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آپ کے حسب مشورہ عمل فرماتے تھے - چنانچہ حضرت ابن عباس نے آیہ وشاورہم فی الامر کی تفسیر میں ہم کی تفسیر حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق سے کی ہے - حضرت عمر فاروق سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم شب کو امور مسلمین میں حضرت صدیق سے مشورہ کیا کرتے تھے - میں بھی اس وقت آپ ہی کے ہمراہ ہوتا تھا (امام احمد اس کے راوی ہیں) عبدالرحمن بن غنم سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق سے اور حضرت عمر فاروق سے فرمایا کہ جب آپ دونوں کسی مشورہ میں جمع ہو جاتے ہیں تو میں آپ کی مخالفت نہیں کر سکتا

(امام احمد - اسکے راوی ہیں) ازاں جملہ یہ کہ جب ازواج مطہرات نے ایکہ کرلیا اور سورہ تحریم نازل ہوئی تو اسمیں کلمہ صالح المومنین سے حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جیساکہ حضرت ابوامامہ نے قولہ تعالی فان اللہ ھو مولاہ وصالح المومنین کے تحت میں بیان کیا ہے کہ صالح المومنین سے حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق مراد ہیں (حاکم اس کے روای ہیں) اسی کا شاہد حدیث نعمان بن بشیر ہے کہ حضرت صدیق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے اور حاضر ہونے سے پہلے حضرت عائشہ صدیقہ کی آواز سن چکے تھے - اندر جاتے ہی آپ حضرت عائشہ صدیقہ کی طرف بڑھے اور قریب تھا کہ انہیں ماریں اور کہنے لگے کہ تم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے آواز بلند کرتی ہو - ابوداؤد اسکے راوی ہیں - ازانجملہ یہ ہے کہ حضرت صدیق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کتمان ستر میں نہایت سعی و کوشش کیا کرتے جیساکہ قصہ حضرت حفصہ میں مذکور ہے کہ آپ نے فرمایا میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے راز کا افشا نہیں کرسکتا (بخاری شریف)

ازانجملہ یہ ہے کہ حضرت صدیق ہر خیر و نیکی میں سبقت کرتے تھے یہاں تک کہ صحابہ کرام کے درمیان آپ سباق الی الخیر کے لقب سے مشہور تھے اور بہ بکثرت واقعات سے ثابت آیا ازانجملہ یہ ہے کہ جب جمعہ کے روز شام کا قافلہ آیا اور لوگ مسجد سے اٹھکر اس قافلہ میں چلے گئے (یہ غلہ کا قافلہ تھا) - اور صرف تھوڑے سے لوگ رہ گئے - حضرت جابر سے روایت ہے کہ اس درمیان میں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے کہ مدینہ سے قافلہ آیا لوگ خبر ملتے ہی اس قافلہ میں چلے گئے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف بارہ آدمی رہ گئے - انہیں باقی لوگوں میں حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق بھی تھے - ترمذی اسکے راوی ہیں۔

ازانجملہ یہ ہے کہ فتح مکہ کے دن حضرت صدیق کو بہت سے فضائل حاصل ہوتے - اول یہ کہ قبل واقعہ ابوسفیان - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت صدیق کی خدمت میں آیا اور صلح کا خواستگار ہوا - اور حضرت صدیق کے پاس آنے کی وجہ بجز اسکے اور کچھ نہ تھی کہ مسلمانوں کے درمیان حضرت صدیق کو امتیاز حاصل تھا محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ اول ابوسفیان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور گفتگو کی - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ جواب نہ دیا - پھر حضرت صدیق کی خدمت میں آیا اور کہا کہ آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ہماری صلح کی بابت کہیں - حضرت صدیق نے فرمایا میں کچھ نہیں کہہ سکتا - بعدازاں وہ حضرت عمر فاروق کے پاس آیا - اور صلح کی بابت گفتگو کی حضرت عمر فاروق نے فرمایا میں تو تمہاری سفارش کردوں گا - واللہ اگر میں تم میں ایک چیونٹی کے برابر قوت پاؤں گا تب بھی تم سے جہاد کردوں گا - دوم یہ کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہونے لگے تو حضرت صدیق کی طرف متوجہ ہوئے - اور فرمایا حسان نے اس کے متعلق کیا کہا ہے - حضرت عمر فاروق سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم داخل مکہ لگے تو عورتیں آئیں اور گھوڑوں کے منہ پر اوڑھنیوں کے پلو جھلنے لگیں - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور حضرت صدیق سے فرمانے لگے کہ حسان نے کیا کہا ہے حضرت صدیق نے ان کے اشعار پڑھکر سنائے - وہی ہذہ

عدمت بنیتی ان لم تروہا ٭ تثیر النقع من کنفی کداء ٭ ینازعن الاسنۃ مسرعات ٭ یلطمہن بالخمر النساء

(ترجمہ) میری اولاد مرے اگر وہ نہ دیکھیں گھوڑوں کو جو مقام کدا پر غبار اڑاتے جاتے ہوں، اور لگام سے جلدی کی بنا پر جھگڑتے ہوں۔ اور عورتوں کی اوڑھنیوں سے طمانچے کھاتے ہوں۔ (کدا ایک پہاڑی۔ باب عمرہ کی جانب) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جس جانب کا حسان نے ذکر کیا ہے اسی جانب سے مکہ میں داخل ہو۔ حاکم اس کے راوی ہیں۔ دوم یہ کہ فتح مکہ کے دن ہی حضرت صدیق کے والد مشرف باسلام ہوئے۔ یہ خاص فضیلت حضرت صدیق کے والد ہی کو حاصل تھی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی چار پشت کو دیکھے ہوئے تھے اور مشرف باسلام ہوئے۔ محمد بن اسحٰق بیان کرتے ہیں کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں داخل ہوئے تو اولاً مسجد حرام میں تشریف لائے۔ اسی اثنا میں حضرت صدیق اپنے والد کو لیکر آئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑے بوڑھے آدمی ہیں انہیں کیوں تکلیف دی میں ان کے پاس چلا آتا۔ حضرت صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ اس بات کے زیادہ مستحق تھے کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوں بہ نسبت اس کے کہ آپ ان کے پاس تشریف لے جاتے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے سامنے بٹھلایا اور انکے سینہ پر ہاتھ پھیر کر فرمایا اسلام لے آؤ۔ چنانچہ مشرف باسلام ہوگئے۔ الحدیث۔ حضرت علی مرتضیٰ سے روایت ہے کہ آیت حتی اذا بلغ اَشُدَّہٗ وبلغ اربعین سَنَۃً اسلم ابواہ جمیعاً۔ مہاجرین میں سے یہ بات بجز حضرت صدیق اور کسی میں مجتمع نہیں ہوئی کہ اس کے والدین بھی اس کے ساتھ مشرف باسلام ہوئے ہوں اور اللہ تعالےٰ نے اسے انکے حق میں وصیت کی ہو واحدی اس کے راوی ہیں۔ موسیٰ بن عقبہ سے روایت ہے کہ نسل واحد سے پے در پے چار شخصوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بجز ابو قحافہ حضرت صدیق اور آپ کے بیٹے عبد الرحمٰن اور ابو عتیق بن عبد الرحمن بن ابی بکر کے اور کسی نے نہیں دیکھا واحدی اس کے راوی ہیں۔ ازانجملہ یہ کہ قصہ حنین میں حضرت ابو قتادہ کے متعلق حضرت صدیق کی رائے کو شرف قبولیت حاصل ہوا۔ واقعہ حنین میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو شخص اپنے قتیل پر شہادت پیش کرے اس کا سامان اسکے لئے ہے حضرت ابو قتادہ کہتے ہیں لہذا میں اپنے قتیل پر شہادت ڈھونڈھنے کھڑا ہوا مگر کوئی شخص شاہد مجھے دکھائی نہ دیا۔ پھر مجھے شاہد نظر آیا۔ اور میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا ایک شخص آپ کے جلیساء میں سے بولا اسکے قتیل کے اسلحہ میرے پاس ہیں سو آپ انہیں (ابو قتادہ کو) مجھ سے راضی کرا دیجئے۔ حضرت صدیق نے کہا ہرگز نہیں کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ایک گیدڑ کو آپ شیر خدا کے ہم پلہ کر دینگے۔ اور شیر خدا کو چھوڑ دینگے۔ جو اللہ و رسول کی طرف سے لڑتا ہے حضرت ابو قتادہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور میرے قتیل کا سامان مجھے دیدیا اس سے میں نے ایک باغ خریدا اور میرا یہ پہلا سرمایہ تھا جو میں نے جمع کیا۔ (بخاری شریف) ازانجملہ غزوہ طائف میں حضرت صدیق کو کئی فضیلتیں حاصل ہوئیں اول یہ کہ اس غزوہ میں آپ کے فرزند مجروح ہوئے اور اسی جراحت میں انہوں نے شہادت پائی۔ چنانچہ الاستیعاب میں مذکور ہے کہ عبد اللہ بن ابی بکر غزوہ طائف میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے ہوئے تھے ایک تیر سے جو انہیں زخم پہنچا تھا وہ دنبل ہو گیا اور آخر کار اسی میں بعہد خلافت اپنے والد کے انہوں نے وفات پائی۔ دوم

یہ کہ محاصرہ حصن طائف بغیر فتح کئے واپس آنا اور یہ باشارہ و تعبیر حضرت صدیق تھا۔ محمد بن اسحق بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جب کہ آپ بنی ثقیف کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ ایک خواب دیکھی کہ آپ کو کسی نے ایک پیالہ مسکہ ہدیہ دیا ہوا ہے اور یہ کہ ایک مُرغ نے اس پیالہ میں چونچ ماری اور جو کچھ مسکہ تھا گر گیا حضرت صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نہیں خیال کرتا کہ آج آپ کفار پر فتح پا سکیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بھی یہی خیال کرتا ہوں از انجملہ یہ ہے کہ غزوہ تبوک میں بھی حضرت صدیق کو بہت سے فضائل حاصل ہوئے اوّل یہ کہ انفاق مال میں آپ سب سے سبقت کر کے گوئے سعادت لے گئے اسلم حضرت عمر وفاروق سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو حکم دیا کہ ہم مال صدقہ کریں اسوقت میرے پاس مال تھا میں نے ارادہ کیا کہ اگر آج ممکن ہوا تو میں حضرت صدیق سے سبقت لیجاؤں گا۔ لہٰذا میں نصف مال لیکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا اہل وعیال کیلئے کیا چھوڑا میں نے عرض کیا اسی قدر اور حضرت صدیق کل مال لیکر حاضر ہوئے آپ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل وعیال کے لئے کیا چھوڑا عرض کیا انکیلئے اللہ ورسول کو چھوڑ آیا ہوں۔ اس روز سے میں نے جان لیا کہ میں حضرت صدیق سے کبھی سبقت نہیں لے جا سکتا۔ ترمذی اس کے راوی ہیں۔ دوم یہ کہ غزوہ تبوک میں لشکر کے سپہ سالار حضرت صدیق تھے اور لشکر کی امامت بھی آپ کے تفویض کی گئی تھی۔ سوم یہ کہ اثناء راہ میں ایک روز آخر شب کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چند شخصوں کے ساتھ ٹھہر گئے اور لشکر آگے چلا گیا اس وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے کہ اگر لشکر صدیق اور فاروق کی اطاعت کرے گا راہ پائے گا۔ (مسلم شریف میں یہ قصہ مفصل مذکور ہے)

نویں سال ہجرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت صدیق کو امیر الحج مقرر کرنا

از جملہ فضائل حضرت صدیق یہ ہے کہ سنہ ۹ ہجری کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق کو امیر الحج مقرر کیا۔ بعض لوگوں کو اس واقعہ میں سخت غلطی واقعہ ہوئی ہے انہوں نے خیال کیا ہے کہ حضرت صدیق کے بعد حضرت علی مرتضیٰ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا روانہ کرنا حضرت صدیق کا معزول کرنا تھا۔ اور یہ غلط ہے تحقیق یہی ہے کہ امیر الحج حضرت صدیق اور حضرت علی مرتضیٰ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تتمہ کے طور پر روانہ فرمایا "بایں طریق کہ تبلیغ سورہ براۃ آپ کے تفویض کی تھی۔ محمد بن صلی سے روایت ہے کہ جب سورہ براۃ نازل ہوئی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق کو امیر الحج بنا کر روانہ کر چکے تھے۔ عرض کیا گیا کہ سورۃ براۃ بھی حضرت صدیق کے پاس بھیجدیں آپ نے فرمایا اسکی تبلیغ میرے اہلبیت میں سے کوئی شخص کرے گا۔ اسکے بعد آپ نے حضرت علی المرتضیٰ کو طلب کیا اور پھر فرمایا سورہ براۃ کا صدر لیکر جاؤ اور قربانی کے بعد جب کہ لوگ منیٰ میں جمع ہوں گے اعلان کر دینا کہ "کوئی کافر جنت میں داخل نہ ہوگا اور یہ کہ آج کے بعد کوئی مشرک حج کو نہ آئے۔ اور نہ کوئی برہنہ شخص خانہ کعبہ کا طواف کرے جس کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ ہو وہ اسکی مدت تک ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی پر سوار ہو آپ کا فرمان لیکر روانہ ہوئے۔ حضرت صدیق نے جب آپ کو

اس شان کے ساتھ آتے ہوئے دیکھا تو دریافت کیا کہ آپ امیر ہو کر آئے ہیں یا مامور ہو کر۔ حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا میں مامور ہو کر آیا ہوں (یہاں سے صاف ظاہر ہے کہ امیر الحج حضرت صدیق ہی تھے) غرض دونوں گئے حضرت صدیق نے لوگوں کو حج کرایا۔ عرب اس دفعہ بھی اپنے انہیں مقامات میں قیام کئے ہوتے تھے جہاں پر کہ وہ زمانہ جاہلیت میں کیا کرتے تھے پھر قربانی کے دن حضرت علی کھڑے ہوئے۔ اور آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی تبلیغ کی، اور پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس آئے۔ محمد بن اسحٰق اس کے راوی ہیں حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق کو بھیجا ہوا تھا کہ آپ ان کلمات کی جو اوپر مذکور ہوئے تبلیغ کریں۔ پھر آپ کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ کو بھی روانہ کیا ابھی حضرت صدیق راستہ ہی میں کسی منزل پر آرام کے لئے ٹھہرے ہوئے تھے کہ آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی آواز سنی اور گھبرا کر نکلے کہ کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں مگر دیکھا کہ حضرت علی مرتضیٰ ہیں آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نامہ حضرت صدیق کو دیا کہ آپ (حضرت صدیق) کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے امیر الحج کیا ہے۔ اور حضرت علیؓ کو حکم دیا ہے کہ وہ ان کلمات (آگے مذکور ہوں گے) کی تبلیغ کریں۔ چنانچہ ایام تشریق میں حضرت علی مرتضیٰ نے ان کی تبلیغ کی۔ اور وہ کلمات یہ ہیں۔ ان اللہ بریٔ من المشرکین ورسولہ فسیحوا فی الارض اربعۃ اشھر ولا یحجن بعد العام مشرک ولا یطوفن بالبیت عریان ولا یدخل الجنۃ الا مومن پھر جب حضرت علی مرتضیٰ کی آواز بیٹھ گئی تو حضرت صدیق ان کلمات کا اعلان کرنے لگے۔ علاوہ ازیں اس شبہ کا ازالہ حضرت صدیق کے اس خطبہ سے بھی ہو سکتا ہے۔ جو آپ نے موسم حج میں پڑھا۔ اور نسائی شریف میں مذکور ہے۔ از انجملہ یہ کہ حجۃ الوداع میں بھی حضرت صدیق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب تھے اور آنحضرت کا توشہ اور رخت سفر حضرت صدیق کے اونٹ پر تھا اس وجہ سے بھی حضرت صدیق کو خاص عزت حاصل ہوئی اسمأ بنت ابی بکر سے روایت ہے کہ ہم لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کے لئے نکلے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اور حضرت صدیق کا توشہ اور رخت سفر ایک ہی اونٹ پر تھا۔ اثنائے راہ میں کوہ عرج پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تناول طعام کے لئے اتر گئے اور اتر کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک جانب حضرت عائشہ اور ایک جانب حضرت صدیق بیٹھ گئے اور میں اپنے والد کی جانب بیٹھ گئی اور ہم لوگ حضرت صدیق کے غلام کا انتظار کرنے لگے جو اونٹ پر توشہ وغیرہ لئے چلا آتا تھا۔ (الحدیث حاکم اس کے راوی ہیں)

از انجملہ یہ ہے کہ اپنے مرض وفات میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق پر اسقدر عنایت و تلطف فرمایا کہ اس سے زیادہ عنایت و تلطف کرنا متصور نہیں ہو سکتا اور آخر شئی یہ کہ امامت نماز آپ کے تفویض فرمائی جس سے حاضرین نے جان لیا کہ آپ خلیفہ آنحضرت ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اپنی امت پر حضرت صدیق کو خلیفہ کر جانیکے یہی معنی ہیں۔ چنانچہ ابو عمرو نے اپنی کتاب الاستیعاب میں بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے بعد حضرت صدیق کو اپنا خلیفہ کر گئے کیونکہ آپ نے بہت سے واضح دلیلوں اور طریقوں سے ظاہر و ثابت کر دیا کہ آپ حضرت صدیق سے اس معاملہ استخلاف میں کہاں تک محبت و انسیت رکھتے ہیں۔ بطریق تعریض بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے استخلاف حضرت صدیقؓ کا اظہار فرمایا جو بجائے خود بمنزلہ تصریح کی ہے۔ پھر بعد

وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو فضیلت خاص شیخین کو حاصل ہوئی وہ ان کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دائیں بائیں دفن ہونا ہے ۔جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اللہ عزوجل کے ساتھ ذکر کیا جاتا جیسا کہ حضرت ابن عباس نے آیہ وَرَفَعنَالَكَ ذِكرَكَ کی تفسیر میں بیان فرمایا ہے اور وہ خاص فضیلت ہے کہ شیخین جمیع صحابہ کرام سے ممتاز ہوئے ۔یہ بیان تھا حضرت صدیق نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اعانت کرنے اور تحمل اعبائے نبوت کا اب اس جگہ مناسب ہے کہ ہم دو نکتوں کا بیان کریں ۔

نکتہ اولیٰ دربیان تحمّل اعبائ نبوّت

جاننا چاہیے کہ بعد زمانہ بعثت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تیرہ سال مکہ معظمہ میں اور دس سال مدینہ طیبہ میں تشریف فرما ہے مکہ معظمہ میں تیرہ سال تک، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کفار سے خصومت کرتے اور تبلیغ اسلام میں ان سے طرح طرح کی اذیت وتکلیف برداشت فرماتے رہے اور دس سال مدینہ طیبہ میں اقامت فرما کر اسلام کی تعلیم فرماتے رہے کلمۃ اللہ کا اعلان کرتے رہے ۔کبھی بذریعہ صلح اور کبھی بذریعہ جنگ وحرب پس جو لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت باسعادت میں رہکر آپ کی مجالست ومخاطبت سے فائز ہو کر ان لوگوں کی نسبت جو ہنوز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت باسعادت سے مستفیض نہیں ہوئے تھے انواع واقسام کے فضائل حاصل کرتے رہے ۔پس اس قاعدہ کے مطابق جو شخص کہ اور لوگوں سے پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اعانت ومدد کرتا گیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ واقعات کو دیکھتا اور ان کی برکات سے مستفیض ہوتا گیا وہ ان لوگوں سے افضل ہوا جنہوں نے کہ اس وقت تک کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اعانت ومدد نہیں کی ہوئی تھی اور آپ کی برکات سے مستفیض نہیں ہوئے تھے، اس قاعدہ کے مطابق جابجا قرآن مجید میں، مہاجرین اولین کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ۔جیسا کہ آیہ کریمہ لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل أُولٰئِكَ اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا الآیۃ اسی فضیلت اور خصوصیت کی وجہ سے مستحق خلافت مہاجرین اولین سمجھے گئے نہ غیر مہاجرین اولین اور حضرت صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ اس فضیلت اور خصوصیت میں اول واقدم تھے ۔حضرت ابو درداء نے قصہ مخاصمہ حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق کے ضمن میں روایت کیا ہے کہ اس موقعہ پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق کے حق میں فرمایا تھا۔ هل انتم تاركون لی صاحبی انی قلت یاایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعاً فقلتم كذبت وقال ابوبكر صدقت (بخاری شریف)

نکتہ ثانیہ اس امر کے بیان میں کہ بشہادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تحمل اعبائ نبوت میں اول واقدم کون تھا

اس وہ شاہد کہ اعانت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دربرداشت اعبائے نبوت میں اول واقدم کون تھا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ چند کلمات ہیں جو آپ نے اپنے اخیر خطبہ میں بیان فرمائے اور بروایت مستفیضہ بطریق حضرت ابوہریرہ ، حضرت ابوسعید خدری ۔ حضرت ابن عباس ، حضرت ابن مسعود اور جندب وغیرہ سے روایت کیے گئے ہیں اور وہ چند فقرے یہ ہیں ۔ مالاحد عندنا ید الا ؤقد کافیناہ ماخلا ابابکر فان لہ عندنا یدا یکافیہ اللہ بہ یوم القیمۃ وما نفعنی مال احد قط ما نفعنی مال ابی بکر ولو کنت متخذا خلیلا من الناس لاتخذت ابابکر خلیلا الا ان صاحبکم خلیل اللہ ، اور ایک روایت میں ہے ان من امن الناس علی فی صحبتہ وماله ابابکر ۔ حضرت جندب بیان کرتے ہیں کہ میں نے یہ خطبہ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات بیان فرمائے ۔ آپ کی وفات سے پانچ شب پہلے سنا تھا حضرت ابوسعید خدری بیان کرتے ہیں کہ یہ کلمات آپ نے اس اعلان کے بعد فرمائے تھے جس میں آپ نے اپنی وفات کی خبر دی تھی اور وہ اعلان یہ تھا ۔ ان اللہ خیر عبدا بین الدنیا وبین ما عند اللہ فاختار ذالک العبد ما عند اللہ ، پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ کلمات حضرت صدیق کے اعمال وافعال کا بیان مجمل ہیں اور یہ کہ وہ عند اللہ مقبول ہوئے ۔ اس جگہ ایک نکتہ لطیفہ جاننا چاہیئے وہ یہ کہ مدح وتعریف کا مدار صرف ان افعال واعمال کے صادر ہونے پر نہیں ہے جو ترقی درجات کے باعث ہیں ۔ بلکہ درحقیقت مدار مدح اس پر تھا کہ حضرت صدیق ان اعمال وافعال کے ذریعہ اقصائے مقاصد سے فائز اور جو کچھ چاہتے تھے حاصل ہوا ۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء ،

حضرت صدیق کا ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت با سعادت میں رہنا

حضرت صدیق ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت با سعادت میں رہتے تھے اور خلوت وجلوت اور خوشی وناخوشی غرض ہر قسم کے موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک حال رہتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق کے ساتھ خاص عنایت وتوجہ اور توقیر سے کام فرماتے تھے اس کے متعلق جس قدر روایات وقصص ہیں ہماری یہ کتاب ان سب کی گنجائش نہیں رکھتی مگر بفحوائے مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ مناسب ہے کہ ہم اس کا تھوڑا بہت بیان ضرور کریں ۔ حضرت علی مرتضیٰ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے حضرت عمر فاروق کو دفن کرتے ہوئے بیان کیا کہ قسم ہے اللہ کی کہ میں خیال کرتا تھا کہ اللہ آپ کو آپ کے صاحبین کے پاس پہنچا دے گا ۔ اور یہ اس لئے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کرتا تھا آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں آیا ابوبکر وعمر بھی گئے اور میں داخل ہوا تو ابوبکر وعمر بھی داخل ہوئے ۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابوہریرہ رض نے قصہ تکلم ذئب وتکلم بقرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے وتکلم ذیب وتکلم بقرہ کا قصہ بیان کرنے کے بعد) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ابوبکر وعمر اس پر ایمان لاتے ہیں ۔ اس وقت حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق مجلس میں موجود نہ تھے ۔ بخاری ومسلم ، حضرت انس رض روایت کرتے ہیں ۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوتے اور مہاجرین وانصار بیٹھے ہوتے اگر ان میں حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق

بھی ہوتے تو بجز حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق کے اور کوئی اونچی نگاہ نہیں کرتا تھا۔ حضرت صدیق و حضرت عمر فاروق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف بے تکلف نگاہ کرتے اور تبسم کرتے تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان کی طرف۔ ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ ایک روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مسجد الحرام میں داخل ہوئے۔ حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق آپ کے دائیں بائیں تھے اور آپ ان دونوں کے ہاتھ میں ہاتھ دئیے ہوئے تھے اسوقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسی طرح ہم قیامت کے دن اٹھائیں جائیں گے۔ (ترمذی)
ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے دریافت کیا گیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک محبوب ترین کون شخص تھا فرمایا حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق۔ حضرت عمرو بن العاص رض سے بھی اسی طرح روایت کیا گیا ہے، سعید بن المسیب فرماتے ہیں کہ حضرت صدیق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بمنزلہ وزیر کے تھے تمام امور میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق سے مشورہ کرتے تھے۔ حضرت صدیق اسلام میں غار میں اور جنگ بدر کے دن خیمہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوسرے شخص تھے اور بعد وفات بھی حضرت صدیق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوسرے شخص ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق پر کسی کو مقدم نہیں کرتے تھے۔ حاکم اس کے راوی ہیں۔ محمد بن سیرین فرماتے ہیں کہ اگر میں قسم کھا کر کہوں کہ اللہ تعالے نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق کو ایک ہی سرشت وطینت سے پیدا کیا تو میں اپنی قسم میں صادق و بار ہونگا۔ سمہودی نے محمد بن سیرین رحمۃ اللہ کے اس قول کا مجمل بیان کیا ہے کہ ہر شخص کا مدفن وہیں ہوتا ہے جس جگہ کی مٹی اس کی سرشت وطینت میں ہوتی ہے۔ فقیر کہتا ہے (خدا اس کے لئے دنیا اور آخرت میں ہوجائے، (یہ الفاظ مع دعا خود شاہ صاحب رح فرماتے ہیں) محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کا صحیح محمل یہ ہے کہ سرشت وطینت اصل کیلئے مستعار ہوتی ہے پس اس اثر (قول تابعی) کے معنی اس حدیث الارواح جنود مجندۃ فما تعارف منہا ائتلف کے مطابق ہیں یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق کی روحیں قبل از وجود خارجی ایک جگہ میں تھیں اور بعد از انتقال بھی ایک جگہ ہیں۔ اور رہیں گی اور حدیث کے معنی یہ ہیں کہ ارواح کو اللہ تعالے نے گروہ گروہ پیدا کیا پھر جو روح اسوقت جس سے متعارف ہوئی دنیا میں بھی وہ اسی سے مانوس و مالوف ہوئی۔ ابو عمر و الاستیعاب میں بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بعض صحابہ کرام سے جو حضرت صدیق کے آگے جارہے تھے فرمایا تم اس شخص کے آگے چل رہے ہو جو تم سے افضل ہے۔ نیز ابو عمر نے الاستیعاب میں بیان کیا ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ستر سواروں کے ساتھ جو اہل مدینہ اور بنی سہم سے تھے بریدہ اسلمی سے بلاقی ہوئے۔ آپ نے ان سے دریافت فرمایا تمہارا نام کیا ہے انہوں نے عرض کیا بریدہ حضرت صدیق کی طرف متوجہ ہوکر آپ نے فرمایا ہمارا کام بن گیا اور درست ہوگیا (یہ آپ نے بریدہ کے لفظ سے تفاؤل کیا جو برد سے مشتق ہے اور برد کے معنی خنکی ہیں۔
پھر آپ نے فرمایا تم کس قبیلہ سے ہو عرض کیا اسلم سے آپ نے حضرت صدیق سے فرمایا سلمنا (یعنی ہم سلامت رہے اسکے بعد آپ نے فرمایا کس بطن سے ہو عرض کیا بنی سہم سے آپ نے فرمایا خرج سہمک یعنی تمہارا تیر نکلا یا تمہارا حصہ غنیمت نکلا۔ اسی طرح جنگ احد کے دن حضرت صدیق کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا اوجب طلحہ طلحہ نے اپنے لئے واجب کر لی یعنی جنت پس اس قسم کے امور میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا حضرت صدیق کی طرف مباسطت و ملاطفت فرمانا توجہ خاص کا باعث تھا جو احاطہ تحریر سے باہر ہے۔ واللہ اعلم۔

قوت عقلیہ میں حضرت صدیق کو انبیاء علیہ السلام کیساتھ تشبہ حاصل ہونا

جاننا چاہیئے کہ جب فیض الٰہی کسی کے نفس ناطقہ میں ورود کرتا ہے تو اس کا اثر اسکی ذات میں مختلف صورتوں اور طریقوں سے ظاہر ہوتا ہے - یہی حال حضرت صدیق کا تھا کہ فیض الٰہی آپ کے اندر کئی طریقوں اور پیراؤں سے ظہور سے میں آیا - رویائے صادقہ کا دیکھنا جو حصول سعادت اور نفع عام کا باعث ہے اور یہی حال انبیاء علیہ السلام کا ہے کیونکہ واقعات آئندہ کا انعکاس طبائع ذکیہ میں بدوں ان دو وجہوں کے ممکن نہیں بوجہ رسالت اور یا بوجہ تشبہ با نبیاء علیہم السلام یہاں تک کہ بسا اوقات کاہن و پیشن گو بھی اسی تشبہ میں داخل ہوتے ہیں - انہیں رویائے صادقہ میں سے حضرت صدیق کا وہ خواب ہے - جو آپ کے مشرف باسلام ہونیکا باعث ہوا - انہیں میں سے آپ کا وہ خواب ہے جو ملک شام کے امیروں کے بھیجنے کا باعث ہوا - انہیں میں سے وہ خواب بھی ہے - جو حضرت عمر فاروق کو آپ کے خلیفہ بنانے کا باعث ہوا اور ان کا مفصل بیان خالی از طوالت نہیں - روضۃ الاحباب میں مذکور ہے کہ قریب با یام ہجرت حضرت صدیق نے خواب دیکھا کہ ماہتاب آسمان سے اتر کر بطحا مکہ میں آیا اور اُسکی روشنی سے تمام دشت و بیاباں روشن ہو گیا بعد ازاں ماہتاب آسمان کی طرف عود کر کے مدینہ میں اترا اور بہت سے ستارے بھی اُسکے ساتھ ساتھ متحرک ہوئے - اِسکے بعد ماہتاب نے پھر مکہ کی طرف رجوع کیا اور بجز تین سو ساٹھ گھروں کے زمین مدینہ اُسی طرح روشن رہی اور ماہتاب کے آنے سے زمین حرم پھر منور ہو گئی اور آخر پھر وہ ماہ مدینہ کی طرف روانہ ہوا - اور حضرت عائشہ صدیقہ کے مکان میں شگاف زمین میں پوشیدہ ہو گیا اور بعینہ خارج میں بھی اسی طرح واقع ہوا - دوم آپ کا تعبیر خواب صحیح و درست کہنا یہاں تک کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے خوابوں کی تعبیر حضرت صدیق سے استفسار فرمایا کرتے تھے - محمد بن اسحٰق غزوہ طائف کے قصہ میں روایت کرتے ہیں کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بنی ثقیف کا محاصرہ کئے ہوئے تھے تو آپ نے خواب میں دیکھا کہ ایک پیالہ مسکہ آپ کی خدمت میں ہدیہ پیش کیا گیا ایک مرغ نے اس پیالہ میں جو چونچ ماری جس سے سارا مسکہ گر گیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق سے اسکی تعبیر پوچھی آپ نے عرض کیا میں نہیں خیال کرتا آج آپ بنی ثقیف پر فتح پا سکیں - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بھی ایسا ہی خیال کرتا ہوں ایک دفعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خواب میں بہت سی کالی بکریاں دیکھیں اور پھر دیکھا کہ بہت سی سفید بکریاں آنکر ان میں آکر مل گئیں ہیں - حضرت صدیق سے آپ نے فرمایا اسکی تعبیر کہو عرض کیا اس سے مراد یہ ہے کہ عرب آپ کی اطاعت کرینگے اور ان کے بعد عجم بھی آپکی اطاعت کرینگے - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتہ نے بھی صبح یہی تعبیر کہی ہے ابن ہشام نے زوائد السیرۃ میں روایت کیا ہے - کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - میں نے خواب میں حلوا کھایا جو مجھے لذیذ معلوم ہوا جب میں اُسے نگلنے لگا تو حلق میں جا کر پھنس گیا - اور علیؓ نے ہاتھ ڈال کر نکال لیا - حضرت صدیق نے عرض کیا یا رسول اس سے مراد سریہ ہے - کہ جس وقت آپ لڑائی پر پہنچیں گے اور اس سے آپ کو بعض وہ شیئے حاصل ہو گی جو آپ کو محبوب ہو گی اور بعض کے متعلق کچھ اعتراض ہو گا پھر حضرت علی کو آپ بھیجیں گے اور وہ جا کر اس اعتراض کو اٹھا دینگے حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ میں نے تین چاند خواب میں دیکھے جو حجرے میں آئے - جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور آپ میرے حجرے میں دفن

کیئے گئے توحضرت صدیق نے فرمایا تمہارے اُن تین چاندوں میں سے ایک اور بہتر چاند آپ تھے امام مالکؒ اس کے راوی ہیں۔ اور باقی دو چاند شیخین جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دائیں بائیں مدفون ہوئے ۔ ترجمہ) اسیطرح خالد بن ولید کے قصہ میں روایت کیا گیاہے کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ دوزخ کے کنارے پر ہیں اور دوزخ اسقدر وسیع ہے کہ اس کا علم اللہ ہی کو ہے کہ وہ کسقدر وسیع ہے اور انکے باپ انہیں دوزخ میں دھکیل رہے ہیں۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان کی کمر پکڑے ہوئے ہیں اور انہیں دوزخ میں گرنے نہیں دیتے یہ خواب انہوں نے حضرت صدیق سے بیان کی آپ نے فرمایا تمہارے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا گیا ہے چاہیئے کہ تم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرو کیونکہ تم عنقریب اسلام میں آنیوالے ہو جو تمہیں دوزخ سے بچائے گا۔ اور تمہارا باپ دوزخ میں جائیگا ۔ پھر یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ملاقی ہونے اور مشرف باسلام ہو گئے ۔ اخرجہ ابو عمر و فی الاستیعاب)

سوم آپ کی فراست کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی فراست سے مطابق ہونا حضرت سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ قبیلہ بنی اسلم کا ایک شخص حضرت صدیق کی خدمت میں آیا اور اپنی طرف اشارہ کر کے بیان کیا کہ یہ کمبخت و نامراد (آپ کا نام ماعزؓ ہے) فعل شنیع زنا کاری کا مرتکب ہوا ۔ حضرت صدیق نے اس سے پوچھا کہ تم نے اور کسی سے بھی اس کا ذکر کیا ہے اُس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا پھر توبہ کر لو اور کسی سے ذکر نہ کرو ۔ کیا عجب ہے کہ اللہ تعالےٰ توبہ قبول کر لے اور تمہارے گناہ کو پوشیدہ رکھے مگر اُس شخص کی طبیعت قابو میں نہیں رہی تھی یہانتک کہ حضرت عمر فاروق کی خدمت میں بیان کیا آپ نے بھی جواب دیا جو حضرت صدیق نے دیا تھا ۔ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا آپ نے تین دفعہ حسب عادت منہ پھیر لیا چوتھی دفعہ آپ نے اس کے گھر کہلا بھیجا کہ اسے کچھ بیماری یا جنون تو نہیں انہوں نے کہا واللہ یا رسول اللہ یہ صحیح و تندرست ہے آپ نے پوچھا یہ کنوارا ہے یا بیاہا ہوا عرض کیا کہ اسکی شادی ہو چکی ہے ۔ غرض یہ شخص رجم کیا گیا ۔ امام مالک اس کے راوی ہیں

چہارم حضرت صدیق کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مقصود اور آپکے کلام مرموز کی غرض پہچاننا یہاں تک کہ حضرت صدیق صحابہ کرام کے درمیان اعلم مشہور ہوئے ۔ جیساکہ حضرت ابو سعید خدری نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قول اِنَّ عبداً خیّرہ اللہ الحدیث کے تحت میں بیان کیا ہے حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ جب اہل مکہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے نکالا ۔ حضرت صدیق نے کہا انا للہ و انا الیہ راجعون ان لوگوں نے اپنے نبی کو نکالا ہے سو عنقریب یہ ہلاک ہونگے ۔ بعد ازاں یہ آیت نازل ہوئی اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا و ان اللہ علی نصرھم لقدیر ۔ حضرت صدیق فرمانے لگے ۔ مجھے معلوم ہوا ۔ کہ اس آیت میں اذن قتال ہے (ترجمہ) حضرت صدیق کو جوابت خفیہ کا مکاشفہ ہونا جیساکہ جنگ بدر کے موقعہ پر حضرت صدیق کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کرنا جسکے مناشدتک علی ربک کہ آپ کا اللہ تعالےٰ کو قسم دلانا آپ کو کافی ہے انہیں مکاشفات میں سے یہ امر ہے کہ حضرت صدیق نے حضرت عائشہ صدیقہ کو کچھ زمین دی مگر آپ حضرت صدیق کی حیات میں اُس پر قابض نہ ہو سکیں وصیت کرتے وقت حضرت صدیق نے یہ بھی فرمادیا تھا کہ اگر تم اسوقت اس زمین پر قبضہ کر لو تو بہتر ہے ورنہ پھر میرے بعد وہ وارثوں کا حق ہو گا اور وہ تمہارے دو بھائی

اور دو بہن ہیں حضرت عائشہ صدیقہ نے عرض کیا میری ایک ہمشیرہ تو اسماء ہیں اور دوسری فرمایا تمہاری دوسری ہمشیرہ بنت خارجہ کے شکم میں ہے کیونکہ میں خیال کرتا ہوں کہ ان کے شکم میں لڑکی ہے۔ چنانچہ بعد کو حضرت ام کلثوم تولد ہوئیں۔ (آخرجہ مالک فی الموطا)

قوت عملیہ میں حضرت صدیق کو انبیا علیہم السّلام کیساتھ تشبہ حاصل ہونا

اسی طرح قوت عملیہ میں بھی حضرت صدیق کو انبیاء علیہم السلام کے ساتھ تشبہ حاصل تھا اسکے شواہد بھی بکثرت ہیں۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ایک روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا۔ کہ آج تم میں روزہ دار کون ہے حضرت صدیق نے عرض کیا میں، پھر فرمایا تم میں سے آج مسکین کو کس نے کھانا کھلایا ہے۔ حضرت صدیق نے عرض کیا میں نے، پھر فرمایا آج تم میں سے مریض کی عیادت کس نے کی ہے حضرت صدیق نے عرض کیا میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں جمع ہوئیں یہ خصلتیں کسی شخص میں مگر یہ کہ وہ جنت میں داخل ہوگا۔ شیخین اسکے راوی ہیں۔ نیز حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا گیا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دو جفت چیزیں اللہ کی راہ میں خرچ کرے وہ جنت کے دو دروازوں۔ سے بلایا جائے گا۔ اہل صلوٰۃ باب صلوٰۃ سے اہل جہاد باب الجہاد سے اور اہل صیام باب الریان سے اور اہل صدقہ باب الصدقہ سے بلایا جائے گا۔ حضرت صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (فداہٗ ابی وامی) کیا کوئی شخص ان تمام دروازوں سے بلایا جائے گا۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں اور میں اُمید کرتا ہوں کہ تم انہیں لوگوں میں۔ سے ہو (شیخین و ترمذی اسکے روای ہیں) ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ چند مہمانوں کے روبرو حضرت صدیق کو اپنے اہل وعیال سے بمقتضائے بشریت کچھ ملال پہنچا۔ آپ نے قسم کھائی کہ میں کھانا نہیں کھاؤں گا۔ گھر کے لوگ اور مہمان اس سے گھبرائے اور ان سب نے قسم کھائی کہ اگر آپ کھانا نہیں کھائیں گے تو ہم بھی نہیں کھائیں گے۔ جب ان سب نے بھی قسم کھالی تو عنایت الٰہی پہنچی اور آپ کے دل میں نقض قسم کا داعیہ وارد ہوا اور جان لیا کہ یہ داعیہ کس منبع سے جوش زن ہوئے غرض قسم توڑ ڈالی اور قسم کھانے کی طرف ہاتھ بڑھایا پھر دو چار لقمہ تناول کرنے کے بعد اللہ تعالےٰ نے بزیادت برکت طعام ظاہر کر دیا کہ اس قسم کا توڑنا مرضی الٰہی کا باعث تھا اور داعیہ نقض منبع فیض سے جوشزن ہوا اللہ تعالےٰ اپنے دوستوں کے ساتھ اس قسم کے عجیب واقعات ظہور میں لایا کرتا ہے (بخاری شریف میں یہ قصہ مفصل مذکور ہے) الاستیعاب میں ہے کہ ثابت بن قیس بن شماس جب شہید ہوگئے تو بعض صحابہ کرام نے انہیں خواب میں دیکھا کہ وہ وصیت کر رہے ہیں کہ ان کی زرہ فلاں شخص کے پاس ہے اس سے لیکر وہ فروخت کر دی جائے (قصہ مفصل اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ (قصہ مفصل اوپر بیان کیا جا چکا ہے) آخرش یہ کہ جب تم مدینہ پہنچو تو خلیفہ رسول اللہ کو میری طرف سے کہنا کہ مجھ پر اسقدر قرض ہے (یعنی وہ ادا کر دیا جائے) اور میرے فلاں فلاں غلام آزاد ہیں حضرت صدیق نے ان کی وصیت کو جائز رکھا اور ہمیں نہیں معلوم کہ ثابت بن قیس کے سوا حضرت صدیق نے اور کسی کی بھی اس قسم کی وصیت کو نافذ کیا ہو۔

﷽ ۞ ۞ ۞ ۞

حضرت صدیق کا صفائی قلب سے متصف ہونا

(حضرت صدیق کی صفائی قلب، ہمارے زمانہ میں اُسے طریقت کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ کشف المحجوب میں مذکور ہے کہ شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے اشرف کلمۃ فی التوحید قول ابی بکر الصدیق سبحان من لم یجعل لخلقہ سبیلاً الا بالعجز عن معرفتہ کہ توحید الٰہی میں بہترین کلمہ حضرت صدیق کا یہ قول ہے۔ کہ سبحان من لم یجعل لخلقہ سبیلاً بالعجز عن معرفتہ کہ پاک ہے وہ ذات جس نے اپنی معرفت کا راستہ خلق کو بجز اسکے نہیں بتلایا کہ وہ اس کی حقیقت وکنہ دریافت کرنے سے عاجز رہے۔ اُسکے بعد شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ان الصفا صفۃ الصدیق ان اردت صوفیاً علی التحقیق کہ طریقت درحقیقت طریقت صدیق ہے اگر صوفی حقیقی کو دیکھنا چاہو بات یہ ہے کہ طریقت کی ایک اصل ہے اور ایک فرع۔ اصل طریقت یہ ہے کہ دل اغیار کی طرف سے منقطع ہو اور فرع یہ کہ دل حُبّ دنیا سے خالی ہو اور یہ دونوں صفتیں حضرت صدیق میں موجود تھیں۔ لہٰذا آپ امام اہل طریقت تھے انتہی کلامہ اسکے بعد حضرت جنید بغدادی نے ان دونوں صفتوں کے حاصل ہونے پر شواہد نقل کئے ہیں۔ صفت اول کے حصول پر حضرت صدیق کے اس خطبہ کو شاہد گردانا ہے جو آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات کے بعد کہا اور جس کا پہلا فقرہ یہ ہے۔ الا من کان یعبد محمداً فان محمداً قد مات الخ اور صفت دوم کے حصول پر اس قصہ کو کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو مال صدقہ کرنے کا حکم کیا تو حضرت صدیق اپنا کل مال لیکر حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا ابوبکر اہل وعیال کے لئے کیا چھوڑا عرض کیا اللہ ورسول کو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں۔ الصدیق من ذاق خالص محبۃ اللہ لیشغلہ ذالک من طلب الدنیا واوحشہ من جمیع البشر کہ حضرت صدیق وہ شخص تھے جنہوں نے محبت الٰہی کا ذائقہ چکھا ہوا تھا یہی ذائقہ انہیں طلب دنیا سے بے پرواہ کرتا تھا۔ اور لوگوں سے متوحش کرتا تھا اور یہ غایت درجہ لوازم محبت کا خاصہ ہے۔

حضرت صدیق کا توکّل و توُرّع

آپ کا توکل اس درجہ تھا کہ لوگ آپ کی عیادت کے لئے آئے (واقعہ مرض وفات کا ہے) اور کہا گیا ہم لوگ آپ کے لئے طبیب لائیں جو آپ کا معالجہ کرے فرمایا (اشارہ ذات باری کی طرف تھا) طبیب مجھے دیکھ رہا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا پھر طبیب نے کیا کہا فرمایا (انی فعال لما ارید) یعنی میں کرنیوالا ہوں جو چاہونگا (ابن ابی شیبہ اسکے راوی ہیں)، واقعہ صدقہ مال جو ابھی مذکور ہوا ہے آپ کے اعلےٰ توکل کا نتیجہ تھا کہ سب مال لے کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت حاضر ہو گئے اور اہل وعیال کے لئے بھی کچھ نہ چھوڑا اور آپ کے تورع کا یہ حال تھا کہ آپ کے غلام نے آپ کو دودھ پلایا۔ بعد ازاں اس دودھ کے متعلق کچھ شبہ ظاہر ہوا تو آپ نے منہ میں اُنگلی ڈالی اور استفراغ کر کے دودھ نکال ڈالا جیسا کہ احیاء العلوم میں مذکور ہے۔ بیت المال کے معاملہ

ہیں آپ کی احتیاط اس درجہ تھی کہ بیت المال سے ملا ہوا مال جو کچھ آپ کے پاس عند الوفات باقی تھا وہ سب بیت المال میں واپس کرادیا (روی والک عن عائشہ والحسن بن علی رضی عنہما بالفاظ متغائرہ) اسی طرح عبادات میں بھی آپ احتیاط کرتے تھے حضرت ابو قتادہ سے روایت کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق سے استفسار فرمایا کہ آپ وتر کب پڑھتے ہیں، عرض کیا اول شب میں، حضرت عمر فاروق سے استفسار سے فرمایا آپ نے عرض کیا اخیر شب میں فرمایا آپ نے (حضرت صدیق سے) اصل کو لے لیا۔ اور آپ نے (حضرت عمر فاروق سے) قوت کو ابوداؤد وامام مالک اسکے راوی ہیں۔ اول شب وتر پڑھ لینے میں احتیاط یہ تھی کہ اگر تہجد کے وقت نہ اُٹھ سکے تو وتر قضا ہو جائینگے۔ دعا حضرت صدیق کی یہ تھی۔ اَللّٰھُمَّ اَرِنِی الحق حقاً وارزقنی اتباعہ وارنی الباطل باطلاً وارزقنی اجتنابہ ولا تجعل مشتبہاً علے فاتبع الھوی (کذا فی احیاء العلوم)

کف اللّسان زبان کو بُری باتوں سے روکنا

حضرت صدیق اپنے دہن مبارک میں آپ کنکر رکھا کرتے تھے تاکہ آپ کو زیادہ گفتگو کرنے کا موقعہ ہی نہ ملے (احیاء العلوم) ایک روز حضرت عمر فاروق حضرت صدیق کی خدمت میں حاضر ہوئے دیکھا کہ آپ اپنی زبان کھینچ رہے ہیں۔ حضرت عمر فاروق نے کہا جانے دیجیئے اللہ آپ کی مغفرت کرے گا۔ حضرت صدیق نے فرمایا اس نے مجھے بہت سے مہالک میں ڈالا ہے (امام مالک اس کے راوی ہیں) احیاء العلوم میں امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے اس جگہ ایک قصہ ذکر کیا ہے۔ وہ یہ کہ حضرت صدیق خواب میں دیکھے گئے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ زبان نے مجھے بہت سے مہالک میں ڈالا ہے۔ اللہ تعالے نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا فرمایا میں نے اس سے کلمہ طیبہ پڑھا اسلیئے اس نے مجھے جنت میں داخل کیا۔

آپ کی تواضع کا یہ حال تھا کہ جب آپ یزید بن سفیان کو امیر شام کر کے روانہ کرنے لگے تو آپ انہیں رخصت کرنے کے لئے تھوڑی دور تک پیدل گئے اور یزید بن سفیان سوار تھے۔ یزید بن سفیان نے عرض کیا یا آپ سوار ہو جائیے یا میں اتر جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا نہیں میں یہ اپنے چند قدم اللہ کی راہ میں شمار کرتا ہوں امام مالک اس کے راوی ہیں۔ آپ کی شفقت آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں کسی شارب الخمر کو پکڑتا ہوں تو دوست رکھتا ہوں کہ اللہ اُسکے عیب کو چھپا لے اور اگر سارق کو پکڑتا ہوں تو دوست رکھتا ہوں کہ اللہ اُسکے عیب کو چھپا لے۔ (احیاء العلوم)

(آپ کا مقام رضا) ایک روز حضرت صدیق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے حضرت جبرئیل اسوقت آئے اور کہنے لگے۔ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کیا بات ہے کہ آج میں ابوبکر کو ایک کمبل اوڑھے ہوئے دیکھتا ہوں۔ فرمایا اے جبرئیل انہوں نے اپنا سارا مال قبل فتح مکہ مجھ پر خرچ کیا۔ حضرت جبرائیل نے عرض کیا اللہ ان پر سلام بھیجتا ہے اور کہتا ہے ان سے پوچھو کہ تم اس فقر میں مجھ سے خوش ہو یا ناخوش۔ حضرت صدیق نے عرض کیا میں اپنے پروردگار سے ناراض ہو سکتا ہوں۔ میں اپنے پروردگار سے راضی ہوں۔ تین دفعہ۔ (اخرجہ الواقدی والبغوی بسند غریب جداً)

❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖

حضرت صدیق کا اپنے ارادہ کی نفی کرنا

ایک جماعت نے روایت کیا ہے کہ حضرت صدیق فرمایا کرتے تھے کہ واللہ میں نے کبھی امارت کی خواہش نہیں کی اور نہ ظاہر و باطن میں کبھی اس کا طالب ہوا۔

آپ کا زُہد

رافع بن ابی رافع بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت صدیق کے ساتھ سفر کو گیا اسوقت آپ کے پاس ایک بُند کا چادرا تھا۔ جسے آپ سوار ہوتے وقت کانٹے سے ہلگا کر اپنے اوپر ڈال لیتے تھے اور جب کہیں اترتے تو میں اور آپ اسی چادرے کو اوڑھا کرتے تھے یہی وہ چادرا ہے جس کی وجہ سے اہل ہوازن نے آپ کو عیب لگایا اور کہنے لگے کیا ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کپڑوں میں کانٹے لگانیوالے شیخین سے بیعت کریں۔ ابن ابی شیبہ اس کے راوی ہیں۔ قرب وفات کا واقعہ ہے کہ آپ کے پاس ایک کپڑا تھا آپ نے فرمایا اس کپڑے کو دھولینا کیونکہ اس پر کسوم اور زعفران کا رنگ ہے اور پھر دھو کر اور دو اور کپڑے ملا کر مجھے کفن دینا حضرت عائشہ صدیقہ نے عرض کیا کیوں (یعنی نئے اور او رجدید کپڑے ہیں کیوں نہ کفن دیا جائے؟ ، فرمایا زندہ آدمی مردہ کی نسبت نئے کپڑے کا زیادہ محتاج ہوتا ہے۔ اور مردہ تو چند دنوں کے بعد گل سڑ جاتا ہے۔ (امام مالک اس کے راوی ہیں)

آپ کا خوف و خشیت

ضحاک سے روایت کیا گیا ہے کہ حضرت صدیق نے ایک پرندے کو درخت پر بیٹھا ہوا دیکھا فرمایا اے پرندے تجھے خوشخبری ہو کہ واللہ میں دوست رکھتا ہوں کہ کاش میں بھی تیری طرح ایک پرندہ ہوتا کہ تو درختوں پر بیٹھتا ہے پھل کھاتا اور اُڑتا پھرتا ہے جہاں چاہتا ہے اور تجھ پر کوئی حساب کتاب نہیں میں پسند کرتا ہوں کہ میں بھی راستہ کا ایک پودا ہوتا جسے اونٹ کھاتے اور چباتے۔ پھر مینگنی کر دیتے۔ اور میں بشر نہ ہوتا (اخرجہ بن ابی شیبہ)

آپ کا عبرت حاصل کرنا

میمون بن مہران سے روایت ہے کہ ایک موٹا تازہ شکار کر کے حضرت صدیق کی خدمت میں لایا گیا آپ نے فرمایا کوئی جانور شکار نہیں کیا جاتا اور کوئی درخت قطع نہیں کیا جاتا مگر یہ کہ اُس نے تسبیح ضائع کی ہوتی ہے۔ (ابن شیبہ اسکے راوی ہیں)۔

عجب و غرور سے آپ کا بری ہونا

جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اٹھلا کر اپنا کپڑا لٹکائے قیامت کے دن اللہ تعالےٰ اُسکی

طرف نظر رحمت نہ کرے گا۔ حضرت صدیق نے عرض کیا یا رسول میرا کپڑا بھی ایک جانب لٹکا ہوا ہوتا ہے مگر میں اب عہد کرتا ہوں کہ آئندہ نہیں لٹکا کرے گا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ ایسا غرور یا تکبر کی وجہ سے نہیں کرتے۔ (بخاری شریف) اور ابو داؤد میں با یں لفظ ہے کہ اللہ نے غرور تکبر آپ سے نکال دیا ہے (حضرت صدیق کا گریہ و زاری کرنا) حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضرت صدیق بڑے گریہ و زاری کرنے والے شخص تھے اور خصوصاً جب کہ آپ تلاوت قرآن کرتے تو آپ گریہ و زاری کو ضبط نہیں کر سکتے تھے۔ اخرجہ البخاری فی قصۃ طویلۃ حضرت ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ اسی رافت و رقت کی وجہ سے آپ کو اواہ کہا جاتا تھا۔

(آپ کی خلق اللہ کو نفع رسانی) اگلی کتابوں میں آپ کی تمثیل قطرہ باراں سے دے گئی ہے کہ جہاں گرتا ہے نفع پہنچاتا ہے۔ (کما ہو مذکور فی الصواعق)

(آپ اپنا کام خود کر لیتے تھے اور کسی سے سوال نہیں کرتے تھے) ابو ملیکہ سے روایت ہے کہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ مہار شتر آپ کے ہاتھ سے چھوٹ جاتی تھی اور آپ اونٹنی کو بٹھا کر خود اٹھا لیتے لوگوں نے آپ سے کہا کہ آپ ہمیں فرماتے کہ ہم آپ کو مہار اٹھا دیتے آپ فرماتے کہ مجھ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں لوگوں سے کسی بات کا سوال نہ کیا کروں (امام احمد اسکے راوی ہیں)

آپ کا صدق نیت ابو قتادہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق سے فرمایا میں ایک روز تمہارے پاس سے گزرا تم اسوقت قرآن پڑھ رہے تھے مگر آہستہ آہستہ عرض کیا یا رسول اللہ جس سے میں التجا کر رہا تھا اُسے میں نے سُنا دیا۔ الحدیث ترمذی اسکے راوی ہیں۔ یہ ہیں حضرت صدیق کے خاص احوال و اوصاف جہاں تک احقر کے حافظہ نے اسوقت ان کی طرف مساعدت کی و القلیل انموذج الکثیر و الغرفۃ تنبئ عن البحر الکبیر۔

حضرت صدیق کا قرآنجید کی خدمت کرنا

اور کئی طرح پر ثابت ہے اول یہ کہ آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ با سعادت میں جملہ کاتبان وحی سے تھے جیسا کہ الاستیعاب میں ہے کہ ان لوگوں میں سے جو وحی لکھا کرتے تھے حضرت صدیق۔ حضرت عمر فاروق عثمان غنی اور حضرت علی مرتضیٰ تھے۔ دوم یہ کہ آپ جامع قرآن تھے باین معنی کہ آپ نے قرآن یاد کیا ہوا تھا جیسا کہ امام نووی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تہذیب میں اس امر کی تصریح کی ہے اور اس کا شاہد قوی یہ امر ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض وفات میں امامت نماز آپ کے تفویض کی حالانکہ شریعت میں یہ امر مقرر و ثابت ہو چکا ہے لیومکم اقرئکم کہ تمہاری امامت وہ کرے جو قرآنجید اچھا پڑھنے والا ہو۔ اور ایک روایت میں ہے، اکثر کم قرآنا یعنی جو تم میں قرآن مجید زیادہ پڑھا ہوا ہو شاہد دیگر یہ ہے کہ واقعہ جانکاہ انتقال پر ملال جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیمات پر اکثر صحابہ کرام کے حافظہ نے ذہول کیا ہوا تھا یہاں تک کہ آیات وفات صلے اللہ علیہ وسلم یاد نہیں پڑتی تھیں بجز اسکے کہ حضرت صدیق نے آیہ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم الآیہ اور آیہ انک میت و انہم میتون الآیہ تلاوت فرمائی اور تمام صحابہ نے اسوقت یہ آیات آپ سے سیکھیں غرض ایسے وقت میں جب کہ اس سانحہ

جانکاہ کے سبب لوگوں کے حواس بجا نہیں تھے حضرت صدیق کا ان آیات کو تلاوت کرنا آپ کا حافظہ قوی ہونیکی بین دلیل ہے۔ اسی طرح آپ کا علم انساب جاننا تواریخ عرب سے واقف ہونا اور روایت حدیث دفن انبیاء آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنا آپ کے ہوش وحواس بجا و درست رہنے کے شواہد ہیں۔ اس کے علاوہ حضرت صدیق کے حفظ قرآن پر ایک اور شاہد بھی ہے۔ اور وہ یہ کہ حضرت صدیق نماز میں سورہ بقرہ وغیرہ بڑی بڑی سورتیں پڑھا کرتے تھے اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت صدیق کو پورا قرآن مجید یاد تھا اور اگر بالفرض پورا قرآن مجید حضرت صدیق کو یاد نہ ہو تب بھی یہ آپ کے اجتہاد میں قادح نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اجتہاد کیلئے زبانی پورا قرآن یاد ہونا ضروری نہیں۔ تیسری خدمت حضرت صدیق نے بالتماس حضرت عمر فاروق قرآن کو بین الدفتین جمع کیا اور یہ بہت بڑا کام تھا جس کا ثمرہ یہ مترتب ہوا کہ مشرق سے مغرب تک تمام مسلمانوں میں قرآن مجید شائع ہو گیا جو تھی خدمت یہ تھی کہ بعض بعض مشکل مقامات کا حل کیا اور اُس کی تفصیل انشا اللہ آپ کے خطبوں میں مذکور ہوگی۔

حضرت صدیق کا علم حدیث کی خدمت کرنا

اور اس کی بھی مختلف صورتیں تھیں اول یہ کہ آپ نے جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوات والتسلیمات سے علوم کا استفاضہ کیا۔ یہاں تک کہ آپ تعلیم دعا کی درخواست بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کرتے تھے۔ چنانچہ آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ مجھے وہ دعا سکھایئے جو میں اپنی نماز میں پڑھا کروں فرمایا یہ دعا پڑھا کرو اللھم انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا ولا یغفر الذنوب الا انت فاغفرلی مغفرۃ من عندک وارحمنی انک انت الغفور الرحیم (امام احمد اور ابو یعلی وغیرہ اسکے راوی ہیں۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کچھ تعلیم فرمایئے جو میں صبح وشام پڑھا کروں (یعنی دعا) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دعا پڑھا کرو (اللھم عالم الغیب والشھادۃ فاطر السموات والارض رب کل شیئ وملیکہ اشھد ان لا الہ الا انت اعوذ بک من شر نفسی وشر الشیطان وشرکہ) بس یہی دعا صبح وشام پڑھا کرو۔ اور جب سونے لگو تب بھی خود آپ (حضرت صدیق) فرماتے ہیں کہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا یہ آیت نازل ہوئی ومن یعمل سوء یجز بہ ولا یجد لہ من دون اللہ ولیا ولا نصیرا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو بکر کیا میں تمہیں وہ آیت پڑھ کر نہ سناؤں جو ابھی مجھ پر نازل ہوئی ہے۔ عرض کیا کیوں نہیں۔ یا رسول اللہ آپ نے مجھے یہ آیت پڑھکر سنائی تو مجھے ایسا معلوم ہوا کہ میری کمر ٹوٹ گئی یہاں تک کہ میں نے حرکت کی پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیکن ابو بکر تم اور تمہارے مسلمان بھائی اسی دنیا میں بدلہ دیئے جاؤ گے اور اور پھر تم سب قیامت کے دن اللہ سے ملو گے اور تمہارے ذمہ کوئی گناہ نہ ہوگا۔ اور دوسرے لوگوں کا یہ حال ہوگا کہ ان کے گناہ جمع کئے جائیں گے اور قیامت کے دن انہیں بدلہ دیا جائے گا (ابو یعلی اسکے راوی ہیں) حضرت حذیفہ روایت کرتے ہیں (یا خود حضرت حذیفہ اسوقت حاضر تھے جب کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حدیث بیان فرمائی یا خود حضرت صدیق نے آپ سے بیان کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شرک تم میں خفی ہے

چیونٹی کی چال سے بھی ہیں نے عرض کیا یا رسول اللہ شرک یہی ہے نہ کہ غیر خدا کی عبادت کی جائے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ثکلتک امک یا صدیق یہ ایک قسم کا محاورہ تھا جو اس قسم کے موقعہ پر استعمال کیا جاتا تھا یعنی تم کو تمہاری ماں کرے اے صدیق میں کہتا ہوں کہ شرک تم میں خفی ہے۔ چیونٹی کی چال سے بھی کیا میں وہ دعا سکھلاؤں جو شرک کے صغیرہ کبیرہ دونوں کو مٹا دے میں نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ فرمایا ہر روز تین دفعہ یہ دعا پڑھا کرو اللّٰھم انی اعوذبک من ان اشرک بک شیئاً وانا اعلم واستغفرک لما لا اعلم۔ پھر فرمایا یہ بھی شرک ہے کہ تم کہو مجھے اللہ نے اور فلاں شخص نے دیا اور خلا کا ندو شریک بنانا یہ ہے کہ کوئی یہ کہے اگر فلاں شخص نہ ہوتا۔ تو فلاں شخص مجھے مار ڈالتا (اخرجہ ابو یعلی لبند غریب) دوم یہ کہ حضرت صدیق سے قریبا ایک سو پچاس ۱۵۰ حدیثیں روایت کی گئی ہیں اور یہ سب روایتیں محدثین نے کتب حدیث میں بیان کی ہیں اور یہ قریباً ایک سو پچاس حدیثیں حضرت صدیق کی صحبت وائمہ اور حضور شاہد خیر کے لحاظ سے بہت قلیل ہیں مگر اس قلت روایت کی چند خاص وجوہات ہیں۔

وجوہات قلّت روایات حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پہلا سبب حضرت صدیق سے احادیث کم روایت کئے جانے کا یہ ہے کہ آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد صرف دو سال چند ماہ زندہ رہے اور پھر اس قلیل مدت میں آپ قتال مرتدین منکرین زکوٰۃ اور جہاد فارس و روم میں مشغول رہے یہی حال حضرت معاذ بن جبل وغیرہ ان فضلائے صحابہ کا ہے جنکی قابلیت و علمیت کو خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمادیا مگر جب وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد زیادہ مدت زندہ نہ رہے تو محدثین ان سے بجز چند حدیثوں کے اور کیا روایت کر سکتے تھے اور دوسرا سبب یہ تھا اور یہ سامعین کیطرف سے تھا۔ کیونکہ آپ کے حاضرین مجلس اکثر صحابہ کرام بھی تھے جو اکثر واقعات میں سماعت حدیث کے محتاج نہ تھے۔ اسلئے خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے ان واقعات کے متعلق احادیث سنی ہوئی تھیں اور مخضرمین بھی اُس وقت بہت کم تھے جیسے کہ قیس بن حازم (مخضرمین ان لوگوں کو کہتے تھے جن کی نصف عمر کفر میں گزری ہو اور نصف اسلام میں)

تیسرا سبب آپ سے احادیث کم روایت کئے جانے کا قلت واقعات ہے (یعنی آپ کے سامنے اس قسم کے موقعہ پیش نہیں آئے۔ جن میں آپ احادیث مروجہ کے علاوہ اور بھی حدیث روایت کرتے) پھر سبب واقعات کے جو کچھ حدیثیں آپ نے بیان کی ہیں اپنے خطبوں میں بیان کی ہیں مرفوعاً یا موقوفاً بہرکیف جس قدر احادیث آپ سے روایت کی گئی ہیں۔ ان کے کئی طبقہ ہیں (یعنی بلحاظ اقسام اسناد حدیث کے) بعض صحیح ہیں جیسا کہ حدیث مقادیر زکوٰۃ جسے امام بخاری نے نقل کیا ہے اور یہ اصح احادیث زکوٰۃ ہے اور معمول بہ و معتمد علیہ ہے اور حدیث ہجرت اور اسے حدیث الرحل بھی کہتے ہیں اور حدیث نحن معاشر الانبیاء لا نورث و لا نورث اور حدیث ما رأیت احداً احسن صلوٰۃ من ابن جریج امام احمد نے عبدالرزاق سے روایت کیا ہے اور اہل مکہ کہتے ہیں کہ ابن جریج سے بہتر کوئی نماز پڑھنے والا نہیں کیونکہ انہوں نے ابن زبیر سے ابن زبیر نے حضرت صدیق سے

آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اسوقت جس قدر کہ کتب سنن میں اہل مکہ کا طریقہ نماز مذکور ہے وہ ابن جریج کے طریقہ نماز سے اخذ کیا گیا ہے۔

اور بعض احادیث حسن ہیں جیسے حدیث سلوا اللہ العافیہ اور حدیث لا یدخل الجنۃ سیئ الملکہ اور حدیث ما اصر من استغفر اور حدیث صلوٰۃ الاستغفار۔ تیسری قسم کی حدیثیں وہ ہیں جو لوگوں میں دوسرے راویوں کے ساتھ مشہور ہیں اور حضرت صدیق کی روایت سے غریب واقع ہوئیں۔ اور اکثر لوگ ان کی روایت کرنے میں جرأت وسبقت کرتے ہیں۔ مثلاً حدیث اثبات قدر بروایت عبدالرحمٰن بن ابی بکر عن ابیہ اور حدیث الذھب بالذھب والفضۃ بالفضۃ الحدیث بروایت ابی رافع اور حدیث من کذب علیّ متعمداً فلیتبوا مقعدہٗ من من النار اور حدیث اتقوا النار ولو بشق تمرۃٍ اور حدیث ما بین منبری وبیتی روضۃ من ریاض الجنۃ اور حدیث شفاعت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حدیث خروج بعض اہل النار بشفاعت شہداء اور حدیث یغفر من کان یساح فی البیع یعنی جو شخص کہ بیع وشرار میں سہولت کرے بخشدیا جائے گا۔ اور حدیث من اوصی باحراق نفسہ خوفاً من اللہ اور حدیث ان المیت یعذب ببکاء الحی علیہ اور حدیث یدخل الجنۃ سبعون الفا بلاحساب اور حدیث رجم ماعز اسلمی اور حدیث السواک مطھرۃ للفم اور حدیث الائمۃ من من قریش وغیرہ وغیرہ ان تمام حدیثوں کو امام احمد اور ابو یعلےٰ نے اپنی سندوں میں روایت کیا ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد جو مشکلات پیش آئیں حضرت صدیق کا ان کو دفع کرنا

جب تمام مباحث بیان کئے جاچکے تو اب جاننا چاہئیے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ کرام کو جن مشکلات کا سامنا ہوا حضرت صدیق نے ان سب کو حل کیا اور مسلمانوں کو ان کی حیرت وتردد سے خلاصی دی جس سے آپ کی قابلیت اور تقدم فی العلم دیگر صحابہ کرام پر مزید ثابت ہوئی۔ یہاں تک کہ یہ بات روز روشن کی طرح ہویدا ہوگئی کہ آپ نے اپنی رعیت کی تربیت منہاج وطریقہ انبیا علیہم السلام کے مطابق کی سب سے پہلے جو مشکل پیش آئی وہ یہ امر تھا کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی لوگوں کے دلوں میں تشویش پھیل گئیں۔ بعض لوگ خیال کرنے لگے یہ موت نہیں بلکہ ایک حالت ہے جو عہد الوحی ہوا کرتی ہے بعض نے بعض نے خیال کیا کہ موت منافی مرتبہ نبوت ہے اور جو لوگ نفاق پیشہ تھے انہوں نے ارادہ کیا کہ دین اسلام کو درہم برہم کریں۔ حضرت صدیق اول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے چہرہ مبارک سے چادر اٹھا کر معلوم کیا کہ آپ نے اس جہان فانی سے انتقال فرمایا۔ اسکے بعد حضرت صدیق کلمات جانفرسا رأشل وانبیاہ وخلیلاً وا صفیاہ وغیرہ کہتے ہوئے مسجد میں آئے اور ایک بلیغ خطبہ کہا۔

ابن عمر سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روح پرفتوح پرواز کرگئی تو حضرت صدیق

اس وقت موجود نہ تھے کیونکہ اُس وقت آپ مدینہ کے گاؤں میں گئے ہوئے تھے۔ جب وہاں سے واپس ہوئے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف ہی آئے۔ آپ نے چہرہ مبارک پر کپڑا ڈالا ہوا تھا حضرت صدیق نے کپڑا اٹھایا اور پیشانی مُبارک پر مُنہ رکھ کر چومنے لگے اور روتے جاتے اور کہتے جاتے تھے (بابی انت وامی طبت حیًا ومیتًا) آپ کی زندگی بھی پاک تھی اور موت بھی پاک ہے پھر یہاں سے واپس ہو کر حضرت عمر فاروق کے پاس آئے۔ حضرت عمر فاروق کہہ رہے تھے کہ ابھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات نہیں پائی اور نہ ابھی وفات پا سکتے ہیں۔ جب تک کہ آپ منافقین کو قتل نہ کرلیں ابن عمر کہتے ہیں کہ منافقین اسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر وفات سُن کر خوش ہو رہی تھی حضرت صدیق نے حضرت فاروق سے کہا ہوش کی باتیں کرو حضور صلعم وفات پا چکے کیا تم نے یہ آیت نہیں سنی انك میّت وانهم میّتون وما جعلنا لبشر من قبلك الخلد افان مت فهم الخالدون ۰ پھر اسکے بعد حضرت صدیق منبر پر چڑھے اور حمد و ثنا کے بعد بیان کرنے لگے کہ لوگو اگر محمد تمہارے معبود تھے تو جان لو کہ تمہارا معبود فوت ہو گیا۔ اور اگر تمہارا معبود اللہ ہے جو آسمانوں پر ہے تو وہ فوت نہیں ہوا (بلکہ زندہ ہے) پھر یہ آیت تلاوت کی وما محمد الا رسول قد خلت من قبل الرسل افائن مات او قتل انقلبتم على اعقابكم الایہ یہ آیت پڑھ کر آپ منبر پر سے اُتر آئے آپ کی اس تقریر سے مسلمانوں کو خوشی ہوئی اور منافقین جل گئے عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ اس سے پہلے ہم لوگوں پر پردے پڑے ہوئے تھے۔ سو آپ کی اس تقریر سے وہ پردہ اٹھ گیا۔ ابن ابی شیبہ اور اسی طرح ایک جماعت نے بروایت حضرت عائشہ صدیقہ روایت کیا ہے۔ انہیں مشکلات میں سے ایک یہ امر تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقام دفن اور کیفیت نماز جنازہ میں اختلاف واقع ہوا اور حضرت صدیق نے اس اختلاف کو مٹا دیا مسند ابو یعلی میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کفنا کر سریر پر رکھا گیا اور یہ منگل کے دن کا واقعہ تھا تو اب لوگوں نے آپس میں اختلاف کیا کہ آپ کو کہاں دفن کرنا چاہیئے۔ بعض نے کہا مسجد میں دفن کرنا چاہیئے۔ بعض نے کہا آپ کے اصحاب کے ساتھ آپ کو بھی جنت البقیع　دفن کیا جائے۔ حضرت صدیق نے فرمایا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ کسی نبی کی روح قبض نہیں کی گئی مگر یہ کہ وہ اسی جگہ دفن کیا گیا جہاں اسکی روح قبض کی گئی ہے اسکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر استراحت اٹھایا گیا اور وہیں قبر شریف کھودی گئی۔ اس حجرہ کے بعد حضرت صدیق نے لوگوں کو جوق جوق بلایا اور وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ پڑھتے گئے مردوں کے بعد عورتوں نے اور پھر لڑکوں نے نماز جنازہ پڑھی اور کسی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ کی امامت نہیں کرائی غرض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بدھ کی وسط شب کو دفن کئے گئے۔

انہیں مشکلات میں سے ایک مشکل یہ تھی کہ اسی واقعہ جانکاہ میں بہت بڑا اختلاف جو پیدا ہو بغرض بیعت حضرت سعد بن عبادہ انصار کا سقیفہ بنی ساعدہ میں مجتمع ہونا تھا اور یہ وہ اختلاف تھا کہ اگر حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق اسے نہ مٹاتے تو مسلمانوں میں اُسی وقت سے تلوار چلتی اور دین اسلام ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔

لہٰذا حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق ثقیفہ بنی ساعدہ میں گئے اور اپنے سیف بیان سے اُس اختلاف کو قطع کیا۔ راویان حدیث اس بیان کے نقل کرنے میں مختلف ہیں اور ہر ایک نے اس کے متعلق کچھ یاد رکھا ہے اور کچھ نہیں مناسب ہے کہ ہم اس جگہ تمام روایتوں کو نقل کریں۔ تاکہ اصل قصہ متحقق ہو جائے حضرت عمر کی روایت جس میں حضرت صدیق کی بیعت ناگہانی اور ان کا ایک ہونیکا جواب بھی ہے۔ اس طرح پر ہے کہ انصار نے کہا اے معشر قریش ایک امیر ہم میں سے ہوگا۔ اور ایک تم میں سے اس وقت خباب بن المنذر (انصار میں سے تھے) کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ صرف میں تمہارے لیے

اس کام کے لئے کافی ہوں۔ بلکہ میرے بغیر تمہیں چارہ نہیں۔ حضرت صدیق نے فرمایا ٹھہر جاؤ جلدی نہ کرو۔ اس وقت میں نے چاہا کہ میں کچھ گفتگو کروں مگر حضرت صدیق نے فرمایا ابھی خاموش رہو پھر آپ نے حمد و ثنا کے بعد بیان کیا اے معشر انصار واللہ ہم آپ لوگوں کے منکر نہیں نہ ہم آپ کے حقوق کا انکار کرتے ہیں اور نہ ہم آپ کے ان کاموں کا جو آپ نے اسلام کی خدمت میں کئے مگر بات یہ ہے کہ خود آپ لوگ بھی جانتے ہیں کہ عرب میں جو قدر ومنزلت قریش کو حاصل ہے کسی کو نہیں۔ عرب بجز قریش کے اور کسی کی خلافت پر ہرگز مجتمع نہ ہوں گے سو میں آپ لوگوں کو خوف خدا دلاتا ہوں اور کہتا ہوں کہ آپ تفرقہ نہ ڈالیں اور نہ اس امر کا سبب بنیں کہ اسلام میں کوئی حادثہ پیدا ہو۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ ان دونوں (حضرت عمر فاروق اور ابوعبیدہ بن جراح) میں سے جس سے چاہیں بیعت کرلیں۔ کیونکہ یہ دونو شخص ثقہ ہیں۔ حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں کہ حضرت صدیق نے کوئی بات باقی نہیں رکھی اور جو کچھ کہ میں کہنا چاہتا تھا آپ نے کہہ دیا بجز اس کے کہ میں یہ بھی کہنا چاہتا تھا کہ اگر میں قتل کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر قتل کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں اور یہ میرا قتل کیا جانا بھی بغیر کسی معصیت کے ہو تو یہ مجھے پسند ہے۔ اس سے کہ میں اس قوم پر امیر بنایا جاؤں جس میں حضرت صدیق ہوں۔ آپ کے بعد میں نے بیان کیا اے معاشر انصار اور اے معاشر مسلمین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے خلیفہ ہونیکو زیادہ حق حضرت صدیق ہیں جو غار میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ اور السابق المبین ہیں۔ (یعنی نیکی میں سب سے زیادہ سبقت کرنیوالے) اس کے بعد میں نے حضرت صدیق کا دست مبارک لیا مگر مجھ سے پہلے انصار میں سے ایک شخص نے سبقت کی اور حضرت صدیق سے بیعت کرلی۔ پھر ان کے بعد میں نے بیعت کی اور پھر اور لوگوں نے بیعت کی لوگ کہنے لگے سعد بن ابی عبادہ) مارے گئے میں نے کہا انہیں کوئی سے مارو۔ اللہ نے انہیں مارا۔ اس کے بعد ہم سب واپس ہوئے اور اللہ نے مسلمانوں کو حضرت صدیق کی بیعت پر مجتمع کیا ہوا تھا پس یہی معنی ہیں حضرت صدیق کی بیعت ناگہانی کے سو اللہ نے ہمیں اس واقعہ کا خیر عطا کیا اور اس کے شر سے بچالیا۔ پھر اب اگر کوئی اس طرح سے بیعت لے لے۔ تو اس کے لئے جائز نہیں اور نہ اُسکی جو اُس کی بیعت کرے بخاری و ابن ابی شیبہ اسکے راوی ہیں اور الفاظ ابن ابی شیبہ کے ہیں)۔

حضرت ابن مسعود کی روایت میں ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح پرواز کر گئی تو انصار نے مسئلہ خلافت کی بحث چھیڑی اور مہاجرین سے کہا کہ ایک امیر ہم میں سے ہوگا اور ایک تم میں سے۔ لہٰذا عمر فاروق انصار کے پاس گئے اور کہا کہ اے معاشر انصار کیا آپ لوگ نہیں جانتے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق کو حکم دیا کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ پھر کیا آپ لوگوں میں سے کوئی شخص یہ بات پسند کرتا ہے کہ حضرت صدیق کے آگے بڑھے تو انہوں نے کہا کہ نعوذ باللہ من ذالک ہم اس بات سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں کہ ہم حضرت صدیق سے آگے قدم بڑھائیں۔ عبداللہ بن عون بن سیرین سے اور وہ بنی زریق کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دن حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق انصار کے پاس گئے۔ حضرت صدیق نے انصار کو مخاطب کرکے کہا کہ اے معاشر انصار ہم لوگ آپ کے حقوق کا انکار نہیں کرتے اور نہ کسی مسلمان کو زیبا ہے کہ آپ کے حقوق کا انکار کرے یا کرسکے واللہ ہم کسی خیر کا ارادہ نہیں کرتے مگر یہ کہ اس میں آپ کی شرکت کو دوست رکھتے ہیں۔ لیکن بات یہ ہے کہ عرب بجز قریش کے اور کسی کی خلافت پر راضی نہ ہونگے اس لئے کہ قریش ہی عرب میں سب سے

زیادہ فصیح و بلیغ ہیں اور انہیں کو عرب میں ہر طرح کی قدر و منزلت حاصل ہے۔ پس مناسب ہے کہ آپ لوگ حضرت عمر سے بیعت کر لیں۔ انصار نے کہا نہیں حضرت عمر فاروق نے کہا کیوں۔ انصار نے کہا اس لئے کہ ہمیں خوف ہے کہ آپ ہم پر اوروں کو ترجیح دیں گے۔ حضرت عمر فاروق نے کہا اچھا حضرت صدیق کی بیعت کرو حضرت صدیق نے فرمایا نہیں آپ مجھ سے اقوی ہیں آپ نے کہا آپ مجھ سے افضل ہیں۔ پھر تیسری دفعہ حضرت عمر فاروق نے کہا میری قوت آپ ہی کے لئے ہے بوجہ آپ کے فضل کے غرض لوگوں نے حضرت صدیق سے بیعت کر لی۔ محمد بن سیرین فرماتے ہیں کہ حضرت صدیق کے انعقاد بیعت کے متعلق کچھ لوگ حضرت ابو عبیدہ بن جراح کے پاس آئے آپ نے کہا تم میرے پاس آتے ہو حالانکہ ثالث ثلثہ (یعنی حضرت صدیق تم میں موجود ہیں اور محمد بن سیرین کے شاگرد عبداللہ بن عون کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن سیرین سے پوچھا کہ حضرت صدیق ثالث ثلثہ کس طرح تھے فرمایا اس لحاظ سے کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں انہیں ثانی اثنین اذھما فی الغار فرمایا ہے۔ پس تیسرا اس میں اللہ تھا ابن ابی شیبہ اس کے راوی ہیں حضرت ابو سعید خدری کی روایت اس طرح کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو خطبائے انصار تقریریں کرنے لگے ایک شخص مہاجرین کی طرف مخاطب ہو کر یوں تقریر کرنے لگا کہ اے معاشر مہاجرین جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آپ لوگوں میں سے کسی کو کہیں روانہ کرتے تو ہم میں سے بھی ایک شخص اس کے ساتھ کر دیتے پس ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ خلافت کے معاملہ میں بھی ایسا ہی ہو کہ ایک شخص ہم میں سے امیر ہو اور ایک آپ لوگوں میں سے اسی طرح کئی خطبائے انصار نے یکے بعد دیگرے تقریریں کیں انکو بعد حضرت زید بن ثابت کھڑے ہوئے اور بیان کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مہاجرین میں سے تھے لہٰذا آپ کا خلیفہ بھی مہاجرین ہی میں سے ہوگا اور ہم لوگ اس کے اعوان و انصار ہونگے جس طرح ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اعوان و انصار تھے۔ اس پر حضرت صدیق نے فرمایا جزاکم اللہ خیرا یا معاشر الانصار و ثبت قائلکم واللہ اگر آپ لوگ ایسا نہ کرتے تو ہماری اور آپ کی صلح کبھی نہیں ہو سکتی تھی۔ ابن ابی شیبہ اسکے راوی ہیں۔ حمید بن عبدالرحمٰن کی روایت میں ہے کہ حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق ایک دوسرے کو کھینچتے ہوئے انصار کی طرف گئے حضرت صدیق نے انصار سے گفتگو کی اور اثنائے گفتگو میں ہر ایک وہ امر بیان کر دیا جو انصار کے حق میں نازل ہوا تھا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا تھا حضرت صدیق نے فرمایا کہ آپ کو (حضرت سعد کیطرف مخاطب ہو کر) معلوم ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ لوگوں کے حق میں فرمایا ہے کہ اگر لوگ ایک وادی سے ہو کر چلیں اور انصار دوسری وادی سے ہو کر تو میں انصار کے ساتھ چلوں گا آپ کو یہ بھی یاد ہو گا کیونکہ آپ خود بھی بیٹھے ہوئے تھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قریش کے حق میں فرمایا تھا قریش ولاۃ ھذا الامر فبر الناس تبع لبرھم وفاجرھم تبع لفاجرھم حضرت سعد نے کہا بیشک آپ راست فرماتے ہیں (نحن الوزراء وانتم الامراء)

پھر جب دوسرے روز بیعت عامہ ہوئی تو سادات اہل بیت نے آپ کی بیعت سے تخلف کیا اور یہ ایک دوسرا اشکال تھا جو پیدا ہو حضرت صدیق نے اس اشکال کو بھی بحسن تدبیر اٹھایا۔ زہری حضرت انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق کا وہ خطبہ سنا۔ جو آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دن منبر پر کہا اور حضرت صدیق خاموش بیٹھے ہوئے تھے آپ نے بیان کیا کہ میری آرزو تو یہ تھی کہ آنحضرت

صلے اللہ علیہ وسلم ابھی اور زندہ رہتے یہاں تک کہ ہم سب کے بعد تک لیکن اب اگر آپ کا انتقال ہوگیا تو اللہ نے
تمہارے آگے قرآن مجید کی روشنی رکھدی ہے جس کے ذریعہ تم راہ پا سکتے ہو اور اُسی کے ذریعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے راہ پائی۔ حضرت صدیق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مصاحب خاص اور ثانی اثنین ہیں یہی اولیٰ ہیں کہ آپ لوگوں
کے خلیفہ بنیں سو اٹھو اور آپ کی بیعت کر لو۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے سقیفہ بنی ساعدہ میں ایک جماعت
نے حضرت صدیق سے بیعت کی ہوئی تھی اور یہ بیعت عامہ تھی۔ نیز حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے
تقریر کرنے کے بعد حضرت صدیق سے کہا کہ آپ منبر پر چڑھیئے اور اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کو منبر پر چڑھا
دیا اور لوگوں نے بیعت عامہ کی (بخاری شریف) ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ جب حضرت صدیق منبر پر
بیٹھے اور آپ نے لوگوں کی طرف دیکھا تو حضرت علی مرتضیٰ نظر نہ آئے۔ آپ نے پوچھا کہاں ہیں علیؓ؟ انصار میں سے
چند لوگ اُٹھے اور حضرت علیؓ کو بلا لائے۔ حضرت صدیق نے فرمایا آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی
اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے داماد ہیں۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں تفرقہ ڈالیں۔ عرض کیا نہیں یا
خلیفہ رسول اللہ اور بیعت کرلی (حاکم اس کے راوی ہیں) ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف سے روایت ہے کہ ان
کے والد حضرت عبدالرحمن بن عوف حضرت عمر فاروق کے ساتھ تھے اور محمد بن مسلمہ نے حضرت زبیر کی تلوار توڑ
ڈالی تھی۔ حضرت صدیق اس کی معذرت کے لئے خطبہ کہنے کھڑے ہوئے۔ آپ نے معذرت کرتے ہوئے
یہ بھی بیان کیا کہ واللہ میں امارت کا حریص وطالب نہ تھا میں نے ظاہر و باطن نہ کبھی اس کی خواہش کی اور نہ اللہ
تعالےٰ سے اس کے ملنے کا سوال کیا مگر بات یہ ہے کہ میں خائف ہوا کہ مسلمانوں میں کوئی حادثہ پیدا نہ ہو جائے۔
مجھے امارت سے کچھ راحت نہیں بلکہ مجھے تو ایک نہایت مشقت کے کام میں ڈالا گیا ہے۔ جس کی مجھے طاقت
قدرت نہیں بجز اس کے کہ اللہ میری مدد کرے اور مجھے قوت دے تو میں تو آج چاہتا ہوں کہ کوئی مجھ سے زیادہ قوی شخص
اس کام کو کرے۔ غرض مہاجرین نے آپ کی معذرت قبول کی اور حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت زبیر نے کہا ہم
لوگ غصہ نہیں ہوئے تھے مگر اسی لئے کہ ہمیں مشورہ سے کیوں الگ کیا گیا والا ہم حضرت صدیق کی فضیلت اور بزرگی
کے منکر نہیں جو آپ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد حاصل ہے بیشک آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے رفیق
الغار اور ثانی اثنین ہیں ہم آپ کی بزرگی اور فضیلت کے معترف ہیں اور یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے امامت نماز
آپ کے تفویض کی۔ پھر جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت صدیق کی خلافت قائم ہو گئی۔ تو سب سے پہلے آپ
نے جس مسئلہ کی تعلیم کی وہ منصب نبوت و منصب خلافت میں تفریق کرنا۔ اور نبی وخلیفہ کے معاملہ میں تفاوت کرنا
تھا۔ اس مسئلہ کو حضرت صدیق نے متعدد مجالس میں مختلف طریقوں سے بیان کیا کہ اس کے متعلق کوئی شک و شبہ
باقی نہیں رہا۔ قیس بن ابی حازم بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات سے ایک ماہ بعد حضرت صدیق
کے منادی نے آواز دی الصلوٰۃ جامعۃ" کہ نماز کے لئے جمع ہو جاؤ۔ یہ پہلی نماز تھی کہ اس طرح لوگوں کو پکارا گیا۔ اسکے
بعد حضرت صدیق منبر پر کھڑے ہوئے اور خطبہ کہا یہ خطبہ تھا جو آپ نے کہا (یعنی بحیثیت اقامت امور خلافت
حمد وثنا کے بعد آپ نے بیان کیا کہ اے معاشر مسلمین اولاً تو میں چاہتا تھا کہ اس کام کو کوئی اور شخص ہی کرتا۔ لیکن اب
اگر آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کے ساتھ میرا مواخذہ کریں (یعنی آپ یہ چاہیں کہ جس طرح آنحضرت

صلے اللہ علیہ وسلم اس کام کو کر رہے تھے میں بھی بعینہٖ اسی طرح اس کام کو انجام دوں تو یہ امر میری طاقت سے باہر ہے - اسلئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم معصوم تھے اور آپ پر آسمان سے وحی نازل ہوتی تھی امام احمد اس کے راوی ہیں ابو برزہ اسلمی سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت صدیق کے ساتھ سختی سے پیش آیا ابو برزہ نے کہا کیا میں اسکی گردن اڑادوں آپ نے کہا نہیں نہیں ایسا مت کرنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو یہ مرتبہ حاصل نہیں کہ اُس کے پیچھے اسکی گردن ماری جاسکے ، امام احمد اور ابو یعلی نے اسے بطرق متعددہ روایت کیا ہے - عبداللہ بن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ حضرت صدیق کو یا خلیفۃ اللہ کہکر پکارا گیا آپ نے فرمایا خلیفہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہو میں اسی سے راضی ہوں - امام احمد و ابو یعلی اسکے راوی ہیں - اسمیں اشارہ اس بات کی طرف تھا کہ خلیفۃ اللہ کہے جانے کے مستحق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تھے اور میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہوں حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صدیق کی روح قبض کی جارہی تھی میں نے وہ شعر پڑھا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں کہا گیا تھا - حضرت صدیق نے بجواب اُس کے کہا یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان تھی اور وہ شعر یہ تھا ؎

وابیض یستقی الغمام بوجہہٖ
ثمال الیتامی عصمۃ للارامل

(امام احمد و ابو یعلی اسکے راوی ہیں)

بعدازاں ایک اشکال یہ پیدا ہو گیا کہ بعض لوگ آیہ کریمہ لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم میں تاویل کرکے امر بالمعروف پر ترک مواخذہ کرنے لگے لہٰذا حضرت صدیق نے خطبہ کہا اور بیان کیا کہ آپ لوگ اس آیت کو تلاوت کرتے ہیں مگر اس کا حق ادا نہیں کرتے (یعنی اُسکے معنی میں غور نہیں کرتے یا غور کرتے ہیں مگر اُس کے معنی سمجھنے میں غلطی کھاتے ہیں آپ اس آیت کو اوّل سے تلاوت کریں تو اُسکی جو غرض وغایت ہے آپ پر ظاہر ہو جائیگی ، پوری آیت اس طرح ہے یا ایھا الذین آمنوا علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم یعنی اے وہ لوگوں جو ایمان لائے ہو اپنی جانوں کو بچائے رہو تو جو لوگ گمراہ ہوئے تمہیں ضرر نہیں پہنچا سکتے جب کہ تم راہ پر رہو گے ، میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب لوگ ناپسندیدہ بات دیکھیں اور پھر اس سے منع نہ کریں تو قریب ہے کہ عذاب الٰہی ان سب کو عام ہو گا - (امام احمد اور ابو یعلی مختلف اسے روایت کیا ہے)

اِسکے بعد ایک اور اشکال قتال مرتدین کے متعلق پیدا ہوا کیونکہ مرتدین گو نماز یا زکوٰۃ سے منکر ہو گئے مگر کلمۂ اسلام سے منکر نہ تھے حضرت صدیق نے فرمایا کہ ضروریات دین میں تاویل مقبول نہیں چونکہ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم کیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ پڑھیں پھر جب انہوں نے یہ کلمہ شہادت پڑھ لیا تو انہوں نے باستثنا دیگر حقوق اپنا خون اور اپنا مال مجھ سے بچا لیا اور ان کا حساب اللہ پر ہے اور مرتدین اس کلمہ کے قائل تھے - اسلئے حضرت عمر فاروق نے کہا کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسطرح فرمایا ہے تو ہم مرتدین سے کیونکر قتال کر سکتے ہیں حضرت صدیق نے فرمایا میں نماز و زکوٰۃ میں تفریق نہیں کر سکتا جو شخص ان دونوں میں تفریق کرے گا - میں اس سے قتال کروں گا - حضرت

عمر فاروق فرماتے ہیں آخر کو آپ کے ساتھ مرتدین سے قتال کرنا پڑا (امام احمد۔ امام بخاری اسکے راوی ہیں اور الفاظ حضرت امام احمد کے ہیں) اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ واللہ مجھے معلوم ہو گیا کہ اللہ نے قتال مرتدین کے بارے میں آپ کا سینہ کھولدیا پس میں نے جان لیا کہ آپ حق پر تھے حضرت صدیق نے حدیث ابوہریرہ سے دو باتوں پر تمسک کیا ہے۔ ایک یہ کہ الا بحقها میں حق زکوٰۃ شامل ہے اور نماز اس پر مقیس ہے اور دوم یہ کہ مستثنیٰ نماز ہے اور زکوٰۃ اسپر مقیس ہے بقیاس جلی۔

اس کے بعد انفاذ جیش اسامہ میں بحث واقعہ ہوئی حضرت صدیق اس امر پر جس کا نفع بین طور پر ظاہر رہا موافق ہوئے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے کہا مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر حضرت صدیق رضؓ خلیفہ نہ کئے جاتے تو اللہ کی عبادت نہ کی جاتی تین دفعہ کہا تیسری دفعہ کہا گیا ابوہریرہؓ آپ کیا کہتے ہیں آپ نے فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے شام کی طرف جیش اسامہ کو بھیجا ہوا تھا جب وہ مقام ذی خشب تک پہنچا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور قبائل عرب جو حوالی مدینہ ہی کے رہنے والے تھے مرتد ہو گئے حضرت صدیق نے فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر بالفرض ازواج نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پیروں میں بیڑیاں پڑ جائیں تب بھی میں اس لشکر کو کبھی نہ موڑوں گا جسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے روانہ کر دیا ہے۔ میں اُس جھنڈے کو کبھی نہ کھولوں گا جسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہے۔ غرض جیش اسامہ کو آپ نے روانہ کیا اس کے بعد آپ کسی قبیلہ پر گزر نہیں کرتے تھے مگر یہ کہ وہ کہتے تھے اگر ان لوگوں میں (مسلمانوں میں) قوت ہوتی تو اتنے لوگ ان کے درمیان سے کبھی نہ نکل جاتے مگر خیر ہم انہیں جنگ روم تک مہلت دیتے ہیں غرض روم کو شکست ہوئی اور وہ مارے گئے اور مسلمان صحیح وسالم واپس آئے اور اسلام پر ثابت رہے یہ حدیث الصواعق المحرقہ میں مذکور ہے اور بیہقی وابن عساکر کی طرف منسوب کی گئی ہے۔

اسکے بعد قتال مرتدین میں بحث واقع ہوئی حضرت صدیق نے اسباب میں بھی نہایت سعی کی اور رائے صائب سے ملہم کئے گئے اور وہ سر قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم العصمۃ بالسیف تھا یعنی اس قسم کے فتنوں میں عصمت تلوار سے حاصل ہوتی ہے۔ حضرت عمر فاروق کہتے تھے کہ خلیفہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ لوگوں کی تالیف قلوب کیجئے اور ان کے ساتھ نرمی کیجئے فرمایا تم جاہلیت میں سخت تھے اور اب اسلام میں نرم ہو گئے ہو حالانکہ وحی منقطع ہو گئی اور اسلام کامل کر دیا گیا تو اب کیا ہو سکتا ہے کہ اسمیں کچھ کمی کی جائے اور میں زندہ ہوں (مشکوٰۃ شریف) اسی طرح حضرت علی مرتضیٰ نے بھی آپ کی رائے سے اختلاف کیا اور فرمایا اے خلیفہ رسول اللہ علیہ وسلم ہمیں درمند از کیجئے حضرت صدیق نے آپ کو بھی وہی جواب دیا جو حضرت عمر فاروق کو دیا تھا جیساکہ الصواعق وغیرہ میں مذکور ہے۔ اسکے بعد تعیین امر میں اشکال واقع ہوا کہ قتال مرتدین میں لشکر کس کی سپہ سالاری میں بھیجا جائے۔ حضرت صدیق نے حضرت خالد بن ولید کے باب میں حدیث روایت کی اور انہیں سپہ سالار بنایا اور آخر انہیں کے ہاتھ پر فتح ہوئی وہ حدیث یہ تھی۔ حضرت صدیق نے بیان کیا میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا خالد بن ولید سیوف اللہ سے ایک سیف ہیں جو اللہ نے کافروں اور منافقوں پر کھولی ہوئی ہے (امام احمد اسکے راوی ہیں) اسکے بعد ایک یہ اشکال پیش آیا کہ ایک جماعت مسلمین محققین میں

جو بشر با لجنت ہیں۔ مثلاً حضرت عثمان غنی و حضرت طلحہ وغیرہ کو بعد وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک شبہ عظیم پیش آیا۔ جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ کچھ لوگ۔ اصحاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں سے آپ کی وفات کی وجہ سے نہایت غمگین ہوئے۔ یہاں تک کہ بعض کے دلوں میں طرح طرح کے وساوس پیدا ہوئے۔ بعض روایت میں ہے کہ وہ حدیث نفس میں مبتلا کئے گئے تھے۔ محمد بن جبیر مطعم کی روایت میں ہے کہ حضرت عثمان غنی نے فرمایا کہ کاش میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر لیتا کہ جب شیطان دلوں میں وسوسہ ڈالنے لگے تو ان وساوس سے بچنے کی کیا صورت ہے غرض صحابہ کرام اس مصیبت میں حیران ہوئے کہ کیونکر اس سے نجات حاصل کی جائے حضرت صدیق نے اس مصیبت سے بچنے کا طریقہ ارشاد کیا کہ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ تم کو اس سے نجات دینے والا کلمہ طیبہ ہے جس کا میں نے اپنے چچا (ابو جہل) کو حکم کیا تھا کہ کہیں مگر انہوں نے نہیں کہا سو تم کلمہ طیبہ کہا کرو۔ امام احمد اور ابو یعلیٰ نے اسے بطریق مختلفہ روایت کیا ہے۔ حاصل اس قصہ کا یہ ہے۔ کہ قوم دوام صحبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی معتاد تھی اور حالت اتصال اور اس سے مراد سیر و روح کا اپنے اپنے کاموں میں مشغول رہنا ہے کہ صحبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اکتساب کرتی تھی جب سعادت صحبت بوجہ وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہاتھ سے گئی وہ حالت مفقود ہوئی تفرقہ پیدا ہوا اور حدیث ابتلائے نفس اُس پر مستولی ہوئی حضرت صدیق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ مطلق و نائب برحق تھے۔ ظاہر و باطن میں طریقہ ذکر تعلیم کیا یہ ہے حقیقت اس قصہ کی جو طرق حدیث کے جمع کرنے سے مفہوم ہوا فلا تغتر بافاویل الناس فی ذالك اور یہ پہلا واقعہ احیاء طریقہ صوفیائے کرام کا ہے جو خلیفہ اول رضی اللہ عنہ دار فناہ سے ظہور میں آیا۔ اسکے بعد حضرت علی مرتضیٰ نے حضرت صدیق سے صلوٰۃ استغفار اخذ کی اور اسپر اعتناء تام فرمایا حضرت علی مرتضیٰ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث سنی اللہ نے مجھے اس سے نفع پہنچایا جہاں تک کہ اس نے چاہا اور جب میں کسی اور شخص سے حدیث سنتا تو اُس سے قسم لیتا اور جب وہ قسم کھاتا تو میں اُس کی تصدیق کرتا اسی طرح حضرت صدیق نے مجھ سے حدیث بیان کی اور راست بیان کی آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا کہ کوئی بندہ نہیں کہ وہ گناہ کرتا ہے۔ اور پھر وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھتا ہے۔ اور اللہ سے اپنے گناہ کی مغفرت مانگتا ہے۔ مگر یہ کہ اللہ اسے بخش دیتا ہے۔ امام احمد و ابو یعلیٰ نے اسے بطرق متعددہ روایت کیا ہے۔

اسکے بعد جو صعب ترین اشکال پیدا ہوا وہ یہ تھا کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالےٰ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ظاہر آیت یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین پر تمسک کر کے میراث آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے طالب ہوئے۔ مشکل یہ واقع ہوئی کہ اگر میراث دیجاتی ہے خلاف قاعدہ شرع لازم آتا ہے اور اگر نہیں دیجاتی ملال خاطر اہل بیت ہوتا ہے حضرت صدیق نے اس باب میں ایک حدیث روایت کی ہوئی تھی جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے میراث پائی اور باغ فدک وغیرہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مملوک ہونے کی مانع تھی۔ آپ نے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اور دیگر اہل بیت کے ساتھ اس قدر ملاطفت کی کہ اُن آزردگیوں کا جبر نقصان ہو گیا انہیں ایام میں ایک اور مشکل فوق جمیع مشکلات یہ پیش آئی کہ

حضرت زبیر اور ایک جماعت بنی ہاشم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں جمع ہوئے اور نقض خلافت کے متعلق مشورے کئے شیخین نے حسن تدبیر سے جس طرح ممکن ہوا اس مشکل کو بھی اُٹھایا۔ اسی طرح جو ملال حضرت علی مرتضیٰ کے مزاج مبارک پر لاحق ہوا تھا اس کا بھی حضرت صدیق نے حسن ملاطفت سے جبر نقصان فرمایا۔ اس قصہ کے راویوں نے بھی بعض نے کچھ یاد رکھا ہے اور بعض نے کچھ اور کچھ فروگذاشت کیا ہے۔ لہٰذا ہم اُس کے متعلق جس قدر روایتیں ہیں ہدیہ ناظرین کرتے ہیں تاکہ اصل قضیہ منقح ہو جائے۔ حضرت زید بن اسلم سے روایت ہے کہ بعد وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب حضرت صدیق کی بیعت کی گئی۔ تو حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے مکان پر آتے اور اپنے امور میں مشورے کرتے جب حضرت عمر فاروق کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے مکان پر آئے اور فرمایا اے دختر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسم ہے اللہ کی کہ کوئی شخص آپ کے والد (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم) سے مجھے محبوب تر نہیں ہے اور پھر آپ کے بعد آپ سے زیادہ مجھے کوئی محبوب تر نہیں مگر قسم ہے اللہ کی یہ امر مجھے اس بات سے مانع نہیں ہو سکتا کہ اگر پھر یہ لوگ اس طرح جمع ہوں اور میں گھر میں آگ لگوا دوں جب حضرت عمر فاروق واپس آئے اور وہ لوگ حضرت فاطمہ کے مکان پر آئے تو آپ نے کہا کہ آپ لوگوں کو معلوم ہے ابھی میرے پاس حضرت عمر آئے تھے وہ قسم کھا کر گئے ہیں کہ اگر پھر یہ لوگ جمع ہوئے تو وہ گھر کو آگ لگا دیں گے سو قسم ہے اللہ کی وہ اس کام کو کر گزریں گے جس کی انہوں نے قسم کھائی سو بہتر ہے کہ آپ لوگ واپس ہوں اور اپنے اپنے کاموں میں مصروف رہیں اور پھر میرے پاس مجتمع نہ ہوں۔ چنانچہ وہ لوگ واپس ہوئے اور پھر آپ کے مکان پر اسطرح مجتمع نہ ہوئے یہاں تک کہ انہوں نے حضرت صدیق سے بیعت کر لی (ابن ابی شیبہ اسکے راوی ہیں)۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صدیق سے میراث آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مطالبہ کیا اس تمام مال میں سے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مدینہ طیبہ میں غنیمت سے ملا تھا اور اسی میں باغ فدک اور بقیہ خمس خیبر بھی تھا۔ حضرت صدیق نے فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم (معاشر الانبیاء) مورث نہیں بنائے جاتے اور جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں صدقہ ہوتا ہے۔ بجز اس نسبت کہ آل محمدؐ اس بیت المال سے کھائیں گے۔ اس کے بعد حضرت صدیق نے فرمایا۔ قسم ہے اللہ کی میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں ذرا بھی تغیر نہیں کر سکتا اور اس کو اسی حال پر رہنے دونگا جس حال پر کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ باسعادت میں تھا اور وہ اس سے وہ کام لوں گا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لیا کرتے تھے۔ غرض حضرت صدیق نے انکار کر دیا تھا کہ آپ اس میں سے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو دیں۔ اس پر حضرت فاطمہؓ کو حضرت صدیق کی جانب سے چند سے ملال خاطر ہوا اور حضرت صدیق نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ مجھے اپنے قرابتداروں کی نسبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قرابتداروں سے صلہ رحمی کرنا محبوب تر ہے۔ یہ جو میرے اور آپ کے درمیان میراث اموال کی وجہ سے اختلاف واقع ہوا ہے۔ سو میں سچ کہتا ہوں کہ میں نے امر حق سے ذرا بھی کوتاہی نہیں کی۔ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کو چھوڑنے والا نہیں میں نے جو کچھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اُس میں کرتے دیکھا ہے وہی میں بھی کر رہا ہوں (امام احمد اور امام بخاری وغیرہ اسکے راوی ہیں) اور الفاظ

مسند امام احمد کے ہیں انہیں کی ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے حضرت صدیق سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی میراث مانگی اس تمام مال میں سے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے بعد چھوڑا تھا۔ حضرت صدیق نے فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہم معاشر انبیاء مورث نہیں بنائے جاتے۔ جو کچھ ہم چھوڑ جاتے ہیں صدقہ ہوتا ہے اس پر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا ناراض رہیں یہانتک کہ وفات پائی۔ راوی بیان کرتا ہے کہ بعد وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چھ ماہ تک حیات رہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ترکہ کا مطالبہ کرتی رہیں جو آپ کو مدینہ اور اخیر میں خیبر و فدک سے ملا تھا مگر حضرت صدیق انکار کرتے رہے اور فرماتے رہے کہ میں کسی اس کام کو جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے ترک نہیں کر سکتا اور اسپر عمل کرکے رہوں گا میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں آپ کے کسی کام کو ترک کردوں تو کہیں بے راہ نہ ہو جاؤں مگر مدینہ طیبہ سے جو مال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ملا ہوا تھا حضرت عمر فاروق نے اپنی عہد خلافت میں حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت عباس کو دے دیا۔ مگر یہ سب حضرت علی مرتضیٰ نے لیا اور خیبر و فدک سے جو کچھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ملا ہوا تھا وہ روکے رہے اور فرمایا یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وہ صدقہ ہے جس سے آپ وہ حقوق ادا فرماتے جو وقتاً فوقتاً آپ کو پیش آئے تھے سو وہ خلیفہ ہی کی نگرانی میں رہے گا۔ راوی کہتا ہے چنانچہ آج تک وہ خلیفہ ہی کی نگرانی میں رہتا ہے۔ امام احمد اسکو راوی ہیں عقبہ بن حارث روایت کرتے ہیں کہ میں ایک روز نماز عصر کیلئے حضرت صدیق کے ساتھ نکلا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو انتقال فرمائے ہوئے کچھ دن گذرے تھے حضرت علی مرتضیٰ آپ کے دوسری جانب تھے راستہ میں حسن ابن علی کھیلتے ہوئے ملے حضرت صدیق نے آپ کو کندھے پر اٹھالیا اور فرمایا قسم ہے یہ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے شبیہ ہے نہ علی سے حضرت علی یہ سنکر ہنسنے لگے امام احمد اسکے راوی ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ رضؓ نے حضرت صدیق سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی میراث کا مطالبہ کیا اور اس تمام مال میں سے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مدینہ طیبہ۔ فدک اور غنائم خیبر سے ملا ہوا تھا۔ حضرت صدیق نے فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہم معاشر انبیاء کا مال میراث میں نہیں دیا جا سکتا جو کچھ ہم چھوڑیں صدقہ ہوتا ہے آل محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس بیت المال سے کھائیں گے۔ واللہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں ذرا بھی تغیر نہیں کر سکتا۔ جس شان سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تھا اسی شان سے اُسے رکھوں گا اور اس سے وہی کام لوں گا جو کام اس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لیتے تھے غرض حضرت صدیق نے انکار کردیا کہ آپ اسمیں سے حضرت فاطمہ کو کچھ دیں۔ اس سے حضرت فاطمہ کو رنج و ملال ہوا اور وہ حضرت صدیق سے ناراض ہو گئیں اور تا وفات آپ سے نہ بولیں حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد چھ ماہ زندہ رہیں۔ جب انہوں نے وفات پائی تو شب کو حضرت علی نے انہیں دفن کیا اور آپ ہی نے انکی نماز جنازہ پڑھی اور حضرت صدیق کو خبر نہ کی حضرت فاطمہ کی حیات میں جو خاص وجاہت حضرت علی مرتضیٰ کو حاصل تھی انکی وفات سے ایک گونہ اس میں فرق پڑ گیا حضرت علی رضؓ نے اس امر کو محسوس کرنے کے بعد التماس کیا کہ آپ حضرت صدیق سے مصالحت کرنا چاہتے ہیں کیونکہ اس عرصہ تک آپ نے حضرت صدیق سے بیعت نہیں کی تھی آپ نے حضرت صدیق کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ آپ کسی وقت تنہا میرے پاس تشریف لائیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں یہ اسلئے کہ کہیں عمر فاروق بھی آپ کے ساتھ تشریف نہ لیجائیں۔ چنانچہ حضرت عمر نے فرمایا کہ واللہ آپ ان لوگوں کے پاس تنہا ہرگز نہ جائیے۔ حضرت صدیق نے فرمایا کہ اسمیں حرج ہی کیا ہے واللہ میں انکے پاس تنہا ہی جاؤں گا۔ غرض جب حضرت

صدیق تشریف لے گئے حضرت علی نے فرمایا ہمیں آپ کی فضیلت و بزرگی اور جو کچھ کہ اللہ تعالیٰ نے آپکو عطا فرمایا ہے معلوم ہے
ہم نے اس سے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کیا حسد نہیں کیا بلکہ بات یہ ہے کہ مشورہ خلافت میں آپ متفرد ہو گئے اور ہمیں شریک
نہیں کیا حالانکہ ہم خیال کرتے ہیں کہ بوجہ قرابت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمارا اس میں بہت کچھ حق ہے یہ سنکر حضرت صدیق
آبدیدہ ہوئے اور فرمایا قسم ہے اس ذات پاک جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کے قرابتداروں سے صلہ رحمی کرنا مجھے اپنے قرابتداروں سے صلہ رحمی کرنے سے زیادہ پسند ہے۔ یہ جو اموال کیوجہ سے میرے اور
آپ کے درمیان اختلاف پڑ گیا ہے، سو میں نے اسکے متعلق امر خیر میں ذرا کوتاہی نہیں کی۔ میں نے جو کام آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کو کرتے دیکھا ترک نہیں کیا اور اسی پر عمل کر رہا ہوں۔ اسکے بعد حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا، آج ظہر کو میں آپ سے بیعت
کرنے کا وعدہ کرتا ہوں پھر نماز ظہر کے بعد حضرت صدیق منبر پر کھڑے ہوئے اور حضرت علی کی شان میں اور بیعت میں آپ
کے توقف کرنیکے متعلق کچھ بیان کیا اور اُسکے متعلق آپ کی معذرت قبول کی پھر آپ کے بعد آپ حضرت علی مرتضیٰ نے
آپ کے فضائل بیان کئے اور بیان کیا کہ ہم نے جو ابتک حضرت صدیق کی بیعت میں توقف کیا اسلیئے نہیں کیا کہ ہم آپ پر
حسد کرتے تھے، آپ کی فضیلت و بزرگی کا انکار ہے بلکہ بات یہ ہے کہ ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ مشورۂ خلافت میں ہماری بھی شرکت
ہے۔ باوجود اسکے آپ اسمیں متفرد و مستقل ہو گئے یہی ہماری ناراضگی کا باعث تھا اور یہی توقف بیعت کا سبب، آپ کے
اس بیان سے مسلمان خوش ہوئے اور کہنے لگے اصبت یعنی آپ نے بہت اچھا کام کیا کہ امر حق کی طرف رجوع کیا (رواہ البخاری)
نیز ابی سعید الخدری سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے اسی خطبہ میں فرمایا "کیا میں لوگوں میں سب سے زیادہ مستحق خلافت
نہیں ہوں؟ کیا میں سب سے پہلے اسلام نہیں لایا؟ کیا میں نے فلاں کام نہیں کیا؟ کیا میں نے فلاں کام نہیں کیا (اس حدیث کو
ترمذی نے روایت کیا ہے)

اِسکے بعد اہم امور میں سے یہ بات تھی کہ حضرت صدیق نے ایک قاعدہ کہ مسائل اجتہادیہ میں کیا طریقہ اختیار کیا جائے اور
ادلہ شرعیہ کی ترتیب کیونکر سمجھی جاوے یہی وہ قاعدہ ہے کہ اولی یوماً ہذا تمام مجتہدین ہوئے۔ میمون بن مہران سے روایت کیا ہے کہ حضرت
صدیق کی خدمت جب کوئی مدعی آتا تو اول کتاب اللہ میں غور کرتے اُسکے مطابق اس کا فیصلہ دیتے اگر کتاب اللہ میں نہ
پاتے مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اسکے متعلق سنا ہوتا تو اسکے مطابق آپ فیصلہ کرتے ورنہ مسلمانوں سے پوچھتے کہ کیا انہوں نے
اسکے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے تو بسا اوقات ایسا ہوتا کہ کل صحابہ اس پیش شدہ قضیہ کے متعلق حدیث روایت
کرتے اور آپ اُس کے مطابق فیصلہ کرتے اور فرماتے کہ الحمد للہ ہم میں وہ لوگ موجود ہیں جو اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے حدیث
سنے ہوئے ہیں پھر اگر آپ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث نہ پہنچتی تو آپ فضلائے صحابہ سے مشورہ کرتے اور
سب کی رائے کے مطابق فیصلہ فرماتے (رواہ دارمی)
چنانچہ مسئلہ میراث جدہ پیش آیا اور حضرت صدیق نے اس میں تفحص بلیغ کیا یہاں تک کہ اُسکے متعلق حدیث ظاہر
ہوئی حضرت زہری سے روایت ہے کہ حضرت صدیق کی خدمت میں ایک متوفی کی دادی یا نانی (شک راوی ہے) آئی اور عرض
کہ میرا پوتا یا نواسہ (شک راوی ہے) فوت ہو گیا اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ اسکی میراث سے مجھے حصہ پہنچتا ہے۔ آپ اس بارے
میں کیا فیصلہ کرتے ہیں۔ حضرت صدیق نے فرمایا کہ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اسکے متعلق کچھ نہیں سنا،
البتہ لوگوں سے دریافت کروں گا جب آپ نماز ظہر سے فارغ ہوئے تو آپ نے لوگوں سے دریافت کیا کہ

کیا آپ لوگوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے میراث جدّہ کے متعلق کچھ سنا ہے۔ مغیرہ نے عرض کیا میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ نے جدّہ کو چھٹا حصّہ دیا آپ نے فرمایا آپ کے سوا اور کسی نے دیکھا۔ محمد بن مسلمہؓ نے کہا میں تصدیق کرتا ہوں بیشک مغیرہ سچ کہتے ہیں غرض حضرت صدیق نے جدّہ کو چھٹا حصّہ دلوایا۔ بعدازاں یہی مسئلہ حضرت عمر فاروق کے عہد خلافت میں پیش آیا حضرت عمر فاروق نے بھی یہی فرمایا کہ مجھے نہیں معلوم کہ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اسکے متعلق کچھ سنا ہو اور لوگوں سے دریافت کیا کہ انہوں نے اسکے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے لوگوں نے آپ سے وہی حدیث مغیرہ بن شعبہ اور حدیث محمد بن مسلمہ بیان کی آپ نے فرمایا متوفی کے بعد تم دونوں (دادی و نانی) میں سے جو کوئی رہے اس کا چھٹا حصہ ہے اور اگر تم دونوں موجود ہو تو تم دونو اسمیں شریک ہو (امام مالک اور دارمی اسکو راوی ہیں)

اسکے بعد میراث جد میں اختلاف ہوا کہ وہ باپ کے نہ ہوتے ہوئے بمنزلہ باپ کے ہے یا نہیں اسکا کچھ اور حکم ہے صحابہ کرام کے اسکے متعلق مختلف اقوال ہیں ایک قول اسمیں حضرت عمر فاروق کا ہے ایک حضرت علی مرتضیٰ کا ایک حضرت عبداللہ بن مسعود کا اور ایک حضرت زید بن ثابت کا اور ان سب سے بوجہ تردد اپنے اقوال سے رجوع کرنا بھی منقول ہے اور ثابت تر بین ہمہ اقوال اس بارے میں حضرت صدیق کا قول ہے حضرت ابن عباس اور حضرت زبیر فرماتے ہیں کہ جن کی شان میں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لو کنت متخذاً احداً خلیلاً لاتخذتہ خلیلا انہوں نے جد کو باپ کا قائم مقام قرار دیا حضرت ابن عباس کے قول کو دارمی نے اور حضرت ابن زبیر کے قول کو بخاری نے روایت کیا ہے حضرت حسن فرماتے ہیں کہ جد کے حصہ میراث میں سنت نبویہ کیساتھ فیصلہ کیا جا چکا وہ یہ کہ حضرت صدیق نے جد کو باپ کا قائمقام کیا مگر نہیں معلوم کہ لوگ اسمیں حیران کیوں رہتے ہیں (دارمی اسکے راوی ہیں)

اسکے بعد کلالہ کی تفسیر میں اختلاف واقع ہوا۔ اسکی تفسیر میں بھی کئی صحابہؓ کو مشکلات پیش آئیں عقبہ بن عامر جہنی بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام کو جسقدر مشکلات پیش آئیں اسقدر مشکلات کسی امر میں پیش نہیں آئیں حضرت صدیق نے اسکی تفسیر بیان کی شعبیؒ سے روایت کیا گیا ہے کہ حضرت صدیق سے کلالہ کا سوال کیا گیا آپ نے فرمایا میں اسکے متعلق اپنی رائے ظاہر کرتا ہوں اگر وہ صواب ہو تو جاننا کہ خدا کی طرف سے ہے اور اگر خطا ہو تو جاننا کہ وہ میری طرف سے اور شیطان کیطرف سے ہے میں خیال کرتا ہوں کہ کلالہ وہ شخص ہے جس کا باپ ہو نہ بیٹا جب حضرت عمر فاروق خلیفہ کئے گئے تو آپ نے کہا مجھے لحاظ آتا ہے کہ میں حضرت صدیق سے اس معاملہ میں اختلاف کروں (دارمی اسکے راوی ہیں)

اسکے بعد حد شراب میں سختی کیگئی کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے حضور شریف میں شارب خمر کو زدوکوب کا حکم فرما دیتے تھے اور پھر جسقدر آپ اسے زدوکوب کرانا چاہتے کراتے پھر منع فرما دیتے اسلئے شارب خمر کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عہد مبارک میں کوئی حد نہیں مقرر نہیں ہونے پائی۔ حضرت صدیق نے اس کا اندازہ چالیس ضربوں سے کیا حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ہاتھوں اور جوتوں سے زدوکوب کیا جاتا تھا۔ پھر جب حضرت صدیق کے عہد خلافت میں ان لوگوں کی کثرت ہو گئی آپ نے کہا کہ اگر ہم ان لوگوں کیلئے حد مقرر کردیں تو بہتر ہوگا لہذا آپ اسی مقدار کے قریب قریب جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ماری جاتی تھی چالیس دُرّے مارنے لگے اور تا اپنی وفات چالیس درے مارتے رہے۔ الحدیث حاکم و بیہقی اس کے راوی ہیں۔

اسکے بعد اللہ تعالٰے نے مرتدین کو شکست دی اور وہ جوق در جوق آکر نادم ہوئے اور حضرت صدیق کی خدمت میں معذرت کی آپ نے ان کے ہر گروہ کو بقدر اسکے حال کے عجیب فقرے کہے اور اُسے ارشاد و تلقین کی طارق بن شہاب سے روایت ہے کہ حضرت صدیق نے وفد خزاعہ (خزاعہ ایک مقام کا نام تھا جہاں مرتدین سے حضرت صدیق کی لڑائی ہوئی تھی) سے فرمایا کہ اونٹوں دُموں کے پیچھے رہتے ہو یہاں تک کہ اللہ خلیفہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین کو ایک امر دکھلاتا ہے۔ جس پر وہ تمہیں تعزیر کرتے ہیں۔ (بخاری اسکے راوی ہیں)، اور عبید اللہ بن عبد اللہ کی روایت میں ہے کہ جب قبائل عرب مرتد ہو گئے اور حضرت صدیق نے چاہا کہ انکے ساتھ قتال کریں۔ حضرت عمر فاروق نے عرض کیا آپ ان سے کیونکر قتال کر سکتے ہیں۔ حالانکہ آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو گا۔ کہ آپ فرمایا کرتے تھے جس نے کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھا اس کا مال اور اسکا خون مسلمانوں پر باستثنار حقوق حرام ہو گیا اور اس کا حساب اللہ پر ہے۔ حضرت صدیق نے فرمایا میں ان لوگوں سے قتال کروں گا جو نماز و زکوٰۃ میں فرق کریں۔ واللہ میں نماز و زکوٰۃ میں فرق کرنے والوں سے ضرور جہاد کرونگا جب تک کہ وہ ان دونوں پر عمل نہ کریں۔ حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں۔ آخر کو ہمیں آپکے ساتھ ہو کر ہی لڑنا پڑا اور ہمیں معلوم ہو گیا کہ آپ رشد و ہدایت پر تھے جن جن لوگوں کو آپ قابو کر سکے ان سے آپ نے فرمایا حرب مجلیہ اختیار کرو۔ خطۃ المخزیہ لوگوں نے عرض کیا حرب المجلیہ تو ہم جانتے ہیں (یعنی جلاوطن کرنے والی جنگ)، مگر خطۃ المخزیہ (ذلیل کرنیوالی جنگ سے) آپ کی کیا مراد ہے آپ نے فرمایا اس امر کی شہادت دو۔ کہ ہمارے مقتولین جنت میں ہونگے اور ان کے مقتولین دوزخ میں۔ سب نے اس کا اقرار کیا (رواہ ابن ابی شیبہ) اسکے بعد حضرت صدیق نے بنا بر اُن رویاء کے جو آپ نے دیکھی تھیں اور بنا بر ان الہامات کے جو آپکے دل میں ڈالے گئے جہاد شام کیلئے فوج روانہ کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا اور یزید بن سفیان کو امیر الجیش مقرر کیا اور یہ چوتھے امیر تھے کیونکہ آپ نے لشکر شام کے چار امیر الجیش مقرر کئے تھے جب آپ انہیں رخصت کرنے لگے تو آپ نے انہیں عجیب عجیب وصیتیں اور نصیحتیں کیں جو جمیع دیار و امصار میں مسلمانوں کیلئے عمدہ دستور العمل ہوئیں، یحیٰی بن سعید روایت کرتے ہیں کہ حضرت صدیق شام کی طرف جیوش روانہ کرنے لگے تو آپ یزید بن سفیان کو جو چوتھے امیر الجیش تھے روانہ کرنے لگے تو آپ پیدل تھے اور یزید بن سفیان سوار یزید بن سفیان نے عرض کیا آپ سوار ہو جائیے یا میں سواری سے اُتر جاتا ہوں۔ حضرت صدیق نے فرمایا نہ میں سوار ہو سکتا ہوں اور نہ آپ اتر سکتے ہیں اپنے ان چند قدموں کو اللہ کی راہ میں شمار کرتا ہوں پھر فرمایا عنقریب آپ کا گذر ایک قوم پر ہو گا جو خیال کرتی ہے کہ وہ اپنے نفسوں کو اللہ کی راہ میں روکے ہوئے ہے سو اس سے تعرض نہ کرنا اور انہیں انکی حال پر چھوڑ دینا پھر انکے بعد ایک اور قوم پر آپ کا گذر ہو گا جو کھوپری پر سے سر منڈائے ہونے ہونگی ان کی تلوار سے خبر لینا اس کے بعد میں آپ کو چند وصیتیں کرتا ہوں جنہیں آپ اپنا دستور العمل بنانا۔ نہ کسی عورت کو اور نہ لڑکے بچے کو اور نہ کسی بھاگتے ہوئے شخص کو قتل کرنا۔ درخت نہ کاٹنا۔ نہ کسی عمارت کو خراب کرنا۔ کسی بھیڑ۔ بکری یا اونٹ کو بجز کھانیکے اور کسی لئے نہ کاٹنا۔ درختوں کو نہ جلانا۔ نہ اکھیڑنا۔ خیانت نہ کرنا۔ اور نامردی نہ کرنا۔ امام مالک اسکے راوی ہیں۔ خود یزید بن سفیان روایت کرتے۔ کہ جب مجھے حضرت صدیق شام کیطرف روانہ کرنے لگے۔ تو آپ نے مجھ سے فرمایا اے یزید تم قرابتدار شخص ہو میں ڈرتا ہوں۔ کہ امارت کے معاملہ میں ہیں تم انہیں ترجیح نہ دینے لگو۔ اس کا مجھے تم پر نہایت خوف ہے کیونکہ آنحضرت صلے اللہ نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص مسلمانوں کا حاکم ہو اور وہ ان پر کسی کو حاکم کرے۔ مگر محض بوجہ محبت کے تو اس پر خدا کی لعنت

ہے۔ اللہ اس کا کوئی نفل و فرض قبول نہ کرے گا۔ الحدیث علامہ واقدی نے فتوح الشام میں اس وصیت کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ حضرت صدیق سے یزید بن سفیان نے عرض کیا کہ اے خلیفہ رسول اللہ مجھے آپ کچھ وصیت کیجئے آپ نے فرمایا۔ کہ راستوں میں منزلیں سہولت کے ساتھ گزارنا اور سختی نہ اٹھانا الی آخر الوصیت غرض اسی قسم کے مسائل و مہمات میں لوگ حضرت صدیق کیطرف رجوع کیا کرتے تھے اور آپ انکے شبہات و مشکلات کو حل کرتے تھے والقلیل ۶ عوج الکثیر و الغم فتۃ تنتج من الیحر الکبیر یہاں تک کہ آپ نے حضرت عمر فاروق کو خلیفہ کیا اور اسمیں بھی آپ فراست عظیم عمل میں لائے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود فرمایا کرتے تھے کہ افرس الناس تین شخص گزرے ہیں ایک حضرت یوشع علیہ السلام کی دختر جس نے اپنے والد سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حق میں سفارش کرتے ہوئے کہا یا ابت استاجرہ ان خیر من استاجرت القوی الامین دوسرا عزیز مصر جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو جگہ دی اور اپنی عورت سے کہا اکرمی مثواہ اسے عزت سے رکھ تیسرے حضرت صدیق کہ حضرت عمر فاروق کو خلیفہ کر گئے (ابو بکر بن ابی شیبہ اور حاکم اس کے راوی ہیں)

قیس بن حازم روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر فاروق کو دیکھا کہ آپ اپنے ہاتھ میں کھجور کی چھڑی لئے ہوئے، لوگوں کو بٹھلاتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ قول خلیفہ کو سنو اور اس کی اطاعت کرو۔ قسم ہے اللہ کی میں تمہارے ساتھ کوتاہی نہ کروں گا۔ قیس بن حازم کہتے ہیں اسکے بعد حضرت عمر فاروق منبر پر چڑھ گئے اور خطبہ کہنے لگے۔ ابن ابی شیبہ اسکے راوی ہیں۔ زبیر بن الحارث سے روایت ہے۔ کہ جب حضرت صدیق قریب الوفات ہوئے تو آپنے حضرت عمر فاروق کو بلایا تاکہ آپ انہیں خلیفہ کر دیں لوگ آپ سے کہنے لگے کہ کیا آپ ہم پر ایک سخت و درشت شخص کو خلیفہ کرتے ہیں اگر آپ حضرت عمر فاروق کو ہم پر خلیفہ کر جائیں گے تو وہ ہم پر بڑی سختی و درشتی کرینگے۔ جب آپ اپنے پروردگار سے ملیں گے تو آپ کیا جواب دینگے آپنے فرمایا تو کیا تم مجھے اس معاملہ میں خدا کا ڈر بتاتے ہو۔ میں یہی کہونگا کہ اے پروردگار میں نے تیری خلق پر بہترین شخص کو خلیفہ بنایا۔ غرض آپ نے حضرت عمر فاروق کو بلا کر کہا میں تمہیں ایک وصیت کرتا ہوں بشرطیکہ تم اُسے یاد رکھو وصیت یہ کہ اللہ کے بعض حقوق وہ ہیں جو دن کو ادا کئے جاتے ہیں اور وہ شب کو قبول نہیں ہو سکتے اور بعض وہ ہیں جو شب کو کئے جاتے ہیں اور وہ دن کو قبول نہیں کئے جا سکتے جان لو کہ نفل قبول نہیں ہو سکتا جب تک کہ فرض ادا نہ کیا جائے اعمال اُسکے وزنی ہیں۔ جسکے اعمال قیامت کے دن وزنی اتریں۔ بایں وجہ کہ انکے عامل دنیا میں حق کی پیروی کرتے رہے کیونکہ میزان (اعمال صالحہ) پر وہی عمل رکھا جائے گا۔ جو حق ہوگا اور وزنی ہوگا۔ اور ہلکے اعمال اسی کے ہونگے جس کے اعمال قیامت کے دن ہلکے اتریں گے بایں وجہ کہ انکے عامل باطل کی پیروی کرتے رہے۔ حق میزان یہ ہے۔ کہ اس پر عمل باطل نہ رکھا جائے گا۔ مگر یہ کہ وہ ہلکا ہو گا۔ اللہ تعالے نے اہل جنت کا ذکر کیا ہے اور اعمال صالحہ کا بھی اور یہ کہ وہ انکے گناہوں سے تجاوز کرے گا۔ حالانکہ وہ خیال کرتے ہونگے کہ وہ اہل جنت کے مراتب کو نہیں پہنچ سکتے۔ اسی طرح اہل دوزخ کا بھی اللہ تعالے نے ذکر کیا ہے۔ اور انکے اعمال کا بھی اور یہ کہ انکے نیک عمل مقبول نہ ہونگے حالانکہ وہ خیال کرتے ہونگے کہ وہ بہترین ہیں اللہ تعالے نے آیات ثواب بھی ذکر فرمائی ہیں اور آیات عذاب بھی تاکہ مومن راغب و راہب اور خبر کا امیدوار رہے اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالے اگر تم میری وصیت یاد رکھو گے تو موت سے زیادہ

کوئی شئے تمہیں پسندیدہ نہ ہوگی اور اگر تم نے میری وصیت ضائع کی تو کوئی شئے تمہیں موت سے مبغوض تر نہ ہوگی اور نہ تم موت پر غالب آسکو گے یعنی تم موت سے ڈرو گے ابن ابی شیبہ اسکے راوی ہیں۔ امام ابو یوسف نے بھی یہ حدیث کتاب الخراج میں روایت کی ہے بجز اسکے کہ ان کی سند میں زبید بن حارث سے پہلے ابن سابط ہیں اور پھر حضرت صدیق۔ باقی حدیث وہی ہے جو مذکور ہوئی۔ اسماء بنت عمیس سے روایت ہے کہ حضرت صدیق نے حضرت عمر فاروق سے فرمایا کہ میں تمہیں اسلئے خلیفہ کرتا ہوں کہ میں اپنے بعد آپ ہی کو اہل پاتا ہوں۔ دراں حالیکہ آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت بابرکت میں رہے ہیں اور آپ نے دیکھا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہم پر کسقدر شفقت فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ ہم لوگوں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے تھے اور ہمارے اہل وعیال کو اپنے اہل وعیال پر یہاں تک کہ ہم آپ کے اہل وعیال کو پہنچاتے جو کچھ کہ ہمیں آپ سے پہنچتا۔ آپ نے مجھے بھی دیکھا ہے کہ میں کس حد تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتا ہوں۔ واللہ میں نہیں سویا۔ مگر یہ کہ میں نے اچھی خوابیں دیکھیں جب کبھی میں نے توہم کیا سہو لاحق ہوا۔ میں امید کرتا ہوں کہ میں نے راہ حق سے تجاوز نہیں کیا ہوگا۔ میں سب سے پہلے آپ کو اتباع نفس سے . . . . ڈراتا ہوں کیونکہ ہر ایک نفس کیلئے خواہش ہے جب تم اُسکی خواہش پوری کرو گے۔ تو وہ سرکش ہو جائے گا۔ اور حد سے آگے بڑھے گا۔ میں تم کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ان اصحاب سے ڈراتا ہوں۔ جن کے شکم پھولے ہوئے ہیں۔ اور انکی نظریں اونچی ہو رہی ہیں۔ اور ہر شخص ان میں سے اپنے نفس کو دوست رکھتا ہے مگر انہیں ہر ایک ذلت کی بالمقابل فضیلت حاصل ہے۔ پس ایسا نہ ہو کہ تم بھی انہیں میں سے ہو جاؤ اور جان لو کہ وہ تم سے ڈرتے رہیں گے جب تک کہ تم اللہ سے ڈرتے رہو گے اور جب تک کہ تمہارا طریقہ شریعت پر رہے یہ تم کو میری وصیت ہے وبس۔ السلام علیکم۔ (اخرجہ ابو یوسف)

نکتہ

اس مقام پر ایک نکتہ ہے وہ یہ کہ حضرت صدیق علم کتاب وسنت میں علما وصحابہ کے شریک تھے اور مزید برآں جو کچھ آپ کو حاصل تھا۔ فضیلت دیگر تھی وہ فضیلت یہ تھی کہ تقاسیم رحمت الٰہیہ سے یہ بات آپ کے نصیب کی گئی تھی کہ جب کوئی اہم مسئلہ واقع ہوتا یا کوئی مشورہ پیش آتا تو اسموقعہ پر آپ اپنی فراست سے کام فرمانے کی کوشش کرتے یہاں تک کہ عالم غیب کی شعاعیں آپکے دل پر پڑتیں اور حقیقت الامر سے آپ آگاہ ہوتے یہ شعاعیں جو لطائف سے ہوتی تھیں آپ کے لطیفہ قلب پر واقع ہوتی تھیں اور بصورت عزیمت ظاہر ہوتیں نہ بصورت مکاشفہ آپ اپنے کلام کو بحالت غلبہ وسکر ادا کرتے تھے نہ بحالت صحو گو آپ بات کم کرتے تھے مگر جب بات کرتے تھے خطا نہیں کرتے تھے اسلئے قصہ نزلیش جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جھگڑتے مناشد تلعم بلدکو عرض کیا تو حضور صلعم نے جان لیا کہ یہ ان کا قول کہاں سے ناشی ہے۔ وقس علی ذلک سائر خطبہ واحکامہ یہاں سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ آپ کو صدیق اکبر کیوں کہتے ہیں۔ نزال بن سبرہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حضرت صدیق کا بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ وہ شخص تھے کہ اللہ تعالے نے حضرت جبرئیل اور اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر آپ کا نام صدیق رکھا (حاکم اسکے راوی ہیں) صاحب کشف المحجوب نے مشائخ صوفیا کرام

سے اس باب میں جو کچھ نقل کیا ہے وہ اسی نکتہ کا ذیل ہے۔ وہ یہ کہ مشائخ صوفیائے کرام نے حضرت صدیق کو بوجہ قلت روایات حضرت صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو ارباب مشاہدہ میں مقدم رکھا ہے اور یہ امر نماز تہجد میں حضرت صدیق کے قرآن مجید بآواز پست اور حضرت عمر فاروق کے بآواز بلند پڑھنے والی حدیث سے ظاہر و باہر ہے۔ جب یہ بحث کی جاچکی تو اب ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اسجگہ آپ کے چند مواعظ و حکم اور رقائق کا بھی ذکر کیا جائے۔

مواعظ و حکم و رقائق حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عبداللہ بن حکیم روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت صدیق نے خطبہ کہا حمد و صلوٰۃ کے بعد آپ نے بیان کیا امابعد میں تمہیں تقویٰ و پرہیزگاری کی وصیت کرتا ہوں اور اسکی کہ اللہ کی حمد و ثنا کرو اس طریق پر جس کا وہ اہل ہے جب اللہ کیطرف رجوع کرو تو خوف اور رغبت کے ساتھ اور جب سوال کرو تو الحاح کے ساتھ انہیں باتوں پر اللہ تعالےٰ نے حضرت ذکریا اور انکے اہلبیت کی مدح کرتے ہوئے فرمایا۔ انھم کانوا یسارعون فی الخیرات ویدعوننا رغبا و رھبا و کانوا لنا خاشعین۔ اے بندگان خدا جان لو کہ اللہ نے بعوض اپنے حق کے تمہاری جانیں اپنے پاس رہن رکھی ہیں۔ اور اسپر تم سے مواثیق لئے ہیں اُسنے تمہارے نفوس قلیل فانی کے عوض میں کثیر باقی دیکر خریدلئے ہیں اللہ کی کتاب تمہارے درمیان موجود ہے۔ جسکے عجائبات و اعجازات مٹ نہیں سکتے اور جسکی روشنی بجھ نہیں سکتی۔ پس اُس کے کلام کی تصدیق کرو اور اس سے نصیحت حاصل کرو اور اس سے بصیرت و روشنی حاصل کرلو اسدن کیلئے جسدن کہ اندھیر ہوگا جانے رہو کہ اللہ تعالےٰ نے تمہیں عبادت کیلئے پیدا کیا ہے اور کراماً کاتبین کو تمہارے اعمال کی نگہبانی کرنے کیلئے مقرر کیا ہے جو جانتے ہیں جو کچھ تم کرسکتے ہو اے بندگان خدا جان لو کہ تم صبح کرتے ہو اور شام کرتے ہو۔ ایسے وقت میں جس کا حال تم سے پوشیدہ کیا گیا ہے کہ اسوقت کیا ہونے والا ہے اگر تم سے ہوسکتا ہے کہ تم اپنی اجل اور اپنی مدت ایسے حال میں گذارو کہ تم اللہ کے کام میں ہو تو کوشش کرو کہ تم ہر وقت اللہ کے کام میں ہو۔ اور تم اسکی طاقت نہیں رکھتے مگر اللہ کی توفیق اور اُسی کی مدد سے سو کوشش کرو جب کہ تمہیں مہلت دیگئی ہے قبل ازیں کہ تم پر تمہاری اجلیں آئیں اور تم بُرے افعال کررہے ہو بعض قوموں کا یہی حال ہوا ہے کہ وہ اپنے نفسوں کو بھول گئے اور اپنی اجلوں کو یاد نہ رکھا۔ میں تمہیں ڈراتا ہوں کہ تم بھی انہیں کی طرح نہ ہو جانا جانے رہو کہ تمہارے پیچھے تمہیں ڈھونڈنے والی یعنی موت دوڑتی ہوئی آرہی ہے۔ جو اچانک تمہیں آن پکڑے گی الوحا الوحا النجا النجا (ابن ابی شیبہ اور حاکم اسکے راوی ہیں) حضرت انس سے روایت کہ جب آپ ہمیں وعظ و نصیحت کرتے تو انسان کی پیدائش کا حال بیان فرماتے اور فرماتے مجری بول سے انسان پیدا کیا گیا ہے۔ اسی طرح اور باتیں بیان کرتے یہاں تک کہ ہم اپنے نفوس سے کراہت کرنے لگتے (ابن ابی شیبہ اسکی راوی ہیں) آپ کا یہ خطبہ علاج نفس میں نہایت موثر ہے عرفجہ السلمی روایت کرتے ہیں کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ رویا کرو اگر رونا نہ آئے تو رونے جیسی صورت بنایا کرو یعنی بوجہ خوف الٰہی ابن ابی شیبہ اسکی راوی ہیں) احیاء العلوم میں ہے کہ حضرت صدیق سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ اپنے بعض خطبوں میں یہی فرمایا کرتے تھے کہ کہاں گئے وہ خوبصورت جو اپنے حسن و جمال اور اپنے عالم شباب پر عجب و تمکنت کیا کرتے تھے کہاں گئے وہ لوگ جنہوں نے شہر بنائے جو ایسے محلوں میں بستے تھے جو

قلعوں سے مقابلہ کرتے تھے - کہاں گئے وہ نوجوان بہادر جو لڑائیاں جیتتے اور دشمن پر فتح پاتے تھے (کہاں گئے) انقلاب
زمانہ نے انہیں پلاڈالا اور تہ وبالا کردیا اور وہ اندھیری قبروں میں جا بسے الوحا الوحا - النجا النجا مجاہد سے روایت
کیا گیا ہے کہ ایک خطبہ میں حضرت صدیق نے بیان فرمایا کہ خوش ہو جاؤ - کہ اللہ فتوحات اسلام پوری کرنیوالا
ہے یہاں تک کہ تم زیت سیر ہو کر کھاؤ گے - (ابن شیبہ اسکے راوی ہیں) یہ خطبہ آپ نے جیوش اسلامیہ کو شام
کیطرف روانہ کرتے ہوئے کہا تھا - اس میں آپ نے فتح شام کی بشارت دی تھی کیونکہ روغن زیت یہیں
ہوتا ہے اسلم مولی حضرت عمر فاروق سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر فاروق حضرت صدیق کی خدمت
میں آئے - آپ اسوقت اپنی زبان کھینچ رہے تھے عرض کیا اے خلیفہ رسول اللہ آپ کیا کر رہے ہیں - فرمایا
کہ اس نے مجھ کو بہت سے مہالک میں ڈالا ہے - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کے جسم کا
کا کوئی ٹکڑا نہیں مگر یہ کہ وہ زبان کی تیزی کا شاکی ہے ابو یعلے اسکے راوی ہیں) نیز احیاء العلوم میں ہے کہ حضرت صدیق
نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص کسی مسلمان کی تحقیر نہ کرے - کیونکہ بہت سے کم درجے والے اللہ کے نزدیک بڑا
درجہ رکھتے ہیں - نیز احیاء العلوم میں ہے کہ حضرت صدیق فرمایا کرتے تھے کہ عزت ہم نے تقوی میں پائی
اور غنا یقین میں اور شرافت تواضع میں - ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رض حضرت صدیق سے روایت کرتی
ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی امر غمگین کرتا تو آپ دعا فرماتے کہ اے پروردگار میرا انجام
کار بخیر کر اور خیر اور بھلائی کی مجھے راہنمائی کر - ابو یعلے اسکے راوی) - عروہ حضرت عائشہ صدیقہ اور اسماء
بنت ابی بکر رض صدیق سے روایت کرتے ہیں کہ سال وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق
آپ کی جگہ کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے گزشتہ سال موسم گرما میں یہ کہہ کر آپ آبدیدہ ہوئے
اور پھر یہی فرمایا کہ گزشتہ سال موسم گرما میں میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم . . . سے سنا ہے آپ فرما رہے تھے
کہ تم اللہ تعالے سے معافی - عافیت - اور سلامتی دنیا و آخرت طلب کیا کرو (امام احمد اور ابو یعلے اسکے راوی ہیں)
اس حدیث کے بہت سے طریقے ہیں بعض طرق میں یہ الفاظ ہیں کہ لوگوں میں ایمان و یقین کے بعد عافیت سے بہتر کوئی شئی تقسیم
نہیں کی گئی - جان لو کہ صدق و بر جنت میں لے جائے گا - اور کذب و فجور دوزخ میں - بعض طرق میں ہے کہ اللہ تعالے
سے عافیت - عفو اور یقین و ایمان طلب کیا کرو بعض طریقوں میں ہے کہ آپسمیں قطع رحمی نہ کرو - بغض و حسد نہ کرو اللہ کے
کے فرمانبردار بندے اور آپس میں بھائی بھائی رہو جیسا کہ اللہ نے تمہیں حکم کیا ہے - حضرت انس سے روایت ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت صدیق نے حضرت عمر فاروق سے فرمایا کہ آؤ ام ایمن سے ملاقات کر آئیں جیسے
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی انکی ملاقات کیلئے تشریف لیجایا کرتے تھے - جب شیخین انکی خدمت میں پہنچے تو
نہایت آبدیدہ ہوئیں شیخین نے فرمایا آپ آبدیدہ کیوں ہوتی ہیں - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیلئے تو اللہ کے نزدیک
جو کچھ ہے دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے انہوں نے کہا میں اسلیئے آبدیدہ نہیں ہوتی کیونکہ مجھے یہ معلوم کہ آپ کے لئے عند
اللہ جو کچھ ہے اس جہان سے بہتر ہے بلکہ میں اسلیئے آبدیدہ ہو رہی ہوں کہ اب وحی آسمان سے منقطع ہو گئی - یہ
سنکر شیخین بھی آبدیدہ ہوئے - اور دیر تک انکے ساتھ آبدیدہ رہے (ابو یعلی اسکے راوی ہیں) نیز حضرت انس سے
روایت ہے کہ حضرت صدیق سے ایک روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا کہ ابوبکر غمگین کیوں ہو غم

کیا یا رسول اللہ آج شب کو میرے ایک چچا فوت ہوئے فرمایا پھر تم نے انہیں کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تلقین کیوں نہیں کیا۔ عرض کیا جی ہاں میں نے اسکی تلقین کی فرمایا تو پھر جنت اُسکے لیئے واجب ہوگئی۔ عرض کیا یا رسول احیاء کے لئے کلمہ کیا حکم رکھتا ہے فرمایا وہ اُنکے گناہوں کا مٹانیوالا ہے وہ انکے گناہوں کا مٹانیوالا ہے دو دفعہ ابو یعلی اسکے راوی ہیں زید بن ارقم حضرت صدیق سے اور آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ مکار اور بد خلق جنت میں داخل نہوگا اور یہ سب سے پہلے جنت کا دروازہ وہ غلام اور لونڈیاں کھٹکھٹائیں گی جنہوں نے اپنے مالک کی عبادت خلوص واخلاص کے ساتھ کی ہوگی اور اپنے آقاؤں کی خیر خواہی کی ہوگی اور بعض روایتوں میں اسطرح ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ اس امت میں غلام اور لونڈیاں بکثرت ہیں فرمایا انکی عزت کرو اپنی اولاد کی طرح جو تم کھاؤ انہیں بھی کھلاؤ اور جو تم پہنو انہیں بھی پہناؤ پھر عرض کیا یا رسول اللہ ہمیں دنیا کی چیزوں میں سے کونسی چیز مفید ہے فرمایا وہ گھوڑا جو تم اللہ کی راہ میں رکھو اور وہ غلام جو تمہارا کام کاج کرے اور پھر جب نماز پڑھے تو وہ تمہارا بھائی ہے اور بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ جو شخص مسلم یا غیر مسلم کو تکلیف دے ملعون ہے۔ نیز حضرت صدیق سے روایت ہے کہ آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو کس چیز نے بوڑھا کر دیا (یعنی بہت جلد) فرمایا مجھے سورہ ہود، سورہ واقعہ سورۂ عم یتساءلون اور سورہ اذا الشمس کورت نے بوڑھا کر دیا۔ (ابو یعلی اسکے راوی ہیں) نیز حضرت صدیق سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل جنت بہت بیع وشرا نہیں کرتے اور اگر کرتے ہیں تو کپڑے کی ابو یعلی نے بسند غریب اسے روایت کیا۔ ہے معنی اس حدیث کے یہ ہیں کہ افضل مکاسب وہ کسب اور پیشہ ہے کہ جو خلق اللہ کو زیادہ نفع دینے والا ہو اور شبہات ربو وغیرہ سے مبرا ہو اور مروت خلق سے مملو ہو نیز حضرت صدیق آنحضرت صلے اللہ علیہ سلم سے روایت کرتے ہیں کہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ اور استغفار بکثرت پڑھا کرو کیونکہ ابلیس کہتا ہے کہ میں نے لوگوں کو گناہوں سے ہلاک کیا اور انہوں نے مجھے لا الہ الا اللہ اور استغفار سے۔ پس جب میں نے دیکھا کہ وہ مجھے لا الہ الا اللہ اور استغفار سے ہلاک کرنے لگے تو اب میں نے انہیں خواہشوں کے ذریعہ ہلاک کرنا شروع کیا حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ وہ راہ پر ہیں (ابو یعلی اسکے راوی ہیں) نیز احیاء العلوم میں ہے کہ جب حضرت صدیق قریب الوفات ہوئے تو لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ اے خلیفہ رسول اللہ آپ کا جو کچھ حال ہے ہم دیکھ رہے ہیں اب آپ ہمیں نصیحت کر جائیے۔ تو آپ نے فرمایا جو کوئی ان کلمات کو جو آگے مذکور ہیں پڑھے گا اور مر جائے اللہ اُسکی روح کو افق المبین میں رکھے گا۔ عرض کیا افق المبین کیا ہے فرمایا وہ ایک میدان ہے عرش کے سامنے جسمیں باغات اور نہریں ہیں جہاں اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں وہ کلمات یہ ہیں۔ اَللّٰھم انک خلقت الخلق من غیر حاجۃ بک الیھم ثم جعلتھم فریقین فریقًا للنعیم و فریقًا للسعیر فاجعلنی للنعیم ولا تجعلنی للسعیر اَللّٰھم انک خلقت الخلق فرقًا میزتھم قبل ان تخلقھم فجعلت منھم شقیًا و سعیدًا اوغویا و رشیدًا لا تشقنی بمعاصیک اللھم انک علمت ما تکسب کل نفس قبل ان تخلقھا فلا محیص لھا مما علمت فاجعلنی ممن شغلت بطاعتک اللھم ان احدًا لا یشاء حتی تشاء فاجعل مشیتک ان اشاء ما یقربنی الیک اللّٰھم انک قدرت حرکات العباد فلا یتحرک شیٔ الا باذنک فاجعلنی فی تقواک اللّٰھم انک خلقت الخیر والشر وجعلت لکل واحد

منهما عاملاً يعمل به فاجعلني من خير القسمين اللهم انك خلقت الجنة والنار فجعلت لكل واحد منهما اهلا فاجعلني من سكان جنتك اللهم انك اردت الهدى بقوم وشرحت به صدورهم واردت بقوم الضلالة وضيقت بها صدورهم فاشرح صدري للاسلام وبتنه في قلبي اللهم انك دبرت الامور وجعلت مصيرها اليك فاحيني حيٰوة طيبة بعد الموت وقربني اليك زلفي اللهم من اصبح وامسى ليس ثقته ورجاءه غيرك فانك ثقتي ورجائي ولا قوة الا بالله، اسکے بعد آپ نے فرمایا یہ سب کتاب اللہ میں ہے اسکے بعد ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ آپ کے قیام بحقوق خلافت کے متعلق کچھ بیان کرکے آپ کے فضائل کے بیان کو ختم کیا جائے۔

قیام حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بحقوق خلافت

اوپر کئی جگہ بالخصوص فصل سوم میں یہ حدیث بیان کی جاچکی ہے کہ ایک عورت نے آپ سے دریافت کیا کہ یہ امر صالح جو اللہ تعالےٰ نے ہماہلیت کے بعد ہمیں عطا فرمایا ہے کب تک قائم رہے گا (بطریق استقامت) فرمایا کہ جب تک تمہاری ائمہ استقامت پر رہیں اسنے عرض کیا ائمہ کون ہیں فرمایا کیا تیری قوم میں روٴسا اور امراء نہیں ہوتے جنکی تمہیں اطاعت کرنی ہوتی ہے۔ عرض کیا کیوں نہیں فرمایا بس یہی لوگ ائمہ ہیں (دارمی اسکے راوی ہیں)۔ کبار صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالےٰ علیہم نے آپ کے قیام بحقوق خلافت کو بیان کیا ہے۔ عبد الخیر حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اٹھالئے گئے جسطرح اور انبیاء علیہم السلام اٹھالئے گئے پھر آپ کے بعد حضرت ابوبکر خلیفہ کئے گئے اور آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے رہے پھر آپ بھی اٹھالئے گئے درانحالیکہ آپ ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعد بہترین امت تھے۔ پھر اسکے بعد حضرت عمر خلیفہ کئے گئے اور آپ نے اپنے صاحبین (حضرت صدیق و آنحضرت) کی سنت و طریقہ پر عمل کیا۔ پھر آپ بھی اٹھالئے گئے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق کے بعد آپ ہی بہترین امت تھے۔ ابن ابی شیبہ اسکے راوی ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ فرمایا کرتی تھیں کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وفات پاگئے تو آپ کی وفات کے بعد حضرت صدیق پر وہ بار پڑا کہ اگر پہاڑوں پر پڑتا تو وہ بھی ٹوٹ جاتے۔ مدینہ میں نفاق پھیل گیا قبائل عرب مرتد ہوگئے واللہ لوگوں نے میرے والد سے کسی بات میں اختلاف نہیں کیا مگر یہ کہ میرے والد اسکی حقیقت کو پہنچ گئے اور لوگوں کو اس سے بے پرواہ کردیا۔ آپ یہ بھی فرمایا کرتی تھیں کہ جس نے حضرت عمر کو دیکھا ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ اسلام میں لوگوں کو بے پرواہ کرنے کے لئے پیدا کئے گئے تھے واللہ آپ اپنے اقران و امثال کی مدد کرنے والے تھے اور واللہ گویا آپ بالکل بے عیب شخص تھے (ابن ابی شیبہ اسکی راوی ہیں)، عبد اللہ بن ایہم واعظ شام اپنے ایک طویل خطبہ میں بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت صدیق خلافت پر متمکن ہوئے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت و طریقہ پر چلتے رہے۔ جب قبائل عرب مرتد ہوگئے تو آپ نے ان سے اقرار کیا کہ آپ ان سے قبول نہ کرینگے مگر وہی بات جسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم قبول کرتے تھے یہاں تک کہ آپ نے میان سے تلواریں

نکلوائیں اور غیظ و غضب کی آگ بھڑکا دی ان سے لڑتے رہے اور زمین کو انکے خون سے رنگتے رہے۔ حتے کہ آپ نے انہیں اسی دائرہ اسلام میں داخل کر دیا۔ جس سے وہ نکلنا چاہتے تھے اور اس کا اقرار کرا لیا جس سے وہ نفرت کرتے تھے پھر جب وفات پانے لگے تو آپ کے پاس ایک اونٹنی تھی اور ایک حبشیہ لونڈی تھی جس نے آپ کے ایک لڑکے کو دودھ پلایا تھا خلیفہ مابعد کیطرف منتقل کر دی اور اپنے پاس رکھنا مناسب نہ سمجھا پھر پاک و صاف اس دنیا سے کوچ کیا بطریق اپنے صاحب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے (دارمی اسکے راوی ہیں) اسکے بعد جب بحرین کا مال آیا تو سب سے پہلے حضرت صدیق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وعدے اور آپ کے دیون اداکرنیکی طرف متوجہ ہوئے۔ ربیعہ بن ابی عبدالرحمن روایت کرتے ہیں کہ جب بحرین کا مال آیا تو حضرت صدیق نے اعلان کیا کہ جس کسی کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر قرض ہو یا جس کسی سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ وعدہ کیا ہو۔ تو چاہیئے کہ وہ میرے پاس آئے چنانچہ حضرت عبداللہ بن جابر آئے اور آپ نے انہیں تین ہاتھ بھر کر مال دیا (پورا قصہ بخاری شریف میں مذکور ہے)

بعدازاں بالتماس حضرت عمر فاروق قرآن مجید جمع کرنے میں مشغول ہوئے یہ قصہ بھی مفصل طور پر بخاری شریف میں مذکور ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ رحم کرے حضرت صدیق پر کہ آپ نے قرآن مجید کو بین اللوحین جمع کر دیا۔ نصب عمال میں آپ نے یہ طریقہ اختیار کیا ہوا تھا کہ آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ عمال کو بحال رکھتے بجز اسکے کہ اگر وہ خود ہی مستعفی ہوتے تو آپ ان کا استعفا منظور کر لیتے تھے چنانچہ الاستیعاب میں مذکور ہے کہ خالد بن سعید اور انکے بھائی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقرر کئے ہوئے عمال تھے جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو وہ اپنے عمل سے لوٹ آئے اور مستعفی ہوئے حضرت صدیق نے فرمایا تم اپنے عمل سے کیوں لوٹ آئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عمال سے بہتر عمال کہاں مل سکتے ہیں بہتر ہے کہ آپ لوگ اپنے عمل میں واپس جائیں مگر انہوں نے کہا کہ ہم ابواحیحہ کے بیٹے ہیں ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کی نوکری نہیں کرینگے۔ اسکے بعد شام کی طرف چلے گئے اور شہید کئے گئے۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن ارقم کے متعلق الاستیعاب میں مذکور ہے کہ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کاتب تھے آپ کے بعد حضرت صدیق کے کاتب رہے۔ پھر حضرت عمر فاروق نے آپ کو اپنا کاتب بنایا اور بیت المال پر مقرر کر دیا پھر حضرت عمر فاروق نے بھی ایسا ہی کیا۔ نیز الاستیعاب میں مذکور ہے کہ عتاب بن اسید کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے سال سے عامل مکہ کیا ہوا تھا۔ پھر آپ کے بعد حضرت صدیق کے عہد خلافت میں بھی وہ عامل رہے یہاں تک کہ وفات پائی اسی طرح حضرت صدیق ہر اس شخص کے ساتھ مراعات کرتے تھے۔ جس کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وصیت فرما گئے ہوئے تھے۔ چنانچہ سندر مولا زنباع کا واقعہ الاستیعاب فی الاسماء الاصحاب میں مذکور ہے کہ ان کے آقا نے انکے ناک کان کاٹ ڈالے ہوئے تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد کر دیا ہوا تھا بعدازاں انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے حق میں کچھ وصیت فرمائیے۔ فرمایا میں ہر مسلمان کو تمہارے حق میں وصیت کرتا ہوں پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ حضرت صدیق کی خدمت میں آئے اور عرض کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وصیت یاد فرمائیے چنانچہ آپ تا وفات انہیں نفقہ دیتے رہے پھر حضرت صدیق کے بعد حضرت

عمر فاروق کی خدمت میں آئے آپ نے فرمایا اگر میرے پاس رہنا چاہتے ہو تو میرے پاس رہو میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وصیت کا اجرا کروں گا اور اگر کہیں جانا چاہتے ہو تو پسند کرلو میں وہاں کے عامل کو لکھے دیتا ہوں۔ لہٰذا انہوں نے مصر اختیار کیا یہاں کے عامل حضرت عمرو بن العاص تھے آپ نے انہیں نامہ لکھدیا کہ آپ انکے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وصیت کے مطابق مراعات کریں جب یہ حضرت عمرو بن العاص کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے انہیں بہت سی زمین دیدی اور ایک مکان دیدیا۔ نیز الاستیعاب میں حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیان میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم انکی ملاقات کو جایا کرتے تھے اور پھر آپ کے بعد حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق بھی انکی ملاقات کو جایا کرتے تھے۔

حضرت صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ اہل بیت رسالت کی بھی غایت درجہ تعظیم و تکریم کرتے تھے اور اسی کی آپ مسلمانوں کو وصیت فرما گئے چنانچہ آپ کا قول ارقبوا محمداً صلے اللہ علیہ وسلم فی اھل بیتہٖ ایک جماعت کے روایت کیا ہے یعنی آنحضرت صلے علیہ وسلم کو آپ کے اہلبیت میں تلاش کرو۔ ازواج مطہرات آنحضرت صلے اللہ کے بارے میں بھی ناموس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بھی آپ نہایت مراعات اور محافظت کرتے تھے چنانچہ تحریم نکاح غیر مدخولہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں بحث واقع ہوئی آپ نے اسکے متعلق جس امر کا اظہار کیا الاستیعاب میں مذکور ہے وہ یہ کہ قتیلہ بنت قیس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تزوج کیا مگر قبل انکے پاس جانیکے آپ نے وفات پائی۔ بعدازاں عکرمہ بن ابی جہل نے حضرموت جاکر نکاح کرلیا حضرت صدیق کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا میرا دل چاہتا ہے کہ جاکر ان دونوں کے گھر میں آگ لگادوں حضرت عمر فاروق نے عرض کیا کہ جانے دیجیئے وہ امہات المومنین سے نہیں ہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس نہیں گئے۔ اور نہ انہیں پردے میں رکھا۔

آپ ہی پہلے خلیفہ تھے جس کے لئے بیت المال سے وظیفہ مقرر کیا گیا حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ جب حضرت صدیق خلیفہ کئے گئے تو آپ نے فرمایا کہ قوم کو معلوم ہے کہ میرا پیشہ تجارت، مجھے اپنے اہل عیال کے نفقہ سے عاجز نہیں کرسکتا مگر جب میں مسلمانوں کے کام میں مشغول ہوگیا تو آل ابی بکر اسی بیت المال سے کھائیں گے اور ابوبکر مسلمانوں کے کام میں مصروف رہیگا۔ (بخاری اسکے راوی ہیں)

اسکے بعد حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق کے درمیان اس مسئلہ میں اختلاف واقع ہوا کہ جو لوگ مرتدین قبائل عرب تائب ہو کر پھر اسلام میں داخل ہوگئے ان سے قتلائے مسلمین کی دیت لینی چاہیئے یا نہیں۔ امام بغوی روایت کرتے ہیں کہ حضرت صدیق نے فرمایا تم لوگوں کو ہمارے قتلی کی دیت دینی ہوگی اور ہم تمہارے قتلی کی دیت نہ دینگے اور حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ نہیں ہم ان سے اپنے مقتولین کی دیت نہ لیں گے حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے اس مسئلہ میں دو قول ہیں۔ اصح القولین حضرت صدیق کے مذہب و مسلک کیمطابق ہے ممکن ہے کہ حضرت عمر فاروق کا مذہب و مسلک بھی حضرت صدیق کے قول کے مطابق ہو اور اخذ دیت سے محض بغرض تالیف قلوب تائبین منع کیا ہو۔

اسی طرح بحرزانی کو جلاوطن کرنے کے متعلق علمار کرام کے درمیان اختلاف واقع ہے حضرت صدیق رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے سنت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا احیاء کرکے زناۃ کو حد ماری اور جلاوطن کیا ہے اور اب تک اکثر فقہاء اور جملہ محدثین کا یہی مذہب و مسلک ہے۔ حضرت ابن عمر روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بکر زانی کو حد ماری اور جلاوطن کیا۔ اسی طرح حضرت صدیق۔ حضرت عمر فاروق نے بھی حد ماری اور جلاوطن کیا (بغوی وغیرہ اسکے راوی ہیں)۔

اسی طرح قطع ید سارق میں علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ اولاً چور کا داہنا ہاتھ قطع کیا جائیگا اگر پھر چوری کرے تو اس کا بائیاں پیر کاٹا جائے۔ پھر اگر تیسری دفعہ چوری کی جائے تو اسمیں علماء کا اختلاف ہے کہ کیا کرنا چاہیئے۔ حضرت امام مالک اور امام شافعی فرماتے ہیں کہ تیسری دفعہ اس کا بایاں ہاتھ کاٹا جاتے گا۔ اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اب تیسری دفعہ نہ ہاتھ کاٹا جائے گا۔ بیر بلکہ اُسے سزادی جائیگی اور قید رکھا جائے گا۔ حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی کا ماخذ ایک حدیث ہے جو انہوں نے اپنی کتابوں میں روایت کی ہے اور وہ حدیث یہ ہے۔ حضرت امام مالک عبدالرحمن بن القاسم سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ یمن سے ایک مقطوع الید و الرجل شخص حضرت صدیق کی خدمت میں آیا اور شکایت کرنے لگا کہ عامل یمن نے اسپر ظلم کیا۔ یہ شخص تہجد گزار بھی تھا جب شب کو نماز تہجد پڑھنے لگا تو حضرت صدیق نے فرمایا تو یہ شخص چور نہیں معلوم ہوتا بعد ازاں آپ کی زوجہ محترمہ اسماء بنت عمیس کا ایک زیور گم ہوا اور لوگ تلاش کرنے لگے انکے ساتھ وہ بھی تلاش کرنے لگا اور ساتھ ہی بددعا بھی کرتا جاتا اللھم علیک بمن بیت اھل ھذا البیت الصالح بعد ازاں وہ زیور ایک سنار کے پاس گیا اس نے بیان کیا کہ یہی مقطوع الید و الرجل شخص اسے دے گیا ہے اور پھر یا اس نے اعتراف کیا یا اسپر شہادت گزری۔ لہٰذا حضرت صدیق نے حکم دیا کہ اس کا داہنا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ پس اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا حضرت صدیق فرمانے لگے کہ مجھے بہ نسبت اسکے چوری کرنے کے اسکی بددعا کرنے پر زیادہ تعجب ہے اور حد شارب الخمر کے متعلق ہم بیان کرہی چکے ہیں کہ حضرت صدیق نے شارب الخمر کی چالیس ضرب مقرر کی ہوئی تھی اور پھر حضرت عمر فاروق کے عہد خلافت میں بمشورہ حضرت علی مرتضیٰ اسی دُرّے مقرر کیئے گئے حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ باقی چالیس دُرّوں کے متعلق فرماتے ہیں کہ اصل حد شارب الخمر کی وہی چالیس درے ہیں اور باقی چالیس درّے تعزیر ہیں چاہے مارے جائیں چاہے نہ مارے جائیں۔

اسی طرح حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق کے درمیان قسمت فئ (مال غنیمت کی تقسیم) میں اختلاف واقع ہوا کہ اہل فضل و نسب کو اوروں پر کچھ فضیلت دی جائے یا نہیں حضرت صدیق اسطرف گئے کہ مال غنیمت سب کو برابر تقسیم کرنا چاہیئے حضرت عمر فاروق نے آپ سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ کیا آپ ان لوگوں کو جنھوں نے اپنی جان دی ہیں آپنے فرمایا کہ یہ مال تو بقدر کفایت ملتا ہے اور انکی اعمال کا اجر اللہ پر ہے۔ مگر حضرت عمر فاروق میں بقدر کفایت ملتا ہے۔ مگر حضرت عمر فاروق ان میں تفریق کرتے تھے اور اہل فضل کو ترجیح دیتے تھے بغوی اسکے راوی ہیں)، مؤلف احقر اسکے متعلق عرض کرتا ہے کہ یہ اختلاف کسی شرعی حکم میں نہیں تھا بلکہ ایک امر مصلحت میں تھا۔ حضرت صدیق کے عہد خلافت میں مال غنیمت اسقدر نہیں آیا تھا کہ اہل فضل و نسب کو فضیلت و ترجیح دیجاتی۔ لہٰذا آپ مجبور رہے کہ سب کو بقدر کفایت دیں اور حضرت عمر فاروق کے عہد خلافت میں مال غنیمت بکثرت آنے لگا لہٰذا سب کو قدر مایحتاج سے زیادہ ملنے لگا اور اب خواہ نخواہ ہی ضرورت تفضیل و ترجیح پیدا ہو گئی۔ میمون بن مہران بیان کرتے ہیں کہ حضرت صدیق جب لشکر کو کہیں بھیجنا چاہتے

تھے تو آپ لوگوں کو جمع کرتے جب تعداد مطلوبہ پوری ہو جاتی تو جسقدر جمع ہوتے آپ ان سب کا سامان رسد تیار کرتے اور روانہ کر دیتے آپ کے زمانہ خلافت میں عطیوں کی مقدار مقرر نہ تھی ابن ابی شیبہ اسکے راوی ہیں۔

یہ امر اوپر بھی بیان کیا جا چکا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے آخر زمانہ سعادت ہی میں زمانہ فتنہ ارتداد کے آثار نمایاں ہو گئے تھے اور بعد وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فتنہ ارتداد مستحکم ہو گیا از انجملہ یہ تھا کہ مسیلمہ کذاب نے دعویٰ نبوت کیا تھا۔ اور اہل یمامہ و اہل نجد سے بہت سی فوج جمع کر لی ہوئی تھی حضرت صدیق نے مسلمانوں کو اسکی جماعت سے لڑنیکی دعوت دی اور حضرت خالد بن ولید کو امیر الجیش مقرر کیا جب دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا تو اول مسلمانوں کو ہزیمت ہوئی اور پھر دوسرے حملہ میں حضرت ثابت بن قیس زید بن الخطاب برادر حضرت عمر فاروق اور براء بن مالک وغیرہ نبلائے صحابہ کرام کی سعی سے اسلام کی فتح ہوئی اور خود ان بزرگوں نے شربت شہادت نوش کیا رضوان اللہ تعالےٰ علیھم اجمعین۔ اور مسیلمہ کذاب واصل جہنم ہوا اور اسکی جماعت منتشر ہو گئی۔ یہ اسلام کی پہلی اور عظیم الشان فتح تھی جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد حاصل ہوئی۔ گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا حضرت خالد بن ولید کے حق میں سیف من سیوف اللہ فرمانا اس فتح کی تمہید تھی۔ از انجملہ ایک یہ واقعہ تھا کہ بنی عبد القیس اور ایک جماعت ناحیہ بحرین مشرف باسلام ہو گئے ہوئے تھے اور اسلام میں قدم راسخ کر لیا سوا تھا انہیں ایام میں بنی بکر منذر بن ساوی کے ساتھ سازش کر کے ان مسلمانان (بنی عبد القیس) سے آمادہ جنگ ہو گئے۔ ان لوگوں نے یہ ماجرا حضرت صدیق کی خدمت میں پہنچایا آپ نے مسلمانوں کو جہاد کی دعوت دی اور بسر کردگی علا بن الحضرمی مسلمانوں کو بنو بکر سے مقابلہ کیلئے روانہ کیا اثنائے راہ میں حضرت علا ابن الحضرمی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ایک کرامت باہرہ ظاہر ہوئی۔ اور وہ کرامت ان کی دعا کا قبول ہونا تھا۔ کیونکہ انہوں نے اثنائے راہ میں باران کی دعا کی تھی تاکہ شدت پیاس سے بچ سکیں چنانچہ بارش ہوئی آخر انہوں نے جا کر کفار پر شبخون کیا اور فتح عظیم و نمایاں حاصل ہوئی بعد ازاں جزیرہ دارین جو ملک شام میں واقع ہے کی طرف نہضت فرما ہوتے اور اس اثناء میں ایک اور کرامت باہرہ ظاہر ہوئی اور وہ بھی دوبارہ کی باراں آپ کی دعا کا قبول ہونا تھا یہاں تک کہ پانی اونٹوں کے کھروں سے متجاوز نہ تھا یہاں بھی آپ نے فتح نمایاں حاصل کی اور پھر یہاں سے منذر بن ساوی کیطرف گئے اور اسے بھی شکست دی الاستیعاب میں مذکور ہے کہ آپ مستجاب الدعوات تھے اور یہ مشہور ہے کہ آپ چند کلمات کہکر اور دعا کر کے دریا سے عبور کر گئے تھے۔ الغرض حضرت صدیق کے علا ابن الحضرمی کو سپہ سالار بنانے کا ثمرہ و فائدہ نمایاں ظاہر ہوا۔

از انجملہ یہ کہ اہل عمان و مہرہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سعادت میں مشرف باسلام ہو گئے تھے اور بعد وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مرتد ہو گئے۔ جیفر رضؓ و عبد رضؓ نے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سعادت ہی سے وہاں کے حاکم تھے ان لوگوں کے واقعہ ارتداد کی حضرت صدیق کی خدمت میں اطلاع دی آپ نے مسلمانوں کو ان سے جہاد کرنے کیلئے جمع کیا اور حذیفہ بن محصن حمیری کو ریاست عمان اور عرفجہ بارقی کو ریاست مہرہ کے لئے مقرر کیا اور عکرمہ کو جو فتح یمامہ سے ہنوز واپس نہیں ہوئے تھے وہاں کمک پہنچانے پر مامور کیا القصہ جانبین سے جنگ عظیم واقع ہونے کے بعد کفار کو ہزیمت نمایاں ہوئی۔

اسی طرح قبیلہ کندہ جو نواح حضر موت اور یمن میں آباد تھے اور آخر سنین ہجرت میں مشرف باسلام ہوئے اور آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم نے ان پر امرا مقرر کئے ہوئے تھے انہیں ایام میں یہ لوگ بھی مرتد ہو گئے یہ حال دیکھکر امراء مسلمین پہاڑوں میں متحصّن ہو گئے اور واقعہ ارتداد کی اطلاع حضرت صدیق کی خدمت میں پہنچائی آپ نے مسلمانوں کو حکم دیکر حضرت زیاد کی ہمراہی میں انہیں مقابلہ کیلئے روانہ کیا بسیار زد و برد کے بعد کمک عکرمہ بن ابی جہل کے ذریعہ فائز المرام اور مظفر و منصور ہوئے اور اشعث بن قیس جو روساء مرتدین میں سے تھا اسیر کر کے حضرت صدیق کی خدمت میں بھیجا گیا حضرت صدیق نے اسکی بہادری و شجاعت اسکی سپہ سالاری اور اس کا صدق توبہ ملاحظہ کر کے اسے رہا کر دیا اور اپنی ہمشیرہ ام فروہ سے عقد کر دیا الغرض یہاں بھی حضرت صدیق کی فراست کارگر ہوئی اور نمایاں فوائد ظاہر ہوئے الاستیعاب میں مذکور ہے کہ اشعث بن قیس تیس سواران بنی کندہ کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم لوگ بنی آکل المرار (یعنی زمانہ کی تلخی و سختی چکھنے والے) ہیں اور آپ بھی ابن آکل المرار ہیں (ننہال کیطرف سے) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے متبسّم ہو کر فرمایا ہم لوگ بنی النضر بن کنّانہ سے ہیں ہم اپنی ماں کے پیچھے جا کر اپنے باپ کا نام گم نہیں کرتے۔ نیز الاستیعاب میں ہے کہ اشعث بن قیس زمانہ جاہلیّت میں رئیس کندہ اور زمانہ اسلام میں بھی وہ وجیہہ قوم تھے بجز اسکے کہ بعد وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اسلام سے مرتد ہو گئے تھے مگر پھر حضرت صدیق کی خدمت میں بھیجے گئے۔ اسلم مولی حضرت عمر فاروق بیان کرتے ہیں کہ وہ نقشہ ابتک میری پیش نظر ہے کہ اشعث قیس اسیر کر کے حضرت صدیق کی خدمت میں لائے گئے یہ مسلسل و مغلول تھے اور بیان کیا میں نے کیا جو کچھ کیا یہاں تک کہ میرا یہ حال ہو بعد ازاں انہوں نے کہا کہ اب آپ مجھے جنگ کے موقعوں کے لئے رہنے دیجیئے اور اپنی ہمشیرہ میرے عقد میں دیدیجیئے۔ چنانچہ حضرت صدیق نے ایسا ہی کیا۔ اسکے بعد ابوعمرو نے الاستیعاب میں بیان کیا کہ حضرت صدیق کی اس ہمشیرہ کا نام جو اشعث بن قیس کے نکاح میں دی گئی تھیں ام فروہ بنت ابی قحافہ تھا یہی محمد بن الاشعث کی والدہ تھیں جب حضرت عمر فاروق خلیفہ کئے گئے تو اشعث بن قیس سعد بن ابی وقاص کے ساتھ عراق چلے گئے اور قادسیہ مدائن جلولا۔ اور نہاوند کی لڑائیوں میں شریک ہوئے۔ اور پھر کوفہ آ کر قبیلہ بنی کندہ میں گھر بنایا اور اقامت گزین ہوئے بالجملہ بتائید الٰہی آپ کی خلافت کے اول سال کے آخر تک اسلام بمنہاج اول رجوع کر آیا اور فتنہ ارتداد فرو ہو گیا پھر سال دوم میں حضرت مثنیٰ ابن حارثہ شیبانی کو خلعت ولوا اور انعام و اکرام کے ساتھ جنگ عجم پر مامور و مقرر کیا اور یہ اس لئے کہ حضرت مثنیٰ بن حارثہ پہلے ہی سے ملوک عجم کے ساتھ جنگ کئے ہوئے تھے اسلئے وہ ملوک عجم کے ساتھ خاص بغض و عداوت رکھتے تھے۔ غرض اس موقعہ پر بھی آپ نے سلیقہ مملکت داری کو کام فرمایا اور آپ کی تدبیر تیر بہدف ہوئی جب عجم در پئے انتقام ہوئے تو انہوں نے بیحد و بیشمار فوج جمع کی حضرت صدیق نے بمشورہ حضرت عمر فاروق اس کا یہ انسداد کیا کہ حضرت خالد بن ولید کو کمک دیکر روانہ کیا اور انکو حکم دیا کہ وہ حضرت مثنیٰ بن حارثہ کا اعزاز و احترام کرنے میں سر مو فرق نکریں۔ غرض یہ دستور العمل تھا خلفاء امت کا توقیر فدائے دولت میں الاستیعاب فی اسماء الاصحاب میں ہے کہ حضرت مثنیٰ بن حارثہ شیبانی اسوقت مشرف باسلام ہوئے تھے جب کہ وہ اپنی ہی قوم کے ایک وفد کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور یہ واقعہ ۹ھ یا ۱۰ھ کا ہے عمرو بن شیبہ اپنے بعض شیوخ حدیث روایت کرتے ہیں کہ مثنیٰ بن حارثہ اور اہل فارس کے مابین بوجہ مضافات و ملحقات عراق ہمیشہ چشمک رہتی تھی۔ حضرت صدیق کو جب اسکی خبر ملی تو حضرت عمر فاروق فرمانے لگے کہ انکے نسب کے متعلق،

بہت سے واقعات ہمارے گوش گذار ہوتے رہتے ہیں قیس بن عاصم کہنے لگے کہ مثنیٰ ابن حارثہ مشہور و معروف شخص ہیں وہ مجہول النسب گمنام اور کوئی معمولی آدمی نہیں مثنیٰ بن حارثہ مثنے بن حارثہ ہیں۔ اسکے بعد مثنے بن حارثہ حضرت صدیق کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا خلیفۂ رسول اللہ آپ مجھے میری قوم میں بھیجد یجئے کہ میں اپنی قوم کو ساتھ لیکر اہل فارس سے لڑوں اور نیز سرے نواحی و اطراف میں جو دشمن ہیں انہیں گرفتار کروں چنانچہ حضرت صدیق نے انہیں اجازت دی اور عمران پہنچکر انہوں نے اہل فارس اور اطراف و جوانب کے علاقوں پر قتل و غارت شروع کی اور کامل ایک سال تک لڑتے رہے اسکے بعد انہوں نے اپنے بھائی معوذ بن حارثہ کو حضرت صدیق کی خدمت میں یہ پیغام دیکر روانہ کیا کہ اگر آپ مجھے مدد دیں اور عرب کو بھی اسکی خبر ہوجائے تو وہ بہت جلد میرے پاس جمع ہوجائیں گے۔ اور اللہ مشرکین کو شکست دیگا اور ذلیل کرے گا نیز یہ کہ ہم لوگوں سے اعاجم ڈرتے اور دبتے ہیں معوذ بن حارثہ نے جب یہ پیغام حضرت صدیق کی خدمت میں پہنچایا تو حضرت عمر فارق نے فرمایا آپ انکی مدد کیلئے خالد بن ولید کو بھیج دیجیئے۔ کہ وہ اہل شام سے قریب رہیں اور اگر اہل شام کو انکی ضرورت نہ ہو تو پھر عراق کیطرف متوجہ ہوں۔ غرض آپکی تحریک سے حضرت صدیق نے حضرت خالد بن ولید کو عراق روانہ کیا ابو رجا العطاردی سے روایت کیا گیا ہے کہ کہ حضرت صدیق نے مثنٰے بن حارثہ کو نامہ لکھا کہ میں خالد بن ولید کو سپہ سالار کرکے بھیجتا ہوں سو تم بھی انکے ساتھ ہوجاؤ مثنیٰ بن حارثہ اسوقت مضافات کوفہ میں تھے اور اب خالد بن ولید کیطرف روانہ ہوئے اور بمقام قریہ بناج ان سے ملاقی ہوئے۔ اور پھر انکے ساتھ بصرہ چلے گئے واقعہ طویل ہے آخرش یہ کہ مسلمانوں کو فتح عظیم حاصل ہوئی اسکے بعد حضرت صدیق کے دلمیں داعیہ فتح روم و شام پیدا ہوا مجمع صحابہ میں آپ نے ایک خطبہ بلیغہ کہا اور لوگوں کو جہاد کی ترغیب و تحریص دلائی اور حکم دیا کہ وہ جنگ روم کیلئے تیاری کریں بعد ازاں آپ نے جنگ روم کیلئے چار امیر الجیش مقرر کئے۔ اور ہر ایک کو ایک ایک جانب سے روانہ کیا حضرت عمرو بن العاص کو ایلہ کے راستہ سے فلسطین روانہ کیا اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح کو حمص روانہ کیا یزید بن سفیان کو دمشق اور شرحبیل بن حسنہ کو اُردن روانہ کیا اور حکم دیا کہ جب سب ایک جگہ جمع ہوں تو تمام لشکر کے سپہ سالار حضرت ابو عبیدہ بن جراح ہونگے اور علیحدہ علیحدہ ہر امیر اپنے اپنے لشکر کا سپہ سالار رہے۔ انہیں ایام میں ایک کرامت باہرہ ظہور میں آئی وہ یہ کہ جب لشکر نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا نعرہ بلند کیا قصر قیصر ہل گیا۔ اور ایک ہلچل مچ گئی اور قیصر کو اب خبر ہوئی کہ مسلمان جنگ کیلئے آن پہنچے اور اب اس نے بہت سی فوج جمع کی۔ اسی اثناء میں حضرت صدیق نے حضرت خالد بن ولید کو نامہ لکھا کہ تم عراق مثنٰے ابن حارثہ کے سپرد کرکے شام کی طرف روانہ ہوجائیں۔ اور وہاں جاکر اسلامی لشکر کی سپہ سالاری کریں بالجملہ دمشق اور یرموک انکے ہاتھ پر فتح ہوا اور قیصر نے ہزیمت کھائی غرض یہاں بھی در بارۂ عزل حضرت ابو عبیدہ بن جراح اور تقرر حضرت خالد بن ولید حضرت صدیق کی فراست نمایاں طور پر ظاہر ہوئی چونکہ مورخین فتح دمشق و یرموک حضرت فاروق کی عہد میں بھی ذکر کرتے ہیں اسکی وجہ غالباً یہ ہے کہ دمشق و یرموک دو دفعہ فتح ہوا واللہ اعلم جو لوگ غور سخن کو نہیں پہنچتے وہ اس امر میں تردد کرتے ہیں کہ حضرت صدیق نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح کو معزول کرکے حضرت خالد بن ولید کو کیوں سپہ سالار بنایا اور حضرت عمر فاروق نے کیوں اسکے برعکس معاملہ کیا؟ بندہ ضعیف عرض کرتا ہے کہ بات صاف بے تردد کرنے کی وجہ نہیں حضرت صدیق نے بفراست معلوم کرلیا کہ بعض فتوح حضرت خالد بن ولید کے ہاتھ پر ہونگی اور اسی طرح

حضرت عمر فاروق نے ابراست جان لیا کہ بعض فتوح حضرت ابوعبیدہ بن جراح کے ہاتھ پر ہونگی - ع ہر سخنے وقتے وہر نکتہ مکانے دارد ،، الغرض اسطرف سے مثنیٰؓ بن حارثہ عجم پر تاخت وتاراج کر رہے تھے اور اسطرف سے بامر الجیش حضرت خالد بن ولید کے ساتھ قیصر کو ہزیمت پر ہزیمت دے رہے تھے اسی طرح روز بروز ایک نہ ایک نئی فتح ہوتی اور غنیمت بے شمار مسلمانوں کے ہاتھ آتی یہاں تک کہ حضرت صدیق نے وفات پائی - رضی اللہ تعالےٰ عنہ وارضاہ -

پھر جب آپ قریب الوفات ہوئے تو یہ بھی آپ کی حسن تدبیر اور فراست کا نمونہ تھا کہ آپ نے بوصیت اپنی حضرت عمر فاروق کو اپنا خلیفہ کیا اور چند وصیتیں کیں از انجملہ یہ تھا کہ مثنیٰؓ بن حارثہ کو آپ نے جہاد عجم کیلئے مقرر کیا ہوا تھا اور یہ اسلئے کہ ان کی ہیبت عجم کے دلوں میں بیٹھ گئی - حضرت عمر فاروق ان سب وصیتوں پر کاربند رہے حضرت عثمان غنی حضرت صدیق کے کاتب تھے آپ نے انہیں بلایا اور فرمایا میری طرف سے یہ وصیت لکھو ھذا ما عھد ابی بکر بن ابی قحافۃ الی المسلمین اما بعد فانی قد استخلفت علیکم - اتنا کہکر آپ بیہوش ہو گئے - حضرت عثمان نے یہ لکھ لیا اور لکھکر عمر بن الخطابؓ اپنی طرف سے لکھدیا اور یہ اسلئے کہ آپ کو پہلے سے معلوم تھا کہ آپ حضرت عمر فاروق کو خلیفہ کرنیوالے ہیں پھر جب آپ کو افاقہ ہوا تو حضرت عثمان نے جو کچھ لکھا تھا پڑھ کر سنایا یہانتک کہ حضرت عمر فاروق کا نام جو آپ نے اپنی طرف سے لکھدیا تھا پڑھکر سنا دیا تو آپ نے فرمایا عثمان اللہ تمہیں جزائے خیر دے پھر فرمایا اچھا اسکے بعد لکھو ،، فاسمعوا لہ واطیعوا فان عدل فذلک ظنی وعلمی فیہ وان جار فلکل امرء ما اکتسب والخیر اردت ولا اعلم الغیب وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون والسلام علیکم ورحمۃ اللہ ،، اسکے بعد حضرت صدیق نے ہاتھ بلند کئے اور جناب بارگاہ الٰہی میں دعا کی کہ اے پروردگار میں نے انکو مسلمانوں کا خلیفہ بنایا اور میرے اس میں بجز مسلمانوں کی صلاح وفلاح کے اور کسی امر کا ارادہ نہیں کیا جو عمل میں لایا ہوں تو خوب جانتا ہے کہ میں نے بہترین شخص کو مسلمانوں کا خلیفہ بنانے میں کامل سعی وکوشش کی ہے - بایں ہمہ اے پروردگار میں مسلمانوں کے کام کو تیرے تفویض کرتا ہوں اے پروردگار تو علام الغیوب ہے میں نے اسوقت دار فانی سے دار آخرت کیطرف جاتے ہوئے عمر فاروق کی کچھ حمایت نہیں کی ہے - اے پروردگار یہ تیرے بندے ہیں - اور ان پر تو حاکم ہے اور تو ہی ان کا والی وارث ہے - انکی یعنی عمر فاروق کی اصلاح کرنا اور انہیں خلفاء راشدین ومہدیین سے بنانا کہ وہ اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی اور آپ کے بعد دیگر صلحاء امت کی سیرت کی متابعت کرتے ہیں اے پروردگار تو انکی رعیت کے کام کو درست کرنا اور اس کا انجام بخیر اسکے بعد آپ نے وصیت پر مہر کی اور اطراف وجوانب میں امراء جیوش کو اُسکی نقلیں بھجوادیں پھر حضرت عمر فاروق کو بلایا اور آپ کو اس کی خبر کی کہ آپ نے انہیں اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر خلیفہ کیا آپ نے عرض کیا اے خلیفہ رسول اللہ آپ اس زحمت میں مجھے نہ ڈالیں کیونکہ خلافت کی مجھے ضرورت نہیں آپ نے فرمایا مانا کہ تمہیں خلافت کی ضرورت نہیں مگر خلافت کو تمہاری ضرورت ہے - الغرض حضرت صدیق نے حقوق اللہ وحقوق المسلمین کے متعلق وصایائے بلیغہ اور مواعظ ونصائح لاتعد ولاتحصیٰ کیں اور اپنی وصیت کو ان فقروں پر ختم کیا کہ اگر تم میری وصیت کو یاد رکھو گے تو موت سے زیادہ کوئی شئے تمہیں

عزیز نہ ہوگی اور اگر اسے بھول جاؤ گے تو موت سے زیادہ کوئی شئے تمہیں تلخ نہ ہوگی حالانکہ موت سے تم کسی طرح بچ نہیں سکتے۔

معیقیب دوسی سے روایت کیا گیا ہے کہ وہ حضرت صدیق کے وکیل خرچ (خزانچی) تھے بروقت وفات بہ آپ کو سلام کرنے حاضر ہوئے آپ اسوقت وصیت خلافت میں مصروف تھے جب آپ وصیت سے فارغ ہوئے تو آپ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا معیقیب تم ہمارے متصدی مال تھے تمہارے ہمارے درمیان معاملہ حساب کس طرح ہے عرض کیا میرے آپ پر پچیس درہم نکلتے ہیں اور میں نے آپ کو حلال کئے فرمایا میں معاف کیجئے میرے سفر آخرت کا زاد راہ آپ قرض سے نہ کریں اسکے بعد معیقیب کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے خلیفہ رسول اللہ یہ میری اور آپ کی آخری صحبت ہے اور میری آنکھوں سے اشک رواں ہوئے فرمایا معیقیب زاری نہ کرو صبر سے کام لو میں امیدوار ہوں کہ میں ایسی جگہ جا رہا ہوں جو اس خاکدان دنیا سے بہتر و باقی رہنے والی ہے اسکی بعد آپ نے بریدہ کو بلایا اور انہیں حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس بھیجکر درہم منگاتے اور مجھے دیئے بروایت حضرت عائشہ صدیقہ ثابت ہوا ہے کہ جب آپ پر آخر مرض وفات میں غشی طاری ہوئی تو آپ حضرت عائشہ صدیقہ گریہ و زاری کرنے لگیں کہ میرے والد کو عجب سخت مرض لاحق ہوا ہے۔ جب آپ ہوش میں آئے اور یہ فقرے سُنے تو فرمایا اے دختر من بات یہ نہیں جو تم کہتی ہو بلکہ بات یہ ہے۔ وجاءت سکرۃ الموت بالحق ذلك ما كنت منه تحيد۔ اسکے بعد آپ نے پوچھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا عرض کیا تین سفید کپڑوں میں ان میں عمامہ و پیراہن نہ تھا پھر پوچھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کس روز انتقال فرمایا عرض کیا دوشنبہ کے دن۔ پھر پوچھا آج کیا دن ہے عرض کیا دوشنبہ فرمایا امید ہے کہ میری موت بھی اسی روز و شب کے درمیان ہوگی پھر اسکے بعد آپ نے اس کپڑے کو دیکھا جو آپ اوڑھے ہوئے تھے اور جس میں آپ کی بیماری داری کی گئی تھی اسمیں زعفران کا رنگ لگا ہوا تھا فرمایا اس کپڑے کو دھو ڈالنا اور دو کپڑے اور ملا کر مجھے کفن دیدینا حضرت عائشہ صدیقہ نے عرض کیا یہ تو پرانا کپڑا ہے فرمایا تو نیا کپڑا تو زندہ کیلئے زیادہ مناسب ہے اور مردہ تو گل سڑ جاتا ہے پھر آپ نے وصیت کی کہ آپ کی زوجہ محترمہ اسماء بنت عمیس آپ کو غسل دیں اور آپ کے فرزند عبدالرحمن غسل دیتے ہوئے آپ کی معاونت کریں اور فرمایا کہ ان دونوں کے سوا اور کوئی مجھے برہنہ جسم نہ دیکھے۔ غرض شب کو آپ نے اس دنیا سے انتقال فرمایا اور غسل و تجہیز و تکفین آپ کی وصیت کے مطابق کیا گیا۔ حضرت عمر فاروق نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور اسی شب آپکے فرزند عبدالرحمن حضرت عمر فاروق۔ حضرت عثمان غنی۔ اور حضرت طلحہ نے حضرت عائشہ صدیقہ کے حجرے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے برابر آپ کو دفن کیا۔ جزاہ اللہ عنا وعن سائر المسلمین خیر الجزاء۔

مآثر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ وارضاہ

از آنجملہ یہ کہ آپ قریش میں ذی وجاہت و منصب تھے الاستیعاب میں بحوالہ زبیر نساب بیان کیا گیا ہے۔ کہ حضرت عمر فاروق اشرف قریش میں سے تھے اور منصب سفارت آپکی تفویض تھا جنگ و صلح منافرت و مفاخرت کے

موقعوں پر قریش انکو سفیر بنا کر بھیجتے اور جو کچھ آپ انکی طرف سے فیصلہ کر آتے قریش اسے منظور کر لیتے جب اسلام کا ظہور ہوا تو تائید غیبی نے آپ کی مساعدت کی اور خواہ نخواہی آپ کو مشرف باسلام کیا۔ مصرعہ

گر نیاید بخوشی موئے کشانش آرید

غرض آپ مرید مخلص تھے: مخلص وشتان بین المرتدین اس راہ پر نہیں آتا مگر وہی شخص جسے در و دیوار سے پکارتے ہیں اور اس حوض پر نہیں بیٹھتا مگر وہی شخص جسے باصرار بٹھاتے ہیں۔ آپکے مشرف باسلام ہونے کی کئی وجوہات بیان کی گئی ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ راویان حدیث میں سے ہر ایک نے کچھ بیان کیا ہے اور کچھ فروگذاشت نہیں کیا ہے چنانچہ اس جگہ ہم چند روائتیں استشہاد کے طور پر لکھتے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کے مشرف باسلام ہونیکے لئے دعا فرمائی تھی چنانچہ حضرت ابن عمر کی روایت میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللھم اید الاسلام بعمر بن الخطاب خاصۃً حضرت ابن مسعود کی روایت جو مسروق سے روایت کی گئی ہے۔ میں ہے اللھم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب او بابی جھل بن ہشام فجعل اللہ دعوۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لعمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ فبنی علیہ الاسلام وھدم بہ الاوثان حاکم نے ان سب روایتوں کی تخریج کی ہے نیز روایت کیا گیا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ میں ایک دفعہ بتوں کے نزدیک سوار ہوا تھا کہ میں نے خواب دیکھا کہ ایک شخص گائے کا بچھڑا لایا اور اسکو ذبح کیا اور اس زور سے چیخا کہ میں نے کبھی ایسی آواز نہیں سنی تھی یہ کہتا جاتا تھا یا جلیح امر نجیح رجل فصیح یقول لا الہ الا اللہ۔ جلیح ایک شخص کا نام تھا۔ یہ آواز سن کر قوم دوڑی میں نے کہا دیکھوں معاملہ کیا ہے اسکے بعد اُسنے پھر منادی کی یا جلیح امر نجیح رجل فصیح یقول لا اِلٰہ الا اللہ میں کھڑا ہوا اور ہم لوگ اسی طرح دیکھتے رہے کہ یہ ہے کون شخص بیان کیا گیا کہ یہ نبیؐ ہے (بخاری اسکے راوی ہیں) محمد بن اسحق نے بیان کیا ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت عمر فاروق کی ہمشیرہ اور ان کے شوہر سعید بن زید مسلمان ہو گئے جب حضرت عمر فاروق کو اسکی خبر ہوئی تو آپ غضبناک ہوکر اٹھے اور اپنے بہنوئی کی اہانت کی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور ہمشیرہ کی سرکوبی کی یہاں تک کہ ان کا سر خون آلودہ ہو گیا اور اب آپ کے دلمیں انکے حال پر رحمدلی پیدا ہوئی سورۂ طٰہٰ جو آپ کے سامنے رکھی ہوئی تھی۔ آپ پڑھنے لگے اور اس طریقہ سے داعیہ قبول اسلام آپ کے دل میں جاگزین ہوا چنانچہ آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر مشرف باسلام ہوئے۔

جب آپ مشرف باسلام ہوئے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کے حق میں دعا فرمائی اور بارگاہ الٰہی میں آپکی دعا قبول ہوئی۔ عبد اللہ بن عمر رضؓ سے روایت کیا گیا کہ جب حضرت عمر فاروق مشرف باسلام ہوئے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آپکے سینہ پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ اے پروردگار انکے سینہ سے کینہ و دشمنی نکالدے اور بجائے اسکے نور ایمان انکے سینہ میں بھر دے۔ تین دفعہ فرمایا حاکم نے اسکی تخریج کی ہے۔ جب مشرف باسلام ہو چکے تو آپ نے اپنے اسلام کا اعلان کیا اور اسکی وجہ سے آپنے بہت سی سختیاں جھیلیں اور انکی تلخی و ترشی کو شہد و شکر کی طرح گوارا کیا۔ مولیٰ عبد اللہ محمد بن اسحق ابن عمر سے اور وہ عبد اللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروق اسلام قبول کر چکے تو آپ نے کہا کون شخص قریش کی خبریں ادھر اُدھر پہنچایا کرتا ہے کہا گیا جمیل بن معمر الجمحی ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ صبح آپ اُسکے پاس گئے میں بھی آپ کے پیچھے گیا کہ دیکھوں آپ کیا کرتے ہیں۔

میں اسوقت گورا کا تھا مگر جو کچھ میں دیکھتا اسے سمجھ سکتا تھا آپ نے جاتے ہی؛ اسی کہا جمیل تجھے یہی معلوم ہے کہ میں قبول دین اسلام کر کے دین محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں داخل ہو گیا ہوں آپ کے کہنے کی دیر تھی کہ جمیل اپنا چادر کھینچتا ہوا اٹھا اور میرے والد عمر فاروق اُسکے پیچھے ہوئے یہاں تک کہ مسجد الحرام کے دروازے پر آیا اور چلا کر کہا کہ عمر بن خطاب تو بیدین ہو گیا حضرت عمر فاروق نے بجواب اُسکے کہا یہ جھوٹا ہے بلکہ میں مسلمان ہو گیا اور کلمۂ شہادت اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد عبدہ ورسولہ پڑھ لیا بس یہ کہا کہ قریش آپ کی طرف دوڑ پڑے اور آپ ان سے لڑتے رہے یہاں تک کہ آفتاب سروں پر آگیا پھر آپ تھک کر بیٹھ گئے اور قریش آپ کے سر پر کھڑے رہے آپ ان سے کہتے جاتے تھے اب جو تمہارا دل چاہے سو کرو میں قسمیہ کہتا ہوں کہ اگر ہم تین سو شخص بھی ہوتے یا تو ہم اس شہر سے نکلجاتے یا تمہیں نکال دیتے اس اثنا میں یہاں سے ایک پیر مرد گزرے دریافت کرنے لگے کہ کیا معاملہ ہے ان لوگوں نے کہا عمر بیدین ہو گیا۔ پیر مرد نے کہا پھر کیا ہوا - ایک نے آپنے لئے ایک دین اختیار کر لیا تم کیوں اس سے تعرض کرتے ہو کیا تم خیال کرتے ہو کہ بنی عدی انکو تمہارے لئے چھوڑ دیں گے۔ چھوڑو اسے جانے دو چنانچہ قریش آپ کے پاس سے ہٹ گئے جب آپ مدینہ طیبہ ہجرت کرنے لگے تو میں نے پوچھا کہ وہ پیر مرد کون تھے جنہوں نے قریش کو ڈانٹا تھا جب کہ آپ کے اسلام پر وہ آپ سے لڑ رہے تھے فرمایا یہ عاص بن وائل السھمی تھے - نیز عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروق مشرف باسلام ہوئے تو آپ کے گھر کے پاس لوگ جمع ہو گئے اور کہنے لگے عمر بیدین ہو گیا میں اسوقت لڑکا تھا اپنے گھر پر کھڑا ہوا یہ واقعہ دیکھ رہا تھا - ایک شخص ان میں سے آگے بڑھا اور کہنے لگا تجھے کیا ہوا ہے کہ تو بیدین ہو گیا - اُس شخص کو ایک ہمسایہ نے پکڑ لیا اسکے بعد اور لوگ بھی منتشر ہو گئے۔ میں نے پوچھا یہ کون شخص تھے لوگوں نے کہا کہ عاص بن وایل (بُخاری اسکے راوی ہیں)

نکتہ

اس جگہ ایک نکتہ سمجھنا چاہیئے وہ یہ کہ حضرت عمر فاروق بعثت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے چھ سال بعد مشرف باسلام ہوئے - اسوقت تک باختلاف محدثین قریبًا چالیس مرد اور پندرہ عورتیں قبول اسلام کر چکے تھے۔ بالجملہ گو حضرت عمر فاروق نصف قرن اول قبول اسلام میں متاخر ہوئے مگر اپنی آخر عمر نادرہ آپ کا عہد خلافت تھا، میں قرن اول کے ہمعنان و شریک و سہیم ہو گئے - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کے دونوں مرتبوں کیطرف اشارہ فرمایا ہے، چنانچہ حدیث ھل انتم تارکون لی صاحبی قلت یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا فقلتم کذبت وقال ابوبکر صدقت میں مرتبہ اول کیطرف اشارہ فرمایا اور حدیث رویائے قلیب ثم اخذ ابوبکر ونی نزعہ ضعف واللہ یغفر لہ ثم اخذھا عمر بن الخطاب فاستحالت غربًا فلم ار عبقریًا یفری فریہ حتی ضرب الناس بعطن میں حضرت عمر فاروق کے مرتبہ اخیر کی طرف اشارہ فرمایا۔ شیخین وغیرہ ان کے راوی ہیں -

ازجملہ فضائل حضرت عمر فاروق یہ ہے کہ آپ کے قبول اسلام کرنے سے مسلمانوں کو فی الجملہ تقویت ہوئی

اور انہوں نے اپنے اسلام کا اعلان کیا۔ حضرت ابن مسعود بیان فرماتے ہیں کہ جب سے حضرت عمر فاروق نے اسلام قبول کیا ہم لوگ تقویت پاتے رہے (بخاری اسکے راوی ہیں)۔

محمد بن اسحٰق بیان کرتے ہیں کہ جب عمرو بن العاص اور عبد اللہ بن ابی ربیعہ نجاشی (ملک حبشہ) کے پاس سے بے نیل مرام واپس آئے کیونکہ نجاشی نے مہاجرین مسلمانوں کو واپس کرنے سے انکار کر دیا تو اب حضرت عمر فاروق بھی مشرف باسلام ہو گئے آپ چونکہ ایک قوی دتوانا شخص تھے اسلئے مسلمانوں کو آپ سے اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالٰے سے تقویت حاصل ہوئی اور قریش غیظ و غضب میں آئے۔ چنانچہ حضرت ابن مسعود فرمایا کرتے تھے کہ اس سے پہلے ہمارا یہ حال تھا کہ ہم کعبہ کے پاس نماز تک نہیں پڑھ سکتے تھے جب تک کہ حضرت عمر مشرف باسلام نہ ہوئے جب آپ نے اسلام قبول کیا تو آپ قریش سے لڑے اور کعبہ کے پاس جاکر نماز پڑھی اور آپ کے ساتھ ہم نے بھی سعد بن ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود فرمایا کرتے تھے کہ حضرت عمر فاروق کا اسلام قبول کرنا فتح تھی اور آپ کی ہجرت نصرت اور آپ کی خلافت رحمت تھی۔ جب تک حضرت عمر فاروق نے اسلام قبول نہیں کیا ہوا تھا تو ہم لوگ کعبہ کے پاس نماز تک نہیں پڑھ سکتے تھے پھر جب آپ مشرف باسلام ہوئے تو قریش سے لڑے اور کعبہ کے پاس جاکر نماز پڑھی اور آپ کے ساتھ ہم نے بھی ابن ہشام دحاکم نے اس کی تخریج کی ہے۔

از انجملہ یہ ہے کہ آپ نے قبل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ کو ہجرت کی اور آپ کی ہجرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کا پیش خیمہ واقع ہوئی براء بن عازب سے روایت ہے کہ سب سے پہلے جو لوگ ہمارے پاس ہجرت کر کے آئے مصعب بن عمیر اور ابن ام مکتوم تھے اور یہ ہمیں تعلیم قرآن دینے کیلئے آئے ہوئے تھے اور پھر حضرت عمر فاروق بیس اصحاب کی ہمراہی میں۔ پھر آپ کے بعد رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے قدوم میمنت لزوم فرمایا۔ (بخاری اسکے راوی ہیں)۔

از انجملہ یہ ہے کہ غزوہ بدر میں آپ کو مآثر جمیلہ حاصل ہوئے بچند وجوہ اوّل یہ کہ آپ نے اس لڑائی میں جہاد کرتے ہوئے محض اللہ اپنے ماموں کو قتل کیا اور محبت قرابت آپ کو اسکے قتل سے مانع نہ ہوئی الاستیعاب میں ہے کہ عاص بن ہشام بن مغیرہ جنگ بدر میں مقتول ہوا اسے حضرت عمر فاروق نے قتل کیا اور یہ آپ کا ماموں ہوتا تھا۔ دوم جنگ بدر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ کوئی حضرت عباس کو قتل نہ کرے حضرت ابو حذیفہ نے اس سے اختلاف کیا اور بایں وجہ تعمیل ارشاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں ایکقسم کی کوتاہی واقع ہوئی۔ اور صورت اختلاف پیدا ہو گئی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بوجہ نافرمانی انہیں زجر و توبیخ کی اور یہ زجر و توبیخ بواسطہ حضرت عمر فاروق ظہور میں آئی دوم یہ کہ بوقت اخذ فدیہ اسیران بدر ہر چند کہ انصار نے انکے بارہمیں سفارش کی مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قبول نہیں فرمائی تاکہ باب اختلاف مسدود ہو جائے۔ یہانپر آپ نے بقدر لوگوں کی عقول کی تنزل فرمایا کہ معاف نہیں کیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس روز یعنی جنگ بدر کے دن فرمایا تھا کہ بنی ہاشم اور غیر بنی ہاشم سے بہت لوگ بدلی سے جنگ کیلئے نکلے ہیں اور درحقیقت وہ ہم سے لڑنا نہیں چاہتے جس کسی کا بنی ہاشم سے سامنا ہو تو چاہیئے کہ انہیں قتل نہ کرے جس کسی کا تقابل ابوالبختری بن ہشام سے ہو تو چاہیئے کہ انہیں قتل نہ کرے

کیونکہ وہ نہایت بددلی سے جنگ کیلئے نکلے ہیں نیز جس کا تقابل حضرت عباس بن عبد المطلب عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو تو چاہیئے کہ انہیں بھی قتل نہ کرے ابو حذیفہ رضؓ کہنے لگے کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے باپ دادے اور اپنے فرزند اپنے بھائی اور قبیلے کے لوگوں کو قتل کریں اور حضرت عباس کو چھوڑ دیں واللہ اگر میرا ان کا مقابلہ ہوا تو میں اپنی تلوار کو ان کا خون پلاؤں گا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے حضرت عمر فاروق سے فرمایا اے ابو حفص (حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں یہ پہلا دن تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ابو حفص میری کنیت رکھی) کیا عم رسول اللہ علیہ وسلم کے چہرہ پر تلوار ماری جائیگی۔ عرض کیا یا رسول اللہ مجھے حکم دیجیئے کہ میں ابو حذیفہ کی گردن ماردوں واللہ ابو حذیفہ نے یہ نفاق کا کام کیا اسکے بعد ابو حذیفہ کہنے لگے۔ میں اس کلمہ سے جو اسروز میں نے کہا مطمئن نہیں اور ہمیشہ ڈرتا رہتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ میری شہادت سے اللہ تعالے اس کی مکافات کردے۔ چنانچہ جنگ یمامہ میں آپ شہید ہوے محمد بن اسحق نے اسکی تخریج کی ہے۔

سوم یہ کہ بعد فتح اسیران بدر کے باب میں اختلاف واقع ہوا کہ انہیں فدیہ (تاوان جنگ) لے کر چھوڑ دینا چاہیے یا ان سب کو قتل کر دینا چاہیئے۔ حضرت عمر فاروق کی رائے نے اس باب میں وحی الہی کی مطابقت کی حضرت ابن عباس نے حضرت عمر فاروق سے روایت کیا ہے کہ آپ نے قصہ بدر میں بیان کیا یہانتک کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق حضرت علی اور حضرت فاروق سے مشورہ کیا حضرت صدیق نے کہا یا رسول اللہ یہ لوگ ہمارے چچیرے بھائی۔ ہمارے قبیلہ کے لوگ ہیں میری رائے ہے کہ آپ ان سے فدیہ لیکر چھوڑ دیں جو کچھ ہم ان سے لیں گے۔ اس سے ہمیں کفار پر فی الجملہ تقویت بھی حاصل ہوگی اور عجب نہیں کہ ان کو بھی اللہ تعالے ہدایت کرے اور یہ ہمارے معین و مددگار ثابت ہوں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر بن خطاب تمہاری کیا رائے ہے عرض کیا یا رسول اللہ حضرت صدیق نے جو رائے دی ہے مجھے اس سے اتفاق نہیں میری رائے ہے کہ فلاں شخص جو میرا رشتہ دار ہے مجھے دیجیئے کہ میں اُسکی گردن ماردوں اسی طرح عقیل کو حضرت علی کے سپرد کیجیئے کہ وہ عقیل کی گردن ماریں اور حضرت حمزہ کو ان کا بھائی دیجیئے کہ وہ انکی گردن ماریں تاکہ اللہ جان لے کہ ہمارے دلوں میں کافروں کے طرف سے ذرا بھی جگہ نہیں یہ لوگ صنادید عرب و سرداران عرب ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت صدیق کی رائے پسند آئی لہٰذا آپ نے ان سے فدیہ لیکر رہا کر دیا اگر دوسرے ہی دن جب میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اسوقت آپ اور حضرت صدیق بیٹھے ہوئے آبدیدہ ہو رہے تھے میں نے عرض کیا یا رسول آج آپ اور آپ کے صاحب حضرت صدیق کیوں آبدیدہ ہیں مجھے بھی مطلع فرمایئے تاکہ میں بھی آپ کے ساتھ آبدیدہ ہوؤں اور اگر آنسو نہ آئیں تو رونی صورت بناؤں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اسی بات پر رو رہا ہوں کہ جو ہمیں پیش آئی اور لوگوں نے فدیہ لینے کا مشورہ دیا تھا پھر فرمایا مجھ پر عذاب پیش کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ وہ اس درخت سے بھی زیادہ نزدیک ہے اللہ تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی ہے کہ ما کان لنبی ان یکون لہ اسریٰ حتی یثخن فی الارض تریدون عرض

السلمـ نیا واللہ یرید الاخرۃ ط واللہ عزیز حکیم، لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم (اے من الفداء) عذاب عظیم۔ پھر جب آئندہ سال جنگ احد واقع ہوئی تو اب اخذ فدیہ و رہائی اسیران بدر کے عوض مسلمانوں کو شکست دی گئی کہ ستر مسلمان شہید ہوئے اور اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرار ہو گئے اور خود نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہوئے آپ کے سر پہ جو خود تھا وہ ٹوٹ گیا اور آپ کے چہرہ مبارک پر خون بہنے لگا اور اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اولمّا اصابتکم مصیبۃ قد اصبتم مثلیہا قلتم انیٰ ھذا قل ھو من عند انفسکم ان اللہ علی کل شیئً قدیر۔

چہارم یہ کہ فتح جنگ بدر کے بعد عمیر بن وہب اپنے بھائی کو رہا کرانے کیلئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آیا۔ قریش کے خونریز شخصوں میں سے یہ بھی ایک خونریز شخص تھا اور دلاوران قریش میں سے تھا حضرت عمر فاروق نے اس سے بچنے کے لئے نہایت احتیاط کو کام فرمایا اور شرط محبت کو بجالائے۔ عروہ بن زبیر سے عمر بن وہب کے قصہ کے متعلق روایت کیا گیا ہے کہ حضرت عمر فاروق اسوقت ایک جماعت مسلمین کے ساتھ بیٹھے ہوئے جنگ بدر کے حالات بیان کر رہے تھے کہ آپ کی نظر عمیر بن وہب پر پڑی کہ یہ گلے میں تلوار ڈالے مسجد الحرام کے دروازے پر اپنے اونٹ سے نیچے اترا آپ نے کہا یہ دشمن خدا خبیث عمیر بن، وہب آ رہا ہے ضرور یہ کوئی شر لیکر آیا ہے یہ وہ شخص ہے جس نے ہماری قوم کے درمیان جنگ کرائی اسکے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا یا نبی اللہ یہ دشمن خدا عمیر بن وہب گردن میں تلوار ڈال کر آیا ہے فرمایا لاؤ اُسے میرے پاس لے آؤ حضرت عمر فاروق آتے اور اس کا پرتلا پکڑ لیا اور جو لوگ آپ کے ہمراہ تھے ان سے فرمایا کہ اس دشمنِ خدا کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے چلو اور اس خبیث سے بے خوف و مطمئن نہ رہو کیونکہ یہ غیر مامون شخص ہے غرض آپ اس کا پرتلا پکڑے ہوئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر چھوڑ دو۔ اد ن عمیر لئے فرمایا نزدیک آؤ حدیث طویل ہے اور اس واقعہ کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا معجزہ مذکور ہے۔ محمد بن اسحق نے اسکی تخریج کی ہے۔

غزوۂ احد میں بھی آپ کو نمایاں فضائل حاصل ہوئے بچند وجوہ اول یہ کہ جب مسلمان قلعہ بندی کے طور پر پہاڑ پر چڑھ گئے تو حضرت عمر فاروق نے پہاڑ کی چوٹی پر آ کر ایک جماعت مہاجرین کے ساتھ کفار کو دفع کیا۔

ابن اسحٰق بیان کرتے ہیں کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ پہاڑ پر چڑھ گئے تو قریش کی ایک جماعت بھی پہاڑ پر چڑھنے لگی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے پروردگار انہیں ہمارے پہاڑ پر تو نہیں چڑھنا چاہیئے۔ غرض حضرت عمر فاروق نے ایک جماعت مہاجرین کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا اور پہاڑ پر سے اتار دیا۔ ذکرہ کذا فی السیر۔

دوم یہ کہ ابو سفیان بوقت واپسی از جنگ احد کہنے لگا کہ اے ہُبل (ایک بُت کا نام تھا) عالی ہو یہ سنکر حضرت عمر فاروق کی غیرت اسلامی جوش میں آئی اور یہ اعلائے کلمۃ اللہ کا باعث ہوا سوم یہ کہ اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ کفار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق کے بعد اگر کسی کو شمار میں لاتے تھے تو حضرت عمر فاروق کو شمار

میں لاتے تھے۔ ابن اسحق بیان کرتے ہیں کہ جب ابوسفیان احد سے واپس ہونے لگا تو اُسنے پہاڑ پر چڑھ کر بلند آواز سے پکار کر کہا کہ جنگ ڈول کی طرح ہے ایک وقت کسی کے ہاتھ میں اور ایک وقت کسی کے ہاتھ میں آج ہم نے تمہیں جنگ بدر کا بدلہ دیا۔ اے ہبل عالی ہو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر کھڑے ہو کر انہیں جواب دو۔ حضرت عمر فاروق نے کھڑے ہو کر جواب دیا۔ اللہ اعلیٰ واجل ہے۔ ہمارے تمہارے درمیان برابری نہیں ہو سکتی ہمارے مقتولین جنت میں جاتے ہیں اور تمہارے دوزخ میں جب حضرت عمر فاروق جواب دے چکے تو ابوسفیان نے کہا عمر ذرا یہاں تو آؤ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ سنو کیسا کہتا ہے۔ جب آپ اُسکے نزدیک گئے تو اُس نے کہا ہم نے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو قتل کیا آپ نے کہا اے دشمن خدا نہیں آپ تو تیرا کلام سُن رہے ہیں ابوسفیان نے کہا ابن قمیہ کی نسبت تم میرے نزدیک زیادہ صادق ہو وہ تو کہہ رہا ہے کہ میں نے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو قتل کیا۔

ازانجملہ یہ ہے کہ آپ غزوۂ خندق میں حاضر ہوئے اور مساعی جمیلہ کئے اوّل یہ کہ غزوۂ خندق میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کو محافظت کیلئے مقرر کیا ہوا تھا آپ اس جانب سے پوری محافظت کرتے رہے اسی جگہ آپ کی یادگار کیلئے ایک مسجد بنی ہوئی اب تک موجود ہے۔ دوم اہل سیر نے لکھا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے لکھا ہے کہ حضرت عمر فاروق اور حضرت زبیر نے غزوہ خندق میں ایک روز جماعت کفار پر حملہ کیا یہانتک کہ انہوں نے اس جماعت کو پریشان و منتشر کر دیا اسی جماعت میں ضرارہ بن خطاب بھی جس نے حضرت عمر فاروق پر دوبارہ حملہ کیا موجود تھا آپ نے اس کا نیزہ چھین لیا اور فرمایا میں نے دوبارہ تم پر احسان کیا سوم یہ کہ ایک روز غزوۂ خندق میں بوجہ مشغولیت آپکی نماز عصر فوت ہو گئی اور یہ اسلئے کہ آپ اس وقت کفار کے دفعہ کرنے میں مشغول تھے نماز عصر فوت ہونے پر آپ کو نہایت افسوس ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازراہ شفقت اپنے آپ کو بھی حضرت عمر فاروق کے ساتھ محسوب کیا اور اسطرح آپ نے حضرت عمر فاروق کے تاسف کی مکافات کی حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ ایک روز غزوہ خندق میں حضرت عمر فاروق مغرب کے قریب آئے اور کفار قریش کو برا بھلا کہنے لگے اور عرض کیا یارسول اللہ آج میں نماز عصر نہیں پڑھ سکا یہانتک کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج میں نے بھی نماز عصر نہیں پڑھی (عبداللہ بن جابر فرماتے ہیں) اسکے بعد ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک میدان میں گئے اور وضو کیا اول آپ نے نماز عصر پڑھی اور آفتاب غروب ہو چکا تھا اور پھر نماز مغرب پڑھی۔ (بخاری نے اسکی تخریج کی ہے)

ازانجملہ یہ ہے کہ آپ غزوہ بنی مصطلق میں حاضر ہوئے اس غزوہ میں بھی آپ مساعی جمیلہ میں مصروف رہے اول یہ اہل سیر بیان کیا ہے کہ غزوہ بنی مصطلق کے مقدمۃ الجیش پر حضرت عمر ہی تھے اور آپ نے کفار کے ایک جاسوس کو گرفتار کیا اور اس سے کفار کے حالات دریافت کر کے قتل کر دیا۔ جس سے کفار کے دل پر بہت کچھ رعب ابھی سے بیٹھ گیا۔ دوم غزوہ خندق میں حضرت عمر فاروق اس امر پر بھی مامور کئے گئے کہ آپ لشکر میں اعلان کر دیں کہ جو شخص کلمۂ شہادت پڑھے اس سے تعرض نہ کریں۔ سوم:

کہ جہجاہ غفاری اجیر حضرت عمر فاروق نے ایک اعرابی کے ساتھ جھگڑا کیا اعرابی عبداللہ بن ابی منافق کے پاس گیا عبداللہ بن ابی منافق نے اسموقعہ پر کلمات نفاق آمیز کہکر اپنی آتش نفاق کو دو بالا کیا۔ زید بن ارقم نے یہ واقعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا غیرت حضرت عمر فاروق جوش میں آئی اور چاہا کہ اس منافق کو قتل کردیں منافقین نے عذر و معذرات کی اور اللہ تعالے نے زید بن ارقم کے قول کی تصدیق اور حضرت عمر کی رائے کی تحسین کرتے ہوئے کئی آیتیں نازل فرمائیں اگرچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے افادہ فرما دیا تھا کہ بمقتضائے مصلحت کہ تا اغلبین اسلام میں کسی قسم کا تفرقہ و توحش پیدا ہو اس منافق کو سزا دی اور وہ آیات جو اس واقعہ کے بعد نازل ہوئیں سورہ منافقون کی پہلی چند آیتیں یہ ہیں اذا جاءک المنافقون قالو انشہد انک لرسول اللہ واللہ یعلم انک لرسولہ واللہ یشہد ان المنافقین لکاذبون۔

چہارم یہ کہ اسی واقعہ کے ضمن میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق سے سلطنت ربانی کے متعلق ایک عجیب بیان فرمایا ابن اسحق بیان کرتے ہیں کہ عاصم عمر نے مجھ سے بیان کہ عبداللہ بن ابی کے لڑکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ میں نے سنا ہے کہ آپ عبداللہ بن ابی کو قتل کرانا چاہتے ہیں بوجہ ان کلمات کے جو اسکی طرف سے آپ کو پہنچے اگر واقعی آپ ایسا چاہتے ہیں تو مجھے آپ حکم دیجیئے میں عبداللہ بن ابی کا سر آپ کے پاس کاٹ کر لے آتا ہوں حال یہ ہے کہ ان کے قبیلہ میں مجھ سے زیادہ اپنے والد کے ساتھ نیکی کرنے والا کوئی اور شخص نہیں مجھے خوف صرف اس بات کا ہے کہ میرے سوا آپ اور کسی اور کو اسکے قتل کا حکم دیں اور وہ اسے قتل کرڈالے اور پھر بعد کو ایسا ہو کہ میں اپنے باپ کے قاتل کو نہ دیکھ سکوں اور جس کا نتیجہ یہ ہو کہ میں کافر کے بدلے مسلمان کو قتل کرڈالوں اور دوزخ میرا ٹھکانا ہو۔ فرمایا نہیں بلکہ نہیں اسکے ساتھ موافقت و ملاطفت کرنی چاہیئے پھر اس کے بعد سے عبداللہ بن ابی سے اس قسم کی جو کوئی بات سرزد ہوتی تو خود اسکی قوم اسکی سرزنش اور ملامت کرلی جب آنحضرت صلعم نے اسکی قوم کا یہ حال دیکھا تو فرمایا عمر واللہ اگر تم اس روز عبداللہ بن ابی کو قتل کرڈالتے جس روز تم نے کہا تھا کہ میں اسے قتل کرڈالوں تو آج تم اسکے قتل سے کانپ جاتے اور اگر میں کہہ دیتا تو ضرور تم سے قتل کردیتے عرض کیا واللہ مجھے معلوم ہوگیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کام میں برکت عظیمہ ہے بہ نسبت میرے کام کے۔

ازانجملہ یہ ہے کہ غزوہ حدیبیہ میں آپ حاضر تھے اس غزوے میں آپ کو بہت سے فضائل حاصل ہوئے اول یہ کہ بوقت صلح حدیبیہ حضرت عمر فاروق کی حمیت اسلام غالب ہوئی اور پھر بتربیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تسکین پائی ابن اسحق بیان کرتے ہیں کہ جب غزوہ حدیبیہ میں صلح قرار پائی اور اب صرف معاہدہ لکھا جانا باقی تھا حضرت عمر فاروق اٹھے اور حضرت صدیق کے پاس گئے اور کہنے لگے کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے نبی نہیں فرمایا کیوں نہیں پھر کہا کیا ہم لوگ مسلمان نہیں اور کیا یہ کافر مشرکین نہیں فرمایا کیوں نہیں . . پھر کہا ہم کس بات پر نیچی دیکھیں اور وہ بھی دین کے معاملہ میں آپ نے فرمایا عمر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہم کاب رہو میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں حضرت عمر فاروق نے کہا میں بھی تو شہادت دیتا ہوں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اسکے بعد آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یارسول اللہ کیا آپ اللہ کے رسول برحق نہیں فرمایا کیوں نہیں عرض کیا تو کیا ہم مسلمان نہیں فرمایا کیوں نہیں۔ عرض کیا تو پھر ہم کیوں ان

سخت بھی دیکھیں اور وہ بھی دین کے معاملہ میں فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں میں امر الٰہی کی مخالفت نہ کروں گا کہا تو پھر اور اللہ میرے کام کو ضائع نہ کرے گا حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں کہ اس بعد سے میں اکثر روزے رکھتا نمازیں اور صدقہ کیا کرتا اور غلام آزاد کرتا کہ میری اس جرأت کی مکافات ہو جائے جو میں نے اس روز اپنے کلام میں کی یہانتک کہ میں نے امید کی کہ یہ صلح خیر ہے ابن اسحٰق بیان کرتے ہیں کہ اسکے بعد حضرت عمر فاروق ابو جندل کے ساتھ اٹھے اور انکے ساتھ ساتھ یہ کہتے ہوئے جا رہے تھے کہ ابو جندل صبر کرو بیشک وہ لوگ مشرک ہیں اور ان کا خون کتوں کے خون کے برابر ہے دوم یہ کہ آیہ کریمہ فانزل الله سكينة على رسوله وعلى المومنين والزمهم كلمة التقوىٰ آپ کے حق میں نازل ہوئی سوم یہ کہ بوقت مراجعت از حدیبیہ جب مدینہ کے قریب پہنچے تو سورہ فتح نازل ہوئی اور سب سے پہلے آپ نے حضرت عمر فاروق کو بلا کر سنائی۔ یزید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے بعض سفر میں تھے حضرت عمر فاروق بھی آپ کے ہمرکاب تھے۔ آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کسی امر کے متعلق تین دفعہ سوال کیا اور تینوں دفعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کو جواب نہ دیا آپ اپنے دل میں کہنے لگے عمر تیری ماں تجھے گم کرے تو نے تین دفعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سوال کیا اور تینوں دفعہ آپ نے تجھے جواب نہیں دیا حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں اسکے بعد میں اپنا اونٹ آگے بڑھا کر آگے چلا گیا اور جی میں ڈرتا رہا کہ میرے بارے میں کہیں وحی نازل نہ ہو چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد ہی بلانے والے نے بلایا اور میں ڈرا کہ میرے بارے میں وحی نازل ہوئی جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور سلام کیا تو آپ نے فرمایا اسوقت مجھ پر ایک سورہ نازل کی گئی جو مجھے ہر ایک اس چیز سے جس پر شمس طلوع ہوا مرغوب و پسندیدہ ہے۔ انا فتحنا لك فتحاً مبينا ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر الخ تلاوت فرمائی۔ اس جگہ دو نکتے جاننا چاہئیں۔ اور وہ یہ ہیں۔

نکتہ اولیٰ

جاننا چاہیئے کہ غلبہ حمیت عبارت اس سے ہے کہ نور ایمان جب قلب سے ہمقرین ہوتا ہے اور نور ایمان و طبیعت قلب کے درمیان جو داعیہ پیدا ہوتا ہے مومن اسے روک نہیں سکتا لہٰذا بوجہ غلبہ کے بعض آداب عقل و شرع سے تنزل کرتا ہے لیکن یہ غلبہ دو قسم کا ہوتا ہے ایک وہ جو بوجہ انقیاد قلب کے پیدا ہوتا ہے کہ قلب اس حکم کا مطیع و منقاد ہوتا ہے جسے مومن نے شریعت سے تفہیم کیا ہوتا ہے مگر صورت حال یہ ہوتی ہے کہ یہ غلبہ مرضی الٰہی کے مطابق نہیں ہوتا جیسا کہ ابو لبابہ کے دلمیں داعیہ شفقت خلق پیدا ہوا تھا جب کہ انہوں نے بنی قریظہ کو اشارہ کیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تمہیں قتل کریں گے ہر چند خلق اللہ پر شفقت کرنا ہر طرح محمود ہے لیکن چونکہ اس موقعہ پر اعلائے کلمۃ اللہ کے منافی تھے۔ اسلئے ان کا غلبہ داعیہ شفقت مرضی الٰہی کے مطابق واقع نہیں ہوا۔

دوم وہ غلبہ داعیہ ہے جو بعض مقامات عالم بالا سے بمنزلہ شعاع برق کے قلب پر واقع ہوتا ہے ان دونوں غلبوں میں بڑا فرق ہوتا ہے حضرت عمر فاروق نے ان دونوں کا حال بیان فرمایا ہے چنانچہ غلبہ اول اور

یہ صلح حدیبیہ کیوقت کا غلبہ تھا۔ جو بجہت حمیت اسلام جوشزن ہوا تھا اور درحقیقت خلاف مصلحت وقت و حال تھا کہ حال اسطرح بیان کیا کہ پھر میں روزے رکھتا نمازیں پڑھتا صدقہ دیتا اور غلام آزاد کیا کرتا مطلب یہ کہ یہ غلبہ محتاج کفارہ ہوا اور غلبہ دوم اور وہ ابن ابی کی نماز جنازہ اور اس کی قبر پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کھڑے ہونے سے مانع آنا تھا کا حال اسطرح بیان کیا ہے کہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ ابی کی نماز جنازہ پڑھینگے حالانکہ اُس نے اسروز کہا تھا جو کچھ کہ کہا تھا پھر مجھے نہایت تعجب ہوا کہ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بہت جرأت کی۔ پس ان دونوں صورتوں میں فرق کرنا چاہیئے تاکہ سالک کو ان دونوں قسموں میں اشتباہ واقع نہ ہو اور وہ ان دونوں کے سمجھنے میں غلطی نہ کریں۔ والاّ ان کا قدم جادۂ اعتدال سے الگ ہو جائے گا۔ حضرت عمر فاروق کو کئی دفعہ غلبات کے درمیان اشتباہ واقع ہوا ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکے درمیان تفریق کی اور انہیں آپ پر ممیز کر دیا پھر بترتیب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت عمر فاروق نے اسباب میں حذاقت پیدا کی اور اشتباہ باقی نہیں رہا اور اب محدث کامل ہوئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اس امر کیطرف اشارہ خفیہ فرمایا ہے چنانچہ ایک جگہ محدثیت کو بشرط مشروط فرمایا لقد کان فیما کان قبلکم محدثون فان یکن من امتی فعمر اور دوسرے وقت بلا شرط۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم۔

اور حضرت صدیق کو غلبات میں اشتباہ بہت کم واقع ہوا ہے اور یہ آپ کے حضرت عمر فاروق سے افضل ہونے کی منجملہ اور وجوہات کے وجہ تھی۔ اس نکتہ کے ذیل میں یہ بھی جاننا چاہیئے کہ داعیہ نازلہ از فوق سبع سمٰوٰت رویائے صالحہ سے مشابہت تمام رکھتا ہے کیونکہ دونوں مقامات عالم بالا کے فیوض سے ہیں فرق صرف اسی قدر ہے کہ رویائے صالحہ (جسکی تعبیر راست واقع ہو) تعطیل حواس کے وقت یعنی بحالت خواب ہوتی ہے اور داعیہ نازلہ استقلال کیوقت یعنی بحالت بیداری واقع ہوتا ہے رویائے صالحہ میں مطرح شعاع بالاصالت عقل ہوتی ہے اور داعیہ نازلہ میں مطرح شعاع قلب ہوتا ہے پھر جسطرح رویائے صالحہ اضغاث اور احلام جنکی تعبیر راست واقع نہ ہو اور تمثل اخلاق و عادات بصورت مثالیہ کے درمیان اشتباہ واقع ہوتا ہے اور فرق کرنا مشکل ہے۔ اسی طرح دواعی میں سے داعیہ ناشیہ از طبیعت نفس (عادات و مالوفات کے درمیان اور داعیہ ناشیہ از نور ایمان اور طبیعت قلب کے درمیان بوقت انقیاد قلب امر شرعی (جو مومن نے شریعت سے تفہیم کیا ہوتا ہے) اور داعیہ نازلہ از فوق سبع سمٰوٰت کے درمیان اشتباہ متعذر ہوتا ہے مگر چونکہ بعونہ تعالےٰ اشتباہ منقطع ہو گیا ہے اور حق باطل سے ممیز ہو گیا ہے۔ لہٰذا وہ داعیہ نازلہ اور رویائے صالحہ قابل اعتماد ہوئے وہو المقصود۔

نکتۂ ثانیہ

یہ امر یقینًا معلوم ہے کہ صحابہ کرام نے ہدایت خود بخود حاصل نہیں کی بلکہ بتاثیر نفس قدسیہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم انہوں نے ہدایت پائی جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وانک لتھتدی الی صراط مستقیم تاثیر نفس قدسیہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے نفوس میں کبھی بصورت امر و نہی اپنا اثر کیا کرتی تھی اور کبھی

بصورت تہدید وتشدید اور کبھی بطور صحبت بابرکت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آپس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کا تہدید وتشدید فرمانا صحابہ کرام کے حق میں وصول مرتبہ سعادت کے ذرائع واسباب میں سے ایک ذریعہ وسبب
تھا۔ لہٰذا اسے بھی انکے حق میں مناقب عظیمہ سے شمار کرنا چاہیئے اسلئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے۔ اللھم انی بشر ایما مسلم آذیتہ اوشتمتہ اوضربتہ، فاجعلہا رحمۃ اوکما قال کہ اے پروردگار
میں بشر ہوں جس مسلمان کو میں نے اذیت دی ہو برا بھلا کہا ہو مارا ہو تو یہ اُسکے حق میں رحمت کا باعث کر اگر بعض
صحابہ کرام کا نفس اس صفت کے ساتھ مخلوق کیا ہو کہ بدون تخویف وتہدید بجز وصحبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
ہدایت حاصل کرلے۔ اور مقصود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جاتے ہوں تو یہ خاص عنایات الٰہیہ سے ہے
اور بطریق ندرت اپنے بعض بندوں پر کیا کرتا ہے۔ تہذیب وتربیت حضرت عمر فاروق میں کئی دفعہ اس قسم کے واقعات
ہوئے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کو تہدید فرمائی ہے اور آنحضرت صدیق کی نسبت ایسے واقعات
بہت کم ظہور میں آئے ہیں اور یہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کی وجہ فضیلت میں سے ہے۔ واللہ اعلم

ازانجملہ غزوہ خیبر میں بھی حضرت عمر فاروق کو مآثر جمیلہ حاصل ہوئے بوجوہ بسیار اوّل اہل سیر نے ذکر کیا ہے کہ اس غزوہ
میں لشکر میمنہ حضرت عمر فاروق کے تفویض تھا دوم یہ کہ رات کی حفاظت ہر شب باری باری ایک ایک صحابی کے سپرد ہوتی
جس رات حفاظت عمر فاروق کے تفویض تھی آپ نے ایک یہودی کو گرفتار کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک
صحابی کے حق میں فرمایا رحم اللہ فلانا حضرت عمر فاروق نے بفراست اس واقعہ کے متعلق معاملہ الٰہی کو معلوم کرلیا اور
عرض کیا وجبت یارسول اللہ یعنی اُس کے لیئے شہادت واجب ہوگئی ابن اسحق محمد بن ابراہیم التیمی سے وہ ابو
الہیثم بن نصرۃ الاسلمی سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سفر خیبر میں عامر
بن اکوع سے فرمایا کہ اے ابن اکوع آؤ ہمیں اپنے اشعار سناؤ چنانچہ وہ اپنی سواری سے اترے اور آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کو یہ اشعار سنانے لگے۔

اشعار

واللہ لولا اللہ ما اہتدینا ولا تصدقنا ولا صلینا
انا اذا قوم بغوا علینا وان ارادوا فتنۃ ابینا
فانزلن سکینۃ علینا وثبت الاقدام ان لاقینا

(ترجمہ) یعنی بخدا اگر اللہ ہماری ہدایت نہ کرتا تو ہم کبھی راہ نہ پاتے نہ صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے جب
کوئی قوم ہم سے سرکشی کرتی ہے اور فتنہ وفساد کا ارادہ کرتی ہے تو ہم اُسے منع کرتے ہیں سواے پروردگار ہم پر سکینت
اُتار اور جب دشمن کے مقابل ہوں تو ہمیں ثابت قدم رکھ، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن اکوع
اللہ تم پر رحمت نازل کرے۔ حضرت عمر فاروق نے عرض کیا یارسول اللہ ان پر شہادت واجب ہوگئی آپ نے
ہمیں ان سے ابھی اور فائدہ اٹھانے دیا ہوتا۔ یہ حضرت عمر فاروق نے اس لئے کہا کہ جب آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم خصوصیت کے ساتھ دعا فرماتے تو ضرور شہید ہو جاتا، چنانچہ ابن اکوع غزوہ خیبر ہی میں شہید ہو گئے جہاں کہ

ا حضرت عمر فاروق بعض ایام خیبر میں امیر لشکر بھی رہے اور فتح کرنے میں بہت کچھ جد و جہد کی گو عاقبت الامر فتح حضرت
ا مرتضیٰ کے ہاتھ پر ہوئی۔ اور بلحاظ فضیلت کے اس واقعہ میں آپ غالب رہے۔ حضرت علی مرتضیٰ فرماتے ہیں۔
جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خیبر کے قریب پہنچے تو آپ نے حضرت عمر فاروق کو لوگوں کے ساتھ اہل خیبر کی طرف
بیجا اور لڑائی ہوئی یہانتک کہ اہل خیبر نے حضرت عمر فاروق کو اور انکے ساتھیوں کو شکست دی اور وہ لوٹ کر آئے
ـب انہیں بزدل کہتے تھے اور وہ لوگوں کو حاکم نے اسکی تخریج کی ہے یہ حضرت علی مرتضیٰ نے مبالغۃً فرمایا کیونکہ مقصود
جنگ مقابلہ کرنے سے تھا لہٰذا ترک مقابلہ کو آپ نے خیانت و بزدلی سے تعبیر کیا۔

غزوہ فتح میں بھی حضرت عمر فاروقؓ کو بہت سے فضائل حاصل ہوئے اول یہ کہ جب حاطب بن ابی بلتعہ نے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا قریش سے جنگ کرنیکی تیاریاں کرنے کا حال لکھا جو خلاف مصلحت آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم تھا مگر راستہ ہی میں ان کا خط پکڑا گیا حضرت عمر فاروق نے عرض کیا یا رسول اس نے اللہ و رسول کی خیانت
کی مجھے حکم دیجیئے کہ میں اسکی گردن اڑادوں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا یہ اہل بدر سے ہیں اور کیا اللہ اہل بدر کے
حال سے مطلع نہیں کہ اس نے کہدیا۔ اعملوا ما شئتم فقد وجبت لکم الجنۃ یعنی جو چاہو سو کرو جنت تم
پر واجب ہوگئی حضرت عمر سنکر آبدیدہ ہوئے اور عرض کیا اللہ و رسولہ اعلم (بخاری اسکی راوی ہیں) دوم یہ کہ
جب ابوسفیان نے صلح کرنی چاہی تو حضرت عمر فاروق نے اُسے نہایت سختی سے جواب دیا اور یہ مرضی الٰہی کے
موافق ہوا سوم یہ کہ ابوسفیان لشکر کفار کا سپہ سالار تھا اور مسلمانوں نے اس سے کئی دفعہ اذیت اٹھائی ہوئی تھی
لہٰذا حضرت عمر فاروق نے اُس کے قتل کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اور دیکھا کہ اب اُسے امن نہیں دی جائیگی امن باب میں
جدل و قتال کا باب مفتوح ہوا اور پھر بہ ترتیب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مسدود ہوا ابن اسحٰق قصہ سفارش حضرت
عباس کے متعلق روایت کرتے ہیں کہ حضرت عباس نے فرمایا کہ جب میں حضرت عمر فاروق کے گھوڑے کے پاس
سے گزرا تو وہ میری طرف کو آئے اور کہنے لگے یہ کون ہے یعنی تمہارے ساتھ کون بیٹھا ہوا ہے) جب ابوسفیان
کو انہوں نے میرے پیچھے بیٹھا ہوا دیکھا تو کہنے لگے ابوسفیان دشمن خدا ہے الحمد للہ کہ بغیر کسی عہد و پیمان کے یہ ہمارے
قبضہ میں آگیا پھر دوڑتے ہوئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیخدمت میں گئے مگر میں اپنی سواری بڑھا کر ان سے پہلے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گیا۔ حضرت عمر فاروق آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ یہ ابوسفیان
دشمن خدا ہے بدوں کسی عہد و پیمان کے ہمارے قبضہ میں آیا ہے مجھے حکم دیا جائے کہ میں اسکی گردن
اڑادوں (کئی دفعہ کہا) میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیخدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ میں نے اسے پناہ
دی ہے اور حضرت عمر فاروق سے کہا اے عمر فاروق ٹھہر جاؤ جلدی نہ کرو اگر تمہارے قبیلہ بنی عدی کا کوئی
شخص ہوتا تو آپ کبھی ایسا نہ کہتے مگر آپ جانتے ہیں کہ ابوسفیان بنی عبد مناف سے ہے حضرت عمر فاروق
نے کہا اے عباس یہ بات نہیں ہے جیسا کہ آپ خیال کرتے ہیں واللہ جس روز آپ نے قبول اسلام کیا
اس روز آپ کا اسلام مجھے زیادہ پسند ہے میرے والد خطاب سے پھر ابوسفیان اسلام لائے۔ از انجملہ یہ ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق کو صدقات مدینہ کا عامل مقرر کیا ہوا تھا۔ گو حضرت عباس اور خالد بن
جمیل اس امر سے مانع آئے تھے حدیث طویل ہے اور بخاری اسکے راوی ہیں۔ خود حضرت فاروق

سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کچھ کام کیا جب آپ مجھے اس کا معاوضہ دینے لگے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپ مجھ سے زیادہ کسی محتاج شخص کو دیں تو بہتر ہوگا ابوداؤد وغیرہ نے اسکی تخریج کی ہے۔

ازانجملہ یہ ہے کہ غزوہ حنین میں بھی آپ کو بہت سے فضائل حاصل ہوئے اہل سیر نے لکھا ہے کہ غزوہ حنین میں رایات مہاجرین میں سے ایک رایت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق کو بھی دیا تھا۔

ازانجملہ یہ کہ غزوہ طائف میں آپ کو فضائل نمایاں حاصل ہوئے بچند وجوہ اول یہ کہ قصہ رویائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں مذکور ہے کہ آپ نے خواب دیکھی کہ پیالہ پر مسکہ آپ کو کسی نے دیا اور ایک مرغ نے ٹھونگ مار کر اُسے گرا دیا حضرت صدیق نے تعبیر کی کہ سردست طائف فتح نہ ہوگا۔ سیرۃ ابن اسحٰق میں مذکور ہے کہ بعد ازاں خویلہ بنت حکیم بن امیہ جو عثمان بن مظعون کی زوجہ تھی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ اگر اللہ تعالےٰ طائف کو فتح کردے تو کیا آپ بادیہ بنت غیلان کے یا فارعہ بنت عقیل کا زیور عطا فرماویں گے۔ جو بنی ثقیف میں سب سے زیادہ زیور پہننے والی ہے۔ ابن اسحٰق بیان کرتے ہیں کہ بیان کیا گیا ہے کہ خویلہ بنت حکیم سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگرچہ بنی ثقیف سے لڑائی کا اذن نہیں دیا گیا۔ انہوں نے اس کا ذکر حضرت عمر فاروق سے کیا آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ خویلہ کیا بیان کرتی ہیں کہ بنی ثقیف کے حق میں ابھی حکم نہیں دیا گیا فرمایا میں نے ان سے کہا ہے۔ عرض کیا کیا ابھی بنی ثقیف سے لڑنے کا نہیں دیا گیا فرمایا نہیں عرض کیا تو پھر کوچ کا حکم بھی نہیں دیا گیا فرمایا نہیں کوچ کا حکم دیا گیا ہے۔ پھر حضرت عمر فاروق نے کوچ کا حکم دیا۔

دوم یہ کہ تقسیم غنائم کیوقت بمقام جعرانہ ذوالخویصرہ آیا اور تقسیم غنیمت پر اعتراض کیا حضرت عمر فاروق نے چاہا کہ اُسے قتل کردیں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ اُن سے کہا گیا کہ آپ غزوہ حنین میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے جب کہ بنی تمیم کے ایک شخص ذوالخویصرہ نامی نے آپ پر اعتراض کیا انہوں نے کہا ہاں میں موجود تھا ذوالخویصرہ آیا آن کر کھڑا ہوگیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تقسیم غنائم کر رہے تھے ذوالخویصرہ کہنے لگا میں دیکھ رہا ہوں جو کچھ آپ کر رہے ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کیا کہنے لگا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ عدل نہیں کر رہے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم غضبناک ہوئے اور فرمانے لگے خراب ہو تو اگر عدل میرے پاس نہیں تو کس کے پاس ہوگا۔ حضرت عمر فاروق نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں اسے قتل نہ کر ڈالوں۔ فرمایا نہیں جانے دو عنقریب زمانہ آئے گا۔ کہ اسکے ساتھی اور بہت سے لوگ ہونگے جو دین میں تعمق کرینگے یہاں تک کہ دین سے اسطرح جدا ہو جائینگے جس طرح تیر شکار کے جسم سے نکل جاتا ہے۔ اور اس میں خون وغیرہ کسی شئے کا نشان نہیں لگنے پاتا ابن اسحٰق نے اسکی تخریج کی ہے۔ سوم یہ کہ آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی کہ آپ نے زمانہ جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ آپ ایک رات مسجد الحرام میں اعتکاف کرینگے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اجازت دی کہ آپ اپنی نذر پوری کریں (امام بخاری نے اسکی تخریج کی ہے) اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اسے برادر من اپنی دعا میں مجھے بھی شریک کرنا بھول نہ جانا اور اس سے آپ کا مقصود حضرت عمر فاروق کے مرتبہ

وعظمت وبزرگی کامل کا بیان کرتا تھا۔ از انجملہ غزوہ تبوک میں آپ نے اپنا نصف مال خرچ کیا از انجملہ حجۃ الوداع میں آپ حاضر ہوئے اور تمام مواعظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سنے اور مشاہد متبرکہ کا ادراک کیا از انجملہ یہ کہ آپ کے بہت سے فضائل میں حضرت صدیق شریک وسہیم تھے مثلاً مشاورہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں شریک ہونا تحریم میں صالح المومنین سے تعبیر کیا جانا وغیرہ وغیرہ فضائل جنہیں مآثر حضرت صدیق میں بیان کر چکے ہیں۔ از انجملہ یہ ہے کہ بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق کی خلافت کیلئے سب سے پہلے حضرت عمر فاروق نے سعی وکوشش کی اور لوگوں کو نصیحت کی کہ وہ حضرت صدیق سے بیعت کرلیں اور اس کا بیان بھی ہم اوپر کر چکے ہیں۔ از انجملہ یہ ہے کہ حضرت صدیق کی خلافت میں آپ حضرت کے نائب اور وزیر مشیر رہے حضرت صدیق کے عہد خلافت میں قاضی مدینہ بھی آپ ہی رہے (دار الخلافہ کے تمام فیصلے کرنیوالے) ابراہیم نخعی سے روایت کیا گیا ہے۔ کہ سب سے پہلے مسلمانوں کے کام جس کے تفویض کئے گئے حضرت عمر فاروق ہیں یسلمانوں کے فیصلے کرنا آپ کے تفویض کیا ہوا تھا۔ لہٰذا حضرت عمر فاروق اسلام میں سب سے پہلے قاضی ہیں حضرت صدیق نے آپ سے فرمایا کہ میں تو خلافت کے کاموں میں مشغول ہوں اسلئے مسلمانوں کے فیصلے آپ کیا کریں ابو عمرو نے اسکی تخریج کی۔ از انجملہ یہ کہ حضرت صدیق نے اپنا ولیعہد حضرت عمر فاروق کو بنایا ہوا تھا اور افضل امت کہا تھا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا افضل امت کہنے میں حضرت صدیق کا ماخذ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث تھی جو حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کی گئی ہے کہ حضرت عمر فاروق نے حضرت صدیق کو یا خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کر پکارا۔ حضرت صدیق نے فرمایا اگر تم یہ کہتے ہو تو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ شمس نے عمر سے بہتر شخص پر طلوع نہیں کیا۔ ترمذی اسکے راوی ہیں۔ پس حضرت عمر فاروق کے افضل امت ہونیکے معنی یہ تھے کہ آپ فی وقت من الاوقات افضل امت ہونیوالے تھے اور وہ آپ کی خلافت کا زمانہ تھا۔ پس اس قضیہ کو قضایائے عامہ مطلقہ میں شمار کرنا چاہیئے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر فاروق حضرت صدیق کو افضل امت کہتے تھے۔ اور آپ اس امر کو ان تھے تسلیم کرتے تھے بہر طرح اعانتہائے عمر فاروق بر نسبت جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم اور بہ نسبت خلیفہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم۔ پھر جب نوبت خود آپکی خلافت کی آئی تو جو سیاست آپ سے ظاہر ہوئی کسی خلیفہ سے ظاہر نہیں ہوئی نہ آپ سے پہلے نہ آپ کے بعد چنانچہ الاستیعاب میں ہے کہ حضرت صدیق کے بعد حضرت عمر فاروق اسی روز خلیفہ کئے گئے اور بیعت کرلی گئی جس روز آپ نے وفات پائی اور یہ سنہ ۱۳ھ کا واقعہ ہے پھر آپ نے خلافت نہایت حسن اسلوب سے کی باوجود اسکے آپ نے اپنے نفس کو کوئی امتیاز نہیں دیا بجز اسکے کہ آپ اپنے آپ کو بمنزلہ ایک مسلمان کے سمجھتے رہے پس اللہ نے ان کے ہاتھ پر شام وعراق اور مصر فتح کیا۔ آپ نے دواوین وو فاتر مقرر کیئے اور بہ حیثیت سوابق اسلامیہ لوگوں کے وظیفہ روزینہ مقرر کیئے آپ دین کے معاملہ میں کسی کا خوف نہیں رکھتے تھے اور نہ کسی کے برا بھلا کہنے کا ڈر۔ آپ ہی نے تراویح کے ذریعہ ماہ رمضان المبارک کو رونق دی اور آپ ہی نے تاریخ اسلامی میں سنہ ھجری لکھنا شروع کیا جو ابتک جاری ہے۔ آپ ہی سب سے

پہلے امیر المومنین کے لقب سے پکارے گئے آپ ہی نے رب سے پہلے درہ ہاتھ میں لیا۔ آپ کی مہر کا نقش تھا کفا کما بالموت واعظا یا عمر یعنی اے عمر تجھے نصیحت کیلئے موت کافی ہے اس جگہ ہم چند واقعات اور معرکے حوالہ قلم کرتے ہیں۔ جن سے آپ کا قیام بامر جہاد کثرت فتوحات اور کثرت غنائم کا حال بوجہ اتم ظاہر ہوتا ہے تیرہویں ۱۳ھ ہجری میں حضرت عمر فاروق نے چند خطبے پڑھے جن میں آپ نے لوگوں کو جہاد فارس وروم کی تحریص و ترغیب دلائی۔ مگر لوگ بوجہ کثرت ساز وسامان اور بوجہ کثرت سپاہ و فوج دشمن ہمت نہیں باندھتے تھے اور پیچھے ہٹتے اور خصوصًا اس لئے کہ فارس وروم کی سلطنتیں زمانہ دراز سے قائم تھیں اور فوج بسیار وخزائن بیشمار رکھتی تھیں جو عرب کے کبھی خواب وخیال میں بھی نہیں آئے تھے۔ اسلئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا تھا۔ ستدعون الی قوم اولی باس شدید تقاتلونہم او یسلمون۔ آپ کی اس ترغیب وتحریص سے سب سے پہلے جسکے دل میں داعیہ جہاد پیدا ہوا ابو عبیدہ ثقفی تھے جو کبار تابعین سے تھے پھر اسکے بعد اور لوگ بھی جماعت جماعت جنگ کیلئے تیار ہوتے گئے۔ از انجملہ اہل بدر میں سے سلیط بن قیس بھی تھے حضرت عمر فاروق نے داعیہ جہاد وارد ہونے میں حضرت ابو عبیدہ ثقفی کی منزلت احدیت وادلیت پہچانی اور انہیں امیر الجیش مقرر کیا ہرچند کہ اسوقت بہت سے صحابی موجود تھے مگر ساتھ ہی حضرت ابو عبیدہ ثقفی کو یہ تاکید کردی کہ وہ تمام اہم امور میں صحابہ کرام سے مشورہ کرتے رہیں اور انہیں اپنا شریک جانیں اور سلیط بن قیس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی نسبت، فرمایا مجھے ان کے امیر الجیش مقرر کرنے میں بجز ان کی تعجیل اور ان کے تہوّر کے اور کوئی امر مانع نہیں آیا مجھے خوف ہوا کہ ان کی تعجیل اور ان کا تہور لوگوں کو ہلاکت میں نہ ڈالے بالجملہ حضرت مثنٰی شیبانیؓ اور حضرت ابو عبیدہ ثقفی اپنا اپنا لشکر لیکر عراق کی طرف روانہ ہوئے اور اس طرف سے رستم بن فرخ زاد جاپان لشکر جرار لیکر ان کے مقابلہ کو نکلا۔ جب دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں تو جانبین سے جنگ عظیم واقع ہوئی۔ آخر کار کفار کو ہزیمت ہوئی اور مسلمانوں کو غنیمت بیشمار ہاتھ آئی لیکن ابھی اہل اسلام نے غنیمت تقسیم نہیں کی تھی۔ کہ نرسی عجم کا سپہ سالار جو کسریٰ کا خالہ زاد بھائی تھا لشکر عظیم لیکر آیا اور رستم نے جالبوس نامی ایک اور سردار کو ایک کثیر التعداد فوج کے ساتھ امداد کیلئے مقرر کیا ابو عبیدہ ثقفی قبل ازیں کہ دشمن کی دونو فوجیں جمع ہوں نرسی کو شکست دی اور غنیمت کثیرہ حاصل کی۔ اور اب بلا کسی توقف کے جالبوس کیطرف متوجہ ہوئے اور اُسے بھی ہزیمت دی اور غنیمت وافرہ حاصل کی۔ اسکے بعد حضرت ابو عبیدہ ثقفی نے غنائم وسبایا کا خمس نکال کر دار الخلافہ کو روانہ کردیا۔ اور باقی غنیمت غازیوں کے درمیان تقسیم کردی جب فارس کے بادشاہ کو ان شکستوں کی خبر پہنچی تو وہ سخت نادم وشرمندہ ہوا اور بہمن جادو کو اس تدارک کیلئے تیس ہزار سپاہ معہ تیس ہزار فیل کے روانہ کیا جن میں ایک سفید فیل بھی تھا۔ جو پرویز کے وقت سے مبارک خیال کیا جاتا تھا۔ اس لئے کہ جس معرکہ میں یہ فیل ہوتا اُسے فتح وظفر نصیب ہوئی اس فیل پروہ کاویانی علم بھی تھا۔ جو فریدوں کے زمانہ سے خزائن عجم میں محفوظ رہتا تھا اسے بھی فتح وظفر کی نشانیوں میں شمار کیا جاتا تھا۔ رستم نے بھی بہت سی فوج بہمن جادو کے ہمراہ کی ہوئی تھی۔ حضرت ابو عبیدہ ثقفی نے اسوقت تہور کو کام فرمایا۔ اور دریائے فرات کے پُل سے عبور کرکے طرح جنگ ڈالی اوّلاً مسلمانوں کے درمیان تزلزل واقع ہوا۔ اسی اثنا میں ایک ناعاقبت اندیش مسلمان نے پُل توڑ دیا کہ مسلمان گریز نہ کرسکیں ابو عبیدہ ثقفی اسوقت معہ کچھ سپاہ کے گھوڑوں سے اتر پڑے اور تلواریں کھینچکر فیلوں کی خرطوم کاٹنی شروع کیں اور حضرت

ابوعبیدہ ثقفی خود سفید فیل کی طرف بڑھے اور اس کی خرطوم قطع کر دی مگر اپنے لشکر کی طرف لوٹتے ہوئے آپ کا پیر پھسل گیا اور فیل نے پیر رکھ کر آپ کو شہید کر دیا۔ آپ کے بعد آپ کی سپاہ میں سے سات جوانمردوں نے لوا ہاتھ میں لیا اور لڑ کر جام شہادت نوش کیا۔ ان کے بعد حضرت مثنٰی بن حارثہ نے لوا اُٹھایا اور نہایت ہمت و کوشش کے ساتھ جنگ کرتے رہے عاقبت الامر کفار جنگ سے پیچھے ہٹے اور مسلمانوں نے فرصت غنیمت جانکر فرات کے پل کو درست کر کے شکستہ پل سے جسطرح ممکن ہوا عبور کیا اس لڑائی میں قریباً چار ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ حضرت عمر فاروق یہ خبر سن کر نہایت محزون ہوئے۔ بوجہ مسلمانوں کی شکستہ دلی کے قریب تھا کہ قاعدہ جہاد درہم برہم ہو جائے۔ کہ عنایت الٰہی شامل ہوئی اور فوج رستم میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ اور دو گروہ ہو جانے سے ان کی حدت و تیزی فرو ہو گئی۔ کئی دنوں تک وہ جنگ کی جرأت نہ کر سکے۔ چنانچہ اکثر مورخین کا بیان ہے کہ دمشق سنہ ۱۴ ہجری میں فتح ہوا اور دیگر مورخین کا بیان ہے کہ دمشق سنہ ۱۳ ہجری کے قریب وفات حضرت صدیق فتح ہوا اسکے بعد ہرقل نے باہان نامی ایک سردار کو لشکر عظیم دیکر اہل دمشق کی مدد کیلئے بھیجا۔ کفار اسوقت قلعوں میں متحصن ہو کر بیٹھے اور نہایت ساز و سامان اور آلات حرب کے ساتھ مشغول جنگ ہوتے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ مقابلہ پر آئے اور داد قتال دی بعد ترد عظیم لشکر کفار کو شکست ہوئی ایک جماعت ہرقل کی طرف بھاگ گئی۔ اور ایک شہر دمشق میں گھس کر متحصن ہوئی۔ اسکے بعد حضرت ابوعبیدہ بن جراح اور حضرت خالد بن ولید شہر کا محاصرہ کئے رہے یہاں تک کہ بطارقہ دمشق میں سے ایک بطریق (رکن دولت) کے ہاں فرزند تولد ہوا۔ اور وہ لوگ اس کے جشن میں مصروف ہو گئے دلیران اسلام ایسے ہی وقت کا انتظار کر رہے تھے اور پہلے ہی سے اس موقعہ پر سیڑھیاں اور کمند لگا رکھی تھیں۔ لہٰذا فرصت کو غنیمت جانکر دلیران اسلام تکبیر کہتے ہوئے شہر پناہ پر چڑھ گئے اور پہرہ داروں کو داصل جہنم کر کے دروازہ کھولدیا اور اب پھر عظیم جنگ ہوئی۔ اور حضرت خالد کیطرف سے بزور اور حضرت ابوعبیدہ کی جانب سے بصلح دمشق فتح ہوا۔

اسی سال جریر بن عبداللہ بجلی یمن سے حضرت عمر فاروق کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ حضرت عمر فاروق نے قبیلہ بجیلہ اور کندہ وغیرہ دیگر قبائل سے چار ہزار شخص جمع کئے اور جریر بن عبداللہ بجلی کو امیر لشکر بنا کر مثنٰی ابن حارثہ کی مدد کیلئے عراق روانہ کیا۔ جریر بن عبداللہ بجلی اور ان کی قوم نے حضرت مثنٰی بن حارثہ کے زیر کمان ہونے پر ایک طرح کی ناپسندیدگی ظاہر کی مگر آپ نے انکی تالیف قلوب کرتے ہوئے اُس کے حصہ غنیمت کے علاوہ اس تمام غنیمت کا ربع خمس ۱/۴ بھی جیسے وہ حاصل کریں انکی طرف منتقل کر دیا۔ اور حضرت مثنٰی بن حارثہ کو نامہ لکھا جس میں آپ نے اس کی تاکید کی کہ وہ ان کی تبجیل اور منزلت شناسی میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کریں کیونکہ انہیں بھی شرف صحبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حاصل ہے۔ سرداران عجم کو جب اس کمک کے پہنچنے کی خبر ہوئی تو فوج کثیر جمع کی اور مہران ہمدانی کو سپہ سالاری کے نام سے نامزد کیا حضرت مثنٰی بن حارثہ اور جریر بن عبداللہ بن بجلی نے ماجرا حضرت عمر فاروق کی خدمت میں لکھ بھیجا۔ یہ خبر سنکر آپ نے ہر قبیلہ سے ایک ایک جماعت منتخب کی اور حکم دیا کہ

فرزادہ مثنیٰ بن حارثہ کی مدد کے لئے پہنچیں ادھر حضرت مثنیٰ بن حارثہ نے بلاد مقبوضہ سے بھی ایک لشکر آراستہ کر لیا۔ جب دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا تو مہران ہمدانی اسپ گلگوں پر سوار جس پر اطلس کا چارجامہ پڑا ہوا تھا میدان مبازرت میں آیا۔ اہل ذرہ میں سے ایک غلام نے اسکی جانب تیر چلایا اور بتائید الٰہی اس تیر نے اسے ہلاک کیا اور وہ گھوڑے سے گر پڑا اور لشکر عجم نے ہزیمت کھائی۔ مسلمانوں کو اس معرکہ میں عجیب و غریب فتح حاصل ہوئی۔ اور یہ دن مسلمانوں میں یوم الاعشار کے نام سے موسوم ہوا اس لئے کہ امروز مسلمانوں کے سوا ایسے اشخاص شمار کئے گئے جن میں ہر ایک نے اس معرکہ میں دس دس دشمنوں کو قتل کیا تھا اس فتح میں مسلمانوں کو اسقدر غنائم و سبایان ایران) ہاتھ آئے کہ اس سے پہلے کبھی ہاتھ نہ آتے تھے۔ اسکے بعد مثنیٰ بن حارثہ باوجودیکہ ابھی آپ کا وہ زخم مندمل نہیں ہوا تھا۔ جو فرات کے پل والی لڑائی میں آپ کو پہنچا تھا۔ کم خنافس کے قتل و غارت کیطرف متوجہ ہوئے۔ خنافس ایک میلہ تھا۔ جو ہر سال لگا کرتا تھا۔ جس میں بڑے بڑے تجار کفار جمع ہوتے تھے۔ حضرت مثنیٰ بن حارثہ یکایک ان کے سروں پر جا دھمکے اور غنائم فراواں حاصل کئے۔ اسکے بعد سوق بغداد کا قصد کیا۔ یہ بھی ایک بہت بڑا میلہ تھا جو ہر سال لگا کرتا تھا۔ اس میلے پر بھی آپ نے دفعۃً حملہ کیا اور اپنی سپاہ سے کہہ دیا کہ نقدی (سونا چاندی) کے سوا از قسم جواہر و قیمتی اشیاء وغیرہ جو کچھ مال متاع ہاتھ آئے ان سے ایک ہزار اونٹ بھر لیں۔ چنانچہ اس قسم کی تمام چیزوں سے ہزار اونٹ بھر کر صحت و سلامتی کے ساتھ مراجعت کی۔

پھر پندرہویں سنہ ہجری میں آپ کی سعی و کوشش . . . . . اور آپ کی اہتمام سے اسلام و کفر کے درمیان آسمان و زمین کا فرق ہو گیا جس سے آپ کا لقب فاروق ہونیکی وجہ ظاہر و باہر ہو گئی۔ اس جگہ دو نکتہ جاننا چاہئیں۔

نکتہ اولیٰ

باحادیث متواتر بالمعنی ثابت ہوا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فتح فارس و روم کی خبر دی اور کہ ان فتوحات میں غنائم بلیشمار مسلمانوں کے ہاتھ آئینگے علاوہ احادیث قرآن مجید میں بھی ان فتوحات کا بالاجمال ذکر ہے اللہ تعالےٰ نے ان فتوحات کی اسطرح خبر دی ہے۔ ھو الذی ارسل رسولہٗ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون دوسری جگہ فرمایا وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ تاخذونھا پھر فرمایا۔ فعجل لکم ھذہٖ وکف ایدی الناس عنکم پھر فرمایا۔ واخریٰ لم تقدروا علیھا ان آیات کے سیاق و سباق کو مستحضر کر کے جب کوئی منصف مزاج غور و تامل کرے گا۔ تو وہ اس امر کے ماننے پر مجبور ہو گا کہ مغانم کثیرہ سے غنائم حنین مراد ہیں۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سعادت میں مسلمانوں کو حاصل ہوئیں۔ اور فعجل لکم ھذہٖ سے فتح خیبر اور واخریٰ لم تقدروا علیھا سے غنائم فارس و روم مراد ہیں یہی فارس و روم کے وہ غنائم تھے جنکے حاصل کرنے کی عرب قدرت نہیں رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ نے اسلام کے ذریعے انہیں اسکی قدرت دی اور انہوں نے غنائم فارس و روم

کو حاصل کیا ۔ اس فتح فارس وروم کو اللہ تعالےٰ نے دوسری جگہ یوں بیان فرمایا ستدعون الیٰ قوم اولی باس شدید تقاتلونھم او یسلمون ۔ قریب ہے کہ ایک سخت قوم سے جنگ کے لئے بلائے جاؤ گے ۔ سو تم اس سے لڑو گے یا یہ کہ وہ مسلمان ہو جائیگی ۔ چنانچہ حضرت ابن عباسؓ مجاہدؒ اور حضرت حسن بصریؒ نے قوم اولی باس شدید کی تفسیر فارس وروم سے کی ہے ۔ حدیث شیخین میں وارد ہوا ہے ۔ کانما وضع مفاتیح خزائن الارض اور ایک روایت میں وارد ہوا ہے ۔ ملک کسریٰ فلا کسریٰ بعدہ ۔ عقبہ بن عامر کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تفتح علیکم الروم فلا یعجز احدکم ان لا یلھو باسھمہ اخرجہ مسلم پس یہ تمام غنائم نعم الٰہیہ سے تھے ۔ اور ان کا وجود میں آنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات سے تھا ۔ کیونکہ آپ کی بعثت فتح فارس وروم کی متضمن تھی ۔ اللہ عزوجل نے فوق سبع سمٰوات سے فارس وروم کی سلطنت اُلٹنے ۔ اور اُسکے درہم برہم کرنے کا ارادہ کیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کو اس امر کے اتمام کا ذریعہ بنایا ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس امر کے ظہور میں آنے سے پیشتر اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے آپ کے سینہ مبارک سے یہ داعیہ شیخین کے سینہ مبارک میں جوشزن ہوا اور ان کی عقل وقلب اس داعیہ کے مطیع ومنقاد ہو گئے ۔ اس داعیہ کے متمم حضرت عمر فاروق ہوئے ۔ یہانتک کہ آپ کے سینہ سے یہ داعیہ تمام مسلمانوں کے دلوں میں جوش زن ہوا ۔ ہر طرف سے غازیان اسلام جمع ہوئے ۔ کوشش کشاکش اور عجیب دستبرد سے فتوحات حاصل ہوئیں ۔ اور مضمون حدیث قدسی ابعث جیشا ابعث خمستہ مثلہ ان کے حال پر صادق آیا ۔

نکتہ دوم

فتح فارس وروم میں حضرت عمر فاروق کی سعی وکوشش اور آپ کا اہتمام کئی صورتوں میں ظاہر ہوا اول یہ کہ آپ نے اپنی نمازیں دعا کی اور ہمت تمام اسطرف مبذول کی امام نووی اپنی کتاب الاذکار میں بیان کرتے ہیں ۔ کہ حضرت عمر فاروق سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے صبح کی نماز میں بعد رکوع اس طرح دعا کی اللھم انا نستعینک ونستغفرک ولا نکفرک ونؤمن بک ونخلع من یفجرک اللھم ایاک نعبد ولک نصلی ونسجد والیک نسعی ونحفد ونرجو رحمتک ونخشیٰ عذابک ان عذابک بالکفار ملحق اللھم عذب الکفرۃ الذین یصدون عن سبیلک ویکذبون رسلک ویقاتلون اولیائک اللھم اغفر للمومنین والمومنات والمسلمین والمسلمات واصلح بینھم والف بین قلوبھم الایمان والحکمۃ وثبتھم علےٰ ملۃ رسولک واوزعھم ان یوفوا بعھدک الذی عاھدتھم علیہ وانصرھم علےٰ عدوک وعدوھم الہ الحق واجعلنا منھم اے پروردگار ہم تجھ سے مدد مانگتے ہیں تجھ ہی سے بخشش چاہتے ہیں ۔ ہم کفر نہیں کرتے تجھ پر ایمان رکھتے ہیں اور جو تیری

نافرمانی کرے اُسے چھوڑ دیتے ہیں۔ اے پروردگار ان کافروں کو عذاب کر یہ تیرے دین سے لوگوں کو روکتے ہیں تیرے رسول کو جھٹلاتے ہیں۔ تیرے اولیاء سے لڑتے ہیں۔ اے پروردگار مومن مرد۔ مومن عورتوں مسلمان مردوں، مسلمان عورتوں کی بخشش کر۔ اے پروردگار ان کی اصلاح کر اور انکے دلوں میں اتفاق دے۔ ان کے دلوں میں ایمان وحکمت بھر دے۔ اپنے رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کی ملت پر انہیں ثابت قدم رکھ انہیں توفیق دے کہ یہ تیرے عہد کو پورا کرتے رہیں جو تو نے ان سے لیا ہے۔ اے پروردگار اپنے دشمن پر اور انکے دشمن پر انکی مدد کر اور ہمیں بھی انہیں کے زمرے میں کر۔)

دوم یہ کہ آپ نے بلیغ بلیغ خطبے کہے جو تحریص وترغیب جہاد پر مشتمل تھے اور احادیث آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مملو تھے جو اس باب میں وارد ہیں سوم یہ کہ مجاہدین کے لئے ساز وسامان جیساکہ چاہیئے بحسن اہتمام دکفایت مہیّا کیا۔ امام مالک بروایت یحییٰ بن سعید روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق ایک سال میں چالیس ہزار اونٹ بھیجا کرتے تھے جو اونٹ آپ شام کی طرف بھیجتے ان پر ایک ایک سوار ہوتا جو عراق کی طرف بھیجتے ان پر دو دو سوار ہوتے ایک شخص نے کہا میرے ساتھ آپ بجائے ایک سوار کے ایک مشکیزہ لاد دیجیئے۔ آپ نے فرمایا اچھا۔ چہارم یہ کہ ترتیب جیوش اور تقدم وتاخر فتح وجنگ آپ کے تفویض تھا۔ آپ بذات خود ان اہم امور کو انجام دیا کرتے تھے۔ چنانچہ بالتفصیل ہم ان فتوحات کا ذکر کرتے ہیں۔ ۱۲

برہم شُدن دولتِ ساسانیان

دولت ساسانیوں کے درہم برہم ہونے کا قصہ اسطرح ہے کہ جب صناد ید فارس نے دیکھا کہ آئے دن مسلمانوں کو ایک نہ ایک فتح ہوتی رہتی ہے۔ جس سے صناد ید فارس کو نہایت انفعال اور خجالت وشرمساری کا سامنا ہوا۔ اسلیئے انہوں نے واقعی فکر کی اور اُسکے تدارک میں مشغول ہوئے انہوں نے ملکہ فارس کو معزول کیا اور یزدجرد کو جو اولاد کسریٰ سے ایک شجاع مرد تھا تخت سلطنت پر بٹھایا اور اکاسرہ کے خزائن جو بیرون از شمار تھے کھول لے اور آلات جنگ وفوج وسپاہ بےحد جمع کی رستم بن فرخ زاد کو افواج کا سپہ سالار بنایا۔ خود یزدجرد جو ابھی تخت سلطنت پر بٹھایا گیا تھا مدائن میں مقیم ہوا تاکہ وقتاً فوقتاً معرکہ پر آلات حرب اور بہادروں کو بھیجتا رہے حضرت مثنّٰیؓ بن حارثہ نے ماجرا حضرت عمر فاروق کی خدمت میں لکھ بھیجا۔ آپ نے اطراف وجوانب ممالک اسلام کے صوبوں کو نامے لکھے کہ ہر شہر وقصبہ میں جسقدر لوگ گھوڑے اور اسلحہ رکھتے ہوں اور شجاع وبہادر ہوں۔ فوراً حکام انہیں مدینہ طیبہ روانہ کریں۔ جب یہ سب بہادر آن کر جمع ہو گئے تو آپ نے حضرت سعد بن ابی وقاص کو ان کا سردار مقرر کیا اور انہیں پند ونصائح کیں اور تقوی وپرہیزگاری وصبر واستقلال اور خصوصاً جنگ کے موقعوں پر ثابت قدم رہنے کی وصیت کی، اور قوم کو اپنے سردار کی اطاعت وپیروی کرنے کی تاکید کی اور مثنّٰے بن حارثہ وجریر بن عبداللہ بجلی کو نامہ لکھا کہ وہ بھی سعد بن ابی وقاص کے جھنڈے تلے آئیں اور انہیں کو عراق کا امیر الامرا

جائیں۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو امیر الامرا بنانے میں مصلحت و حکمت الٰہیہ جو حضرت عمر فاروقؓ کے دل پر تو افگن ہوئی یہ تھی کہ حضرت مثنیٰ بن حارثہ کی عمر اخیر تھی۔ اگر اسوقت حضرت سعد بن ابی وقاصؓ ان کے پاس نہ پہنچتے تو قیام جہاد میں تزلزل واقع ہوتا۔ علاوہ ازیں بباعث شدت سرما کے حضرت سعد کو بھی راہ میں توقف ہوا اس اثنا میں بھی حضرت عمر فاروق یکے بعد دیگرے جوانان کامگار و بہادران کارزار کو ان کی کمک میں بھیجتے رہے۔ اور اسی طرح نہایت اہتمام کے ساتھ آپ اس کام میں مشغول رہے یہانتک کہ اشراف قبائل میں۔ بہادروں اور شجاعان قوم کو بہت کم باقی . . . . . رہنے دیا۔ اب حضرت سعد کے ساتھ قریبًا چونتیس پینتیس ہزار اشخاص جمع ہوگئے۔ انہیں میں ایکہزار صحابہ کرام تھے جن میں اہل بدر نت نوسے تھے۔

جب حضرت سعد معرکہ پر پہنچ گئے تو انہوں نے رستم کی فوج کی کثرت اور اُسکے سازوسامان جنگ کا حال بتفصیل لکھا۔ بجواب اسکے حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ خاطر جمع رکھو دل میں کسی قسم کا دغدغہ نہ ہونے دو۔ دشمن کی سپاہ کثیر اُسکے سازو سامان پر نظر نہ کرو بلکہ لطف پروردگار پر نظر رکھو اور توکل بخدا تائید الٰہی کے کے منتظر و متوقع رہو۔ جب اپنے لشکر کو جنگ کے لئے آراستہ کرو۔ تو ہر لشکر اور اُسکے سردار کا موضع و مقام اسطرح تحریر کرو۔ کہ گویا میں بچشم خود معائنہ کر رہا ہوں۔ چنانچہ جب حضرت سعد بن ابی وقاص نے صورت آراستگی لشکر حضرت عمر فاروق کی خدمت میں تحریر کی تو آپ نے تحسین و آفرین فرمائی اسکے بعد آپ نے حضرت سعد بن ابی وقاص کو تحریر کیا کہ جو لوگ عقل و فہم و قوت بیانیہ کے ساتھ موصوف ہیں اور ساتھ ہی خاندانی شرافت۔ حسب و نسب بھی رکھتے ہیں۔ جنگ شروع ہونے سے پیشتر انکو سرداران فارس کے پاس بھیجکر انہیں اول دعوت اسلام کرو۔ چنانچہ حضرت سعد بن ابی وقاص نے ایسا ہی کیا جو جماعت اس وقت صنادید فارس کے پاس بھیجی گئی۔ اُسکے ساتھ مغیرہ بن شعبہ تھے۔ حاکم بروایت ایاس بن معاویہ بن قرہ روایت کرتے ہیں۔ کہ جب مغیرہ بن شعبہ معہ دس اشخاص کے جنگ قادسیہ کے دن صنادید فارس کو دعوت اسلام دینے کے لئے بھیجے گئے جب آپ یزدجرد کے پاس پہنچے تو ڈھال بچھا کر بیٹھ گئے یزدجرد نے کہا تم عرب کے لوگ ہو۔ میں جانتا ہوں جس چیز نے تمہیں ہمارے پاس آنے پر آمادہ کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ تمہیں۔ اپنے شہروں میں کھانے پینے کی چیزیں اسقدر نہیں مل سکتیں کہ تم شکم سیر ہو سکو سو تمہیں جس قدر ان چیزوں کی ضرورت ہو لو ہم تمہیں بقدر ضرورت یہ تمام چیزیں دیتے ہیں۔ ہم مجوس لوگ تمہیں قتل کرنا پسند نہیں کرتے مگر تم ہمارا ملک۔ اور ہماری زمین چھیننا چاہتے ہو۔ مغیرہ بن شعبہ نے کہا قسم ہے خدا کی ہم اسلئے نہیں آئے جیسا کہ تم خیال کرتے ہو۔ لیکن درحقیقت بات یہ ہے کہ ہم لوگ پتھروں کے بتوں کو پوجتے تھے جب ہم کہیں اچھا پتھر دیکھتے تو اُسے لے لیتے اور اگلے پتھر کو چھوڑ دیتے ہم نہیں جانتے تھے کہ پروردگار بھی کوئی چیز ہے یہانتک کہ اللہ تعالےٰ نے ہماری طرف رسول بھیجا ہمیں لوگوں میں سے جس نے ہمیں دعوت اسلام دی ہم نے اُسکی اتباع کر لی۔ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم اپنے دشمنوں سے جنہوں نے اسلام کو چھوڑ رکھا ہے جہاد کریں ہم کھانے پینے کی چیزیں لینے نہیں آئے ہیں بلکہ اسلئے آئے ہیں کہ تمہاری سپاہ کو قتل کریں اور تمہاری ذریت کو قید کریں اور یہ جو تم نے کہا کہ تمہارے بلاد

ہیں کھانے پینے کی چیزیں اسقدر نہیں ہوتیں کہ ہم شکم سیر ہو کر کھائیں سو یہ امر واقعی ہے کہ ہم شکم سیر ہو کر کھانا تک نہیں کھا سکتے بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہمیں پانی تک نہیں مل سکتا اس لئے ہم تمہاری زمین میں آئے یہاں ہم نے کھانا پانی وافر پایا قسم ہے اللہ کی اب ہم دیکھتے ہیں کہ یہ زمین ہماری ہوتی ہے یا تمہاری یزدجرد نے کہا سچ کہتا ہے حضرت مغیرہ بن شعبہ نے بجواب اسکے کہا کل تیری آنکھ پھوڑ دی جائیگی چنانچہ دوسرے روز صبح ایک تیر اُس کی آنکھ پر جا کر لگا اور وہ پھوٹ گئی کہتے ہیں کہ یزدجرد نے بطریق اہانت ایلچیوں کے صلہ میں ایک تھیلہ میں خاک بھروا کر انکے سامنے رکھوا دی مسلمانوں نے فتح کی فال لی - اسکے بعد حضرت سعد بن ابی وقاص نے اطراف وجوانب میں جنگ کے لئے اپنی افواج کو منتشر کر دیا - اِدھر سے رستم شوکت وحشمت کے ساتھ لشکر اسلام کیطرف متوجہ ہوا اور پل باندھ کر دریا پر سے عبور کر آیا - اسوقت یزدجرد نے ایک جماعت کو صرف اس کام پر مامور کیا کہ جو کچھ رستم طلب کرے یا کرنے کو کہے فوراً سلسلہ وار اس کا اعلان کرتی رہے تاکہ جو کچھ وہ کہتا ہے یا طلب کرتا ہے بہت جلد اُس کے پاس پہنچا یا جائے - حضرت سعد بن ابی وقاص بوجہ دما میل اور ظہور کے چونکہ وسط لشکر میں کھڑے نہ ہو سکے اسلئے ایک بلند قصر پر کھڑے ہو گئے اور سوار و پیادہ کی ایک جماعت کو زیر قصر کھڑا کر لیا کہ جو کچھ کہیں فوراً اُسکی تعمیل کی جائے - اوّل آپ نے اعیان لشکر کو بلا کر موعظت بلیغہ کی اور فتح عظیم کے متعلق مواعید الٰہیہ سنائے اور واضح کیا کہ اگر آج کے دن دست بردار کردگے تو دارین کی سعادت حاصل ہوگی اور اگر بددلی کردگے تو دولت صوری ومعنوی ہاتھ سے جائیگی اور ہر سردار فوج سے کہدیا کہ یہی کلمات کہکر ہر سردار فوج اپنے اپنے ماتحتوں کو سرگرم کرتا رہے شعرا کو اشعار مہیج شجاعت پڑھنے اور قاریوں کو تلاوت سورہ انفال پر مامور کیا چنانچہ جب قاریوں نے سورہ انفال پڑھنی شروع کی دلوں کو اطمینان اور فتح ونصرت کا یقین ہو گیا اسوقت حضرت سعد نے فرمایا کہ جب

فتح ونصرت کی نسیم کا یعنی نماز صبح کا وقت آئے تو میں تکبیر کہوں گا میرے ساتھ تم سب بھی تکبیر کہنا اور اور اسلحہ جنگ تیار کر لینا جب دوسری تکبیر کہوں اسلحہ جنگ درست وراست کر لینا اور تیسری تکبیر پر میدان جنگ میں اتر آنا اور چوتھی تکبیر پر کلمہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہتے ہوتے بہیئت مجموعی دشمن کی طرف جھک پڑنا -

جنگ قادسیہ کے دن اور ان کے نام

القصہ تین روز تک کامل جانبین سے جنگ قائم ہوئی چوتھے روز فتح ونصرت نازل ہوئی اور فرق عظیم ظاہر ہوا - ان تینوں دنوں میں سے ہر ایک دن اور ہر ایک رات خاص نام سے موسوم کئے گئے یوم الارماث (اختلاط کا دن) یوم الاغواث (کمک کا دن) - یوم العماس (سخت جنگ کا دن) لیلۃ الہریر (کتّے جیسے شور والی رات)

یوم الارماث

یہ پہلا روز تھا کہ دونوں فوجوں کی مڈبھیڑ ہوئی - اس لئے یہ نام رکھا گیا - اس روز صنادید عجم عجیب

زینت جھائے مکلل سر پر رکھے ہوئے اور مرصع پیٹیں کمر پر باندھے ہوئے عراقی گھوڑوں پر سوار صف بستہ ہو گئے اور تیر اندازوں کو فیلوں پر بٹھا کر لشکر کا مقدمۃ الجیش بنایا اور پلٹن کو فیلوں کی حفاظت پر مامور کیا۔ اور عرب کی سیدھی سادی وضع تو مشہور ہی ہے بایں ہمہ بتائید الٰہی انہوں نے عجیب دستبرد سے فتح نمایاں پائی جب جنگ شروع ہوئی تو سب سے پہلے غالب بن عبد اللہ اسدی اور عاصم بن عمرو میدان مبارزت میں آئے اور دشمن کی جانب سے ہرمزان (رؤسائے عجم میں سے ایک شخص کا نام، تھا) غالب بن عبد اللہ اسدی کے بالمقابل آیا غالب نے پہلے ہی حملے میں نیزہ کے زخم سے اپنے حریف کو گھوڑے سے گرا دیا اور پھر کمند میں باندھ کر حضرت سعد کے پاس پہنچایا اور اسی طرح عاصم بن عمرو تمیمی نے بھی اپنے دشمن پر جوان کے مقابل آیا تھا۔ حملہ کیا مگر اس نے جان لیا کر وہ ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ اسلئے بھاگا اور عاصم نے اس کا تعاقب کیا ہر چند تجسس کیا مگر نہ پایا تاہم اُسکے عوض، ایک اور شتر سوار کو گرفتار کر کے حضرت سعد کے پاس لے گئے آپ نے راکب و مرکوب دونوں کو انہیں غنیمت میں دیا دوسری مرتبہ عمرو بن معدیکرب میدان میں آئے اور دشمن کی طرف سے ایک تیر انداز جس کا تیر خطا نہیں کرتا تھا آیا مسلمانوں نے انہیں آگاہ کر دیا اسلئے فوراً انہوں نے تیر مارا اور زخمی کر کے اُسے گھوڑے سے گرا دیا اور فوراً اُسکے پاس پہنچکر اس کا سر قلم کیا اور قیمتی پٹکا اور دیگر اسباب حاصل کیا۔ تیسری دفعہ مہران (گورنر آذربائیجان) عجیب بادپا گھوڑے پر تبختر کرتا ہوا میدان میں آیا اور بتقلید رستم یہ کہتا جاتا تھا۔ "آج ہم عربوں کو روند ڈالیں گے" اس کے پاس کے ایک شخص نے کہا اگر خدا نے چاہا "، مگر اس بدنصیب نے کہا "خدا چاہے یا نہ چاہے"، اسی اثنا میں منذر بن حسان ضبی نے اُسکے پہلو میں بھالا مارا اور گھوڑے پر سے لڑھا دیا۔ چاہا کر خود پیادہ ہو کر اس کا سر کاٹیں مگر ان کا گھوڑا بھاگنے لگا اور یہ اُسکے رد کرنے میں مشغول ہو گئے اسی اثنا میں لشکر میمنہ سے جریر بن عبد اللہ بجلی آئے اور اس کا سر قلم کر دیا۔ جب منذر بن حسان اُسکے پاس آئے تو انہوں نے اسے مقتول پایا اور اُسکے ساز و سامان کے متعلق جریر بن عبد اللہ بجلی کے درمیان قیل و قال ہونے لگی۔ آخر الامر بحکم حضرت سعد بن وقاص کمر کا پٹکا منذر بن حسان کو اور باقی سامان جریر بن عبد اللہ کو دیا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ کمر پٹے کی قیمت تیس ہزار تھی اور باقی سامان کی سو ہزار۔ جب سرداران عجم نے عربوں کی یہ دار و گیر دیکھی تو فیلوں کو حرکت دی اور دفعتہً لشکر اسلام پر حملہ آور ہوئے اور لشکر اسلام کو متفرق کر دیا۔ قریب تھا کہ قبیلہ بجیلہ کا استیصال ہو جاتا۔ (قبیلہ بجیلہ کی طرف رخ اسوجہ سے تھا کہ جریر بن عبد اللہ بجلی رضؓ نے مہران گورنر آذربیجان کا سر قلم کیا تھا) مگر حضرت سعدؓ نے قبیلہ طلیحہ اسدی کو حکم دیا کہ وہ اس کی مدد کیلئے پہنچیں جب یہ لوگ معرکہ میں پہنچے تو ایک سردار عجم میدان مبارزت میں آیا طلیحہ اسدی نے پہلے حملہ میں ہی نیزہ مار کر واصل جہنم کیا اور اپنی جماعت سے کہا کہ فیل سواروں پر تیر برسانا شروع کریں چنانچہ اکثر فیل سواروں نے شکست کھائی اسوقت اشعث بن قیس کندی نے باآواز بلند اپنی قوم سے کہا کہ بنو اسد نے اسوقت شیروں کا کام کیا مگر تمہیں

کیا ہوا۔ ہے اسوقت انکی قوم بھی حملہ آور ہوئی اور باقی پیل سواروں کو بھی ان کے قلب لشکر تک بھگا دیا انکی بعد سرداران عرب میں سے جالبوس اور ذوالحاجب نے حساب خشمگین پیل سواروں کے ساتھ لشکر اسلام پر حملہ آور ہوا۔ اسوقت حضرت سعد نے چوتھی تکبیر باآواز بلند کہی اور تمام لشکر اسلام کلمہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھ کر دشمن پر جھک پڑا مگر جنگ کا رُخ بنی اسد بجیلہ اور کندہ کیطرف ہوگیا۔ حضرت سعد نے عاصم بن عمرو تمیمی کے پاس قاصد بھیجا کہ وہ بہت جلد کوئی تدبیر نکالیں کہ پیل سوار اس طغیانی سے باز آئیں۔ انہوں نے تیر اندازان بنی تمیم و اسد کو حکم دیا کہ وہ پیل سواروں پر تیر برسانا شروع کریں چنانچہ انہوں نے پیل سواروں کا رخ اپنی طرف کر لیا اسوقت عاصم بن عمرو تمیمی نے حکم دیا کہ فیلوں کی رسیاں قطع کردو۔ جب رسیاں کاٹی گئیں تو پیل سوار نیچے لڑھکتے ہوئے نظر آئے اب دشمن نے پشت دکھائی اور سعد اپنے مقتولین کی تجہیز و تکفین میں مشغول ہو گئے اور مجروحین کو زنان لشکر کے سپرد کیا کہ وہ انکی دوادارو کریں۔

یوم الاغواث

اس روز مسلمانوں کے پاس کمک پہنچی تھی۔ اسلئے یہ نام رکھا گیا جنگ قادسیہ کے دوسرے دن حسن اتفاق سے قعقاع رضؓ ایکہزار پانسو سواروں کے ساتھ جو ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص کے لشکر مقدمۃ الجیش تھے مدد کیلئے آن پہنچے۔ اس ترتیب کے ساتھ کہ آپ نے ان سواروں کو دس حصوں پر تقسیم کر دیا۔ کہ علیحدہ علیحدہ لشکر اسلام میں ایک دوسرے کے بعد ملیں۔ کیونکہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے حضرت ابو عبیدہ امیر الامراء شام کو لکھا ہوا تھا کہ وہ ایک فوج تیار کر کے بسرکردگی ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص سعد بن ابی وقاص کی مدد کیلئے روانہ کریں جب لشکر اسلام کی نظر اس مقدمۃ الجیش پر پڑی تو ان کے دل قوی ہو گئے بالجملہ قعقاع رضؓ آن کر قسم اول لشکر اسلام میں داخل ہو گئے (بعد ازاں لگاتار سپاہی آتے) اور میدان مبارزت میں آنکر مسلمانوں کو کفار سے جنگ کرنیکی تحریص و ترغیب دی اسکے بعد دشمن سے مبارز طلب کیا۔ چنانچہ ذوالحاجب اس طرف سے مقابلہ کیلئے آیا۔ جب قعقاع رضؓ نے جانا کہ ذوالحاجب آیا ہے تو بلند آواز سے پکار کر کہا کہ آج پل والی لڑائی کا بدلہ لینا ہے تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے ذوالحاجب کو واصل جہنم کیا۔ اور دوسرا مبارز طلب کیا۔ چنانچہ بندان و فیروز گھوڑا دوڑاتے ہوئے میدان مبارزت میں آئے۔ اور لشکر اسلام کی طرف سے حارث بن ظبیان قعقاع کی مدد کیلئے بڑھے۔ فیروز قعقاع کی طرف اور بندان حارث سے مشغول پیکار رہا۔ دونوں بہادروں نے اپنے اپنے غنیم کو قتل کیا جن کے قتل سے لشکر کسریٰ میں ایک عظیم دلشکنی پیدا ہوئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اسدن قعقاع نے تیس دستہ لشکر کفار پر حملہ کیا اور نمایاں کام کیا اسوقت بعض دانایان عرب نے اونٹوں پر بڑی بڑی جھولیں ڈالیں جن سے انکے اونٹ مہیب شکلوں میں نظر آنے لگے اور پہلے روز سرداران عجم نے ایسا کیا تھا کہ اپنے گھوڑوں پر بڑی بڑی جھولیں ڈالکر انہیں مہیب شکل بنا یا تھا آج کے دن عرب کے اونٹوں نے گھوڑوں کا کام دیا تھا۔ جب آفتاب نصف النہار پر پہنچا تو دونوں فریقوں نے تھوڑی دیر استراحت کی نماز ظہر کے بعد نار حرب مشتعل ہوئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اسوقت کا واقع ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص نے بجرم شراب

واری میں ابو محجن کو محبوس کیا ہوا تھا جب انہوں نے یہ کیفیت دیکھی کہ جانبین سے آتش جنگ شعلہ زن ہو رہی ہے غیرت اسلام جوش میں آئی حضرت سعد بن ابی وقاص کے غلام سے کہا کہ وہ انہیں رہا کر دیں۔ اور حضرت سعدؓ کا گھوڑا و اسلحہ بطور عاریت دیں بایں قرار کہ اگر حیات مستعار باقی ہے تو پھر محبس میں آجائیں گے۔ چنانچہ حضرت سعد بن ابی وقاص کے غلام نے ان کا ابلق گھوڑا اور اسلحہ انہیں دے دیئے اور یہ گھوڑے پر سوار ہو کر نعرہ مارتے ہوئے میدان کارزار میں آموجود ہوئے اور وہ نبرد آزمائی کی کہ سارا لشکر مداح تھا یہاں تک کہ بعض لوگوں نے خیال کیا کہ ان کی صورت میں مسلمانوں کی مدد کے لئے حضرت خضر ظاہر ہوئے تھے اور بعض نے خیال کیا کہ فرشتہ مسلمانوں کی مدد کیلئے حاضر ہوا تھا جب دوسرے روز حضرت سعد بن ابی وقاص کو ان کا حال معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا اب میں کبھی آئندہ تمہیں محبوس نہ کروں گا۔ ابو محجن نے عرض کیا کہ میں بھی صدق دل سے کہتا ہوں کہ اب کبھی اس خبیث شئے کے نزدیک نہ پھٹکوں گا۔

یوم العماس

(اس روز جانبین سے سخت جنگ ہوئی اسلئے یہ نام رکھا گیا)

یہ تیسرا دن تھا۔ اس روز قعقاعؓ نے بغیر اطلاع لشکر اسلام اپنی فوج کو حکم دیا لہذا وہ عجیب شکل وصورت میں ہو گئی جس سے مسلمانوں کو گمان ہوا کہ شاید ہاشم کی فوج بھی آگئی چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد ہاشم کی فوج بھی آگئی اور اس نے بھی قعقاع کی فوج کی تقلید کی اس سے لشکر اسلام کا حوصلہ دوبالا ہو گیا اور جانبین سے حملے ہوتے رہے اسکے بعد تیراندازی ہوئی پھر نیزہ بازی ہوئی پھر گھوڑ دوڑ پھر کشتی اور ہاشم اپنی فوج لیکر لشکر عجم کے میمنہ پر حملہ آور ہوئے اور لشکر میمنہ کو منتشر کر دیا۔ یہاں تک کہ بہت دور تک انہیں بھگا دیا۔ بعد ازاں عمرو بن معدیکرب نے ہمراہیوں کو جنگ کیلئے تیار کیا اور کفار کے قلب لشکر پر تاخت کر کے بہتوں کو قتل کیا۔ جس سے لشکر عجم کے سوار دفعتہً ان پر حملہ آور ہوئے اور ایک عظیم غبار بلند ہوا اور عمرو بن معدیکرب اس غبار میں چھپ گئے اور انکا گھوڑا مر گیا لہذا انہوں نے فی الفور ایک عجمی سوار کا پیر مضبوط پکڑ لیا۔ یہاں تک کہ وہ ہل نہ سکا اور مجال مقاومت نہ دیکھ کر پیادہ ہو گیا اور یہ اس پر سوار ہو کر قلب لشکر کفار سے بسلامت واپس آئے۔ اسکے بعد لشکر کفار سے جولانی کرتا ہوا ایک سوار میدان میں آیا اور مبارز طلب کیا۔ لشکر اسلام سے ایک قصیر القامتہ و صغیر الجثہ شخص اسکے مقابلہ کیلئے نکلا۔ عجمی نے ایک ہی ضرب میں اسے نیچے گرایا اور خود بھی نیچے اتر کر اسکے سینہ پر سوار ہوا تھا کہ اس کا گھوڑا جس کی رسی اسکی کمر سے بندھی ہوئی تھی بھاگا اور یہ بھی اسکے ساتھ رواں ہوا۔ اسکے بعد یہ قصیر القامت و صغیر الجثہ بہادر اٹھا اور اسکی پیشانی پر تلوار مار کر اسے جہنم آباد کیا۔ اس لطیفہ الٰہیہ کے دیکھنے سے بھی مسلمانوں کے قلوب مطمئن ہوئے۔ کفار نے جب حال بریں منوال دیکھا اپنے بہادروں اور فیلوں کو دو جوق کر کے آراستہ کیا اور دونوں لشکر اسلام کی طرف متوجہ ہو گئے۔ مقدمہ جوق اول جس میں فیل ابیض بھی تھا قعقاع و عاصم کی طرف متوجہ ہوا اور مقدمہ جوق ثانی جسمیں شتر جسب دقطران مالیدہ بھی تھا جمال بن مالک اسدی کی طرف متوجہ ہوا بحکم حضرت سعد بن ابی وقاص قعقاع و عاصم بھی نیزے اٹھا کر دفعتہً فیل ابیض کیطرف متوجہ ہو گئے اسی طرح جمال بن مالک اسدی اپنے ایک

ہمراہی کے ساتھ فیل ابریب کی طرف متوجہ ہو گئے ان چاروں جوانمردوں کے ساتھ ایک جماعت مدد کیلئے موجود تھی اس جماعت نے پہنچتے ہی اہل تیروں کے زخم سے فیلوں کے محافظوں کو منتشر و متفرق کر دیا۔ اسکے بعد چاروں اتر پڑے اور فیلوں کی آنکھوں میں بھالے گھونپ دیئے اور وہ بھاگتے ہوئے اپنے لشکر کی طرف بھاگے اور اسے پراگندہ و منتشر کر دیا۔ اسکے بعد مسلمان بآواز بلند تکبیر کہتے ہوئے دشمنوں سے حرب و ضرب میں مشغول ہو گئے اور رات تک یہی حال رہا

لیلۃ الہریر

اس شب کو بوجہ سخت جنگ کے چکی کی گڑگڑاہٹ جیسی آواز سنائی دیتی تھی لہٰذا یہ نام رکھا گیا
مغرب و عشاء کے بعد جانبین سے مشعلیں سلگا کر پہلے سے بھی زیادہ جنگ و حرب ہونے لگی اللہ عزوجل نے مسلمانوں کے دلوں میں عظیم صبر و استقلال القا فرمایا اور فوج بفوج میدان جنگ میں پہنچنے لگے اور اسقدر سخت جنگ ہوئی کہ رستم اور حضرت سعد کی آواز بالکل آواز سنائی نہ دیتی تھی تمام شب یہی حال رہا نیم شب کو حضرت سعدؓ بن وقاص نے بارگاہ الٰہی میں التجا کی اور گریہ و زاری مشغول بدعا ہوئے اسی حال میں ہاتف غیب نے فتح کی خوشی کی خبر ان کے کان میں پہنچائی علی الصبح آپ نے مسلمانوں کی تسلی و تشفی کی اور جنگ میں معمول سے زیادہ کوشش کرنے پر تحریص و ترغیب دلائی چنانچہ آپ کی نصیحت مسلمانوں کے دلوں میں بیٹھ گئی اور ان کا اطمینان مزید ہوا۔
یہانتک کہ چاشت کے وقت سے نسیم فتح چلنی شروع ہوئی۔ لشکر اسلام سے جو تیر نکلتا دشمنوں کو جا کر لگتا اور دشمن کے تیر نیچے ہو کر گر جاتے اسوقت جسقدر سواریاں اور کوتل گھوڑے تھے مسلمان غازیوں نے اپنے دست تصرف میں لے لیئے تھے انجام کار یہ کہ مسلمان غازی رستم تک پہنچ گئے اور بلال بن علقمہ نے رستم کا سر قلم کر لیا اور اور نیزے میں چھید کر بآواز بلند پکار دیا زالا انی قتلت رستماً آگاہ ہو جاؤ میں نے رستم کا سر قلم کر لیا جب آواز سُنی گئی اور سپاہ عجم کو رستم کو مارا جانا معلوم ہوا۔ مرعوب و مخذول ہو کر گریزاں ہوئی۔ اور مسلمان بہادروں نے ان کا تعاقب کر کے کیا کچھ مقتل نہ دکھائے اور رستم کی لاش اٹھا کر سعد بن ابی وقاص کی خدمت میں لائے حضرت سعد یہ کرامت اور عنایت الٰہیہ دیکھکر شکر اللہ عزوجل بجا لائے اسکے بعد قلعہ قادسیہ فتح کیا۔ قریباً چھ ہزار سپاہ دشمن بھاگ کر قلعہ میں جمع ہو گئی تھی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص نے لشکر عظیم بھیجکر ان کو متفرق کر دیا۔ بعد ازاں حضرت عمر فاروق کی خدمت میں نامہ فتح روانہ کیا اس خوشخبری کے سننے سے آپ اور تمام اہل اسلام مسرور و مبتہج ہوئے۔ اور شکر الٰہی بجا لائے

شمار مقتولین جنگ قادسیہ

مقتولان لشکر کفار کی کل تعداد میدان جنگ میں ابتدائے جنگ سے لیکر خاتمہ جنگ تک ایک لاکھ تھی انمیں مقتولان جنگ قادسیہ بھی داخل و شامل ہیں اور لشکر اسلام سے قبل لیلۃ الہریر دس ہزار پانچسو اور لیلۃ الہریر سے لیکر فتح قلعہ قادسیہ تک چھ ہزار مسلمان درجہ شہادت کو پہنچے شمار مقتولین کے بعد حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ نے خمس ۱/۵

غنیمت دارالخلافت کو روانہ کیا اور باقی غازیوں میں تقسیم کردی۔ اسکے بعد لشکر اسلام نے کچھ دن راحت کی بعد ازاں حضرت عمر فاروق نے حضرت سعد بن ابی وقاص کو لکھا کہ اب وہ اپنی ہمت فتح مدائن کی طرف معطوف کریں۔ چنانچہ آپ باہتمام تمام جیوش اسلامیہ کو ترتیب دیکر مدائن (کسریٰ) کی طرف روانہ ہوئے اور اثنائے راہ میں بعض بلاد ذریعہ صلح اور بعض کو بذریعہ جنگ فتح کرتے گئے۔ اور اہل بابل کو بھی جنگ کر کے متفرق کر دیا۔ اسوقت حضرت سعد کے ہمرکاب ساٹھ ہزار سوار تھے۔ یزدجرد کو جب حضرت سعد کے آنے کی خبر پہنچی تو وہ جس شخص کو سپہ سالار بنانا چاہتا وہ حضرت سعد کے خوف سے سپہ سالار بننے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔ لہٰذا لاچار ہو کر یزدجرد نے دجلہ کے شرقی کونہ پر درمیان شہر اقامت اختیار کی اور مغربی گوشہ حضرت سعد کے لئے چھوڑ دیا اور دجلہ کا پل توڑ دیا۔ اور کشتیاں کھینچ لیں (یہ کشتیوں کا پل تھا)۔ فارسیان اسلام متوکلاً علی اللہ اس بحر ذخار میں کود پڑے اور بسلامت عبور کر آئے اب یزدگرد سبک ہلکا مگر قیمتی مال و متاع لیکر حلوان رفوچکر ہوا۔ حضرت سعدؓ نے قعقاع کو اس کے تعاقب کیلئے روانہ کیا اور عمرو بن غنائم کو ضبط غنائم پر مامور کیا۔ مؤرخین نے غنائم مدائن کسریٰ کا جو شمار لکھا ہے اس جگہ اس سب کا احصار ناممکن ہے۔ انہیں میں وہ غنائم بھی شامل ہیں۔ جو قعقاع نے تعاقب حلوان کے ضمن میں حاصل کئے بالجملہ جب سپاہ عجم بالکلیہ متفرق ہوگئی تو اب یزدجرد محلوں میں جاگزین ہوا تو اب جلولا میں مہران رازی کی سرکردگی میں بہت سی سپاہ عجم جمع ہوگئی اور سب نے مل کر عہد کیا کہ اب جنگ سے فرار نہ ہوں گے حضرت سعدؓ نے حقیقت حال کو حضرت عمر فاروق کی خدمت میں لکھ بھیجا۔ آپ نے ہاشم بن عتبہ کو نامہ بھیجا کہ وہ بارہ ہزار سوار لیکر جلولا روانہ ہو جائیں۔ چنانچہ جلولا پہنچ کر انہوں نے اسی مرتبہ کفار کا مقابلہ کیا آخر الامر لشکر کفار نے ہزیمت کھائی اور غنائم بیشمار مسلمانوں کے ہاتھ آئے اب یزدجرد حلوان سے بھی چلے اور رے کی طرف رفوچکر ہوئے مگر اپنی فوج کو حلوان ہی رہنے دیا۔ ہاشم بن عتبہ نے یہ حال سعدؓ کو لکھا حضرت سعد نے لکھا کہ کوشش کرو اور جسطرح ناممکن ہو حلوان پر بھی قبضہ کر لو چنانچہ حلوان بھی فتح ہوا۔

سال ہشتم

سنہ ۲۱ھ ہجری میں حضرت عمر فاروق نے بوجہ شکایت مردم اور بوجہ خوف دشمنان حضرت سعد بن ابی وقاص کو اپنے حضور میں طلب کیا۔ اس سے یزدجرد کو پھر ایک قسم کا موقع مل گیا اور اس نے فرصت کو غنیمت جانکر باانواع حیل اہل رے۔ خراسان۔ ہمدان اور اہل نہاوند کو اپنا رفیق بنا کر پھر معتد بہ فوج جمع کرلی جسکی تعداد پچاس ہزار تھی۔ یہ سب فوج جمع ہو کر بسرکردگی فیروزان جانب عراق روانہ ہوئی جب یہ خبر حضرت عمر فاروق کی خدمت میں پہنچی آپ نے نعمان بن مقرن کو حکم دیا کہ جیوش کوفہ اپنے ساتھ لیکر نہایت تدبیر و اہتمام سے جنگ کریں۔ اس وقت امیر المومنین حضرت عمر فاروق کی زبان ترجمان غیب پر یہ امر بھی جاری ہوا کہ اگر نعمان بن مقرن شہید ہو جائیں تو لشکر کے سپہ سالار حذیفہ بن یمان ہونگے۔ بالجملہ . . . . نعمان بن مقرن جب متوجہ جنگ ہوئے تو دونوں لشکروں کے درمیان ایک گنجان خاردار وادی پیش آئی جس میں جنگ کرنا کیا معنی عبور کرنا بھی متعذر تھا۔ اول نعمان بن مقرن نے مغیرہ بن شعبہ کو فیروزان کے پاس دعوت اسلام کے لئے بھیجا مگر

اس بے نصیب نے بیہودہ باتیں بکیں جب یہ واپس آئے تو نعمان بن مقرن نے مصلحت الحرب خدعۃ کو کام فرما کر
اس گنجان وادی سے ایک منزل ادہر مراجعت کی۔ مجوسیوں کو گمان ہوا کہ فیروزان کی دہمکیوں سے مسلمان ڈر
گئے اسلئے ہراساں ہوکر واپس بھاگے چنانچہ اس حیلہ سے کفار وادی خاردار کو عبور کر کے ایک صاف میدان
میں آموجود ہوئے نعمان بن مقرن نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس جنگ میں شہید کرے آخر الامر
بعد کوشش بلیغ اسلام کو فتح نصیب ہوئی۔ اور کفار ہزیمت کھا کر گریزاں ہوئے مگر قعقاع نے تعاقب
کر کے فیروزان کو جہنم آباد کیا۔ غنائم بسیار و سبایائے بیشمار مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ پھر چونکہ اس کے
بعد لشکر عجم کو کبھی اجتماع نصیب نہیں ہوا۔ اس لئے اس فتح کا نام فتح الفتوح ہوا اور اب تمام بلادِ فارس
مسخر اہل اسلام ہو گئے۔ اور دولت ساسانیاں منہزم ہوئی۔ والحمد للّٰہ رب العالمین۔ یہ ہے منتخب
جو کچھ اہل تاریخ نے فتح فارس کے بارے میں لکھا ہے۔

برہم شدن دولت رومیاں

جب دمشق فتح ہو چکا تو حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے امراء اسلام کو فتح شام پر مامور کیا۔ چنانچہ دمشق کے
قریب قریب کے اکثر قریٰ حضرت ابو سفیان و امیر معاویہ کے ہاتھ پر فتح ہوئے بیسان حضرت شرجیل بن
کے ہاتھ پر طبریہ ابو عور کے ہاتھ پر مگر بذریعہ صلح اور بعلبک حضرت خالد بن ولید کے ہاتھ پر اسکے بعد حضرت
ابو عبیدہ بن جراح نے خالد بن ولید کو حمص کیطرف متوجہ کیا یہاں ہرقل کی چھاؤنی رہتی تھی ہرقل بادشاہ روم
نے ایک سردار کو اسلامی لشکر کے مقابلہ کیلئے بھیجا اس سردار کا نام نودر تھا بعد ازاں سنتش نامی ایک سردار
کو اور کمک دیکر اسکی مدد کیلئے بھیجا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے سنتش کے بالمقابل لشکر آراستہ کیا
اور حضرت خالد بن ولید نودر کے بالمقابل صف آرا ہوئے۔ اتفاق سے نودر کے خیال میں آیا کہ اسلامی لشکر کے
مقابلہ کے لئے سنتش کافی سمجھے اور خود دمشق کی جانب روانہ ہو کر بلادِ مفتوحہ پر حملہ کرے
جب نودر دمشق پہنچا تو یزید بن سفیان امیر دمشق مقابلہ کے لئے نکلے ادھر سے خالد بن ولید بھی ہوا کی طرح
مقابلہ کے لئے پہنچ گئے اور لشکر کفار کو بیچ میں گھیر کر داد بہادری دی جو لوگ بھاگے مسلمانوں نے انکا تعاقب
کر کے انہیں فنا کر دیا۔ اس کے بعد حضرت خالد بن ولید واپس ہو کر معرکہ میں حضرت ابو عبیدہ کے شریک حال ہو
اور بہیت اجتماعیہ سنتش کے بالمقابل صف آرا ہو کر اُسے شکست دی اور حمص کیطرف متوجہ ہوئے۔ ہرقل
نے حمص کی محافظت پر ایک سردار کو مقرر کیا اور خود بمقام رہا مقیم رہا اور اہل جزائر سے مدد لیکر حمص کیطرف روانہ
کی حسن اتفاق سے حضرت سعد نے فتح قادسیہ کے بعد قادسیہ کے بعد اپنے لشکر کو نہب و غارت کفار کے
لئے منتشر کر دیا تھا۔ چنانچہ ان میں ایک جماعت اسوقت جزائر پہنچ گئی جب یہ خبر اس کمک کو پہنچی
جو جزائر سے حمص کیطرف جا رہی تھی لوٹ آئی۔ اور مسلمان بھی بوجہ شدت سرما حمص تک نہ جا سکے۔ پھر موسم سرما
گزر جانیکے بعد مسلمان نے فتح حمص کا ارادہ کیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اب کی دفعہ جب مسلمانوں نے
محاربہ کرتے ہوئے کلمہ طیبہ کی آواز بلند کی تو حمص میں تو سخت زلزلہ واقع ہوا اکثر مکانات منہدم ہو گئے

بسبب دوسری تکبیر کہی تو پہلی دفعہ سے بھی زیادہ زلزلہ واقع ہوا اس حادثہ سے اہل حمص کے دلوں پر رعب پڑ گیا اور انہوں
نے صلح کرلی اور بدل الصلح ادا کیا جس کا خمس حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے حضرت عبداللہ مسعود کی ہمراہی میں دارالخلافت
روانہ کیا اور جو قبائل مشرف باسلام ہوئے تھے انہیں حمص میں آباد کیا۔ اسکے بعد حضرت عمر فاروق نے انہیں لکھا
کہ نواحی شام میں جسقدر بہادر شجاع مل سکیں جمع کرلیں اور لکھا کہ خود میں بھی تمہارے پاس لشکر بھیجوں گا۔ تاکہ تمام
بقیہ بلاد فتح کرسکو۔ چنانچہ اس حکم کے آنے پر حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے عبادہ بن صامت کو حکومت حمص
پر متعین کیا اور خود فتح بلاد کیطرف متوجہ ہوئے اور یکے بعد دیگرے ہر ایک شہر کو فتح کرتے گئے جب لاذقیہ
پر پہنچے تو دروازہ مستحکم اور بند پایا جو کسی طرح ٹوٹ نہیں سکتا لہٰذا بحکم الحرب خدعۃ شہر سے ایک دور مقام پر لشکر
اتارا اور اسکے گرداگرد خندق کھود لی۔ پھر ایک روز کچھ مسلح فوج اس خندق میں چھپا دی اور باقی لشکر لیکر وہاں سے کوچ
کیا جب اہل لاذقیہ نے لشکر گاہ خالی دیکھا دروازہ کھول دیا۔ دلیران اسلام خندق سے نکلکر شہر میں گھس پڑے
اور قتل عظیم ظہور میں آیا۔ آخر کار اہل لاذقیہ نے صلح کی اور شہر فتح ہوا۔ اسکے بعد حضرت خالد بن ولید قنسرین
کی طرف متوجہ ہوئے اور قنسرین پہنچکر عظمائے روم میں سے ایک بہت بڑے سردار سے محاربہ کیا
اس سردار کا نام میناس تھا۔ آخر کو یہ مع ایک جماعت کے مارا گیا اور پھر قنسرین بعد محاربہ کے
بذریعہ صلح فتح ہوا۔ بعد ازاں حضرت ابوعبیدہ بن جراح حلب کی طرف روانہ ہوئے اور بذریعہ صلح اسے فتح کیا
اسکے بعد اہل انطاکیہ بھی صلح پر آمادہ ہوگئے اور انطاکیہ بھی مفتوح ہوا حضرت ابوعبیدہ نے مسلمانوں کی ایک
جماعت کثیرہ کو انطاکیہ میں آباد کیا اب ہرقل ملک شام کی سلطنت سے مایوس ہوگیا۔ اور اسے خیرباد کہکر
قسطنطنیہ پہنچا اور قرب وجوار کے بلاد وشہروں کے درمیان ربط وضبط پیدا کرنے میں سعی بلیغ کرتا رہا۔ ازانجملہ شہر
قیساریہ واجنادین بھی تھا۔ حضرت عمر فاروق رضؓ نے ابوعبیدہ بن جراح کو لکھا کہ وہ امیر معاویہؓ کو پانچ ہزار سوار
دیکر قیساریہ کیطرف اور عمرو بن عاص کو اجنادین کی طرف روانہ کریں اجنادین کا حاکم راطیون تھا۔ رومی زبان
میں راطیون فطن وذکی شخص کو کہتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا بفضلہ تعالےٰ راطیون روم کو راطیون
عرب کے ذریعہ بھگا دیں گے۔ چنانچہ پانچہزار سواروں کے ہمراہ امیر معاویہ قیساریہ پہنچے اور بتائید الٰہی قریبًا
پچاس ہزار بلکہ اس سے بھی زائد کو ہزیمت دی اور ہر حضرت عمرو بن عاصؓ نے ارطبون (حاکم اجنادین) کو
شکست دی اور یہ نیل مرام بیت المقدس کیطرف روانہ ہوا۔ جب ہرقل نے دیکھا کہ مسلمان اُسے مرزبوم
میں نہیں چھوڑتے اس لئے اس نے نامدار سرداروں میں سے تین سرداروں کو منتخب کیا اور مال وافر عطا
کیا اور اس طرح ایک عظیم فوج مہیا کرکے باہان کی سرکردگی میں مسلمانوں کے مقابلہ کیلئے روانہ کیا۔ حضرت ابوعبیدہ
کو جب یہ خبر ملی آپ نے امرائے لشکر کو جمع کرکے مشورہ کیا اور ایک قاصد خلیفہ اعظم کی خدمت میں روانہ کیا
کہ صورت موجودہ میں یہ سب کی رائے یہ قرار پائی تھی کہ قبائل مسلمین کو جو حمص میں آباد کیے گئے تھے دمشق پہنچا
دیا جائے کیونکہ اہل حمص پر پورا اطمینان نہیں حضرت عمر فاروق نے بواپسی جواب انہیں تسلّی دی اور تین ہزار
سواران کی مدد کیلئے بھیجے زید بن اسلم سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے حضرت عمر فاروق
کے خدمت میں لکھا کہ ہرقل نے فوج عظیم جمع کرلی ہے اور اسکی جانب سے بہت کچھ خوف ہے تو اس کے جواب

ہیں حضرت عمر فاروق نے لکھا کہ جب مسلمانوں پر کوئی مصیبت و بلا اور کوئی سختی نازل ہوتی ہے تو اُسکے بعد اللہ تعالےٰ اُسے کشائش و وسعت عطا کرتا ہے۔ بلکہ اس سختی کے عوض دو کشائشیں دو وسعتیں عطا کرتا ہے لہٰذا ان دو کشائشوں اور وسعتوں پر سختی و بلا کبھی غالب نہیں آسکتی۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے یا ایھا الذین آمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون (اے وہ لوگوں جو ایمان لائے ہو صبر کرو اور صبر دلاؤ اور لگے رہو لڑائی میں اور اللہ سے ڈرو تاکہ فلاح پاؤ) بہرکیف قبائل مسلمین سے حمص خالی کرنا آپ نے پسند نہیں کیا مگر ساتھ ہی یہ بھی فرمایا مگر چونکہ اسوقت مسلمانوں نے حمص خالی کرنا مصلحت سمجھا ہے لہٰذا اس میں کچھ ضرر کا اندیشہ نہیں ہے۔ بالجملہ دونوں لشکر یرموک کے کنارے پر ملاقی ہوئے اور عظیم جنگ ہوئی کہ زبان قلم اُسکی شرح و بیان کی طاقت نہیں رکھتی خود حضرت خالد بن ولیدؓ نے اس جنگ میں اسقدر محاربہ کیا کہ ساٹھ تلواریں انکے ہاتھ میں ٹوٹیں بعد کوشش بسیار فتح اسلام ظہور میں آئی۔ جو لوگ بھاگے تھے ان کے فنا کرنے میں مسلمانوں کی تلواروں نے عجب کام کیا بیان کیا جاتا ہے کہ اس جنگ میں کفار کی ستر ہزار سپاہ کام آئی۔ مسلمانوں کو غنائم بسیار و سبایائے بیشمار ہاتھ آئے خمس دارالخلافہ کو بھیجدیا گیا اور باقی غنیمت غازیوں کے درمیان تقسیم کر دی گئی اوپر بیان کیا جاچکا ہے کہ ارطبون کا گورنر جنادین ہزیمت کھا کر بیت المقدس کیطرف بھاگ کر پناہ گزین ہوا تھا لہٰذا معرکہ یرموک کے بعد حضرت عمرو بن العاص نے ایک شخص کو جو رومی زبان سے واقف تھے اہل شہر کے پاس بھیجا اور کہدیا کہ وہ کسی کو اپنے رومی زبان کے جاننے سے مطلع نہ کریں۔ چنانچہ جب یہ ارطبون کی مجلس میں پہنچے تو یہ اپنی قوم سے کہہ رہا تھا کہ بیت المقدس عمرو بن العاص کے ہاتھ پر فتح نہ ہوگا اسکی قوم نے کہا پھر کس کے ہاتھ پر فتح ہوگا اُس نے کہا اس شخص کے ہاتھ پر جس کا نام تین حرفوں پر ہے اور وہ چاروں میں سے ایک ہے۔ غرض اس قسم کی چند صفات جو حضرت عمر فاروق پر منطبق ہوتی تھیں اس نے بیان کیں۔ حضرت عمرو بن العاص نے یہ ماجرا حضرت عمر فاروق کی خدمت میں لکھ بھیجا چنانچہ آپ اس خبر کے پہنچنے پر بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے۔ تاریخ یافعی میں ہے کہ مسلمانوں نے بیت المقدس کا محاصرہ کیا ہوا تھا جب مسلمان ایک مدت محاصرہ کئے رہے تو اہل بیت المقدس نے کہا کہ آپ لوگ تعب و مشقت میں نہ پڑیں کیونکہ بیت المقدس کو بجز ایک شخص کے اور کوئی فتح نہیں کر سکتا جسکی علامتیں ہم پہچانتے ہیں اگر وہ علامتیں تمہارے خلیفہ میں ہونگی تو ہم بدوں جنگ کئے شہر اُسکے سپرد کر دینگے۔ لہٰذا مسلمانوں نے آپکو اسکی خبر دی آپ تن تنہا اپنے غلام کو لیکر بیت المقدس کیطرف روانہ ہوگئے اونٹ پر چونکہ آپ نے زاد راہ بھی ناہ لیا ہوا تھا اور وہ کھجور اور روغن زیت تھا۔ لہٰذا آپ اور آپ کا غلام اونٹ پر باری باری سوار ہوتے تھے۔ غرض آپ شب و روز بے آب و گیاہ میدان قطع کرتے ہوئے بیت المقدس پہنچے آپ کا ذاتی حال یہ تھا کہ آپ باوجود سادگی اور شکستہ حالی کے ہمیشہ پیوند دار چادر رکھا کرتے تھے مسلمانوں نے جب آپکو دیکھا تو کہنے لگے کہ مناسب نہیں کہ مشرکین آپ کو اس حال میں دیکھیں حتےٰ کہ انہوں نے آپ کو دوسرا لباس پہنا دیا اور گھوڑے پر سوار کرکے روانہ کیا جب آپ لباس تبدیل کرکے گھوڑے پر سوار ہو کر چلے اور گھوڑا تیز تیز آپ کو لیجانے

لگا کو آپ کے دل میں ایک قسم کا عجب پیدا ہوا لہٰذا آپ گھوڑے سے اترے اور اپنا وہی قدیم لباس پہن لیا اور فرمایا مجھے تو تم اپنے اسی حال میں جانے دو۔ غرض آپ اپنے اسی حال میں شہر کیطرف روانہ ہوئے جب آپ بیت المقدس کے دروازے پر پہنچے اور مشرکین اہل کتاب نے آپ کو دیکھا تو تکبیر پڑھنے لگے اور کہنے لگے یہی وہ شخص ہے اور دروازہ کھولدیا۔ فتح بیت المقدس کے بعد حضرت عمر فاروق نے عمال شام کو احکام بھیجے کہ ہر ایک حاکم اپنی جگہ کسی دوسرے کو جسپر کہ وہ اعتماد کر سکتا ہو قائمقام کر کے شہر جابیہ پر حاضر ہو۔ جابیہ بیت المقدس سے پانچ منزل پر واقعہ تھا سب سے پہلے حضرت ابو عبیدہ بن جراح اور یزید بن سفیان پہنچے اور پھر یکے بعد دیگرے باقی سپہ سالار آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اب ارطبون (جو اجنادین سے شکست کھا کر بیت المقدس آگیا تھا۔ مصر کی جانب گریزاں ہوا۔ حضرت عمر فاروق بیت المقدس میں داخل ہوئے اور شعائر اسلام کا اعلان ہوا۔

سال ہفدہم

۱۷ھ ہجری میں ہرقل اہل جزائر سے متفق ہو گیا اور جن لوگوں کو قبول اسلام سے رغبت نہ تھی انہیں اپنی طرف کھینچ لیا۔ اور اسی طرح قریباً ایک ہزار سوار جمع کر کے شام کیطرف روانہ ہوا اور سب سے پہلے حمص کیطرف متوجہ ہوا جو اس کا دارالحکومت تھا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے ماجرا حضرت عمر فاروق کی خدمت میں لکھا آپ نے جمیع ممالک اسلام میں احکام بھیجدیئے۔ کہ تمام عمال ہر ایک شہر و قریہ سے فوج جمع کر کے اپنے آپ کو ابو عبیدہ بن جراح کے پاس پہنچائیں۔ اسی طرح حضرت سعد بن ابی وقاص کو نامہ لکھا کہ چار ہزار سوار بسر کردگی عمرو بن قعقاع ابو عبیدہ بن جراح کی مدد کیلئے روانہ کریں اور ابو عبیدہ بن جراح کو لکھا کہ کمک پہنچنے تک وہ حمص کے اندر متحصن رہیں اور جنگ کرنے میں مبادرت نہ کریں۔ اور خود حضرت عمر فاروق جابیہ تک پہنچ گئے مگر حضرت خالد بن ولید نے کمک آنے کا انتظار نہ کیا اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح کے پاس آن کر اصرار کیا کہ مستعد جنگ ہونے کا اظہار کیا جائے۔ بالجملہ کمک پہنچنے سے جانبین سے جنگ شروع ہو گئی۔ بہادران اسلام کامیاب ہوئے اور کفار نے ہزیمت کھائی۔ غنائم و سبایائے بیشمار مسلمانوں کے ہاتھ آئے اب ممالک شام کا راستہ حضرت ابو عبیدہ کیلئے صاف ہو گیا۔ اور حضرت خالد بن ولید کو حضرت عمر فاروق نے جنگ میں مبادرت اور عجلت کرنیکے باعث معزول کر دیا۔ کیونکہ انکی مبادرت ایک قسم کی خود بینی و خود پسندی اور تحمل کو متضمن تھی۔ انہی ایام میں ارطبون مصر میں جا کر متحصن ہو گیا اور اہل شام کو اغوا کر رہا تھا۔ لہٰذا حضرت عمر فاروق نے حضرت عمرو بن العاص کو لکھا کہ وہ ارطبون کی گوشمالی کیلئے مصر پہنچیں چنانچہ حضرت عمرو بن العاصؓ مصر پہنچے اور میدان جنگ میں صف آرا ہو کر ارطبون کو معہ اسکے چند سرداروں کے قتل کیا۔ اسکے بعد حضرت عمرو بن العاص اسکندریہ روانہ ہوئے۔ اور بذریعہ صلح اُسے فتح کیا اور اُسکے بعد ہر روز مسلمانوں کو زائد فتوحات حاصل ہونے لگیں اور تمام شہر و بلاد کفر مسلمانوں کے قبضہ و تصرف میں آ گئے اور دولت رومیاں یوماً فیوماً منقطع و زائل ہوتی گئی۔ والحمد للہ رب العالمین یہ ہے جو کچھ فتوحات شام کے متعلق اس جگہ تحریر ہو سکا۔ بعد ازاں اسلام کو اور

دیگر فتوحات حاصل ہونی شروع ہوئیں۔ چنانچہ اہواز حضرت ابو موسیٰ اشعری کے ہاتھ پر اور آذربائیجان حضرت مغیرہ بن شعبہ کے ہاتھ پر فتح ہوا اور نہاوند بذریعہ صلح فتح ہوا۔ اور دینور و ہمدان بذریعہ جنگ حضرت حذیفہ کے ہاتھ پر فتح ہوا۔ طرابلس مغرب بھی حضرت عمرو بن العاص کے ہاتھ پر۔ ملحقات خراساں واطراف قسطنطنیہ بھی حضرت عمر فاروق کے عہد خلافت میں فتح ہونا شروع ہو گئے تھے جن کی تفصیل خالی از طوالت نہیں اب یہاں فضیلت حضرت عمر فاروق کے متعلق، ایک نکتہ جاننا چاہیے وہی ابتداء ہے۔

نکتہ

وہ نکتہ یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے جمیع اقطار ارض میں دین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پھیلانے کا ارادہ کیا اور اس ارادہ کو سیلان آب رواں کی طرح تمام زمین میں پہنچا دیا اس باران رحمت کے تمام عالم میں پہنچائے جانے کا اقتضا۔ یہ وقت یہ تھا کہ اول دولت کسریٰ وقیصر کو درہم برہم کیا جائے تاکہ دین اسلام جو بہترین ادیان ہے۔ دولت کسریٰ وقیصر کا جانشین ہوکر ان کے ممالک میں عام طور پر شائع ہو جائے۔ چنانچہ دولت کسریٰ وقیصری اور دولت اسلامیہ کے درمیان یہ عظیم فرق حضرت عمر فاروق کے دست مبارک پر ظاہر ہوا اسوقت دین محمدی علے صاحبہا افضل الصلوۃ والتحیۃ جمیع ارض میں پھیل چکا تھا۔ حضرت جبیر بن حبہ سے روایت کیا گیا ہے۔ کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہ نے بلاد وامصار میں مشرکین سے جہاد کرنے کے لئے بھیجا اور ہرمزان مشرف باسلام ہوگیا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ میں تم سے مغازی میں مشورہ لینا چاہتا ہوں ہرمزان نے کہا بہتر ہے۔ میں اس مشورہ کو ایک تمثیل کی صورت میں بیان کرتا ہوں وہ یہ کہ دشمنان اسلام کی مثال اسوقت ایک پرندہ جیسی ہے جسکے دو بازو ہوتے ہیں دو پیر ہوتے ہیں اور ایک سر ہوتا ہے اب اگر اُس کا ایک بازو توڑ دیا جائے تو ایک بازو دونوں پیر اور سر باقی رہیگا اور اگر دوسرا بازو بھی توڑ دیا جائے تو۔ سر اور پیر باقی رہیں گے اور اگر پہلے سے سر ہی توڑ دیا جائے تو سر کے ساتھ اس کے پیر اور بازو بھی راستہ لیں گے۔ اس پرندہ کا سر کسریٰ ہے اور ایک بازو قیصر اور دوسرا فارس ہے۔ پس آپ مسلمانوں کو حکم دیجیئے کہ وہ گروہ گروہ ہوکر پھیل جائیں (بخاری اسکے راوی ہیں۔ اس امر میں حضرت عمر فاروق کی سعی وکوشش ظہور ارادہ حق کیلیئے ایک نقاب کا حکم رکھتی تھی کہ جب آپ نے سعی وکوشش کی وہ نقاب اٹھ گیا اور ارادہ حق ظہور میں آیا ولنعم ما قیل ؎

این ہمہ مستی وبیہوشی نہ حد بادہ بود
باحریفاں ہرچہ کرد آں نرگس مستانہ کرد

بکثرت قرائن ہیں جنپر نظر ڈالنے سے اس امر کی پوری تصدیق ہوتی ہے۔ ازانجملہ ان قرائن کے ایک قرینہ یہ ہے کہ دولت کسریٰ جو بےانتہا ساز وسامان اور سپاہ رکھتی تھی اور چار سو سال سے استحکام و قوت کے ساتھ چلی آرہی تھی قبائل عرب کے ہاتھوں جو بادیہ نشین اور دولت کسریٰ کے بالمقابل بہت کم ساز وسامان رکھتے تھے درہم برہم ہوگئی جس کی نظیر صفحہ ہستی پر کہیں نہیں ملتی نہ سکندر ذوالقرنین جیسے بادشاہ

کے زمانہ میں اسکی نظیر ملتی ہے۔ نہ ترکان چنگیزیہ کے زمانہ میں اور نہ بہادران تیموریہ کے زمانہ میں متتبعان فن تاریخ پر مخفی نہیں کہ فتح بلاد و امصار ہر چند کہ مساعدت بخت غالب اور اسباب و ساز و سامان جنگ سے تعلق رکھتا ہے مگر پھر بھی اس کی حد و غایت ہوتی ہے حضرت عمر فاروق کے عہد خلافت میں جسقدر فتوحات حاصل ہوئیں جسقدر بلاد و امصار قبضہ و تصرف میں آئے وہ اس حد و انداز سے کہیں باہر ہیں اور حضرت عمر فاروق کی کشور کشائی اور آپ سے قبل و بعد کی کشور کشائی میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اسلئے کہ عرب میں نہ بادشاہت و سلطنت تھی اور نہ کشور ستانی و فوج کشی نہ وہ فنون سپہ گری کو جانتے تھے اور نہ رسوم فوجکشی کو اور بایں وجوہ ان میں کسریٰ و قیصر کے مقابلے کا خیال تک نہ گزر سکتا تھا۔ حضرت عمر فاروق نے لوگوں کو شہسواری سکھلائی لشکر تیار کئے جو خوف انکے دلوں میں بیٹھا ہوا تھا وہ انکے دل سے نکالدیا پھر حضرت عمر فاروق کے بعد جن لوگوں نے فوج کشی کی اس وقت فوج تیار و مستعد تھی اور رسوم و قواعد جنگ سے آگاہ ہو گئی تھی ان لڑائیوں میں اور حضرت عمر فاروق کی لڑائیوں میں بڑا فرق ہے۔

قرینہ دیگر یہ ہے کہ جو جو شہر آپ کے عہد خلافت میں فتح ہوتا گیا بہت کم مدت میں شعائر اسلام بھی اسمیں شائع ہوتے گئے اور بشاشت اسلام اہل شہر کے درمیان ظاہراً و باطناً سرایت کرتی گئی ان شہروں کے مسلمان جو آپ کی عہد خلافت میں مفتوح ہوئے۔ اب تک نور ایمان سے موصوف ہیں بخلاف ان شہروں کے جو آپ کے بعد فتح ہوتے کبھی ان میں اسلام قوی ہو جاتا ہے اور کبھی ضعیف اسی طرح جن لوگوں کے آباؤ اجداد عرب سے ہندوستان میں آئے وہ ان شہروں میں بہترین مسلمان ہیں بخلاف ان لوگوں کے جو ہندوستان کے باشندے تھے اور مشرف باسلام ہوئے ضعیف الاسلام ہیں اور یہی حال ترکستان حبشہ اور مسلمان افریقہ وغیرہ کا ہے۔ جیسا کہ متتبعین کتب تواریخ پر پوشیدہ نہیں گویا عنایت الٰہی تمام عالم میں دین محمدی علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ کی اشاعت کیلئے حضرت عمر فاروق کی سعی و کوشش کی بہانہ جوتھی سو رحمت حق بہانہ میجوید: اس مقام پر حضرت عمر فاروق کے کمالات میں سے جارحہ فیض الٰہی ہونا۔ اس سے بہتر اور کوئی فضیلت نہیں ہو سکتی کہ ارادہ الٰہی بغلبہ تمام ایک بندے کی سعی و کوشش کے نقاب میں جمیع عالم میں محیط ہو جائے۔ اس طرح کہ دیکھنے والے حیران و ششدر رہ جائیں۔ کہ اس تھوڑے سے ساز و سامان اور اسباب کے ساتھ اتنے بڑے بڑے کام کیونکر انجام ہونگے جو شخص کہ علم سیاست مدن سے آگاہ ہے اور احوال ملوک اور کشور ستانی سے واقف ہے وہ بالیقین جان سکتا ہے کہ سلطنت اور کشور ستانی کے مراحل میں سے کوئی مرحلہ و دقیقہ حضرت عمر فاروق نے باقی نہیں رکھا لہٰذا یہ آپ کے کمالات نفسیہ سے تھا اور اسی کمال نفسی کے باندازہ و مقدار فیض الٰہی ظہور میں آیا اسلئے کہ التجلی لایکون ابداً الا بقدر المتجلی متتبعین کتب تواریخ یہ بھی بالیقین جانتے ہیں کہ دشمن نے فوج کشی کرنے اور میدان مبارزت میں داد مردانگی دینے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا ہے۔ لہٰذا فتوحات اسلامیہ کو کوئی شخص دشمن کی غفلت شعاری اور تساہل انگاری پر محمول نہیں کر سکتا لیکن یہ ارادہ حق تھا جس نے دشمن کی تمام مساعی کو رائگاں و درہم و برہم کیا اگر کوئی جاہل و متعصب شخص ان فتوحات واقعات کو اوضاع

فلکیہ کی طرف منسوب کرے تو ہم کہتے ہیں کہ کل انبیا داولیاء کے واقعات عجیبہ بھی مطابق زعم اس قائل کے انہیں اوضاع فلکیہ کے مطابق تھے۔ پس باوجود اس کے بھی خلفائے راشدین کے فضائل و مناقب میں کوئی نقصان وقصور عائد نہیں ہوتا۔ اور ان کا امتنان واحسان لوگوں پر ثابت ہوتا ہے اب مناسب ہے کہ ہم اس جگہ حضرت عمر فاروق کی سیاست کا حال لکھیں۔

سیاست حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جب آپ خلیفہ ہوئے تو آپ منبر پر چڑھتے ہوئے حضرت صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا غایت درجہ ادب بجالائے لوگ آپ سے پہلے ہی سے ڈرتے تھے جب آپ منبر پر خطبہ کہنے بیٹھے تو لوگوں کے دلوں میں آپ کی ہیبت اور زیادہ ہو گئی اور خوفزدہ ہو کر صحن میں آگئے آپ نے اس غلل عظیم کے تدارک کے لئے ایک خطبہ بلیغ پڑھا جو شفقت و ملاطفت پر مشتمل تھا جامع ابن شداد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے جو پہلا خطبہ کہا اُسکے ابتدائی الفاظ یہ تھے اے پروردگار میں ضعیف ہوں مجھے قوی کر دے میں سخت ہوں مجھے نرم کر میں بخیل ہوں مجھے سخی کر۔ اخرجہ ابن ابی شیبہ فی الریاض۔ ابن شہاب وغیرہ اہل علم نے حضرت عمر فاروق کے پہلے خطبہ کا اس طرح بیان کیا جب آپ خطبہ کہنے کیلئے پہلی سیڑھی پر جہاں حضرت صدیق اپنے قدم رکھتے تھے بیٹھ گئے تو لوگوں نے کہا آپ اسی سیڑھی پر بیٹھ جائیں جہاں حضرت صدیق بیٹھا کرتے تھے آپ نے کہا نہیں بلکہ میں اسی سیڑھی پر بیٹھوں گا جہاں حضرت صدیق اپنے قدم رکھتے تھے۔ (حضرت صدیق دوسری سیڑھی پر بیٹھتے تھے جہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے قدم مبارک رکھتے تھے) اہل علم بیان کرتے ہیں کہ آپ کا یہ کلام سنکر لوگ خائف ہوئے اور مجلس سے اٹھ کر باہر آئے اور کہنے لگے دیکھیں عمر کیا کرتے ہیں۔ اس موقعہ پر اہل علم نے بیان کیا ہے کہ حضرت صدیق کا یہ حال تھا کہ جب لڑکے آپ کو دیکھتے تو دوڑ کر آتے اور وابابا ابت، (بابا) کہہ کر پکارتے اور آپ ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے اور حضرت عمر فاروق رض کا حال یہ تھا کہ لوگ آپ سے ڈرا کرتے یہاں تک کہ مجالس سے اُٹھ جاتے کہ دیکھیں آپ کیا حکم دیتے ہیں جب حضرت عمر فاروق کو لوگوں کے خوفزدہ ہو کر اُٹھ جانے کا حال معلوم ہوا تو آپ نے حکم دیا کہ پکار دیا جائے کہ الصلوۃ جامعۃ لوگ پھر جمع ہو گئے آپ پھر منبر کی اسی سیڑھی پر بیٹھ گئے جہاں حضرت صدیق قدم رکھا کرتے تھے پھر حمد وصلوٰۃ کے بعد بیان کیا مجھے معلوم ہوا ہے کہ لوگ میری سخت مزاجی سے خوفزدہ ہو گئے ہوئے ہیں اور کہتے ہیں کہ عمر تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق کے زمانہ میں بھی ہم پر سختی کرتے رہے ہیں۔ لو اب ہم پر آپ (جب کہ خود خلیفہ ہو گئے ہیں) نہیں معلوم کریں گے جو شخص یہ کہتا ہے بیشک وہ راست وسچ کہتا ہے۔ بات یہ ہے کہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خادم اور تابعدار تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ملاطفت وشفقت کی حد تک کوئی فرد بشر پہنچ نہیں سکتا۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے آپ کا نام رؤف رحیم رکھا لہذا میں آپ کی تلوار تھا جب آپ چاہتے نیام میں کرتے اور جب چاہتے نکال لیتے تھے یہانتک کہ آپ نے وفات پائی درحالیکہ آپ مجھ سے راضی خوش

تھے اور یہ میرے لئے سعادت دارین حاصل ہونے کا باعث ہے (والحمد للہ علی ذالک) پھر آپ کے بعد حضرت صدیق خلیفہ ہوئے جن کی رقت و نرمی اور کرم کا تم انکار نہیں کر سکتے۔ پس میں آپ کا بھی خادم اور معین و مددگار رہتا آپ کی نرمی کے ساتھ میں اپنی سختی کو دخل دیتا اور آپ کی تلوار بنتا تھا۔ جب چاہتے کھول لیتے اور جب چاہتے بند کرتے۔ غرض آپ کے ساتھ بھی میرا یہی حال رہا۔ یہاں تک کہ آپ نے وفات پائی اور آپ مجھ سے راضی تھے۔ یہ بھی مجھے سعادت حاصل ہونیکا باعث ہے (والحمد للہ علی ذلک) اور اب تمہارے امور میرے سپرد کئے گئے ہیں سو جان لو کہ وہ سختی بلیشک زیادہ کر دی گئی ہے۔ مگر وہ صرف انہیں لوگوں کیلئے ہے جو اہل ظلم و تعدّی ہیں اور جو لوگ سلیم الطبع دیندار اور ذی وقعت و عزت ہیں ان کیلئے میں نرم اور بہت نرم ہوں میں کسی کو ظلم و تعدّی کرتے نہیں دیکھ سکتا مگر یہ کہ اس کا سر زمین پر رکھ کر پیر سے دباؤں گا۔ یہاں تک کہ وہ جان لے گا کہ حق کیا ہے۔ مجھ پر تمہارے چند خاص حقوق ہیں اور جن پر تم مجھ سے مواخذہ کر سکتے ہو اول یہ کہ جب کوئی شئے خواہ از قسم خراج اور خواہ از قسم غنیمت میرے پاس آئے تو اُسے تم سے نہ چھپاؤں۔ دوم یہ کہ جو شئے از قسم خراج یا غنیمت جب میرے پاس آئے تو وہ نہ پہنچے مگر حق دار کو سوم یہ کہ جب تم لشکر کے ساتھ بھیجے جاؤ تو پدر شفیق کی طرح میں تمہارے اہل و عیال کا نگراں رہوں جب تک کہ تم واپس نہ آجاؤ۔ اب میں اپنے لئے اور تمہارے لئے بخشش مانگتا ہوں اور خطبہ ختم کرتا ہوں۔

حضرت سعید بن المسیب اور ابو سلمہ بن عبد الرحمن بیان کرتے ہیں کہ واللہ آپ نے ان سب باتوں کو پورا کیا سختی کے موقع پر آپ زائد سختی کرتے اور نرمی کے موقعہ پر زائد نرمی کرتے تھے۔ جب لوگ لشکر میں جاتے تو آپ ان کے اہل و عیال کے ساتھ پدر شفیق کی طرح تلطف کرتے آپ اُنکے گھروں میں جاتے اور دروازے پر کھڑے ہو کر سلام علیک کر کے فرماتے کہ بازار کے متعلق تمہارا کوئی کام ہو تو مجھے کہدو میں کر دوں ایسا نہ ہو کہ تم خرید و فروخت کے متعلق دھوکہ کھاؤ۔ چنانچہ ان کے گھروں سے بکثرت لڑکے لڑکیاں آپ کے ساتھ ہو جاتے اور آپ انہیں بازار سے ان کی ضروری چیزیں خرید دیتے جن کے پاس پیسہ نہ ہوتا انہیں آپ اپنے پاس سے انکی ضروری اشیائ خرید دیتے۔ جب لشکروں سے کوئی قاصد آتا اور خطوط لاتا تو آپ خود ان کے گھروں پر جا کر خطوط پہنچاتے اور انکی بیبیوں سے فرماتے تمہارے شوہر اللہ کی راہ میں ہیں اور تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے شہر میں ہو اگر تمہارے پاس کوئی خط کا پڑھنے والا ہو تو تم خط اس سے پڑھوالینا ورنہ دروازے سے قریب ہو جاؤ تاکہ میں تمہیں خط پڑھکر سنادوں بعد ازاں آپ یہ کہکر چلے جاتے کہ ہمارا قاصد فلاں روز جائے گا۔ تم اپنے خط لکھوا رکھنا میں اس کے ہاتھ بھجوا دونگا۔ ایک روز آپ دوات قلم اور کاغذ لیکر آتے جنہوں نے خط لکھوایا ہوتا ان کا خط لیتے اور جنہوں نے نہ لکھوایا ہوتا ان کو لکھدیتے اور پھر وہ تمام خطوط قاصد کے ہاتھ بھیجدیتے۔ یہ تھے خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضؓ کے اوصاف و اخلاق جو پرتو نبوّت و تربیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے حاصل کئے تھے۔ اور جب آپ سفر میں ہوتے تو بروقت کوچ آپ پکارتے ایہا الناس پھر ایک شخص پکار کر کہدیتا کہ امیر المومنین اعلان کر رہے ہیں کہ اٹھو پانی وانی پی لو اور تیاری کر لو۔ پھر تھوڑی دیر پکارتے الرحیل پھر منادی پکار دیتا کہ امیر المومنین فرما رہے ہیں کہ سوار ہو جاؤ۔ پھر ان کے آپ بھی تیاری

کرتے اور خرچی اونٹ پر لاد دیتے جس پر ایک طرف ستو ہوتا اور ایک طرف کھجوریں اور سامنے پانی کا مشکیزہ باندھ دیتے اس سے ایک پیالہ بھی بندھا ہوتا اور پھر سوار ہو جاتے۔ پھر جہاں کہیں ناشتہ کیلئے اترتے تو یہی ستو پانی گھولتے اور کچھ کھجوریں لیکر چرمی دسترخوان بچھا کر تناول کر لیتے پھر کوچ کرنے کے بعد اس تمام جگہ میں پھرتے جہاں قافلہ اترا تھا جس کی کوئی چیز پاتے رکھ لیتے۔ اسی طرح آپ ہمیشہ پیچھے رہتے۔ اگر سواری لنگ کرتی یا کسی اور وجہ سے کوئی پیچھے رہ جاتا تو آپ قافلہ تک اس کا ساتھ دیتے۔ قافلہ میں جن جن لوگوں کی چیزیں گم ہو گئی ہوتیں تو آپ کے منتظر رہتے اول آپ انہیں سرزنش کرتے اور پھر انکی چیزیں آپ انہیں دیدیتے جب آپ شام پہنچے تو لوگوں نے آپ کو گھوڑے پر بٹھایا۔ اور سفید کپڑے پہنا دیئے۔ تاکہ اہل شام پر آپ کا زیادہ رعب پڑے۔ لیکن جب آپ تھوڑی دیر تک گھوڑا دوڑا کر لیگئے تو اتر پڑے اور اونٹ کی مہار آپ کے ہاتھ میں ہی تھی۔ لہٰذا آپ اونٹ پر بیٹھ گئے اور اپنی پوستین پہن لی۔ اور فرمایا اس سے میرے نفس میں تغیر ہونے لگا اور میں ڈرا کہ میں کہیں اپنے آپ کو نہ بھول جاؤں یہ تمام واقعات مفصل ابو حذیفہ اسحٰق بن بشر نے فتوح شام میں بیان کئے ہیں انہوں نے ہی سے اول تک آپ کا خطبہ بھی بیان کیا ہے۔ یہ امر بھی حضرت عمر کی سیاست سے تعلق رکھتا ہے کہ مسند خلافت پر بیٹھنے کے بعد آپ نے اپنی زوجہ کو جن سے آپ زیادہ الفت رکھتے تھے طلاق دیدی صرف اس خوف سے کہ وہ کسی ناحق امر میں کسی کی سفارش کریں اور آپ انکی پیروی کریں۔ کذافی احیاء العلوم۔ اسی سیاست سے آپ کا وہ خطبہ بھی تعلق رکھتا ہے جسمیں آپ نے اپنے عمال کے فرائض منصبی بیان کئے معدان بن ابی طلحہ سے روایت ہے کہ منجملہ آپ کے خطبوں کے ایک خطبہ تھا۔ جس میں آپ نے بیان کیا تھا کہ اے پروردگار میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میں نے امراء و حکام کو دیار و امصار میں اسلئے بھیجا ہے کہ وہ لوگوں کو دین اور سنن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم دیں ان میں مال غنیمت تقسیم کریں اور انکے درمیان عدل کریں اور کوئی مشکل پیش آئے اُسے میرے پاس بھیجدیں۔ مسلم اسکے راوی ہیں ابو فراس سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا کہ واللہ میں عمال و حکام کو تمہارے پاس اسلئے نہیں بھیجتا کہ وہ تمہیں مار پیٹ کریں بلکہ اسلئے بھیجتا ہوں کہ تمہیں دین کی تعلیم اور اسلام کے احکام سکھلائیں۔ لیکن جو شخص اسکے سوا عملدرآمد کرے اُسے میرے پاس لے آؤ۔ قسم ہے اُس ذات کی جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں اُس سے بدلہ لوں گا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اٹھے اور کہا اے امیر المومنین کیا کوئی حاکم اپنی رعیت کے ساتھ بے عنوانی کرے اور بعض کے ساتھ عدل و انصاف کرے اسپر بھی آپ مواخذہ کرینگے۔ فرمایا قسم ہے اس ذات کی جسکی قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں اُس سے بدلہ لوں گا۔ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ اپنے نفس سے بھی بدلہ لیتے تھے آگاہ رہو مسلمانوں کو مار پیٹ کر کے ذلیل نہ کرو۔ انہیں سرحدوں پر نہ روکے رہو اور جنگل میں اتار کر منتشر نہ کرو کہ ضائع ہو جائیں (یہ تھی امیر المومنین حضرت عمر فاروق کی سیاست)

حضرت عمر فاروقؓ کی کل فتوحات

روضۃ الاحباب میں مذکور ہے کہ حضرت عمر فاروق کے عہد خلافت میں ۱۰۳۶ شہر معہ ملحقات و مضافات

کے فتح ہوئے۔ جس سے ۴ چار ہزار مسجدیں آباد ہوئیں اور اسکے بالمقابل ۴ ہزار کلیسے ویران ہوئے۔ انہیں ۴ چار ہزار مسجدوں میں ۹۰۰ جامع مسجدیں بھی بنائی گئیں۔

شہرہ بصرہ کی بنیاد ڈال کر اسے آباد کرنا اور اس میں چھاؤنی رکھنا

یہ امر بھی حضرت عمر فاروق کی سیاست سے تعلق رکھتا ہے کہ بحر ہند کے ساحل پر جس مقام سے فارس و ہند کے جہاز گزرتے تھے شہر بصرہ کی بنا ڈالی اور غازیوں اور مجاہدین کی کثیر تعداد وہاں آباد کی اسلئے کہ مبادا ایسا نہ ہو کہ فارس و ہند کے جہازات کسی وقت حملہ آور ہو کر اہل اسلام پر کچھ مصیبت ڈھائیں۔

شہر کوفہ کی بنا ڈالنا

جب مدائن فتح ہو گیا اور مسلمانوں کو وہاں رہنے کا اتفاق ہوا تو اسکی آب و ہوا موافق نہ آئی اور انکی صحت میں فرق آنے لگا حضرت سعد بن ابی وقاص نے یہ کیفیت حضرت عمر فاروق کو لکھ بھیجی آپ نے لکھا ان کی رہائش کے لئے کوئی ایسی جگہ تلاش کرو جو دریا سے نزدیک اور بہت وسیع ہو مگر میرے اور انکے درمیان کوئی پل یا دریا حائل نہ ہو چنانچہ تلاش کرنیکے بعد اس قسم کا ایک وسیع میدان ملا اور وہاں مسلمانوں نے رہائش اختیار کی یہ وہی شہر ہے جو کوفہ کے نام سے مشہور ہے۔ اولاً حضرت عمرؓ نے اس جگہ مسلمانوں کو لکڑیوں اور اینٹوں سے کچے مکانات بنانے کی اجازت دی تھی تاکہ انہیں عمارت رفیعہ سے دلبستگی نہ ہو اور وہ مسافرانہ زندگی بسر کر کے اپنے آپ کو جہاد و غزوات کیلئے تیار رکھیں مگر چونکہ آتشزدگی ہونے لگی اس لئے آپ نے پختہ عمارات بنانیکی اجازت دیدی جب مسلمانوں نے یہاں سکونت اختیار کی تو ان کا رنگ روپ اور انکے قویٰ اصلی حالت پر عود کر آئے۔

اسلامی تاریخ میں سنہ ہجری کا لکھا جانا

یہ بھی سیاست ہی سے تعلق رکھتا ہے ابتدائے اسلام میں تاریخ میں سنہ نہیں لکھا جاتا تھا بلکہ صرف مہینے، لکھے جاتے تھے جس سے احکام میں اشتباہ واقعہ ہونے لگا لہٰذا اب تاریخ میں حضرت عمر فاروق نے سنہ ہجری لکھوانا شروع کیا چنانچہ اب تک اسلامی تاریخ میں سنہ ہجری لکھا جاتا ہے۔

حضرت خالد بن ولید کی معزولی

یہ امر بھی حضرت عمر فاروقؓ کی سیاست میں داخل ہے کہ حضرت خالد بن ولید جیسے سپہ سالار اور فاتح کو انکی چند لغزشوں پر معزول کر دیا اور وہ چون و چراں نہ کر سکے حضرت خالد بن ولید کی پہلی لغزش یہ تھی کہ محاصرۂ حمص میں جب کہ ہرقل اہل جزائر سے متفق ہو کر حمص پر حملہ آور ہوا تو حضرت خالد بن ولید باوجود ممانعت قلعہ سے نکل آنے اور جنگ کرنے

پر مُصِر ہوتے اور اطراف و جوانب سے جو کمکیں آنے والی تھیں ان کا انتظار نہیں کیا۔ لہٰذا انکی یہ عجلت حضرت عمر فاروق کو ناپسند آئی کیونکہ اس عجلت کی تین وجہ ہوسکتی ہیں۔ یا اپنے تہور اور اپنی شجاعت کی وجہ سے انہوں نے کمک کا انتظار نہیں کیا اور یا بخل کی وجہ سے کہ اہل کمک غنائم میں شریک نہ ہوں یا استہانت حکم خلیفہ اور کیف ما کان خصائل ذمیمہ میں سے کسی امر کو حضرت عمر فاروق نے پسند نہیں فرمایا۔ علاوہ ازیں ایسی صورتوں میں بلا امداد لئے ہونے جرأت کر کے جنگ کر دینا بسا اوقات ہزیمت کا باعث ہوتا ہے۔ گو اس لڑائی میں فضل الٰہی شامل حال رہا اور تائید الٰہی نے کام فرمایا۔ دوسری لغزش حضرت خالد بن ولید کی یہ تھی کہ انہوں نے ایک شاعر کو مدحیہ قصیدہ کے صلہ میں دس ہزار درہم دیئے تھے چونکہ یہ ایک فاسد رسم تھی حضرت عمر فاروق کو کسی طرح پسند نہ آئی اور حضرت خالد بن ولید کو قنسرین کی حکومت سے معزول کر دیا اور پھر مدۃ العمر تک انہیں کسی حکومت سے نامزد نہیں کیا حضرت خالد بن ولید کو معزول کرنیکی کیفیت یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح کو حکم بھیجا کہ وہ خالد بن ولید کو قنسرین سے بلا کر محضر اعیان لشکر میں ایستادہ کر کے عمامہ سر سے اتار لیں اور اسی عمامہ سے باندھ کر اظہار لیں کہ یہ دس ہزار درہم انہوں نے کہاں سے خرچ کئے اگر یہ انعام انہوں نے بیت المال یا دفینہ جاہلیت سے دیا تو انہوں نے خیانت کی اور اگر اپنے پاس سے دیا تو اسراف کیا چنانچہ اس حکم کی تعمیل کی گئی طرفہ تر یہ ہے کہ حضرت خالد بن ولید نے باوجود اس تہور و شجاعت کی اس واقعہ پر مطلق چون و چرا نہیں کی دیگر اعیان و امراء لشکر بھی اس واقعہ سے بد دل نہیں ہوئے۔ یہ تھی حضرت عمر فاروق کی صولت و سیاست جو آپ کے خصائص سے تھی۔ بعد ازاں حضرت عمر فاروق نے امراء دیار و امصار میں اعلان کرا دیا کہ خالد بن ولید کو کسی خیانت وغیرہ کی وجہ سے معزول نہیں کیا گیا بلکہ اس لئے کہ انہیں خطرہ گزرا تھا کہ یہ فتوحات انکے ہاتھوں اور انکی قوت سے حاصل ہوئیں و ان الامر کلہ للّٰہ اور بات یہ ہے کہ تمام امور اللہ کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ اسی طرح عراق سے حضرت سعد بن ابی وقاص کو معزول کیا تھا بوجہ خوف فتنہ و اختلاف قوم تاکہ کوئی فتنہ و فساد پیدا نہ ہو پھر آخر عمر میں آپ نے اس امر کا اعلان کر دیا کہ انہیں اسلئے معزول نہیں کیا گیا تھا کہ وہ حکومت کرنیکی قابلیت نہیں رکھتے تھے یا یہ کہ ان سے کوئی خیانت وغیرہ ظہور میں آئی بلکہ اعتباطاً بربنائے مظنہ اختلاف قوم معزول کر دیا گیا تھا اور یہ اعلان آپنے اسلئے کیا تھا تاکہ لوگوں کی نظروں میں آپ کی عدالت میں فرق نہ آئے۔

توسیع مسجد الحرام و مسجد نبوی

از جملہ سیاست حضرت عمر فاروقؓ یہ امر تھا کہ جس سال آپ مکہ معظمہ عمرہ کرنے آئے تو مسجد الحرام کو وسیع کیا اور بوقت مراجعت حکم دیا کہ حرمین کے مابین جو مقامات واقع ہیں وہاں سرائیں وغیرہ بنائی جائیں اور کنوئیں صاف کئے جائیں اور جن مقامات پر کنوئیں واقع نہیں ہیں وہاں کنوئیں کھود دیے جائیں تاکہ حجاج کو اثنائے راہ میں کوئی تکلیف نہ ہو۔ مسجد نبوی کی بھی آپ نے توسیع کی مگر اسی طریقہ پر کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بنوائی تھی۔ یعنی آپ نے اسے پختہ نہیں کیا بلکہ خام رکھکر ہی اس کی توسیع کی اور اس میں حصیر بچھوا دیئے

عبد اللہ بن ابراہیم سے روایت کیا گیا ہے کہ مسجد نبوی میں بوریئے حضرت عمر فاروق رضؓ نے بچھوائے جب لوگ سجدے سے سر اٹھاتے تو اپنی پیشانیاں جھاڑتے لگتے اس لئے آپ نے حکم دیا کہ بوریئے بچھوا دیئے جائیں (ابن ابی شیبہ اسکے راوی ہیں)

رعیّت کی تکلیف سے متاثر ہونا

یہ امر بھی سیاست سے تعلق رکھتا ہے کہ جب سال رمادہ میں قحط سالی نمودار ہوئی تو آپ نے بانواع تدابیر اس مشکل کو آسان کیا اولاً یہ کہ جو کچھ کہ بیت المال میں تھا فقراء و مساکین میں تقسیم کر دیا۔ ثانیاً غلہ خریدنے والوں کو منع کر دیا کہ وہ غلہ خرید کر روک نہ رکھیں ثالثاً امرائے دیار و امصار کو احکام بھیجے کہ ہر ایک حاکم و امیر اپنے ضلع و علاقہ سے جسقدر غلہ وغیرہ ممکن ہو مدینہ طیبہ ارسال کرے چنانچہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے ہزار بار شتر شام سے روانہ کئے حضرت عمرو بن العاص رضؓ نے ایک سو کشتیاں روانہ کیں اور اب مدینہ طیبہ کا نرخ مصر و شام کے نرخ سے مساوی ہو گیا اب وہ امر جو خاص آپ کی ذات سے تعلق رکھتا ہے یہ تھا کہ اس سال آپنے یہ امر اپنے اوپر لازم کر لیا تھا کہ تا وقتیکہ قحط سالی دور نہ ہو آپ گوشت۔ اور روغن زیتون تناول نہ کرینگے اور نہ دودھ پئیں گے (اس سال کو رمادہ اس لئے کہنے لگے کہ لوگوں کا رنگ بوجہ قحط سالی کے خاکستری ہو گیا تھا۔

تعیین حکّام

یہ امر بھی از جملہ سیاست حضرت عمر فاروق رضؓ تھا کہ آپنے کوفہ بصرہ وغیرہ بلاد و امصار میں الگ مقرر کیا قاضی الگ اور تحصیلدار بیت المال الگ اور یہ تفریق اسلئے کی گئی کہ بالفرض اگر ایک سے خیانت و تورع میں آئے دوسرا اس سے اطلاع کر دے۔ کیونکہ جن مسلمانوں کا صدق و امانت مسلم ہو چکا ہو ان سب کا خیانت پر متفق ہونا بعید از امکان ہے حضرت صدیق رضؓ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے عہد خلافت میں یہ تفریق نہیں کی گئی تھی۔

تعیین وظائف

از انجملہ یہ کہ تعیین وظائف میں حکمت و مصلحت شرعیہ کی کامل پیروی کی وہ یہ کہ آپ نے تعیین وظائف میں سوابق اسلامیہ قرابت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم۔ خدمت اسلام کرتے ہوئے مصیبت و بلا اٹھانا کثرت اہل و عیال اور رشد درۃ فی الاسلام وغیرہ امور کی پوری رعایت کی جو شخص کافی عقل و فہم رکھتا اور دقائق امور کو سمجھ سکتا ہے۔ وہ اسمیں شک نہیں کر سکتا کہ اس قسم کی رعایات والزامات ان امور سے ہیں جن کی طرف رہنمائی عقول حکماء عاجز و قاصر ہیں بیہقی نے بروایت حضرت امام شافعی روایت کیا ہے حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے کثیر التعداد اہل علم و صدق نے جو اہل علم مکہ و مدینہ اور قبائل قریش وغیرہ سے تھے جن میں بعض بعض فن حدیث میں قابل حجت تھا خبر دی کہ حضرت عمر جب وظائف مقرر کرنے کے لئے فہرست لکھو شروع کی تو فرمایا کہ اس فہرست کو بنی ہاشم سے شروع کرو پھر فرمایا میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ بنی ہاشم و بنی مطلب کو وظائف اس

طرح دیتے تھے کہ بنی ہاشم میں سے ہر ایک مسن کو بنی مطلب پر اور بنی مطلب میں سے ہر ایک مسن کو بنی ہاشم پر مقدم کرتے تھے چنانچہ اسی قاعدہ پر آپ نے بھی فہرست تیار کی۔ انہیں مسن لوگوں کو آپ انکے قبیلہ کے وظائف بھی دیدیا کرتے بنی ہاشم و بنی مطلب بنی عبدالشمس و بنی نوفل کھڑے ہوئے یہ دونوں قبیلہ اصل نسب میں ایک ہی تھے عبد شمس کے متعلق حضرت عمر فاروق نے فرمایا۔ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اخوان ہیں اسلئے آپ نے عبد الشمس کو بنی نوفل پر مقدم کیا۔ پھر انکے بعد بنی اسد بن عبدالعزیٰ اور بنی عبدالدار کھڑے ہوئے آپ نے فرمایا بنی اسد بن عبد العزیٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خسر و داماد ہیں انہیں میں مطیبین وحلف الفضول ہیں انہیں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تھے۔ اس طرح آپ نے انکی سابقیت فی الاسلام بیان کی اور انہیں بنی عبدالدار پر مقدم کیا بنی عبدالدار کے بعد بنو زہرہ کھڑے ہوئے۔ ان کے نام لکھے جانیکے بعد بنی تیم و بنی مخزوم کھڑے ہوئے آپ نے فرمایا بنی تیم میں مطیبین وحلف الفضول ہیں۔ انہیں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تھے مصاہرت وسابقیت وغیرہ کا بھی آپ نے ذکر کیا غرض بنی تیم کو بنی مخزوم پر مقدم کیا بنی مخزوم کے بعد بنی سہم۔ بنی جمح عدی بن کعب کھڑے ہوئے۔ کہا گیا کہ بنی عدی کے نام پہلے لکھیئے آپ نے کہا نہیں میں اپنے نفس کو اسی جگہ رکھوں گا جو اسکی جگہ ہے کیونکہ جب اسلام آیا تو ہمارا (بنی عدی و بنی سہم کا) ایک حال تھا۔ البتہ تم بنی جمح و بنی سہم کے متعلق رائے دو کہا گیا کہ آپ بنی سہم پر بنی عدی کو مقدم کیجیئے پھر بنی جمح کے بعد بنی عدی و بنی سہم کی فہرست ایک دوسرے کے ناموں سے مخلوط تھی۔ جس طرح مجلس دعوت میں لوگ شریک ہوتے ہیں اس پر آپ نے بآواز بلند تکبیر کہی اور شکر الہی بجالائے۔ اسکے بعد آپ نے بنی عامر بنی لوی کو بلایا اور انکے نام لکھے حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں بعض اہل علم نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت ابوعبیدہ بن عبداللہ بن جراح نے دیکھا کہ بہت سے لوگ ان پر مقدم ہوئے جاتے ہیں تو انہوں نے عرض کیا کہ ان سب لوگوں کا نام آپ میرے پہلے لکھیں گے فرمایا ابوعبیدہ۔ جس طرح میں نے صبر کیا۔ تم بھی صبر کرو۔ یا اپنی قوم سے مشورہ کرلو جو لوگ تمہیں اپنے اوپر مقدم کریں ان پر میں تمہیں مقدم کردوں گا اور اگر تم مجھے پر اور کل بنی عدی پر مقدم ہونا چاہو تو میں کرسکتا ہوں اگر تم ہم لوگوں پر مقدم ہونا پسند کرو۔ اس جگہ حضرت امام شافعی فرماتے ہیں بندگان خدا ایک دوسرے سے اولی وافضل ہیں مقدم وہی ہو سکتا ہے جو اللہ و رسول سے اقرب ہو جو دین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں خیانت نہ کرتا ہو۔

قاضی ابو یوسف کتاب الخراج میں فرماتے ہیں مجھ سے ابو نجیح نے حدیث بیان کی کہ وہ حضرت صدیق رضی کی خدمت میں حاضر ہوئے جب کہ حضرت صدیق نے اعلان کیا تھا کہ جس جس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وعدہ کیا ہو میرے پاس آئے۔ چنانچہ جابر بن عبداللہ آئے اور کہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ جب بحرین کا مال آئے گا۔ میں تمہیں لپ بھر کر روپیہ دوں گا۔ حضرت صدیق نے فرمایا اچھا اس مال سے ایک لپ بھر کر روپیہ اٹھالو چنانچہ انہوں نے اٹھالیا اور گنا تو پانچسو درہم نکلے فرمایا اچھا ایک ہزار درہم اور اٹھالو اسی طرح جسقدر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جس جس سے وعدہ کیا ہوا تھا اسی قدر ہر ایک کو دے دینے کے بعد باقی مال تمام مسلمان کے درمیان تقسیم کردیا اس تقسیم میں چھوٹے بڑے حر مملوک عورت و مرد سب برابر تھے۔ چنانچہ ہر شخص کو اس مال سے ۹ درہم اور ایک ثلث پہنچے آئندہ سال اس

زیادہ مال آیا اور اب ہر شخص کو بیس بیس درہم پہنچے (اور یہ صرف بحرین کی آمدنی کا ذکر تھا مترجم) ابن ابی نجیح کہتے ہیں کہ کئی لوگ حضرت صدیق کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ اے خلیفہ رسول اللہ آپ نے ان لوگوں میں علی السویہ تقسیم کیا حالانکہ بہت سے لوگ اہل فضل ہیں اور سوابق* کا آپ ذکر کرتے ہیں مجھے بھی معلوم ہے مگر یہ وہ شئی ہے جس کا اجر و ثواب اللہ پر ہے اور یہ معاش ہے اس میں ترجیح دینے کی نسبت مساوات زیادہ بہتر ہے۔

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا زمانہ آیا اور فتوحات زیادہ ہوگئیں تو آپ نے اہل فضائل و سوابق کو ترجیح دینا شروع کیا اور فرمایا اب میں ان لوگوں کو جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لڑے یعنی فتح مکہ کے بعد جنہوں نے اسلام قبول کیا مترجم) ان لوگوں کے برابر نہیں کرسکتا جنہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب ہو کر قتال و جہاد کیا۔ چنانچہ آپنے اہل فضل و سوابق کے لئے جن میں وہ سب مہاجرین و انصار شریک تھے جو جنگ بدر میں حاضر ہوچکے تھے پانچ پانچ ہزار درہم سالانہ مقرر کئے اسی طرح اور مسلمانوں کے وظائف بھی حسب مراتب مقرر کئے مؤلف پہلے بھی عرض کرچکا ہے (مراد شاہ صاحب) کہ یہاں احقر کا نظریہ یہ ہے کہ یہ اختلاف کسی شرعی امر میں نہ تھا بلکہ یہ اختلاف حسب اقتضائے وقت تھا۔ چنانچہ قاضی ابو یوسف نے کتاب الخراج میں بروایت ابی جعفر بیان کیا ہے کہ جب حضرت عمر فاروق نے چاہا کہ لوگوں کے وظائف مقرر کریں تو آپ نے اس کے متعلق جو رائے دی بہتر رائے تھی۔ لوگوں نے کہا فہرست آپ اپنے نام سے شروع کیجئے آپ نے کہا کہ نہیں بلکہ آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اقرب شخص کے نام سے فہرست شروع کی چنانچہ سب سے پہلے آپ نے حضرت عباس کا نام لکھا پھر حضرت علی کا اسی طرح یکے بعد دیگرے اور قبائل کے نام لکھے اور بنی عدی پر فہرست ختم کی اور بروایت شعبی بیان کیا ہے کہ جب فارس و روم فتح ہوئے تو حضرت عمر فاروق نے اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو جمع کیا اور فرمایا میری رائے یہ ہے کہ میں لوگوں کے وظائف سالانہ مقرر کردوں اور پھر سال بھر تک مال بیت المال میں جمع کرتا ہوں سب نے بالاتفاق کہا بہتر ہے آپ کی جو کچھ رائے ہے اسپر عمل کیجئے انشا اللہ آپ کی رائے موفق بالصواب ہوگی جب آپ نے لوگوں کو انکے نام لکھنے کے لئے طلب کیا تو عبدالرحمن بن عوف کہنے لگے پہلے آپ اپنا نام لکھئے آپ نے کہا نہیں بلکہ فہرست آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قبیلہ بنی ہاشم سے شروع کروں گا لہٰذا آپ نے بنی ہاشم میں سے حاضرین بدر کے نام لکھنے شروع کئے حر ہو یا غلام چنانچہ حاضرین بدر میں سے ہر ایک بنی ہاشم کا وظیفہ مقرر کیا . . . . پانچ ہزار سالانہ

مگر حضرت عباس کا . . . . بارہ ہزار ؍؍

ہر ایک بدری کا عربی ہو یا غلام . . . . پانچ ہزار ؍؍

ازواج نبی صلے اللہ علیہ وسلم میں سے ہر ایک کا . . . . دس ہزار ؍؍

مگر حضرت عائشہ صدیقہ کا . . . . بارہ ہزار ؍؍

ہر ایک انصار کا جن میں سب سے پہلے محمد بن مسلمہ کا نام تھا . . . . چار ہزار ؍؍

مہاجرین حبشہ میں سے ہر ایک کا یہ وہ صحابی تھے جو ابتدائے اسلام میں حبشہ ہجرت کرگئے تھے . . . چار ہزار ؍؍

اور اسی لئے بجائے حضرت ام سلمہ کے انکے بیٹے عمرو بن ابی سلمہ کا وظیفہ مقرر کیا . . . . چار ہزار ؍؍

* وقرابت رکھتے ہیں اگر آپ انھیں ترجیح دیتے تو بہتر ہوتا حضرت صدیقؓ نے فرمایا جن سوابق کا

اِس پر محمد بن عبداللہ جحش نے کہا آپ عمر بن ابی سلمہ کو بوجہ انکے والد کے ہجرت کرنے کے ہم پر کیوں ترجیح دیتے ہیں حالانکہ ہمارے باپ دادا وں نے بھی ہجرت کی ہے آپ نے کہا بوجہ اسکے کہ انہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے تقرب تھا اگر مستغیث عمر بن ابی سلمہ کی والدہ حضرت ام سلمہ جیسی والدہ رکھتا ہو تو میں اس کا استغاثہ سن سکتا ہوں۔ اسی طرح بلحاظ قرابت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت امام حسن رض و امام حسین رض کا وظیفہ پانچ پانچ ہزار سالانہ مقرر کیا ہوا تھا۔ باقی مہاجرین و انصار میں ہر ایک کا زیادہ سے زیادہ دو ہزار سالانہ ازواج مہاجرین و انصار سے ہر ایک کا چھ سو سے دو سو تک سالانہ اسی طرح قبیلہ حمیر کی فہرست جدا تھی جنمیں سے ہر ایک سردار فوج یا حاکم قصبہ کا وظیفہ مقرر تھا۔

سائب بن یزید سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق فرمایا کرتے تھے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کوئی مسلمان نہیں مگر یہ کہ اس مال میں اس کا حق ہے۔ دیا جائے یا نہیں سب سے پہلے اس مال میں عبد مملوک کا حق ہے۔ خود میرا حصہ بھی اس مال میں تم سے ایک ہی کے برابر ہے۔ مگر ہم لوگ (مسلمان) علی قدر مراتب ہیں بحیثیت کتاب اللہ وصحبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پس ہر شخص کا مرتبہ بحیثیت قدامت و سوابق اسلام و بحیثیت خدمت اسلام و مصیبت فی الاسلام کے ہے۔ اور بہ حیثیت اس کے کہ اسلام میں اُس کی کہاں تک ضرورت ہے اور کہاں تک نہیں قسم ہے اللہ کی اگر میں زندہ رہا تو جبل صنعا کے چرواہوں کو انکے حصے پہنچائے جائیں گے۔ قبل ازیں کہ وہ اپنے حصے طلب کرنے آئیں۔ یزید بن سائب کہتے ہیں کہ قبیلہ حمیر کی فہرست جدا تھی جن میں سے ہر ایک سردار فوج و حاکم فوج و حاکم قصبہ کا وظیفہ نو ہزار سے سات ہزار تک مقرر تھا اور ہر ایک مولود کا ابتدائی وظیفہ دو سو سالانہ تھا۔ نیز وہ بیان کرتا ہے کہ جب مال بکثرت ہو گیا تو آپ نے کہا کہ اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو پچھلے لوگوں کو اگلوں سے ملا دوں گا یہاں تک کہ وظائف میں سب مساوی ہو جائیں گے مگر آپ آئندہ سال تک زندہ نہ رہے۔

قاضی ابو یوسف فرماتے ہیں کہ ابو معشر نے مجھ سے حدیث بیان کی ان سے عمر مولے عفرہ وغیرہ نے کہ جب حضرت عمر فاروق کے پاس فتوحات کا مال آیا اور مال زیادہ ہو گیا تو آپ نے کہا کہ تقسیم مال میں حضرت صدیق کی اور رائے تھی اور میری اور میں ان لوگوں کو جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے لڑے انکے برابر نہیں کر سکتا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لڑے غرضیکہ آپ نے تفریق کی اور علی قدر مراتب وظائف مقرر کئے چنانچہ مہاجرین و انصار میں سے ہر ایک کا وظیفہ پانچ ہزار سالانہ مقرر کیا اور ہر ایک اس شخص کا جو صفات اسلام میں اہل بدر کے قریب قریب تھا چار ہزار سالانہ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عم حضرت عباس کا بارہ ہزار ازواج نبی صلے اللہ علیہ وسلم میں ہر ایک کا بارہ ہزار مگر حضرت صفیہ و حضرت جویریہ کا چھ چھ ہزار جسکے لینے سے اولاً انہوں نے انکار کیا آپ نے کہا دیگر ازواج مطہرات نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا بارہ بارہ ہزار وظیفہ بوجہ انکے مہاجرات میں سے ہونیکے کیا ہے جس پر انہوں نے کہا نہیں بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک انہیں تقرب حاصل ہونیکی وجہ سے آپ نے ان کا وظیفہ بارہ بارہ ہزار مقرر کیا ہے۔ اور حضرت امام حسن رض و حضرت امام حسین رض کا پانچ پانچ ہزار سالانہ بوجہ قرابت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم۔ یہی وظیفہ حضرت علی مرتضی کا بھی تھا۔

اسامہ بن زید کا چار ہزار۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق کے بیٹے عبداللہ بن عمر کا تین ہزار۔ اس پر انہوں نے کہا آپ نے اسامہ بن زید کو مجھ سے ایک ہزار زیادہ کس لئے دیئے حالانکہ میرے والد (آپ) کو جو فضیلت حاصل ہے ان کے والد کو حاصل نہ تھی آپ نے فرمایا تمہارے والد کی نسبت اسامہ کے والد زید اور تمہاری نسبت اسامہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب تھے اسلئے تمہاری نسبت اُن کا وظیفہ ایک ہزار درہم زیادہ مقرر کیا اسی طرح ہر ایک مہاجرین وانصار کے لڑکوں کو دو دو ہزار مگر عمر بن ابی سلمہ کا تین ہزار سالانہ مقرر کیا کیونکہ جب اُن کی باری آئی تو آپ نے کہا ان کا ایک ہزار زیادہ وظیفہ مقرر کرو جس پر محمد بن عبداللہ بن حجش نے کہا کہ جو فضیلت ہمارے آباؤ اجداد کو حاصل تھی انکے والد کو حاصل نہ تھی اور نہ خود ان کو وہ فضیلت حاصل ہے جو ہمیں حاصل ہوئی آپ نے فرمایا میں نے انکے والد کے لحاظ سے انکے دو ہزار درہم سالانہ مقرر کئے اور ایک ہزار سالانہ انکی والدہ ام سلمہؓ کے لحاظ سے اضافہ کیا ہے اگر تم بھی ام سلمہ جیسی ماں رکھتے، تو تمہارے وظیفہ میں بھی اضافہ کر دیتا۔ باقی اہل مکہ کا آپ نے آٹھ آٹھ سو سالانہ وظیفہ مقرر کیا۔ طلحہ بن عبید اللہ عثمان بن عبید اللہ کو لائے تو آپ نے ان کا بھی آٹھ سو وظیفہ مقرر کیا مگر جب نضر بن انس آئے تو آپ نے کہا ان کا دو ہزار مقرر کر دو اسلئے ان کا دو ہزار مقرر کیا۔ طلحہ بن عبید اللہ نے کہا میں نہیں جیسے شخص یعنی عبید اللہ کے بیٹے عثمان کو لیکر آیا تو آپ نے آٹھ سو وظیفہ مقرر کیا اور ان کا یعنی نضر بن انسؓ کا آپ نے دو ہزار مقرر کیا آپ نے فرمایا انکے والد جنگ اُحد کے دن جب مجھے ملے تو کہنے لگے کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے اور اگر شہید ہو گئے تو اللہ تو زندہ ہے۔ وہ تو مرنیوالا نہیں۔ یہ کہکر وہ لڑے اور شہید ہو گئے۔ یہ نضر بن انس انہیں کا بیٹا ہے جو فلاں فلاں جگہ بکریاں چراتا ہے۔ (مولف) احقر عرض کرتا ہے کہ ان دونوں روائتوں میں جہاں کہیں اختلاف واقع ہوا ہے اسمیں وجہ تطبیق اور جمع بین الروایتین بایں طریق ممکن ہے کہ بعض سنین میں آپ نے کچھ وظیفہ مقرر کر کے آئندہ سنین میں کسی قدر اضافہ کر دیا ہو۔

اخذ خراج یا جزیہ

یہ امر بھی از جملہ سیاست حضرت عمر فاروق تھا کہ آپ نے عثمان بن حنیف اور حذیفہ بن یمان کو پیمائش عراق کے لئے روانہ کیا۔ کیونکہ بمطابق پیمائش آپ نے اس کا خراج مقرر کیا ہوا تھا۔ قاضی ابو یوسف فرماتے ہیں کہ سری بن اسمٰعیل نے مجھ سے حدیث بیان کی ان سے عامر شعبی نے کہ حضرت عمر فاروق نے تمام عراق کی پیمائش کرائی تو کل پیمائش ۳ کروڑ ۶۰ لاکھ جریب ہوئی اسی کے مطابق آپنے خراج مقرر کیا۔ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

غلہ پر فی جریب . . . . ایک درہم و ایک قفیز
انگور پر . . . . دس درہم
کھجور پر . . . . پانچ درہم
گنے پر . . . . چھ درہم

اسی طرح قاضی ابو یوسف نے شام اور جزیرہ وغیرہ تمام مقامات کے خراج کا بیان کیا ہے جسکی تفصیل خالی از طوالت نہیں اسقدر جان لینا کافی ہے کہ آپ ہر شہر میں اُسکے حسب حال خراج مقرر فرماتے تھے ۔

شرائط مصالحت

ازانجملہ یہ کہ جب آپ کفار سے مصالحت فرماتے تو صرف وہی شرائط مقرر کرتے جو ضروری ہوتے اور بعض ہو بہو وہ شرائط کم و بیش مختلف ہوتیں قاضی ابو یوسف فرماتے ہیں کہ عبد اللہ بن سعید حذیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق جب کسی قوم سے مصالحت کرتے تو مندرجہ ذیل شرائط کر لیتے اول یہ کہ اُسے اسقدر خراج ادا کرنا ہوگا ۔ دوم یہ کہ جب اُس کے علاقہ سے کسی مسلمان کا گزر ہو تو تین دن ضیافت کرے جب چلنے لگے تو اُسے رستہ بتلائے ۔ سوم ہمارے دشمن سے سازش نہ کرے ۔ چہارم ہمارے مجرم کو پناہ نہ دے ۔ جب تک وہ ان شرائط کو بجالاتے رہینگے وہ آزاد ہیں ان کے خون ان کی عورتوں کے خون ان کے بچوں کے خون کی اور ان کے مال کی حفاظت اللہ اور اس کے رسول کے ذمہ ہے اور ہم اس بات سے بری ہیں کہ ہمارے لشکر سے انہیں کچھ ضرر پہنچے ۔

مجاہدین کیلئے اسباب جہاد مہیا کرنا

ازانجملہ یہ کہ آپ اسباب مجاہدین بابلغ وجوہ مہیا کرتے تھے ۔ قاضی ابو یوسف فرماتے ہیں کہ ہمارے قدیم شیخ نے اپنے ستیاح سے روایت کی ہے ۔ کہ حضرت عمر فاروق اپنے پاس چار ہزار سدھائے ہوئے گھوڑے صرف جہاد کیلئے رکھا کرتے تھے جب کسی شخص کا وظیفہ ناکافی ہوتا اور اُسکے پاس گھوڑا نہ ہوتا تو آپ ان گھوڑوں میں سے ایک گھوڑا اسے دے دیتے اور فرما دیتے کہ اگر بھوک پیاس سے تم نے اسے مارا تو تم اسکے ضامن ہو اور اگر یہ لڑائی میں کام آئے تو تم پر کچھ تاوان نہیں اور حضرت امام مالک نے بروایت یحییٰ بن سعید روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق ہر سال مجاہدین کے لئے چالیس ہزار اونٹ لدا کر بھیجا کرتے تھے (الحدیث)

جاگیروں کا تقرر

اس مصرف کیلئے آپ نے بادشاہان جاہلیت کے خاص خزائن بیت المال میں داخل کر لئے تھے تاکہ جس شخص کو جاگیر دینی ہو اس مال میں سے دیدی جائے ۔ چنانچہ ابو یوسف فرماتے ہیں کہ بعض اہل مدینہ نے اپنے قدمائے اشیاخ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق کے دفتر میں پایا گیا کہ آپ نے کسریٰ اور آل کسریٰ کے خاص خزائن اور جنگلات و تالاب جس کے مالک کسریٰ سے فرار ہو کر چلے گئے یا معرکہ میں مارے گئے بیت المال میں ضم کر لئے ۔ اسی مال میں سے آپ جس کی جاگیر مقرر کرنی چاہتے مقرر کر دیتے ۔

تحصیل خمس

ازانجملہ یہ کہ آپ نے سواحل بحر پر عامل مقرر کئے جو دریا کی پیداوار کا خمس ۱/۵ وصول کر لیتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق نے یعلی بن امیہ کو دریا پر خمس وصول کرنے کے لئے مقرر کیا تو انہوں نے عنبر کے متعلق جو کسی شخص نے ساحل پر پایا تھا حضرت عمر فاروق سے دریافت کیا کہ کیا اس میں خمس لیا جائے گا۔ آپ نے لکھا کہ یہ عطیہ ہے جو اللہ تعالےٰ نے اسے عطا کیا اس میں اور ہر ایک اس چیز میں جو دریا سے برآمد ہو خمس ہے حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں یہی میری رائے ہے اخرجہ القاضی ابویوسف فی کتاب الخراج (مولف) احقر عرض کرتا ہے فقہا کا اس مسئلہ میں اتفاق ہے کہ اگر کوئی بادشاہ مال کی طرف محتاج ہو اور اس روایت کے مطابق عمل کرے جائز و درست ہے یہی مسلک ہے امام ابویوسف کا۔ اسی طرح شہد۔ بادام۔ اخروٹ۔ پستہ اور زیتون وغیرہ میں خمس لینا جائز ہے۔ اور اگر روایت اخذ عشر ۱/۱۰ پر عمل کیا جائے تو بھی جائز ہے اور اخذ خمس کی نسبت بہتر و احوط ہے بلحاظ مظالم میں نہ پڑنے کے۔

حضرت عمر فاروق رضؓ کے حکام

ازانجملہ یہ کہ آپ عادل ثقہ اور امین لوگوں کو حاکم بناتے تھے اور بابلغ وجوہ انہیں موعظت و نصیحت فرماتے اور نہ صرف بلکہ ہمیشہ انکے حال کی نگرانی کرتے چنانچہ ہم اسکے متعلق چند روایتیں درج ذیل کرتے ہیں عامر محرز ابن ابی ہریرہؓ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جمع کیا اور کہا کہ اگر آپ لوگ میری مدد نہ کریں گے تو اور کون کرے گا سب نے عرض کیا ہم آپ کی اعانت کرنیکو تیار ہیں۔ اسکے بعد آپ نے حضرت ابوہریرہ سے فرمایا تم بحرین و ہجر جاؤ۔ پھر آئندہ سال میرے پاس آنا۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ جب میں آئندہ سال واپس آیا تو وہ تھیلیں بھر کر لایا جن میں ۵لاکھ نقود تھے۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا۔ میں نے اسقدر مال کبھی نہیں۔ معلوم ہوتا ہے اسمیں مظلوم یتیم اور بیواؤں کا مال ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ نے عرض کیا نہیں قسم ہے اللہ کی اگر ایسا ہو تو میں نہایت ہی بدترین شخص ہوں (کتاب الخراج لابی یوسف)

محمد بن ابی حمید (الساعدی) اپنے اشیاخ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے حضرت عمر فاروق کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ نے اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ملوث کیا فرمایا اے ابوعبیدہ اگر میں دیندار لوگوں سے اعانت نہ لوں تو کس سے لوں۔ عرض کیا اگر آپ ان سے اعانت لینا چاہتے ہیں تو آپ ان کی تنخواہیں مقرر کر کے انہیں خیانت کرنے سے مستغنی کر دیجیئے۔ جب آپ انہیں کام پر مقرر کریں تو انکی تنخواہیں فراخدلی سے مقرر کریں۔ تاکہ وہ اپنی ضروریات میں محتاج نہ رہیں (کتاب الخراج) عبدالملک بن ابی سلیمان عطا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ایک دفعہ جمیع عمال کو لکھا کہ اب کی دفعہ تمام عمال موسم حج میں جمع ہوں جب تمام عمال حج کے موقعہ پر جمع ہو گئے تو آپ نے کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ اے لوگو　تمہارے حاکم ہیں میں نے

تم پر انہیں اس لئے مقرر نہیں کیا کہ یہ تمہیں مار پیٹ کریں تمہاری جانیں اور تمہارا مال تلف کریں باوجود اس کے اگر کسی پر انہوں نے ظلم کیا تو میرے سامنے آئے تو سوائے ایک شخص کے اور کوئی شکایت لیکر نہیں آیا اس شخص نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین مجھے میرے حاکم نے سو کوڑے مارے ہیں آپ نے پوچھا کیا تو بھی اسے مارے گا۔ اگر تو مارنا چاہتا ہے تو تو اپنا بدلہ لے حضرت عمرو بن العاص نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ اے امیر المومنین اگر آپ اس امر کا افتتاح کرینگے تو بعد کے لوگوں کے لئے یہ امر سنت ہو جائے گا۔ کہ وہ حکام سے اس قسم کا انتقام لیا کریں گے فرمایا تو کیا میں اس سے بدلہ نہ دلاؤں حالانکہ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خود اپنے نفس سے بدلہ لیتے دیکھا ہے۔ پھر آپ نے اس شخص سے کہا اٹھو اور اٹھ کر قصاص لو عمرو بن العاص نے عرض کیا آپ ہمیں چھوڑ دیجیئے ہم اسے راضی کرلیں گے آپ نے فرمایا اچھا راضی کرلو۔ چنانچہ سو دینار اسے دیکر راضی کر لیا گیا (کتاب الخراج)

عاصم بن ابی النجود ابن ابی بجر نمیر بن ثابت سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق جب کسی کو حاکم بناتے تو مہاجرین و انصار کی ایک جماعت کے روبرو اس سے اقرار کرا لیتے کہ وہ گھوڑے پر سوار نہ ہوگا۔ باریک لباس نہ پہنے گا اور میدے کی صاف ستھری روٹیاں نہ کھائے گا اور دروازے بند نہ رکھے گا۔ بجز ان انسانی ضروریات کے جو لابدی ہیں اور یہ کہ در پردہ پہرہ مقرر نہ کرے گا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ راہ میں جارہے تھے ایک شخص نے پکار کر کہا کہ کیا آپ صرف ان شرطوں کا لینا ہی کافی سمجھتے ہیں و بس حالانکہ آپ کے عامل عیاض غنم حاکم مصر باریک کپڑے پہننے لگے اور دروازے پر سنتری رکھنے لگے۔ آپ نے محمد بن مسلمہ، کو جو آپ کے سفیر تھے طلب کیا اور فرمایا کہ عیاض بن غنم کو میرے پاس لیکر آؤ جس حال میں کہ وہ ہوں محمد بن مسلمہ جب مصر پہنچے تو دیکھا کہ ان کے دروازے پر سنتری بیٹھا ہوا ہے جب اندر گئے تو دیکھا کہ وہ باریک کرتہ پہنے ہوئے ہیں انہوں نے کہا کہ نہیں* بلکہ اسی حال میں چلو غرض یہ اسی حال میں آئے حضرت عمر فاروق نے فرمایا اپنا کرتہ اتار ڈالو اور ایک صوف کا کرتہ منگایا۔ ایک گلہ بکریوں کا منگایا۔ اور ایک عصا منگایا اور فرمایا کہ یہ کرتہ پہنو اور لاٹھی ہاتھ میں لیکر ان بکریوں کو چرایا کرو۔ اور ان کا دودھ پیا کرو اور جو کوئی تمہارے پاس آئے اسے بھی پلایا کرو انہوں نے کہا اس سے موت بہتر ہے۔ کئی دفعہ یہی سوال و جواب ہوا آپ نے فرمایا کیوں آخر تمہارے والد بھی بکریاں رکھتے تھے اور انہیں چرایا کرتے تھے۔ اسلئے ان کا نام بھی غانم پڑ گیا تو ان کی نسبت تم کچھ خیر و بھلائی رکھتے ہو عرض کیا ہاں یا امیر المومنین راوی کہتا ہے پھر آپ نے ان سے وہ کرتا اتروالیا اور انہیں انکی حکومت پر واپس کر دیا۔ پھر اسکے بعد انہوں نے وہ طرز عمل اختیار کیا کہ کوئی عامل و حاکم انکی برابری نہیں کر سکتا تھا (کتاب الخراج)

اعمش ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق کو جب معلوم ہوتا کہ فلاں عامل مریضوں کی عیادت نہیں کرتا غربا کو نہیں آنے نہیں دیتا تو آپ اسے معزول کر دیتے (کتاب الخراج)۔ عبید اللہ بن حمید ابو بلیح سے روایت کرتے ہیں کہ ابو موسیٰ اشعری کو حضرت عمر فاروق نے لکھا کہ لوگوں سے اپنی مجلس میں اور اپنے سامنے اسطرح ملاطفت کرو کہ کوئی ضعیف تمہارے عدل سے مایوس نہ ہو اور کوئی شریف

* چلو اور امیر المومنین رض سے ان امور کی جواب دھی کرو۔ انہوں نے کہا اچھا میں اپنا یہ لباس رکھوں محمد بن مسلمہ نے کہا نہیں ؏

تمہارے جور و ظلم کا دل پر خیال تک نہ لاتے۔ (کتاب الخراج) قاضی ابو یوسف کتاب الخراج میں فرماتے ہیں کہ علمائے شام میں سے میرے ایک شیخ جنہوں نے بہت سے شیوخ کو پایا ہے۔ عروہ بن رویم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ابو عبیدہ بن جراح حاکم شام کو لکھا کہ میں تم کو نامہ لکھتا ہوں جس میں میں نے تمہارے اور اپنے لئے کوئی نیکی نہیں چھوڑی مگر یہ کہ اسمیں لکھدی وہ پانچ باتیں ہیں جنہیں تم اپنے اوپر لازم کرلو۔ جس سے تمہارا دین سلامت رہے گا۔ اور تم فضیلت حاصل کرنے میں پورا حصہ لوگے اول یہ کہ جب تمہارے پاس مدعی و مدعا علیہ آئیں تو چاہیئے کہ درسچے گواہوں اور سچی قسموں پر فیصلہ کرو اور ضعیف و کمزور کو اپنے نزدیک آنے دو تاکہ اسکی زبان کھلے اور اُس کے دل میں جرأت پیدا ہو۔ نیز فیصلہ کرتے ہوئے غریب و مفلس کو نہ روکو ورنہ وہ اپنا حق چھوڑ کر واپس چلا جائے گا۔ اور جس نے اسکی حق تلفی کی ہوئی ہے اس کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھے گا۔ اور جب تک تم نے فیصلہ نہ کیا ہو صلح کی ترغیب دیتے رہو۔ فقط۔ والسلام۔ قاضی ابو یوسف اسکے راوی ہیں طلحہ بن معدان الیعمری سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے خطبہ میں حمد و صلوۃ کے بعد حضرت صدیق کا ذکر کیا اور آپ کے لئے مغفرت مانگی۔ پھر بیان کیا اے لوگو کوئی حقدار معصیت الٰہی کر کے اپنا حق نہیں پا سکتا میں اس مال کے معاملہ میں بجز تین امور کے اور کوئی امر نہیں پاتا اول یہ کہ حق کے ساتھ لیا جائے اور بدوں حق نہ دیا جائے تمہارے مال کی اور میری مثال متولی مال یتیم جیسی ہے اگر میں غنی ہوا تو استعفاف کروں گا اور فقیر ہوا تو بقدر ضرورت لوں گا۔ دوم یہ کہ میں تم سے ایک کو ایک پر ظلم نہ کرنے دوں گا۔ کوئی کسی پر ظلم نہیں کر سکتا مگر یہ کہ میں اس کا ایک رخسار زمین پر رکھوں گا اور ایک پر اپنا قدم رکھوں گا۔ یہاں تک کہ وہ سمجھ لے کہ حق کیا ہے سوم یہ کہ تمہارے اس مال کے متعلق چند حقوق ہیں جنہیں میں تم سے ذکر کرتا ہوں۔ جن میں تم مجھ سے مواخذہ کر سکتے ہو اول یہ کہ میں تم سے کوئی مال روک نہ رکھوں گا مگر بحق خواہ وہ مال بصیغہ خراج آیا ہو یا بصیغہ غنیمت دوم یہ کہ جب مال میرے ہاتھ میں آئے تو وہ نہ نکلے مگر بحق۔ سوم یہ کہ میں تمہارے وظائف اور تمہارے ارزاق میں اضافہ کروں گا انشاءاللہ اور تمہاری سرحدوں کی مضبوطی مجھ پر تمہارے یہ حقوق بھی ہیں کہ میں تم کو ہلاکت میں نہ ڈالوں۔ سرحدوں پر تمہیں روکے نہ رہوں۔ جان لو کہ وہ زمانہ قریب ہے کہ امین کم ہونگے قاری بہت فقہا کم ہونگے دنیادار زیادہ وہ زمانہ جسمیں لوگ آخرت کے کاموں میں دنیا طلب کریں گے اور یہ وہ کام ہوگا جو انکے دین کو اسطرح کھائے گا جس طرح آگ لکڑی کو کھاتی ہے۔ آگاہ رہو جو کوئی تم میں ایسا زمانہ پائے تو چاہیے کہ اللہ سے ڈرے اور صبر کرے اے لوگو آگاہ رہو اللہ نے تم پر بہ نسبت حق خلق کے اپنا حق زیادہ رکھا ہے چنانچہ فرمایا ہے۔ ولا یامرکم ان تتخذوا الملئکۃ والنبیین اربابا ایامرکم بالکفر بعد اذ انتم مسلمون۔ اللہ تمہیں حکم نہیں دیتا کہ تم فرشتوں اور انبیا کو اللہ کے برابر جاننے لگو کیا وہ تمہیں کفر کا حکم دے سکتا ہے بعد ازاں کہ تم مسلمان ہو چکے۔ آگاہ رہو کہ میں تم کو حاکم بنا کر اسلئے نہیں بھیجتا کہ تم لوگوں پر سرکشی کرنے لگو بلکہ میں تم کو ہدایت و رہنمائی کے لئے بھیجتا ہوں کہ لوگ تمہاری پیروی کریں چاہیئے کہ مسلمانوں کے حقوق ادا کرتے رہو۔ انہیں مار پیٹ کر کے ذلیل نہ کرو۔ انہیں سرحدوں پر روکے نہ رہو۔ تاکہ فتنہ میں نہ پڑو اور اپنے دروازے بند نہ رکھو ورنہ ضعیف و کمزور کو قوی ہلاک کرے گا۔ ان پر اپنے آپ کو ترجیح نہ

دو اور فوقیت نہ جتلاؤ۔ ورنہ تم ان پر ظلم کروگے۔ انکے حال سے ناواقف نہ رہو۔ جس قدر انہیں طاقت و قدرت ہو اسی
کے مطابق کفار سے انکی جنگ کراؤ، اور جب وہ تھک جائیں تو انہیں لڑائی سے روکدو کیونکہ یہ امر تمہیں جہاد میں تقویت
دینے والا ہے۔ آگاہ رہو میں تمہیں اس امر پر شاہد بناتا ہوں کہ میں دیار و امصار میں امراء اسلئے بھیجتا ہوں۔ کہ وہ
لوگوں کو دین سکھلائیں اور ان میں مال غنیمت تقسیم کریں۔ انکے درمیان عدل و انصاف کریں اور اگر کوئی مشکل مسئلہ
پیش آئے۔ تو میرے پاس بھیجدیں۔ طلحہ بن معدان بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق فرمایا کرتے تھے کہ حکومت
سختی کے ساتھ ممکن نہیں مگر وہ سختی جسمیں جبر و ظلم نہ ہو اور نرمی کے ساتھ مگر نہ وہ نرمی جو سستی اور غفلت سے ناشی ہو
(قاضی ابی یوسف فرماتے ہیں کہ عبید اللہ بن ابی حمید نے مجھ سے حدیث روایت کی ان سے ابو الملیح بن اسامۃ
الہذلی نے کہ حضرت عمر فاروق نے خطبہ میں بیان فرمایا اے لوگوں کے نگہبانو (حکام کی طرف خطاب تھا) تم پر
ہمارا حق ہے کہ ہمیں تم غائبانہ نصیحت کرو اور نیک کام میں اعانت کرو اے خلق اللہ کے نگہبانو اللہ کے نزدیک
حلم سے زیادہ پسندیدہ کوئی شئی نہیں اور حاکم کے حلم اور اسکی نرمی سے زیادہ نفع دینے والی کوئی شئی نہیں اسی طرح
جہل سے زیادہ مبغوض تر اللہ کے نزدیک کوئی شئے نہیں اور حاکم کی جہالت اور بیوقوفی سے زیادہ ضرر پہنچانیوالی
کوئی شئے نہیں جان لو کہ جو شخص عافیت کا طالب ہوتا ہے اُسے عافیت دی جاتی ہے۔ الاستیعاب میں ہے
کہ جب یزید بن ابی سفیان نے وفات پائی تو اپنے بھائی معاویہ بن ابی اسفیان کو اپنا جانشین کر گئے حضرت عمر فاروق
نے انہیں بھی وہی وصیت نامہ لکھ بھیجا جو ان کے بھائی یزید بن ابی سفیان کو لکھا گیا تھا۔ اور وہی عہدہ و منصب
اور اختیارات دیئے جو انکے بھائی کو دیئے گئے تھے۔ جب حضرت عمر فاروق شام کیطرف گئے اور آپ نے امیر معاویہ
کو دیکھا تو فرمایا یہ عرب کے کسریٰ ہیں۔ کیونکہ امیر معاویہ سواروں کی ایک بہت بڑی اردلی کے ساتھ آپ کے
استقبال کو آئے ہوئے تھے۔

جب ملاقات ہوئی آپ نے فرمایا تم بڑے اردلی لیکر آتے ہو عرض کیا ہاں یا امیر المومنین فرمایا اس اردلی
کے علاوہ میں نے سنا ہے کہ تمہارے دروازے پر حاجتمند لوگ کھڑے رہتے ہیں (یعنی اپنے دروازے
پر سنتری رکھتے ہو) عرض کیا ہاں یا امیر المومنین، فرمایا اس کی وجہ، عرض کیا ہم ایسی زمین میں ہیں جہاں ہمارے
دشمن کے جاسوس بکثرت پھر رہے ہیں۔ اسلئے ہم چاہتے ہیں کہ بادشاہ اسلام کی حشمت اور رعب کا اظہار
کریں۔ اگر آپ حکم دیں کہ تو اس طریق کو جاری رکھوں اور اگر آپ منع کریں تو ترک کردوں آپ نے فرمایا!
معاویہ ہم تجھ سے کسی امر کا سوال نہیں کرتے مگر یہ کہ تم ہمیں ایک قوی شخص کے پنجہ میں چھوڑ دیتے ہو۔ اگر یہ
حق ہے تو یہ کبھی نہ کہنے کہ ایک عقلمند کی رائے ہے۔ اور اگر باطل ہے تو وہ ایک ادیب و لسان فصیح کی
چالبازی ہے۔ عرض کیا اے امیر المومنین آپ مجھے اسکے متعلق کچھ حکم کیجیئے فرمایا نہ میں حکم کرتا ہوں نہ منع
کرتا ہوں حضرت عمرو بن العاص نے عرض کیا اے امیر المومنین آپ نے دیکھا جس امر میں آپ انہیں گرفتار
کرنا چاہتے تھے کس طرح نکل گئے فرمایا انہیں وجوہات کے سبب ہم نے انہیں کام میں ٹالا ہے (یعنی
حکومت دی ہے۔ نیز الاستیعاب میں ہے کہ یعلی بن امیہ کو حضرت صدیق نے بلاد حلوان کا حاکم کیا ہوا تھا پھر
حضرت عمر فاروق کے زمانہ میں بعض بلاد یمن کے حاکم کئے گئے جہاں انہوں نے ایک بیڑ اپنے لئے رکھوالی

شروع کر دی حضرت عمر فاروق کو اسکی خبر ہوئی تو آپ نے حکم بھیجا کہ فوراً پیدل چل کر مدینہ پہنچو چنانچہ پانچ چھ دن پیدل چلکر یہ مقام معدہ تک پہنچے تھے کہ آپ کی وفات کی انہیں خبر ملی تو باقی مسافت انہوں نے سوار ہو کر طے کی تاکہ بہت جلد آپ کو مدینہ طیبہ پہنچائیں (نیز الاستیعاب میں ہے کہ نعمان بن عدی العدوی کو حضرت عمر فاروق نے میسان کا حاکم کیا ہوا تھا جب وہ میسان جانے لگے اور اپنی زوجہ سے ہمراہ چلنے کی بابت کہا تو انہوں نے جانے سے انکار کیا اور ان کے ساتھ نہ گئیں۔ یہ ایک ہی شخص تھے کہ حضرت عمر فاروق نے اپنی قوم میں سے کسی کو حکومت دی میسان، پہنچنے کے بعد نعمان بن عدی نے چند ابیات کہیں (جو بالکل شاعرانہ مذاق کے طور پر کہیں تھیں اور جن میں انہوں نے اپنی زوجہ کو آنے پر تحریص و ترغیب دلائی تھی)۔ اور اپنی زوجہ کے پاس بھیجیں وہی ہذہ۔

فمن مبلغ الحسناء ان حلیلھا ❊ بمیسان یسقی فی زجاج وحنتم

اذا شئت غنتنی دہاقین قریۃ ❊ وصناجۃ تحدو علی کل میسم

اذا کنت ندمانی فبالاکبر اسقنی ❊ ولا تسقنی بالاصغر المتثلم

لعل امیر المومنین یسوءہ ❊ تنادمنا فی الجوسق المتھدم

کیا کوئی میری زوجہ کو یہ خبر پہنچا سکتا ہے کہ اس کا شوہر میسان میں آبگینہ کے گلاسوں اور سبز پیالوں میں شراب کے دور اڑاتا ہے جب چاہتا ہے گاؤں کی عورتیں اسکے پاس جمع ہو کر گاتی ہیں اور ایک حسین عورت ہر مجلس میں گاتی بجاتی رہتی ہے۔ اے ساقی جب تو میری مجلس میں ہو تو بڑے سے بڑے پیالہ میں شراب بھر کر پلانا اور ٹوٹے پھوٹے کسی چھوٹے پیالہ میں بھر کر نہ دینا۔ شاید امیر المومنین کو یہ امر برا معلوم ہوگا کہ ہم ایک شکستہ محل میں بیٹھ کر یہ مزے اڑاتے ہیں۔ جب حضرت عمر فاروق کو ان ابیات کی اطلاع ہوئی تو آپ نے لکھا کہ۔ بسم اللہ۔ الرحمن الرحیم۔ حٰمٓ ٥ تنزیل الکتٰب من اللہ العزیز العلیم غافر الذنب وقابل التوب شدید العقاب ذی الطول الآیہ اما بعد مجھے تمہارے اس قول "شاید امیر المومنین کو ایک شکستہ محل میں بیٹھ کر اسطرح بیٹھ کر مزے اڑانا برا لگا"، سو واللہ مجھے برا معلوم ہوا غرض آپ نے انہیں معزول کر دیا اور بلا کر دریافت کیا کہ یہ کیا واقعہ ہے۔ عرض کیا واللہ کچھ نہیں بجز اسکے کہ میں نے یہ چند ابیات محض شاعرانہ مذاق و خیال پر کہے ہیں ورنہ میں نے شراب کبھی نہیں پی حضرت عمر فاروق نے فرمایا میں بھی ایسا ہی خیال کرتا ہوں۔ مگر اب آئندہ سے تم میرا کوئی کام نہ کرنا۔

تعیین عشر

ازانجملہ یہ کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اطراف و جوانب کے عام راستوں اور سڑکوں پر عامل مقرر کئے جو مسلمانوں سے زکوٰۃ اور ذمیوں سے اور حربیوں سے عشر وغیرہ وصول کرتے تھے۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ اسمعیل بن ابراہیم بن مہاجر بروایت اپنے والد کے بیان کرتے ہیں کہ زیاد بن جدیر نے انکے والد سے حدیث بیان کی کہ حضرت عمر فاروق نے سب سے پہلے جسے عشر وصول کرنے کے لئے بھیجا زیاد بن جدیر ہیں آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اس امر میں تفتیش نہ کریں مگر جو چیز ان کے سامنے سے گزرے مسلمانوں سے بحساب فی درہم ربع العشر

سے فی درہم ۱/۲۰ اور غیر ذمیوں سے ۱/۱۰ (یعنی عشر) وصول کریں۔ نیز آپ نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں نصاریٰ بنی تغلب سے سختی کروں۔ آپ فرماتے تھے کہ وہ قبائل عرب سے ہیں اور درحقیقت اہل کتاب نہیں ممکن ہے کہ وہ قبول اسلام کرلیں نصاریٰ بنی تغلب کو آپ نے یہ بھی حکم دیا ہوا تھا کہ وہ اپنی اولاد کو نصرانی نہ بنائیں۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ سری بن اسمٰعیل نے ہم سے حدیث بیان کی کہ زیاد بن حدیر کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عراق و شام کا عشر وصول کرنے کے لئے بھیجا اور حکم دیا کہ وہ مسلمانوں سے ربع عشر اور اہل ذمہ سے نصف عشر اور حربیوں سے پورا عشر وصول کریں جب یہ عشر وصول کرنے چلے گئے تو ایک شخص بنی تغلب میں سے گھوڑا لیکر گزرا جسکی قیمت انہوں نے ۲۰ ہزار درہم بتلائی اور ساتھ ہی یہ بھی کہ دیا کہ ایک ہزار درہم دیدو یا ۱۹ ہزار درہم ہم سے لیکر گھوڑا ہمیں دیدو مگر اس نے ایک ہزار درہم دینا منظور کر لیا۔ اور ایکہزار درہم دیدیا پھر دوسرے سال یہ شخص واپس ہوتے ہوئے پھر گزرا زیاد بن حدیر نے کہا ایکہزار درہم پھر دو اسنے کہا کیا جتنی دفعہ میں یہاں سے گزروں گا ہر دفعہ ایک ہزار درہم دینا ہوگا۔ انہوں نے کہا ہر دفعہ ایکہزار درہم دینا ہوگا۔ یہ شخص حضرت عمر فاروق کی خدمت میں گیا اور مکہ میں آپ سے ملاقی ہوگیا جب آپ کے پاس گیا آپ نے پوچھا تم کون ہو کیا چاہتے ہو اس شخص نے کہا میں نصاریٰ بنی تغلب سے ہوں واقعہ بیان کرنے کے بعد آپ نے فرمایا تم اس کا حق عشر دیچکے اب زیادہ نہیں لیا جائے گا۔ بعدازاں زیاد بن حدیر کے پاس والیس آیا اور ظاہر کیا کہ یہ ایکہزار درہم ادا دیتا ہے مگر حضرت عمر فاروق کا حکم اسکے آنے سے پہلے پہنچ چکا تھا۔ آپ نے انہیں لکھا ہوا تھا کہ جس شخص کا تم عشر وصول کرلو تو پھر . . . . . دوبارہ اس سے نہ لو یہ حکم سن کر اس شخص نے کہا کہ میں قسمیہ کہتا ہوں میں ایکہزار درہم ادا دیتا مگر میں اسلام کا عدل و انصاف دیکھ کر نصرانیت سے بیزار ہوتا ہوں اور وہی دین اختیار کرتا ہوں جو اس حکم کے بھیجنے والے کا ہے (یعنی اسلام)

ازانجملہ یہ کہ آپ نے حربیوں کو امن دی اور حکم دیا کہ وہ دارالاسلام میں آن کر مسلمانوں سے بیع و شرا کریں۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں۔ عبدالملک بن جریح نے ہم سے حدیث بیان کی کہ اہل مبیح نے جو اہل حرب سے تھے حضرت عمر فاروق کو لکھا کہ آپ دارالاسلام میں آمد و رفت کی اجازت دیں تاکہ ہم تجارت کریں اور آپ ہم پر عشر مقرر کردیں۔ آپ نے اصحابہ کرام سے اس امر میں مشورہ کیا اور حسب ایما اصحابہ کرام کے آپ نے اہل مبیح کو آمد و رفت کی اجازت دی۔

ذمیوں کی مراعات

ازانجملہ یہ کہ آپ نے ذمیوں کے ساتھ احسان و سلوک کرنیکی تاکید کی امام ابو یوسف فرماتے ہیں حصین بن عمرو بن میمون حضرت عمر فاروق رضؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ میں خلیفہ ما بعد کو اہل الذمہ کے متعلق وصیت کرتا ہوں کہ انکے عہد و پیمان کو پورا کیا جائے انکے پیچھے لڑائی کی جائے اور طاقت سے زیادہ انہیں تکلیف نہ دی جائے۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں اور ہشام بن عروہ نے ہم سے حدیث بیان کی کہ حضرت عمر فاروق جب شام واپس آرہے تھے تو ایک قوم پر آپ کا گزر ہوا جسے دھوپ میں کھڑا کیا گیا تھا اور انکے سروں پر روغن زیت ڈالا جارہا تھا۔ آپ نے دریافت کیا کہ کیا واقعہ ہے۔ کہا گیا یہ لوگ جزیہ

نہیں ادا کرتے - اسلئے انہیں سزا دی جا رہی ہے - آپ نے فرمایا پھر یہ کیا کہتے ہیں آخر کچھ عذر معذرت بھی کرتے ہیں یا نہیں کہا گیا یہ کہتے ہیں ہمارے پاس جزیہ ہی نہیں دیں کہاں سے آپ نے فرمایا اچھا انہیں چھوڑ دو اور ما فوق الطاقت تکلیف نہ دو میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ لوگوں کو تکلیف نہ دو کیونکہ جو لوگ دنیا میں لوگوں کو سخت تکلیف دیتے ہیں - اللہ انہیں قیامت کے دن تکلیف دے گا - چنانچہ ان لوگوں کو چھوڑ دیا گیا - نیز امام ابو یوسف فرماتے ہیں عمرو بن نافع نے مجھ سے حدیث بیان کی کہ حضرت عمر فاروق کا گزر ایک مکان پر سے ہوا جسکے دروازے پر ایک بوڑھا اندھا شخص سوال کر رہا تھا آپ نے پاس جا کر اسکی پیٹھ پر ہاتھ مارا اور دریافت کیا کہ تجھے کس چیز نے بھیک مانگنے پر مجبور کیا - اس نے کہا جزیہ نے بڑھاپے نے اور ضرورت نے آپ اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر تک لے گئے اور گھر میں سے کچھ لاکر اُسے دیا بعد ازاں داروغہ بیت المال کو بلا کر آپ نے فرمایا اگر ہم اس کی جوانی کا مال کھایا اور بڑھاپے میں ہم نے اسے ذلیل کیا تو ہم نے کچھ بھی انصاف نہیں کیا - پھر یہ آیت تلاوت کی انما الصدقات للفقرآء والمساکین کہ صدقات فقراء اور وہ مسلمان ہیں اور مساکین کے لئے ہیں اور یہ مساکین اہل کتاب سے ہے پھر آپ نے اس کا جزیہ معاف کر دیا - نافع بن عمر کے شیخ بیان کرتے ہیں - کہ میں حضرت عمر فاروق کی خدمت میں حاضر تھا اور میں نے اس واقعہ کو بچشم خود دیکھا ہے -

تفحّص مجالس

از آنجملہ یہ کہ آپ مجالس کا تفحص کیا کرتے تھے کہ کوئی فتنہ و فساد کی بات نہ اٹھنے پائے امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ اسرائیل نے مجھ سے حدیث بیان کی کہ حضرت عمر نے چند مردوں اور عورتوں کو مارا جو ایک حوض پر جمع تھے پھر راستہ میں حضرت علی مرتضیٰ سے ملاقات ہوئی - آپ نے فرمایا مجھے خوف ہوتا ہے کہ میں لوگوں کو ہلاک کرنے والا نہ ہوؤں حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا اگر آپنے بطریق نصیحت و پند مارا ہے، تو اسمیں کوئی حرج نہیں - کیونکہ آپ تو داعی الی الخیر اور مؤدب ہیں - از آنجملہ یہ کہ آپ نے شعرا کو ہجو کرنے سے منع کر دیا تھا - چنانچہ ایک شاعر نے زبرقان کی ہجو کرتے ہوئے یہ شعر کہا ؎

دع المکارم لا ترحل لبغیتھا

واقعد فانک انت الطاعم الکاسی

یعنی تمہیں مکارم اخلاق سے کیا علاقہ تم ان کے طلب کرنے کی کوشش نہ کرو اور گھر میں بیٹھے رہو کیونکہ تم تو پیٹو اور عیش پسند شخص ہو - زبرقان نے حضرت عمر فاروق کی خدمت میں شکایت کی آپ نے حضرت حسان بن ثابت کو طلب کیا انہوں نے فیصلہ کیا کہ یہ شعر ہجو میں داخل ہے لہٰذا آپ نے اُسے ایک تہ خانہ میں محبوس کیا مگر پھر حضرت عبد الرحمن بن عوف اور حضرت زبیر کی سفارش پر اسے رہا کر دیا اور آئندہ کے لئے اس سے اقرار کرالیا کہ پھر کبھی وہ کسی کی ہجو نہ کرے گا -

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی مردم شناسی

از آنجملہ یہ کہ آپ لوگوں کے اخلاق ان کا مبلغ علم و منتہائے ہمت کو کما ینبغی جانتے پہنچانتے تھے اور اسی کے مطابق انکی قدر و منزلت کرتے تھے اس معاملہ میں جسقدر حذاقت و فراست آپ کو حاصل تھی۔ وہ آپ کے خوارق عادت سے تھی۔ یہاں تک کہ جس شخص کے حق میں آپ جو کچھ کہتے وہی اس سے ظہور میں آتا یہی خصلت خلافت کا جزو اعظم ہے۔ الاستیعاب میں ہے کہ نعمان بن مقرن کو آپ نے لکھا کہ تم جنگ کے معاملہ میں طلیحہ اور عمرو بن معدیکرب سے مشورہ و اعانت لو مگر انہیں کہیں کا حاکم نہ بنانا کیونکہ میں جانتا ہوں جو کچھ وہ کرینگے۔ نیز الاستیعاب میں ہے کہ کعب بن سوّر حضرت عمر فاروق کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک عورت آئی اور کہنے لگی کہ میں نے اپنی شوہر سے افضل کسی کو نہ پایا کہ وہ شب بھر قیام کرتا ہے اور دن کو صائم رہتا ہے وہ سخت سے سخت گرمی کے دن بھی روزہ افطار نہیں کرتا۔ آپ نے اس عورت کیلئے دعائے مغفرت مانگی اور اس عورت کی تعریف کی کہ تو نے اپنے شوہر کی تعریف کی۔ بعد ازاں یہ عورت شرم و حیا سے اُٹھ بیٹھی اور اپنا مطلب صاف لفظوں میں بیان نہیں کیا۔ کعب بن سور نے عرض کیا اے امیر المومنین آپ نے اس کے شوہر کے معاملہ میں اسے کیوں مدد نہیں دی۔ کیونکہ وہ اسی غرض سے آئی تھی آپ نے پوچھا کیا یہ بات ہے۔ عرض کیا ہاں اس کا مقصد یہی ہے۔ فرمایا اچھا اُسے بلاؤ۔ پھر آپ نے اُسے بلا کر کہا حق بات میں شرمانیکی کوئی وجہ نہیں ان کا خیال ہے کہ تم اپنے شوہر کی شکایت کرنے آئی تھیں کہ وہ تمہارے پاس سوتا نہیں۔ عورت نے کہا ہاں یہی بات ہے چونکہ میں جوان عورت ہوں اسلئے میں وہی چاہتی ہوں جو عورتوں کو چاہنا چاہیئے آپ نے اُسکے شوہر کو بلوایا۔ اور کعب بن سوّر سے فرمایا انکے درمیان فیصلہ کرو۔ عرض کیا میں انکے درمیان فیصلہ کر سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ تم انکے درمیان فیصلہ کرو۔ کیونکہ تم نے انکا مقصود سمجھ لیا۔ اور میں نہیں سمجھ سکا۔ آپ نے عرض کیا کہ میں ان دونوں کے درمیان فیصلہ کرتا ہوں کہ ایک دن اور رات اس عورت کا ہے اور تین دن اس کے شوہر کے لئے۔ ان تینوں دنوں میں یہ قیام و صیام کیا کرے کیونکہ اگر اس کی چار زوجہ ہوتیں۔ تب بھی زیادہ سے زیادہ ایکدن یہ اسکے پاس جا سکتا تھا لہٰذا زیادہ سے زیادہ اسکی زوجہ کا حق ایک دن رات ہے اور اس کا تین دن اور تین راتیں حضرت عمر فاروق نے فرمایا۔ تمہاری یہ رائے پہلی رائے سے بھی عجیب و بہتر ہے معلوم ہوا تم میں فیصلہ کرنیکی پوری قابلیت ہے۔ (میں نے تمہیں بصرہ کا حاکم مقرر کیا)۔

نیز الاستیعاب میں ہے کہ نعمان مقرن فتح قادسیہ سے مدینہ طیبہ آئے اسی اثنا میں حضرت عمر فاروق کے پاس خبر آئی ہوئی تھی۔ کہ اصبہان۔ ہمدان۔ ری۔ آذربائیجان اور اہل نہاوند نے مجتمع ہو کر مسلمانوں سے جنگ پر اتفاق کیا ہوا ہے۔ اس خبر کے سننے سے حضرت عمر فاروق کو بہت قلق ہوا۔ آپ نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا حضرت علی نے فرمایا کہ آپ دو ثلث اہل کوفہ کو جنگ کے لئے بھیج دیجیے اور ایک ثلث کو انکے اہل و عیال کی حفاظت کے لئے رہنے دیجیئے اور اہل بصرہ کو بھی بھیج دیجیئے۔ آپ نے پوچھا امیر الجیش کسے بناؤں۔ حضرت علی نے فرمایا آپ افضل ہیں جسے مناسب سمجھیں بنا دیں۔ آپ نے فرمایا اچھا جو شخص اس کا اہل ہوگا اسی کو بناؤنگا

ا نچہ آپ مسجد میں آئے تو نعمان بن مقرن (جو فتح قادسیہ) سے واپس آئے ہوئے تھے) مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے آپ نے انہیں امیر الجیش بنا کر اہل کوفہ کو نامہ لکھد یا روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمادیا تھا کہ اگر نعمان قتل و جائیں تو امیر الجیش حذیفہ ہوں گے اور ان کے بعد جریر چنانچہ نعمان بن مقرن گئے اور انکے ہاتھ پر اصبہان فتح ہوا اور نہاوند پر آئے تو سب سے پہلے یہی شہید ہوئے انکے بعد جھنڈا حذیفہ نے لیا اور اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو یہاں بھی فتح دی۔ جب حضرت عمر فاروق کو نعمان بن مقرن کے شہید ہونیکی خبر ملی تو آپ نے تمام لوگوں کو اس امر کی اطلاع دی اور بہت روئے اور آبدیدہ ہوئے یہ روایت اصح الروایات ہے۔ اور ایک روایت میں اِسطرح ہے کہ نعمان بن مقرن کوفہ کے عامل تھے حضرت عمر فاروق نے انہیں امارت کوفہ سے امارت لشکر پر مامور کیا۔

نیز الاستیعاب میں ہے امام مالک فرماتے ہیں مجھے حدیث پہنچی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خط آیا آپ نے فرمایا میری طرف سے کوئی اسکا جواب لکھ سکتا ہے عبداللہ بن ارقم نے کہا یا رسول اللہ میں لکھ سکتا ہوں چنانچہ انہوں نے جواب لکھا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا آپ اُسے دیکھکر بہت خوش ہوئے۔ اور اُسے آپ نے بھیجدیا حضرت عمر فاروق بھی اسوقت موجود تھے آپ بھی بہت خوش ہوئے اور اس سے آپ کے دل میں ان کی وقعت جم گئی آپ فرمایا کرتے تھے کہ انہوں وہی لکھا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارادہ تھا اس لیئے آپ نے اپنے عہد خلافت میں انہیں بیت المال کا داروغہ مقرر کیا اور فرمایا میں نے عبداللہ بن ارقم کی نسبت اللہ سے زیادہ ڈرنے والا کسی کو نہیں پایا اور فرمایا کہ عبداللہ بن ارقم اگر تمہیں دیگر امور کے لحاظ سے بھی قوم پر سبقت حاصل ہوتی تو میں تم پر کسی کو مقدم نہ کرتا۔ نیز الاستیعاب میں ہے کہ حضرت عمر فاروق نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو حضرت عمار بن یاسرؓ کے ساتھ کوفہ بھیجا اور اہل کوفہ کو لکھا کہ میں عمار بن یاسر کو تم پر امیر کر کے اور عبداللہ بن مسعود کو ان کا وزیر اور تمہارا معلم کر کے کوفہ بھیجتا ہوں۔ یہ دونوں بزرگان اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ہیں لہٰذا تم انکی اطاعت کرنا اور انکے حکموں کو ماننا۔ میں نے اپنے اوپر تمہیں ترجیح دی ہے کہ عبداللہ بن مسعود کو تمہارے پاس بھیجا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی نسبت آپ فرمایا کرتے تھے کہ یہ وہ شخص ہیں کہ علم سے بھر دیئے گئے ہیں۔ کذافی الاستیعاب۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ وہ ایک روز حضرت عمر فاروق کے ہمراہ جا رہے تھے کہ آپ نے ایک سانس لی جس سے معلوم ہوا کہ گویا آپ کے سینہ کی پسلیاں ٹوٹ گئیں میں نے کہا سبحان اللہ امیر المومنین یہ سانس تو آپ کے سینہ سے کسی واقعہ عظیم نے نکالی ہے فرمایا اے ابن عباس کیسا عظیم واقعہ مجھے تو اسبات کا غم ہے کہ میں نہیں جانتا کہ میں امت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا کر رہا ہوں۔ میں نے عرض کیا یہ کسطرح حالانکہ بحمد اللہ تعالےٰ یہ کام کسی اور ثقہ شخص کے سپرد کر سکتے ہیں آپ نے فرمایا میں خیال کرتا ہوں کہ تم کہو گے تمہارے صاحب یعنی علی مرتضیٰ اس کام کے لیئے اولیٰ و افضل ہیں عرض کیا ہاں واللہ میں یہی کہوں گا بوجہ ان کی سابقت ان کے علم ان کی قرابت اور بوجہ انکے داماد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہونے کے فرمایا بیشک علی مرتضیٰ ایسے ہی ہیں جیسا تم نے بیان کیا مگر بات یہ ہے کہ وہ کثیر المزاح ہیں عرض کیا عثمان غنی فرمایا واللہ اگر میں انہیں خلیفہ کر دوں تو وہ بنی ابی معیط کو لوگوں کے سروں پر چڑھا دینگے جو لوگوں کے حقوق میں اللہ کی معصیت کرینگے۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ لوگ عثمان غنی پر بلوہ کرینگے اور وہ انہیں قتل کر دینگے۔ عرض کیا

طلحہ بن عبید اللہ فرمایا یہ ایک متکبر شخص ہیں خدا نہ کرے کہ میں امت محمدیہ کو ایک ایسے شخص کے سپرد کر دوں۔ عرض کیا زبیر بن عوام فرمایا یہ ذرا سی بات میں لوگوں کو طمانچے مارتے پھرینگے عرض کیا سعد بن ابی وقاص رض فرمایا یہ اسکے اہل، نہیں یہ صرف سپہ سالاری کے لائق ہیں۔ عرض کیا عبدالرحمن بن عوف فرمایا بہت لائق شخص ہیں۔ مگر بوجہ ضعف وہ اس کام کو انجام نہیں دے سکتے واللہ ابن عباس اس کام کا وہ شخص اہل ہے جو قوی ہو اور نرم بھی اور نرم ہو مگر کمزور سخی ہو مگر نہ مصرف۔ ممسک ہو مگر نہ بخیل۔ ابن عباس فرماتے ہیں۔ واللہ حضرت عمر فاروق میں یہ سب اوصاف تھے۔ الاستیعاب۔

نیز الاستیعاب میں ہے کہ حضرت عمر فاروق کے سامنے حضرت امیر معاویہ رض کی مذمت کی گئی فرمایا جانے بھی دو وہ قریش کے نوجوان شخص ہیں وہ غصہ میں بھی ہنس پڑتے ہیں جو کچھ انکے پاس ہے وہ بغیر انکی رضامندی کے لیا نہیں جا سکتا مگر اُن کے قدموں کے نیچے سے۔ نیز الاستیعاب میں ہے کہ حضرت عمر فاروق نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا کہ آپ حکومت عراق پر کس شخص کو بھیجیں باتفاق سب نے مشورہ دیا کہ عثمان بن حنیف کو بھیجا جائے۔ کیونکہ وہ ذکی۔ مبصر اور ایک تجربہ کار شخص ہیں چنانچہ آپ نے انہیں عراق بھیجدیا کہ پیمائش کر کے زمین کا خراج مقرر کریں۔ چنانچہ انہوں نے پیمائش کر کے فی جریب ایک درہم اور ایک قفیز مقرر کیا۔ حضرت عمر فاروق کی وفات سے . . . . . . پہلے خراج عراق کی سالانہ مقدار ۱۰ لاکھ اور کچھ زائد تک پہنچ گئی۔ نیز الاستیعاب میں ہے کہ سب سے پہلے جو شخص بصرہ گیا اور اُسکی حد بندی کی عتبہ بن غزوان ہیں جب حضرت عمر فاروق رض نے انہیں بصرہ بھیجنے کا قصد کیا تو آپ نے انہیں بلا کر کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تمہیں اہل حیرہ سے جنگ کرنے کے لئے بھیجوں اُمید ہے کہ اُسے اللہ تعالے تمہارے ہاتھ پر فتح کرے گا۔ سو تم اللہ کے فضل و کرم پر بھروسہ کرو۔ اور بسم اللہ کر کے روانہ ہو جاؤ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا جہاں تک کہ تم سے ہو سکے یہ بات تم اچھی طرح جانتے رہو کہ تم دشمن کے وسط ملک میں جا رہے ہو۔ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ اور تمہارے لئے کافی ہوگا۔ اور فرمایا میں نے علاء الحضرمی کو بھی تمہاری مدد کرنے کے لئے لکھدیا ہے۔ عرفجہ بن خزیمہ ایک تجربہ کار اور جنگ آزمودہ شخص ہیں تم ان سے جنگ کے متعلق مشورہ کرتے رہنا۔ اول لوگوں کو دعوتِ اسلام دینا جو دعوت اسلام قبول کرے اس کی دعوت قبول کرنا اور جو انکار کرے اسپر جزیہ مقرر کرنا اور اگر جزیہ بھی نہ دے تو تلوار اٹھانا مگر جن سے کہ مودت و صلح نہیں ہوتی ہے۔ راستہ میں جسقدر عرب ہیں انہیں جہاد پر تحریص و ترغیب دلانا اور انہیں اپنے ساتھ کر لینا۔ میں تمہیں پھر وصیت کرتا ہوں کہ خوف الٰہی ہاتھ سے نہ دینا چنانچہ عتبہ بن غزوان گئے اور اُبلہ فتح کیا اور بصرہ کی حد بندی کی۔ نیز الاستیعاب میں ہے کہ جب عدی بن حاتم حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آئے تو کہنے لگے میں نہیں خیال کرتا کہ آپ نے مجھے پہچان لیا ہوگا۔ آپ نے فرمایا یہ کس طرح حالانکہ سب سے پہلا صدقہ (صدقہ سے یہاں مال زکوٰۃ مراد ہے) جس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کو بشاش کیا بنی طے کا صدقہ تھا۔ میں نہیں پہچانتا ہوں تم ایمان لائے جب لوگ کفر میں مبتلا تھے تم آگے بڑھے جب کہ لوگ پیچھے ہٹ رہے تھے تم نے ایفا کیا جب کہ لوگ بدعہدی کر رہے تھے۔

الریاض النضرہ میں ہے کہ جب حضرت ابوموسیٰ اشعری حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آئے تو اسوقت

ان کے ساتھ ایک نصرانی محرر تھا۔ جب انہوں نے اپنا روزنامچہ پیش کیا تو حضرت عمر فاروق بہت خوش ہوئے ابھی آپ کو یہ نہیں معلوم ہوا تھا کہ ان کا محرر نصرانی ہے لہٰذا آپ نے کہا ابو موسیٰ تمہارا محرر کہاں ہے بلاؤ تاکہ وہ مسجد میں جا کر لوگوں کو یہ روزنامچہ سنا دے۔ ابو موسیٰ اشعری نے عرض کیا امیر المومنین وہ مسجد میں داخل ہونیکے قابل نہیں فرمایا کیوں کیا وہ ناپاک ہے۔ عرض کیا ناپاک تو نہیں بلکہ وہ نصرانی ہے آپ یہ معلوم کر کے ان پر بہت خفا ہوئے اور فرمایا تم انہیں نزدیک نہ کرو جب کہ اللہ نے انہیں دور کر دیا ہے۔ ان کی تکریم نہ کرو جب کہ اللہ نے ان کی اہانت کی ان پر بھروسہ نہ کرو جب کہ اللہ تعالےٰ نے انہیں خائن بتلایا ہے میں نے تم لوگوں کو منع کیا تھا کہ تم اہل کتاب سے کام نہ لینا۔ اس لئے کہ وہ رشوتیں لینی جائز رکھتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر فاروق نے ابو موسیٰ اشعری سے فرمایا کہ ایک ایسا شخص تلاش کرو جو ہمارے حساب وکتاب کو پڑتال کرتا رہے چنانچہ یہ ایک نصرانی شخص کو لیکر آئے آپ نے فرمایا اگر میں تمہارے پاس آیا ہوا ہوتا اور تم ایسا کرتے تو میں تمہیں ضرور عتاب کرتا (یعنی میرے پاس تمہارے آنے کا میں نے پاس کیا ہے) میں نے تم سے ایک شخص مانگا جو ہماری امانت میں شریک ہو اور تم ایک ایسے شخص کو لے آئے جس کا دین ہمارے دین سے مختلف ہے

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا گشت کرنا

از آنجملہ یہ کہ حضرت عمر فاروق گشت کیا کرتے تھے اور یہ امر آپ نے دو وجہ سے اختیار کیا ہوا تھا اول یہ کہ رعیت کے حال سے اطلاع ہوتی رہے اور کسی قسم کا خلل واقعہ ہو تو اس کا تدارک کر دیا جائے اور یہ وہی غرض ہے جس کے لئے ملوک وسلاطین ملک میں جابجا سوانح و وقائع نگار مقرر کرتے رہے ہیں۔ دوسری وجہ یہ کہ ضعفا وکمزور لوگوں کو چور چکاروں اور قوی لوگوں کی دستبرد سے محفوظ رکھا جائے۔ ملوک وسلاطین یہ کام پولیس وغیرہ سے لیتے ہیں غرض اس قسم کے ضروری کام جنہیں ملوک وسلاطین دوسروں سے لیتے ہیں آپ خود بہ نفس نفیس انجام دیا کرتے تھے تاکہ آپ من وعن رعایا کے حال سے آگاہ ہوں اور اسی کے مطابق قانون مقرر کریں غازیوں اور مجاہدوں کے پیچھے پیچھے جانا اور انکی غلیبت میں ان کے اہل وعیال کی نگہداشت کرنا وغیرہ امور بھی اسی قبیل سے ہیں آپ کی اثنائے گشت میں جو عجیب واقعات ظہور میں آئے ہیں ان میں دو تین حکایات ہم بیان کرتے ہیں۔

زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک روز حضرت عمر فاروق کے ساتھ بازار گئے راستہ میں ایک جوان عورت ملی اور کہنے لگی یا امیر المومنین میرا خاوند ہلاک ہوگیا اور چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ گیا جو واللہ کبھی بکری کا ایک پایہ پکوا کے کھا سکتے ہیں نہ انکے لئے کوئی جانور ہے کہ دودھ پی سکیں نہ کوئی زمین ہے کہ جس کی آمدنی کھا سکیں مجھے خوف ہے کہ کہیں وہ ضائع نہ ہو جائیں اور میں خفاف بن ایمن الغفاری کی بیٹی ہوں میرا باپ واقعہ حدیبیہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوا ہے آپ اس عورت کی بات سننے کے لئے کھڑے ہو گئے جب وہ اپنا حال بیان کر چکی تو آپ نے اُسے مرحبا کہا پھر واپس آئے گھر جو اونٹ بندھا ہوا تھا اُسے آپ نے کھولا اور دو بوریوں میں کھانے کپڑے اور مال وغیرہ قسم کی چیزوں سے بھر کر اس پر لاد دیں اور مہار اس عورت کے ہاتھ میں پکڑا دی اور فرمایا لے جاؤ تمہارے لئے کافی ہے۔ جب تک کہ مال تمہارے پاس آئے زید بن اسلم کے والد اسلم

نے کہا آپ نے اسے بہت مال دیدیا فرمایا (ثکلتک امک) تیری ماں تجھے گم کرے میں نے اسکے والد اور اسکے بھائی کو دیکھا ہے جب کردہ قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے یہاں تک کہ انہوں نے اس کو فتح کرلیا اور ہم نے ان کے تیروں سے مال غنیمت حاصل کیا۔ (بخاری شریف)

ابن عمر سے روایت ہے کہ چند رفقائے تجار مدینہ طیبہ آئے۔ اور عیدگاہ میں قیام پذیر ہوئے۔ حضرت عمر فاروق نے حضرت عبدالرحمن بن عوف سے کہا آؤ۔ ہم دونوں شب بھر انکی حفاظت کریں چنانچہ آپ اور عبدالرحمن ان کی حفاظت کے لئے ٹھہر گئے اور حراست کے ضمن میں نماز نوافل بھی پڑھتے رہے شب کو حضرت عمر فاروق رضی نے ایک لڑکے کے رونے کی آواز سنی آپ اسکی طرف آنے اور اسکی ماں سے کہا خدا کا خوف کر اور اس بچہ کو نہ رُلا یہ کہہ کر آپ واپس آگئے تھوڑی دیر کے بعد پھر رونے کی آواز سنی اور آن کر اسکی ماں سے پھر وہی کہا جو پہلے کہا تھا آخر شب کو پھر آپ نے اُسکے رونے کی آواز سنی اور ان کر اس کی ماں سے کہا افسوس میں نہیں سمجھتا کہ تو اپنے بچہ کو کیوں رلا رہی ہے۔ آخر بات کیا ہے یہ چپ کیوں نہیں ہوتا۔ بچہ کی ماں نے کہا اے بندہ خدا تم نے مجھے رات گذارنی دشوار کردی میں اپنے بچہ کو دودھ چھڑانیکے عادت کر رہی ہوں۔ آپ نے پوچھا کیوں کہا اس لئے کہ عمر وظیفہ نہیں مقرر کرتے مگر دودھ چھڑائے ہوئے بچے آپ نے پوچھا ابھی اسکے کتنے مہینہ اور باقی ہیں۔ اس نے کہا اسقدر آپ نے فرمایا اچھا جلدی نہ کر واسے دودھ پینے دو۔ پھر جب آپ نماز صبح سے فارغ ہوئے تو آپ نہایت آبدیدہ ہوئے اور کہنے لگے افسوس اے عمر تو نے مسلمانوں کی بہت سی اولاد مرواڈالی ہوگی اسکے بعد منادی کو حکم دیا کہ اپنے بچوں کا دودھ چھڑانیمیں جلدی نہ کیا کرواب سے ہر ایک مولود کا وظیفہ مقرر کردیا جایا کریگا (الریاض النضرة)

عروہ بن رویم سے روایت ہے کہ امرائے امصار کے حالات کی تفتیش کرتے ہوئے جب آپ نے اہل حمص سے دریافت کیا تمہارا امیر کیسا ہے۔ عرض کیا اے امیر المومنین بہترین امراء ہے بجز اسکے کہ انہوں نے اپنی رہائش کے لئے ایک محل بنوالیا ہے آپ نے نامہ لکھ کر قاصد روانہ کیا اور قاصد کو حکم دیدیا کہ جب تم ان کے محل پر پہنچو تو قبل ازیں کہ تم اندر داخل ہونہ لکڑیاں جمع کر کے دروازے میں آگ لگا دینا چنانچہ جب وہ پہنچے تو انہوں نے لکڑیاں جمع کیں اور محل کے دروازے میں آگ لگادی۔ لوگوں نے اپنے امیر کو خبر دی کہ ایک شخص لکڑیاں جمع کر کے دروازے میں آگ لگا رہا ہے۔ انہوں نے کہا لگانے دو وہ امیر المومنین کا قاصد ہے یہ کہہ کر وہ قاصد کے پاس آئے اور امیر المومنین حضرت عمر فاروق کا حکم پڑھ کر قبل ازیں کہ رکھیں سوار ہو کر مدینہ طیبہ روانہ ہو گئے جب حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آئے تو آپ نے لوگوں کو حکم دیا کہ انہیں تین دن دھوپ میں رکھو چنانچہ انہیں تین دن دھوپ میں رکھا گیا پھر چوتھے روز آپ انہیں اپنے ساتھ سنگستان تک لے گئے جہاں زکوٰۃ کے اونٹ بندھے ہوئے تھے وہاں لے جا کر آپ نے ایک کمبل دیا اور فرمایا اپنے کپڑے اُتار ڈالو اور یہ کمبل پہن لو اور ان تمام اونٹوں کو پانی بھر بھر کر پلاؤ۔ مگر جب یہ تمام اونٹوں کو پانی پلا کر فارغ ہوئے۔ تو تھک کر چور چور ہو گئے آپ نے فرمایا کیوں تھک کر چور کیوں ہو گئے۔ پہلے بھی تو یہی کام کرتے تھے عرض کیا امیر المومنین اس کام کو مدت مدید گزر گئی آپ نے فرمایا پھر اسی لئے تم نے بالاخانہ بنوایا تھا اور مسلمانوں اور یتیموں سے اونچے ہو کر سوتے تھے۔ جاؤ اپنے عہدے

الیس ہوں - مگر اب سے کبھی اس فعل کے مرتکب نہ ہونا - (الریاض النضرۃ) حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ ایک
ب کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق گشت کرتے ہوئے ایک اعرابی کے پاس سے گزرے سائبان خیمہ میں ایک اعرابی
فا ہوا تھا آپ اس سے باتیں کرنے لگے - اور اس سے سفر کے حالات پوچھنے لگے کیونکہ مسافر تھا اسی اثنا میں چلانیکی آواز
ئی آپ نے پوچھا یہ کس کی آواز ہے - اعرابی نے کہا میری عورت کو درد زہ لاحق ہوا ہے - حضرت عمر فاروق والیس آئے
ام کلثوم سے کہا کہ اپنے کپڑے وغیرہ پہن لو اور میرے ساتھ چلو - خیمہ کے پاس آن کر آپ نے اعرابی سے کہا کیا تم انہیں
جازت دے سکتے ہو کہ اندر جا کر تمہاری عورت کی تسلی و تشفی کریں - چنانچہ اعرابی نے اجازت دی اور وہ اندر گئیں تھوڑی دیر
ے بعد انہوں نے کہا کہ امیر المومنین آپ اپنے دوست کو فرزند تولد ہونے کی خوشخبری دیں - اعرابی امیر المومنین کا لفظ سنکر
پ کے بازو سے اُٹھ کر آپ کے سامنے آ بیٹھا اور آپ کے بازو سے بیٹھنے کی معذرت کرنے لگا آپ نے
رمایا کوئی حرج نہیں - صبح تم میرے پاس آنا تاکہ میں اس مولود کا وظیفہ مقرر کردوں - چنانچہ صبح اعرابی حاضر ہوا آپ نے
س کے بچہ کا وظیفہ مقرر کردیا علاوہ ازیں آپ نے اعرابی کو بھی کچھ دیا (الریاض النضرۃ)

ابن عمر سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر فاروق شام سے والیس آئے تو آپ تنہا ہو کر لوگوں سے حالات
دریافت کرنے لگے - اسی اثنا میں آپ ایک بڑھیا کے پاس سے گزرے اور اس کا حال پوچھنے لگے بڑھیا نے
پوچھا اے شخص عمر کیا کرتے ہیں آپ نے فرمایا عمر ابھی شام سے والیس آئے ہیں - بڑھیا نے کہا اللہ اسے میری طرف
سے جزائے خیر نہ دے آپ نے کہا* - بڑھیا عمر کو تیرا حال کیسے معلوم ہو گا جب تک تو اطلاع نہ دے - اُس نے کہا
سبحان اللہ میں نہیں سمجھ سکتی کہ جو شخص خلیفہ ہو اور اسے خبر نہ ہو کہ مشرق و مغرب کے درمیان کیا ہو رہا ہے حضرت
عمر فاروق رض رونے لگے - اور کہنے لگے افسوس ہے تجھ پر اے عمر! تیری رعایا تجھ سے کیسی جھگڑتی ہے - ہر شخص تجھ
سے زیادہ فقیہہ ہے اُسکے بعد آپ نے کہا تو اپنی دادخواہی کتنے میں فروخت کر سکتی ہے - میں عمر کو اس پر راضی
کردونگا . . . . . . بڑھیا نے کہا اللہ تم پر رحم کرے ہمارے ساتھ ٹھٹھا نہ کرو آپ نے کہا
بڑھیا عمر مسخرہ نہیں ہے - غرض آپ نے بیس درم کو اسکی دادخواہی خرید لی - اسی اثنا میں حضرت علی اور حضرت ابن مسعود
السلام علیک یا امیر المومنین کہتے ہوئے آموجود ہوئے - بڑھیا سر پر ہاتھ رکھ کر افسوس و تاسف کرنے لگی کہ اُس نے امیر
المومنین کے روبرو انہیں برا کہا آپ نے کہا اللہ تجھ پر رحم کرے افسوس نہ کر تو نے کوئی الزام کی بات نہیں کی - بعد ازاں
آپ نے چمڑے کا ٹکڑا طلب کیا مگر ملا نہیں لہٰذا آپ نے پوستین کا ٹکڑا کاٹ کر اس پر جو عبارت لکھدی بایں ترجمہ
درج ذیل ہے - بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ تحریر ہے اس امر کے متعلق کہ عمر نے فلاں (، بڑھیا سے اپنی ابتدائے خلافت
سے ابتک اسکی دادخواہی پچیس دینار کو خرید کرلی - اب اگر وہ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کے سامنے دعوےٰ کرے
تو میں اس سے بری ہوں علی رض عبداللہ بن مسعود رض اس پر گواہ ہیں - پھر یہ تحریر حضرت علی رض کے حوالہ کی اور فرمایا کہ اگر میں تم
سے پہلے فوت ہو جاؤں تو یہ میرے کفن میں رکھدینا - (الریاض النضرۃ)

امام اوزاعی سے روایت ہے کہ ایک شب کو حضرت عمر فاروق گشت کو نکلے - حضرت طلحہ رض نے آپ کو
دیکھا کہ ایک مکان میں داخل ہوئے اور نکلے اور پھر دوسرے میں داخل ہوئے - جب صبح ہوئی تو حضرت
طلحہ اس گھر میں آئے دیکھا کہ ایک اندھی بڑھیا بیٹھی ہوئی ہے پوچھا یہ کون شخص ہیں جو تمہارے پاس آیا کرتے ہیں -

بڑھیا نے کہا یہ وہ شخص ہیں جنہوں نے اسقدر عرصہ سے عہد کر رکھا ہے کہ میری خبر گیری کرتے ہیں۔ حضرت طلحہ رض نے اپنے نفس کو خطاب کر کے کہا ثکلتک امک اعثرات عمر تتبع تجھ کو گم کرے تیری ماں اے طلحہ کیا تو عمر کی لغزشوں کی تفتیش کرتا ہے (الریاض النضرۃ)۔ نیز الریاض النضرۃ میں ہے کہ روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق ایک شب گشت کر رہے تھے کہ آپ نے ایک عورت کو مندرجہ ذیل اشعار پڑھتے سنا وہی ہذہ:

الا طال ہذا اللیل وازور جانبہ　　ولیس الی جنبی خلیل الاعبہ

فواللہ لولا اللہ لا شئ غیرہ　　لحرک من ہذا السریر جوانبہ

مخافۃ ربی والحیا تردنی　　واکرم بعلی ان تنال مراکبہ

اور ایک روایت میں اسطرح ہے۔

ولکننی اخشی رقیبا موکلاً　　بانفسنا لا یفتر الدہر کاتبہ

ترجمہ:۔ آگاہ ہو دراز ہو گئی ہے شب اور تاریک و سیاہ ہو رہے ہیں اُسکے کنارے حال یہ ہے کہ میرے پہلو میں دوست نہیں جس سے میں لطف اٹھاتی (اشارہ شوہر کی طرف تھا) بخدا اگر اللہ کی ذات نہ ہوتی بلکہ کوئی مصنوعی معبود ہوتا تو اس پلنگ کی چولیں ہلتی ہوتیں۔ میں اپنے شوہر کی عزت کرتی ہوں مبادا کہ اسکی سواری پر کوئی اور سوار ہو۔ مگر میں اس حافظ حقیقی سے ڈرتی ہوں جو ہمارے نفسوں پر موکل ہے جسکا کاتب لکھنے سے کبھی نہیں تھکتا صبح کو حضرت عمر فاروق نے دریافت کیا کہ عورتیں مردوں سے کب تک رک سکتی ہیں۔ عورتوں نے کہا دو ماہ تک صبر کر سکتی ہیں پھر تیسرے ماہ میں صبر کم ہونے لگتا ہے اور چوتھے ماہ ان کا صبر بالکل مفقود ہو جاتا ہے۔ اسلئے آپ نے جمیع افسران فوج کو حکم بھیجدیئے۔ کہ وہ کسی شخص کو چار ماہ سے زیادہ نہ روکا جائے۔ نیز الریاض النضرۃ میں ہے کہ شعبی سے روایت ہے کہ ایک عورت کو حضرت عمر فاروق نے یہ اشعار پڑھتے سنا۔ وہی ہذہ:

دعتنی النفس بعد خروج عمرو　　الی اللذات تطلع اطلاعا

فقلت لہا عجلت فلن تطاعی　　ولو طالت اقامتہ رباعا

احاذر ان اطعتک سب نفسی　　ومخزاۃ تجللنی قناعا

میرا نفس (میرے شوہر) عمرو کے جانے کے بعد لذات کی طرف بلاتا ہے اور لذتوں کو جھانک جھانک کر دیکھتا ہے۔ میں اُسے کہتی ہوں کہ تو ابھی جلدی کرتا ہے لہذا تیری اطاعت نہیں کی جائیگی اگرچہ میرے شوہر کی اقامت سفر میں کتنی ہی دراز کیوں نہ ہو جائے میں نفس کی اطاعت کرنے سے اور سب برا بھلا کہنے سے ڈراتی ہوں اور اس رسوائی سے جو مجھے سر سے پیر تک چھپا لیگی۔ حضرت عمر فاروق رض نے اس عورت سے دریافت کیا کہ تجھے اس کام سے کون شئے مانع آئی اُسنے کہا حیاء اور اپنے شوہر کی عزت آپ نے فرمایا حیا ایک ایسی چیز ہے۔ جس میں اچھی اچھی خصلتوں کی جھلک ہے۔ جس نے حیا کی وہ پوشیدہ ہوا۔ جو پوشیدہ ہوا اُسنے پرہیز گاری کی۔ احیاء العلوم میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رض شب کو مدینہ طیبہ میں گشت کر رہے تھے کہ آپ نے ایک مرد اور ایک عورت کو بدفعلی کرتے دیکھا صبح آپ نے لوگوں سے مشورہ کیا کہ اگر خلیفہ کسی مرد و عورت کو فعل شنیع کرتے دیکھے تو اُنپر حد قائم کرے تو کیا تم ایسا کرو گے لوگوں نے کہا آپ خلیفہ ہیں سوچ سمجھ لیں حضرت علی رض نے فرمایا۔ آپ کو

ی حاصل نہیں بلکہ اسوقت آپ کو حد لگائی جائیگی۔ اسلئے کہ اللہ تعالےٰ نے اس معاملہ میں چار سے کم لوگوں کی شہادت
زنا کافی فرمایا ہے بعد ازاں حضرت عمر فاروق نے تھوڑے عرصہ کے بعد پھر مشورہ کیا۔ لوگوں نے پھر وہی بات کہی
جو پہلے کہی تھی اور اسی طرح حضرت علی مرتضےٰ نے بھی وہی فرمایا جو پہلے فرمایا تھا۔ حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ
آپ کا اس کے متعلق دو مرتبہ مشورہ کرنا اس امر کو بتلاتا ہے کہ آپ اس مسئلہ میں متردد تھے کہ خود خلیفہ اپنی شہادت
سے حد لگا سکتا ہے یا نہیں) عبد الرحمن بن عوفؓ سے روایت ہے کہ وہ ایک شب مدینہ طیبہ میں حضرت عمر فاروقؓ
کے ساتھ گشت کر رہے تھے کہ چراغ کی روشنی دکھائی دی جب مکان کے قریب گئے تو دروازہ بند پایا مگر اندر سے
آدمیوں کی آواز سنائی دیتی تھی حضرت عمر فاروقؓ نے ان سے دریافت کیا کہ آپکو معلوم ہے یہ کس کا گھر ہے عرض کیا
نہیں آپ نے فرمایا یہ ربیعہ بن اُمیہ بن خلف کا گھر ہے یہ لوگ اسوقت شراب خواری کر رہے ہیں پھر آپ کیا رائے
دیتے ہو۔ عرض کیا ہم اُس بات کے درپے ہوئے جسکی اللہ تعالےٰ نے ممانعت کی ہے۔ اور فرمایا ہے ولا تجسسوا کہ تم تجسس نہ کرو
لہٰذا آپ واپس ہوئے اور انکو اسی حال میں چھوڑ دیا (احیاء العلوم)

نیز احیاء العلوم میں ہے کہ حضرت عمر شب کو گشت کر رہے تھے کہ آپ نے ایک گھر میں سے آواز سنی کہ ایک
شخص گا رہا تھا۔ آپ نے دیوار پر سے چڑھ کر دیکھا تو اس شخص کے پاس ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی اور شراب بھی
پاس رکھی ہوئی تھی آپ نے کہا کہ اے دشمن خدا کیا تو خیال کرتا تھا کہ اللہ تیرے عیب کو چھپا لے گا۔ حالانکہ تو اللہ
کی معصیت کر رہا ہے یہ شخص کہنے لگا۔ اے امیر المومنین آپ جلدی نہ کریں۔ اگر میں نے اللہ تعالےٰ کی ایک معصیت
کی ہے تو آپ نے تین۔ اسلئے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے ولا تجسسوا تجسس نہ کر۔ مگر آپ نے تجسس کیا اللہ تعالےٰ
نے فرمایا ہے۔ ولیس البر بان تاتوا البیوت من ظہورھا یہ نیکی کی بات نہیں کہ تم گھروں میں آؤ انکے
دروازوں سے، اور آپ دیوار پر سے آئے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے ولا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم کہ اپنے
گھروں کے سوا اور گھروں داخل نہ ہو مگر یہ کہ ادھیں سلام علیک کر کے۔ اور آپ بدوں سلام علیک کئے داخل ہوئے
آپ نے فرمایا اچھا تمہارے پاس کوئی نیکی کی بات ہے۔ کہ میں تمہیں معافی دیدوں اُس نے کہا، یا امیر المومنین اگر
آپ معافی دیں گے تو میں پھر کبھی اس فعل کا مرتکب نہ ہونگا۔ چنانچہ آپ نے اُسے معافی دے دی۔

روضۃ الاحباب میں ہے کہ اسلم مولائی حضرت عمر فاروقؓ سے روایت کیا گیا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ شب
کو مدینہ طیبہ میں گشت کر رہے تھے۔ کہ تھوڑی دیر آپ ایک دیوار سے ٹیک لگا کر ٹھہر گئے اسی اثنا میں گھر
میں سے آپ نے آواز سُنی کہ ایک بڑھیا اپنی لڑکی سے کہہ رہی کہ دودھ میں پانی ملا دے لڑکی نے کہا نہیں
نہیں معلوم کہ امیر المومنین کے منادی نے اعلان کر دیا ہے کہ دودھ میں پانی نہ ملایا جایا کرے بڑھیا نے کہا اسوقت
نہ امیر المومنین ہیں اور نہ امیر المومنین کا منادی ہے لڑکی نے کہا واللہ یہ ہرگز سزاوار نہیں کہ ہم ظاہر میں تو اطاعت کریں
اور باطن میں نافرمانی۔ حضرت عمر فاروقؓ اس لڑکی کے جواب سے بہت خوش ہوتے اور فرمایا کہا سے اسلم اس مکان
پر نشان کر دو۔ دوسرے روز آپ نے اس مکان پر آدمی بھیجا اور اس لڑکی کو اپنے فرزند عاصم سے منسوب کر دیا
اس لڑکی کے بطن سے عمر ابن عبد العزیز پیدا ہوئے

عبد اللہ بن بریدہ سے مروی ہے۔ کہ حضرت عمر فاروقؓ ایک شب کو بازار مدینہ طیبہ میں گشت کر رہے

کر ناگاہ آپ نے آواز سنی کہ ایک عورت یہ بیت پڑھ رہی ہے۔

الا سبیل الٰے خمر فاشربہا　　　ام لا سبیل الٰے نصر بن حجاج

ترجمہ: کیا کوئی سبیل نہیں کہ میں شراب پی سکوں کیا کوئی صورت نہیں کہ نصر بن حجاج تک پہنچ سکوں صبح آپ نے دریافت کیا کہ نصر بن حجاج کون شخص ہے کہا گیا ایک حسین وخوبصورت آدمی ہے آپ نے اُسے بلایا اور اُس کے سر کے بال منڈوائے مگر پھر بھی اس کے حسن وجمال میں کچھ بھی فرق نہ آیا۔ لہٰذا آپ نے اسے بیت المال سے کچھ دیکر مدینہ طیبہ سے اس کا اخراج کر دیا۔ آخر ش اُس سے خیانت ظہور میں آئی اور آپ کی فراست کارگر ہوئی۔

عبدالرحمن بن عوف سے روایت کیا گیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضؓ ان کے گھر پر تشریف لائے انہوں نے عرض کیا آپ نے مجھے کیوں طلب نہ کر لیا فرمایا مجھے اسوقت معلوم ہوا ہے کہ اسوقت ایک قافلہ مدینہ طیبہ کے میدان میں آکر اُترا ہے اور تکان کیوجہ سے سو گیا ہوا ہے بہتر ہے کہ ہم دونوں چل کر انکی حفاظت کریں چنانچہ ہم جاکر ایک ٹیلہ پر بیٹھ گئے۔ اور صبح تک اُن کی حفاظت کرتے رہے۔

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ۔ اللہ تعالےٰ حضرت عمر فاروق رضؓ کی تربت پر رحمت نازل کرے عام امادہ میں نے حضرت عمر فاروق رضؓ کو دیکھا ہے کہ آپ دو بورئیں نان اور ایک پیپا روغن اپنی پیٹھ پر لادکر چاہ صرار (جو مدینہ طیبہ سے تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے) کی طرف روانہ ہوئے اس وقت اسلم مولائے (حضرت عمر فاروق رضؓ) اور نیز میں بھی آپ کے شریک حال تھے جب ہم چاہ صرار پر پہنچے تو وہاں ہم نے دیکھا کہ بنی محارب کے بیس گھرانہ کے لوگ آن کر اُترے ہوئے تھے۔ آپ نے اُن سے اس جگہ اُترنے کی وجہ پوچھی۔ انہوں نے کہا بھوک۔ آپ نے سب سامان وہاں اُتار دیا اور کھانا پکوانا شروع کیا جب کھانا تیار ہو گیا۔ تو اُنہیں کھانا کھلانا شروع کیا اور اسلم کو مدینہ روانہ کیا کہ وہ مدینہ سے کئی اونٹ سامان اور اطعمہ کے بھر لائیں چنانچہ وہ اونٹ آپ نے اونہیں عنایت کئے اور مرفہ دل ہو کر اپنے وطن مالوف کو واپس چلے گئے۔

حفظ بیت المال

از انجملہ یہ کہ حفظ بیت المال میں حضرت عمر فاروق رضؓ نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ روضۃ الاحباب میں مذکور ہے کہ احنف بن قیس ایک جماعت شرفائے کو لیکر عراق سے حضرت عمر فاروق رضؓ کی خدمت میں آئے۔ دیکھا کہ اس سخت طپش اور لو کے وقت حضرت عمر فاروق رضؓ زکوٰۃ کے اونٹوں میں سے ایک اونٹ کی تلاش میں متردد ہیں۔ جب آپ نے حنیف بن قیس کو دیکھا فرمایا احنف آؤ۔ تھوڑی دیر اونٹ تلاش کرنے میں میری رفاقت کرو اس لئے کہ اسمیں یتیموں مساکین اور بیواؤں کا حق ہے ایک شخص نے کہا کہ آپکے عاملان صدقہ میں سے کسی شخص کو اس کام کے لئے حکم فرمایا جاوے۔ آپ نے فرمایا مجھ سے اور احنف بن قیس سے زیادہ اس کام کے لائق اور کون شخص ہو گا۔ جو شخص مسلمانوں کا متولی ہے اس پر واجب ہے جو کچھ کہ اوروں پر واجب ہے۔

ریاض النضرۃ میں ہے۔ کہ ابو بکر الحسنی سے روایت ہے کہ وہ ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضؓ حضرت عثمان غنی رضؓ

حضرت علی مرتضیٰ کے ہمراہ مکان صدقہ میں آئے (جہاں زکوٰۃ کے اونٹ باندھے جاتے تھے جب وہاں پہنچے تو حضرت عثمان غنی رضؓ تو سایہ میں لکھنے کے لئے بیٹھ گئے۔ اور حضرت علیؓ لکھوانے کے لئے آپ کے پاس کھڑے ہو گئے اور حضرت عمر فاروق رضؓ دھوپ میں اونٹوں کے پاس کھڑے ہو گئے۔ آپ کے پاس دو چادریں تھیں۔ ایک آپ باندھے ہوئے تھے اور دوسری کو سر پر رکھ لیا تھا اور اونٹوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کرا ن کا رنگ اور اُن کے دانت لکھواتے جاتے تھے۔ اس موقع پر حضرت علی مرتضیٰ نے حضرت عثمان غنی سے مخاطب ہو کر کہا کیا تم نے بنت حضرت شعیبؑ کا قول بابت استاجرہ ان خیر من استاجرت القوی الامین نہیں سُنا۔ اور حضرت عمر فاروق رضؓ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ ھذا القوی الامین۔ یہ قوی و امین ہیں (اخرجہ المخلص و ابن السمانی الموافقہ نیز الریاض النضرہ میں ہے۔ کہ محمد بن علی بن حسین مولیٰ۔ حضرت عثمان غنی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ موسم گرما میں ایک دفعہ حضرت عثمان غنی کے ساتھ بمقام عالیہ آئے۔ اس مقام پر حضرت عمر فاروق کی کچھ جائیداد تھی) اس وقت حضرت عثمان غنی نے دیکھا کہ ایک شخص مدینہ طیبہ سے دو اونٹ ہانکتا چلا آتا ہے اسوقت شدت گرما کا یہ حال تھا کہ گویا زمین پر آگ بچھی ہوئی تھی۔ حضرت عثمان غنی نے فرمایا اگر یہ شخص اسوقت ٹھہر جاتا اور ٹھنڈے وقت آتا تو بہتر تھا۔ جب یہ شخص قریب آئے تو آپ نے اپنے غلام سے کہا دیکھو تو یہ کون شخص ہے۔ انہوں نے کہا صرف اسی قدر معلوم ہوتا ہے کہ ایک شخص سر سے چادر باندھے ہوئے اونٹوں کو ہانکتا ہوا چلا آرہا ہے پھر یہ شخص اور زیادہ قریب ہو گیا آپ نے کہا اب دیکھو تو معلوم ہوا کہ حضرت عمر فاروقؓ چلے آرہے ہیں۔ انہوں نے کہا یہ تو امیر المومنین ہیں حضرت عثمان غنی کھڑے ہوئے اور دروازے سے سر نکالکر دیکھا اور جونہی لُو کی لپٹیں لگیں آپ نے اپنا سر اندر کر لیا۔ جب حضرت عمر فاروق رضؓ سامنے کھڑے ہوئے تو حضرت عثمان غنی نے فرمایا۔ آپ اس گرمی کے وقت کیوں نکلے۔ فرمایا۔ زکوٰۃ کی یہ دو اونٹنیں پیچھے رہ گئی تھیں اسلئے میں نے چاہا کہ انہیں بھی اونٹنیوں میں جاکر چھوڑ آؤں۔ ایسا نہ ہو کہ یہ گم ہو جائیں اور اللہ مجھ سے سوال کرلے حضرت عثمان نے کہا۔ امیر المومنین اب آپ سایہ میں آرام کیجیئے ہم ان کو چھوڑے آتے ہیں۔ فرمایا بس سایہ میں تمہیں بیٹھو یہ کہہ کر چلے گئے۔ حضرت عثمان غنی رضؓ نے فرمایا جو شخص قوی و امین کو دیکھنا چاہتا ہے آپ کو دیکھ لے (اخرجہ الشافعی فی مسند)

احیاء العلوم میں ہے کہ روایت کیا گیا ہے کہ آپ کے پاس بحرین سے مشک آیا۔ آپ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ کوئی عورت وزن کرے تاکہ میں اُسے مسلمانوں میں تقسیم کردوں آپ کی زوجہ عاتکہ بولیں میں اچھا وزن کرتی ہوں آپ خاموش رہے بعدازاں آپ نے پھر کہا کہ کوئی عورت اسے وزن کردے میں اسے مسلمانوں میں تقسیم کردوں آپکی زوجہ عاتکہ نے ہی پھر آپ سے کہا کہ میں اچھا وزن کرتی ہوں آپ نے کہا نہیں تم چاہتی ہو کہ وزن کرتے وقت اُسکی گرد و غبار جھاڑنے کے خیال سے اپنی گردن پر ہاتھ لگالو اور اس طرح میں مسلمانوں سے زیادہ حصہ پاؤں؟　　(سبحان اللہ کیا شان ہے! آہ نیز احیاء العلوم میں ہے کہ آپ کے فرزند عبداللہ (وعبیداللہ) نے ایک اونٹ خریدا اور اُسے بھیڑ میں چرنے کے لئے چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ فربہ ہو گیا حضرت عمر فاروقؓ نے پوچھا کیا تم نے اسے بھیڑ میں چرایا ہے انہوں نے کہا ہاں لہٰذا آپ نے اُن سے اونٹ کی نصف

قیمت لے لی - نیز احیاء العلوم میں ہے کہ آپ بیت المال کا خراج مسلمانوں کے درمیان تقسیم کر رہے تھے
کہ آپ کی ایک لڑکی آئی اور بیت المال سے ایک درہم اٹھا کر چلی گئی آپ اسکے پیچھے دوڑے یہاں تک کہ
شانہ مبارک سے چادر ڈھلک گئی گھر میں گھس گئی اور درہم منہ میں رکھ لیا آپ نے بیٹی کے منہ میں
انگلی ڈالی اور درہم نکال لیا (اللہ اکبر!!) اور بیت المال میں ڈالدیا اور فرمایا اے لوگو عمر اور آل عمر کے لئے اس مال
میں نہیں مگر اتنا ہی جتنا کہ اور مسلمانوں کے لئے ہے خواہ نزدیک کے مسلمان اور خواہ دور کے مسلمان - نیز احیاء
العلوم میں ہے کہ ابو موسیٰ کو بیت المال میں جھاڑو دیتے ہوئے ایک درہم ملا یہ درہم انہوں نے حضرت عمر
فاروق کے لڑکے کو دیدیا جو یہاں سے گذرتا ہوا جا رہا تھا - جب حضرت عمر فاروق نے اس لڑکے کے ہاتھ میں یہ
درہم دیکھا تو دریافت کیا کہاں سے ملا؟ لڑکے نے کہا مجھے ابو موسیٰ نے دیا ہے آپ نے درہم لیکر بیت
المال میں ڈالدیا اور ابو موسیٰ سے کہا کہ تمہیں آل عمر سے حقیر تر مدینہ میں کوئی گھر نہیں ملا - کیا تم نے چاہا تھا
کہ امت محمدیہ میں سے کوئی شخص نہ رہے مگر یہ کہ ہم سے ظلم کا مواخذہ کرے تنبیہ الغافلین میں - ہے کہ حضرت
علی مرتضیٰ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے حضرت عمر فاروق کو دیکھا کہ کندھے پر پالان شتر رکھے ہوئے
کھیت کی طرف جا رہے ہیں - حضرت علی مرتضیٰ نے پوچھا آپ کہاں جا رہے ہیں فرمایا صدقہ کا ونٹ جدا
ہو گیا ہے اُسے ڈھونڈنے جاتا ہوں - حضرت علی مرتضےٰ نے فرمایا آپ نے بعد کے خلفاء کو ذلیل کر دیا فرمایا
ابوالحسن مجھے ملامت نہ کرو قسم ہے اللہ کی جسنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا اگر ایک بکری بھی کہیں گم ہو کر
چلی جائے تو عمر سے قیامت کے دن اُسپر مواخذہ کیا جاوے گا اُس امیر کی کوئی عزت نہیں جو مسلمانوں کو
ضائع کرے اور نہ امیر فاسق کی جو مسلمانوں کو ڈراوے - نیز تنبیہ الغافلین میں ہے کہ دار الخلافت میں شام
سے روغن زیت لایا گیا - حضرت عمر فاروق نے پیالہ بھر بھر کر اُسے تقسیم کرنا شروع کیا آپ کے پاس اسوقت
آپ کے فرزند بھی بیٹھے ہوئے تھے تقسیم کر چکنے کے بعد انہوں نے پیالہ اپنے سر کے بالوں سے مل لیا
آپ نے فرمایا معلوم ہوتا ہے تمہارے سر کے بال مسلمانوں کے تیل کی بڑی رغبت رکھتے ہیں بعد ازاں ہاتھ پکڑ
کر حجام کے پاس لے گئے - اور انکے سر کے بال ترشوائے اور فرمایا کہ یہ بات تم پر زیادہ سہل ہے -

تفحّص بیوت المسلمین

ازانجملہ یہ کہ حضرت عمر فاروق رض مسلمانوں کے گھروں کا حال دریافت کرتے رہتے تھے تاکہ اگر اُن کی تدبیر
منزل میں کوئی خلل واقع ہو تو اُسکی اصلاح کر دیں چنانچہ الریاض النضرۃ میں ہے کہ موالی میں سے ایک شخص نے
ایک قریشی کے پاس اُس کی بہن کا پیغام بھیجا اور بہت کچھ مال دینے کو کہا مگر قریشی نے انکار کر دیا آپ نے اُس سے کہا
تم اپنی بہن کو دینے سے کیوں انکار کرتے ہو حالانکہ وہ تمہاری بہن کو بہت کچھ مال ومتاع دینے کو کہتا ہے عرض
کیا کہ ہم حسب ونسب والے ہیں اور وہ اسکا کفو نہیں حضرت عمر فاروق نے فرمایا وہ تمہارے پاس حسب
دنیا و آخرت لیکر آیا ہے حسب دنیا مال ہے اور حسب آخرت تقویٰ و پرہیزگاری عورت رضامند ہے تو دیدو قریشی
نے اپنی بہن سے دریافت کیا تو وہ راضی ہو گئی لہٰذا اُس کا عقد اُس شخص سے کر دیا گیا - ابن عمر سے روایت ہے

کہ حضرت عمر فاروق نے جو اہل مدینہ طیبہ کہ اپنی عورتوں سے غائب ہو کر چلے گئے ہوئے تھے ان کی نسبت حکام بھیجے کہ وہ اپنی عورتوں کے پاس آجائیں یا ان کے نفقہ بھیجیں یا طلاق دے دیں مگر ساتھ ہی طلاق کے وقت تک کا نفقہ بھی بھیجدیں - اخرجہ الابہری امام مالک سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق ہر ہفتہ عوالی مدینہ کام دیکھنے کے لئے جایا کرتے تھے جب کسی غلام کو دیکھتے کہ وہ کام نہیں کرسکتا تو آپ اُس سے کام لے لیتے

صلۂ اقارب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

از انجملہ یہ کہ آپ صلہ اقارب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بابلغ وجوہ فرماتے تھے - الریاض النضرہ میں ہے کہ حضرت زہری سے روایت کیا گیا ہے کہ جب حضرت عمر فاروق کے پاس عراق کا مال آتا یا خمس ۱/۵ آتا تو آپ بنی ہاشم میں جسقدر بے نکاح ہوتے اُن کا نکاح کر دیتے اور جس قدر بے خادم ہوتے انہیں خادم دیتے - نیز الریاض النضرہ میں ہے کہ محمد بن علی سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق کے پاس یمنی چادریں آئے جو آپ نے مہاجرین و انصار کے درمیان تقسیم کر دیئے مگر اُس میں کوئی ایسا چادر نہ تھا جو حضرت امام حسن و حضرت امام حسین کے لئے مناسب ہوتا اس لئے آپ نے والی یمن کو لکھا کہ وہ چادر* بنوا کر بھیجدیئے آپ نے انہیں وہ چادریں اُڑھا دیئے اور فرمایا جب لوگوں کو میں نے یہ چادریں اوڑھتے ہوئے دیکھا تو میں نہیں دیکھ سکا کہ یہ چادریں اُن دونوں کے جسموں پر نہ ہوں - حضرت امام حسین سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر فاروق کے پاس آ کر منبر پر چڑھا اور آپ سے کہنے لگا - کہ میرے باپ کے منبر سے اُتر جا اور اپنے باپ کے منبر پر بیٹھو آپ نے فرمایا میرے باپ کا کوئی منبر نہ تھا یہ فرما کر مجھے آپ نے اپنے پاس بٹھا لیا جب آپ ممبر سے اُترے تو مجھے اپنے گھر لے گئے اور فرمایا تمہیں یہ کس نے سکھلایا میں نے کہا واللہ کسی نے نہیں پھر فرمایا فرزندمن تم ہمارے یہاں آیا کرو بعد ازاں میں ایک روز آپ کے مکان پر گیا - اُس وقت آپ امیر معاویہ سے تخلیہ کر رہے تھے اور ابن عمر دروازے پر کھڑے تھے . وہ لوٹے تو ان کے ساتھ میں بھی لوٹ آیا بعد ازاں ایک روز آپ نے مجھ سے کہا میں نے تمہیں بہت دنوں سے دیکھا نہیں میں نے عرض کیا یا امیر المؤمنین میں آیا تھا . مگر آپ امیر معاویہؓ سے تخلیہ کر رہے تھے اور ابن عمر دروازے پر تھے جب وہ واپس ہوئے تو اُن کے ساتھ میں بھی واپس چلا گیا فرمایا ابن عمر کی نسبت اجازت دیئے جانے کے تم زیادہ مستحق ہو کیونکہ ہمارے سروں پر یہ تاج اللہ تعالےٰ ہی نے رکھا ہے پھر اللہ عز وجل کے بعد . . . . آپ لوگ اس کے ذریعہ وسبب ہیں الریاض النضرہ میں ہے کہ عبید بن حنین سے روایت کیا گیا ہے کہ حضرت امام حسن یا حضرت امام حسین حضرت عمر فاروق کی خدمت میں جانا چاہتے تھے - کہ عبد اللہ بن عمر آئے مگر انہیں اجازت نہ دی گئی اس لئے وہ لوٹ گئے تو ان کے ساتھ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین بھی لوٹ گئے - حضرت عمر فاروق نے ان کے پاس آدمی بھیجا جب وہ آئے تو آپ نے فرمایا - فرزندمن تم کیوں چلے گئے - آپ نے کہا میں نے سمجھا کہ جب عبد اللہ کو اجازت نہیں دی گئی تو ہمیں بھی اجازت نہیں دیجائیگی - فرمایا اے فرزندمن تمہارے سوا کس نے ہمارے سر پر یہ تاج رکھا ہے -

* اور بنوا کر بھیجدیں جو امام حسن و حسین کے جسم کے مناسب ہوں چنانچہ انہوں نے وہ چادرے اور

منتدرین سعد سے روایت ہے کہ ازواج نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق سے اذن طلب
کیا کہ آپ انہیں حج کی اجازت دیں۔ مگر آپ نے اجازت دینے سے انکار کیا جب اُنھوں نے اصرار کیا تو آپ
نے فرمایا اب کے سال نہیں بلکہ آئندہ میں تمہیں حج کی اجازت دونگا اور یہ میں اپنی رائے سے نہیں کہتا۔ اُم
المومنین حضرت زینب بنت جحش نے کہا میں نے عام حجۃ الوداع میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے
سُنا۔ غرض دوسرے سال امہات المومنین حج کے لئے گئیں آپ نے اُن کے ساتھ حضرت عثمان غنی
اور حضرت عبدالرحمن بن عوف کو روانہ کیا اور فرمایا کہ اُن دونوں میں سے ایک اُن کے آگے رہے اور ایک
پیچھے جب وہ کہیں اُتریں تو پہاڑوں کے درون میں اُنہیں اتاریں۔ اور کسی کو اُس طرف نہ آنے دیں
اور جب وہ بیت اللہ کا طواف کریں تو اُنکی ساتھ بجز عورتوں کے اور کوئی طواف نہ کرے۔ راوی کہتا ہے
پھر جب حضرت عمر نے انتقال کیا تو علیبقہ بعد پردہ غالب آ گئیں۔ الریاض النضرۃ۔ نیز الریاض النضرۃ میں ہے کہ
ابن ابی نجیح سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میری ازواج کی حفاظت ونگہداشت
کرے وہ صادق و بار ہے یہی وجہ ہے کہ جب حضرت عمر فاروق نے دریافت کیا کہ امہات المومنین کو حج*
لیگئے تو راستے میں اُن کے ہودجوں پر چادر ڈالتے۔ اور پہاڑوں کے دروں میں انہیں اُتارتے جہاں منفذ ولہ
ہوتی۔ نیز الریاض النضرۃ میں ہے کہ ابو وائل سے روایت کیا گیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت اُم سلمٰی کو کسی
معاملہ میں تنگ کر رہا تھا حضرت عمر فاروق کو جب اس معاملہ کی خبر ہوئی، تو آپ نے اُسے تیس ۳۰ دُرّے
مارنے کا حکم دیا۔ اخرجہ سفیان بن عیینہ۔ نیز الریاض النضرۃ میں ہے کہ اسلم سے روایت کیا گیا ہے کہ حضرت عمر
فاروق نے اسامہ کو اپنے فرزند عبداللہ بن عمر پر فضیلت دی۔ تو لوگ حضرت عبداللہ بن عمر کو شبہ دیتے یہاں
تک کہ انہوں نے اپنے والد سے کہا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ مجھ پر اس شخص کو فضیلت دیتے ہیں جو مجھ سے افضل
نہیں۔ اُسامہ کے آپ نے دو ہزار (ششماہی) مقرر کئے اور میرے ایکہزار پانچسو (ششماہی) مقرر کئے۔ فرمایا
اس لئے کہ زید آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک عمر سے زیادہ اور اُسامہ عبداللہ بن عمر سے زیادہ عزیز
ہے۔ (الریاض النضرۃ)

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر فاروق کے عہد خلافت میں مدائن فتح ہوا اور
اُس کا مال آیا تو آپ نے مسجد میں فرش بچھوا دیا اور حکم دیا کہ جسقدر مال ہے اُس پر ڈالدیا جائے۔ بعد ازاں اصحاب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جمع ہو گئے۔ سب سے پہلے امام حسن آئے اور عرض کیا امیر المومنین اس مال میں میرا
جو کچھ حق ہے مجھے دیجیئے آپ نے مرحبا کہا اور ایکہزار درہم کا حکم دیا۔ آپ کے بعد حضرت امام حسین آئے اور
اپنا حق طلب کیا آپ نے اُنکو بھی مرحبا کہا اور ایکہزار درہم دینے کا حکم دیا۔ حضرت امام حسینؓ کے بعد عبداللہ بن عمر
آئے اور اپنا حق طلب کیا آپ نے انہیں پانچسو درہم دینے کا حکم دیا۔ عبداللہ بن عمر کہنے لگے۔ امیر المومنین
میں ایک قوی آدمی ہوں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ہی سے میں نے تلوار ہاتھ میں لی ہوئی ہے
یہ اسوقت کا حال ہے جب کہ حضرت امام حسن حسین مدینہ کے کوچوں میں کھیلتے پھرا کرتے تھے۔ انہیں آپ
ایک ہزار دیتے ہیں اور مجھے پانچسو فرمایا ہاں (تم بھی ان جیسے ماں باپ۔ نانا۔ نانی و چچا پھپھی۔ ماموں خالہ

لا سکتے ہو ہرگز نہیں۔ انکے والد علی مرتضیٰ ہیں۔ ان کی والدہ زہرا۔ ان کے نانا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان کی نانی ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ۔ ان کے چچا جعفر بن ابو طالب۔ ان کے ماموں ابراہیم بن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کی خالہ رقیہ۔ ام کلثوم۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں ہیں۔ (الریاض النضرۃ)

الاستیعاب میں ہے کہ حضرت عمر فاروق مسجد سے نکلے۔ جارود اسوقت اپکے ہمراہ تھے۔ راستہ میں ایک صحابیہ ملیں۔ جن کی عمر نصف سے متجاوز تھی آپ نے انہیں سلام علیک کہا جواب سلام کے بعد انہوں نے کہا عمر کیا حال ہے میں تمہیں اسوقت سے جانتی ہوں جب کہ تم سوق عکاظ میں پھرتے تھے، اور تمہیں عمیر کہہ کر پکارا جاتا تھا حتے کہ پھر تمہیں عمر کہنے لگے اور اب تمہیں "امیر المومنین" کے نام سے پکارا جاتا ہے میں تمہیں ایک نصیحت کرتی ہوں۔ کہ تم رعیت کے معاملہ میں اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہنا اور جانتے رہو کہ جو شخص اللہ تعالےٰ ڈرتا ہے بعید اس کے نزدیک قریب ہوتا ہے اور جو موت سے ڈرتا ہے وہ فوت اعمال خیر سے خوف کرتا رہتا ہے، جارود کہنے لگے تم نے امیر المومنین کو بڑی نصیحتیں کیں حضرت عمر فاروق نے فرمایا جارود تم نہیں جانتے یہ کون ہیں۔ یہ خولہ بنت حکیم ہیں۔ ساتویں آسمان پر اللہ تعالےٰ نے انکی بات سُنی تو عمر اس امر کا حق دار ہے کہ انکی باتیں سنے۔ نیز الاستیعاب میں ہے کہ حضرت صفیہ بنت حُیَیّ کی کنیز کہ حضرت عمر کی خدمت میں آئی اور کہنے لگی کہ صفیہ بنت حُیَیّ ہفتہ کے دن کو دوست رکھتی ہیں۔ اور یہودیوں کے گھر تحفے تحائف بھیجتی ہیں۔ آپ نے اس امر کو دریافت کیا تو انہوں نے کہا جب سے اللہ تعالےٰ نے ہمیں جمعہ کا دن عطا کیا ہے۔ تب سے میں ہرگز ہفتہ کے دن کو عزیز نہیں رکھتی اور اس دن یہودیوں کو تحفے تحائف بھیجنے کا یہ سبب ہے کہ میری ان سے قرابت ہے اسلئے میں انکے ساتھ صلہ رحمی کرتی ہوں۔ اسکے بعد انہوں نے اپنی خادمہ سے پوچھا تجھے اس حرکت کا محرک کون ہوا۔ اس نے کہا شیطان۔ لہٰذا انہوں نے اسکو آزاد کر دیا۔ نیز الا ستیعاب میں ہے کہ آپ نے سفا بنت عبد اللہ العدویہ کو بلوایا کہ وہ صبح آپ کے پاس آئیں۔ چنانچہ وہ صبح آپ کے پاس آئیں۔ دروازے پر آپ کی زوجہ عاتکہ موجود تھیں ان سے باتیں کرنے لگیں حضرت عمر فاروق نے ایک چمڑے کا فرش منگوایا اور اپنی زوجہ عاتکہ کو دیا۔ اور پھر ایک اور مگر چھوٹا فرش منگوایا اور یہ ان کو دیا۔ یہ آپ سے کہنے لگیں کہ افسوس آپ نے بڑا چمڑا انہیں دیا اور چھوٹا مجھے حالانکہ میں نے ان سے پہلے اسلام قبول کیا ہے اور میں تمہاری چچا زاد بہن ہوں۔ آپ نے فرمایا بڑا چمڑا میں نے تمہارے لئے ہی رکھا تھا۔ مگر جب میں نے دیکھا کہ تم اور یہ ایک جگہ جمع ہوئیں تو میں نے بڑا چمڑا انہیں دیا۔ اس لئے کہ انہیں تمہاری نسبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے قریب رشتہ حاصل ہے۔

حفظ ملتہ اسلامیہ

از انجملہ یہ کہ آپ ملت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کو مظان تحریف وتبدیل سے محفوظ رکھتے تھے سلیمان بن لیسار سے روایت ہے کہ ایک شخص صبیغ نامی مدینہ طیبہ آیا اور لوگوں سے متشابہات قرآن کی بابت سوال کرنے لگا۔ حضرت عمرؓ نے اسے طلب کیا اور بہت سی چھڑیاں اُس کے لئے جمع کر رکھیں جب یہ آیا تو آپ نے پوچھا تم کون ہو۔ اس نے کہا میں ایک بندہ خدا صبیغ ہوں۔ آپ نے کہا میں ایک بندہ خدا عمر ہوں اور ایک چھڑی سے آپ نے مارنا شروع کیا یہانتک کہ اُس کے سر سے خون بہنے لگا اب اس شخص نے کہا اے امیرالمومنین اب میرے دماغ سے وہ باتیں نکل گئیں جو پہلے میں اپنے دماغ میں پاتا تھا (اخرجہ الدارمی) نافع مولی عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ صبیغ عراقی اجناد مسلمین سے متشبہات قرآن کے متعلق سوالات کرنے لگا۔ جب مصر گیا تو حضرت عمرو بن العاص نے اسے مدینہ طیبہ بھیج دیا اور حضرت عمر فاروق کو اُس کے حالات کی اطلاع دی جب آپ کے پاس قاصد پہنچا تو آپ نے پوچھا وہ شخص کہاں ہے قاصد نے کہا ہودج میں ہے آپ نے فرمایا جاؤ اُسے لاؤ ایسا نہ ہو کہ کہیں چلا جائے اور اسکے عوض میں تمہیں سزا دوں۔ جب یہ شخص لایا گیا تو آپ نے اس سے پوچھا کیا تم لوگوں سے متشابہات قرآن کے متعلق سوال کرتے پھرتے ہو۔ اس نے بیان کیا کہ ہاں۔ آپ نے چند چھڑیاں منگوالیں اور اسے مارنا شروع کیا جب خون آلودہ ہوا تو چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ یہ اچھا ہو گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تو آپ نے پھر اسے مارا اور خون آلودہ ہوا تو چھوڑ دیا۔ جب دوبارہ اچھا ہوا تو آپ نے پھر اُسے مارنا چاہا۔ اس نے کہا۔ امیرالمومنین اگر آپ مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں تو ایک دفعہ ہی قتل کر دیجیئے اور اگر میرا علاج کرنا چاہتے ہیں تو واللہ اب میں ٹھیک ہو گیا۔ لہٰذا آپ نے وطن جانے کی اجازت دیدی۔ اور ابو موسیٰ اشعری کو لکھا کہ یہ مسلمانوں کے پاس نہ بیٹھنے پائے۔ یہ امر اس شخص پر بہت شاق گزرا بعد ازاں ابو موسیٰ اشعری نے حضرت عمر فاروق کو لکھا کہ اب اس نے اپنے اعتقادات درست کر لئے ہیں۔ لہٰذا آپ نے اجازت دیدی کہ وہ مسلمانوں کی مجالس میں بیٹھا اٹھا کرے۔ یہ ہے حضرت عمر فاروق کی سیاست کا نمونہ جو بیان کیا گیا۔ والقلیل نموذج الکثیر والغرفۃ تنبئ عن البحر الکبیر ترجمہ قلیل شئی کثیر کا نمونہ ہوتی ہے۔ اور ایک چلو پانی پورے سمندر کی کیفیت سے اطلاع دے دیتا ہے

اگر کوئی منصف مزاج ان واقعات اور ان کے اشباہ ونظائر پر غور کرے گا تو وہ جان لے گا۔ کہ وہ ہر واقعہ و نظیر سے ایمان، صدق نیت، احسان بر خلق اللہ خوف وخشیت مدبر السموات والارض عقل وافر وحسن انتظام کے آثار کس حد تک نمایاں وظاہر ہیں بمصداق مقولہ مشہور الانا ءترشح بما فیہ کے مطابق برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے۔ حضرت عمر فاروق کے فعل وغایت سے حلاوت ایمان وصدق نیت ٹپکتی ہے۔ جس طرح روئی تر سے پانی کے قطرے شعر

وعلی تفنن واصفیہ بوصفہ　　　　یفنی الزمان وفیہ مالم یوصف

ترجمہ: (ممدوح) کے مختلف طریقوں سے اوصاف بیان کرتے ہیں زمانہ ختم ہو جاتا ہے۔ پھر بھی ممدوح میں وہ اوصاف باقی رہ جاتے ہیں جن کو واصف پورے طریقہ سے بیان نہیں کرتا۔ ۱۲ منہ

حضرت عمر فاروق کا توسع فی العلم اور نظر بر احکام شرعیہ

حضرت عمر فاروق کے احکام شرعیہ میں جو فقہ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ وسیع النظر ہونیکا بیان بالاجمال اسطرح ہے کہ آپ علی الاطلاق افقہ امت تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسائل فقہیہ میں حضرت عمر فاروق کی طرف اشارہ فرمایا کہ ان سے اخذ کئے جائیں اور صحابہ و تابعین نے بھی اسکی تصریح کی ہے۔ اور خارج میں بھی ایسا ہی واقع ہوا ہے۔ فقہ میں آپ کو وہی فضیلت حاصل تھی جو آپ کے مصحف کو تمام صحابہ کرام کے مصاحف پر حاصل تھی جسطرح آپ کے مصحف میں جو کچھ پایا جائے قرات متواترہ ہے۔ اور جو آپ کے مصحف کے خلاف ہو قرآت شاذہ ہے۔ اسی طرح جو کچھ آپ سے منقول ہے شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیمات کا ایک قوی و بہتر طریقہ و مسلک ہے اور جو کچھ کہ اس کے خلاف ہے شاذ ہے۔ اگر کوئی حدیث قوی یا قیاس جلی اس کی تقویت کرے اور اس کی شہادت دے تو اسے اخذ کر سکتے ہیں ورنہ نہیں۔ آپ کی فقہ کو تمام مجتہدین کی فقہ سے وہی نسبت ہے جو متن کو شرح سے ہوتی ہے۔ یہ ہمارا بیان چونکہ مجمل ہے۔ جب تک اسکی شرح نہ کیجائے ممکن ہے کہ بعض اصحاب اسے غلو سے منسوب کریں لہٰذا ضروری ہوا کہ اسکی شرح کیجائے۔

شہادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اعلمیت حضرت عمر فاروق پر شہادت دینا۔ اور بہ حیثیت اعلمیت امامت حضرت عمر فاروق کے تفویض کرنا باحادیث کثیرہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم متواتر المعنی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ان اللہ تعالےٰ جعل الحق علی لسان عمر وقلبہ۔ اخرجہ الترمذی بروایت ابن عمر و ابوداؤد بروایت ابی ذر قال لقد کان قبلکم من الامم ناس محدثون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یکن فی امتی احد فانہ عمر اخرجہ الشیخان من حدیث ابی ہریرہ و مسلم من حدیث ابی ہریرہ و الترمذی من حدیث عائشہ صدیقہ یعنی اگلی امتوں میں محدثین گذرے ہیں۔ (ملہمون بالصواب) جو انبیاء نہ تھے۔ اگر میری امت میں بھی کوئی ہے۔ تو وہ عمر ہیں۔ نیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں۔ اور قمیص پہنے ہوئے ہیں مگر یہ قمیص بعض کے سینہ تک ہے اور بعض کی اسکے نیچے اور عمر بن خطاب میرے آگے پیش کئے گئے۔ تو ان کا قمیص نیچے گھسیٹتا جاتا تھا۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ آپ نے اس سے کس شئے کی تاویل کی فرمایا دین سے۔ (بخاری مسلم۔ ترمذی اور نسائی بروایت ابی سعیدؓ اسکے راوی ہیں)

نیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے خواب میں دودھ کا پیالہ دیا گیا میں نے اس سے

زود ھ پیا۔ یہانتک کہ اسکی تری اپنے ناخنوں سے نکلتی دیکھی پھر جو کچھ بچا عمر بن خطاب کو دیا۔ عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے اسکی کیا تعبیر کی، فرمایا علم اخرجہ الشیخان والترمذی من حدیث ابن عمر۔ نیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر۔ کہ میرے بعد ابوبکر و عمر کی اقتدا کرنا۔ اور ایک جماعت محدثین نے بحدیث ابن مسعود و حذیفہ اسے روایت کیا ہے۔

شہادت صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالےٰ علیہم

حضرت حذیفہ فرمایا کرتے تھے کہ لوگوں کو فتوےٰ نہیں دیتے مگر تین شخص خلیفہ (عالم وعادل) اور وہ عالم جو ناسخ و منسوخ قرآن میں مہارت رکھتا ہو۔ لوگوں نے کہا یہ کون شخص ہے فرمایا وہ عمر بن خطاب ہیں اور تیسرا وہ احمق شخص ہے جو تکلف کر کے فتویٰ دیتا ہے (اخرجہ الدارمی) عمر بن میمون فرمایا کرتے تھے کہ حضرت عمر فاروق دو ثلث علم لیکر فوت ہوئے۔ حضرت ابراہیم نخعی سے جب اس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا دو ثلث نہیں بلکہ حضرت عمر فاروق رض نو حصے علم لے کر فوت ہوئے۔ ۱۲

حضرت عمر فاروق کی فقہ کو جمیع صحابہ کرام کی فقہ سے کیا نسبت تھی

اس امر کا ثبوت کہ حضرت عمر فاروق کی فقہ کو جمیع صحابہ کرام کی فقہ سے وہی نسبت تھی جو جمیع صحابہ کرام کے مصاحف کو آپ کے مصحف سے جیسا کہ مندرجہ ذیل آثار و اقوال تابعین رضوان اللہ تعالےٰ علیہم سے واضح ہے امام شعبی فرماتے ہیں کہ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں سے قضا ر فیصلے کرنا چھ شخصوں سے متعلق تھا تین مدینہ طیبہ میں تھے۔ حضرت عمر فاروق۔ ابی بن کعب اور زید بن ثابت اور تین کوفہ میں تھے۔ حضرت علی مرتضیٰ۔ عبداللہ بن مسعود۔ ابی موسیٰ اشعری۔ حاکم اسکے راوی ہیں۔ نیز امام شعبی مسروق سے روایت کرتے ہیں کہ علم اصحاب نبی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان سات شخصوں کی طرف منتہیٰ تھا حضرت عمر بن خطاب۔ علی بن ابی طالب عبداللہ بن مسعود۔ ابی ابن کعب۔ معاذ بن جبل۔ زید بن ثابت اور ابوموسیٰ اشعری۔ حاکم اس کے راوی ہیں۔ نیز امام شعبی سے روایت کیا گیا ہے۔ کہ اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم میں سے چھ شخصوں سے حاصل کیا جاتا تھا۔ حضرت عمر فاروق اور حضرت عبداللہ بن مسعود میں سے ہر ایک کا علم ایک دوسرے سے مشابہ تھا۔ کیونکہ ان دونوں میں سے ہر ایک ایک دوسرے سے اقتباس علم کرتا تھا۔ اخرجہ الحاکم امام محمد بن الحسن کتاب الاثار میں امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ سے وہ ہثیم سے وہ شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم میں سے چھ شخصوں کا آپسمیں ایک دوسرے سے فقیہ (احکام شرعیہ) میں مذاکرہ کیا کرتے تھے۔ علی ابن ابی طالب۔ ابی بن کعب۔ ابوموسیٰ اشعری علیحدہ ہوتے تھے اور عمر فاروق زید بن ثابت اور ابن مسعود علیحدہ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق کا علم بلاد اسلام میں مشتہر ہوا اور جمیع مسلمانوں نے اخذ کیا اور حضرت علی مرتضیٰ کا علم صرف کوفہ میں مشتہر ہوا۔ اور چونکہ آپ کے حافظین

س اہل لشکر تھے ۔ لہٰذا آپ کے علم کی کما ینبغی تنقیح نہیں کی جاسکی طاؤس سے روایت ہے کہ حضرت ابن
اس رض کے پاس ایک کتاب لائی گئی جس میں حضرت علی مرتضیٰ کے فیصلے درج کئے ہوئے تھے آپ نے اس
، سے بہت کچھ محو کر دیا سفیان بن عُیینہ فرماتے ہیں کہ قریباً بمقدار ایک ہاتھ کے محو کر دیا (مسلم شریف)
ابن ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابن عباس کو لکھا کہ آپ ان کے لئے ایک کتاب لکھیں
. . . . آپ نے فرمایا یہ فرزند ناصح ہے میں اس کے لئے بہت سے مسائل لکھوں گا ابن ملیکہ بیان
تے ہیں کہ پھر آپ نے حضرت علی مرتضیٰ کے فیصلے منگائے اور اس میں سے بہت سے مسائل
لکھنے گئے اور بعض بعض مسائل چھوڑتے جاتے اور فرماتے قسم ہے اللہ کی حضرت علی نے یہ فیصلہ کبھی نہ کیا ہوگا۔ ورنہ
راہ ہو جاتے (مسلم شریف)
ابو اسحٰق سے روایت کیا گیا ہے کہ جب حضرت علی مرتضیٰ کے بعد اہل لشکر نے بہت سی باتیں پیدا کر دیں تو اصحاب
میں سے ایک انہیں بایں الفاظ دعا دینے لگے ۔ قاتلھم اللہ ای علما افسد وا ۔ اللہ انہیں ہلاک کرے کس علم کو
ں نے خراب کیا (مسلم شریف)
مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ اصحاب علی مرتضیٰ کی حدیث کی تصدیق نہیں کی جاتی تھی مگر بواسطہ اصحاب
اللہ بن مسعود (مسلم شریف)
احادیث علی مرتضیٰ کا تو یہ حال ہوا کہ جن کی شہادت ملی ان کی تصدیق کی گئی ۔ باقی کی نہیں اسلئے کہ
وں نے ان کی طرف جھوٹی حدیثیں منسوب کر دیں اور حضرت معاذ بن جبل حضرت عمر فاروق کے بعد
زندہ نہ رہے بلکہ آخر زمانہ حضرت عمر فاروق میں انتقال کیا اور اسلئے ان کی حدیثیں بھی بہت کم مشتہر
سکیں ۔ اور ابی بن کعب سے بجز قرأۃ اور تفسیر کے اور کچھ روایت نہیں کیا گیا اور حضرت ابو موسیٰ باوجود اپنی
ل علم کے بہت سے مسائل میں عاجز رہے ۔ اور حضرت عبد اللہ بن مسعود کے حق میں یہ فرماتے رہے کہ جب تک تم
یہ حبر امت موجود ہیں مجھ سے سوال نہ کیا کرو ۔
اور حضرت ابن عباس نے باوجود اپنے کمال علم کے جمیع مجتہدین سے اختلاف قریباً پچاس مسائل میں
ہے ۔ امام دارمی نے حضرت ابراہیم نخعی سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس نے مسئلہ زوج ام و ب
اہل قبلہ سے اختلاف کیا ہے ۔ کہ ام کیلئے ثلث ۱/۳ جمیع مال ہے ۔ اسی طرح مسئلہ عول مسئلہ متعۃ الحج
متعۃ النساء اور مسئلہ بیع صرف وغیرہ میں حضرت ابن عباس نے اختلاف کیا ہے جیسا کہ متتبعین
حدیث پر مخفی نہیں ۔ اسی طرح اور بھی بہت سے مسائل مثلاً غسل قدمین اور طلاق ثلٰث دفعۃً واحدۃ میں حضرت
عباس نے شک پیدا کیا اور چونکہ اکثر اقوال میں محدثین نے حضرت ابن عباس کا رجوع کر لینا بھی روایت
ہے ۔ لہٰذا آپ کے یہ اقوال بلحاظ رجوع کرنے کے مشتبہ ہو گئے کہ آپ نے کن اقوال سے ،
رجوع کیا اور کن سے نہیں ۔
اور حضرت عبد اللہ بن مسعود اکثر مسائل میں حضرت عمر فاروق سے موافقت رکھتے تھے ۔ چنانچہ
ں نے اس امر کی تصریح ان لفظوں میں کی ہے کہ حضرت عمر فاروق جو طریقہ اختیار کرتے اسے ہم

اپنے لئے سہل پاتے۔ نیز حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا ہے کہ اگر لوگ ایک وادی یا ایک گھاٹی سے اور حضرت عمر فاروق دوسری گھاٹی سے جاتے تو میں اسی وادی یا گھاٹی سے جاتا جس سے حضرت عمر فاروق جاتے زید بن ثابت نے بھی اکثر مسائل میں حضرت عمر فاروق کا تتبع کیا ہے اور حضرت عبداللہ بن عمر نے محل اشتباہ میں اجتہاد اور غور و خوض کرنے سے کنارہ کشی کی ہے اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے جسقدر مسائل روایت کئے گئے ہیں جمیع ابواب فقہ میں ناکافی ہیں۔

حضرت عمر فاروق کی نسبت فقہا مجتہدین سے حقیقت تقلید اور اس کا ضمناً ثبوت

اور یہ کہ حضرت عمر فاروق کو فقہائے مجتہدین سے وہی نسبت تھی جو مجتہد منتسب کو مجتہد مستقل سے ہو سکتی ہے۔ صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے آثار و اقوال میں تتبع کرنے سے ظاہر و باہر ہے جس طرح مجتہد مستقل ادلہ و قواعد استنباط و طرق جمع بین الدلیلین المتعارضین کو ترتیب دیتا ہے اور مجتہد منتسب ان قواعد و اصول کے مطابق مسائل کا استخراج کرتا ہے۔ اسی طرح حضرت عمر فاروق سے اخذ کیا اور انہیں کے مطابق اپنے مذاہب کا سلسلہ قائم کیا۔

اور جس طرح مجتہد مستقل مسائل کو ابواب و فصول میں بیان کرتا اور مسائل مہمہ کو لکھ جاتا ہے بعد ازاں مجتہدان منتسب تفسیر و احادیث آثار و اقوال سلف صالحین اور قواعد استنباط کو مرعی رکھ کر مسائل مذکور پر غور و خوض کرتے ہیں۔ جن جن مسائل کے متعلق کتاب و سنت خواہ بطریق معہود موافق یا مفہوم مخالف ملجائے فہ المقصود والا اگر وجہ و علت مسئلہ ظاہر ہو تب بھی اُسے اخذ کرتا ہے اور اگر کتاب و سنت کے اور اجماع و قیاس جلی کے کوئی قوی دلیل اسکے برخلاف پائی جائے اسے ترک کرتا ہے کیونکہ اب اس صورت میں قوی دلیل پر عمل کرنا ضروری ہوا۔ اور اگر کتاب و سنت اور اجماع و قیاس جلی میں سے کوئی اس مسئلہ کے خلاف تو نہیں۔ مگر وجہ مسئلہ بھی ظاہر نہیں ہے۔ تو اس صورت میں توقف کرے یا اعتماد کرے۔ اس میں اختلاف ہے بنا۔ اختلاف یہ کہ مجتہد کو مجتہد کی تقلید جائز ہے یا نہیں جب کہ وہ اس مجتہد سے اعلم و افضل ہو۔ اسکے متعلق دو قول ہیں قول مشہور یہ ہے کہ جائز نہیں مگر قول صواب یہ ہے کہ جائز ہے اور خصوصاً جب کہ مدار کے اقوال و آثار کا تتبع کیا جائے۔ چنانچہ حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ جب ہم تقلید کیطرف رجوع کریں تو ہمارے آئمہ صدیق حضرت عمر فاروق۔ حضرت عثمان غنی اور پہلے قول میں حضرت علی کے قول کی تقلید ہمیں واجب و پسند ہے جو شخص کہ اس صورت میں حضرت امام مالک و حضرت امام ابو حنیفہ علیہما الرحمۃ کے اپنے اپنے اجتہاد میں طرز عمل میں تتبع کرے گا وہ صورت ہذا میں بھی تقلید کے جائز ہونے میں توقف نہیں کرسکتا۔

پھر اگر وہ مسائل پیش آئیں جو کلام مجتہد میں مذکور و منصوص نہیں ہیں۔ تو ایک جماعت علمائے کرام ان کو ادلہ شرع سے بطریق استدلال مجتہد مستقل استنباط کرتی ہے۔ یہ جماعت مجتہد منتسب کے مطلق نام سے

، گئی ہے ۔ اور ایک گروہ ان مسائل کا استخراج بمطابق قول مجتہد مستقل اسکے فحوائے کلام یا دفع معارضات وغیرہ سے
رتا ہے ۔ یہ گروہ مجتہد منتسب مقید کے نام سے موسوم ہے ۔

اسی طرح مجتہدان مذاہب اربعہ نے بنائے فقہ اور معرفت کتاب وسنت اور واقفیت علوم عربیہ وقواعد واصل
ح بین الدلیلین المتعارضین سے انکی ضبط کرنے کے بعد حضرت عمر فاروق کے بیان کردہ مسائل میں غور وخوض کرکے
ثر کو قبول کیا ۔ بعض سے انکار ۔ بعض سے اختلاف بعدازاں جو اور دیگر مسائل انہیں پیش آئے بعض میں طریق
ندلال واستنباط کو کام فرمایا ہے اور بعض میں عمل تخریج کر یعنی آپ کے فحوائے کلام سے ان مسائل واردہ کا استخراج
یا ہے ۔ اس بحث کا سمجھنا بالغایت دقیق ہے جن لوگوں کا سرمایہ کہ صرف شرح وقایہ وہدایہ ہے ذکب اس سر دقیق
ادراک کر سکتے ہیں ۔ ۵

کسے در صحن کاچی قلیہ چوید ÷ اضاع العمر فی طلب المحال

یہ بات ہرگز نہیں ہے کہ حضرت عمر فاروق کو شریعت محمدیہ میں ذریعہ و واسطہ نہ بنایا ہو اور بغیر انکی توسط کے ادلہ
رعیہ میں غور وخوض کرنا شروع کیا ہو ۔ لیکن توسط سے ہماری مراد وہی توسط ہے جو مجتہد منتسب کو مجتہد مستقل سے
سکتا ہے ۔ نہ وہ توسط جو مقلد محض کو اُسکے مجتہد متبوع سے ہوا کرتا ہے ۔ اس امر کے بہت سے قرائن ہیں ۔
ہیں معلوم کرکے کوئی منصف مزاج اس توسط سے انکار نہیں کر سکتا ۔

ازانجملہ قرائن ایک قرینہ یہ ہے کہ جسطرح مجتہدان شافعیہ آپسمیں اختلاف رکھتے ہیں مگر باوجود اسکے حل مسائل
ں اپنے امام کے تابع ہیں اسی اعتبار ولحاظ سے وہ اصحاب شافعی کہلائے جاتے ہیں ۔ اسی طرح مجتہدین مذاہب
بعہ رؤس مسائل فقہ میں حضرت عمر فاروق کے تابع ہیں اور یہ تخمیناً ایک ہزار مسئلہ کے قریب ہیں اسی لئے مجتہدین
ہب اصحاب حدیث کے نام سے پکارے گئے ۔ نہ ظاہریہ و باطنیہ واصحاب رائے کے نام سے
ارے گئے ۔

رہا مسائل جزئیہ میں مجتہدین مذاہب کا مختلف ہونا سو اس کا سبب یا تو یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق کا اثر
ل جو خبر واحد ہے ممکن ہے کہ ایک کو پہنچا ہو اور دوسرے کو نہ یا یہ کہ روات حضرت عمر فاروق کسی خاص روایت
مختلف ہو گئے ایک نے کسی کی تصحیح کی اور دوسرے نے کسی کی ۔ یا یہ کہ حضرت عمر فاروق کا اثر و قول محتمل ،
ہین ہو ۔ لہذا بعض نے اس کا محمل کچھ ٹھہرایا اور بعض نے کچھ ۔ یا یہ کہ ایک مجتہد کے نزدیک حضرت عمر
روق کا قول کسی حدیث صحیح یا قیاس جلی سے معارض واقع ہوا لہذا اُسے ترک کر دیا اور یہی طرز عمل مجتہد
نتسب کا ہے اور دوسرا مجتہد اس معارضہ کے دفع اور تطبیق بین الدلیلین المتعارضین پر قادر ہوا اور اس اعتراض
دفع کر دیا لہذا اس مجتہد نے آپ کے اس قول کو ترک نہیں کیا ۔ اور اس (دفع معارضہ) کے وجوہات و
ن علمائے مجتہدین کے کلام میں بالتصریح مذکور ہیں ۔ چنانچہ بعض وجوہات کا ہم ذکر بھی کرینگے ۔ اختلاف کا
ا سبب یہ ہے کہ بعض وہ مسائل ہیں جو حضرت عمر فاروق کے کلام میں مذکور و منصوص نہیں لہذا اس صورت
ہر ایک مجتہد نے اپنی رائے پر مسئلہ کی بنا رکھی یا یہ کہ حضرت عمر فاروق کے فحوائے کلام سے اس مسئلہ کی تخریج
مختلف ہوئے ۔

دوسرا قرینہ یہ ہے کہ اگر علمائے مجتہدین کے طرز عمل میں غور کیا جاتے تو بہت سے مسائل ایسے ملیں گے جنکے متعلق حدیث مرفوع صریح بروایت جماعت واقع ہوئی جو حضرت عمر فاروق کے مذہب و مدعا کے بالکل موافق ہے اور یہ مسائل اسقدر ہیں کہ ان کا حصر نہیں کیا جا سکتا اور بہت سے مسائل اس قسم کے ہیں کہ حدیث صریح اسکے متعلق پائی نہیں جاتی مگر ایمائے کتاب و سنت موافق مذہب حضرت عمر فاروق پایا جاتا ہے یا خبر واحد بغیر اسکے کہ جماعۃ عن جماعۃ روایت کی گئی ہو پائی جاتی ہے۔ اس صورت میں بھی مجتہدین نے حضرت عمر فاروق کی اتباع کی ہے اور بہت سے مسائل اس قسم کے ہیں کہ احادیث ان کے متعلق مختلف واقع ہوئی ہیں حضرت عمر فاروق نے ان کے درمیان تطبیق دی اور مجتہدین اُسکے تابع ہوے جیسا کہ مسئلہ فسخ حج بعمرہ مسئلہ غسل قدم مسئلہ متعہ اور مسئلہ صرف وغیرہ۔ اور بہت سے مسائل اس قسم کے ہیں کہ ان کے باب میں کوئی حدیث پائی نہیں گئی۔ اور نص کتاب و سنت اور قیاس جلی بھی حضرت عمر فاروق کے مذہب و مسلک کے خلاف ظاہر نہیں ہوا گو اس صورت میں طریق قیاس کو رائے مسدود نہیں ہے تاہم اس صورت میں بھی ائمہ مجتہدین علیہم الرحمت نے آپ کے قول کی تقلید کی ہے۔ اسکی مثال اسطرح ہے کہ کسی قصیدہ کو دیکھ کر بحدس و قیاس ادراک کرے کہ یہ قصیدہ فلاں کے تتبع پر لکھا گیا۔ ہر چند کہ صاحب قصیدہ نے اس کی تصریح نہ کی ہو۔ اسی طرح مجتہدین کے اقوال و آثار پر نظر ڈالنے سے واضح ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنی ہمت کو حضرت عمر فاروق کی تقلید کی طرف مصروف رکھا ہے و الا وہ حضرت عمر فاروق کے اقوال کو ہرگز ترجیح نہ دیتے۔

تیسرا قرینہ یہ ہے کہ اصول شرعیہ میں سے اصل ثالث اجماع ہے مگر اجماع سے وہ اجماع مراد نہیں جو بظاہر خیال میں آتا ہے کہ جمیع امت مرحومہ نے کسی امر پر اجتماع و اتفاق کر لیا بایں حیثیت کہ کوئی فرد واحد بھی اس اجماع و اتفاق سے باہر نہ ہوا ہو۔ اس قسم کے اجماع کا منعقد ہونا محالات عادیہ سے ہے نہ ایسا واقع ہوا ہے نہ ہو سکتا ہے کسی مسئلہ کے متعلق اجماع منعقد نہیں ہوا۔ مگر یہ کہ فی الجملہ اسمیں اختلاف بھی نقل کیا گیا۔ بلکہ اجماع سے اجماع کثیر الوقوع مراد ہے۔ اور وہ اہل حل و عقد اور مفتیان دیار و امصار کا اتفاق ہے۔ یہ اجماع حضرت عمر فاروق کے مسائل مصرحہ میں پایا جاتا ہے۔ اس مسئلہ میں مسئلہ واحد کے متعلق جم غفیر کا ایک ہی فتویٰ دینا اہل حرمین اور خلفائے راشدین کا اتفاق کرنا بھی داخل ہے بحکم حدیث ان الدین لیازر الی الحجاز کما تازر الحیۃ الی حجرھا اور حدیث علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین من بعدی عضوا علیھا بالنواجذ یعنی دین حجاز میں اسطرح سمٹتا جائے گا۔ جس طرح سانپ اپنے سوراخ میں سمٹتا ہے اور کہ میرے خلفائے راشدین کی سنت کو جو میرے بعد ہوں گے لازم پکڑنا اور دانتوں سے مضبوط پکڑ لینا۔ غرض یہ تمام اجماعیات بدون حضرت عمر فاروق کی کوشش کئے اور بدون آپکے فتوے دئیے منعقد ہوئے ہیں جیسا کہ مسئلہ غسل بالکسل (بلا انزال صحبت سے جدا ہونا) اور جنازے میں چار تکبیروں کا منقول ہونا۔

سالہا سال سے احقر کو اس امر کا خیال تھا کہ مذہب حضرت عمر کو مدون کرے ساتھ ہی علمائے سلف سے تعجب تھا کہ انہوں نے اس امر عظیم کیطرف کیوں توجہ نہ فرمائی۔ حالانکہ مذہب حضرت عمر فاروق کی تدوین میں فوائد عظیمہ ہیں عام مسلمانوں کے لئے بھی اور خاص اہل علم کیلئے بھی اسلئے کہ اہل علم یا فقہا رہیں یا محدثین

ھمیں ان کا اتفاق و توارث علم از یکدگر مطلوب و مقصود عظیم ہے ۔ اور اصل باب ہیں حضرت عمر فاروق کی نصوص
ر آپ کے مناظرات ہیں جنکو جمع کرنے سے اکثر ابواب فقہ کے متعلق ایک ضخیم کتاب لکھی جا سکتی ہے ۔ اسیطرح
ن حدیث میں طرق متعاضدہ و متوافقہ حدیث ہیں جو احادیث کہ موقوفات حضرت عمر فاروق سے ہیں وہ بحکم حدیث
مرفوعہ کے ہیں ۔ لہٰذا انکے جمع کرنے سے فن حدیث میں ایک عمدہ سنن تیار ہو سکتی ہے اور شئے کثیر شواہد متعلقات
دیث سے جمع کی جا سکتی ہے ۔ اور عام مسلمانوں کے حق میں تدین مذہب حضرت عمر فاروق کے فوائد عظیمہ یہ ہیں
وہ مذاہب ائمہ مجتہدین علیہم الرحمۃ کو شعب شریعت واحد جانیں اور ان مذاہب میں سے ہر ایک مذہب کو
ن علیحدہ و ملت جداگانہ شمار نہ کریں اور اختلاف امت احکام ملت کے متعلق ان کا یقین مشوش نہ ہو اور
سواد اعظم کو روایات شاذہ سے جدا تصور کر سکیں ۔ اور حجت شرع اپنے اوپر قائم ہونا شناخت کر سکیں نشر و اشاعت
ن متین اور تبلیغ شریعت غرا میں حضرت عمر فاروق کا مرتبہ و منصب جیسا کہ ہے اس سے آگاہ و واقف ہو کر
لطفا کل ذی حق حقہ پر عمل کر سکیں ۔ یہ داعیہ جو عرصہ دراز سے احقر کے دل میں جاگزیں تھا ۔ اسوقت تک کبھی وجود پر
جلوہ گر نہیں ہوا تھا ۔ جب سلسلہ کلام یہاں تک پہنچا وہ داعیہ پھر تازہ ہو گیا اور اس سے طبیعت کو روکنے کی کوئی
بر نہ تھی ۔ لہٰذا اس کی انجام دہی میں مصروف ہوا ۔ ھذا اقلۃ الاسباب وتشتت البال واللّٰہ
الموافق والمعین والیہ المرجع والمآب ۱۲ منہ ۔

مذہب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی نبیہ الذی لا نبی بعدہ

اما بعد بندہ ضعیف امیدوار رحمت پروردگار **ولی اللہ** بن عبدالرحیم تغمدہ اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے ۔
یہ **رسالہ** جسکے مدون و جمع کرنے کی اللہ عزوجل نے مجھے توفیق دی خلیفہ اواب الناطق بالصدق و
الصواب امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وارضاہ کے مذہب کے متعلق ہے ۔ مذاہب ائمہ
اربعہ بمنزلہ اس شرح کے ہیں اور مجتہدین مذاہب اربعہ بمنزلہ مجتہدین منتسبین کے جو مجتہد مستقل کے تابع ہوتے
ہیں ۔ واللہ الموافق والمعین ۔

ادلۃ الشرع اربعۃ

ادلہ شرعیہ چار ہیں

دارمی شریح سے روایت کرتے ہیں کہ انہیں حضرت عمر فاروق نے لکھا کہ جس بات کا فیصلہ تم کتاب اللہ میں پاؤ
اسی کے مطابق فیصلہ کرو ۔ اور کسی کی رعایت نہ کرو ۔ اگر کتاب اللہ میں نہ پاؤ تو سنت رسول اللہ پر نظر ڈالو اور
اس کے مطابق فیصلہ کرو ۔ اگر سنت رسول اللہ میں بھی نہ پاؤ تو دیکھو لوگوں نے اس معاملہ میں کس امر پر اجماع کیا

ہے۔ اس پر عمل کرو۔ اور جب اسکے متعلق کسی کا قول بھی نہ پاؤ تو اختیار ہے توقف کرو۔ یا اجتہاد مگر توقف کرنا میں تمہارے لئے بہتر سمجھتا ہوں۔

الاجماع

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے اجماع پر استدلال کرتے ہوئے حضرت عمر فاروق کے اس خطبہ کی تخریج کی ہے جو آپ نے بمقام جابیہ کہا تھا۔ اس خطبہ میں آپ نے یہ بھی کہا تھا کہ جسے وسط جنت خوش لگے اُسے چاہئیے کہ جماعت کو لازم پکڑے (پورا خطبہ اوپر کئی جگہ بیان کیا جا چکا ہے مترجم)

شرط القیاس

امام دارقطنی نے منجملہ کتب عمر کے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے حضرت ابوموسیٰ اشعری کو لکھا کہ جو امر تمہارے دل میں خلش کرے۔ جسکے متعلق تمہیں کتاب و سنت سے کچھ نہ پہنچا ہو۔ اسمیں نہایت فہم و درایت سے کام لو۔ امثال و نظائر کو اچھی طرح جانو پہچانو اور یاد رکھو اور پھر اس قسم کے امور کو ان پر قیاس کرو اور اسی امر کا قصد کرو جو اللہ کے نزدیک پسندیدہ ہو اور اشبہ بحق ہو۔

اسمیں حضرت عمر فاروق نے تین امور بیان فرمائے اول محل قیاس اور یہ اسوقت ہوتا ہے۔ جب کہ نص کتاب و سنت نہ معلوم ہوئی ہو۔ دوم مقیس علیہ کا معلوم ہونا۔ اور یہ موقوف ہے۔ امثال و نظائر کے یاد رکھنے پر سوم شہادت قلب بمقبول عند الشرع او مقیس کا عند اللہ پسندیدہ اور اشبہ بالحق ہونا ہے۔

تخصیص عام الکتاب بالسنۃ تفسیر الکتاب بالسنۃ

امام دارمی نے بروایت عمر بن الاشجع روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق فرمایا کرتے تھے عنقریب ایسے لوگ پیدا ہونگے جو تمہارے ساتھ بشہادت قرآن مجادلہ کرینگے سو تم احادیث سے ان کی گرفت کرنا کیونکہ اصحاب سنن کتاب اللہ کے اعلم ہیں۔

لا یوخذ الحدیث الا عن ثقہ

حدیث نہ لی جائے مگر ثقہ سے۔

امام مسلم نے بروایت ابی عثمان الھندی روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق فرمایا کرتے تھے آدمی کے جھوٹ کیلئے یہ بات کافی ہے کہ وہ سنی ہوئی بات کو روایت کرے۔ بیہقی نے ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمرؓ ہمیں حکم کیا کرتے تھے کہ حدیث نہ اخذ کریں مگر ثقہ لوگوں سے۔

جازۃ خبر الواحد الصدوق وان کان خلاف القیاس

واحد مگر صدوق کی خبر پر عمل کرنا جائز ہے اگرچہ خلاف قیاس کیوں نہ ہو۔

حضرت امام شافعی نے اسکے متعلق کئی واقعات بیان فرمائے ہیں از انجملہ یہ کہ حضرت عمر فاروق کی ائے تھی کہ آپ انگلیوں کی بلحاظ انکے منافع اور بلحاظ ان کے جمال کے مختلف دیات مقرر کریں مگر آپ نے اپنی س رائے کی پیروی نہیں کی جب کہ آپ نے عمرو بن حزم کی کتاب میں یہ حدیث دیکھ لی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر ایک انگلی میں دس اونٹ دیت ہے۔ از انجملہ یہ کہ حضرت عمر فاروق کی رائے تھی کہ دیت مقتول کے کنبہ کو ملے اور اسکی زوجہ کو اسمیں سے کچھ نہ دیا جائے مگر جب ضحاک بن سفیان نے آپ سے حدیث بیان کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں لکھا تھا کہ اشیم ضبابی کی دیت سے ان کی زوجہ کو بھی حصہ میراث پہنچائیں پھر حضرت عمر فاروق کی رائے کی پیروی نہیں کی گئی۔ از انجملہ جمیل بن مالک بن نابغہ سے حدیث جنین قبول کرنا اور فرمانا ہ اگر ہم یہ حدیث نہ سنتے تو اسکے خلاف فیصلہ کرتے اسی طرح محل وبا سے رجوع ہونیکی حدیث آپ نے بد الرحمن بن عوف سے اخذ کی۔ اسکے بعد حضرت امام شافعی نے اسپر ایک اعتراض کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ب واحد مگر صدوق کی حدیث پر عمل جائز ہے۔ تو پھر بعض خاص موقعوں پر حضرت عمر فاروق نے دوسرے راوی ی شہادت کیوں طلب کی۔ اس کا جواب حضرت امام شافعی نے یہ دیا ہے کہ بعض خاص موقعونپر حضرت عمر اروق نے دوسرے راوی کی شہادت اسلئے طلب کی کہ آپ راوی کے حافظہ پر مطمئن نہیں ہوئے۔ ممکن ہے لہ راوی نے روایت میں کچھ غلطی کی ہو اور پوری طرح اُسے یاد نہ رکھ سکا ہو۔ اور بعض موقعونپر اس حدیث کے ظاہر کرنے کے لئے دوسری شہادت طلب کی۔ اگرچہ خبر واحد ہی پر عمل کرلینا واجب ہے۔ تاہم دو شخصوں کے خبر دینے سے تشفی خاطر ہوتی اور دل کا شک و شبہ اٹھ جاتا ہے۔ چنانچہ قصۂ ابو موسیٰ اشعری میں حضرت امام شافعی نے اس کی تصریح کی ہے۔

کراھیۃ السوال فیما لم ینزل

امور غیر واقعہ میں سوال کرنا مکروہ ہے

امام دارمی نے بحدیث ابن عمر روایت کیا ہے کہ ان سے ایک امر کے متعلق سوال کیا گیا جو ہنوز واقع نہیں ہوا تھا۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ایسے امر سے سوال نہ کرو جو ہنوز واقع نہیں ہوا ہے کیونکہ میں نے سنا ہے کہ حضرت عمر فاروق ایسے لوگوں کو ملامت کیا کرتے جو امور غیر واقعہ سے سوال کریں اور بحدیث ادس دارمی نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے برسر منبر بیان کیا کہ میں ہر شخص کو اللہ کی قسم دلاتا ہوں ان امور سے سوال کرے جو ہنوز واقع نہیں ہوئے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بیان کر دیا ہے جو کچھ کہ

ہونیوالا ہے"، یعنی اللہ تعالےٰ اس امر کا متکفل ہے کہ ہر ایک امر کے واقعہ ہونے پر الہام صواب کرتا ہے یہ موقوف حدیث بحکم حدیث مرفوع ہے کیونکہ دارمی نے بحدیث وہب بن عمرو الجمحی روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مصیبت آنے سے پہلے اسکی جلدی نہ کرو گے تو مسلمانوں کے درمیان ایسے لوگ ہمیشہ موجود رہیں گے کہ جب وہ مصیبت آئے گی تو اسوقت جو کچھ وہ کہیں گے موفق للصواب اور راست ہوگا - اور اگر تم جلدی کرو گے - تو تمہاری رائیں مختلف ہوجائیں گی اور دائیں بائیں اشارہ کرکے فرمایا تم اِدھر اُدھر ہوجاؤ گے - اس مرفوع حدیث سے بھی مفہوم ہوکہ کتاب اللہ نے بیان کردیا ہے جو کچھ ہونیوالا ہے اور یہ معنی بھی مفہوم ہوسکتے ہیں کہ کتاب و سنت اجمالاً تمام احکام پر مشتمل ہے - چنانچہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمت نے اپنی بعض احکام میں اس معنی کیطرف اشارہ کیا ہے - دارمی نے ابن محیریز سے روایت کیا ہے کہ ہم مسائل ہیں بیجا نہیں کہا کرتے علم ختم نہیں ہوگا جب تک قرآن کی تلاوت ہوتی رہے - ۱۲ منہ۔

کراھیۃ الجدال فی العلم

علم میں کج بحثی حرام ہے

دارمی نے حدیث مجاہد تخریج کی ہے کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ مکائلہ یعنی خواہ مخواہ قیاس کرنے سے اجتناب کرو - اسمیں قیاس کی مذمت ہے جب کروہ بے محل اور بدون شرائط کے ہو -

کتاب الطہارت

باب المیاہ

(پانی کا بیان)

ابوبکر عکرمہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق سے دریا کے پانی کا سوال کیا گیا - آپ نے فرمایا دریا کے پانی سے زیادہ لطافت کس پانی میں ہوسکتی ہے - حضرت امام شافعی علیہ الرحمت نے بحدیث عمرو بن دینار روایت کیا ہے - کہ حضرت عمر فاروق حوض مجنہ پر جو مکہ معظمہ سے ایک مقام پر واقع تھا آئے - آپ سے کہا گیا کہ اس میں سے ایک کتا پانی پی گیا ہے آپ نے فرمایا زبان سے پی گیا ہے نہ تمام جسم سے (یعنی اسمیں ڈوبا تو نہیں مترجم) پھر آپ نے اس حوض کا پانی پیا اور وضو بھی کیا - امام مالک نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے - احناف کے نزدیک یہ حدیث محمول ہے غدیر کبیر پر اور حضرت امام شافعی کے نزدیک قلتین پر - یہ حدیث مرفوع نجاست مار کے متعلق وارد ہوئی ہے - ابوبکر زید بن اسلم سے روایت

کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق ایک قمقمہ (گھگرا تانبے یا پیتل کا ہوتا ہے) رکھتے تھے جس میں پانی گرم کیا جاتا تھا۔ قتادہ روایت کرتے ہیں حائضہ کے متعلق حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ اس کا حیض اس کے منہ میں تو ہوتا ہی نہیں۔ مطلب یہ کہ اس کا جھوٹا ناپاک نہیں۔ امام شافعی اور بخاری سے منقول ہے کہ حضرت عمر فاروق رض نے ایسے پانی سے وضو کی جو ایک نصرانی عورت کے پاس سے لایا گیا تھا۔

تطہیر الانجاس

پاک کرنے کے احکام

ابوبکر بن سیرین سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر فاروق پیشاب سے ناپاک شدہ کپڑا دو دفعہ دھویا کرتے تھے۔ زید بن الصامت سے ابوبکر روایت کرتے ہیں کہ جنابت کے اثر کو حضرت عمر فاروق دھو دیا کرتے اور مشکوک پر پانی چھڑک دیتے امام مالک رح و امام شافعی نے قریبًا اسی طرح روایت کیا ہے کہ خالد بن ابی عزہ سے ابوبکر روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عمر فاروق سے پوچھا کہ اس نے اپنے بستر پر احتلام کیا اُسے دھوئے یا کیا کرے فرمایا اگر تر ہو دھو ڈالو اور خشک ہو کھرچ ڈالو۔ اگر ناپاکی کا اثر نہ رکھتا ہو۔ تو صرف پانی چھڑک دو۔ امام مالک نے پہلی صورت میں اپنا مذہب قرار دیا (یعنی دھو ڈالنا) اور امام شافعی نے دھونے کو استحباب پر محمول کیا یعنی دھونا مستحب ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تر کو دھو ڈالے خشک کو کھرچ دے۔ حضرت امام ابو حنیفہ حماد سے وہ ابراہیم نخعی سے وہ حضرت عمر فاروق سے روایت کرتے ہیں کہ چمڑہ دباغت دینے سے ناپاک ہو جاتا ہے۔ امام مالک سے روایت ہے کہ حضرت عمر رض نماز صبح کے لئے اٹھائے گئے جب آپ کے نیزہ لگ چکا تھا۔ آپ نے نماز پڑھی دراں حالیکہ آپ کا زخم بہہ رہا تھا۔ ابوبکر بن انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا اُسکے سر پر لومڑی کی کھال کی ٹوپی تھی آپ نے وہ ٹوپی اُس کے سر سے اُتار کر پھینکدی اور فرمایا شاید یہ غیر مذبوح کی کھال کی ہو۔ یہ حدیث حضرت امام شافعی کے قول کی دلیل ہے کیونکہ وہ فرماتے ہیں کہ بال دباغت نہیں قبول کرتے۔

آداب الخلاء

پاخانہ پیشاب کے مسنون طریقے

امام بغوی نے حدیث عمر کی تخریج کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق کو کھڑے ہوئے پیشاب کرتے دیکھا تو آپ نے فرمایا کھڑے ہو کر پیشاب نہ کیا کرو (بلکہ بیٹھ کر) ابوبکر یسار بن نمیر سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروق پیشاب کرتے تو ڈھیلا لینے پر اکتفا کرتے۔ اور پانی نہ لیتے۔ احقر عرض کرتا ہے کہ اس باب میں کوئی حدیث مرفوع ثابت نہیں ہوئی۔ لہٰذا کم از کم یہ کہنا ضروری ہوا کہ یہ حضرت عمر فاروق کا مذہب ہے اسی پر علمائے اہل سنت کا اجماع و اتفاق ہے اور یہ قیاسی مسئلہ ہے کیونکہ پاخانہ کو بعد ڈھیلا

لینا مسنون ہے۔ اسی پر اسکو بھی قیاس کیا گیا۔

حکم الجنب

جنابت کیلئے حکم

ابو بکر علبیدہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ ناپاک آدمی قرآن مجید کی تلاوت نکرے دیگر محدث کیلئے ممانعت نہیں چنانچہ ابو بکر قتادہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق پاخانہ سے فارغ ہو کر آئے اور ایک آیت تلاوت کی کہا گیا آپ پاخانہ سے فارغ ہو کر آئے ہیں اور قرآن مجید کی آیت تلاوت کرتے ہیں۔ فرمایا تو کیا مسیلمہ کذاب قرآن کی آیت تلاوت کرے گا۔ یا مسیلمہ کذاب نے تمہیں یہ فتوے دیا ہے کہ محدث بھی قرآن کی آیت تلاوت نہ کرے اور سلیمان بن ربیعہ سے ابو بکر روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر فاروق نے ان سے کہا کہ جب وہ اپنی اہلیہ سے ہمبستر ہوں اور پھر اعادہ کرنا چاہیں تو وہ وضو کر لیا کریں حضرت امام مالک اور امام شافعی وغیرہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ جب وہ شب کو مجنب ہو جائیں تو کیا کریں فرمایا وضو کر لیا کرو اور اپنی پیشاب گاہ کو دھو کر سو جایا کرو۔

مایوجب الغسل

غسل کب واجب ہوتا ہے

امام مالک و امام شافعی نے بطریق متعددہ روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق جب اپنے کپڑے پر احتلام کا اثر دیکھتے تو غسل کرتے اور نماز دہرا لیتے۔ ابو بکر رفاعہ بن رافع سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت عمر فاروق کی خدمت میں تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا یا امیر المومنین زید بن ثابت مسجد میں بیٹھ کر غسل کے متعلق اپنی رائے سے فتویٰ دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا انہیں میرے پاس لاؤ۔ جب وہ لائے گئے تو ان سے کہا اے دشمن نفس مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم اپنی رائے سے لوگوں کو فتویٰ دیتے ہو۔ انہوں نے عرض کیا یا امیر المومنین واللہ میں ہرگز ایسا نہیں کر سکتا۔ مگر میں نے اپنے اعمام ابوایوب ابی بن کعب اور رفاعہ بن رافع سے جو حدیث سنی ہے اسے بیان کرتا ہوں۔ لہذا رفاعہ بن رافع کے پاس آئے اور دریافت کیا کہ کیا آپ ایسا کرتے ہیں کہ عورت سے ہمبستر ہو کر اگر انزال نہ ہو تو غسل نہیں کرتے انہوں نے کہا کہ ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سعادت میں ایسا کیا کرتے تھے۔ مگر اس باب میں اللہ تعالےٰ نے حرمت نازل نہ کی اور نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس باب میں ممانعت کی فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اس امر کا علم تھا عرض کیا اس کا مجھے علم نہیں بعد ازاں آپ نے مہاجرین و انصار کو جمع کر کے مشورہ کیا لوگوں نے اس امر کیطرف اشارہ کیا کہ اس صورت میں غسل واجب نہیں ہوتا۔ لیکن حضرت معاذ بن جبل اور حضرت علی رضؓ نے فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، جب ختنہ سے ختنہ مل جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے" حضر

عمر فاروق نے فرمایا تم اہل بدر ہو تم نے اسقدر اختلاف کیا تو اب کہو تمہارے بعد لوگ کسقدر اختلاف کریں گے حضرت علی نے فرمایا امیر المومنین اس معاملہ میں ازواج رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اعلم کوئی نہیں معلوم ہوتا۔ لہٰذا آپ نے ام المومنین حضرت حفصہ کے پاس آدمی بھیجا انہوں نے فرمایا مجھے اس کا علم نہیں انکے بعد ام المومنین حضرت عائشہ کے پاس آدمی بھیجا انہوں نے فرمایا۔ اذا جاوز الختان الختان فقد وجب الغسل جب ختنہ سے ختنہ تجاوز کرے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا اس کے بعد میں جسکی نسبت ایسا کرنے سنوں گا درے لگاؤں گا۔ اور حضرت سعید بن المسیب کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو ایسا شخص میرے پاس لایا جائے گا۔ جس نے جماع کیا ہو اور بوجہ نہ ہونے انزال کے غسل نہ کیا ہو۔ اُسے سزا دوں گا۔ اور ابو جعفر سے ابو بکر روایت کرتے ہیں کہ مہاجرین حضرت صدیق حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علیؓ نے اس امر پر اجماع و اتفاق کیا جو فعل حد رجم اور اسی دُرّوں کو واجب کرتا ہے (یعنی دخول) وہ غسل کو واجب کرتا ہے۔

دخول الحمام

حمام میں داخل ہونا

ابو بکر حفص سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق فرماتے تھے کہ کوئی مرد کسی مرد کا ستر نہ دیکھے اور قتادہ سے ابو بکر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے انہیں لکھا کہ کوئی شخص بدوں تہ بند باندھے حمام نہ کرے۔ نیز ابو بکر علی بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق کثیر الشعر شخص تھے مگر بال اُسترے سے مونڈا کرتے تھے۔ لہٰذا آپ سے چونہ کا ذکر کیا گیا آپ نے فرمایا ہاں چونہ اچھی چیز ہے۔

صفۃ الغسل

غسل کا مسنون طریقہ

ابو بکر عکرمہ بن خالد سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروق غسل کرتے تھے تو پہلے دونوں رانوں کو دھو لیتے پھر وضو کرتے اور پھر تمام جسم پر پانی بہاتے۔ ابو بکر عاصم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق سے سوال کیا گیا کہ غسل جنابت کس طرح کرنا چاہیے۔ آپ نے فرمایا پہلے وضو کر لو۔ فضیل بن عمرو سے ابو بکر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ جب غسل جنابت کرو تو مضمضہ کر لو کیونکہ وہ تمہاری طہارت و نظافت کیلئے ابلغ و اکمل ہے۔

کتاب الصلوٰۃ

شروط الصلوٰۃ

نماز کی شرطیں

ابوبکر مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ کوئی نماز بدوں طہارت قبول نہیں ہوتی۔ یہ حدیث کئی طریقوں سے مرفوع واقع ہوئی ہے۔

صفۃ الوضوء

وضو کرنے کا طریقہ

امام ابوحنیفہ اپنے شیخ حماد سے وہ ابراہیم نخعی سے وہ اسود بن یزید سے وہ حضرت عمر فاروق سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے اس طرح وضو کیا کہ پہلے دونو ہاتھ دھوئے۔ دو دفعہ پھر دو دفعہ مضمضہ کیا پھر دو دفعہ استنشاق کیا (ناک صاف کی) پھر دو دفعہ منہ دھویا پھر دو دفعہ دونوں کلائیں دھوئیں کہنیوں تک پھر سر کا مسح کیا اسطرح کہ پیشانی سے گدی تک ہاتھ لے گئے پھر واپس لاتے۔ نیز ابوبکر اسود سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے وضو کرتے ہوئے کانوں میں انگلیاں ڈالیں اور کانوں کا مسح کیا۔ نیز ابوبکر طرفہ سے وہ حضرت عمر فاروق سے روایت کرتے ہیں کہ وضو میں اعضا تین تین بار دھونے چاہئیں اور دو دو دفعہ دھونا بھی کافی ہے نیز ابوبکر حضرت حسن سے وہ حضرت عمر فاروق سے روایت کرتے ہیں۔ کہ مضمضہ و استنشاق کرنا اور ہاتھ پیر وغیرہ دو دو دفعہ دھونا کافی ہے۔ مگر افضل تین تین دفعہ دھونا ہے ابوبکر مصعب بن سعد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق کا چند لوگوں پر گزر ہوا جو وضو کر رہے تھے۔ آپ نے ان سے فرمایا وضو کرتے ہوئے ہاتھوں پیروں کی انگلیوں میں تخلیل کرو۔ نیز ابوبکر زیاد بن علاقہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ایک شخص کو دیکھا کہ اسنے اپنا پشت قدم دھویا اور زیر قدم نہ دھویا آپ نے فرمایا کیا زیر قدم تو نے آگ کیلئے چھوڑ دیا۔ نیز ابوبکر ابوقلابہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا اس کا پشت قدم بقدر ناخن خشک تھا آپ نے اسے اعادہ وضو و نماز کا حکم کیا۔ عبداللہ بن عمر سے بھی اسی طرح روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے اُسے حکم دیا کہ خشک مقام کو دھو ڈالے اور نماز کا اعادہ کرے۔ احقر عرض کرتا ہے کہ اعضائے وضو کے پے در پے دھونے میں علماء کا اختلاف ہے بوجہ انہیں دو روایتوں کے مگر صحیح یہ ہے کہ روایت اولی مبہم ہے۔ اور روایت ثانیہ اُس کی تفسیر واقع ہوئی ہے۔ امام شافعی نے بروایت حضرت عمر فاروق تخریج کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ الاعمال بالنیات۔ اعمال کی صحت نیتوں پر ہے۔ اس حدیث سے حضرت امام شافعی نے

استخراج کیا ہے کہ نیت اعمال کیلئے فرض ہے۔ بویطی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام شافعی نے فرمایا کہ الاعمال بالنیات میں ثلث علم داخل ہے۔

المسح علی الخفین

موزوں پر مسح کرنے کے بیان میں

امام ابوحنیفہ حماد سے وہ سالم بن عبداللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت سعد بن ابی وقاص کا مسح علی الخفین میں اختلاف ہوا حضرت سعد بن ابی وقاص فرمانے لگے میں مسح کرتا ہوں اور عبداللہ بن عمر فرمانے لگے مجھے اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ بعد ان دونوں حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آئے اور قصہ بیان کیا آپ نے حضرت عبداللہ بن عمر سے فرمایا تمہارے عم سعد بن ابی وقاص تم سے افقہ ہیں۔ امام مالک و امام شافعی وغیرہ نے اسی طرح روایت کیا ہے۔ نیز امام ابوحنیفہ حماد سے وہ ابراہیم نخعی سے وہ حنظلہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ مسح علی الخفین کی مدت مسافر کیلئے تین دن اور تین راتیں ہیں۔ اور مقیم کیلئے ایک دن اور ایک رات۔ امام شافعی نے بروایت زید بن الصلت روایت کیا ہے۔ کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ جب اپنے پیر بطہارت موزوں میں ڈالو تو ان پر مسح کرو جب تک چاہو یہ حضرت امام شافعی کا مذہب قدیم تھا۔ مگر بعد میں انہوں نے اس سے رجوع کیا اور توقیت کے قائل ہوئے۔ امام بیہقی فرماتے ہیں میں خیال کرتا ہوں کہ جب حضرت عمر فاروق کو توقیت کی دلیل ثابت ہوئی تو آپ توقیت کے قائل ہو گئے اور عدم توقیت سے رجوع کیا۔ ۱۲ منہ

مایوجب الوضوء

نواقضات وضو کا بیان

امام مالک و امام شافعی وغیرہ نے بحدیث زید بن اسلم روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی لیٹے اور سو جائے تو چاہیئے کہ پھر وضو کرے۔ حضرت امام شافعی نے اس سے نتیجہ نکالا کہ ہر ایک وہ نیند جس میں سرین زمین پر نہ جمے ہوں۔ ناقض وضو ہے۔ اور امام ابوحنیفہ نے اس حدیث سے یہ کلیہ اخذ کیا کہ وہ ہر ایک نیند جو ٹیک کے ساتھ ہو۔ اس طرح کہ اگر وہ ٹیکنہ ہو تو سونے یا اونگھنے والا زمین پر گر پڑے ناقض وضو ہے۔ ابوبکر جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت صدیق اور حضرت عثمان غنی کے ساتھ کھانا کھایا اور کھانا کھا کر ان کے ساتھ نماز پڑھی اور وضو کا اعادہ نہیں کیا۔ نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی نے۔

حضرت امام شافعی تیمم کے متعلق حضرت عمر فاروق اور حضرت ابن مسعود کے مذہب کی تخریج کرتے

ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اور حضرت ابن مسعود کا مذہب ومسلک تھا کہ جنبی تیمم نہ کرے۔
نیز یہ کہ بوسہ لینے اور مساس کرنے کو حضرت عمر فاروق اور حضرت ابن مسعود نے ناقضات وضو میں شمار کیا۔
نیز حضرت امام شافعی نے حدیث روایت کی ہے کہ نماز پڑھتے ہوئے حضرت عمر فاروق کا ہاتھ عضو تنا
سے جا لگا تو آپ نے اشارہ کر کے لوگوں سے کہا ٹھہرے رہو پھر آپ نے وضو کیا اور باقی نماز پوری
کرائی۔ احقر عرض کرتا ہے۔ کہ ان دونوں مسئلوں میں بحث طویل ہے۔ جس کے بیان کرنے کی اس جگہ
گنجائش نہیں۔

امام مالک و امام شافعی زید بن اسلم سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فارو
نے فرمایا بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ میرے مذی نکلتی ہے سو جس کسی کے تم میں سے مذی نکل جا
کہ اس مقام پر پانی پھڑک دے اور وضو کا اعادہ کرے۔ ابوبکر بروایت عمرو بن حارث روایت کرتے ہیں کہ
حضرت عمر فاروق نے رعاف کے متعلق فرمایا کہ جس کی نماز میں نکسیر پھوٹے اسے چاہیئے کہ وضو کرے
اور نماز پوری کرے۔ احقر عرض کرتا ہے کہ احناف کے نزدیک یہ محمول ہے اس امر پر کہ رعاف ناقض وضو
ہے۔ کیونکہ حضرت عمر کا بھی یہی حکم ہے۔ کہ وضو کر کے نماز پوری کرے۔ اور حضرت امام شافعی نے ا
مذہب قدیم میں فرمایا ہے کہ رعاف ناقض وضو نہیں اور یہ حدیث محمول ہے غسل دم پر اور جو نجس شئے
بدوں اختیار کے عارض ہو خواہ جسم پر یا لباس پر چاہیئے کہ دھو ڈالے اور نماز پوری کرے۔ مگر مذہب جدید
حضرت امام شافعی نے اپنے مذہب قدیم پر رشک کیا ہے۔ نیز ابوبکر بروایت طلق بن حبیب روایت کرتے ہیں
کہ حضرت عمر فاروق نے ایک شخص کو بغل کھجاتے ہوئے دیکھا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ اپنے ہاتھ دھو ڈالو
محمد بن سیرین فرماتے ہیں کہ میں نہیں سمجھتا آخر اسکی وجہ کیا ہے۔ احقر عرض کرتا ہے کہ بغل کھجانے کے بعد دھونا بر بنا
استحباب ہے اور نہ دھونا منافی نظافت۔

التیمم

تیمم کا بیان

ابوبکر بروایت اسود روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا جنبی تیمم نہ کرے اگرچہ ایک ماہ تک
پانی نہ پائے۔ اور بطریق متعددہ روایت کیا گیا ہے۔ کہ حضرت عمار بن یاسر نے تیمم کرتے ہوئے زمین پر
اپنے لوٹنے کا قصہ بیان کیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں یہی تیمم کافی تھا جو نماز کیلئے کیا جا
ہے۔ مگر حضرت عمر فاروق نے اس پر قناعت نہیں کی۔ احقر عرض کرتا ہے کہ ائمہ اربعہ میں سے کسی نے
حضرت عمر فاروق کے اس قول کو اخذ نہیں کیا بوجہ اسکے کہ بحدیث عمران بن حصین و ابی ذر و عمرو بن العاص
وغیرہ ثابت ہوا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جنبی کو تیمم کرنے کا حکم کیا جب کہ وہ پانی نہ
پائے۔

احقر نے اس معاملہ میں جہاں تک غور کیا یہ معلوم کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا

ہ آیہ یاایہا الذین آمنوا لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاریٰ حتیٰ تعلموا ما تقولون ولا جنبًا الا عابری سبیل حتیٰ تغتسلوا الآیہ اور آیہ وان کنتم جنبًا فاطہروا الآیہ میں تاویل کرتے ہیں۔ لہٰذا آپ نے انکی تاویل کو رد نہیں کیا۔ اور انہیں انکی تاویل پر رہنے دیا والا حضرت عمر فاروق جیسے اجل صحابہ کو حدیث تیمم کا نہ پہنچنا ناممکن ہے۔ اور حضرت عمر فاروق چونکہ اتقی واورع تھے۔ اسلئے یہ بھی عادۃً ناممکن ہے کہ آپ کو حدیث تیمم پہنچنے پر بھی آپ اُسکے حکم سے تخلف کریں بجز اس کے کہ آپ مذکورہ بالا دونوں آیتوں میں تاویل کرتے تھے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان کی تاویل پر چھوڑ دیا۔ اور تعرض نہیں فرمایا۔ کما لا یخفی۔

مایلبسہ المصلّی

نمازی کیلئے کیا لباس ضروری ہے

امام بخاری نے بروایت ابی ہریرہ روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ صرف ایک کپڑے سے نماز ہوجاتی ہے۔ آپ نے فرمایا تو کیا تم میں سے ہر ایک کو دو کپڑے مل جاتے ہیں۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سعادت کے بعد حضرت عمر فاروق سے ایک شخص نے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا جب اللہ تعالےٰ نے تمہیں وسعت دی تو تم بھی لباس میں توسیع کرو۔ بعض وہ لوگ ہیں جنہوں نے کئی کپڑے پہن کر نماز پڑھی ہے۔ بعض نے صرف تہ بند وچادر میں بعض نے تہ بند وقمیص میں۔ بعض نے تہ بند وقبا میں بعض نے سراویل (یا جامہ) وچادر میں بعض نے سراویل وقمیص میں، بعض نے سراویل وقبا میں اور بعض نے تبان وقمیص میں راوی بیان کرتا ہے کہ میں خیال کرتا ہوں کہ ابوہریرہ نے یہ بھی بیان کیا کہ بعض نے تبان وچادر میں (تبان گھٹنے کو کہتے ہیں جو کمر سے رانوں یا گھٹنوں تک پاجامہ کی شکل میں سیا جاتا ہے (مترجم) ابوبکر معود سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے انکے ساتھ صرف ایک کپڑے سے نماز پڑھی۔ کیونکہ بجز اُسکی کوئی اور کپڑا آپ کے پاس نہ تھا۔ ابوبکر بروایت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ پھٹے ہوئے کپڑے سے نماز پڑھ رہا ہے۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ یہود کے ساتھ تشبہ پیدا نہ کرو۔ بلکہ جو شخص صرف ایک کپڑا پاتے اُسے چاہیئے کہ تہ بند باندھ لے۔ بروایت ابی ہریرہ ابوبکر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ عورت تین کپڑوں میں نماز پڑھے۔ احقر عرض کرتا ہے کہ مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے جمیع ستر کو چھپائے امام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے ایک کنیزک کو دیکھا کہ وہ اوڑھنی اوڑھے ہوئے اور اوڑھنی پر چادر (آپ نے فرمایا کہ کنیزکیں آزاد عورتیں سے تشبہ کرتی ہیں) ابوبکر حضرت انس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ایک کنیزک کو مقنعہ پہنے دیکھا۔ آپ نے اسے مارا اور فرمایا کہ تم حرائر سے تشبہ کرتی ہو۔ نیز ابوبکر بروایت عبداللہ بن عامر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے عبقری فرش پر نماز پڑھی (عبقری قالین کیطرح رنگین ومنقش فرش ہوتا تھا۔ نیز ابوبکر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر

عمر فاروق نے مسجد نبوی کیلئے بوریئے خریدے اور بچھوا دیئے۔

استقبال القبلہ

نماز میں قبلہ کی طرف منہ کرنے اور اُسکے متعلقات کا بیان

ابوبکر بحدیث ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا بین المغرب والمشرق قبلہ ہے۔ (یعنی اہل مدینہ کا) اور ایک روایت میں ہے کہ جب تک بیت اللہ کی سمت قائم رہے۔ . . . . . امام مالک نے بھی اس کے قریب روایت کیا ہے۔ ابوبکر بروایت اسود روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق کو دیکھا کہ آپ اپنے سامنے نیزہ گاڑ کر نماز پڑھنے لگے اور مسافر آپ کے سامنے سے گزرتے جاتے تھے بیہقی نے بروایت خفیف روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق سے بیان کیا کہ وہ صحرا و بیابان میں بود و باش رکھتے ہیں اگر وہ خود باہر نکل کر نماز پڑھیں تو انہیں سردی لگتی ہے۔ اور اگر انکی زوجہ باہر بھیجائیں تو انہیں سردی لگتی ہے۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا تم درمیان میں کپڑا ڈالکر نماز پڑھ لیا کرو۔ ساقط عرض کرتا ہے کہ اس حدیث سے احناف نے تمسک کیا ہے کہ جب عورت مرد کے بالمقابل نماز میں شریک ہو تو فاسد ہو جاتی ہے۔ حضرت امام شافعی نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ یہ حدیث حضرت عمر فاروق سے مشہور و معروف نہیں ہے اور نہ ہی اسمیں شرکت نماز کا ذکر ہے تاہم حضرت امام شافعی عورت کے شریک نماز نہ ہونے کو مستحب سمجھتے ہیں تاکہ نماز میں فتور واقع نہ ہو۔ ۱۲

المساجد

امام بغوی بروایت سالم بن عبداللہ بن عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے مسجد نبوی کی جانب ایک صحن . . . . بنوا دیا اور بطیحا کے نام سے موسوم کیا اور کہدیا کہ جو کوئی شعر اشعار پڑھنا چاہے یا بلند آواز سے باتیں کرے۔ اسے چاہیئے کہ اس صحن میں آکر بیٹھا کرے امام مالک نے بھی اسی کے قریب قریب روایت کیا ہے۔ نیز امام بغوی نے بروایت سعید بن المسیب روایت کیا ہے۔ کہ حضرت عمر فاروق مسجد نبوی میں آئے۔ دیکھا کہ حضرت حسان بن ثابت شعر پڑھ رہے ہیں حضرت عمر فاروق نے انہیں غیظ کی نگاہ سے دیکھا۔ حضرت حسان بن ثابت نے کہا میں اسوقت بھی اس مسجد میں شعر پڑھتا تھا جب کہ وہ جو آپ سے بہتر تھے۔ یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے تھے یہ کہہ کر حضرت حسان بن ثابت نے حضرت ابوہریرہ کی طرف دیکھا اور کہا میں تمہیں اللہ کی قسم دلاتا ہوں تمہیں یاد ہے یا نہیں جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ میری طرف سے جواب دو اور میرے حق میں دعا کرتے ہوئے فرمایا اللھم ایدہ بروح القدس۔ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا ہاں مجھے یاد ہے۔ پورا قصہ اوپر مذکور ہو چکا ہے۔ ابوبکر ابراہیم بن سعد نے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ایک شخص کو بلند آواز کرتے ہوئے

تو آپ نے اس سے کہا تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ تم کہاں ہو۔ نیز ابوبکر ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت
اروق نے مسجد میں آواز بلند کرنے سے منع کیا ہے اور فرمایا ہم سے اس مسجد میں آواز بلند نہیں کی جاسکتی
بوبکر ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق ہر جمعہ کو مسجد میں خوشبو جلاتے تھے۔ نیز ابوبکر مطلب
عبداللہ بن حنطب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق گھوڑے پر سوار ہو کر مسجد قبا میں آئے اور
پڑھی اور نماز پڑھکر ایک کھجور کی شاخ منگائی اور پھر اسمیں کپڑا باندھا تمام مسجد میں جھاڑو دے ڈالی نیز
د بن معرور سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ایک قوم کو سر راہ نماز پڑھتے دیکھا تو آپ نے
یا مسجد میں جاکر نماز پڑھو۔ انس بن مالک سے ابوبکر روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت عمر فاروق کے ساتھ حج
کے واپس ہوئے۔ تو آپ نے لوگوں کو دیکھا کہ ایک مسجد میں لوگ آمد و رفت کر رہے ہیں۔ فرمایا یہاں کیا
۔ لوگوں نے کہا اس مسجد میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے آپ نے فرمایا اہل کتاب
ں باتوں میں ہلاک ہوئے ہیں کہ انہوں نے اپنے انبیاء کے آثار کو کنائس بنالیا ہے۔ چاہیئے کہ جس کی
ز کا وقت آجائے وہ اسمیں نماز پڑھ لے اور جس کی نماز کا وقت نہ آئے اسے اسمیں نماز پڑھنے کی ضرورت
ں؟ ابوبکر نافع سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق کو خبر پہنچی کہ لوگ شجر بیعت الرضوان کی زیارت کرنے
کرتے ہیں۔ تو آپ نے حکم دیا کہ اُسے قطع کر دیا جائے۔ چنانچہ وہ کٹوا دیا گیا۔ ابوبکر و مسلم معدان بن طلیحہ یعمری سے
یت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ تم دو درخت کھاتے ہو جو مجھے گندے معلوم ہوتے ہیں (پیاز و لہسن)
نحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سعادت میں ایک شخص کو دیکھتا تھا کہ اُس کے مُنہ سے اس کی بو آیا
تی تھی تو اُسکا ہاتھ پکڑ کر اسے بقیع کیطرف نکالدیا جاتا تھا۔ پس جو انہیں کھانا چاہے پکا کر کھایا کرے۔
نیز ابوبکر روایت کرتے ہیں کہ نجران سے حضرت عمر فاروق کی خدمت میں لکھا ہوا آیا کہ ہم لوگ کعبہ سے بہتر
ستطف نماز کے لئے اور کہیں جگہ نہیں پاتے۔ آپ نے بجواب اُسکے لکھا کہ اُسے بیری کے پانی سے دھو
لو اور نماز پڑھ لیا کرو۔ ابوبکر معاویہ بن قرۃ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہیں حضرت عمر فاروق
ے دو ستونوں کے درمیان نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپ نے گردن پکڑ کر انہیں ستر ے کیطرف کر دیا
ر فرمایا اس طرف نماز پڑھو۔ اہل یمن میں سے ایک شخص جسے ہداب کہا جاتا تھا۔ اس سے ابوبکر روایت
رتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا نماز پڑھنے والے زیر پڑھنے والوں کی نسبت ستون مسجد کی طرف
پڑھنے کے زیادہ مستحق ہیں ابوبکر ابن زبیر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ مسجد
ں نماز پڑھنا غیر مسجد میں نماز پڑھنے کی نسبت سو نمازوں سے افضل ہے۔ مگر مسجد الحرام میں نماز پڑھنا اس
ے بھی زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ ابوبکر اسمٰعیل بن عبدالرحمن سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے نماز
ھی جہاں بکریاں باندھی جاتی تھیں۔

سنۃ الاذان

اذان کا جاری کیا جانا

امام بخاری وغیرہ نے بطریق ابن عمر روایت کیا ہے کہ مسلمان جب مدینہ گئے تو اندازے اور اٹکل سے نماز کے لئے جمع ہوا کرتے تھے۔ کیونکہ اسوقت تک اذان نہیں دی جاتی تھی۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کیوں نہ کسی شخص کو مقرر کر دیا جائے جو لوگوں کو نماز کے لئے پکار دیا کرے اور حدیث رویائے عبداللہ بن زید میں ہے جو امام دارمی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروق نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت عرض کیا قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا میں نے بھی یہی خواب دیکھا جو عبداللہ بن زید نے دیکھا ادہ یہ کہ انہوں نے خواب میں فرشتہ کو اذان کہتے سنا، ابوبکر عبداللہ بن ہذیل سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا اگر طریقہ اذان جاری نہ کیا گیا ہوتا تو بھی میں اذان دیتا۔

حضرت امام شافعی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں کہ صبح کی اذان دینے میں جلدی کرو جس طرح صبح کا مسافر سفر کی جلدی کرتا ہے۔ امام ابو داؤد بروایت مشروح موذن حضرت عمر فاروق روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک دفعہ اذان صبح کی دی مگر قبل از وقت۔ آپ نے ان سے کہا جا کر پکار دو کہ آپ آج سو گئے (مولف) احقر عرض کرتا ہے۔ اس مسئلہ میں دو قول ہیں اعادہ اور عدم اعادہ۔ حضرت امام شافعی قول ثانی اور حضرت امام ابوحنیفہ قول اول کیطرف گئے ہیں اور ان دونوں قولوں میں جمع بایں طریق ممکن ہے کہ جب امام آجائے تو قبل از وقت اذان دے دینی جائز ہے ورنہ نہیں۔ امام مالک روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر فاروق نے اپنے موذن کو تعلیم کی کہ وہ اذان صبح میں کہا کریں۔ الصلوۃ خیر من النوم۔ الصلوۃ خیر من النوم۔ ابوبکر مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ ابو محذورہ نے اذان صبح کے بعد، الصلوۃ الصلوۃ کہا۔ (یعنی نماز کے لئے آؤ۔ نماز کے لئے آؤ۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ کیا تم بیوقوف ہو کیا یہ الفاظ تمہاری اذان میں نہ تھے جو تم بعد اذان کہہ رہے ہو۔ ہم اسی وقت تو آتے ہیں جس وقت کہ آیا کرتے ہیں۔ ابوبکر ابوالزبیر موذن بیت المقدس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق ان کے پاس آئے تو آپ نے ان سے فرمایا کہ وہ اذان آہستہ آہستہ کہا کریں اور تکبیر جلد جلد۔ بغوی کی روایت بھی اس کے ہم معنی ہے۔ ۱۲

مواقیت الصلوۃ

اوقات نماز اور اسکی محافظت

امام مالک بروایت نافع (ابن عمر) روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے اپنے اعمال کو لکھا کہ میرے نزدیک تمہارا سب سے بڑا اور اہم کام نماز ہے جس نے نماز کی حفاظت اور اس پر مداومت کی اسنے اپنے دین کی حفاظت کی اور جس نے اسے ضائع کیا وہ اور چیزوں کو پہلے ضائع کردے گا اس کے بعد آپ نے لکھا کہ نماز ظہر اس وقت پڑھا کرو جب کہ تمہارا سایہ ایک ہاتھ رہ جائے جب تک

راسایہ تمہارے برابر ہو اور نماز عصر پڑھو درآں حالیکہ آفتاب بلند ہو اور اُسکی روشنی سفید و صاف ہو اور
سوار نماز عصر پڑھکر دو فرسنگ مسافت غروب شمس سے پہلے طے کرلے اور نماز مغرب پڑھو سورج غروب
ہی اور نماز عشا شفق غائب ہونیکے بعد سے ایک تہائی رات تک پڑھ سکتے ہو اور جو قبل نماز سو جائے
رے کہ اسکی آنکھ نہ لگے تین دفعہ فرمایا اور نماز صبح ایسے وقت پڑھا کرو کہ تارے نظر آرہے ہوں۔ اور
ں کی تاریکی صبح صادق کی روشنی سے مختلط ہو۔ نیز امام مالک نے فرمایا کہ حضرت عمر فاروق نے حضرت ابو
ے اشعری کو لکھا کہ وہ نماز ظہر پڑھا کریں۔ جب دن ڈھل جائے اور نماز عصر اسوقت جب کہ آفتاب کی روشنی
اور صاف ہو۔ قبل ازیں کہ اس میں زردی آئے اور نماز مغرب جب آفتاب غروب ہو اور نماز عشا
تک کہ سونے کا وقت آئے۔ اور نماز صبح جب کہ تارے صاف نظر آتے ہوں۔ اور شب کی تاریکی
صادق کی روشنی میں مختلط ہو۔ نیز آپ نے لکھا کہ وہ نماز صبح میں بڑی بڑی سورتیں پڑھا کریں۔
اور ہشام بن عروہ کی روایت میں ہے کہ آپ نے ابو موسیٰ کو لکھا کہ وہ نماز عشا ثلث لیل تک پڑھا کریں اور
اس سے بھی تاخیر کرنا چاہیں تو نصف شب تک۔ حضرت امام مالک و حضرت امام شافعی بروایت عبداللہ
ر روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نماز صبح حضرت عمر فاروق کے پیچھے پڑھی۔ جس کی رکعتوں میں آپ نے سورہ
ت وسورہ حج پڑھی اور بہت آہستہ آہستہ حضرت عبداللہ بن عامر کے شاگرد بیان کرتے ہیں کہ میں نے
کہ حضرت عمر فاروق طلوع فجر سے ہی نماز کے لئے ہی کھڑے ہو جاتے ہونگے تو حضرت عبداللہ بن عامر
فرمایا ہاں۔ حضرت امام مالک اپنے عم ابوسہل بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ وہ
کے روز عقیل بن ابی طالب کا مصلے دیکھا کرتے تھے جو مسجد نبوی میں غربی دیوار کی جڑ میں بچھا دیا جایا کرتا
۔ جب حضرت عمر فاروق نماز پڑھانے کے لئے نکلتے تو دیوار کا سایہ اس تمام مصلے پر چھا جاتا پھر آپ
جمعہ پڑھا کر واپس آتے اور قیلولہ کرتے۔ ابو بکر ابو البختری سے روایت کرتے ہیں کہ گرمیوں کے دنوں
حضرت عمر فاروق ایسے وقت نماز پڑھ کر فارغ ہوتے کہ جانیوالا مسجد قبا تک جاتا اور اہل مسجد قبا
نماز میں پاتا۔

ابو بکر عبدالرحمن بن سابط سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ابو محذورہ سے فرمایا کہ تم ایک
ت تپش کے مقام پر رہتے ہو۔ لہذا تم نماز ذرا ٹھنڈے وقت پڑھ لیا کرو۔ نیز ابو بکر منذر سے روایت
تے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ان سے کہا کہ تم نماز ظہر ذرا ٹھنڈے وقت پڑھا کرو کیونکہ تمازت آفتاب
رخ کی لپیٹ ہے۔ امام ابو حنیفہ حماد سے وہ ابراہیم نخعی سے وہ حضرت عمر فاروق سے روایت کرتے ہیں۔
پ نے فرمایا کہ نماز ظہر کو ذرا ٹھنڈے وقت پڑھو اور دوزخ کی لپیٹ سے بچو۔ امام شافعی ایک صحابی
ے روایت کرتے ہیں کہ انہیں حضرت عمر فاروق مدینہ طیبہ کے بازار زوراء میں ملے آپ نے ان سے
ں کہاں جاتے ہو۔ کہا نماز کو فرمایا تم نے دیر کی جاؤ۔ چنانچہ انہوں نے نماز عصر پڑھی اور جب واپس
ے تو ان کی کنیزک نے جو بیر رومہ پر پانی بھرنے گئی ہوئی تھی دیر لگائی۔ اس لئے بیر رومہ گئے اور جب
س آئے تو سورج اونچا تھا۔

ابوبکر سعید بن المسیب سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ نماز مغرب میں تاروں کے دکھائی دینے کا انتظار نہ کرو۔ نیز ابوبکر سوید بن غفلہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا نماز عشاء میں جلدی کرو۔ قبل ازیں کہ کام کرنے والا سستی کرے اور مریض سو جائے۔ ابوبکر اسود سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ بدلی کے دن ظہر میں تاخیر کرو اور عصر میں تعجیل۔ ۱۲

الحدیث بعد العشا

عشا کے بعد باتیں کرنا

حضرت امام ابوحنیفہ حماد سے وہ ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ عشا کے باتیں کرنا اگر متعلق نماز اور تلاوت قرآن کے سوا برکت کو کم کرتا ہے۔ ابوبکر سلیمان بن ربیعہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ اے سلیمان میں عشاء کے بعد باتیں کرنا مذموم سمجھتا ہوں۔ ابوبکر ابن موسیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آئے۔ اور کہا میں آپ سے باتیں کرنے آیا ہوں۔ فرمایا اسوقت عرض کیا وہ دین کی باتیں ہیں۔ ابو موسیٰ بیان کرتے کہ پھر ہم بہت رات تک باتیں کرتے رہے۔ ۱۲

حضور الجماعت

نماز جماعت سے پڑھنا۔ تکبیر اولیٰ میں شرکت اور چند مسائل متعلقہ کا بیان

ابوبکر عبدالرحمن سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ نماز عشاء و نماز صبح جماعت سے پڑھنا مجھے اس سے بھی زیادہ پسند ہے کہ میں عشاء سے صبح تک زندہ رہوں۔ ابوبکر سعید بن المسیب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے جب کہ تکبیر کہی جارہی تھی نماز پڑھتے دیکھا تو آپ نے ڈانٹا اور فرمایا جب موذن تکبیر کہنے لگے تو پھر کوئی نماز بجز اس نماز کے جس کے لئے تکبیر کہی جاتی ہے جائز نہیں۔ نیز ابوبکر ابوعثمان الہندی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص کو دیکھا کہ وہ آتا (اور حضرت عمر فاروق اس وقت نماز میں آتے) اور مسجد کے ایک جانب سنت فجر پڑھتا اور پھر جماعت میں شریک ہو جاتا۔

ابوبکر ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق جب صف میں کسی لڑکے کو دیکھتے تو اُسے پیچھے کر دیتے۔ نیز ابوبکر مجلز سے بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ لوگ نماز کیلئے کھڑے ہوئے اور صفیں برابر کر رہے تھے۔ کہ ایک شخص آگے بڑھے اور دیر تک حضرت عمر فاروق رضؓ سے باتیں کرتے رہے۔ ابوبکر نعیم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ جس مقتدی اور امام کے درمیان راستہ ہو یا نہر یا دیوار تو گویا وہ امام کے پیچھے نہیں (یعنی اس کی اقتدا صحیح نہیں) نیز ابوبکر ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق کی ایک زوجہ محترمہ نماز عشاء و نماز صبح مسجد میں شریک جماعت ہو کر پڑھتی تھیں ان

سے کہا گیا کہ تم مسجد میں کیوں جاتی ہو۔ حالانکہ تمہیں معلوم ہے کہ حضرت عمر فاروق غیرت کھاتے ہیں اور اسے پسند نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا پھر وہ مجھے منع کیوں نہیں کرتے۔ کہا گیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ی حدیث آپ کو اس سے مانع آتی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ لا تمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ اللہ کی بندیوں واللہ کی مسجد میں آنے سے نہ روکو۔ حضرت امام شافعی روایت کرتے ہیں کہ ایک عجمی شخص امامت کے لئے آگے بڑھے سور بن مخرمہ نے انہیں روک دیا حضرت عمر فاروق نے ان سے اس کی وجہ پوچھی۔ انہوں نے کہا وہ ایک عجمی شخص ہیں ں لئے مجھے خیال ہوا کہ بعض حاجی ان کی قرآت سنیں گے۔ اور سنکر ان کی عجمیت (مخارج کے کما ینبغی ادا نہ کرسکنے) گرفت کریں۔ پوچھا کیا تم نے اسی لیے کیا تھا ۔ انہوں نے کہا ہاں فرمایا تم نے اچھا کیا امام مالک (امام شافعی عبداللہ ن عتبہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ بعد زوال حضرت عمر فاروق کے پاس گئے تو انہوں نے آپ کو نماز پڑھتے ہوئے پایا لہٰذا یہ بھی ان کے پیچھے کھڑے ہو گئے آپ نے انہیں اپنے برابر کر لیا۔ بعد ازاں آپ کا غلام یرفا آیا اور ہم دونوں پیچھے صف باندھ کر کھڑے ہوئے۔ امام ابوحنیفہ حماد سے وہ ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ان دونوں و پیچھے کر دیا۔ یعنی آپ آگے بڑھ گئے۔ اور نماز پڑھائی ۔ ابوبکر یسار بن نمیر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق فرمایا کرتے تھے کہ پہلے کھانا کھا لو۔ اور پھر نماز پڑھو۔ امام مالک زید بن اسلم سے روایت کرتے کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ کوئی اپنے سرین بھینچ کر ہرگز نماز نہ پڑھے۔ یعنی قضائے حاجت کے وقت نماز پڑھے۔

صفۃ الصلوٰۃ

طریقہ نماز اور اس کے متعلق مسائل

امام مالک و امام شافعی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اول لوگوں کو صفیں برابر کرنے کا حکم کرتے ب صفیں برابر کر لی جاتیں تب آپ تکبیر کہتے ابوبکر اسود سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے خود بذاتہ سُنا کہ حضرت عمر فاروق نے تکبیر کہی اور تکبیر کہہ کر سُبحانک اللّٰھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا الٰہ غیرک۔ اس کے بعد اعوذ باللہ پڑھتے۔

امام ابوحنیفہ حماد سے وہ ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہیں کہ اہل بصرہ سے بہت سے لوگ حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آئے۔ طریقہ نماز دریافت کرنے کے لئے۔ آپ نے کھڑے ہو کر تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع کی اور یہ لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ پھر آپ نے سبحانک اللّٰھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا الٰہ غیرک با آواز بلند پڑھا۔ امام محمد بن الحسن نے فرمایا کہ آپ نے تعلیم کی غرض سے باآواز بلند پڑھ کر سنایا۔ ابوبکر اور بیہقی بروایت اسود روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نماز میں ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتے تھے۔ ابوبکر بروایت عبادہ بن ربعی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ وہ نماز کافی نہیں جس میں سورہ فاتحہ اور کم از کم دو آیتیں نہ پڑھی جائیں۔ حضرت امام شافعی نے اپنے مذہب قدیم کی تائید کرتے ہوئے روایت کیا کہ حضرت عمر فاروق نے نماز پڑھی اور قرأت نہیں کی لہٰذا حضرت

امام شافعی نے اپنا مذہب قرار دیا کہ اگر کسی نماز میں قرآت نہ کی جائے تو کوئی حرج نہیں اور حضرت امام ابو حنیفہ نے حماد سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے نماز مغرب پڑھی اور قرآت نہ کی لہٰذا نماز کا اعادہ کیا۔

احقر عرض کرتا ہے کہ حضرت امام شافعی کا مذہب قدیم یہ تھا کہ قرأت مسنت ہے پھر بعد میں آپ نے رجوع کیا اور فرمایا نماز میں قرآت کرنا فرض ہے اور روایت قدیم میں حضرت عمر فاروق کے قرأت نہ کرنے کو ترک سورت پر محمول کیا ہے۔ امام مالک و امام شافعی نے بروایت حضرت انس روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی قرأت دنماز) الحمد للہ رب العالمین سے شروع کرتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ بسم اللہ الرحمن نہیں پڑھتے تھے۔ ابوبکر و اصحاب السنن نے بروایت عبداللہ بن مغفل روایت کیا ہے کہ ان کے والد بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم۔ حضرت صدیق۔ حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی کے پیچھے نماز پڑھی اور انہیں نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے نہیں سنا۔ لہٰذا جب نماز میں قرأت شروع کرو تو الحمد للہ رب العالمین سے شروع کرو۔ ابوبکر بروایت اسود روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق کے پیچھے ستّر دفعہ نماز پڑھی ان نمازوں میں سے کسی نماز میں حضرت عمر فاروق نے بسم اللہ الرحمن الرحیم با آواز نہیں پڑھی۔ نیز ابوبکر بروایت عبداللہ بن ابزی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم باآواز پڑھی۔

احقر عرض کرتا ہے اہل مدینہ و اہل کوفہ اور اہل بصرہ نے ترک الجہر بالتسمیہ روایت کیا ہے اور اہل مکہ نے حضرت عمر فاروق سے جہر البسملہ روایت کیا ہے۔ لہٰذا فقہائے ملّت کو ان دونوں روایتوں میں سے ایک کو ترجیح دینے کی ضرورت واقع ہوئی۔ حضرت امام شافعی نے بروایت جہر البسملہ کو ترجیح دی لیکن بقول امام محمد جو دعائے افتتاح سبحانک اللّھم میں مذکور ہوا۔ ان جمیع روایات پر نظر ڈالنے سے قیاس بتلاتا ہے۔ کہ جن بعض نمازوں میں حضرت عمر فاروق کا بسم اللہ کو باآواز پڑھنا مذکور ہے۔ بغرض تعلیم تھا۔ احقر کی رائے میں وجہ اختلاف یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضرت عمر فاروق نے ہشام بن حکیم کے قصہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے معلوم کیا کہ قرآن مجید سات لہجوں اور لغتوں میں نازل ہوا۔ ہر ایک لغت ولہجہ کافی وشافی ہے۔ لہٰذا حضرت عمر فاروق نے جانا کہ بسم اللہ کے ساتھ قرأت ونماز شروع بایں وجہ کی کہ وہ سورہ فاتحہ کا جزو ہے۔ لغت وحرف صحیح ہے اور اسی طرح ترک کرنا بھی صحیح ہے مگر بایں وجہ کہ بسم اللہ کو جزو سورت سمجھنا کتابت، وتلاوت قرآن مسنون و مشروع ہے نہ نماز میں بابایں وجہ کہ بسم اللہ جزو سورت ہی نہیں بلکہ وہ سورتوں کے درمیان فاصل واقع ہوتی ہے۔ لہٰذا بعض اوقات آپ نے وجہ اول پر عمل کیا اور بعض اوقات وجہ ثانی پر۔

قرأۃ خلف الامام

بیہقی نے بروایت یزید بن شریک روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق سے قرأت
خلف الامام کا مسئلہ پوچھا کہ امام کے پیچھے قرأت کرنی چاہیئے یا نہیں آپ نے فرمایا سورہ فاتحہ پڑھ
لیا کرو۔ انہوں نے پوچھا کہ اگرچہ آپ کے پیچھے ہی ہوا کروں فرمایا ہاں اگرچہ خود میں ہی امام کیوں
نہ ہوں۔ پھر کہا اگرچہ آپ قرأت باآواز پڑھ رہے ہوں فرمایا ہاں اگرچہ میں قرأت باآواز پڑھ رہا ہوں
فقیر عرض کرتا ہے کہ اہل کوفہ نے اصحاب عمر کوفیین سے روایت کیا ہے کہ مقتدی امام کے پیچھے قرأت نہ کرے
جمع بین الروایتین احقر کے نزدیک بایں طریق ممکن ہے کہ ترک قرأت کی وجہ یہ ہے کہ قرأت سے
منازعت بالقرأت امام لازم آتی ہے اور قرأت خلف الامام اس امر کی مقتضی ہوتی ہے۔ کہ قرأت امام
قرأت مقتدی سے اور یا قرأت مقتدی قرأت امام سے مزاحم واقع ہوتی ہے۔ کیونکہ نماز میں
مناجات اور توجہ الی اللہ مطلوب ہوتی ہے اور قرأت مقتدی اس کی مزاحم واقع ہوتی ہے لہٰذا جو
شخص اس مزاحمت و منازعت کو اٹھا سکے وہ امام کے پیچھے قرأت کرے اور جو نہ اٹھا سکے ترک
کردے۔ واللہ اعلم۔ ۱۲

تطویل القرأۃ وقصرھا

حسب وقت قرأت زیادہ یا کم کرنا

ابوبکر بروایت احنف روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق کے پیچھے نماز پڑھی پہلی
رکعت میں آپ نے سورہ یونس اور دوسری میں سورہ ہود پڑھی اور زید بن وہب کی روایت میں ہے
کہ آپ نے نماز صبح میں سورہ کہف پڑھی۔ عبداللہ بن عامر کی روایت میں ہے کہ سورۂ یوسف پڑھی
اور بہ ترتیل پڑھی عبداللہ بن شداد فرماتے ہیں میں نے عمر رضؓ کی گھٹی گھٹی آواز نماز صبح میں سنی آپ یہ آئتیں
سورۂ یوسف کی تلاوت کر رہے تھے انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ اور حضرت امام مالک و حضرت
امام شافعی کی روایت اُوپر گزر چکی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضؓ کو لکھا تھا کہ وہ
نماز صبح ایسے وقت پڑھا کریں کہ جب تارے صاف نظر آتے ہوں اور شب کی تاریکی صبح
صادق کی روشنی میں مخلوط ہو اور کہ وہ صبح کی نماز میں بڑی بڑی سورتیں پڑھا کریں۔ ابوبکر ابی متوکل سے
راوی ہیں کہ عمر فاروق نے نماز ظہر میں سورۂ قاف اور سورۂ ذاریات پڑھی۔

ابوبکر زرارۃ بن اوفی سے راوی ہیں زرارہ فرماتے ہیں کہ ابو موسیٰ اشعری نے مجھے عمر رضؓ کا خط دکھایا
جس میں لکھا تھا کہ "مغرب میں قصار مفصل پڑھو" ابوبکر عمرو بن میمون سے راوی ہیں کہ آپ نے (عمر رضؓ)
مغرب میں والتین اور الم ترکیف پڑھی نیز ابی بکر زرارہ بن اوفی سے نقل کرتے ہیں کہ انہیں ابوموسیٰ
نے حضرت عمر رضؓ کا خط دکھایا جس میں لکھا تھا کہ "عشاء میں اوساط مفصل پڑھو اور یہی ابی رافع سے نقل

کرتے ہیں کہ آپ نے (ابی رافع) حضرت عمرؓ کے پیچھے عشاء کی نماز پڑھی جس میں امیر المومنین نے اذا السماء انشقت پڑھی۔ ابوبکر بروایت ابی رافع روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نماز میں سورہ بقر کی قریب سو آیتیں پڑھا کرتے تھے اور پھر سورتہائے مثانی میں سے کوئی سورت یا سورتہائے مفصل میں سے کسی سورت کی صدور آیات ضم کر لیتے یا سورۂ آل عمران کی سو آئیتیں پڑھا کرتے تھے اور سورتہائے مثانی میں سے کوئی سورت یا مفصل میں سے کسی سورہ کی صدر آیات ضم کر لیتے۔ احقر عرض کرتا ہے اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ نماز صبح کی رکعتوں میں سے پہلی رکعت کو دوسری رکعت کی نسبت طویل کرنا چاہیے۔ ابوبکر بروایت معرور بن سوید روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت عمر فاروق کے ساتھ حج کرنے گئے تو آپ نے نماز صبح میں الم تر و لایلاف پڑھی اور عمرو بن میمون روایت ہے کہ اثنائے سفر میں حضرت عمر فاروق نے نماز صبح میں قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ پڑھی۔ امام ابوحنیفہ حماد سے وہ ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے صبح کی نماز پڑھائی جس میں آپ نے پہلی رکعت میں قل یا ایہا الکافرون اور دوسری رکعت میں لایلاف قریش پڑھی۔ امام محمد فرماتے ہیں ہم اس قدر قرأت کو کافی سمجھتے ہیں تاہم مقیم کے لئے مستحب ہے کہ وہ صبح کی نماز میں قرأت کو طویل کرے۔

ابی بکر یحیی بن عبدالرحمن حاطب سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے آل عمران قطع کر کے عشاء کی دونوں رکعتوں میں پڑھی۔

امام شافعی بروایت ابی عثمان الہندی روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق کو نماز ظہر میں سورہ ق پڑھتے سنا۔ احقر عرض کرتا ہے کہ اس سے حضرت امام شافعی استدلال کرتے ہیں کہ جہر و اخفا اپنے مواقع پر واجب نہیں۔ احناف اس کا جواب یہ دیتے ہیں۔ کہ ایک کلمہ یا چند کلمات کا سنائی دینا اخفا کی حد و تعریف سے نہیں نکل سکتا اور جب نہیں نکل سکا تو روایت وجوب اخفا روایت وجوب جہر کے منافی نہیں ابوبکر و امام بخاری بروایت جابر بن سمرہ روایت کرتے ہیں کہ لوگوں نے جب حضرت سعد کی شکایت کی تو آپ نے انہیں بلا کر دریافت کیا انہوں نے کہا میں انکو اسی طرح نماز پڑھاتا ہوں۔ جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو میں نے پڑھتے دیکھا ہے۔ پہلی دو رکعتوں کو میں طویل کرتا ہوں اور اخیر کی دو رکعتوں میں تخفیف کرتا ہوں آپ نے فرمایا اے ابواسحٰق میرا بھی تمہارے ساتھ یہی خیال تھا۔ ابوبکر بروایت ابی عثمان روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نماز ظہر میں پہلی رکعت کو طویل کرتے تھے۔

احقر عرض کرتا ہے کہ اس میں حضرت امام شافعی کے قول کی دلیل ہے کہ ہر نماز کی پہلی رکعت کو طویل کرنا مستحب ہے۔

ابوبکر۔ بخاری جابر بن سمرہ سے ناقل ہیں کہ جب لوگوں نے حضرت سعد رضؓ کی شکایت کی اور آپ نے ان کو واپس بلایا تو سعد رضؓ نے کہا" میں ان کو البتہ حضور اکرم کی نماز سے مشابہ نماز پڑھا

ں جس کی صورت یہ ہے۔ کہ پہلی دو رکعتیں طویل کرتا ہوں۔ اور آخری قصیر" جواب میں حضرت رضا نے فرمایا" اے ابا اسحق میرا گمان بھی تم سے یہی ہے۔

ابو بکر ابی عثمان سے روای ہیں کہ عمر زوال شمس کے وقت نماز پڑھتے اور پہلی رکعت طویل رتے۔

(قلتُ) میرا خیال ہے۔ اس میں امام شافعی کیلئے ان کے قول پر دلیل ہے کہ انہوں نے ہر نماز پہلی رکعت طویل کرنے کو مستحب کہا۔

البکاء فی الصلوٰۃ

نماز میں رقت ہونا

ابو بکر بروایت عبد اللہ بن شداد روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نماز صبح میں حضرت عمر فاروق ے رونے کی آواز سنی دکہ آپ کے گلے میں ہچکی بندھ گئی)۔ آپ آیہ انما اشکوا بثی وحزنی الی اللہ پڑھتے جاتے تھے اور رقت آپ پر طاری ہوتی جاتی تھی۔ احقر عرض کرتا ہے کہ ں میں دلیل ہے اس امر پر کہ اگر نماز میں بکا و رقت طاری ہو۔ مگر بخیال آخرت تو یہ بکا و رقت سد نماز نہیں۔

رفع الیدین

نماز میں ہاتھ اٹھانا

ابو بکر امام ترمذی اور امام شافعی نے بروایت اسود عن عبد اللہ روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ لیہ وسلم ہر اٹھنے اور جھکنے اور قیام وقعود کیوقت ہاتھ اُٹھایا کرتے تھے نیز ابو بکر امام بغوی اور مام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے رکوع ر قومہ میں ہاتھ اٹھانا روایت کیا ہے۔ نیز ابو بکر بروایت اسود روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ر فاروق کے ساتھ نماز پڑھی (تو انہیں معلوم ہوا کہ) حضرت عمر فاروق نے بجز تکبیر تحریمہ کے ر کسی وقت ہاتھ نہیں اٹھایا۔ احقر عرض کرتا ہے کہ شافعیہ و حنفیہ نے ترجیح روایات میں ہت کچھ بحث کی ہے (جو کتب حدیث وفقہ کی شروح وغیرہ میں مفصل مذکور ہے مترجم) حقر کے خیال میں بعض وقت حضرت عمر فاروق کے رفع یدین کرنے اور بعض وقت نہ کرنیکی جہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ آپ رکوع اور قومہ کے وقت رفع یدین کرنا مستحب جانتے تھے اس لئے بعض وقت کیا اور بعض وقت نہیں۔ جیسا کہ آپ نے سجدہ تلاوت یں بیان کیا ہے۔

تسبیحات الرکوع والسجود

امام شافعی نے بروایت ابی عبدالرحمن السلمی روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ گھٹنوں کا پکڑنا تمہارے لئے سنت کیا گیا ہے سو تم گھٹنے پکڑ لیا کرو۔ امام ابوحنیفہ حماد سے وہ ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق گھٹنوں کو ہاتھ سے پکڑ لیا کرتے تھے۔ احقر عرض کرتا ہے کہ آپ سے حضرت ابراہیم نخعی اور حضرت امام ابوحنیفہ نے ترک تطبیق پر حجت گردانا ہے۔ ابوبکر بروایت ابراہیم بن میسرہ روایت کرتے ہیں انہیں حدیث پہنچی کہ حضرت عمر فاروق رکوع و سجود میں پانچ تسبیحیں پڑھتے تھے سبحان اللہ وبحمدہ۔ نیز ابوبکر بروایت اسود روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروق رکوع سے سر اُٹھاتے تو . . . سمع اللہ لمن حمدہ کہتے۔ نیز ابوبکر بروایت اسود روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق گھٹنوں پر زور دیتے ہوئے سجدے میں جاتے تھے بروایت حسن ابوبکر روایت کرتے ہیں کہ بنی آدم کا سجدہ سات اعضاء پر کیا گیا ہے۔ پیشانی۔ ہتھیلیں۔ گھٹنے اور دونو قدم۔ ابوبکر بروایت ابی ہند الشامی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ جو کوئی تم میں سے سجدہ کرنا چاہے چاہیئے کہ اپنی ہتھیلیوں کو زمین پر بچھا لیا کرے۔ بروایت زید بن وہب ابوبکر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ جو کوئی شدت گرمی یا سردی کی وجہ سے زمین پر سجدہ نہ کر سکے تو چاہیئے کہ کپڑے پر سجدہ کر لے۔

القنوت فی الصلوٰۃ

نماز میں دعائے قنوت پڑھنا۔ (یہ دعا قنوت وتر کے ماسوا ہے)

امام شافعی بروایت حسن روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق نماز صبح میں رکوع کے بعد دعائے قنوت پڑھتے تھے ابوبکر بروایت ابی مالک الاشجعی روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے والد سے پوچھا کہ آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی کے پیچھے نماز پڑھی کیا ان میں سے کسی کو آپ نے دعا قنوت پڑھتے دیکھا انہوں نے کہا اے فرزند من یہ ایک پیدا شدہ امر ہے۔ ابوبکر بروایت اسود روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے نماز فجر میں دعائے قنوت نہیں پڑھی اور بروایت زید بن وہب ابوبکر روایت کرتے ہیں کہ نماز فجر میں کبھی کبھی حضرت عمر فاروق دعائے قنوت پڑھا کرتے تھے۔ ابوبکر بروایت شعبی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا ہے کہ اگر لوگ ایک وادی سے جاتے اور حضرت عمر فاروق ایک وادی سے

ہیں اسی وادی سے جاتا جس سے حضرت عمر فاروق جاتے ۔ اگر حضرت عمر فاروق نے دعائے
(قنو)ت پڑھی ہوتی تو حضرت عبداللہ بن مسعود ضرور پڑھتے ۔ ابوبکر بروایت ابی عثمان روایت
(ک)رتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق ہمارے ساتھ بعد رکوع کے دعائے قنوت پڑھتے تھے اور اس
(او)ر ہاتھ اٹھاتے کہ آپ کے دونوں ہاتھ اور بازو صاف نظر آنے لگتے ۔ اور آپ کی آواز مسجد
کے پیچھے سے سنائی دیتی ۔ نیز ابوبکر بروایت زید بن وہب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق
نے نماز صبح میں رکوع میں دعائے قنوت پڑھی احقر عرض کرتا ہے کہ جب قنوت کے متعلق روایات
(نف)ی واثبات دونوں پائی گئیں تو فقہائے کرام کو بعض کو بعض سے ترجیح دینے کی ضرورت واقع ہوئی
(ل)ہذا انہوں نے راویوں اور کثرت طرق روایات وغیرہ امور پر نظر ڈالکر دعائے قنوت پڑھنے یا نہ پڑھنے
(او)ر یہ کہ اسے قبل رکوع پڑھنا چاہیئے یا بعد رکوع اختلاف کیا اور اس کے متعلق ان کے اقوال ومذاہب
(ک)تب فقہ میں مشہور ومعروف ہیں ۔ احقر کے نزدیک امر پسندیدہ یہ ہے کہ اس کے متعلق اختلافات
کو اختلاف احوال وازمنہ پر محمول کرنا چاہیئے ۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے قنوت
پڑھا ہے ۔ مگر جب رنجیدہ واقعات پیش آتے تو پڑھتے تھے ورنہ نہیں پس جو شخص کبھی پڑھے اور
کبھی نہ پڑھے وہ مصیبت ہے اور جو ہمیشہ مگر اس خیال سے کہ رنجیدہ واقعات وامور پے درپے
ہمیشہ واقع ہوتے رہتے ہیں وہ بھی مصیبت ہے اور جو کبھی نہ پڑھے وہ بھی مصیبت ہے ۔ اس لئے
کہ وہ سنن روابتہ سے نہیں بلکہ امور وواقعات عظیمہ سے مختص ہے ۔ حضرت سفیان ثوری فرماتے
ہیں نماز صبح میں دعائے قنوت پڑھنا بہتر ہے اگر پڑھنا چاہیئے ۔ لیکن خود آپ نے ترک قنوت اختیار
کیا ہوا تھا ۔ اور امام احمد اور اسحق فرماتے ہیں نماز صبح میں نہ پڑھی جائے ۔ مگر مصیبت نازلہ کیوقت جو
مسلمانوں پر آتے اور امام کو چاہیئے کہ دعائے قنوت پڑھتے ہوئے جیوش مسلمان کے لئے
دعا مانگے ۔

التشہد

نماز میں التحیات پڑھنا

ابوبکر ومحمد بن الحسن بروایت حمید بن عبدالرحمن روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا نماز بدون
تشہد نہیں ہوتی ۔ محمد بن الحسن کی روایت بایں الفاظ ہے کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق کو فرماتے
سنا کہ بدون تشہد نماز جائز نہیں ۔ حضرت امام مالک وحضرت امام شافعی نے بروایت عبدالرحمن
بن عبدالقاری روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق کو دیکھا کہ آپ منبر پر بیٹھے ہوئے
لوگوں کو تشہد سکھلا رہے تھے کہ تشہد اس طرح پڑھا کرو ۔ التحیات للہ الزکیات للہ الطیبات
والصلوت للہ السلام علیک ایہا النبیؐ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلے عباد
اللہ الصالحین ۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبدہٗ ورسولہ اور

... بغوی کی روایت میں الطیبات للہ و الصلوات للہ کے ساتھ ہے ۔ امام شافعی علیہ الرحمت فرماتے ہیں کہ یہی تشہد ہمیں علمائے سابقین نے سکھلایا تھا ۔ جب کہ ہم خورد سال تھے ۔ اسکے سوا ہمیں اس تشہد کا اسناد معلوم ہوا ۔ اور نیز وہ تشہد جو بلحاظ الفاظ اس سے مختلف ہے مگر پہلے تشہد سے اثبت اسناد ہمیں معلوم نہیں ہوا ۔ یہی حضرت امام شافعی کا مذہب قدیم تھا ۔ پھر مذہب جدید میں حضرت امام شافعی نے فرمایا ہے کہ ہمیں اپنے اصحاب سے ایک حدیث تشہد پہنچی جس کی سند ہمیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک پہنچی ۔ لہٰذا ہم نے اس کی طرف رجوع کیا ۔

ترمذی اور بغوی نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ دعا آسمان و زمین کے درمیان معلق رہتی ہے اور صعود نہیں کرتی جب تک کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھا جائے ۔ ابوبکر بروایت عمرو بن میمون حضرت عمر فاروق سے اور وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھا کرتے تھے اعوذ باللہ من الجبن والبخل وعذاب القبر وفتنہ الصدر ۔ احقر عرض کرتا ہے کہ بعض احادیث میں اس امر کی بھی تصریح کی ہے کہ یہ دعا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم قبل تسلیم پڑھا کرتے تھے (یعنی سلام پھیرنے سے پہلے ......) ابوبکر بروایت حضرت حسن روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق نماز ایک ہی سلام پر ختم کرتے تھے ۔ حضرت امام شافعی نے بروایت حضرت ابن مسعود روایت کی ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے داہنی جانب سلام پھیرتے ہوئے کہا السلام علیکم و رحمتہ اللہ اور بائیں جانب سلام پھیرتے ہوئے کہا السلام علیکم و رحمتہ اللہ اور انہوں نے دیکھا کہ حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق بھی ایسا ہی کرتے تھے ۔ احقر عرض کرتا ہے اس امر میں اختلاف کیا گیا ہے کہ بہ تسلیم واحد نماز ختم کرنا جائز ہے یا نہیں ۔ احقر کے نزدیک بہ تسلیم واحد نماز ختم کرنا بدون کراہت جائز ہے مگر تسلیمتیں احب واکمل ہیں حضرت عمر فاروق کبھی بہ تسلیم واحد نماز ختم کرتے تھے اور کبھی بہ تسلیمتیں جیسا کہ سجدہ کہ تلاوت کبھی کرتے تھے کبھی نہیں ۔

وقوع الشک فی الصلوٰۃ

رکعات نماز میں شک واقع ہونا

بیہقی بروایت حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے صحابہ کرام سے اس مسئلہ کے متعلق دریافت کیا حضرت عبدالرحمن بن عوف نے فرمایا میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب کسی کو شک واقع ہو کہ اس نے دو

رکعتیں پڑھیں ہیں یا تین تو چاہیئے کہ انہیں دو رکعتیں کر دے اور جب شک واقع ہو کہ تین یا چار تو چاہیئے کہ انہیں تین رکعتیں کر دے۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق نے اس حدیث کو اخذ کیا۔

سجدۃ التلاوۃ

امام مالک و امام شافعی نے بروایت عروہ روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے منبر پر آیہ سجدہ تلاوت کی اور اتر کر سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ اور لوگوں نے بھی۔ اسی طرح دوسرے جمعہ بھی آپ نے آیہ سجدہ تلاوت کی لوگوں نے قصد کیا کہ سجدہ کریں آپ نے کہا نہیں اپنی جگہ بیٹھے رہو اللہ تعالےٰ نے ہم پر سجدہ تلاوت اسیوقت فرض نہیں کیا ہے ہماری مرضی ہے اگر چاہیں تو سجدہ کر لیں۔ غرض آیت سجدہ تلاوت کی اور سجدہ نہ کیا اور لوگوں کو منع کیا۔

ابوبکر بروایت ابی قلابہ اور حضرت حسن روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ مفصل میں سجدہ نہیں۔ احقر عرض کرتا ہے غالباً آپ کا مطلب یہ ہوگا کہ بطریق سنت مؤکدہ سنت نہیں۔ نیز ابوبکر بروایت حصین بن سبرہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق کے پیچھے نماز پڑھی۔ جس میں آپ نے رکعت اولیٰ میں سورۂ یوسف اور رکعت ثانیہ میں سورہ النجم پڑھی۔ اور سجدہ کیا اور پھر کھڑے ہو کر سورہ اذا زلزلت پڑھی اور رکوع کیا ابوبکر بروایت ابی رافع الصائغ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق کے ساتھ نماز عشاء پڑھی۔ جس میں آپ نے سورۂ اذا السماء انشقت پڑھی اور سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ ہم نے بھی اور بروایت ابن عمر ابوبکر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے سورہ حج میں دو سجدے کئے۔ نیز ابوبکر بروایت ابن عباس روایت کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق کو سورہ صٓ میں سجدہ کرتے ہوئے دیکھا۔

ابوبکر بروایت عمر بن محمد بن حاجب روایت کرتے ہیں کہ وہ عظمائے عجم میں سے ایک شخص سے ملاقی ہوئے۔ اور وہ اسے جھک کر سلام کرنے لگے۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا سر نہ جھکاؤ سجدہ صرف اللہ واحد۔ قہار کے لئے ہے۔ امام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق کے پاس جب فتح کی خبر آتی یا آپ کسی معذور شخص کو دیکھتے تو سجدہ شکر بجا لاتے۔ ابوبکر بروایت منصور روایت کرتے ہیں کہ انہیں حدیث پہنچی کہ حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق سجدہ شکر بجا لایا کرتے تھے۔ ۱۲

الاشارۃ فی الصلوۃ

نماز میں اشارہ کرنا

ابوبکر بروایت ابراہیم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے بیت اللہ کے سامنے
کھڑے ہوکر نماز پڑھی جس میں آپ نے سورہ لایلاف قریش پڑھی۔ جب آیہ فلیعبدوا
رب ہذالبیت پر پہنچے تو بیت اللہ کی طرف اشارہ کیا۔ احقر عرض کرتا ہے۔ اس میں دلیل
ہے نماز میں اشارہ مفہمہ کرنے کی طرف۔ ابوبکر بروایت عروہ روایت کرتے ہیں۔ کہ
حضرت عمر فاروق نے فرمایا میں نماز میں جزیہ بحرین کا حساب کرتا ہوں۔ نیز ابوبکر بروایت
ابی عثمان الہندی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ میں نماز میں جیوش اسلام
کاسامان تیار کرتا ہوں (اگر دونوں روایتیں صحیح ہیں تو بحالت اضطرار پر محمول اور یا یہ کہ دینی ا
کا خیال مبطل نماز نہیں (مترجم)

الجمع بین الصلوتین

دو نمازوں کا جمع کرنا

حضرت امام شافعی فرماتے ہیں بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے لکھا کہ جمع بین
الصلوتین کبائر سے ہے۔ احقر عرض کرتا ہے اس سے احناف نے استدلال کیا ہے کہ د
نمازوں کا جمع کرنا سفر میں بھی جائز نہیں۔ حضرت امام شافعی نے اس کا جواب یہ د
ہے کہ یہ روایت زیادہ سے زیادہ مرسل ہے اگر صحیح ہو اور شک نہیں کہ سفر و باران عذ
قوی ہیں اور کیوں عذر قوی نہ ہوں جب کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہ
ہے کہ آپ نے تبوک میں دو نمازیں جمع کیں اور حضرت عمر فاروق حکم اللہ و رسول سے
ہماری نسبت زیادہ واقف تھے۔ پھر اس سے کیونکر منع کرتے۔

صلوۃ الوتر

ابوبکر بروایت جابر بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
حضرت صدیق سے دریافت فرمایا کہ آپ نماز وتر کب پڑھا کرتے ہیں عرض کیا کہ اول
شب بعد عشاء سونے سے پہلے۔ حضرت عمر فاروق سے دریافت فرمایا آپ نے
کیا آخر شب حضرت صدیق سے آپ نے فرمایا کہ آپ نے حزم و احتیاط کو لے لیا
ہے اور حضرت عمر فاروق سے آپ نے فرمایا کہ آپ نے قوت کو لے لیا ہے۔ ابوبکر
بروایت حسن روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا آخر شب میں مجھے

تر پڑھنا زیادہ پسند ہے اس سے کہ میں تہجد پڑھوں اور صبح ہوتے وتر ابوبکر بروایت مکحول روایت
روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے نماز وتر تین رکعت پڑھی بغیر درمیان میں سلام کے نیز
ابوبکر بروایت انس بن سیرین روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق وتر معوذتین پڑھا کرتے تھے
ابوبکر بروایت قاسم روایت کرتے ہیں کہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق فرش پر وتر پڑھا کرتے
تھے۔ ابوبکر بروایت اسود روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق وتر میں دعائے قنوت قبل
رکوع پڑھا کرتے تھے۔ ابوبکر بروایت عطاء روایت کرتے ہیں کہ سب سے پہلے جس
نے دعائے قنوت پڑھی حضرت عمر فاروق ہیں۔ راوی کہتا ہے عطاء سے پوچھا نصف آخر
رمضان میں انہوں کہا ہاں۔ احقر عرض کرتا ہے دعائے قنوت ہمیشہ پڑھنے میں ہمیشہ اختلاف
کیا گیا ہے۔ احقر کے نزدیک بہتر امر یہ ہے کہ وتر میں ہمیشہ دعائے قنوت پڑھتا رہے
اور جو صرف نصف آخر رمضان میں پڑھتا ہے وہ امر اہم کو لیتا ہے کیونکہ ان ایام میں قبول دعا
کی زیادہ امید ہوتی ہے۔

سنۃ الفجر

ابوبکر بروایت عبداللہ بن عمر اور وہ حضرت عمر فاروق سے روایت کرتے ہیں کہ قبل
نماز فجر دو رکعتیں ہیں اور بعد نماز مغرب دو رکعتیں ہیں۔ ابوبکر بروایت سعید بن جبیر
روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ قبل نماز فجر کی دو رکعتیں مجھے سُرخ اونٹوں
سے زیادہ محبوب و پسندیدہ ہیں۔ نیز ابوبکر بروایت ابن المسیب روایت کرتے ہیں
کہ حضرت عمر فاروق نے ایک شخص کو دیکھا کہ سنت فجر پڑھ کر لیٹ گیا ہے۔ فرمایا
اسے کنکری مار کر اٹھا دو۔ احقر عرض کرتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سنۃ فجر
پڑھ کر جب کبھی لیٹ جاتے تو آپ کا یہ لیٹ جانا بطریق عبادت نہ تھا بلکہ بطریق
دفع ملال و تکان تھا۔ ۱۲

سنۃ الظہر

ابوبکر بروایت عبداللہ بن عتبہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق کو قبل
ظہر چار رکعتیں پڑھتے دیکھا۔ نیز ابوبکر بروایت ایک شخص روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر
فاروق نے ان چار رکعتوں میں سورہ قٓ پڑھی۔ نیز ابوبکر بروایت عون بن عبداللہ روایت
کرتے ہیں کہ انہوں نے قبل ظہر عمر فاروق کو چار رکعتیں پڑھتے دیکھا۔ احقر عرض کرتا ہے۔
کہ شاید یہ چار رکعتیں صلوۃ بعد الزوال ہوں اور یہی ظن غالب ہے۔ اور محتمل ہے کہ یہ سنن
رواتبہ ظہر سے ہوں۔

ابوبکر بروایت ابی تیمیہ اور وہ ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ۔ حضرت صدیق ۔ حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی کے پیچھے نماز پڑھی اور کہا کہ نماز فجر کے بعد طلوع شمس تک کوئی نماز نہیں ۔ ابوبکر بروایت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ نے دیکھا کہ حضرت عمر فاروق نماز عصر کے بعد نماز پڑھنے پر مارتے تھے حضرت امام مالک بروایت سائب روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق کو دیکھا کہ آپ منکدر کو بعد عصر نماز پڑھنے پر مارتے تھے ۔ امام ابوحنیفہ ابراہیم نخعیؒ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق نے مغرب سے پہلے (یعنی بعد نماز عصر) کوئی نماز نہیں پڑھی ۔ ابو بکر بروایت زید بن وہب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ایک شخص کو بعد غروب شمس قبل نماز مغرب دو رکعت پڑھتے دیکھا یہ شخص دائیں بائیں دیکھتا جاتا تھا جب نماز سے فارغ ہوا ۔ تو آپ نے اُسے ایک درہ لگایا ۔ اور فرمایا نماز میں اِدھر اُدھر نہ دیکھا کرو ۔ اور ان دو رکعتوں کے متعلق آپ نے اِس سے کچھ نہیں کہا ۔

قصر الصلوٰۃ فی السفر

امام شافعی و امام مسلم بروایت یعلی بن امیہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق سے کہا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے (یا ایھا الذین اذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰۃ ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا الآیہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو جب تم سفر کرنے لگو تو کوئی حرج نہیں کہ تم نماز قصر کرو ۔ اگر تمہیں خوف ہو کہ کفار تمہیں فتنہ میں ڈالیں گے"۔ تو اب تو لوگوں کو امن حاصل ہوگیا ہے ۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا جس امر پر تمہیں تعجب ہوا مجھے بھی ہوا تھا ۔ لہٰذا میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا ۔ یہ اللہ تعالےٰ کا صدقہ ہے جو اس نے تمہیں عطا کیا سو تم اس کا صدقہ قبول کرو ۔ حضرت امام مالک و حضرت امام شافعی روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن المسیب نے فرمایا جو مسافر چار شب قیام کرنے کی نیت کرے ۔ اُسے چاہیئے کہ اپنی نماز پوری کرے ۔ بعد ازاں حضرت امام شافعی نے وجہ المسئلہ حضرت عمر فاروق کی اس حدیث سے اخذ کی کہ حضرت عمر فاروق نے یہود و نصاریٰ اور مجوسیوں کو مدینہ طیبہ میں تین روز سے زیادہ قیام کرنے کی اجازت نہیں دی ۔ امام بیہقی نے بروایت سالم روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق جب مکہ میں آتے تو دو رکعت نماز پڑھتے اور مقتدیوں سے کہدیتے ہم مسافر ہیں آپ لوگ اپنی

ماز پوری کرلیں امام مالک نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔ ابوبکر بروایت اسود روایت کرتے
یں کہ حضرت عمر فاروق نے مکہ معظمہ میں نماز پڑھائی اور دو رکعت نماز پڑھا کر کہا ہم مسافر ہیں آپ
ل اپنی نماز پوری کرلیں۔

ابوبکر بروایت عبدالرحمن بن ابی لیلےٰ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ نماز
فر۔ نماز جمعہ۔ نماز عیدین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر دو رکعتیں مقرر کیگئی
ں اور یہ تمام غیر قصر ہیں۔ ابوبکر بروایت لجلاج روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت عمر فاروق کے
اتھ سفر کیا کرتے تھے۔ جب آپ سفر کرتے تو تین میل کی مسافت پر نماز قصر کرتے۔احقر
رض کرتا ہے مطلب یہ ہے کہ جب مسافت بعیدہ اور سفر کرتے ہوئے شہر سے تین
کے فاصلے پر پہنچتے تو قصر کرنا شروع کرتے)۔

ابوبکر بروایت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
حضرت صدیق۔ حضرت عمر فاروق۔ اور حضرت عثمان غنی کے پیچھے نماز پڑھی اور کہا کہ
سفر میں نماز فریضہ سے پہلے یا بعد کوئی نماز نہیں لیکن اگر میں نفل پڑھوں تو پورے
ھوں۔ نیز ابوبکر بروایت سالم روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
ر حضرت عمر فاروق سفر میں نماز نفل پڑھتے تھے۔ احقر عرض کرتا ہے کہ ان دونوں
وایتوں میں تطبیق ظاہر ہے کیونکہ روایت اولی سنن روابتہ کے متعلق ہے اور روایت
نی تہجد کے۔)

صلوۃ الجمعہ

بیہقی بروایت ابی ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بحرین سے حضرت عمر فاروق
ی خدمت میں جمعہ کے متعلق لکھا۔ آپ نے بجواب اُس کے لکھا کہ جمعہ پڑھو جہاں
ہیں ہو حضرت امام شافعی فرماتے ہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ تم جس قریہ میں ہو اور اس
ہے آپ کی مراد بدو و جنگل، نہیں ہے۔ ابوبکر بروایت یحییٰ بن ابی کثیر روایت کرتے ہیں
ہ ان سے حدیث بیان کی گئی . . . . کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ خطبہ بمنزلہ دو رکعت
رار دیا گیا ہے جو شخص خطبہ نہ پائے اسے چاہیئے کہ چار رکعت نماز پڑھے احقر عرض
رتا ہے میرا خیال ہے کہ اخیر جملہ "جو شخص خطبہ نہ پائے" یحییٰ بن ابی کثیر کا قول ہے اور
حضرت عمر فاروق کا قول نہیں کیونکہ اس قول پر عمل نہیں کیا گیا اور حضرت عمر فاروق کے
ول کے معنی یہ ہیں کہ خطبہ جمعہ کے لئے شرط ہے کہ بدوں خطبہ جمعہ صحیح نہیں۔ امام مالک و
بوبکر نے قول اللہ تعالےٰ فاسعوا الی ذکر اللہ کو فامضوا الی ذکر اللہ پڑھا۔ احقر عرض کرتا
ہے یعنی اس کی تفسیر کرتے ہوئے کیونکہ قرآن مجید میں یہ الفاظ پائے نہیں جاتے۔ یعنی

سعی سے دوڑنا مراد نہیں بلکہ جمعہ کی طرف جانا مراد ہے۔

امام شافعی بروایت ابی ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق منبر پر خطبہ کہتے اور اُس کے درمیان ایک نشست کا فاصلہ کرتے۔ امام مالک و امام شافعی بروایت سائب روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق و حضرت عمر فاروق کے عہد مبارک میں پہلی اذان اس وقت دی جاتی تھی جب امام نکل کر منبر پر خطبہ کہنے بیٹھتا تھا۔ نیز امام مالک و امام شافعی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق کے زمانہ میں لوگ جمعہ کے دن نماز پڑھا کرتے تھے۔ جب تک کہ حضرت عمر فاروق برآمد ہوتے پھر جب آتے اور منبر پر آجاتے تو موذن اذان کہنے لگتا اور لوگ اس اثنا میں کچھ باتیں کر لیتے اور جب موذن خاموش ہو جاتا اور آپ خطبہ کہنے لگتے تو سب خاموش ہو جاتے اور کوئی کلام نہ کرتا۔ امام شافعی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ایک شخص کو سفر پر آمادہ دیکھا کہ وہ کہہ رہا ہے کہ اگر آج جمعہ نہ ہوتا تو میں سفر کرتا آپ نے فرمایا جاؤ سفر کرو۔ جمعہ سفر سے مانع نہیں۔ امام مالک بروایت ابن شہاب روایت کرتے ہیں کہ جمعہ کا دن تھا جب کہ حضرت عمر فاروق خطبہ کہہ رہے تھے۔ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں سے ایک شخص آئے آپ نے فرمایا آپ کے آنے کا یہ وقت ہے۔ عرض کیا اے امیر المومنین، میں بازار سے آرہا ہوں میں نے اذان کی آواز سنی وضو کے سوا اور کچھ نہ کر سکا۔ فرمایا آپ نے صرف وضو پر اکتفا کیا۔ حالانکہ آپ کو معلوم ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم غسل کا حکم فرماتے تھے۔ (آنے والے شخص حضرت عثمان غنیؓ تھے)

النوافل

امام مالک بروایت زید بن اسلم اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق شب کو نماز تہجد پڑھتے تھے۔ جس قدر پڑھتے تھے۔ یہاں تک کہ آخر شب آپ اپنے گھر والوں کو بیدار کرتے اور یہ آیت تلاوت فرماتے (وأمر اهلك بالصلوٰة واصطبر عليها لا نسئلك رزقاً نحن نرزقك والعاقبة للتقوى) اے پیغمبر حکم کر اپنے اہل کو نماز کا اور قائم رہ اس پر ہم نہیں مانگتے تجھ سے روزی بلکہ ہم روزی دیتے ہیں تجھ کو اور عاقبت پرہیزگاروں کے لئے ہے۔ امام مالک روایت فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق فرمایا کرتے تھے کہ رات کی اور دن کی نماز (نفل) دو رکعتیں ہیں۔ ہر دو رکعتوں پر سلام پھیرنا چاہیئے۔ ابوبکر روایت کرتے ہیں کہ عراق سے ایک وفد حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آیا اور دریافت کیا کہ گھر میں نماز پڑھنا کیسا ہے فرمایا

سوال ایک اور شخص نے بھی کیا تھا جب کہ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا گھر میں نماز پڑھنا گھر کو نورانی کرتا ہے سو تم گھر میں نماز پڑھکر اُسے منور کرو۔

ابو بکر بروایت عباد بن منصور روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے دو زانو بیٹھکر نماز پڑھی۔ امام شافعی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق مسجد میں داخل ہوئے اور ایک رکعت نماز پڑھی کہا گیا آپ نے ایک ہی نماز پڑھی فرمایا یہ نافلہ تھی جو چاہے زیادہ پڑھے اور جو چاہے کم حضرت امام شافعی نے اس سے استدلال کیا ہے کہ تطوعات و نوافل میں امر وسیع ہے چاہے کم پڑھے چاہے زیادہ۔ ابو بکر بروایت حمید بن عبد الرحمن روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ جس کی نماز تہجد کی کچھ قرأت فوت ہو جائے تو چاہیئے کہ نماز فجر و ظہر کے درمیان اُسے پوری کر لے۔ گویا اس نے وہ قرأت شب کو پوری کی۔ ابو بکر بروایت ابراہیم روایت کرتے ہیں کہ حضرت ناپسند کرتے تھے کہ ایک نماز کے بعد ہی پھر ویسی ہی نماز پڑھیں۔

صلوٰۃ الضحیٰ

نماز چاشت

ابو بکر روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر سے کہا گیا۔ آپ نماز چاشت پڑھتے ہیں فرمایا نہیں کہا گیا حضرت عمر فاروق نے پڑھی ہے فرمایا نہیں کہا گیا حضرت صدیق نے فرمایا نہیں کہا گیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں خیال کرتا ہوں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی نہیں پڑھی۔ امام بغوی نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عمر سے جب سوال کیا جاتا نماز چاشت کے متعلق تو فرماتے میں نہ اس کا حکم دیتا ہوں اور نہ اس سے منع کرتا ہوں حضرت عثمان غنی شہید ہو گئے اور میں نہیں سمجھتا کہ ان میں سے کسی نے پڑھی ہو مگر مجھے ان محدثات میں سے زیادہ پسند ہے جو لوگوں نے اب پیدا کر لئے ہیں۔

قیام رمضان

صلوٰۃ التراویح

امام مالک بروایت عبد الرحمن بن عوف روایت کرتے ہیں کہ وہ ماہ رمضان مبارک میں حضرت عمر فاروق کے ساتھ مسجد میں گئے لوگ متفرق طور سے نماز پڑھ رہے تھے حضرت عمر فاروق نے کہا میں چاہتا ہوں کہ لوگوں کو ایک امام کے پیچھے جمع کر دوں۔ چنانچہ

آپ نے ان سب کو حضرت ابی بن کعب کے پیچھے جمع کر دیا جب دوسری شب یہ حضرت عمر فاروق کے ساتھ مسجد گئے تو فرمایا نعمت البدعۃ ھذہٖ اور فرمایا وہ نماز جس لوگ سو جاتے ہیں اس نماز سے افضل ہے. جس کے لئے قیام کرتے ہیں کیو لوگ قیام رمضان اول شب میں کرتے تھے۔

احقر عرض کرتا ہے کہ نعمت البدعۃ ہٰذہٖ کے یہ معنی ہیں کہ یہ بدعت منتجبہ ہے بحیثیت لوگوں کے جمع ہونے کے اور درحقیقت وہ سنت ہے۔ کیونکہ آنحضر صلے اللہ علیہ وسلم نے تراویح پڑھی۔ امام مالک وامام شافعی بروایت سائب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے حضرت ابی بن کعب اور تمیم الداری کو حکم دیا وہ لوگوں کو گیارہ رکعت تراویح پڑھائیں (انہیں گیارہ میں تین رکعت وتر کی بھی شامل ہیں مترجم) نیز امام مالک نے بروایت یزید بن دربان روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق کے زمانہ میں لوگ ترو ایح تئیس رکعت پڑھتے تھے۔ (انہیں میں تین رکعت وتر کی ہیں) ابوبکر بروایت حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا آپ لوگوں کو معلوم ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب قدر کو عشرۂ آخر کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ ابوبکر بروایت حبیب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ رمضان مبارک کی جو شب باقی ہے گزشتہ سے بہتر ہے۔ سائب اور حضرت ابن عباس نے بھی روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی نے قاریوں میں سے تیز پڑھنے والوں کو تیس آیات پڑھنے کا (یعنی ایک رکعت میں) اور متوسط قاری کو پچیس آیات پڑھنے اور دیر سے پڑھنے والوں کو بیس آیات پڑھنے کا حکم دیا۔

صلوۃ العیدین

ابوبکر بروایت عبدالرحمن بن رافع روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق عید میں بارہ تکبیریں کہتے تھے۔ سات پہلی رکعت میں اور پانچ دوسری رکعت میں۔ امام بروایت جعفر بن محمد روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق نے عیدین اور استسقاء میں سات اور پانچ تکبیریں کہیں اور نماز خطبہ سے پہلے پڑھی اور باآواز پڑھی۔ احقر عرض کرتا ہے اہل کوفہ اس طرف ہیں کہ نماز جنازہ کی طرح نماز عیدین میں چار چار تکبیریں ہیں۔ چنانچہ ابو موسیٰ اشعری وغیرہ سے بھی اسی طرح روایت کیا گیا ہے۔ احقر کے نزدیک تطبیق بین الروایتین اس طرح ہے مقصود شرع عیدین کے دن زیادہ تکبیرات کہنا ہے۔ جیسا کہ اللہ

نے سورہ بقر میں فرمایا ہے۔ ولتکبروا اللہ علی ما ہداکم ولعلکم تشکرون۔ اور سورہ حج میں فرمایا ہے
لتکبروا اللہ علی ما ھدٰکم وبشر المومنین، بس جو شخص کہ ہر رکعت میں تین تکبیریں کہتا ہے
مصیب ہے۔ اس لئے کہ زیادتی کی اقل تعداد تین ہے اور جو سات و پانچ تکبیریں کہتا
ہے مصیب ہے۔ وذاکر اللہ اکبر۔
ابوبکر بروایت عبدالملک بن عمیر روایت کرتے ہیں کہ انہیں حدیث بیان کی گئی ہے
حضرت عمر فاروق عیدین میں سبح اسم ربک الاعلےٰ اور ہل اتٰنک حدیث الغاشیہ پڑھا
کرتے تھے۔ احقر عرض کرتا ہے یہ حدیث مرفوع ہے اور حضرت ابن عباسؓ سے
روایت کی ہے۔ امام مالک و امام شافعی نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے ابو
واقد اللیثی سے سوال کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نماز عید الفطر و عید الضحےٰ میں کیا
پڑھا کرتے تھے۔ بیان کیا سورہ قٓ اور اقتربت الساعۃ۔ امام شافعی بروایت ابن عمر
وغیرہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم۔ حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی
اللہ تعالےٰ عنہم نماز عیدین خطبہ سے پہلے پڑھا کرتے تھے۔ ۱۲

صلوٰۃ الاستسقاء والزلزلہ

حضرت امام شافعی بروایت عبداللہ بن عامر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق
نے باراں کے لئے نماز پڑھی نیز امام شافعی بروایت ابن مسیب روایت کیا ہے کہ حضرت
عمر فاروق نے بارش کی دعا کرتے ہوئے زیادہ تر استغفار کیا اور ابوبکر بروایت شعبی روایت
کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق دعائے باراں کرنے کے لئے آئے تو منبر پر چڑھ گئے اور یہ
آیت تلاوت کی استغفروا ربکم انہٗ کان غفاراً یرسل السماء علیکم مدرارا۔
اور منبر سے اتر آئے عرض کیا اے امیر المومنین طلب باراں کی دعا کیجیئے فرمایا میں نے
مجادیح السماء جن کے ذریعہ پانی برستا ہے باراں طلب کی (مجادیح مجدح کی جمع ہے اور وہ
ایک ستارہ کا نام ہے جس کی طرف عرب باراں کو منسوب کرتے تھے۔ اس دعا میں
آپ نے اس ستارے کے ساتھ دعائے استسقاء کو تشبیہ دی (مترجم) احقر عرض
کرتا ہے امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں استسقاء میں نماز مسنون نہیں اور امام شافعی روایت
کرتے ہیں کہ بحدیث عبداللہ بن زید اور بحدیث حضرت ابن عباس ثابت ہوا ہے کہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز استسقاء پڑھی۔ اسی طرح بحدیث جعفر بن محمد روایت
کیا گیا ہے۔ تطبیق بین الروایتین احقر کے نزدیک اس طرح ہے کہ جس شخص نے دعا کی
اور نماز نہیں پڑھی اس نے اصل کو لے لیا اور وہ دعائے استسقاء ہے۔ ایسا ہی حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر فاروق نے کیا اور جس نے نماز پڑھی اور دعا کی اس نے

افضل و اکمل پر عمل کیا۔ کیونکہ دعاء کا نماز کے ساتھ قبول کیا جانا ارجی و اقرب ہے اور یہ بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا ہے۔ حاصل اختلاف کا یہ ہے نماز استسقاء مسنون نہیں بلکہ مستحب ہے چاہے پڑھے چاہے نہ پڑھے مگر پڑھنا افضل ہے۔ اور وجہ عدم مسنونیت یہ ہے کہ فقہاء کے نزدیک مسنون وہ ہے جس پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مداومت کی ہو۔ کما ھو بیّن فی محلہٖ مترجم)

امام شافعی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق کے عہد خلافت میں زلزلہ آیا تو آپ نے نماز پڑھی اور خطبہ اور لوگوں کو توبہ و استغفار اور صدقہ کرنے پر آمادہ کیا۔ ۱۲

کتاب الجنائز

ابو بکر بروایت حسن روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا اپنے موتیٰ کو کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ یاد کرایا کرو۔ کیونکہ وہ دیکھتے ہیں جو تم نہیں دیکھتے اور ان سے کہا جاتا ہے (یعنی فرشتے ان سے سوال کرتے ہیں) نیز ابو بکر بروایت عطاء یا بروایت شخص دیگر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا اپنے موتیٰ کو کلمہ طیبہ تلقین کیا کرو۔ اور جب ان کی روح پرواز کر جائے تو ان کی آنکھیں بند کر دیا کرو۔ بیہقی بروایت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ مسلمان کہیں سے، واپس آ رہے تھے کہ ایک میدان میں مردہ عورت پر سے گزر ہوا جسے ایک شخص نے جس کا کُلیب نام تھا زمین میں چھپا دیا۔ حضرت عمر فاروق منبر پر کھڑے ہوئے اور بیان کیا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ کسی شخص کا اس عورت پر گزر ہوا اور وہ اسے نہ چھپا دیتا تو میں اسے سزا دیتا۔ پھر آپ نے ابن عمر سے پوچھا۔ آپ نے کہا میں نے اُسے نہیں دیکھا پھر فرمایا امید ہے کہ اللہ تعالےٰ کلیب پر رحم کرے گا۔ چنانچہ جس روز حضرت عمر زخمی کئے گئے وہ بھی زخمی کئے گئے ابو بکر بروایت تمیمی الجہنی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ابو موسیٰ اشعری کو لکھا کہ آپ موتیٰ کو ماء السدر و ماء الریحان سے غسل دیں۔

ابو بکر بروایت مسروق روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق کی ایک زوجہ کا انتقال ہوا تو آپ نے فرمایا جب تک یہ زندہ تھیں میں ان کی (خدمت) کے لئے احق و اولیٰ تھا اور اب تم ان کے احق و اولیٰ ہو۔ امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں مجھے ایک شخص نے خبر دی کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا بہ نسبت، شوہر میت کا باپ نماز جنازہ پڑھانے کا زیادہ مستحق ہے راحقر عرض کرتا ہے اس سے امام ابو حنیفہ نے استدلال کیا ہے اور

سی لئے ابراہیم نخعی نے امام شعبی کے اس قول سے کہ شوہر بہ نسبت باپ کے زیادہ مستحق ہے اختلاف کیا ہے)

ابوبکر بروایت نافع اور وہ ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق کو غسل دیا گیا۔ کفن دیا گیا۔ خوشبو لگائی گئی اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ افضل شہدا تھے۔ احقر عرض کرتا ہے حضرت امام ابوحنیفہ کے نزدیک وجہ غسل اس جگہ ارتثاث ہے اور حضرت امام شافعی کے نزدیک معرکہ نہ کیا جانا (ارتثاث اسے کہتے ہیں کہ مجروح معرکہ سے زندہ اٹھا لیا جائے۔ اور اسکی دوا دارو کی جائے یا وہ کچھ کھالے یا نماز کیوقت تک وہ بیہوش نہ رہے اور بہوش وحواس نماز ادا کرے یا کرسکے مترجم) ابوبکر بروایت ابن مغفل روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا تھا کہ مجھے مشک کی خوشبو لگانا بیان کیا گیا ہے کہ مشک کی خوشبو کو آپ نے اس لئے پسند نہیں کیا کہ وہ حیوانی ایک مردہ جزو ہے مگر جمہور علماء کا اس پر عمل نہیں۔ اس لئے کہ شریعت نے جملہ مردہ اجزاء سے اُسے مُستثنیٰ کیا ہے۔ اور مستحسن کہا ہے۔ احقر عرض کرتا ہے۔ حضرت عمر فاروق کے اس سے منع کرنے کی وجہ احقر کے نزدیک یہ معلوم ہوتی۔ ہے کہ مشک کو طیّب وطاہر خوشبو ہے۔ مگر حضرت عمر فاروق نے بوجہ اپنے تورع خاص کے بعد موت اس کا ملا جانا پسند نہیں کیا بوجہ مجتمع ہونے دلیل اباحت اور دلیل حرمت کے۔ اگرچہ دلیل اباحت اقوی ہے۔ باوجود اس کے اقوی ہے۔ باوجود اسکے خوشبوئیں اور بھی بکثرت پائی جاتی ہیں۔ ابوبکر بروایت راشد بن سعد روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ مرد کو تین کپڑوں میں کفن دیا جائے۔ اس سے زیادہ نہیں اور پھر یہ آیت پڑھی (لاتعتدوا ان اللہ لایحب المعتدین) نیز ابوبکر بروایت راشد بن سعد روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا عورت کو پانچ کپڑوں میں کفن دیا جائے۔ کرتہ۔ تہبند اوڑھنی۔ چادر اور چادرا۔ ابوبکر نے بروایت ابن مغفل روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا میرے (یعنی جنازے میں انگیٹھی نہ لے جانا۔ نیز ابوبکر بروایت ابن مغفل روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا میرے جنازے کے ساتھ کوئی عورت نہ جائے۔ ابوبکر بروایت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم۔ حضرت صدیق۔ اور حضرت عمر فاروق کو دیکھا کہ جنازے کے آگے چلتے تھے۔ ابوبکر بروایت یحیٰ بن راشد روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے بوقت وفات فرمایا کہ جب جنازہ اٹھایا جائے تو تیز تیز لے جانا۔

حضرت امام ابوحنیفہ حماد سے وہ ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہیں کہ لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جب تک کہ آپ نے وفات پائی۔ نماز جنازہ میں

چار سے چھ تک تکبیریں کہا کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت صدیق کے عہد خلافت میں پھر جب حضرت عمر فاروق کی خلافت کا زمانہ آیا تو آپ نے فرمایا جب آپ لوگ اختلاف رکھتے ہیں تو بعد کے لوگ بھی اسی طرح اختلاف کرینگے۔ پس چاہیئے کہ ایک بات پر جمع ہو جاؤ تاکہ تمہارے بعد بھی لوگ ایک بات پر جمع رہیں۔ چنانچہ صحابہ کرام نے اس امر پر اتفاق رائے کیا کہ دیکھنا چاہیئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے پہلے آخری جنازہ پر کتنی تکبیریں کہیں۔ اس کو لے لیا جائے۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ آخری جنازے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے چار تکبیریں کہی ہیں۔ بیہقی نے بروایت سعید بن المسیب اور انہوں نے حضرت عمر فاروق سے روایت کیا ہے۔ کہ آپ نے فرمایا کہ جنازے کی تکبیریں چار اور پانچ ہیں۔ مگر ہم نے چار تکبیروں پر اجماع کیا۔ ابوبکر بروایت ابی وائل روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے لوگوں کو جمع کر کے تکبیر جنازے کے متعلق مشورہ کیا۔ تو بعض نے کہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پانچ تکبیریں کہی ہیں بعض نے کہا سات بعض نے کہا چار۔ تو آپ نے چار تکبیروں پر لوگوں کو کر دیا۔ ابوبکر بروایت ابراہیم روایت کرتے ہیں کہ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تکبیر جنازے کے متعلق اختلاف کیا اور پھر چار تکبیروں پر مجتمع ہوگئے ابوبکر بروایت عبد الرحمٰن بن ابزی روایت کرتے ہیں کہ جب زینب بنت جحش کا انتقال ہوا تو حضرت عمر فاروق نے ان کی نماز جنازہ میں تکبیریں کیں اور پھر ازواج نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ انہیں قبر میں کون اتارے تو انہوں نے فرمایا جو شخص انکے سامنے ہوا کرتا تھا۔ (یعنی جس سے ان کا پردہ نہ تھا)

ابوبکر بروایت سعد بن المسیب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نماز جنازہ میں شب کو یہ دعا پڑھتے۔ اللھم امسیٰ عبدک (اور دن کو بجائے) اللھم اصبح عبدک قد تخلیٰ من الدنیا وترکہا لا اھلھا واستغیث وافتقر الیک کان یشھد ان لا الٰہ الا انت وان محمداً عبدک ورسولک فاغفر ذنبہٗ اے پروردگار تیرے اس بندے نے آج شب کو (یا آج دن کو) دنیا کو اس کے اہل کیلئے چھوڑا اے پروردگار تو اس سے مستغنی ہے یہ تیری رجوع کرنے کا محتاج ہوا۔ شہادت دیتا تھا کہ نہیں کوئی معبود بجز تیرے اور کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم تیرے بندے اور نبی تھے سو اے پروردگار تو اس کے گناہ بخشدے ابوبکر بروایت جابر روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یا حضرت صدیق یا حضرت عمر فاروق نے نماز جنازے کی نسبت کسی دعا کی تصریح نہیں کی (احقر عرض کرتا ہے یعنی دعا مقرر نہیں کی) ابوبکر بروایت عروہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت صدیق کی نماز جنازہ مسجد

میں پڑھی گئی امام مالک نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق کی نماز جنازہ مسجد
میں پڑھی گئی۔

ابوبکر بروایت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت
صدیق اور حضرت عمر فاروق کے لئے لحد بنائی گئی۔ ابوبکر بروایت حسن روایت کرتے
ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے وصیت کی کہ آپ کی قبر قد آدم اور وسیع کھودی جائے
ابوبکر بروایت ابو مالک الاشجعی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ جب
میت کو قبر میں داخل کیا جائے تو یہ دعا پڑھے (اللھم اسلمہ الیک الاھل و
المال والعشیرۃ والذنب عظیم فاغفرلہ) ابوبکر بروایت اسمٰعیل بن محمد بن السباق
روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے حضرت صدیق کو شب کو دفن کیا اور
پھر مسجد میں آن کر وتر کی تین رکعتیں پڑھیں۔ ابوبکر بروایت عمرو بن دینار روایت کرتے
ہیں کہ شام میں ایک حاملہ نصرانی عورت مرگئی تو حضرت عمر فاروق نے اُسے مسلمانوں
کے ساتھ دفن کرنے کا حکم کیا بوجہ اس کے کہ اُس کے شکم میں مسلمان کا بچہ تھا ابوبکر
بروایت عامر شعبی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے شام میں ہڈیوں پر نماز
جنازہ پڑھی۔

امام ابوحنیفہ بروایت حماد روایت کرتے ہیں کہ انہیں خبر دی اس شخص نے جس نے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق کا روضہ دیکھا کہ وہ
اونچے تھے اور ان کے چاروں طرف سفید پتھروں کے ٹکڑے لگے ہوئے تھے۔

ابوبکر بروایت ہلال بن یساف روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے منے میں
اونٹ پر خطبہ کہتے ہوئے بیان کیا مردوں کو دشنام نہ دو۔ کیونکہ مُردوں کو دشنام دینا
زندوں کو ایذا پہنچانا ہے۔ ابوبکر اور بخاری وغیرہ بروایت اسود دیلی روایت کرتے ہیں
کہ وہ مدینہ طیبہ گئے۔ اتفاق سے وہاں بیماری واقع ہوئی۔ یہ حضرت عمر فاروق کے
پاس بیٹھے ہوتے تھے کہ وہاں سے ایک جنازہ نکلا اور لوگوں نے اسکی تعریف کی آپ
نے فرمایا وجبت . . . یعنی جنت واجب ہوگئی۔ بعدازاں ایک اور جنازہ
نکلا اور اسکی برائی کی گئی آپ نے فرمایا وجبت ابوالاسود دیلی نے پوچھا کیا واجب
ہوگئی یا امیر المومنین فرمایا میں نے کہا جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ جس مسلمان کے لئے چار شخص بھلائی کی شہادت دیں تو اللہ تعالے اُسے
جنت داخل کرتا ہے ہم نے عرض کیا اگر تین شہادت دیں فرمایا تین کی شہادت
سے بھی عرض کیا اگر دو کی شہادت ہو فرمایا دو کی شہادت سے بھی۔ بعدازاں ہم نے
ایک کی شہادت کے متعلق سوال نہیں کیا۔ ابوبکر بروایت عمرو بن میمون روایت کرتے

ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بد دلی بخل۔ عذاب اور فتنہ صدر (دلمیں بد اعتقادی وغیرہ پیدا ہونے سے) پناہ مانگا کرتے تھے۔ ابوبکر بروایت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نوحہ کرنے سے قبر میں میت کو عذاب کیا جاتا ہے۔ امام بیہقی نے بروایت ابن عباس اسی طرح روایت کیا ہے۔ ابوبکر بروایت نافع روایت کرتے ہیں کہ حضرت حفصہ بوجہ حضرت عمر فاروق کے قرب وفات کے رونے لگیں تو آپ نے فرمایا اے دختر من! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بوجہ میت کے اہل وعیال کے رونے کے میت کو عذاب کیا جاتا ہے۔ ابوبکر بروایت ابی عثمان روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت عمر فاروق کی خدمت میں نعمان بن مقرن کی خبر وفات لے کر آئے۔ تو آپ اپنے سر پر ہاتھ رکھ کر رونے لگے۔ ابوبکر بروایت شفیق روایت کرتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید کی وفات پر جمع ہو کر رونے لگیں تو حضرت عمر فاروق نے فرمایا انہیں کیا ہوا ہے اگر یہ آنسو نہ ٹپکائیں اور آواز بلند نہ کریں۔ ۱۲

کتاب الصیام

بیہقی بروایت ابن ابی لیلے روایت کرتے ہیں کہ ابتدائے اسلام میں قاعدہ تھا جب کوئی شخص روزہ افطار کرتا اور اس کی زوجہ سوجاتی تو پھر وہ اُس کے پاس نہ جا سکتا تھا اور جب کوئی روزہ افطار کرکے بغیر کھانا کھائے سو جاتا تو پھر اس وقت تک نہ کھا سکتا جس وقت کہ اس نے روزہ افطار کیا ہے (یعنی دوسری شب تک) یہاں تک کہ حضرت عمر فاروق اپنی زوجہ کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا میری آنکھ لگ گئی۔ آپ نے فرمایا تم بہانہ کرتی ہو غرض آپ نے مانے اس طرح ایک انصاری نے روزہ افطار کرکے کھانا کھانے کا ارادہ کیا۔ مگر تھیٹا ادا کرتے ان کی آنکھ لگ گئی تو یہ آیت نازل ہوئی۔ احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الی نسائکم ھن لباس لکم وانتم لباس لھن علم اللہ انکم کنتم تختانون انفسکم فتاب علیکم وعفا عنکم فالان باشروھن وابتغوا ما کتب اللہ لکم وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر ثم اتموا الصیام الی اللیل ولا تباشروھن وانتم عاکفون فی المساجد تلک حدود اللہ فلا تقربوھا کذلک یبین اللہ آیاتہ للناس لعلکم یتقون۔ حلال کیا گیا تمہارے لئے روزہ کی شب میں اپنی عورتوں کے پاس جانا وہ تمہارا لباس

ہیں تم ان کا لباس ہو اللہ نے جان لیا کہ تم اپنی جانوں پر خیانت کرنے تھے ۔ اللہ تم
پر توجہ ہوا اور تم سے درگزر کیا ۔ اب تم اپنی عورتوں کے پاس جاؤ اور کھاؤ پیئو
جب تک کہ سیاہ دھاگا سفید دھاگے سے ممیز ہو یعنی فجر (مراد صبح صادق سے
ہے) پھر اپنا روزہ شام تک پورا کرو اور اپنی عورتوں کے پاس نہ جاؤ اور خصوصاً جب
کہ تم مسجدوں اعتکاف کرتے ہو ۔ یہ اللہ کی حدیں ہیں ان سے تجاوز نہ کرو وہ اسی
طرح لوگوں سے اپنی نشانیاں بیان کرتا ہے تاکہ وہ ڈریں) ۔ ابوبکرؓ بروایت ہشیم
وہ مجالد سے وہ شعبی سے وہ حضرت علی مرتضیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ،
خطبہ میں بیان کیا کرتے تھے کہ جب رمضان آئے تو پہلے سے روزہ رکھنا شروع
کیا کرو ۔ جب ہلال دیکھو تب ہی روزہ رکھنا شروع کرو ۔ اور جب دوسرا ہلال دیکھو
تب ہی افطار کرو اور اگر ابر ہو تو تیس روزے پورے کرلو ۔ بیہقی بروایت مجالد وہ شعبی
سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اور حضرت علی مرتضیٰ رمضان کے اس
روزے سے منع کرتے تھے جس میں شک واقع ہو جائے ۔ (یعنی وہ کافی نہیں)
ابوبکر بروایت سوید بن غفلہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق
کو فرماتے سنا ہے کہ مہینہ تیس کا بھی ہوتا ہے اور اُنتیس کا بھی ۔ ابوبکر بروایت
ابی وائل روایت کرتے ہیں کہ ان کو حضرت عمر فاروق نے لکھا کہ بعض چاند بڑے ہوتے
ہیں ۔ اور بعض چھوٹے ۔ پس جب دن تم دیکھ لو تو افطار نہ کرو جب تک دو آدمی شہادت
نہ دیں کہ کل چاند انہوں نے دیکھ لیا ۔ ابوبکر بروایت ابی لیلےٰ روایت کرتے ہیں کہ
حضرت عمر فاروق نے روایت ہلال میں ایک ایک شہادت بھی جائز رکھی
ہے امام شافعی بروایت عاصم بن عمر بن الخطاب روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دن چھپ جائے اور آفتاب غروب ہو جائے تو روزہ
دار روزہ افطار کرے ۔ ابوبکر اور امام بخاری نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے ۔ امام
مالک و امام شافعی بروایت زید بن اسلم روایت کرتے ہیں کہ ایک روز ابر کے دن
حضرت عمر فاروق نے روزہ افطار کیا کیونکہ آپ نے دیکھا کہ آفتاب غروب ہو گیا
ہے اور شام ہو گئی ہے ۔ مگر ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ اے امیرالمومنین آفتاب
تو نظر آگیا فرمایا خیر اس کا تدارک ہو سکتا ہے مگر ہم نے کوشش کرلی ۔ امام مالک
و امام شافعی فرماتے ہیں ۔ اس قسم کے روزے کی قضا کرنی چاہیئے ابوبکر بروایت حنظلہ
روایت کرتے ہیں کہ وہ رمضان کے دنوں میں حضرت عمر فاروق کی خدمت میں حاضر
ہوئے ۔ وقت افطار کے قریب حضرت عمر فاروق کے نزدیک پانی لایا گیا اور بعض
لوگوں نے یہ جانکر کہ آفتاب غروب ہو گیا روزہ افطار کرلیا جب موذن اذان

کہنے کیلئے اوپر چڑھا تو اُس نے کہا اے امیر المومنین واللہ ابھی آفتاب غروب نہیں ہوا - بلکہ نظر آرہا ہے فرمایا ہمیں اللہ نے ہمیں تمہارے شر سے محفوظ رکھ لیا تین دفعہ فرمایا پھر فرمایا جن لوگوں نے روزہ افطار کر لیا ہے انہیں چاہیئے کہ اس کی قضا کریں اور جنہوں نے ابھی روزہ افطار نہیں کیا ہے انہیں چاہیئے کہ اپنا روزہ پورا کریں۔ بیہقی نے اِس حدیث کو کئی طرق سے روایت کیا ہے ۔ اس کے بعد کہا ہے کہ جو شخص اس حدیث کے متعلق کہے کہ روزہ قضا نہ کیا جائے - اس کا قول صحیح و مصاب نہیں - اس لئے کہ ایک امر کی نسبت کئی راویوں کا حدیث کو یاد رکھنا قرین قیاس ہے ابوبکر بروایت حسن روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے سحری کے متعلق فرمایا کہ جب دو شخصوں کو شک ہو تو چاہیئے کہ وہ کھائیں پئیں یہاں تک کہ انہیں یقین ہو جائے کہ صبح ہوگئی - احقر عرض کرتا ہے یہی مطلب ہے (قولِ اللہ تعالےٰ کلوا واشربوا حتیٰ یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر) کا - ۱۲

ابوبکر بروایت جابر بن عبداللہ روایت کرتے کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ میں ایک روز نشاط میں آیا اور میں نے بوسہ لے لیا اور میں روزہ دار تھا - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم روزہ میں کلی کرلو - عرض کیا کوئی حرج نہیں فرمایا تو پھر تردد کی کونسی بات ہے حضرت امام شافعی نے بھی بروایت جابر بن عبداللہ اسی طرح روایت کیا ہے - ابوبکر بروایت سعید بن المسیب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے روزہ دار کو بوسہ لینے سے منع کیا۔

احقر عرض کرتا ہے کہ پہلی حدیث جواز پر اور دوسری کتھی تنزیہ پر دلالت کرتی ہے ابوبکر بروایت عطار روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ جب تک اس امت کے لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے خیر پر رہیں گے - امام شافعی بروایت حمید بن عبدالرحمن روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی نماز مغرب اسوقت پڑھا کرتے تھے جب کہ شب کی تاریکی دیکھ لیتے تھے اور پھر روزہ افطار کرتے تھے - ابوبکر نے بھی بروایت حمید اسی طرح روایت کیا ہے مگر ان کی روایت میں اس طرح ہے کہ وہ روزہ قبل نماز افطار کرتے تھے - ابوبکر بروایت سعید بن المسیب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق امراء امصار کو لکھا کرتے تھے، کہ وہ افطار میں تاخیر نہ کیا کریں اور نماز کا انتظار تاروں کے دکھائی دینے تک نہ کیا کریں - ابوبکر بروایت شعبی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ روزہ اس کا نام نہیں کہ صرف کھانے پینے سے رُکا رہے بلکہ روزہ یہ ہے کہ کذب و دروغ اور جھوٹی قسموں سے بچے - ابوبکر بروایت حضرت ابن عباس اور وہ حضرت

فاروق سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ آپ لوگ جانتے ہیں کہ لیلۃ القدر
ے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُسے عشرۂ آخر رمضان میں تلاش
یں ۔ ابوبکر بروایت زربن جیش روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اور حضرت
یفہ اس میں ذرا شک نہیں کرتے تھے کہ شب قدر رمضان کی ستائیسویں شب
ے ۔ ابوبکر بروایت قیس اور وہ اپنے والد سے اور وہ حضرت عمر فاروق سے روایت
تے ہیں کہ اگر عشرہ ذوالحجہ میں رمضان کے روزے قضا کئے جائیں تو کوئی حرج
ں ابوبکر بروایت قطبہ بن مالک روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے بہت
لوگوں کو اعتکاف میں دیکھا کہ وہ پردوں کے اندر بیٹھے ہوتے تھے فرمایا یہ
ے کیسے ہیں لوگوں نے کہا اکل وشرب سے چھپے ہوئے ہیں فرمایا اچھا جب
نے پینے لگو تو پردے اٹھا ڈالنا ابوبکر بروایت عبید بن مولے بن ازہر روایت
تے ہیں کہ وہ عید کے روز حضرت عمر فاروق کی خدمت میں حاضر تھے ۔ حضرت
فاروق نے پہلے نماز عید پڑھی اور پھر خطبہ کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ
لم نے دونوں عیدوں میں روزہ رکھنے سے منع کیا ۔ عیدالفطر تو افطار کا دن ہے
عید الاضحیٰ قربانیوں کا گوشت کھانے پینے کا ۔ ابوبکر بروایت زیاد بن
یر روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں نے بحالت روزہ دار ہونے کے حضرت
فاروق سے زیادہ مسواک کرنے والا کسی کو نہیں دیکھا ۔ ابوبکر بروایت عبدالرحمن
القاسم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق یوم عاشورہ کا روزہ نہیں رکھا
تے تھے ۔ ابوبکر بروایت ابی بکر بن عبدالرحمن روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق
ے عبدالرحمن بن حارث کو کہلا بھیجا کہ وہ آج سحری کر کے کل صبح روزہ رکھیں (یعنی
ورہ کے دن) ابوبکر بروایت ابی عمرو الشیبانی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر
وق کو معلوم ہوا کہ ایک شخص ہمیشہ روزے رکھا کرتا ہے تو آپ دُرہ لیکر اسے
نے دوڑے ۔ ابوبکر بروایت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اپنی
ت سے دو سال پہلے سے پے در پے روزے رکھا کرتے تھے ۔ ابوبکر بروایت
ح روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ اگر مجھے ندائے موت آئے
یں اُس کے پنجہ میں ہوؤں تو بھی روزہ نہ چھوڑوں گا ۔ ابوبکر بروایت زید بن
ب روایت کرتے ہیں کہ انہیں حضرت عمر فاروق نے لکھا کہ عورت نفلی روزہ
ے شوہر کی بلا اجازت نہ رکھے ۔ ابوبکر بروایت عوف بن مالک الاشجعی روایت
تے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ غیر رمضان میں روزہ رکھنا اور مساکین
ھانا کھلانا رمضان ہی میں روزہ رکھنے اور کھانا کھلانے کے برابر ہے (احقر

عرض کرتا ہے یہ اس شخص کے لئے ہے جو بوجہ عذر شرعی رمضان میں روزہ نہ
سکے اور بلا کسی عذر کے گو تاخیر کرتا ہے یہاں تک کہ دوسرا رمضان گزر جائے
اس پر حضرت امام شافعی کا فتوئے ہے۔ ابوبکر بروایت خرشہ بن حر
روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق ماہ رجب میں روزہ رکھنے والوں
ہتھیلیوں میں لکڑی وغیرہ مارا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے ہاتھ پیا
میں ڈالتے اور کھانے پینے لگتے۔ اور یہ اس لئے کہ اہل جاہلیت اس
کی عظمت کرتے تھے۔ ۱۲

کتاب الزکوٰۃ

زکوٰۃ الابل

اونٹوں کی زکوٰۃ کا بیان

امام مالک روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق کی کتاب پڑھی
جو آپ نے صدقات (زکوٰۃ کے متعلق لکھی تھی۔ اس کتاب میں لکھا ہوا
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (ہذا کتاب الصدقہ) یہ زکوٰۃ کا بیان ہے وہ یہ کہ ۲۴ او
میں یا اس سے کم میں فی پانچ اونٹ ایک بکری ۲۴ سے زیادہ ۳۵ تک ا
بنت مخاص (بچہ مادہ جو دوسرے سال میں لگا ہوا ہو) اگر یہ نہ ہو تو ابن لبو
(بچہ نر جو چوتھے سال میں لگا ہو) ۳۵ سے زیادہ ۴۵ تک بنت لبون (بچہ
جو چوتھے سال میں ہو) ۴۵ سے زیادہ ۶۰ تک ایک حقہ (چار سالہ اونٹنی
نر کے قابل ہو گئی ہو ۶۰ سے ۷۵ تک ایک جذعہ (پنجسالہ اونٹنی) ۹۰ تک دو
دو بنت لبون ۱۲۴ تک، دو حقہ ۱۲۴ سے اوپر فی ۴۰ ایک بنت لبون اور فی ۵۰
حقہ۔ . . . . . اور بکریوں میں ۴۰ سے ۱۲۰ تک ایک بکری دو سو
دو بکریاں تین سو تک تین بکریں۔ اس سے زیادہ فیصدی ایک بکری۔
زکوٰۃ میں وہ بکرا نہ دیا جائے جو جفتی کے لئے رکھا گیا ہو۔ نہ بوڑھا۔ اور نہ عیب
دار بلکہ وہ جو مصدق مانگے زکوٰۃ کی وجہ سے مجتمع بکریوں کو متفرق نہ کیا جائے
نہ متفرق کو جمع کیا جائے اور جو مخلوط ہوں انکی زکوٰۃ بالسویہ لی جائیگی۔ اور چا
میں جب کہ وہ پانچ رداق ہوں (دو صد درہم) تو اس کی زکوٰۃ ربع عشر ۱/۴۰ ہے۔

شافعی نے بھی بروایت انس بن عیاض انہوں نے موسےٰ بن عقبہ اسی انہوں
نافع سے انہوں نے ابن عمر سے روایت کیا ہے جیسا کہ امام مالک نے
یت کیا ہے راقم عرض کرتا ہے کہ اس حدیث کی شرح اور اُس کے متعلق
یت امام ابو حنیفہ اور حضرت امام شافعی کے مذاہب کی تشریح و تفصیل ہم
کتاب مسوّی شرح مؤطا میں کردی ہے۔ من ارادالاطلاع فلیرجع الیہ۔
ابوبکر بروایت حسن روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ابو موسیٰ اشعری کو
کہ جب مال دو سو سے زیادہ ہو تو فی ۴۰ - ایک ایک درہم۔ حضرت امام ابو
یفہ کے نزدیک اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ اگر دو سو پر ۴۰ سے کم مقدار ہو
اس کم مقدار کی زکوٰۃ نہیں لے جائیگی اور امام شافعی کے نزدیک بیان مخرج
بعد مخرج اس کی کسور کا بیان ہے۔ امام مالک و امام شافعی بروایت سفیان
عبداللہ الثقفی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے انہیں مصدق بنا
بھیجا تو یہ اونٹ - بکری کے ان بچوں کا بھی شمار کرتے تھے جو اسیوقت پیدا
ئے ہوں تو لوگ کہنے لگے کہ آپ ان بچوں کا شمار تو کرتے ہیں مگر آپ انہیں
ۃ میں لیتے کیوں نہیں۔ جب یہ حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آئے
پ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا ہاں ہم ان بچوں کا شمار کرینگے جنہیں
اہے اپنے کندھوں پر اٹھا لائیں مگر ہم انہیں لینگے نہیں۔ علاوہ ازیں ہم
، جانور کو بھی نہ لینگے جو کھانے کے لئے پرورش کیا جائے اور بچہ کو دودھ
نے والا جانور بھی نہ لیں گے۔ اور نہ وہ نر جو جفتی کے رکھا گیا ہو۔ بلکہ جذعہ
یہ کو لیں گے۔ جو ردی اور عمدہ کے درمیان وسط ہیں دبکریوں میں جذعہ
ے کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ جب کوئی شخص تمہارے پاس بکریاں
، کر آوے تو انہیں دو حصہ کر لو۔ ایک حصہ میں سے جونسی بکری چاہو
ے لو۔
ابوبکر بروایت مجاہد روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ
ل وغیرہ کی قسم سے سبز چیزوں پر زکوٰۃ نہیں۔ امام شافعی بروایت عمر و بن دینا
یت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ یتامیٰ کے اموال کی تجارت
، کرو تاکہ وہ زکوٰۃ سے کم نہ ہونے پائے۔ ابوبکر بروایت زہری و مکحول
ی اسی طرح روایت کیا گیا ہے۔ امام بیہقی روایت کرتے ہیں کہ حضرت
ر فاروق سے پوچھا گیا کہ کیا غلام مملوک پر زکوٰۃ ہے فرمایا نہیں۔ کہا گیا پھر
ں پر ہے فرمایا اُسکے مالک پر۔ امام شافعی بروایت ابن شہاب روایت کرتے

ہیں کہ حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق زکوٰۃ کو کبھی وعدہ اور اُدھار پر نہیں
تھے۔ خواہ قحط سالی ہو یا ارزانی خواہ جانور موٹے ہوں یا دُبلے۔ کیونکہ آنحضر
صلے اللہ علیہ وسلم زکوٰۃ ہر سال لے لیا کرتے تھے۔ امام شافعی فرماتے ہیں
عمر فاروق سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے سال رمادہ میں زکوٰۃ کو مؤخر کیا
ازاں دوسرے سال مصدق کو بھیج کر دو سال کی زکوٰۃ الگ الگ لے لی۔ مگر
روایت درجہ ثبوت کو نہیں پہنچی۔ امام شافعی روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت
اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں پانی کھینچنے
اونٹ ہوتے تھے۔ مگر مجھے معلوم نہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یا
کے خلفاء میں سے کسی نے اونٹوں کی زکوٰۃ لی ہو۔ اس میں شک نہیں کہ اس
کی ضرورتوں کے لئے لوگوں کے پانچ۔ چھ اور اس سے بھی زیادہ اونٹ وغیرہ
ہیں امام مالک و امام شافعی بروایت سلیمان بن یسار روایت کرتے ہیں کہ اہل
نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح کو گھوڑوں کی زکوٰۃ لینے کے لئے کہا۔ مگر انہ
نے انکار کیا۔ لیکن جب اہل شام نے اصرار کیا تو حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے
حضرت عمر فاروق کو لکھا آپ نے بجواب اُسکے لکھا کہ اچھا۔ اگر وہ دیتے ہیں
لے لو اور پھر انہیں پر خرچ کر دو۔ اور ان کے غلاموں کے وظیفہ بڑھا دو۔ امام
فرماتے ہیں یعنی یہ زکوٰۃ لے کر انہیں کے فقراء پر تقسیم کر دو ابوبکر نے بھی بروا
شعبی اسی طرح روایت کیا ہے اور انہوں نے حضرت عمر فاروق سے امام شافعی
سائب بن یزید روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے حکم دیا کہ گھوڑے کی
میں دو بکریاں یا دس درہم یا بیس درہم لئے جائیں۔ ابوبکر نے روایت کیا ہے کہ
عمر فاروق گھوڑوں کی زکوٰۃ لیا کرتے تھے۔ احقر عرض کرتا ہے جمع بین الروایتین
طریق ہے کہ جب لوگوں نے بخوشی زکوٰۃ خیل دینا شروع کیا کہ وہ ان پر دا
نہ تھی تو آپ نے بھی ان سے زکوٰۃ الخیل قبول کرلی۔ یہی تطبیق ان روایتوں
حضرت امام شافعی نے دی ہے۔

نصاب خمسہ اوساق کے متعلق حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ میں
بعض علماء کو جو نصاب خمسہ اوساق کے قائل نہیں بیان کرتے سنا ہے کہ آنح
صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت صدیق۔ حضرت عمر فاروق۔ حضرت عثمان غنی
حضرت علی مرتضیٰ عہد تک زکوٰۃ وصول کرتے رہے اور ان میں سے کسی
یہ نہیں روایت کیا گیا کہ انہوں نے کہا ہو کہ خمسہ اوساق (دو صد درہم) سے کم
زکوٰۃ نہیں۔ نصاب خمسہ اوساق کو ابو سعید خدری کے سوا اور کسی نے روا

کیا۔ حضرت امام شافعی نے جو کچھ اس کا جواب دیا ہے اس کا خلاصہ یہ
کہ یہ حدیث بروایت ابی سعید خدری و حضرت جابر صحیح ثابت ہوئی ہے
عمرو بن حزم کی کتاب میں موجود ہے۔ لہٰذا اس پر عمل واجب ہوا اور یہ
نہیں کہ ائمہ علماء کے درمیان یہ حدیث ظاہر ہوئی ہو۔ اور انہوں نے اِس
متعلق کچھ گفتگو کی ہو۔ احقر عرض کرتا ہے امام مالک نے حضرت ابو سعید
کی روایت کے مطابق اہل مدینہ کے طریقہ کا ذکر کیا ہے بیہقی نے بروایت
الانصاری روایت کیا ہے کہ کھجور کے ان درختوں کا جو محتاج کو بعاریت
جاتے تھے اندازہ نہیں کرایا کرتے (کہ ان میں کس قدر کھجوریں ہیں)
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہ حضرت صدیق اور نہ حضرت عمر فاروق۔ احقر
کرتا ہے مراد ان سے وہ درخت ہیں جن میں خمسہ اوساق سے کم
ریں ہوتی تھیں۔ عنقریب کتاب البیوع میں ایک حدیث آئے گی جس سے
ے قول کی تصدیق ہوتی ہے۔ حضرت امام شافعی نے اپنے مذہب قدیم
روایت بشیر بن یسار روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق ابو خثیمہ خارص
بھیجا کرتے کہ کھجور کے درختوں کا اندازہ کر آئیں۔ نیز آپ نے انہیں
دے رکھا تھا۔ کہ جب باغ میں کچھ لوگ ہوں تو بمقدار ان کے کھانیکی
ریں چھوڑ دیا کریں۔ بیہقی نے بروایت عثمان بن عطاء الخراسانی روایت کیا
کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا زیتون میں عشر ہے جب روغن زیت پانچ
ق ہو تو اس کا عشر لے لیا جائے۔ (وستی ایک بار شتر یا ۶۰ صالح کا ہوتا
) بیہقی نے بروایت عمرو بن شعیب روایت کیا ہے کہ ایک شخص آنحضرت
اللہ علیہ وسلم کیخدمت میں عشر نحل لے کر آیا اور عرض کیا کہ ایک وادی
سلبہ کہا جاتا ہے اُس کے لئے چھوڑ دیں کہ اس جگہ کا شہد بجز اُسکے
توڑ نہ سکے۔ چنانچہ آپ نے وادی اُس کے لئے چھوڑ دی جب حضرت
فاروق خلافت پر متمکن ہوئے اور سفیان بن وہب نے آپ کو اُسکے
ں سوال کیا تو آپ نے انہیں لکھا کہ اگر یہ شخص عشر ادا کرتے ہوں جیسے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ادا کرتے تھے تو وادی
کے زیر اثر رہے ورنہ نہیں جس کا جی چاہے وہاں سے شہد توڑے۔ احقر
کرتا ہے یہ روایت عشر نحل کے باب میں صاف ہے۔ جس میں کوئی
شتباہ نہیں۔ امام شافعی نے بروایت عمرو بن حماس روایت کیا ہے کہ ان
والد بہت سے چمڑے پیٹھ پر لادے ہوئے حضرت عمر فاروق کے پاس

سے گزرے ۔ آپ نے ان سے کہا تم اس کی زکوٰۃ نہیں دیتے ۔ انہوں نے
اے امیر المومنین بجز اس کے جو میری پشت پر ہے اور بجز چند کھالوں کے
باعث دی جارہی ہیں۔ اور کچھ میرے پاس نہیں ہے ۔ آپ نے فرمایا
یہ بھی تو مال ہی ہے لاؤ اسے میرے سامنے رکھو غرض آپ نے پڑتا ا
معلوم ہوا اس میں زکوٰۃ آتی ہے ۔ لہٰذا آپ نے اس کی زکوٰۃ لے لی ۔
مالک و امام شافعی بروایت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ روایت کرتے ہیں
حضرت عمر فاروق کے سامنے سے ایک صدقہ کی بکری گزری جو نہایت دود
دینے والی تھی اور جس کے تھن بڑے بڑے تھے ۔ آپ نے فرمایا یہ کس
بکری ہے لوگوں نے کہا زکوٰۃ کی آپ نے فرمایا اس کے مالک نے ہرگز ا
بخوشی نہ دیا ہوگا ۔ لوگوں کو تم فتنہ میں نہ ڈالو ۔ لوگوں سے اچھا مال نہ چھینو او
کے کھانے پینے کی چیزوں میں دست اندازی نہ کیا کرد ۔ امام مالک بروایت
بن اسلم وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر فا
کو فرماتے سنا کہ میں نے ایک شخص کو فی سبیل اللہ ایک گھوڑا دیا ۔ جس
وہ پوری خبر گیری نہیں کرتا تھا ۔ اس لئے میں نے چاہا کہ گھوڑا اس ۔
خرید لوں اور مجھے خیال تھا کہ وہ اسے سستے داموں بیچدیگا میں نے آ
صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا فرمایا اُسے نہ خریدنا اگرچہ وہ تمہ
درہم ہی میں کیوں نہ دے دے ۔ کیونکہ صدقہ دے کر لینے والے کی
کتے جیسی ہے ۔ جو قے کرکے پھر کھا لیتا ہے ۔

ابوبکر بروایت عبدالرحمن البلیمانی روایت کرتے ہیں کہ حضرت صدیق رضؓ نے ح
عمر فاروق کو وصیت کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ جو شخص غیر عاملین زکوٰۃ ک
ادا کرے تو اسکی زکوٰۃ قبول نہ کی جائے ۔ کو وہ زکوٰۃ میں ساری دنیا ہی کیو
تصدق کردے ۔ ابوبکر محمد بن سیرین سے روایت کرتے ہیں کہ زکوٰۃ آنحض
صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی جاتی تھی یا جس کے لئے آپ
دیتے تھے ۔ پھر آپ کے بعد حضرت صدیق ۔ حضرت عمر فاروق اور حضرت
غنی کی خدمت میں پیش کی جاتی تھی یا جس کے لئے یہ حکم دیتے ۔ پھر جب
عثمان غنی شہید ہوئے تو لوگوں نے آپس میں اختلاف کیا بعض لوگ زکوٰ
صدقہ کو تفویض کرتے اور بعض خود ہی تقسیم کیا کرتے ۔ الحدیث ۔ ابوبکر برو
عبدالملک بن ابی بکر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ اپنا ز
اور موجودہ مال سب جمع کرو ۔ اور اس سب کی زکوٰۃ دو ۔ نیز ابوبکر روایت

تے ہیں کہ قول اللہ تعالےٰ انما الصدقات للفقراء الایہ کے متعلق فرمایا کہ اس
معذورین اہل کتاب بھی داخل ہیں ۔ ابوبکر بروایت عطاء روایت کرتے ہیں کہ
ت عمر فاروق مذکوۃ میں چاندی وغیرہ کی قسم سے مال و اسباب بھی لے لیتے تھے
ر زکوٰۃ ہی میں اُسے دے دیتے ۔ ابوبکر بروایت عبدالرحمن بن عبدالقاری روایت
ہیں کہ وہ حضرت عمر فاروق کے زمانہ خلافت میں بیت المال پر مقرر تھے جب
ں کے وظائف دینے کا وقت آتا تو آپ تاجروں کے تمام تجارتی نقد و
مار مال کا حساب کرنے اور حاضر و غائب سے زکوٰۃ لے لیتے ۔ ابوبکر بروایت
ن روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق لوگوں کو وظائف دیتے اور اس کی
نہیں لیتے تھے (کیونکہ زکوٰۃ کے لئے یہ ضروری ہے کہ قبضہ و ملکیت پر ایک
گزر جائے) ابوبکر بروایت حسن روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا
جب مال زکوٰۃ اس شخص کے پاس سے جسے زکوٰۃ دی گئی ہو دوسرے
ں کے پاس منتقل ہو جائے تو اُس کے خریدنے میں کوئی مضائقہ نہیں،
بروایت زیاد بن جبیر روایت کرتے ہیں کہ انہیں حضرت عمر فاروق نے
ر وصول کرنے پر مقرر کیا ۔ اور حکم دیا کہ وہ اس کے متعلق خواہ نخواہ تفتیش
یا کریں ۔ نیز ابوبکر بروایت زیاد بن جدیر روایت کرتے ہیں کہ انہیں حضرت
اروق نے سواد بحرین پر مقرر کیا اور منع کیا کہ مسلمانوں سے عشر نہ لیا جائے
عرض کرتا ہے عشر اہل حرب پر ہے ۔ نصف عشر اہل ذمہ پر اور مسلمانوں پر
عشر اور یہی زکوٰۃ ہے ۔ ابوبکر ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں کہ
رت عمر فاروق نے نصاریٰ بنی تغلب سے زکوٰۃ کی دوگنی مقدار پر دو
صلح کی ۔ ابوبکر بروایت حسن روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق کا صاع
ب پیمانہ ہوتا ہے) آٹھ رطل کا تھا ۔ بیہقی نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت
لی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفاءٗ کا صاع پانچ رطل اور دو ثلث رطل
تھا ۔ اور اہل بلاد کا صاع انکے درمیان مشہور و معروف ہے ۔ ابوبکر بروایت شعبی
یت کرتے ہیں کہ ایک لڑکے کو ایک تھیلی دس ہزار کی ملی جسے
حضرت عمر فاروق کی خدمت میں لایا ۔ آپ نے دو ہزار اُس سے خمس
لے لیئے اور باقی اُسے دے دیئے ۔ ۱۲ منہ

کتاب الحج

ابوبکر اپنے شیخ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا جو شخ
خانہ کعبہ کا حج کرنے آئے اور بجز حج کے اس کا اور کچھ ارادہ نہ ہو تو وہ گنا ہوں۔
اس طرح پاک ہو جاتا ہے جس طرح وہ شکم سے نکلا تھا ابوبکر بروایت مج
روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق خانہ کعبہ کے نزدیک بیٹھے ہوئے ت
کہ عراق کے چند حجاج آئے اور خانہ کعبہ کا طواف کیا اور صفا، مروہ کی سعی
حضرت عمر فاروق نے انہیں بلاکر فرمایا کیا حج کے سوا کوئی اور شئے بھی تمہ
یہاں لائی ہے۔ انہوں نے کہا نہیں۔ فرمایا تمہارے اونٹوں کے کھر گھسے گئے
اور ان کی پشتیں زخمی ہوئیں۔ عرض کیا جی ہاں فرمایا اگر ایسا نہیں تو پھر تم ارکان حج ت
کرو۔ ابوبکر بروایت موسےٰ بن سعید روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق ۔
فرمایا کہ حجاج اور عمرہ کرنے والوں سے ملو قبل اس کے کہ وہ گناہوں ۔
ملوث ہوں۔ ابوبکر بروایت مجاہد روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ف
لبقیہ ذی الحجہ۔ محرم۔ صفر۔ اور عشرہ ربیع الاول تک حاجی کو اور جس کے لئے حا
دعائے مغفرت کرے بخشد یا جاتا ہے۔

امام مالک بروایت سعید بن المسیدب روایت کرتے ہیں کہ عمر بن ابی ...
نے ماہ شوال میں حضرت عمر فاروق سے عمرہ کرنے کی اجازت دی اور وہ ...
عمرہ کر کے اپنے گھر واپس چلے گئے۔ اور حج نہیں کیا۔ بیہقی نے روایت کیا۔
کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ (من استطاع الیہ سبیلا) میں سبیل سے
زاد اور مراحلہ مراد ہے۔ ابوبکر بروایت منتہ بنت مجزز روایت کرتے ہیں کہ ا...
نے حضرت عمر فاروق سے سنا کہ اپنی ذریت کو بھی حج کراؤ اور ایسا نہ کرو کہ ان
روزی کھاؤ اور ان کی رسیاں ان کی گردن میں رہنے دو (بیان کیا گیا ہے
ذریت سے یہاں پر عورتیں مراد ہیں) امام بغوی روایت کرتے ہیں کہ حضر
عمر فاروق نے جب کہ آپ نے آخری حج کیا ازواج نبی صلے اللہ علیہ و
کو بھی حج کرنے کی اجازت دی اور حضرت عثمان غنی اور حضرت عبدالرحمن
عوف کو ان کے ہمراہ کر دیا۔ احقر عرض کرتا ہے کہ اس مسئلہ میں اختلاف
ہے کہ عورت غیر محرم کے ساتھ حج کرنے جا سکتی ہے یا نہیں حضرت امام

، اسی روایت سے استدلال کیا ہے کہ عورت کا غیر محرم کے ساتھ حج کے لئے
جائز ہے مگر جب کہ اس عورت کے ساتھ ثقہ عورتیں ہمراہ ہوں۔ غیر مجوزین
ں روایت کا جواب یہ دیتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی اور حضرت عبدالرحمن
عوف کو آپ نے بوجہ تعظیم ازواج نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور بوجہ ان کی محافظت
ہمراہ کیا تھا گو ان کے محارم بھی انکے ساتھ ہی تھے۔ واللہ اعلم
علمہ اتم۔

امام بخاری بروایت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ جب یہ دونو شہر (کوفہ و بصرہ)
ہو گئے تو حضرت عمر فاروق کی خدمت میں اہل نجد آئے اور کہنے لگے کہ اے
ر المومنین ہمارے احرام کی حد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قرن (ایک
ام کا نام ہے) مقرر فرمائی ہے مگر وہ ہمارے راستہ سے بہت دور پڑتا ہے
ر وہاں تک جانا ہمیں شاق گزرتا ہے۔ فرمایا اچھا تم اپنے راستہ کے بالمقابل کوئی
مقام تجویز کرلو۔ لہٰذا آپ نے ان کے احرام کی حد ذات عرق مقرر کی ابو بکر
وایت حسن روایت کرتے ہیں کہ عمران بن حصین نے بصرہ سے احرام باندھا اور
ضرت عمر فاروق کی خدمت میں آپ نے ان پر بہت تشدید کیا اور فرمایا
، لوگ کہیں گے اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم میں سے بعض لوگ شہروں
سے احرام باندھ کر آتے ہیں۔ ابو بکر بروایت مسلم بن سلمان روایت کرتے
ں کہ ایک شخص نے کوفہ سے احرام باندھا۔ حضرت عمر فاروق نے دیکھا
کہ یہ شخص نہایت ہی سیئۃ الهیئت ہے۔ اس لئے آپ نے اُسے پکڑلیا
ر حجاج کے حلقوں میں اُسے پھرانے لگے اور فرماتے جاتے تھے کہ دیکھو
ں شخص نے اپنا کیا حال بنایا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ نے اس پر کشائش کی
ہے۔ احقر عرض کرتا ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ مقتدار کے لئے یہ مکروہ ہے،
ر خصوصًا اس شخص کے لئے جسے احکام احرام فوت ہو جانے کا خوف ہو
و بکر زید بن اسلم سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق
و ذی الحلیفہ میں خوشبو محسوس ہوئی تو آپ نے دریافت کیا کہ یہ خوشبو کس
کے پاس ہے۔ حضرت امیر معاویہ نے کہا میرے پاس ہے آپ نے فرمایا
اللہ تمہارے پاس۔ عرض کیا اے امیر المومنین یہ خوشبو ام حبیبہ نے میرے
لگائی ہے اور مجھے قسم دلادی ہے کہ میں اُسے دھوؤں نہیں۔ فرمایا
یں تمہیں قسم دلاتا ہوں کہ تم واپس جاکر انہیں سے دھلواؤ۔ جسطرح انہوں نے
لگائی وہی اُسے دھو دینگی۔ زید بن اسلم بیان کرتے ہیں کہ چنانچہ حضرت

امیر معاویہ واپس گئے اور وہ خوشبو ان سے دھلا کر واپس آئے ۔ ابوبکر بروایت ا
عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے احرام کیوقت خوشبو پائی اور بہر
تہدید کی ۔ یہ خوشبو حضرت امیر معاویہ کے پاس تھی چنانچہ وہ واپس گئے اور
چادر رکھ آئے ۔ جس میں خوشبو لگی ہوئی تھی ۔ احقر عرض کرتا ہے فقہا نے اس
حدیث کو اخذ نہیں کیا ہے ۔ کیونکہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کی روایت
ثابت ہوا ہے کہ انہوں نے فرمایا گویا کہ میں دیکھ رہی ہوں آنحضرت صلے اللہ
وسلم کی مانگ کی طرف جو خوشبو سے مہکتی ہوتی تھی احرام کے تیسرے دن بعد بخا
ومسلم اس کے راوی ہیں ۔ احقر عرض کرتا ہے کہ ان دونوں میں تطبیق اس طرح ممک
ہے کہ بحالت احرام جسم پر خوشبو لگانا جائز ہے اور کپڑوں پر نہیں اسلئے کہ جس
کا میل کچیل خوشبو کو جلد اڑا دیتا ہے ۔ بخلاف کپڑے کے کہ عرصہ تک خو
اس میں باقی رہتی ہے ۔

ابو بکر بروایت مسور بن مخرمہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق کی
بایں الفاظ تھی ۔ "اللھم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک دائما
لا شریک لک لبیک مرغوبًا ومرھوبًا الیک لبیک ذا نعماء والفضل الحسن
ابوبکر بروایت قاسم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے اہل مکہ سے
فرمایا کہ کیا بات ہے کہ میں تمہیں سر میں تیل ڈالتے دیکھتا ہوں اور حاجیوں کو پرا
ہو اور گرد و غبار آلودہ جب ذی الحجہ کا چاند دیکھو تو احرام باندھ لو ۔ ابوبکر برو
عطاء روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق مکہ معظمہ آئے اور آن کر خانہ کعبہ کا طوا
کیا اور صفا و مروا کے درمیان سعی کی اور پھر احرام کھولدیا ۔ پھر چار پانچ روز
بعد آپ نے حج کا احرام باندھا ۔ اس کے بعد دوبارہ پھر مکہ معظمہ آتے اور بلا
احرام رہے اور اب کی دفعہ یوم ترویہ کو احرام حج باندھا اور منٰے میں اپ
اونٹ بھیجدیا ۔ احقر عرض کرتا ہے ان دونوں روایتوں میں تطبیق اس طرح ممکن
کہ صورت اول اہل مکہ کے لئے مستحب ہے اور صورت دوم غیر اہل مکہ کے لئ
ابوبکر بروایت محمد بن سیرین روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام نے آنحضرت صلے ا
علیہ وسلم کے بعد افراد حج کیا (حج بدوں عمرہ) حالانکہ وہ اور خصوصًا حضرت صد
حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سخت اتبا
کرنے والے تھے ۔ ابو بکر بروایت اسود روایت کرتے ہیں کہ حضرت صدیق ا
حضرت عمر فاروق نے حج بدوں عمرہ کیا ۔ ابوبکر بروایت ابی وائل روایت کرتے
کہ وہ اور ان کے ساتھ ضبی بن معبد حج کے لئے نکلے اور حج اور عمرے دونو کا اح

ما - جب حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آئے تو انہوں نے آپ سے
کا ذکر کیا - آپ نے فرمایا تم نے سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
مطابق کیا - ابوبکر بروایت طاؤس اور وہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت
تے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تمتع کیا اور حضرت صدیق
ت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی نے اور سب سے پہلے حضرت
یہ نے آپکی ممانعت کی - ابوبکر بروایت حضرت ابن عباسؓ روایت
تے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ فرمایا کرتے تھے اگر عمرہ کیا جائے اور پھر
کیا جائے اور پھر عمرہ کیا جائے اور پھر حج کیا جائے تو یہ حج تمتع ہے
مام امام ابو حنیفہ بروایت حماد روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے
سے منع کیا نہ قرآن سے - امام محمد سے فرماتے ہیں یعنی آپ نے افراد
سے منع کیا - امام احمد بن حنبل بروایت ابی سعید روایت کرتے ہیں کہ
رت عمر فاروق نے خطبہ کہا اور بیان فرمایا کہ اللہ تعالےٰ اپنے نبی صلے
علیہ وسلم کو جو کچھ چاہا رخصت دی آپ (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم)
اپنے کام کر گئے سو تم حج اور عمرہ دونوں کرو - جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے حکم
فاتموا الحج والعمرۃ للہ -

امام احمد بن حنبل بروایت حضرت جابر بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق کے ساتھ عمرہ کیا جب
رت عمر فاروق خلافت پر متمکن ہوئے تو آپ نے اپنی اثنائے خلافت
خطبہ کہا اور فرمایا قرآن قرآن ہے - اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے
ل تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سعادت میں دو متعہ تھے متعہ
متعہ نساء (مطلب یہ ہے کہ اب آپ کے بعد وہ دونو مشروع نہیں) امام مالک
بکر بروایت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ حج وعمرہ
فصل کیا کرو - کیونکہ یہ امر تمہارے حج وعمرہ دونوں کو پورا کرنے والا ہے
یئے کہ عمرہ غیر اشہر حج میں لیا جائے -

احقر عرض کرتا ہے اس مسئلہ میں حضرت عمر فاروق سے سخت اختلاف کیا
ہے - احقر کے نزدیک وجہ مناسب یہ ہے کہ ہر ایک کلام کا ایک خاص محل
ہے - حضرت عمر فاروق افراد اختیار کرتے تھے اور تمتع و قرآن کی اجازت
ے تھے - اب رہے حضرت ابن عباس کے اس قول کے معنی کہ آنحضرت صلی
علیہ وسلم نے تمتع کیا - اس کے معنی ذوات اضافہ سے پہلے طواف قدوم کرنے

اور طواف قدوم کے بعد صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے کے ہیں اور حضرت عمر
کے اس قول کے معنی کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے ح
رکھتا تھا۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے زمانہ جاہلیت کے اس عقید
کیا کہ اشہر حج میں عمرہ کرنا افجر فجور ہے اور جو افراد سے حضرت عمر فاروق۔
کیا اس سے ترک طواف قدوم مراد ہے۔ کیونکہ ابوبکر بروایت ابراہیم روایت
ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ضبیؔ بن معبد کو حکم کیا کہ جس جگہ سے وہ قران کرن
مینڈھ ذبح کریں۔ ابوبکر بروایت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق۔
کہ جو شخص اشہر حج میں عمرہ کرے اور پھر ٹھہرا رہے (یعنی حج کے لئے) تو متم
اور اگر واپس چلا جائے۔ تو متمتع نہیں۔ ابوبکر بروایت یحیٰی بن جزار روایت کرتے
حضرت عمر فاروق سے عمرہ کے متعلق سوال کیا گیا۔ اس وقت آپ مکہ
کہ کس مقام سے عمرہ کیا جائے۔ آپ نے فرمایا حضرت علی مرتضیٰ سے
کرو۔ حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا جہاں سے کہ تم نے شروع کیا یعنی
میقات سے یہ شخص پوچھ کر آپ کے پاس آیا۔ آپ نے فرمایا جو کچھ علی
طالب کہتے ہیں۔ اس کے سوا تمہارے لئے اور کچھ گنجائش نہیں پاتا۔ نیز ابوبکر
کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر فاروق سے عمرہ کے متعلق سوال کیا گیا فرمایا وہ نہ کر
تو بہتر ہی ہے۔ احقر عرض کرتا ہے اس کے یہ معنی کہ میقات سے عمرہ کرنا
سے عمرہ کرنے سے افضل ہے اور غیر اشہر حج میں اشہر حج میں عمرہ کرنے
افضل ہے۔

ابوبکر بروایت وہب بن الاجدع روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت
فاروق کو فرماتے سنا کہ جب کوئی شخص حج کے لئے آئے تو خانہ کعبہ کا
کرے اور پھر مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھے۔ امام شافعی بروایت حن
طاؤس روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق کو فرماتے سنا کہ
کرتے تھے کہ طواف کرتے ہوئے زیادہ باتیں نہ کیا کرو۔ کیونکہ اسوقت گو
میں ہوتے ہو۔ امام شافعی بروایت عبداللہ بن ابی یزید روایت کرتے کہ حضر
فاروق نے بھی زہرہ میں ایک شخص سے بنار خانہ کعبہ کے متعلق سوال کیا
بیان کیا کہ قریش نے ارادہ کیا تھا کہ وہ خانہ کعبہ بنائیں مگر وہ نہیں بنا سکے
ہو کر چند پتھر رکھے اور چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا سچ کہتے ہو ابوبکر بروایت
بن عامر بن ربیعہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے مابین الحجرین۔ یعنی
کے مابین سعی کی۔ ابوبکر بروایت بن غفلہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر

د کے پاس ہوئے اور اس کا بوسہ لیا۔ ابوبکر بروایت عابس بن ربیعہ روایت کرتے
کہ حضرت عمر فاروق حجر اسود کے پاس ہوئے اور اس کا بوسہ لیا۔ اور کہا اگر میں
۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو تیرا بوسہ لیتے نہ دیکھا ہوتا تو کبھی تیرا بوسہ نہ لیتا
ر بروایت لیعلی بن امیہ روایت کرتے ہیں کہ ان سے حضرت عمر فاروق نے
یا کہ کیا تم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپ نے حجر اسود
چوما انہوں نے عرض کیا کیوں نہیں دیکھا۔ فرمایا تو پھر آپ کی اتباع نہیں
نی نہیں عرض کیا کیوں نہیں۔

ابوبکر بروایت وہب ابن الاجدع روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق
یا کرتے تھے کہ صفا سے سعی شروع کی جائے۔ اور خانہ کعبہ کے بالمقابل ہو
سات تکبیریں کہی جائیں ہر دو تکبیر کے درمیان حمد و صلوٰۃ کرے اور اپنے لئے
ر اور ایسا ہی مراد پر کرے۔ ابوبکر بروایت بکر روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے
سبیل کے درمیان حضرت عمر فاروق کے ساتھ سعی کی ابوبکر بروایت ہشام بن
رہ وہ اپنے والد سے روایت ہیں کہ حضرت عمر فاروق صفاؔ و مروا کے درمیان بلند
ز پہچانی جاتی۔ ابوبکر بروایت عروہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت صدیق و حضرت
فاروق حج کیلئے احرام باندھے آتے تھے اور قربانی کے دن تک احرام نہیں
ولتے تھے۔ ابوبکر بروایت علقمہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے عرفات
، نماز ظہر و عصر جمع کی اور پھر وقوف کیا۔ ابوبکر بروایت اسود روایت کرتے ہیں
مزدلفہ میں نماز مغرب و عشا جمع کی۔ ابوبکر بروایت ابی عثمان الہندی روایت
تے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق کے ساتھ صرف نماز مغرب پڑھی نہ عشاؔ
حقر عرض کرتا ہے پہلی صورت افضل و مختار ہے اور دوسری بیان جواز کہ اگر کوئی
س نماز جمع نہ کرے اور ہر ایک نماز کو اس کے وقت پر پڑھے تو جائز ہے)
بکر بروایت ابن ابی نجیح اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عمر سے
فہ کے روزے سے سوال کیا گیا تو انہوں نے بیان کیا کہ میں نے آنحضرت صلی
ہ علیہ وسلم۔ حضرت صدیق۔ حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی کے ساتھ
ج کیا۔ مگر نہ آپ نے اور نہ ان میں سے کسی نے روزہ رکھا اور نہ میں رکھتا ہوں۔
اس کا حکم کرتا ہوں۔ اور نہ منع کرتا ہوں۔ امام احمد بن حنبل بروایت عمرو بن میمون
یت کرتے ہیں کہ انہوں نے مزدلفہ میں حضرت عمر فاروق کے ساتھ نماز مغرب
ھی اور پھر وقوف کیا۔ پھر حضرت عمر فاروق نے بیان کیا کہ مشرکین طلوع شمس کے
۔ عرفات سے روانہ ہوا کرتے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کی

مخالفت کی اور قبل طلوع شمس روانہ ہوئے۔

امام مالک بروایت عبداللہ بن دینار وہ ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے عرفہ کے دن خطبہ پڑھا اور لوگوں کو احکام حج تعلیم کئے۔ آپ نے فرمایا کہ جب منیٰ میں آؤ۔ تو جو شخص رمی جمار کرے تو اُس کے لئے حلال وہ تمام چیزیں جو حاجیوں کے لئے حلال نہ تھیں مگر اپنی عورت کے پاس جانا اور لگانا اُسے حلال نہیں ہوا کیونکہ خانہ کعبہ کا جب تک طواف نہ کیا جائے۔ تب تک کے پاس جانا اور خوشبو لگانا جائز نہیں۔ نیز امام مالک کی دوسری روایت میں اس ہے کہ جو شخص رمی جمار کرے اور سر منڈا لے یا بال کتروا لے اور قربانی کر لے اُسکے پاس ہو تو اس کا احرام کھل گیا۔ (راقم عرض کرتا ہے کہ فقہاء نے حضرت فاروق کے اس قول کو کہ جب تک طواف نہ کر لے خوشبو لگانی جائز نہیں ترک ہے کیونکہ بحدیث عائشہ صدیقہ وغیرہا بسند صحیح ثابت ہوا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قبل طواف افاضہ خوشبو لگائی) ابوبکر بروایت ابن اسحٰق روایت کر کہ حضرت عکرمہ سے پوچھا گیا کہ تلبیہ کب منقطع ہوتا ہے تو انہوں نے بیان کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق نے رمی جما تلبیہ کہا۔ ابوبکر بروایت ابراہیم بروایت ابراہیم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر حج کیا کرتے اور جب تک واپس نہ ہوتے قربانی نہیں کیا کرتے تھے ابوبکر بر عمرو بن میمون روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق کے ساتھ دو د کیا۔ ایک دفعہ اس سال جب کہ آپ زخمی کئے گئے ہر دفعہ انہوں نے دیکھ آپ بطن وادی سے رمی جمرۂ عقبہ کیا کرتے تھے۔ ابوبکر بروایت اسود روایت ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے اوپر سے رمی جمرۂ عقبہ کیا۔ یعنی بلند مقام سے (ا کرتا ہے کہ بطن وادی سے رمی جمرہ کرنا مستحب ہے۔ اور بلند مقام پر سے ر عقبہ کرنا جائز ہے) امام مالک بروایت نافع روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے فرمایا کہ جو شخص جوڑا باندھے اسے چاہیئے کہ وہ اپنے بال منڈوا ڈالے ہمیشہ بالوں کو بڑھائے نہ رکھے۔ امام مالک بروایت سعید بن المسیب روایت ہیں کہ جو شخص بالوں کو بل دے یا جوڑا باندھے اسے واجب ہے کہ اپنا سر منڈا لے۔ امام مالک بروایت نافع روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فر کہ کوئی حاجی لیالی منٰے میں عقبہ کے پیچھے شب باشی نہ کرے۔ نیز امام مالک نافع روایت کرتے ہیں کہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق بہت سے کو بھیجا کرتے تھے جو عقبہ کے پیچھے سے منٰے میں داخل ہوتے ابوبکر بروایت

اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ۔ حضرت صدیق
حضرت عمر فاروق رمی جمار تک، پیادہ چل کر جایا کرتے تھے ۔ ابوبکر بروایت سائب
بت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ایک شخص کو دیکھا کہ اپنی عورت کو اونٹ
بٹھائے ہوتے جمرہ عقبہ کی طرف لے جا رہا تھا ۔ آپ اس کی طرف درہ اٹھا کر آئے
منع کیا کہ یہ اپنی عورت کو سوار کرا کر نہ لے جائے ۔ امام مالک روایت کرتے ہیں کہ
یں حدیث پہنچی کہ حضرت عمر فاروق جمرتین پر دیر تک وقوف کرتے تھے ۔ حتےٰ کہ
رے ہونے والوں پر بار گزرتا تھا ۔
ابوبکر بروایت سلیمان بن ربیعہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق
دیکھا کہ آپ جمرہ ثالثہ پر آئے اور وقوف نہیں کیا ۔ امام مالک بروایت یحییٰ بن سعید
وایت کرتے ہیں کہ انہیں حدیث پہنچی کہ حضرت صدیق قربانی کے دن صبح کو دن
ھے نکلے اور تکبیر کہی آپ کے ساتھ لوگوں نے بھی تکبیر کہی ۔ پھر تھوڑی دیر کے
ر دوسری دفعہ نکلے اور تکبیر کہی اور آپ کے ساتھ لوگوں نے بھی تکبیر کہی ۔ پھر زوال
ے آپ نکلے اور تکبیر کہی اور آپ کے ساتھ لوگوں نے بھی تکبیر یہاں تک کہ
بیروں کا سلسلہ بند ہو گیا ۔ اور خانہ کعبہ تک آواز پہنچی ۔ اور لوگوں نے جان
یا کہ آپ رمی جمار کے لئے نکلے ۔
ابوبکر بروایت عطاء روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے چرواہوں
اجازت دی کہ وہ ایام تشریق میں اعلے منا پر شب باشی کریں ۔ ابوبکر بروایت
بداللہ بن مسعود روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے منیٰ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ
سلم حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی ۔ ابوبکر نے
ھی بروایت عمران بن حصین ۔ ابن عمر اور بروایت انس بن مالک اسی طرح روایت کیا
ہے ۔ ابوبکر بروایت عمرو بن شعیب روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے منیٰ
یں نماز جمعہ پڑھی ۔ ابوبکر نے بروایت زہری روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق محصب
یں نماز جمعہ کے لئے ٹھہرے ۔ مگر نماز نہیں پڑھی بلکہ نماز ظہر پڑھی ۔ ابوبکر بروایت
مرو بن دینار روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ۔ حضرت صدیق
ور حضرت عمر فاروق محصب میں ایک ساعت آرام کیا کرتے تھے ۔ امام مالک
بروایت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کوئی حاجی اپنے گھر
اپس نہ جائے جب تک کہ طواف نہ کر لے کیونکہ آخر نسک خانہ کعبہ کا طواف
کرنا ہے ۔ امام مالک بروایت یحییٰ ابن سعید روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق
نے ایک شخص کو مر ظہران سے لوٹایا ۔ کیونکہ اس نے خانہ کعبہ کا طواف نہیں کیا

ابوبکر بروایت عطاء روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے بعد نماز طواف کے
پھر سوار ہو کر ذات طوی پر آئے اور اتر گئے۔ جب آفتاب نکل چکا تو آپ نے
دو رکعت نماز پڑھی اور فرمایا یہ دو رکعتیں دو رکعتوں کے عوض ہیں (یعنی یہ جو طواف
کے بعد نہیں پڑھی تھیں) ابوبکر و ابوداؤد بروایت حارث بن عبداللہ بن اوس اللہ
روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق سے مسئلہ پوچھا کہ عورت طواف
کر کے حائضہ ہو جائے آپ نے فرمایا تو چاہیئے کہ وہ اپنے مناسک کو طواف پر
کرے۔ حارث نے کہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی مجھ سے ایسا ہی
ہے آپ نے فرمایا کیا تم دین کے معاملہ میں شک کرتے ہو اور وہ مجھ سے وہ با
پوچھتے ہو جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھ چکے ہو کہ شاید میں آپ
کچھ مخالفت کردوں۔ ابوبکر بروایت قاسم بن محمد روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے
عورت کے متعلق جو خانہ کعبہ کا طواف کرنے سے پہلے حائضہ ہو جائے بیان
اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو کہتے تھے کہ جب عورت خانہ کعبہ کا طو
کرنے سے پہلے حائضہ ہو جائے تو وہ مناسک حج سے آزاد ہو گئی۔ مگر حضرت
فاروق' اللہ ان پر رحم کرے وہ فرماتے تھے کہ عورت کو چاہیئے کہ آخر مناسک طواف
خانہ کعبہ کو کرے (احقر عرض کرتا ہے اہل علم نے حضرت عمر فاروق کے اس قول
ترک کیا ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک قصہ حضرت صفیہ وغیرہا سے اس
برخلاف ثابت ہوا ہے۔ احقر کے نزدیک بہتر وجہ یہ ہے کہ عورت کے
مسنون ہے کہ خانہ کعبہ کا طواف کرنے تک مکہ معظمہ میں قیام کرے۔ لیکن
کوئی خاص مجبوری ہو تو یہ امر آخر ہے) ابوبکر بروایت ابن عمر روایت کر
ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے منع کیا کہ کوئی محرم زعفرانی یا کسوم کے رنگ
کپڑے میں احرام نہ باندھے۔

امام مالک بروایت ابی الغطفان المری روایت کرتے ہیں کہ ان
والد نے بحالت احرام ایک عورت سے نکاح کیا تو حضرت عمر فاروق نے
کے نکاح کو رد کر دیا۔ ابوبکر بروایت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ وہ بحالت ا
بمقام جحفہ خلیج بحر میں غوطہ لگا رہے تھے حضرت عمر فاروق ہمیں اس حا
میں دیکھ رہے تھے۔ مگر آپ نے ہمارے اس فعل پر کوئی حرف گیر
نہیں کی۔ ابوبکر بروایت حسن روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اس میں
حرج نہیں سمجھتے تھے کہ محرم غیر محرم کے کئے ہوئے شکار کا گوشت کھا
امام ابوحنیفہ بروایت ابی سلمہ وہ ایک شخص سے وہ حضرت ابی ہریرہ

ایت کرتے ہیں ۔ بحرین پر ان کا گذر ہوا تو لوگوں نے ان سے پوچھا کہ جب غیر محرم
کار کرے تو محرم کھائے یا نہیں تو انہوں نے فتویٰ دیا کہ کھالے ۔ اس کے بعد
ہریرہ نے حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آکر اس کا تذکرہ کیا ۔ آپ نے
رمایا ۔ اگر تم اس کے خلاف فتویٰ دیتے تو تم دو شخصوں کے درمیان بھی کبھی
بہ نہ کہہ سکتے ۔ (یعنی میں تمہیں معزول کر دیتا) امام مالک بروایت ربیعہ بن
عبداللہ بن ہدیر روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق کو دیکھا کہ آپ
بحالت احرام بمقام سقیا اپنے اونٹ کی کلّیاں نکال رہے تھے ۔ امام مالک بروایت
ن الزبیر المکی اور اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے کفتار
بجو) مارنے پر (بحالت احرام) ایک بینڈھا ہرن مارنے پر ایک بکری خرگوش مارنے
ایک بکری کا بچہ اور نیولا مارنے پر ایک چار ماہہ ایک بکری کا بچہ قربانی کرنے
فیصلہ کیا ۔ نیز امام مالک بروایت عبدالملک قریر اور وہ محمد بن سیرین سے روایت
کرتے ہیں کہ ایک شخص عمر فاروق کی خدمت میں آیا اور بیان کیا کہ میں نے اور
میرے ساتھی نے ایک بکری کے بچہ کی طرف گھوڑا دوڑایا ۔ مگر ہمارا تیر ایک ہرن
کو جا لگا اور ہم محرم تھے ۔ حضرت عمر فاروق نے عبدالرحمٰن بن عوف سے جو آپ
کے نزدیک بیٹھے ہوئے تھے فرمایا کہو کیا رائے دیتے ہو ۔ غرض آپ نے اور
انہوں نے اس شخص پر ایک اونٹ قربانی کرنے کا حکم کیا ۔ یہ شخص واپس ہوا تو کہنے
لگا کہ یہ امیرالمومنین ہیں لوگوں سے مسئلہ پوچھ کر فیصلہ کرتے ہیں اور خود میرے
مسئلہ کا فیصلہ نہیں کر سکتے ۔ آپ نے اس کا قول سُن کر اس سے پوچھا تو کبھی
سورہ مائدہ بھی پڑھتا ہے ۔ اس نے کہا نہیں ۔ پھر پوچھا تو انہیں بھی جانتا ہے جنہوں
نے میرے ساتھ ہو کر تمہارے معاملہ میں فیصلہ کیا ۔ اس نے کہا نہیں آپ نے
فرمایا اگر تو کہتا کہ میں سورہ مائدہ پڑھا کرتا ہوں تو میں تجھے سزا دیتا ۔ اللہ تعالےٰ سورہ
مائدہ میں فرماتا ہے (یحکم بہ ذوا عدل منکم ھدیا بالغ الکعبہ) یعنی میں نے
اس آیت پر عمل کیا نہ یہ کہ میں نے اس سے مسئلہ پوچھا ۔ اور یہ عبدالرحمٰن
بن عوف ہیں ۔ امام مالک بروایت زید بن اسلم روایت کرتے ہیں کہ ایک
شخص حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آیا ۔ اور عرض کیا اے امیرالمومنین میرے
گھوڑے کی زد سے چند ٹڈیں مر گئیں اور اس وقت کا واقع ہے جب کہ میں
محرم تھا ۔ آپ نے فرمایا ایک قبضہ کھانا کھلا دو ۔

امام مالک بروایت یحییٰ بن سعید روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے
حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آن کر پوچھا کہ بحالت احرام ٹڈی کے مارنے

کا کیا حکم ہے حضرت عمر فاروق نے حضرت کعب احبار سے فرمایا آؤ اس کا جواب دو۔ حضرت کعب نے کہا اسے ایک درہم دینا چاہیئے۔ آپ نے فرمایا کعب تم ایک درہم کہتے ہو میں کہتا ہوں ایک کھجور ایک ٹڈی سے بہتر ہوتی ہے۔ ابوبکر بروایت حکم وہ شیخ اہل مکہ سے روایت کرتے ہیں کہ خانہ کعبہ پر ایک کبوتر بیٹھا ہوا تھا۔ یہ کبوتر آپ کے ہاتھ پر آن بیٹھا۔ آپ نے ہاتھ ہلایا اور وہ اڑگیا اور ایک مکان پر جا بیٹھا۔ وہاں ایک سانپ تھا۔ اس نے اسے کاٹ لیا تو آپ نے اپنے اوپر ایک قربانی کرنے کا حکم کیا۔ ابوبکر بروایت سعید بن المسیب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق کی خلافت میں ایک شخص آیا۔ جس نے تمتع بالحج کیا ہوا تھا۔ اس سے روزہ فوت ہوگیا تھا۔ آپ نے فرمایا بکری قربانی کرو۔ اس نے کہا میرے پاس بکری نہیں آپ نے فرمایا اپنی قوم سے لو۔ اس نے کہا۔ میری قوم میں سے کوئی شخص یہاں موجود نہیں۔ آپ نے اپنے غلام سے فرمایا معیقیب (نام غلام) انہیں ایک بکری دیدو۔ ابوبکر بروایت مجاہد روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ جو شخص تطوعاً خانہ کعبہ ہدیٰ روانہ کرے۔ مگر خود خانہ کعبہ تک نہ جا سکے تو چاہیئے کہ محرم اس ہدیٰ کو قربانی کرے مگر خود اس کا گوشت نہ کھائے۔ ورنہ اُسے بھی قربانی ہوگی۔

ابوبکر بروایت ابی ملیکہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا منیٰ سے لوٹنے کے بعد تین دن سے زیادہ نہ ٹھہرو امام مالک بروایت یحیٰی بن سعید اور وہ سلیمان بن یسار سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو ایوب انصاری حج کے لئے نکلے۔ جب مکہ کے راستہ میں چشمہ نازیہ تک پہنچے تو ان کی سواریاں گم گئیں قربانی کے دن انہوں نے حضرت عمر فاروق سے ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا وہی کرو جو معتمر (عمرہ کرنے والے کو) کرنا چاہیئے۔ پھر جب احرام کھولدو۔ اور آئندہ حج کا موسم آئے تو حج کر لینا۔ اور جو کچھ ہدیٰ (قربانی) میسر ہو خانہ کعبہ بھیجدینا۔ نیز امام مالک بروایت نافع اور وہ سلیمان بن یسار سے روایت کرتے ہیں کہ ہبار بن اسود قربانی کے دن آئے اور حضرت عمر فاروق اپنی ہدی قربانی کر رہے تھے۔ ہبار بن اسود نے بیان کیا یا امیر المومنین ہم دنوں کا شمار بھول گئے۔ ہم خیال کرتے تھے۔ کہ عرفہ کا دن آج ہے آپ نے فرمایا تم اور تمہارے ساتھی مکہ جاکر طواف کریں۔ اور اگر تمہارے ساتھ ہدی ہو تو جاکر اُسے قربانی کرو۔ اور پھر سر منڈوا لو یا بال کترواؤ اور واپس چلے جاؤ۔ پھر جب آئندہ سال حج کا موسم آئے تو حج کرو۔ اور ہدی بھیجو اور جو ہدی نہ پائے وہ تین روزے ایام حج میں رکھ لئے۔ اور سات روزے جب

واپس ہو۔ ابوبکر بروایت عطاء بن السائب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق کسی شخص کو کہتے اور وہ گنگنانے لگتا۔ نیز ابوبکر بروایت اسلم (مولیٰ عمر) سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ایک جنگل سے ایک شخص کی آواز سنی کہ وہ مسافروں کا گیت گا رہا ہے۔ فرمایا یہ مسافر کا توشہ ہے۔

ابوبکر بروایت عبداللہ بن عامر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق کے ساتھ حج کو نکلے تو انہوں نے دیکھا کہ راہ میں آپ نے کہیں خیمہ وغیرہ نہیں نصب کیا۔ یہاں تک کہ واپس آئے۔ کہا گیا کہ پھر آپ کس شئے کے سایہ میں ٹھہرا کرتے تھے انہوں نے کہا کہ درخت پر ایک چمڑا لگا لیتے تھے۔ اور اسی کے سایہ میں ٹھہر جاتے تھے۔

کتاب النکاح

فضیلۃ النکاح

ابوبکر بروایت طاؤس روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ایک شخص سے کہا کہ تمہیں نکاح کرنے سے کوئی شئے مانع نہیں بجز اس کے کہ یا تو تم نکاح کرنے سے عاجز ہو یا فسق و فجور کرتے ہو۔ ابوبکر بروایت ابراہیم بن محمد بن المنتشر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ نکاح کے ذریعہ تمول حاصل کرو۔ امام شافعی روایت کرتے ہیں کہ ہمیں حدیث پہنچی کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ میں اس شخص سے زیادہ کم ہمت کسی کو نہیں پاتا جو آیہ ان یکونوا فقیرا یغنیھم اللہ من فضلہ پڑھنے کے بعد بھی نکاح نہ کرے۔ ابوبکر بروایت ہشام وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ لڑکیوں کو بدشکل وحقیر مردوں سے نکاح کرنے پر مجبور نہ کرو۔ اس لئے کہ وہ بھی وہی چاہتی ہیں جو تم چاہتے ہو۔ ابوبکر بروایت عاصم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ باکرہ عورتوں سے شادی کیا کرو۔ کیونکہ ان کا جسم صاف ہوتا ہے اور وہ حمل جلد قبول کر لیتی ہیں اور تھوڑے پر قناعت کر سکتی ہیں۔ ابوبکر بروایت معاویہ بن قرہ وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کسی شخص یا فرمایا کسی عبد کے لئے ایمان باللہ کے بعد عورت حسنۃ الخلق اور محبت کرنے والی عورت سے بہتر کوئی خیر وبھلائی نہیں۔ اسی طرح کفر کے بعد عورت

بدخلق وتیز زبان سے بدتر کوئی شر نہیں پھر فرمایا کہ بعض عورتیں بہت غنیمت ہیں کوئی عطاء اور کوئی داد و دہش ان کا عوض نہیں ہو سکتی اور بعض عورتیں اس طوق کا حکم رکھتی ہیں جو کسی فدیہ سے جدا نہیں ہو سکتا۔

الکفو

ابوبکر بروایت محمد بن سیرین روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ عادات جاہلیت میں سے اب کوئی عادات باقی نہیں رہی۔ آگاہ ہو جاؤ۔ مجھے اس امر کی پرواہ نہیں کہ میں کس سے نکاح کرتا ہوں اور کس کا کس سے نکاح کرا دیتا ہوں۔ ابوبکر بروایت ابراہیم بن محمد بن طلحہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ اب میں ذی نساب عورتوں کو نکاح نہ کرنے دوں گا مگر ان کے کفو سے (احقر عرض کرتا ہے کہ تطبیق بین الروایتین اس طرح ہے کہ کفاءۃ عورت کا اور اس کے اولیاء کا حق ہے لہٰذا اگر اگر وہ خود ہی اسے کسی دینی مصلحت کے باعث ترک کریں تو محمود و پسندیدہ ہے)

اجازت الولی

ابوبکر بروایت عبد الرحمن بن معبد روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ایک عورت کا نکاح جو اس نے بدوں اجازت ولی کر لیا تھا رد کر دیا۔ ابوبکر بروایت عمرو بن ابی سفیان روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کسی عورت سے نکاح نہ کیا جائے مگر باذن اُس کے ولی کے یا باذن سلطان کے اگرچہ وہ دس نکاح کیوں نہ کرے۔ ابوبکر بروایت طاؤس روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ نکاح بدون اجازت ولی جائز نہیں۔ حضرت عمر فاروق کی خدمت میں ایک حاملہ عورت لائی گئی۔ اس نے بیان کیا کہ فلاں شخص نے مجھ سے نکاح کر لیا ہے۔ اس شخص نے کہا میں نے بہ شہادت اپنی والدہ وہمشیرہ کے اس سے نکاح کیا ہے۔ آپ نے ان دونوں کے درمیان تفریق کرا دی اور حد نہیں ماری اور فرمایا نکاح جائز نہیں مگر باجازت ولی۔ ابوبکر بروایت عکرمہ روایت کرتے ہیں کہ ایک راستہ میں بہت سے مسافر جمع ہو گئے ان میں سے ایک عورت نے اپنی ہی قوم میں سے ایک شخص کو جو اس کا ولی نہ تھا اپنے نکاح کا کام تفویض کیا جس نے اس کا نکاح ایک شخص سے کر دیا۔ حضرت عمر فاروق نے ناکح ومنکح دونو کو دُرّے مارے اور میاں بیوی کے درمیان تفریق کر دی۔ نیز ابوبکر روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نے بدوں اذن ولی اور بدوں شہادت نکاح کر لیا۔ جب حضرت

ر فاروق کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے بجواب اُس کے لکھا کہ اسکو سو دُرے
رے جائیں ۔ اور دیار و امصار میں نامے بھیجے جائیں کہ جو عورت بدوں اذن ولی
کاح کرے وہ بمنزلہ زانیہ کے ہے ۔ امام مالک و امام شافعی بروایت سعید بن المسیب
وایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ عورت سے نکاح نہ کیا جائے مگر
ذن ولی ۔ یا اس کے کنبہ میں کسی اہل الرائے کے اذن سے اور یا باذن سلطان ۔
بکر بروایت ہشام بن عروہ روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نے اپنے لڑکے
سے کہا کہ وہ اس کا نکاح کر دے ۔ لڑکا حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آیا اور
رض کیا آپ نے فرمایا ہاں اس کا نکاح کر دو ۔ واللہ حتمہ بنت ہشام (یعنی میری
ں) اگر مجھ سے کہتیں کہ میں ان کا نکاح ثانی کرادوں تو میں کرادیتا ۔ غرض اس شخص
نے اپنی ماں کا نکاح کر دیا ۔ ابوبکر بروایت ابراہیم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر
اروق نے فرمایا کہ یتیمہ سے (بوقت نکاح) اجازت لی جائے ۔ پھر اگر وہ خاموش رہے
ر اُس کی رضامندی کی دلیل ہے ۔ ۱۲

شہادت النکاح

امام مالک و امام شافعی بروایت ابی الزبیر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق
کی خدمت میں ایک نکاح پیش کیا گیا جس کے شاہد ایک مرد اور ایک عورت تھی آپ
نے فرمایا یہ تو پوشیدہ نکاح ہے میں اسکی اجازت نہیں دیتا ۔ اگر مجھے پہلے سے معلوم
ہوتا میں رجم کرتا ۔ امام شافعی بروایت حسن و سعید بن المسیب روایت کرتے ہیں کہ
حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ نکاح جائز نہیں مگر باجازت ولی اور بشہادت
دو شاہد عادل ۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ حجاج بن ارطاۃ نے جو بروایت عطاؒ
کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے مرد کے ساتھ عورتوں کی شہادت
بھی جائز رکھی ۔ سو یہ خبر منقطع ہے اور حجاج بن ارطاۃ خود بھی
قابل حجت نہیں ۔ ۱۲

اعلان النکاح

ابوبکر بروایت حسن روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے پوشیدہ طور پر ایک
عورت سے نکاح کر لیا تھا ۔ اور اس کے پاس آمد و رفت رکھتا تھا ۔ جب
اُسے ایک ہمسایہ نے آمد و رفت رکھتے دیکھا تو اُسے متہم کیا ۔ دونوں قضیہ
لے کر حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آئے ۔ ہمسایہ نے کہا امیر المومنین ،

یہ شخص میری ایک ہمسائی کے گھر آمدو رفت رکھتا ہے۔ آپ نے اس شخص سے پوچھا کہو کیا کہتے ہو۔ اُس نے کہا میں نے اس عورت سے نکاح کر لیا ہے۔ اور چونکہ قلیل شئے پر کیا ہے۔ اس لئے میں نے اس نکاح کو پوشیدہ رکھا۔ آپ نے فرمایا تم نے اس کے شاہد بھی کر لئے ہیں۔ عرض کیا ہاں۔ اسی کے بعض گھر والوں کو میں نے شاہد کر لیا ہے۔ اس پر آپ نے حد ساقط کی اور فرمایا۔ اعلنوا النکاح وحصّنوا ھذہ الفروج ۱۲۔

ابوبکر بروایت محمد بن سیرین روایت کرتے ہیں کہ انہیں خبر دی گئی کہ حضرت عمر فاروق جہاں کہیں آواز سنتے تو ناراض ہوتے اور پوچھتے یہ کا ہے کی آواز ہے اگر کہا جاتا کہ شادی کا ختنہ ہے تو خاموش ہو جاتے۔ امام بغوی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی کسی دعوت میں مدعو کئے گئے۔ جب دعوت کھا کر واپس آئے تو حضرت عثمان غنی نے فرمایا میں دعوت میں آتو گیا۔ لیکن اگر نہ آتا تو اچھا تھا۔ کیونکہ مجھے خوف ہے کہ یہ دعوت کہیں فخر و مباہات کے کے طور پر نہ کی گئی ہو۔ ۱۲

مہور النساء

ابوبکر و امام بغوی بروایت ابی العجفاء السلمی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ عورتوں کے مہروں میں مبالغہ نہ کیا کرو۔ کیونکہ خواہ بلحاظ دنیوی فخر و مباہات اور خواہ بلحاظ تقویٰ و پرہیز گاری کے اگر یہ امر مستحسن ہو سکتا۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس کے سبب سے احق تھے۔ مگر آپ نے کوئی نکاح نہیں کیا حتےٰ کہ اپنی صاحبزادیوں کا مگر بارہ اوقیہ مہر پر (اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔ تو بارہ اوقیہ کے ۴۸۰ درہم ہوئے) ابوبکر بروایت ابن سیرین روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے اجازت دی کہ مہر دو ہزار تک باندھا جائے۔ امام شافعی محمد بن سیرین سے روایت کرتے ہیں کہ اشعث بن قیس ایک شخص کے ساتھ رہنے لگے اُنھوں نے کسی وقت ان کی عورت کو دیکھ لیا۔ جو انہیں خوش لگی۔ جب اُسکے شوہر نے وفات پائی تو انہوں نے اُسسے نکاح کا پیغام دیا اُس نے کہا میں اپنے قول پر تم سے نکاح کر سکتی ہوں (یعنی مہر وہی ہوگا جو میں کہدوں) مگر بعد از نکاح۔ قبل ازیں کہ وہ مہر کی بابت کچھ کہے انہوں نے اسے طلاق دیدی اور کہا جو کچھ تم چاہو مہر لے لو۔ اس نے کہا میں فلاں فلاں غلام اپنے مہر میں لیتی ہوں انہوں نے کہا ان کے سوا دوسرے غلام لے لو اس نے انکار کیا۔ تو یہ حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آئے اور تین دفعہ عرض کیا یا امیر المومنین میں سخت عاجز آیا ہوں۔ میں ایک

ورت پر فریفتہ ہوا فرمایا یہ تمہارے اختیار سے باہر ہے - عرض کیا میں نے اُس کے
ل پر اُس سے نکاح کر کے قبل ازیں کہ وہ مہر کی تعین کرے اسے طلاق دے دی
رمایا تو وہ ایک مسلمان عورت ہے - امام شافعی فرماتے ہیں یعنی اس کا مہر اتنا ہی
ونا چاہیئے جتنا ایک مسلم کی زوجہ کا - ابوبکر بروایت نخعی اسی طرح روایت کیا ہے بجز
س کے کہ ان کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ اُسے راضی کرلو۔
ر بروایت ابن سیرین ابوبکر نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے اشعث بن قیس سے
رمایا کہ جو مہر ان کی دیگر عورتوں کا ہے وہی اس کا بھی ہے -

امام شافعی بروایت سعید بن المسیب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے
ورت کے حق میں فیصلہ کیا کہ جب کوئی شخص عورت سے نکاح کرے اور اُس
کے ساتھ تخلیہ کرے تو اس کا مہر واجب ہو گیا - امام شافعی اپنے مذہب قدیم
ں حضرت عمر فاروق کے قول پر تھے اور فرماتے تھے کہ حضرت عمر فاروق ہم سے
یادہ کتاب اللہ کو جانتے تھے - نیز امام شافعی فرمایا کرتے تھے کہ یہ امر بعید نہیں
اللہ تعالےٰ نے آیہ کریمہ (لاجناح علیکم ان طلقتم النساء مالم تمسوھن)
ں قبل مس طلاق دینے سے قبل تخلیہ طلاق دینے کا ارادہ کیا ہو - بعد ازاں مذہب
بدید میں حضرت امام شافعی نے اس سے رجوع کر کے ظاہر آیت پر اعتماد کیا اور
ر فرمایا کہ مہر کامل واجب نہیں ہوتا - مگر بعد المس - احقر عرض کرتا ہے - ظاہر آیت
ور حضرت عمر فاروق کے قول کے درمیان تطبیق بایں طریق ممکن ہے کہ جب شوہر و زوجہ
کے درمیان اختلاف واقع ہو زوجہ کہے اس نے مجھے چھوڑا ہے شوہر کہے نہیں -
راب دیکھا جائے گا - اگر ان دونوں کے درمیان تخلیہ ہوا ہے تو قسم لے کر زوجہ
کے قول کی تصدیق کی جائے گی ورنہ شوہر کے قول کی بطن غالب یہی معنی ہیں -
ضرت عمر فاروق کے قول کے - امام مالک و امام شافعی بروایت ابن المسیب روایت
رتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ کسی مجنونہ یا مبروصہ عورت سے نکاح کرے
ور اسے ہاتھ بھی لگالے تو اسے مہر کامل دینا لازم آئیگا - اور اسی قدر عورت کے ولی کو اس
کے شوہر کو تاوان دینا لازم آئے گا - ۱۲

الشروط فی النکاح

ابوبکر بروایت عبد الرحمن بن غنم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا
ہ عورت جو شرط کرے وہ اس کا حق ہے - ایک شخص نے کہا اگر ہم جانے لگیں
رمایا حق شرطیں کرتے وقت طے کئے جا سکتے ہیں - امام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ

ایک شخص نے نکاح کیا اور شرط کی کہ وہ عورت کو باہر نہ لے جائے گا۔ تو حضرت
فاروق یہ شرط ساقط کردی اور فرمایا کہ عورت شوہر کے ساتھ ہے۔ ابوبکر بروایت
زید بن وہب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے انہیں لکھا کہ کوئی اعرابی
سے نکاح نہ کرے کہ دارالہجرت سے اُسکے نکلنے کا سبب ہو۔ احقر عرض کرتا ہے
کہ اوزاعی و امام احمد و اسحٰق روایت اولی کی طرف گئے ہیں۔ پس جب شوہر باہر جا
لگے تو چاہیئے کہ عورت کو طلاق دیدے۔ اور امام ابوحنیفہ و امام شافعی روایت ثانیہ کی طرف
گئے ہیں اور بروئے حدیث مذہب اول کی زیادہ توثیق ہوتی ہے۔

غیر محرم سے تخلیہ کی ممانعت

امام شافعی و امام احمد بن حنبل روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ کوئی
محرم شخص عورت سے تخلیہ نہ کرے۔ کیونکہ تیسرا ان میں شیطان ہوتا ہے۔ ابوبکر بروایت
حمید بن عبد الرحمٰن روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ عورت کے پاس
نہ جاتے مگر وہی شخص جو اس کا محرم ہو کہا گیا اس کا دیور[1] فرمایا وہ تو اسکی موت ہے۔
امام بیہقی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح کو
اما بعد مجھے معلوم ہوا ہے کہ مسلمان عورتوں کے ساتھ اہل کتاب کی عورتیں بھی حمام
کرتی ہیں۔ چاہیئے کہ انہیں منع کیا جائے۔ یا ان دونو کے درمیان پردہ حائل کردیا
کیونکہ کسی مسلمان عورت کو جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہے جائز نہیں
کہ اس کا ستر کوئی غیر ملت کی عورت دیکھے۔ ۱۲

نکاح العبد والامۃ

ابوبکر بروایت سعید بن المسیب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا
غلام حرہ سے نکاح کرے وہ نصف آزاد ہوگیا۔ اور جو آزاد لونڈی سے نکاح کرے
آزادہ ہوگئی۔ ابوبکر بروایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ممانعت کردی کہ
عربی شخص لونڈی سے نکاح نہ کرے۔ ابوبکر بروایت حکم روایت کرتے ہیں کہ اصحاب
رسول اللہ علیہ وسلم نے اس امر پر اجماع کیا کہ مملوک دو عورتوں سے زیادہ
پاس نہ رکھے۔

---

[1] دیور کو عربی میں حمہ کہتے ہیں اور حمہ کے معنی موت کے ہیں۔ مترجم

فی امرأۃٍ غرّت رجلاً بنفسہا و ذکرت انہا حُرّۃ

امام مالک روایت فرماتے ہیں کہ انہیں حدیث پہنچی ایک عورت کے متعلق کہ جس نے
شخص کو یہ دھوکہ دے کر کہ وہ حرّہ ہے نکاح کرلیا۔ اور اس شخص سے اس کے اولاد بھی ہوئی
حضرت عمر فاروق و حضرت عثمان غنی میں سے کسی نے فیصلہ کیا کہ یہ شخص عورت کے مالک کو اس
اولاد کا فدیہ دے جو اس عورت سے ہوئی۔

نکاح الکتابیہ

ابوبکر بروایت شقیق روایت کرتے ہیں کہ حذیفہؓ نے ایک یہودی عورت سے نکاح کیا
حضرت عمر فاروق نے انہیں لکھا کہ اسے علیحدہ کردو۔ انہوں نے بجواب اُس کے لکھا کہ اگر وہ میرے
لئے حرام ہے تو میں اُسے علیحدہ کردوں۔ آپ نے فرمایا میں یہ نہیں کہتا کہ وہ تمہارے لئے
حرام ہے مگر میں ڈرتا ہوں کہ کہیں اس سے مسلمان عورتوں کو نقصان نہ پہنچے۔ امام ابوحنیفہ
حماد سے وہ ابراہیم نخعی سے وہ حذیفہ بن یمان سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے مدائن
جاکر ایک یہودیہ عورت سے نکاح کرلیا۔ حضرت عمر فاروق نے انہیں لکھا کہ وہ اسے علیحدہ کردیں
انہوں نے عرض کیا کہ کیا وہ میرے لئے حرام ہے۔ آپ نے لکھا میں تمہیں قسم دلاتا ہوں کہ تم
قبل ازیں کہ میرا نامہ پڑھ کر رکھو اسے علیحدہ کردو۔ کیونکہ مجھے خوف ہے کہ مسلمان تمہاری تقلید
کرکے اہل ذمہ کی عورتیں پسند کرنے لگیں۔ اس لئے کہ وہ حسین ہیں اس سے اندیشہ ہے کہ
مسلمان فتنہ میں نہ پڑجائیں۔

نکاح المعتدہ

امام شافعیؒ بروایات سعید بن المسیب و سلیمان بن یسار روایت کرتے ہیں کہ طلیحہ اسدیہؓ
رشید الثقفی کے نکاح میں تھیں۔ جب انہوں نے طلاق دے دی تو انہوں نے اپنی عین عدت
میں ہی نکاح ثانی کرلیا۔ آپ نے انہیں اور ان کے زوج ثانی کو مارا اور ان کے درمیان تفریق
کرادی اور فرمایا جو عورت اثنائے عدت میں نکاح کرے۔ پھر اگر اس کا شوہر اس کے پاس
نہ گیا ہو تو ان دونوں کے درمیان تفریق کرادی جائے اور بعد عدت پوری ہوسکنے یہ شخص اُسے پیغام
دے سکتا ہے اور اگر وہ اُسکے پاس جاچکا ہو تو بھی ان دونوں کے درمیان تفریق کرادی جاتے
اور پھر عدت پوری ہونے کے بعد بھی یہ دونو جمع نہیں ہوسکتے سعید بن المسیب فرماتے ہیں مگر
اس شخص کو مہر دینا لازم آئے گا۔ جب کہ یہ اُسکے پاس جاچکا ہے۔ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ
امام شافعی نے بھی اپنے قول قدیم میں بھی فرمایا ہے کہ یہ دونو مجتمع نہیں ہوسکتے۔ اور سفیان ثوری

نے اپنی جامع میں بیان کیا ہے کہ بعد میں حضرت عمر فاروق نے اپنے اس قول سے رجوع کرلیا۔

نکاح المقذوفہ

امام مالک بروایت ابی الزبیر المکی روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کسی شخص کو اپنی ہمشیرہ کا پیغام بھیجا۔ اس شخص نے بجواب اُسکے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ اُس نے فلاں واقع کیا ہے۔ یہ خبر حضرت عمر فاروق کو پہنچی تو آپ نے اُسے مارا یا قریب تھا کہ آپ اُسے مارتے (شک راوی) اور فرمایا کہ صرف خبر پر ہی تم ایسا کرتے ہو۔

نکاح الزانیہ

ابوبکر بروایت طارق بن شہاب روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص سے اپنی دختر کا نکاح کرنا تو اپنے شوہر سے کہا کہ مجھے خوف ہے کہ میری وجہ سے تمہاری بدنامی ہو کیونکہ مجھ سے لغزش ہوگئی ہے۔ یہ شخص حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آیا اور واقعہ بیان کیا آپ نے فرمایا تو کیا وہ تائب نہیں ہوگئی۔ کہا ہاں وہ تائب ہوگئی ہے فرمایا تو پھر کیا ہے اس سے نکاح کرلو۔(احقر عرض کرتا ہے کہ جو لوگ نکاح زانیہ کو جائز سمجھتے ہیں انہوں نے اسی روایت سے تمسک کیا ہے مگر ان کا تمسک کرنا محل کلام ہے۔ کیونکہ محتمل ہے کہ اس کا زنا بہ بینہ ثابت ہو اور نہ اُس کے شوہر ہی نے اسے دیکھا ہو۔ تو اُسکی یہ حالت پوشیدہ رہی۔ تو اصل برأت پائی گئی یہی حالت زانیہ تائبہ کی ہے۔ پس حضرت عمر فاروق کے قول کا محل زاعمین کے زعم کے خلاف موجود ہے اور حدیث نہی کی تاویل یہ ہے کہ منہی عنہ نکاح زانیہ غیر تائبہ کا ہے۔ پھر جب اس نے توبہ کرلی تو التائب من الذنب کمن لا ذنب لہٗ۔ اس کا حکم ہوا۔ ۱۲

نکاح المحرم باطل

امام شافعی بروایت جعفر بن محمد وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اور حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ محرم نہ نکاح کرے اور نہ نکاح کرائے اور اگر نکاح کرے یا کرائے تو اس کا نکاح باطل ہے۔ ۱۲

حکم المفقود

امام مالک بروایت یحییٰ بن سعید بن المسیب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ جس عورت کا شوہر مفقود الخبر ہو اور پتہ نہ لگتا ہو کہ کہاں ہے اُسے چاہیئے کہ چار سال انتظار کرے

پھر چار ماہ دس یوم عدت پوری کرکے دوسرے شخص سے نکاح کرلے ۔ امام مالک فرماتے
۔ ہیں نے ایسے بعض لوگوں کو دیکھا ہے کہ اس قول سے انکار کرتے ہیں جو حضرت عمر
رق کی خدمت ہیں کہا گیا کہ بعد نکاح ثانی جب اس کا شوہر اول واپس آئے تو اُسے اختیار
ول ہے خواہ مہر لے لے اور خواہ اپنی زوجہ کو لے لے ۔ نیز امام مالک فرماتے ہیں کہ مجھے
بات پہنچی حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ جو شخص اپنی زوجہ سے روپوش ہو جائے اور اُسے
ق دیدے اور رجوع بھی کرلے مگر عورت کو طلاق کی خبر ملی اور رجوع کر لینے کی نہیں پھر بعد
گذارنے عدت عورت نکاح ثانی کرلے تو اب اس کا دوسرا شوہر خواہ اُس کے پاس گیا ہو یا
ں شوہر اول اُسے نہیں لے سکتا ۔ ابوبکر بروایت سعید بن المسیب روایت کرتے ہیں کہ حضرت
روق اور حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا کہ جس عورت کا شوہر مفقود الخبر ہو اُسے چاہیئے کہ
سال انتظار کرکے چار ماہ دس یوم عدت گزارے پھر نکاح کرلے ۔ پھر جب وہ واپس
ئے تو خواہ مہر لے لے خواہ اپنی زوجہ کو واپس کرلے ۔ ابوبکر بروایت شعبی روایت کرتے
کہ حضرت عمر فاروق سے مسئلہ پوچھا گیا کہ جو شخص اپنی زوجہ سے روپوش ہو جائے اور
رت کو خبر ملے کہ اس کا شوہر انتقال کر گیا تو وہ نکاح ثانی کرلے ۔ پھر اگر اس کا شوہر واپس
ئے اور خبر غلط نکلے تو شوہر اول کو اختیار ہے خواہ اپنی زوجہ کو واپس کرے خواہ مہر لے
اسے شوہر ثانی کے پاس رہنے دے ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں اصورت ہذا
نکاح ثانی کا مہر عورت کو ملے گا ۔ پھر بعد اخذ مہر شوہر ثانی دونوں کے درمیان تفریق کرادی
ئے اور عورت شوہر اول کو دے دی جائے ۔ احقر عرض کرتا ہے کہ امام شافعی نے اپنے
قول ہیں اسے اخذ نہیں کیا چنانچہ امام مالک کے قول پر تعریض کرتے ہوئے بیان کیا ہے
کیونکہ ہو سکتا ہے کہ بعض اخذ کی جائے اور بعض ترک ۔ احقر کے نزدیک وجہ بہتر یہ ہے
مفقود الخبر کا حال دو وجہ پر مبنی ہے ایک یہ کہ جب اُسنے امساک بالمعروف کو ترک کیا تو
کا فرض تھا کہ وہ عورت کو سلوک کے ساتھ رخصت کرتا ۔ لیکن جب اُسنے بھی اس ہیں
اہی کی تو شریعت (عورت کے حق ہیں) بمنزلہ وکیل کے ہوگی جس طرح قاضی (دائن کی) مدیون نادہندہ
وکالت کرتا ہے ۔ وجہ دوسری یہ ہے کہ مفقود الخبر بظاہر بمنزلہ مردہ کے ہو چکا ہے اور ہمیں
ظاہر حال پر لگانا چاہیئے ۔ وجہ اول پر قول امام مالک صواب ہے کیونکہ مفقود الخبر اور اس کی
بہ کے درمیان تفریق کا حکم ہے ۔ تو اب مفقود الخبر بمنزلہ طلاق دہندہ کے ہوگا ۔ تو اب عورت
کے پاس جا نہیں سکتی مگر عدت کرکے اور وجہ دوم پر مفقود الخبر کا حکم بمنزلہ اس شخص کے ہے
کی عورت کو شوہر کے مرنے کی خبر پہنچی اور وہ عدت کرکے نکاح ثانی کرلے ۔ پھر جب
ود الخبر آموجود ہو تو اب گویا اس کے اور اسکی زوجہ کے درمیان تفریق محض ایک خبر کاذب
دی ۔ لہذا عورت کا دعوے مزعومہ رد کر دیا گیا ۔ ہیں خیال کرتا ہوں کہ حضرت عمر فاروق نے

دونوں باتوں کی گنجائش رکھی ہے۔ جیسے ایک مجتہد کے بعض مواقع پر دو قول ہوتے ہیں
لہٰذا اگر قاضی پہلا حکم اختیار کرلے تو یہ امام مالک کی رائے کے موافق ہوگا۔ اور اگر دوسری
شق اختیار کرے تو معاملہ حضرت عمر فاروقؓ سے جو اکثریت نے روایت کیا ہے۔ اس کے
مطابق ہوگا۔ واللہ اعلم ۱۲ منہ

حکم المجنون والعنیّن

ابوبکر بروایت عمرو بن شعیب روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عبداللہ بن عمر کی کتاب
میں پایا کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا جب مجنون اپنی زوجہ کے ساتھ بازی کرے تو چاہیئے کہ اس
ولی اس کی عورت کو طلاق دے دے۔ نیز ابوبکر بروایت عمرو بن شعیب وہ اپنے والد سے
وہ ان کے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک مجنون کے متعلق حضرت عمر
فاروق کو لکھا کہ اندیشہ ہے کہ وہ اپنی زوجہ کو قتل نہ کرڈالے۔ آپ نے بجواب اس کے تحریر
فرمایا کہ ایک سال تک اُسے مہلت دو کہ اس کا علاج کیا جائے ابوبکر بروایت سعید
حسن روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے عنین کے لئے ایک سال کی
مہلت مقرر کی بعد ازاں اگر وہ عورت کو رکھ سکتا ہو رکھ لے ورنہ ان کے درمیان
تفریق کرادی جائے۔

حکم الحائضہ

ابوبکر بروایت عاصم بن عمر روایت کرتے ہیں کہ چند اہل عراق حضرت عمر فاروق
کی خدمت میں آئے۔ آپ نے ان سے دریافت کیا کہ وہ باذن آئے ہیں۔ انہوں
نے کہا ہاں اس کے بعد انہوں نے آپ سے دریافت کیا کہ جب عورت حائضہ ہو
وہ مرد کے لئے کہاں تک جائز ہے۔ فرمایا تم نے مجھ سے وہ مسئلہ پوچھا جسے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھنے کے بعد مجھ سے آج تک کسی نے نہیں پوچھا۔ پھر فرمایا جو
عورت حائضہ ہوتی ہے اس کا مافوق الازار مرد کے لئے جائز ہے۔ ابوبکر بروایت سلیمان بن یسار
روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق کی خدمت میں ایک خواجہ سرا کا مقدمہ لایا گیا۔ جس نے ایک
عورت سے نکاح کیا تھا۔ اور اُسے اپنی زوجہ ہونے کی خبر نہیں کی تھی۔ آپ نے ان دونوں
درمیان تفریق کرادی۔ ۱۲

الاستبراء

ابوبکر بروایت مکحول روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے زہری سے دریافت کیا کیا آپ

معلوم ہے کہ حضرت عمر فاروق ۔ حضرت ابن مسعود اور حضرت عثمان غنی لونڈی سے ایک
ض تک استبراء کیا کرتے تھے (جدا رہتے تھے) اور امیر معاویہ کہتے تھے دو حیض تک استبراء
رنا چاہیئے ۔ زہری نے فرمایا میں عبادہ بن صامت کو بھی اضافہ کرتا ہوں (یعنی وہ بھی استبراء
یا کرتے تھے) نیز ابوبکر بروایت عبید اللہ بن عبداللہ بن عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت
بدالرحمٰن بن عوف نے جاریہ فروخت کی جس سے وہ ہمبستر ہوا کرتے تھے ۔ مگر قبل استبراء فروخت
) ۔ پھر جس شخص نے اسے خریدا اس کے گھر جاکر اس کا حمل ظاہر ہوا ۔ بعد وضع حمل نزاع
قع ہوا ۔ حضرت عمر فاروق نے عبدالرحمٰن بن عوف سے دریافت کیا کہ تم نے اسے قبل
ستبراء فروخت کیا ہے ۔ انہوں نے کہا ہاں ۔ فرمایا ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا ۔ اس کے بعد
پ نے قیافہ شناسوں کو بلوایا اور بعد معائنہ بچہ عبدالرحمٰن بن عوف کو دلا دیا ۔ ابوبکر
روایت حسن روایت کرتے ہیں کہ جب تستر فتح ہوا ۔ ابو موسیٰ کو بہت سی لونڈیاں ملیں
حضرت عمر فاروق نے انہیں لکھا کہ کوئی شخص ان میں سے کسی کے پاس نہ جائے جب
ک کہ اس کا حمل وضع نہ ہو لے ۔ اولاد مشرکین میں تم اپنا نطفہ شریک نہ کرو ۔ کیونکہ نطفہ
سے نطفہ نمو پاتا ہے ۔ ابوبکر بروایت قبیصلہ بن ذویب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق
نے فرمایا استبراء کرو یا نہ کرو کوئی لونڈی کسی کے بچھونے پر نہ جنے مگر یہ کہ میں مولود اسی کو دیدوں
اجس کے بچھونے پر وہ جنی ہو ۔ ابوبکر بروایت ابراہیم میسرہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق
نے فرمایا کہ جو شخص اپنی لونڈی کا نکاح کر دے پھر اس کا شوہر انتقال کر جائے تو چاہیئے
اس کا مالک اس کے پاس نہ جائے ۔ جب تک کہ یہ نہ دیکھ لے کہ وہ حاملہ تو
نہیں ۔ ابوبکر بروایت شعبی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ جو شخص
یک دفعہ اقرار کرلے کہ یہ مولود اُسی کے نطفہ سے ہے تو پھر اُسے حق نہیں کہ انکار
کر دے ۔ ۱۲

العزل

جماع میں بوقت انزال الگ ہونا

ابوبکر بروایت سعید بن المسیب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اور حضرت صدیق
زل ناپسند کرتے تھے ۔ اور لوگوں کو عزل کرنے سے غسل کا حکم دیتے تھے ۔ امام بروایت
بن عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا لوگوں کا کیا حال ہے کہ لونڈیوں سے وطی کرتے ہیں
ور عزل کرتے ہیں ۔ میرے پاس کوئی لونڈی نہیں آئے گی ۔ مگر یہ کہ جب اس کا آقا اقرار کرے گا
کہ اس لے اُسکے ساتھ وطی کی ہے ۔ میں اُسکے بچہ کو اسی کا ولد قرار دوں گا ۔ پھر اب تم خواہ
عزل کرو یا نہ کرو ۔ ۱۲

ایماولیدولدت

امام مالک بروایت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ جس جار
ہاں اُسکے مالک سے بچہ پیدا ہو جانے تو چاہیے کہ پھر اس جاریہ کو فروخت کرے نہ ہبہ کر
اور نہ میراث میں دے۔ بلکہ اُسے اپنے پاس ہی رکھے پھر جب مالک وفات پاجائے ت
جاریہ آزاد ہے۔ نیز امام مالک روایت کرتے ہیں کہ انہیں حدیث پہنچی کہ حضرت عمر فاروق
خدمت میں ایک جاریہ آئی۔ اُسے اسکے مالک نے اسے آگ سے مارا یا آگ کا
دیا آپ نے اُسے آزاد کردیا احقر عرض کرتا ہے کہ حدیث نبی صلے اللہ علیہ وسلم جو
سند مولا زنباع کے متعلق واقع ہوئی ہے۔ حضرت عمر فاروق کے فعل کی شاہد ہے۔ ب
ازیں اس امر پر عقلی شہادت بھی موجود ہے وہ یہ کہ عبد ملوک دو پہلو رکھتا ہے ایک ج
سے وہ مال کی حیثیت میں ہوتا ہے اور ایک جہت سے ذاتی حیثیت میں حقوق بھی رک
ہے اس حیثیت سے اُسے مکاتبہ کا حق حاصل ہوتا ہے۔ پس اگر اس کا مالک حکم الہی
تجاوز کرے اور اس کی پرواہ نہ کرے مملوک پر جور و ظلم روا رکھے تو اُس کے ذاتی کا پ
اور جہت مالیت مغلوب ہو گئی تو مالک پر ویت واجب ہوئی اور عتق اُس کے قائم
کیا گیا۔ کیونکہ عتق مال کے معارضہ میں واجب ہوتا ہے۔ پس شریعت نے اس مع
میں وہی کہا جو دیت و قصاص میں کہ جب قصاص ممتنع ہوتا ہے تو دیت سے اس کا
کیا جاتا ہے۔ ۱۲)

الولد للفراش

امام شافعی بروایت عبد اللہ بن ابی یزید وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حض
عمر فاروق نے بنی زہرہ میں سے ایک سن رسیدہ شخص کے پاس آدمی بھیجا کہ وہ ان
ولاد جاہلیت کا حال دریافت کریں۔ اس شخص نے بیان کیا کہ ولاد کا طریقہ یہ تھا کہ
کسی کا ہوتا اور کسی کے گھر پیدا ہوتا آپ نے فرمایا سچ کہا۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ
نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ الولد للفراش کہ ولد صاحب فراش کا ہے۔ (زمانہ جاہلیت میں ع
کی عادت تھی کہ وہ نڈیوں پر محصول لگا کر بٹھا دیتے ان کے پاس لوگ آتے جاتے
کہ بعض سادات عرب بھی ایسا ہی کرتے۔ پھر ان میں سے جو اقرار کر لیتا مولود اُسے
جاتا اور جن میں نزاع واقع ہوتی اُن کا فیصلہ قیافہ شناس کیا کرتے مترجم)

جمع الام وابنتہا من ملک یمین

ابوبکر بروایت عبید اللہ بن عبد اللہ اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرفاروق سے مسئلہ پوچھا گیا کہ جب ماں بیٹی ملک میں ہوں تو کیا مالک ان دونوں سے جماع کرسکتا ہے ۔ فرمایا میں اسکی اجازت نہیں دے سکتا ۔ ابوبکر بروایت ابی نضرہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آیا اور بیان کیا کہ میری ایک کنیزہ کے ساتھ اسکی بیٹی بھی ہے اور دونوں مجھے پسند ہیں ۔ کیا میں ان دونوں کو اپنے پاس رکھ سکتا ہوں فرمایا ایک آیت سے اس کی حلت ہوتی ہے اور ایک سے حرمت مگر میں اس فعل کے قریب نہیں بھٹک سکتا ۔ احقر عرض کرتا ہے کہ امام بغوی نے اس سے اختلاف کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ آیہ کریمہ وان تجمعو بین الاختین اس حکم میں آیہ کریمہ او ما ملکت ایمانکم سے خاص ہے ۔ اس لئے کہ آیت اولیٰ محرمات کے بیان میں ہے اور آیت ثانیہ حسن معاملہ کے بیان میں احقر کے نزدیک حضرت عمرفاروق کے قول کی معقول وجہ یہ ہے کہ آیہ کریمہ وان تجمعوا بین الاختین الا ما قد سلف منکوحات کے بیان میں ہے اور جمع بین الاختین سے جمع بالنکاح مراد ہے کیونکہ یہ تو بالیقین معلوم ہے کہ ان دونوں کا بلدن وطئ گھر میں رکھنا اور ملکیت میں رہنے دینا حرام نہیں پس ضروری ہوا کہ سیاق آیت میں نہیں جمع کی کوئی حد ہو اور وہ جمع بالنکاح ہے اور آیہ کریمہ والذین ھم لفروجھم حافظون الا علی ازواجھم اوما ملکت ایمانھم میں بیان حلت ہے پس بطریق جلی اماء کو منکوحات پر قیاس کیا جائے تو وہ جمع وعدم کے معاملہ میں اجراء کے تابع ہوں گی اور اگر اماء منکوحات پر قیاس نہ کیا جائے تو وہ آیہ کریمہ والذین ھم لفروجھم حافظون الا علی ازواجھم اوما ملکت ایمانھم کے تحت میں داخل ہو کر ان کا حکم ہوگا ۔ یہی مقصود تھا ۔ حضرت عمرفاروق رضؓ کا واللہ اعلم وعلمہ اتم ۔

الجمع بین الاختین والمرأۃ مع خالتہا

ابوبکر روایت کرتے ہیں کہ بنی تمیم میں سے ایک شخص نے زمانہ جاہلیت سے ہی دو بہنوں کو جمع کر رکھا تھا ۔ اور ان کے درمیان تفریق نہیں کی تھی جب حضرت عمرفاروق کی خلافت کا زمانہ آیا اور آپ سے اس کا حال بیان کیا ۔ تو آپ نے اسے کہلا بھیجا کہ دونوں بہنوں میں سے ایک کو رکھ لو اور ایک کو علیحدہ کر دو ورنہ میں تمہاری گردن مروا دوں گا ۔ ابوبکر بروایت عمرو بن شعیب وہ اپنے والد سے وہ ان کے دادا

سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے خالہ بھانجی کو نکاح میں جمع کیا تھا۔ تو حضرت عمر فاروق نے اسے درے لگائے اور ان دونوں کے درمیان تفریق کرادی۔

کفارۃ الظہار

امام مالک بروایت قاسم بن محمد روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی مخطوبہ کو کہا کہ اگر وہ اُسکے ساتھ نکاح کرے تو وہ اُسکے لئے بمنزلہ اُسکی ماں کی پشت کے ہے حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ اب اگر وہ اس سے نکاح کرے تو جب تک کہ وہ کفارہ ظہار ادا نہ کرے تب تک اُس کے پاس نہ جائے۔

قولہ ہی علی حرامٌ

ابوبکر بروایت منہال روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے دو طلاقیں دیکر کہا انت علی حرام۔ تو مجھ پر حرام ہے۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا وہ اس سے حرام نہیں ہو سکتی۔ نیز ابوبکر بروایت ضحاک روایت کرتے ہیں کہ حضرت صدیق۔ حضرت عمر فاروق اور حضرت ابن مسعود نے فرمایا کہ جو شخص اپنی زوجہ سے کہے انت علی حرامٌ تو وہ اِس سے حرام نہیں ہو جاتی بلکہ اُسے کفارۃ یمین ادا کرنا چاہیئے۔

الایلاء

عورت کے پاس جانے کی قسم کھالینا

امام شافعی بروایت ابن المسیب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص چار مہینہ تک اپنی زوجہ کے پاس جانے سے رُکا رہے یعنی بطریق ایلا تو یہ ایک طلاق ہوئی اسلئے چاہیئے کہ عدت کے اندر ہی اندر بہت جلد اس سے رجوع کرلے۔

حرمتہ المتعہ

ابوبکر بروایت سعید بن المسیب روایت کرتے ہیں کہ وہ کہا کرتے تھے اللہ عمر پر رحمت نازل کرے اگر متعہ سے منع نہ کرتے تو علانیہ زنا ہوا کرتا۔ امام مالک و امام شافعی بروایت عروہ وہ خولہ بنت حکیم سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آئیں اور بیان کیا کہ ربیعہ بن امیہ نے ایک مولدہ عورت سے متعہ

ہے اور وہ حاملہ ہوگئی ہے آپ یہ سُنکر آپ اپنی چادر کھینچتے ہوئے نکلے اور یہ فرمایا کہ یہ
ہے اگر مجھے پہلے سے علم ہوتا تو رجم کرتا ۔ ۱۲
امام شافعی بروایت ابن سیرین روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو
طلاقیں دے دیں ۔ ایک مسکین اعرابی مسجد الحرام کے دروازے پر بیٹھا کرتا تھا
ت اُس کے پاس آئی اور کہا کیا تو ایسا کرتا ہے کہ ایک رات کے لئے مجھ سے
ح کرلے اور صبح علیحدہ ہوجائے ۔ اعرابی نے کہا ہاں چنانچہ شب کو یہ عورت
پاس رہا ۔ اُس نے اعرابی سے کہا کہ صبح لوگ تجھ سے کہیں گے تو اسے چھوڑ دے
ہرگز نہ چھوڑنا ۔ میں تیرے اخراجات کی کفیل بنوں گی صبح ہوتے ہی تو حضرت
فاروق کے پاس جانا ۔ جب صبح ہوئی تو لوگ اُس عورت کے پاس آئے ۔ عورت
کہا تم اس اعرابی کیوجہ سے آئے ہو ۔ اس سے گفتگو کرو ۔ اعرابی نے اُس کے
ڑنے سے انکار کیا اور حضرت عمر فاروق کی خدمت میں جاکر واقعہ بیان کیا آپ
فرمایا ہرگز نہ چھوڑنا اگر یہ لوگ تجھے کچھ شک وشبہ میں ڈالیں تو تو میرے پاس آنا
کے بعد ایک عورت کو جوان کی تفریق کے معاملہ میں کوشش کرتی تھی سزا
بعدازاں یہ اعرابی آپ کی خدمت میں آمدورفت رکھنے لگا آپ اُسے اچھے حال میں
کر فرماتے الحمدللہ کہ اللہ تعالےٰ نے تمہیں خوشحال کردیا ۔ امام شافعی نے بھی بروایت
ہد اسی طرح روایت کیا ہے ۔

حدالزّناء

ابوبکر روایت کرتے ہیں کہ ایک غلام نے ایک جاریہ سے بدکاری کی جاریہ
حمل ظاہر ہوا ۔ واقعہ حضرت عمر فاروق کی خدمت میں پہنچایا گیا ۔ اند
نوں نے اس کا اعتراف بھی کیا آپ نے دونوں کو حد ماری ۔ بعد
ں آپ نے تحریص دلائی کہ دونو آپس میں نکاح کرلیں ۔ مگر غلام نے
کار کیا ۔

حرمۃ المصاہرہ

امام مالک روایت فرماتے ہیں کہ انہیں حدیث پہنچی کہ حضرت عمر فاروق نے
پنے فرزند کو ایک جاریہ ہبہ کی اور فرمایا کہ اسے ہاتھ نہ لگانا کیونکہ میں اسے
ہنہ کرچکا ہوں ۔ امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ شرم گاہ کو دیکھنے سے حرمت مصاہرۃ
م ہوجاتی ہے ۔ اور امام شافعی فرماتے ہیں نہیں ۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ بعید نہیں

کہ برہنہ کرنے سے جماع مراد ہے کیونکہ اہل تہذیب و مروت جماع کو اسی قسم
الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں۔

الرضاعۃ

ابوبکر بروایت حسن روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ فصال
دودھ چھڑانے کے بعد رضاعت جائز نہیں ۔ امام مالک و امام شافعی بروایت
عمر روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آیا اور
کیا کہ میری ایک جاریہ ہے جس سے میں ہمبستر ہوا کرتا ہوں (اب) میری عورت
اسے اپنا دودھ پلا دیا ۔ بعد ازاں جب میں اُس جاریہ کے پاس گیا تو وہ کہنے
کہ الگ رہو میں تمہاری عورت کا دودھ پی چکی ہوں ۔ فرمایا اپنی عو
کو مارو اور اپنی جاریہ کے پاس جاؤ کیونکہ رضاعت محرمہ رضا
صغیرہ ہے ۔

الطلاق

تاویل التطلیقات الثلث

امام شافعی نے بروایت طاؤس روایت کیا ہے کہ ابو الصہباء نے حضرت
عباس نے کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک اور حضرت صد
اور تین سال حضرت عمر فاروق کی خلافت میں تین طلاقیں ایک ہی طلاق سمجھی جا
تھیں ۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا ہاں ایک ہی طلاق سمجھی جاتی تھیں ۔ مسلم نے بر
طاؤس انہوں نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ حضرت صدیق اور دو
حضرت عمر فاروق کے عہد خلافت میں طلاق ثلاث ایک ہی طلاق سمجھی جاتی تھیں
اسکے بعد حضرت عمر فاروق نے فرمایا لوگوں نے جلدی کی جس امر میں انہیں رخصت
تھی ۔ کاش ہم انہیں اسی رخصت پر رہنے دیتے ۔

احقر عرض کرتا ہے اس حدیث پر ایک قوی اعتراض یہ واقع ہوتا ہے کہ
وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ و بعد انقطاع وحی فسخ تو ممکن نہیں پھر یہ کیونکر
کہ طلاق ثلاث تین طلاق شمار کی جانے لگیں جب کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و
کے عہد مبارک میں ان سے ایک طلاق شمار کی جاتی تھی ۔ امام بغوی نے ا
متعلق اہل علم کے تین قول نقل کئے ہیں ۔ اول یہ کہ شوہر کا اپنی زوجہ سے تین
یہ کہنا کہ تجھے طلاق ہے ۔ تجھے طلاق ہے ۔ تجھے طلاق ہے ۔ اگر اس سے

مراد طلاق واحد ہے اور تین دفعہ اس سے محض تاکید کی غرض سے کہا ہے تو طلاق واحد ہی واقع ہو گی اور اگر اس سے اسکی مراد تاکید نہیں بلکہ ہر طلاق سے ایک ایک طلاق مراد ہے تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں لوگوں کا یہی حال تھا کہ وہ تین دفعہ کہنے سے ایک ہی طلاق مراد لیتے تھے۔ جب حضرت عمر فاروق نے اپنے زمانہ میں منکر امور دیکھے تو آپ نے تین دفعہ کہنے سے تین طلاق پڑنی لازم کر دیں۔ دوسرا قول یہ کہ تین دفعہ طلاق کے لفظ کہنا انت طالق ثلثا لفظ واحد کے معنی میں ہے حضرت عبداللہ بن عباس اس طرف گئے ہیں کہ یہ طلاق واحد ہے اور حضرت عمر فاروق اور جمہور اہل علم کا قول ہے کہ اس سے بھی تین طلاقیں واقع ہوتی ہیں تیسرا قول یہ ہے کہ وہ انت طالق کے معنی میں ہے (یعنی تو مجھ سے بالکل الگ تھلگ ہو گئی) حضرت عمر فاروق ایک سے طلاق شمار کرتے تھے۔ جب لوگ کثرت سے طلاق دینے لگے تو آپ نے اُسے بھی تین طلاقیں پڑنی لازم کر دیں۔

احقر کے نزدیک بہتر وجہ یہ ہے کہ قول اللہ تعالے الطلاق مرتان دو وجہوں محتمل ہے اول یہ کہ انت طالق ثلثاً سے طلاق واحد شمار کیا جائے۔ کیونکہ انت طالق ثلثاً فقرہ واحد ہے۔ وجہ دوم یہ کہ اُسکے معنی پر نظر ڈالی جائے۔ تو وہ انت طالق انت طالق انت طالق کے معنی میں ہو گا۔ پس بلحاظ لفظ کے فقرہ واحد ہے اور بلحاظ معنی کے دفعات ثلثہ کے معنی میں ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سعادت میں لوگوں کو یہ امر منکشف نہیں ہوا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ہی انہوں نے اِس کے متعلق سوال کیا۔ لہٰذا اکثر کا خیال صورت اول کی طرف تھا اور یہی حال حضرت صدیق کے عہد خلافت میں تھا جب حضرت عمر فاروق کے عہد خلافت میں مسئلہ پیش ہوا اور اسمیں احتمالات پیدا کئے تو آپ نے بلحاظ صورت دو پر فتویٰ دیا اور اسکی تصریح کر کے اس میں کوئی محل اختلاف باقی نہ رکھا اور اس کے نظائر بکثرت ہیں۔ جنھیں اہل علم نے بیان کیا ہے۔ از انجملہ حدیث بیع امہات الاولاد ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں جاری تھی اور پھر حضرت صدیق و عمر فاروق نے اسکی نہی کر دی۔

امام شافعی بروایت مطلب بن حنطب روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی زوجہ سے انتِ طالق البتہ کہہ کر طلاق دیدی۔ اور پھر حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آئے تو آپ نے فرمایا تمہیں کس امر نے اس فعل کیطرف تحریک کی۔ انہوں نے کہا بس ایک لفظ تھا جو میں نے کہدیا حضرت عمر فاروق نے آیہ کریمہ (ولو انھم فعلو

امابو عظلون به لکان خیرًا لهم واشد تثبیتًا ، تلاوت کی اور فرمایا تمہیں کس امر نے اس
کی تحریک کی ۔ انہوں نے پھر بھی کہا کہ ایک لفظ جو میں نے کہدیا آپ نے فرمایا اچھا
اپنی زبان کو روکے رہو ۔ کیونکہ ایک طلاق سے زوجہ سے بائن نہیں ہو جاتی ۔ امام شا
بروایت سلیمان بن یسار روایت کرتے ہیں کہ بنی زریق میں سے ایک شخص نے زوجہ
انت طالق البتہ کہکر طلاق دیدی ۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا تم نے اس سے کیا ار
کیا ہے انہوں نے کہا آپ خیال فرما سکتے ہیں کہ میں طلاق دے کر اب زنا کروں
حالانکہ عورتیں بکثرت ہیں اس لئے آپ نے ان سے حلف طلب کیا ۔ چنانچہ انہو
نے قسم کھائی ۔ امام شافعی فرماتے ہیں میں خیال کرتا ہوں کہ آپ نے اس شخص
زوجہ اس پر رد کر دی ۔ احقر عرض کرتا ہے کہ یہ کلمہ اس شخص کی زبان سے بلانیت نکلا
حضرت عمر فاروق کے آیہ کریمہ ولو انهم فعلوا الآیہ ۔ تلاوت کرنے سے یہ
مقصود تھا کہ اگر اس نے یہ کلمہ بلانیت کہا ہو تو بہتر ہے ۔ کیونکہ یہ ایک نیا فقرہ ــ
چنانچہ جب اس نے آپ سے کہا کہ میں نے تین طلاقوں کا ارادہ نہیں کیا تو آپ نے
ایک ہی طلاق شمار کی امام شافعی تعلیقًا اور بیہقی سندًا روایت کرتے ہیں کہ ایک شخ
شہد توڑنے کے لئے غار میں اترا ۔ اسی وقت اسکی عورت آئی اور اس کی رسی پکڑ
کر کہنے لگی کہ واللہ میں اسے توڑ ڈالوں گی ورنہ تو مجھے طلاق دیدے ۔ اُس کے شو
نے بہت کچھ اللہ و رسول کا واسطہ دلا مگر وہ باز نہ آئی آخر اس نے اسے تین طلا
دیدیں ۔ جب یہ شخص حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آیا اور ماجرا بیان کیا آپ ــ
فرمایا جاؤ ۔ اپنی عورت سے رجوع کرو ۔ یہ طلاق نہیں ۔ بیہقی روایت کرتے ہیں کہ حضر
عمر فاروق نے فرمایا کہ جب کوئی بھوکا رکھا جائے یا باندھ دیا جائے یا مارا پیٹا جا
تو وہ اپنے نفس پر مالک نہیں ۔ ابو بکر بروایت انس روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت
عمر فاروق کی خدمت میں کوئی شخص لایا جاتا ۔ جس نے ایک ہی مجلس میں ا
زوجہ کو تین طلاقیں دی ہوتیں تو آپ اُسے مارتے اور ان دونوں کے درمی
تفریق کرا دیتے ۔

ابو بکر بروایت حسن روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نے اپنے شوہر
کہا اللہ مجھے تجھ سے نجات دے ۔ اس نے کہا ہاں نجات دے ۔ اور
نجات دے ۔ بعد ازاں یہ شخص حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آیا اور ماجرا بیا
کیا ۔ آپ نے فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ میں اسکو تم سے جدا کر دوں ۔ وہ تمہارے
ساتھ ہے ۔

قولہ انت طالق البتۃ

امام بیہقی بروایت ثوری وہ حماد سے وہ ابراہیم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت
فاروق رضؓ فرمایا کرتے تھے کہ "خلیۃ" "بریۃ"۔ "بتۃ" اور "بائنۃ" سے (جو الفاظ طلاق سے ہیں) ایک
ق ہوتی ہے امام ابو حنیفہ بروایت حماد وہ ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ عروۃ بن
بر سے جب کہ وہ امیر کوفہ تھے مسئلہ لہذا پوچھا گیا۔ انہوں نے شریح کے پاس
می بھیجا کہ وہ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو اپنی عورت کو انت طالق البتۃ
ہ طلاق دے۔ شریح نے کہا حضرت عمر فاروق نے اسے ایک طلاق شمار کیا ہے۔
حضرت علی مرتضیٰ نے تین طلاقیں شمار کی ہیں۔ عروہ بن زبیر نے کہا آپ خود اِسکے
لق کہدیا تو اب میرے کہنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ عروۃ بن زبیر نے کہا میں تمہیں
دلاتا ہوں کہ آپ اپنی رائے بھی اس کے متعلق بیان کریں۔ انہوں نے کہا
ں اس کے معنی انت طالق طلاقًا سمجھتا ہوں اور قول انت طالق البتۃ کو بدعت شمار
ر کے اسپر حکم لگانے سے توقف کرتا ہوں اور بجز اس کے اور کچھ نہیں کہہ سکتا کہ
اس سے طلاق دہندہ نے تین طلاقوں کی نیت کی ہے تو تین طلاقیں واقع ہوگئیں
اگر ایک طلاق کا ارادہ کیا ہے تو ایک طلاق بائن واقع ہوئی اور اب وہ اس سے رجوع
سکتا ہے۔ ابوبکر بروایت مصعب بن حنطب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق
ہ انت طالق البتۃ کو ایک طلاق شمار کی اور فرمایا کہ شوہر اس سے رجوع کرسکتا ہے۔
بکر نے بروایت حمید بن ہلال وغیرہ بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔ نیز ابوبکر بروایت
اہیم وہ حضرت عمر فاروق اور حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ انت
یتۃ سے ایک طلاق واقع ہوتی ہے اور شوہر رجوع کرلینے کا زیادہ مستحق ہوتا ہے۔
بکر بروایت ابراہیم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اور حضرت عبداللہ بن مسعود
نے فرمایا کہ انت بریۃ سے ایک طلاق واقع ہوتی ہے۔ اور شوہر رجوع کرلینے کا
یادہ مستحق ہوتا ہے۔ نیز ابوبکر بروایت ابراہیم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق
رحضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ انت بائنۃ سے ایک طلاق واقع ہوتی ہے۔
ر شوہر رجوع کرلینے کا زیادہ مستحق ہوتا ہے۔ ابوبکر بروایت عطاء روایت کرتے ہیں
حضرت عبداللہ بن مسعود کی خدمت میں ایک شخص آیا جس نے اپنی عورت کو کہا
ا حبلک علی غاربک۔ تیری رسی تیری گردن پر ہے۔ آپ نے حضرت عمر فاروق
ی خدمت میں لکھا آپ نے لکھا کہ اس شخص کو موسم حج میں میرے پاس آنے
لے لئے کہدو۔ چنانچہ موسم حج میں یہ شخص حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آیا آپ

نے اسکو حضرت علی مرتضیٰ کی خدمت میں بھیجدیا آپ نے اسے قسم دلا کر دریا
کیاکہ تم نے اس سے کیا ارادہ کیا ہے۔ اُس شخص نے کہدیا کہ اس سے میں نے
اپنی عورت کو طلاق دینے کا ارادہ کیا یہ سنکر آپ نے ان دونوں کے درمیان تفریق
کرادی۔ امام شافعی امام مالک سے روایت کرتے ہیں کہ انہیں حدیث پہنچی کہ عراق سے حضرت
عمر فاروق کی خدمت میں لکھا آیا کہ ایک نے اپنی عورت کو کہا حبلک علی غاربک
آپ نے عامل کو لکھا کہ اس شخص کو کہدو کہ موسم حج میں مجھ سے ملے۔ چنانچہ جب
شخص آپ کی خدمت میں آیا اور اور سلام علیک کر کے آپ سے ملاقی ہوا تو آپ
اسوقت طواف کر رہے تھے۔ پوچھا کون ہو عرض کیا جسے آپ نے بلایا تھا۔ فرمایا میں
تمہیں اسی بیت کے پروردگار کی قسم دلاتا ہوں کیا تم نے حبلک علی غاربک سے طلا
کا طلاق کا ارادہ کیا ہے۔ اس نے کہا اگر آپ اس مقام کے سوا کسی اور جگہ قسم
دلاتے تو میں کبھی اقرار نہ کرتا۔ بیشک میں نے طلاق کا ارادہ کیا ہے۔ فرمایا تو جو کچھ
تم نے ارادہ کیا واقع ہوا۔

طلاق الخیار

ابوبکر بروایت مسروق روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عمر فاروق کی خدمت
میں آیا اور کہنے لگا میں نے اپنی عورت کو طلاق کا اختیار دیا تو اُسنے اپنے اوپر تین
طلاقیں کر لیں۔ حضرت عمر فاروق نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے کہا آپ اسکے
متعلق کیا کہتے ہیں انہوں نے کہا کہ ایک طلاق واقع ہوئی اور یہ رجوع کر سکتا ہے
آپ نے فرمایا میں بھی یہی خیال کرتا ہوں۔ ابوبکر علقمہ اور وہ حضرت عبداللہ
سے روایت کرتے ہیں کہ ایک نے اپنی زوجہ کو طلاق اختیار دیا اور اس نے اپنے او
تین طلاقیں کہہ لیں اسکے شوہر نے کہا یہ ایک طلاق ہوئی۔ جب حضرت عمر فاروق
انہیں ملے تو آپ نے فرمایا تم نے اچھا کیا۔ ابوبکر بروایت زاذان روایت کر
ہیں کہ وہ حضرت علی مرتضیٰ کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ سے طلاق اختیار
مسئلہ پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا یہ مسئلہ مجھ سے امیرالمومنین حضرت عمر فا
نے بھی پوچھا تھا۔ میں نے کہا کہ اگر عورت اپنے نفس کو اختیار کرلے تو ایک
طلاق بائن واقع ہوگی اور اگر شوہر کو اختیار کرے تو ایک طلاق رجعی۔ آپ نے
ایسا نہیں ہے جیسا کہ آپ نے بیان کیا۔ بلکہ اسطرح ہے کہ اگر عورت شوہر کو ا
کرلے تو کچھ نہیں اور اگر اپنے نفس کو اختیار کرے تو ایک طلاق واقع ہوگی۔ اور ش
کو حق حاصل ہے کہ اُس سے رجوع کرلے۔ پس بجز اسکے مجھے کوئی چارہ نہیں رہا

میر المومنین کے قول کی متابعت کرتا۔ پھر جب میں خود خلافت پر متمکن ہوا اور مجھے
ح وطلاق کے فیصلے کرنے پڑے تو میں نے اسی امر کیطرف رجوع کیا جو مجھے یاد تھا
کے بعد آپ سے کہا گیا آپ، دونوں صاحبوں کی رائے بہ نسبت اختلاف کے
اق کی صورت میں زیادہ پسند ہے۔ یہ سنکر آپ ہنسنے لگے اور فرمانے لگے کہ
بت عمر فاروق رض نے زید بن ثابت کے پاس آدمی بھیجا تھا تو انہوں نے کہا کہ
ورت اپنے نفس کو اختیار کرلے تو تین طلاقین واقع ہوں گی اور اگر شوہر کو اختیار کرے
ے بائن واقع ہو گی۔ ابوبکر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اور حضرت عبداللہؓ
مسعود فرمایا کرتے تھے کہ امرک بیدک کہنا اور یا اختیاری امرک یکساں ہے۔ ابوبکر
ت عمرو بن شعیب اور وہ اپنے والد سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں
حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رض نے فرمایا کہ جو شخص اپنی زوجہ کو طلاق لے لینے
ختیار دے دے۔ اور پھر اس مجلس سے اٹھنے سے پہلے تک عورت کچھ نہ کہے۔ تو
اختیار شوہر ہی کو ہوگا۔ بیہقی بروایت ثوری اور وہ حماد سے وہ ابراہیم سے روایت
تے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرمایا کرتے تھے۔ کہ جب
شخص اپنی زوجہ کو طلاق کا اختیار دیدے اور عورت طلاق قبول کرلے تو ایک
ں واقع ہوگی اور شوہر کو حق ہوگا کہ وہ اس سے رجوع کرلے اور اگر عورت طلاق
ں نہ کرے تو پھر طلاق ولاق کچھ نہیں ہوگی۔ ۱۲

طلاق السکران

ابوبکر بروایت ابی لبید روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے بشہادت عورتوں
مدہوش کی طلاق جائز رکھی۔

طلاق العبد بیدہ لا بید المولیٰ

ابوبکر بروایت سالم و قاسم اور عبداللہ بن عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق
فرمایا کہ طلاق اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ جس کے لئے شرمگاہ حلال ہے
سبب یہ کہ اگر مولےٰ عبد کو نکاح کا اذن دیدے تو طلاق عبد ہی کے ہاتھ میں
لی نہ اُسکے مولےٰ کے۔

البیع جائزہ

ابوبکر بروایت سعید بن المسیب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا

(اربع جائزۃ علی کل حال العتق الطلاق والنکاح والنذر) کہ چار امور یعنے آزاد کرنا۔ طلاق
نکاح اور نذر ہر حال میں جائز ہیں خواہ قصداً صادر ہوں اور خواہ بطور ہزل - ۱۲

طلاق المکرہ

ابوبکر بروایت اوزاعی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے طلاق المکرہ (
مجبور گئے شخص کی طلاق) جائز نہیں رکھے - ۱۲

بیع الامۃ لیس طلاق

امام محمد بن الحسن روایت فرماتے ہیں کہ ہمیں حضرت عمر فاروق۔ حضرت علی مرتضیٰ
عبدالرحمن بن عوف۔ حضرت سعد بن وقاص اور حضرت حذیفہ سے حدیث پہنچی کہ ا
سب نے لونڈی کے فروخت کرنے کو طلاق نہیں قرار دیا۔

العدۃ

عدۃ الحائضہ

امام مالک بروایت یحیی بن سعید وہ سعید بن المسیب سے روایت کرتے ہیں کہ حض
عمر فاروق رض نے فرمایا جس عورت کو طلاق دی جائے اور وہ حائضہ ہو جا
تو خواہ ایک حیض آئے اور خواہ دو اور پھر حیض رک جائے تو چاہیئے کہ ن
ماہ تک انتظار کرتی رہے۔ اگر حمل ظاہر فہو المقصود و الا بعد ازاں تین
عدت پوری کرے - ۱۲

عدۃ الامۃ

امام شافعی بروایت عبداللہ بن عتبہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فارو
نے فرمایا کہ غلام دو عورتیں نہ کرے اور دو طلاقیں دیا کرے اور لونڈ
حیض میں عدت پوری کرے۔

عدۃ المتوفی عنہا زوجہا

ابوبکر بروایت سالم روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک انصار کو حدیث

ہتے سنا کہ ابن عمر فرمایا کرتے تھے کہ جس عورت کا شوہر مرجائے۔ اور وہ حاملہ ہو تو اگر وہ سکے شوہر کو غسل دیتے ہوئے ہی وضع حمل کرے تو تب ہی عدت سے سبکدوش ہوجائیگی بکر بروایت حکم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اور حضرت عبداللہ بن مسعود مایا کرتے تھے کہ جس عورت کا شوہر وفات پا جائے تو وہ (اثنائے عدت میں) ایک سے دوسری جگہ نقل وحرکت نہ کرے۔ نیز ابوبکرؒ بروایت ابن المسیب روایت کرتے کہ حضرت عمر فاروق نے ان عورتوں کو جنکے شوہر وفات پا چکے تھے اور حج کرنے رہی تھیں راستہ سے واپس کردیا۔ (بوجہ عدت کے) امام مالک بروایت سلیمان بن سار روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت کا شوہر ہلاک ہوگیا۔ بعدازاں اس عورت نے چار ماہ دس دن عدت کی عدت گزارنے کے بعد نکاح ثانی کرلیا اور اب ساڑھے چار ماہ گزرنے کے بعد اُسکے بچہ پیدا ہوا۔ اس کا شوہر حضرت عمر فاروق کیخدمت میں یا اور واقعہ بیان کیا۔ آپ نے زمانہ جاہلیت کی پُرانی عورتوں کو جمع کیا اور سوال کیا کہ کیا وہ اس مسئلہ کو حل کرسکتی ہیں ان میں سے ایک عورت نے کہا میں آپ کو اس واقعہ کی حقیقت سے اطلاع دیتی ہوں۔ بات یہ ہے کہ جب یہ عورت حاملہ ہوئی تو اس کا شوہر وفات پاگیا اور خون کے آنسو اسکے غم میں بہاتے گئے تو اس کا حمل خشک ہوگیا۔ پھر جب اُسکے شوہر ثانی نے اس سے جماع کیا تو پھر اس نے نمو کیا۔ اور بڑھ گیا آپ نے اس عورت کے قول کی تصدیق کی اور ان دونوں کے درمیان تفریق کرادی اور عورتوں سے فرمایا مجھے تم سے بھلائی پہنچی۔ اور لڑکے کو شوہر اول کے نسب سے ملحق کیا۔

النفقہ

ابوبکر بروایت ابراہیم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ ہم ایک عورت کے قول کے پیچھے کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کو ترک نہیں کرسکتے (کہ مطلقہ کے لئے نفقہ و مکان نہیں) نفقہ و مکان کا حق واجب ہے۔ ابوبکر بروایت حارثہ بن مضرب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا عورتوں پر قوت حاصل کرو بذریعہ لباس فاخرہ نہ پہنانے کے۔ کیونکہ ان کی عادت میں داخل ہے کہ جب ان کے کپڑے زیادہ اچھے ہوتے ہیں تو بناؤ سنگار بنا کر انہیں باہر نکلنے کی خواہش ہوتی ہے ابوبکر بروایت ابراہیم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا ہم کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو ترک نہیں کرسکتے۔

المراجعۃ

(عورتوں سے رجوع کرنے کا بیان)

امام ابو حنیفہ حماد سے وہ ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق کی
خدمت میں ایک عورت آئی اور عرض کیا کہ میرے شوہر نے مجھے طلاق دی اور میر
تین حیض پورے کر کے غسل خانہ میں غسل کرنے کے لئے بیٹھی میں نے اپنے کپڑ
اتار لئے۔ مگر جسم پر پانی نہیں ڈالا تھا کہ اُس نے مجھ سے آکر کہا راجعتک۔ میں نے تجھ
سے رجوع کیا۔ آپ نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے فرمایا آپ اس میں کیا کہتے
ہیں۔ عرض کیا امیر المومنین میرا خیال ہے کہ اس نے رجوع کیا بحالیکہ وہ حائضہ ہی تھ
کیونکہ حائضہ کو جب تک نماز جائز نہ ہو جائے تب تک وہ حائضہ ہی ہے آپ نے
فرمایا میرا بھی یہی خیال ہے۔ پھر آپ نے اُسکے شوہر کی طرف رد کر دیا۔ اور حضرت
عبداللہ بن مسعود کو فرمایا کنیف مملو علما کہ یہ علم سے بھر دیئے گئے ہیں۔ نیز اما
ابو بکر ابو حنیفہ، حماد سے وہ ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہیں کہ ابو کنف اپنی زوجہ کو طلا
دیکر غائب ہو گئے (اور رجوع کیا) اور رجوع کرنے پر شاہد بھی مقرر کر لئے۔ مگ
عورت کو خبر رجوع نہیں پہنچی اور اس نے نکاح ثانی کر لیا۔ اس کے بعد ابو کنف آگ
اسی روز عورت شوہر ثانی کے گھر جا چکی تھی۔ شوہر اول حضرت عمر فاروق کی خد
میں آیا اور واقعہ بیان کیا۔ آپ نے اپنے عامل کو لکھا کہ اگر شوہر ثانی اُس کے پا
نہ گیا ہو تو شوہر اوّل اس کا حقدار ہے۔ اور اگر شوہر ثانی اُسکے پاس جا چکا ہے تو و
اُسکی عورت ہو چکی مگر جب معلوم ہوا کہ شوہر ثانی اُسکے پاس جا چکا ہے تو ص
ہوتے ہی عامل نے آپ کو اس کی اطلاع دیدی۔ اسی اسناد سے حضرت علی کر
اللہ وجہہ سے بھی روایت کیا گیا ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب کوئی شخص ا
عورت کو طلاق دیدے اور (رجوع کر کے)، رجوع پر شاہد مقرر کر لے تو قبل ازیں کہ
عورت کی عدت نہ گزری ہو۔ مگر وہ عدت گزرنے تک عورت کو اسکی اطلاع نہ
دے اور عورت نکاح ثانی کر لے تو اُسکے اور شوہر ثانی کے درمیان تفریق کرا د
جائے۔ مگر شوہر ثانی کو اس عورت کو مہر دینا ہوگا۔ بوجہ اسکے کہ وہ اسکے پاس
چکا ہے اور یہ شوہر اول ہی کی زوجہ ہوگی۔ مگر شوہر اول اُسکے پاس جا نہیں سک
جب تک کہ وہ عدت ثانیہ نہ گزار لے۔ ابو بکر بروایت عمرو بن شعیب روایت
کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق۔ ابو الدرداء اور حضرت معاذ بن جبل فرمایا کرتے تھ
کہ عورت اپنے شوہر سے بقیہ عدت تک رجوع کر سکتی ہے۔ یعنی ایک شخص

ہی زوجہ کو ایک یا دو طلاقیں دے (یعنی عدت گزر جانے کے بعد، تو اب وہ شوہر سے رجوع کریگی انہیں طلاقوں پر جو باقی رہی ہوں۔ (یعنی نکاح کرنے سے پہلے طلاقیں ساقط نہ ہونگی۔ بلکہ شمار کی جائیں گی۔ مترجم)

الخلع

امام ابوحنیفہ اسمٰعیل بن مسلم الملکی سے وہ حسن سے وہ حضرت عمر فاروق سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کی خدمت میں ایک عورت آئی اور بیان کیا کہ اس کا شوہر اُسکے پاس نہیں آتا آپ نے اُسکے لئے ایک سال کی مہلت دی۔ جب سال بھر تک بھی اُس کے پاس نہ آیا تو آپ نے عورت کو اختیار دیا تو اُس نے علیحدگی پسند کی آپ نے ان دونوں کے درمیان تفریق کرکے طلاق بائن کردی۔ ابوبکر بروایت ابی قلابہ وہ حضرت عمر فاروق سے روایت کرتے ہیں کہ جب تو اُسے علیحدہ ہو جانے کا اختیار حاصل ہے جب تک کہ اُس کے مالک نے وطی نہ کی ہو۔ ابوبکر بروایت ابراہیم اور وہ حضرت عمر فاروق رضؓ سے روایت کرتے ہیں کہ لعان (یعنی لعنت) کرنیوالے میاں بیوی کے درمیان تفریق کرادی جائے اور پھر کبھی وہ جمع نہ ہوں۔ ابوبکر بروایت سلیمان بن یسار روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق کی خدمت میں ایک خواجہ سرا کا مقدمہ پیش کیا گیا۔ جس نے ایک عورت سے نکاح کیا تھا۔ اور اُسے یہ نہیں بتلایا تھا کہ وہ خواجہ ہے۔ آپ نے ان دونوں کے درمیان تفریق کرادی۔ ابوبکر بروایت یزید بن علقمہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص بنی تنذب میں سے جسے عبادہ بن نعمان کہا جاتا تھا۔ اس کی عورت قبیلہ بنی تمیم میں سے تھی جو مسلمان ہو گئی تھی۔ آپ نے اس شخص کو بلا کر کہا کہ یا تو تو اسلام قبول کرلے یا اس عورت کو الگ کردے۔ مگر اس نے اس سے انکار کیا تو آپ نے اس عورت کو اس سے الگ کردیا۔ ابوبکر بروایت کثیر مولیٰ ابن سمرہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق کی خدمت میں ایک ناشزہ (نافرمان) عورت آئی۔ آپ نے اس کے شوہر سے کہا اس کو الگ کردو۔ ابوبکر بروایت عبداللہ بن شہاب الخوانی روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت عمر فاروق کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ ایک خلع کے جھگڑے پر بلائے گئے۔ تو آپ نے اُسے نافذ رکھا۔ حاصل یہ کہ خلع بدون حکم نافذ نہیں ہو سکتا۔

اعتاق المملوک المشترک

امام ابوحنیفہ بروایت یزید بن عبد الرحمن روایت کرتے ہیں کہ اسود نے ایک مملوک کو جوان کے اور ان کے صغیر سن بھائیوں کے درمیان باشتراک مملوک تھا آزاد کیا جب حضرت عمر فاروق سے اسکی بابت ذکر کیا گیا تو آپ نے فرما کہ ابھی ٹھہر جاؤ۔ آزاد نہ کرو جب تک کہ یہ صغیر السن لڑکے بالغ نہ ہو جائیں پھ چاہے وہ اسے آزاد کریں یا نہ۔

العطاء علی التعلیم القرآن

بیہقی بروایت ابراہیم بن سعد اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے اپنے بعض عمال کو لکھا کہ وہ معلمین قرآن کو وظائف دیا کریں۔ عامل نے آپ کو لکھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں معلمین قرآن کو وظائف دیا کروں۔ لیکن مجھے خوف ہے کہ وہ پھر کہیں محض معاوضہ ہی کی غرض سے قرآن مجید کی تعلیم نہ دینے لگیں۔ بجواب اس کے آپ نے تحریر فرمایا کہ اچھا انہیں بمروت صحابہ وظائف دیا کرو۔

ذبائح اہل الکتاب

بیہقی بطریق سفیان ثوری روایت کرتے ہیں کہ ایک عامل نے حضرت عمر فاروق کی خدمت میں لکھا کہ بہت سے لوگ جو ہمارے پہلے سے یہود کے نام پکارے جاتے جو ہفتہ کے دن کو مناتے ہیں اور توراۃ پڑھتے ہیں۔ مگر قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے۔ امیر المومنین ہمیں ان کے ذبیحہ کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔ آپ نے لکھا کہ ان کا ذبیحہ اہل کتاب کا ذبیحہ ہے۔ امام شافعی روایت فرماتے ہیں۔ کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ نصارائے عرب اور یہ بنی تغلب کے لوگ تھے خاص اہل کتاب نہیں۔ لہٰذا ان کا ذبیحہ ہمارے لئے حلال نہیں ہو سکتا۔ میں انہیں چھوڑوں گا نہیں جب تک یہ اسلام قبول نہ کرلیں۔ اور یا یہ کہ میں ان کی گردنیں ماردوں گا۔

کتاب البیوع

تجارت کے لئے مسائل دینیہ سے واقف ہونا ضروری ہے خصوصاً وہ مسائل جو بیع و شرا سے تعلق رکھتے ہیں

امام مالک روایت فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے فرمایا کہ ہماری منڈی میں وہی شخص بیچنے آئے جو تفقہ رکھتا ہو۔ یعنی مسائل فقہ سے آگاہ و واقف ہو۔ احقر عرض کرتا ہے۔ اسکے معنی یہ ہیں کہ جو شخص تجارت کرنا چاہتا ہو۔ اس پر واجب ہے کہ احکام بیع و شرار سے واقفیت حاصل کرے۔

نہی بیع الخمر

امام شافعی بروایت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق کو معلوم ہوا کہ ایک شخص نے شراب فروخت کی تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اُسے ہلاک کرے کیا اسے نہیں معلوم کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہود کو فرمایا کہ اللہ تعالےٰ یہود کو ہلاک کرے۔ اللہ نے ان پر شحوم (چربئیں) حرام کیں مگر انہوں نے حلال کرلیں اور انہیں پگھلا کر فروخت کیا۔

بیع صفقہ ہے یا خیار؟

امام شافعی بروایت زعفرانی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا بائع و مشتری کو اختیار حاصل ہے جب تک وہ جدا نہ ہوئے ہوں۔ نیز امام شافعی روایت فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ بیع صفقہ ہے یا خیار اسکے بعد امام شافعی نے اسے ضعیف کہا ہے۔ پھر فرمایا ہے کہ اُسکے معنی یہ ہیں کہ اگر بیع بطور صفقہ (ہاتھ پر ہاتھ مارنا) منعقد ہو تو اُس کے بعد تفرق ہے یا خیار۔ احقر عرض کرتا ہے کہ محتمل ہے کہ

اُس کے یہ معنی ہوں کہ بیع صفقہ ہے (یعنی العقاد نافذ) یا خیار۔ قاطع للبیع۔

الضمان

بیہقی بروایت شعبی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے بارادہ خریداری ایک شخص سے گھوڑا لیا۔ اور ایک شخص کو اس پر سوار کیا اور گھوڑا اس شخص کے پاس ہلاک ہو گیا تو اس شخص نے مقدمہ چلایا۔ آپ نے فرمایا تم میرے اور اپنے درمیان ثالث مقرر کرو۔ اس نے کہا میں شریح کو مقرر کرتا ہوں۔ آپ اور یہ شخص شریح کے پاس گئے۔ شریح نے حضرت عمر فاروق سے کہا جب آپ نے گھوڑے کو صحیح وسالم لیا تو آپ اُس کے ضامن ہیں جب تک کہ آپ اسے صحیح وسالم واپس نہ کریں۔ آپ کو ان کا طریق فیصلہ پسند آیا اور آپ نے انہیں قاضی کرکے بھیجدیا۔ احقر عرض کرتا ہے اس قصہ سے حضرت امام شافعی نے احتجاج کیا ہے کہ جب بارادہ خریداری کوئی چیز لی جائے تو مشتری پر ضمان آئے گا (اُس شئے کے ضائع ہو جانے کی صورت میں) ۱۲

المثل بالمثل و مازاد فهو ربوا

امام مالک بروایت زید بن اسلم اور عطاء بن یسار روایت کرتے ہیں کہ معاویہ بن ابی سفیان نے ایک پانی کا برتن جو سونے کا تھا یا چاندی کا فروخت کیا اور اس سے زیادہ وزن میں فروخت کیا تو ابو الدرداء نے ان سے کہا کہ میں نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ ہم جنس اشیاء کے لین دین سے منع فرماتے تھے مگر مثل بمثل۔ امیر معاویہ نے کہا میں اس قسم کی خرید وفروخت میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔ ابو الدرداء رض فرمانے لگے کہ میری طرف سے امیر معاویہ سے کون عذر کر سکتا ہے میں تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فعل سے خبر دے رہا ہوں اور وہ اپنی رائے سے۔ معاویہ میں اس جگہ نہیں رہ سکتا جس جگہ تم ہو۔ اس کے بعد ابو الدرداء حضرت عمر فاروق کی خدمت میں چلے آئے اور واقعہ بیان کیا۔ آپ نے انہیں لکھ بھیجا کہ وہ اس طرف کو فروخت نہ کریں مگر مثل بمثل اور وزن بوزن۔ امام مالک بروایت نافع اور وہ ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ سونا فروخت نہ کرو مگر مثل بمثل اور بعض کا وزن

...ض سے گھٹا بڑھا کر نہ بیچو اور نہ چاندی فروخت کرو مگر مثل بمثل اور گھٹا بڑھا کر نہ بیچو۔
...ر چاندی کی سو نفسے سے خرید و فروخت نہ کرو مگر یہ کہ بائع و مشتری موجود ہوں اور
...ر کوئی ان میں سے گھر جانے کی مہلت مانگے تو اتنی بھی مہلت نہ دو کیونکہ مجھے تم پر
...یادتی کا خوف ہے۔ اور زیادتی کا نام ہی ربوا ہے۔ امام مالک نے بروایت عبداللہ بن
...ینار اور انہوں نے ابن عمر سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔ امام مالک بروایت ابن شہاب
...ایت کرتے ہیں کہ انہوں نے سو دینا توڑ کر ان کے دراہم لینے چاہیے مالک بن اوس
...کہتے ہیں لہٰذا مجھے طلحہ بن عبید اللہ نے بلایا اور ہم نے گفتگو کی یہاں تک کہ انہوں
...نے بیع صرف کر لی اور دینار لے کر ہاتھ میں اچھالنے لگے پھر کہنے لگے کہ ٹھہر جاؤ
...را خزانچی آ جائے۔ حضرت عمر فاروق ہماری گفتگو سن رہے تھے فرمایا ان سے تم جدا
ہونا جب تک کہ ان سے دراہم نہ لے لو۔ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے
...رمایا ہے سونا بعوض چاندی کے ربوا ہو جاتا ہے مگر دست بدست اور گندم گندم کے
...ر تمر تمر کے عوض اور جو جو کے عوض ربوا ہو جاتا ہے۔ مگر دست بدست۔ ابن
...جہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
...نے ربوٰا کی تفصیل نہیں بیان فرمائی اور وفات پائی سو تم ربوٰا اور اُسکو جس میں ربوٰا کا
...شک ہو چھوڑ دو۔

بیع السلم

ابوبکر بروایت سعید بن المسیب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا
...ع سلم نہ کرو۔ جب تک کہ خوشوں میں دانہ نہ بھر جائے۔ احقر عرض کرتا ہے کہ امام
...لک وغیرہ کے نزدیک معنی اسکے یہ ہیں کہ اسمیں غلہ کے فروخت کرنیکی ممانعت ہے
...ب تک کہ کھیتی میں دانہ سخت نہ ہو جائے یہی حکم تمر وغیرہ کا ہے۔ جب تک اس کا
...پھل ظاہر نہ ہو جائے۔ اور بیع سلم یہ ہے کہ قبل وجود مبیع بیع و شرا کی
...جائے۔ اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ معنی ہیں کہ قبل وجود مبیع بیع و شرا
...ممنوع ہے۔

بیع السلف

بغوی بروایت ابن ابی اوفیٰ روایت کرتے ہیں کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
...کے زمانہ سعادت اور حضرت صدیق رضؓ اور عمر فاروق رضؓ کے زمانہ مبارک میں۔ گندم جو
...ور تمر میں جس قوم کے پاس کہ یہ اجناس ہوتیں اس سے بیع سلف کیا کرتے تھے۔

فی السلع

نرخ کا بیان

امام مالک بروایت یونس بن یوسف اور وہ سعید بن المسیب سے روایت کر۔
ہیں کہ حضرت عمر فاروق رض حاطب بن ابی بلتعہ کے پاس سے گزرے۔ یہ اسوقت
زبیب فروخت کر رہے تھے۔ آپ نے کہا یا تو اس کا نرخ زیادہ کرو۔ یا ہمار
منڈی سے زبیب اٹھا کر لے جاؤ۔ امام شافعی بروایت قاسم بن محمد اور وہ حضرت
عمر فاروق سے روایت کرتے ہیں کہ آپ حاطب بن ابی بلتعہ کے پاس سے گزر۔
یہ اسوقت دو تھیلوں میں زبیب بھرے ہوئے فروخت کر رہے تھے آپ نے ا
سے پوچھا کس بھاؤ فروخت کر رہے ہو۔ انہوں نے کہا فی درہم دو مُد (ڈھائی سیر)
آپ نے فرمایا مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ طائف سے ایک قافلہ آیا جو زبیب بھر کر لا
وہ بھی یہی نرخ کہتے تھے جو تم کہہ رہے ہو۔ سو تم یا تو نرخ بڑھا دو یا زبیب اٹھا
اپنے گھر لے جاؤ پھر جس بھاؤ چاہو فروخت کرو۔ پھر جب حضرت عمر فاروق وا
آئے تو آپ نے اِس پر اپنے نفس سے محاسبہ کیا اور پھر حاطب بن ابی بلتعہ
پاس آکر فرمایا میں نے یہ جو تم سے کہا کوئی حکم یا فیصلہ کرنے کے طور پر نہ
بلکہ محض بارادہ خیر خواہی اہل شہر کہا تھا۔ لہٰذا تم جہاں چاہو اور جس بھاؤ
فروخت کر سکتے ہو۔

الاحتکار

گرانی کی نیت سے غلّہ روکنے کی ممانعت

امام مالک فرماتے ہیں کہ انہیں حدیث پہنچی کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ ہما
منڈیوں کو روک کر نہ رکھا جائے۔ جو لوگ مال رکھتے ہیں وہ غلّہ خرید کر گھروں
نہ ڈال لیں مگر جو شخص اپنی پشت پر غلہ لاد کر لائے جاڑوں میں اور گرمیوں میں
عمر کا مہمان ہے وہ جس طرح چاہے فروخت کرے اور جب تک چاہے رکھے
ابوبکر بروایت عبید اللہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا
شخص غلہ روک کر رکھے اور پھر گو راس المال معہ منافع صدقہ کر دے تو
کا کفارہ نہیں ہو سکتا۔

الاستدانہ

قرض کرنا

امام مالک اور بغوی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے خطبہ کہتے ہوئے
ں کیا کہ اسیفع جہنی باوجود اپنے دین اور امانت کے پسند کرتا ہے کہ اسے حاجیوں
بشیر و کیا جائے۔ وہ قرض لیتا ہے اور ادا نہیں کرتا حتیٰ کہ اُس کے ذمہ بہت سا
، ہوگیا ہے۔ سو جس کے ذمہ اس کا قرضہ ہو صبح میرے پاس آجائے ہیں اُس کا مال
نواہوں کے درمیان تقسیم کردوں گا۔ نیز تمہیں چاہیئے کہ قرض کرنے سے احتراز
ر کیونکہ اس کی ابتداء غم ہے اور انتہا حرب۔ نیز امام مالک روایت فرماتے ہیں
انہیں حدیث پہنچی کہ ایک شخص نے کچھ غلہ قرض لیا اور کہ وہ یہ غلہ فلاں شہر میں ادا
رے گا۔ تو حضرت عمر فاروق نے یہ امر ناپسند کیا اور فرمایا وہاں سے یہاں تک
یا کون دیگا۔

امام مالک بروایت زید بن اسلم اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب
ہرت عمر فاروق کے دونوں فرزند عبداللہ اور عبیداللہ عراق جانے لگے تو ابو موسیٰ اشعری
۔ انہیں کچھ روپیہ قرضہ دیا جس سے انہوں نے مال خریدا اور نفع حاصل کیا جب واپس
ئے تو حضرت عمر فاروق نے ان سے کہا کیا تمہاری طرح ابو موسےٰ نے تمام لشکر کو
ں دیا تھا۔ انہوں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا ان کا مال انہیں دیدو اور اس کا نفع
ں انہیں دیدو۔ یہ سنکر عبداللہ خاموش رہے اور عبیداللہ کہنے لگے۔ امیر المومنین
اس مال میں نقصان ہوجاتا تو ہمیں ضمان دینا آتا یا نہیں آپ نے فرمایا ان کا مال انہیں
کردو۔ یعنی معہ منافعہ کے۔ ایک شخص نے عرض کیا امیر المومنین آپ اس معاملہ
بطور مضاربہ فیصلہ کردیں۔ تو آپ نے نصف منافعہ ان سے لے لیا
نی بیان کرتے ہیں کہ نصف منافع آپ نے ان سے اسلئے لے لیا کہ وہ آپ
لے فیصلہ پر راضی ہوگئے۔

المضاربہ

بخاری اور بغوی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے لوگوں سے معاملہ
یا کہ اگر آپ بیج دیں تو نصف غلہ آپ کا ہوگا۔ امام شافعی بروایت ابن عمر فرماتے
ں کہ حضرت عمر فاروق مال یتیم بطریق مضاربہ دیدیا کرتے تھے۔

اتخاذ الحمی

باڑھ رکھنا

بغوی روایت کرتے ہیں کہ صعب بن جثامہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو فر
سنا کہ باڑھ نہیں مگر اللہ اور اس کے رسول کیلئے زہری بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فار
نے ایک باڑھ رکھوائی تھی اور بیان کرتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ باڑھ آپ نے
کے اونٹوں کے لئے رکھی ہے۔ امام مالکؒ اور شافعیؒ بروایت زید بن اسلم وہ اپنے
سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ایک غلام کو نوکر رکھا ہوا تھا اس کا
ہُنَیّ تھا۔ نیز امام مالک بروایت زید بن اسلم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فار
نے باڑھ پر ایک غلام کو نوکر رکھا ہوا تھا اس کا ہُنَیّ تھا۔ آپ نے اس سے کہا اے
لوگوں پر ظلم نہ کرنا۔ اور مظلوموں کی بد دعا سے ڈرتے رہنا کیونکہ مظلوم کی بد دعا مقبول ہوتی
اور چھوٹے چھوٹے اونٹ بکریوں کے گلہ والوں کو باڑھ میں چرنے دینا اور ابن عفان وا
عوف کے گلوں کو باڑھ میں نہ گھسنے دینا کیونکہ اگر ان کے مویشی ہلاک ہو جائیں گے تو یہ
اگر کھیتی باڑی اور کھجوروں کے درختوں سے فائدہ اٹھانے لگیں گے۔ لیکن اگر چھو
چھوٹے گلے والوں کے مویشی ہلاک ہو جائیں گے۔ اور پھر میرے پاس آکر امیر المومن
کہہ کر پکاریں گے تو کیا میں انہیں یونہی چھوڑ دوں گا۔ تمہاری میں کچھ پرواہ نہ کرو
کیونکہ گھاس پانی بھی میرے نزدیک سونے چاندی سے کم نہیں واللہ میں نے ان پر
کیا ہے (کہ باڑھ رکھ لی) یہ بلاد انہیں کے ہیں یہ پانی انہیں کے ہیں جس پر انہوں
قتال کیا جاہلیت میں اور اسلام قبول کیا اسلام میں قسم ہے اس ذات کی جس کے
قدرت میں میری جان ہے اگر میرے پاس جہاد کے اونٹ نہ رہا کرتے تو میں ان کے بلا
میں سے ایک بالشت بھر زمین بھی نہ رکھتا۔

احقر عرض کرتا ہے اختلاف ہے امام شافعی وجمہور کے درمیان تطبیق بایں طریق
کہ خاص اپنی ذاتی غرض کیلئے باڑھ رکھنا حرام ہے۔ اور بیت المال کے اونٹو
اور ضعفائے مسلمین کے لئے جائز ہے اور یہی معنی ہیں حدیث آنحضرت
اللہ علیہ وسلم لاحمی الا للہ ورسولہ کے۔ بغوی روایت کرتے ہیں کہ حض
عمر فاروق سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے تین سال کیلئے زمین دی
شرط کی کہ اسے آباد کیا جائے۔

من احیی ارضاً

جو شخص کہ زمین کو قابل زراعت بنائے

امام مالک و امام شافعی بروایت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق
فرمایا کہ جو شخص ناقابل زراعت زمین کو قابل زراعت بنائے وہ اسی کے لئے
ہے۔ نیز امام مالک و امام شافعی روایت کرتے ہیں کہ ضحاک بن خلیفہ نے اپنی
کی ایک شاخ وادی عریض (مدینہ منورہ کے قریب واقع ہے) سے نکالنا
تھی۔ یہ شاخ (محمد) بن مسلمہ کی زمین میں سے ہو کر گزر سکتی تھی۔ مگر محمد بن مسلمہ
اس سے انکار کیا اور ضحاک بن خلیفہ نے حضرت عمر فاروق سے اس معاملہ
گفتگو کی۔ آپ نے محمد بن مسلمہ کو بلا کر فرمایا کہ تم اپنے بھائی کے نفع میں کیوں
آتے ہو حالانکہ اس میں تمہارا بھی نفع ہے۔ تم بھی اس سے پانی لے
گے اور اسمیں تمہارا کوئی حرج بھی نہیں تو بھی انہوں نے انکار ہی کیا آپ
فرمایا واللہ وہ نہر نکال لے جائیں گے اگرچہ تمہارے شکم پر سے ہی
ں نہ نکالی جائے۔

امام شافعی بروایت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا
ے خیبر سے بہت سا مال ملا جو مجھے بہت پسند آیا۔ اور جس سے بہتر مجھے اب
ے نہیں ملا تھا (مال سے یہاں زمین مراد ہے) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
یا چاہو تو اصل مال اپنی ملکیت میں رکھو اور اثمار لوجہ اللہ چھوڑ دو۔ چنانچہ حضرت
رفاروق نے اُسے صدقہ کردیا اور کہدیا کہ اصل زمین نہ فروخت کی جائے۔ نہ
کی جائے نہ میراث میں دی جائے۔ یہ آپ نے فقرائے ذوی القربیٰ۔ مساکین
فرا اور مہمانوں کے لئے صدقہ کردی اور فرمایا کہ جو شخص اس کا متولی رہے وہ
ر ضرورت اس سے کھا سکتا ہے اور اپنے غیر متمول دوستوں کو کھلا سکتا ہے۔
ایک روایت میں ہے کہ مال نہ جمع کرنے والے دوست کو کھلا سکتا ہے۔ ابو بکر
روایت مجاہد بن ابی عیاض روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے
نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی باغ پر سے گزرے تو اس باغ میں سے پھل کھا
لے مگر اٹھا کر نہ لے جائے۔

الہبہ

امام مالک اور امام شافعی بروایت مروان الحکم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر

فاروق نے فرمایا جو شخص بغرض صلہ رحم یا بہ نیت صدقہ ہبہ کرے تو پھر وہ اس
رجوع نہیں کر سکتا اور جو شخص محض بارادہ ثواب ہبہ کرے وہ اس سے رجوع
سکتا ہے۔ اگر ہبہ کرنا نہ چاہے۔ ابوبکر بروایت زہری روایت کرتے ہیں کہ حضرت
صدیق اور حضرت عمر فاروق نے فیصلہ کیا کہ اگر شئے موہوب پر موہوب لہ قبضہ نہ کر سکے تو
سے اُسے کچھ مل نہیں سکتا۔

المکاتبہ

امام شافعی روایت فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک نے اپنے ایک غلام
چند قسطوں پر مکاتبہ کیا اور غلام نے مدت مقررہ سے پہلے ہی قسطیں ادا کرنی
مگر انس بن مالک نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ میں ابھی نہیں
جب مدت پوری ہو جائیگی تب لے لوں گا غلام حضرت عمر فاروق کی خدمت
میں آیا اور واقعہ ذکر کیا۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا انس یہ مال میراث میں لینا
ہیں۔ پھر آپ نے انس بن مالک کو حکم دیا کہ وہ قسطیں لے کر غلام کو آزاد کر دیں
انھوں نے قسطیں لے کر غلام کو آزاد کر دیا (ذکرہ البیہقی فی باب اذا اتاہ بحقہ قبل محل دلا
علیہ فی اخذہ)

بیہقی بروایت ابی العوام البصری روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ا
اشعری کو لکھا۔ کہ اسلام میں صلح کرنا جائز ہے۔ مگر وہ صلح جائز نہیں جو حرا
حلال اور حلال کو حرام کر دے۔

الاکتراء

کرایہ کرنا

بیہقی بروایت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا جو شخص
کرایہ کرے اور کرایہ کر کے ذو الحلیفہ سے گزر جائے۔ تو کرایہ اس پر واجب
اور ضمان نہیں لازم آئے گا۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ جب کرا
ہوئی شئے پر قابض ہو جائے تو کرایہ واجب ہو جائیگا۔ اور ضمان نہیں
آئے گا۔ (یعنی اگر وہ شئے ضائع ہو جائے تو) بشرطیکہ کرایہ کرنیوالے سے ظلم
صادر نہ ہوا ہو۔

تعریف اللُّقطہ وضوالُّ الابل

"راستہ میں سے اٹھائی ہوئی چیز کا اعلان کرنا"

امام مالکؒ اور امام شافعیؒ بروایت معاویہ بن عبد اللہ بن بدر الجہنی روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد
شام کی طرف جاتے ہوئے راہ میں ایک جگہ قیام کیا۔ جہاں انہیں ایک ہمیانی تھیلی ملی جس میں سو
دینار نکلے۔ اس کا انہوں نے حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا مساجد
دروازے پر اس کا اعلان کرتے رہو اور جو کوئی شام جانے لگے اس سے بھی اس کا تذکرہ
رو۔ جب ایک سال گزر جائے تو تمہیں اختیار ہے۔ اور ایک روایت میں ہے
پھر جب تم اعلان کر چکو تو یا تو اس کا مالک لے جائے گا اور یا یہ کہ وہ تمہارا مال ہو گا
ہی ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے۔

امام مالکؒ بروایت ابن شہاب روایت کرتے ہیں کہ کھوئے ہوئے اونٹ حضرت عمر فاروقؓ
زمانہ میں دودھ اور نسل کے لیے رکھ لیے جاتے تھے۔ اور انہیں کوئی ہاتھ نہ لگاتا تھا۔ جب
ت عثمانؓ کا زمانہ خلافت آیا تو آپ نے اعلان کیے جانے کا حکم کیا۔ پھر جب ان کا مالک آتا
پ اُسے اس کے اونٹ کی قیمت دے دیتے۔

امام مالکؒ و امام شافعیؒ بروایت ابن شہاب اور وہ حنین بن ابی جمیلہ (جو بنی سلیم میں سے تھے)
روایت کرتے ہیں کہ انہیں حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ خلافت میں راستہ میں ایک لڑکا پڑا
ملا وہ اُسے حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں لے کر آئے۔ آپ نے پوچھا تم اُسے کیوں اُٹھا
؟ انہوں نے عرض کیا مجھے خوف ہوا کہ کہیں یہ ضائع نہ ہو جائے۔ اس لیے میں اُسے اٹھا لایا
کے میر محلہ نے عرض کیا، امیر المؤمنینؓ یہ ایک صالح و نیک بخت شخص ہیں۔ آپ نے فرمایا،
لے جاؤ۔ یہ آزاد ہے تم ولا کے مستحق ہو اور اس کا نفقہ ہمارے ذمہ ہے۔ یعنی اس کی مدد و نصرت
اس کی محافظت تمہارے ذمہ ہے۔

کتاب احکام الخلافت والقضاء

اخرج الدار قطنی ان عمر بن الخطاب کتب الی ابی موسی الاشعری۔ اما بعد فان القضا فریضۃ
محکمۃ وسنۃ متبعۃ فافہم اذا اوتی الیک بحجۃ وانفذ الحق اذا وضح فانہ لا ینفع تکلم بحق لا
نفاذ لہ آس بین الناس فی وجہک ومجلسک وعدلک حتی لا ییاس الضعیف من عدلک

ولا يطمع الشريف فی حيفك البينة علیٰ من ادعی واليمين علیٰ من انكر والصلح جائز بين الم
الا صلحاً احل حراماً وحرم حلالاً لا يمنعك قضاء قضيته بالامس فراجعت فيه نفسك وه
فيه لرشدك ان تراجع فان الحق قديم ومراجعة الحق خيرٌ من التمادی فی الباطل ا
الفهم فيما يختلج صدرك مما يبلغك فی الكتاب والسنة واعرف الامثال والاشباه ثم قس ا
عند ذالك فاعمد الی احبها الی الله عز وجل واشبهها بالحق فيما ترىٰ واجعل لمن ا
بينةً امدا ينتهی اليه فان احضر بينة اخذت له بحقه والا وجهت القضاء عليه فان ذ
اقرب الی الصواب وابلغ فی العذر والمسلمون عدول بعضهم علیٰ بعضهم الا مجلودا فی حد
مجربا فی شهادة زور وظنينا فی ولاء او وراثة ان الله تولی منكم السرائر وادراء عنه
بالبينات واياك والقلق والضجر والتاذی والتنكر للخصوم فی مواطن الحق التی
الله تعالیٰ بها الاجر ويحسن بها الذخر فانه من يصلح له نيته فيما بينه وبين الله تعالیٰ
علیٰ نفسه يكفيه الله ما بينه وبين ومن تزمين للناس مما يعلم الله تعالیٰ منه غير
يشينه الله فما ظنك بثواب الله عز وجل وعاجل رزقه وخزائن رحمته والسلام ع

ترجمہ:۔ دارقطنی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ اشعری کو لکھا، اما بعد
ہو کہ قضا، حق واجب و طریقہ مسنون ہے۔ لہذا اس منصب کو اچھی طرح سمجھ لو۔ جب تمہارے
کوئی حجت لے کر آئے تو حکم نافذ کرو۔ جب کہ حق واضح ہو جائے۔ کیونکہ اس وقت ناحق گفتگو
کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ لوگوں کے درمیان مواسات و مؤاخات قائم رکھو۔ اپنے
اپنی مجلس میں اور اپنے عدل میں تاکہ ضعیف تمہارے عدل سے مایوس نہ ہو جائیں۔ اور ش
تمہارے ظلم کی توقع نہ کرنے لگیں۔ دلیل مدعی پر ہے اور یمین مدعا علیہ پر۔ صلح مسلمانوں کے د
جائز ہے۔ مگر نہ وہ صلح جو حرام کو حلال کرے۔ اور حلال کو حرام۔ یہ امر منصب قضار سے بعید نہیں ک
فیصلہ سے آج رجوع کر لو۔ اور حق کی طرف رہنمائی کیے جاؤ کیونکہ حق زائل نہیں ہوتا اور حق
رجوع کرنا ناحق میں پڑنے سے بہتر ہے۔ جس بات کی بوجہ کتاب وسنت کے نہ پہنچنے کے د
خلش ہو اُسے اچھی طرح سمجھ لو کہ اُس کے امثال و نظائر پر غور کرو۔ اور جب اشباہ و نظائر پر غ
لگو تو اسی امر پر اعتماد کرو جو تمہارے علم میں احب الی اللہ و اشبہ بالحق ہو۔ دلیل ہمیشہ
سے طلب کیا کرو۔ جب مدعی دلیل بینہ پیش کر دے، اُس کا حق اُسے دلا دو۔ ورنہ فیص
برخلاف کر دو۔ یہی طریقہ "اقرب الی الصواب" اور "ابلغ فی العذر" ہے۔ بعض مسلمان بعض سے ع
ہیں۔ مگر مجلود شاھد زور اور متہم ولاء و وراثت عدول نہیں۔ پوشیدہ امور کا متولی و ذمہ
ہے۔ اور بریت کو ظاہری امور پر موقوف کیا ہے۔ لوگوں کو قلق و اضطراب میں ڈالنے اور انہ
دینے سے بچو۔ خصومت کرنے والوں سے تنفر کرو۔ ان تمام حق کے موقعوں پر جن میں اللہ
عطا کرتا ہے، اور اچھا اجر دیتا ہے۔ کیونکہ جو شخص اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان اپنی نیت ن

یہ معاملہ اپنے نفس سے ہی کیوں نہ ہو تو اللہ تعالےٰ اس کے لیے کافی ہوتا ہے تمام امور میں
س کے اور لوگوں کے درمیان تعلق رکھتے ہیں۔ اور جو لوگوں کو اُس کے خلاف
ہر کرتا ہے جسے اللہ تعالیٰ جانتا ہے گو لوگ نہ جانتے ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ اُسے ذلیل
ا ہے۔ تو اب تم سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کے اجر و ثواب اس کی رزاقیت اور اُس کے خزائن رحمت
ساتھ تمہیں کیا ظن و خیال رکھنا چاہیے۔ فقط والسلام۔
بغوی نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے ابو موسےٰ اشعری کو لکھا کہ فیصلہ نہ کرے
اکم شخص۔ کیونکہ ظالم اور شاہد زور پر حاکم کی ہیبت پڑتی ہے۔ نیز بغوی نے روایت کیا ہے۔ کہ
ت عمر فاروق رضؓ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضؓ سے فرمایا کہ قضا اُس کے سپرد کرو جس کے ہاتھ
فع نقصان ہو یعنی امراء کے۔ نیز بغوی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے حضرت ابو موسیٰ
ی کو لکھا کہ مقدمہ پیش ہوتے وقت لوگوں پر غیظ و غضب نہ کرو، ایذا نہ پہنچاؤ۔ ہاں جب
مدعا علیہ تمہارے پاس حاضر ہو جائیں تو اُن میں سے جس کو ظلم کا قصد کرتے دیکھو اُس کا سر توڑ دو۔
بغوی روایت کرتے ہیں کہ ابو موسیٰ اشعری کو حضرت عمر فاروق رضؓ نے لکھا۔ فیصلہ کر کے اُس سے رجوع کرنے
نہیں کوئی مانع نہ آئے۔ جب کہ تم اپنے نفس کی طرف رجوع کرو اور حق اُس کے خلاف پاؤ۔ کیونکہ
و کوئی چیز زائل نہیں کر سکتی۔ حق کی طرف رجوع کرنا ناحق پر رہنے سے بدرجہا بہتر ہے۔
بغوی فرماتے ہیں کہ یہ اس وقت ہے جب کہ بہ نص کتاب و سنت یا باجماع اپنے فیصلہ کی غلطی
م ہو جائے۔ اور جب فیصلہ باجتہاد کیا جائے اور پھر اجتہاد تبدیل ہو جائے تو اجتہاد سابق
ساتھ فیصلہ نہ کرے۔ نہ اب اور نہ بعد بوجہ اس کے کہ وہ اجتہاد تبدیل ہو گیا۔

الشوریٰ

امام بغوی بروایت زہری روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ حضرت عمر فاروق رضؓ کی مجلس میں قراء
ان اور بوڑھے سب شریک ہوتے تھے۔ بسا اوقات آپ ان سے مشورہ کیا کرتے تھے۔ اور
رتے تھے، تم میں سے کسی کو مشورہ دینے سے کوئی امر مانع نہ آئے۔ کیونکہ علم نہ بوڑھوں کا حصہ ہے
نوجوانوں ہی کا۔ مگر اللہ تعالیٰ جس کے سینہ میں چاہتا ہے رکھتا ہے۔
بغوی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ
ت میں بذریعہ وحی لوگوں سے مؤاخذہ کیا جاتا تھا۔ اب وحی تو منقطع ہو گئی۔ اس لیے اب ہم تمہارے
ظاہرہ پر مؤاخذہ کیا کریں گے۔ جو ہم پر اپنے اعمال نیک ظاہر کرے گا اُسے ہم امن دیں گے اور
قرب بنائیں گے۔ اُس کے پوشیدہ امور سے ہمیں سروکار نہیں اس کا محاسب اللہ تعالیٰ ہے۔ اور
پر اعمال بد کا اظہار کرے گا اُسے ہم امن نہ دیں گے۔ اگر وہ کہے کہ میرا باطن
ہے تو ہم اس کی تصدیق نہ کریں گے۔

بغوی بروایت سعید بن المسیب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضؓ جب ان تین شخ
کو جنہوں نے مغیرہ بن شعبہ کے برخلاف شہادت دی تھی حد قذف مارنے لگے تو آپ
انہیں تائب ہو جانے کو کہا۔ تو ان میں سے دو شخصوں نے رجوع کر لیا اور ابو بکرہ نے رج
کرنے سے انکار کیا۔ آپ نے ان کی شہادت رد کر دی اور فرمایا تائب ہو جاؤ تو تم
شہادت قبول کریں گے۔

امام مالک بروایت یحییٰ بن سعید بن المسیب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ع
فاروق رضؓ کی خدمت میں ایک مسلم و یہودی مقدمہ لے کر آئے۔ آپ نے دیکھا کہ ح
یہودی کا ہے آپ نے اس کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ یہودی کہنے لگا واللہ آ
فیصلہ بحق کیا۔ آپ نے اُسے ایک دُرّہ لگایا اور فرمایا تو کیوں کر سمجھا؟ یہودی
کہا، ہم تورات میں پڑھتے ہیں کہ کوئی شخص فیصلہ حق نہیں کرتا مگر یہ کہ ایک
اس کے دائیں اور ایک بائیں ہوتا ہے۔ یہ دونوں فرشتے حق کی جانب ا
تائید و رہنمائی کرتے رہتے ہیں جب تک یہ حق پر ثابت قدم رہتا ہے اور جب
حق کو ترک کرتا ہے تو یہ دونوں فرشتے بھی اُسے چھوڑ کر آسمان پر چلے جاتے ہ

امام مالک بروایت ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق ر
خدمت میں عراق سے ایک شخص آیا اور بیان کیا میں ایک ایسا امر لے کر آیا ہوں جس
نہ سر ہے نہ پیر۔ فرمایا وہ کیا ہے؟ بیان کرو۔ عرض کیا ہماری سرزمین میں شہادت ز
ظاہر ہوئی ہے۔ فرمایا اسلام میں کوئی شخص قید نہ کیا جائے مگر بعدل۔ نیز ا
روایت فرماتے ہیں کہ انہیں حدیث پہنچی کہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے فرمایا کہ مدعی ا
متہم شخص کی شہادت مقبول نہیں۔

امام مالک بروایت عمر بن یحییٰ المازنی اور وہ اپنے والد سے روایت
ہیں کہ ان کے دادا کے باغ میں عبدالرحمٰن بن عوف کی ایک چھوٹی سی نہر تھ
انہوں نے چاہا کہ اس نہر کو باغ کی جانب سے پھیر کر اپنی زمین سے قر
کر لیں۔ تو ان کے دادا نے انہیں منع کیا۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے اس
میں حضرت عمر فاروق رضؓ سے گفتگو کی۔ آپ نے فیصلہ کیا کہ وہ اپنی نہر کو موڑ
لے جائیں۔

راقم عرض کرتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے دیکھا کہ بغیر اپنے کسی ضرر
کے مانع و حارج ہونا ہٹ دھرمی اور بعید از انصاف ہے جس کی پیروی نہیں
سکتی۔ اور مدعا علیہ کے حق میں فیصلہ اسی وقت کیا جا سکتا ہے جب کہ عنداللہ
اس کا کوئی معتد بہ نفع و ضرر متصور ہو سکتا ہو۔

امام مالکؒ بروایت ہشام بن عروہ اور وہ اپنے والد سے وہ عبدالرحمٰن بن حاطب سے
...ایت کرتے ہیں کہ ان کے غلاموں نے قبیلہ مزینہ میں سے ایک شخص کی اونٹنی چورالی اور اُسے
...ح کر دیا۔ مقدمہ حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں لایا گیا۔ آپؓ نے کثیر بن الصلت
...فرمایا کہ ان غلاموں کے ہاتھ کٹوا دو۔ پھر فرمایا انہیں کوئی اور سزا دو۔ حاطب
...ے فرمایا میں تاوان دلاکر تمہیں ایسا قرضدار کروں گا کہ تم بھی یاد کرو گے۔
...ں کے بعد اس مزنی شخص سے پوچھا گیا تمہاری اونٹنی کس قیمت کی تھی؟ اُس نے
...ہا واللہ میں اُسے چار درہم میں بھی نہ دے سکتا۔ آپ نے حاطب
...ے فرمایا اسے آٹھ سو درہم دے دو۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ دُگنی
...یت بڑھا دینے میں اس روایت پر ہمارا عمل نہیں۔ احقر عرض کرتا
...ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ کا یہ فیصلہ در اصل تعزیر پر مبنی تھا۔ کہ آپ نے
...موں کے مالک کو بذریعہ مال تعزیر کی۔ اس باب میں مرفوع و موقوف دونوں
...ں احادیث کثیرہ وارد ہوئی ہیں۔ امام مالکؒ بروایت ابن شہاب وہ عروہ
...ن زبیر سے وہ عبدالرحمٰن بن عبدالقاری سے روایت کرتے ہیں کہ
...ضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا لوگوں کا عجب حال ہے۔ اپنی اولاد کو مال
...یتے دیتے رک جاتے ہیں۔ پھر اگر اُن کی اولاد وفات پا جائے
...کہتے ہیں میرا مال میرے پاس ہے میں نے کسی کو دیا نہیں
...۔ اگر خود وفات پانے لگیں تو کہتے ہیں، یہ سارا مال میرے بیٹے کا
...، میں نے اسے دے دیا ہے۔ اور یہ صحیح نہیں کہ اگر موہوب لہٗ
...نہ واہب کی وفات تک مال پر قبضہ نہ کر لے تو مال ورثاء کا ہے۔
...امام مالکؒ بروایت داؤد بن الحصین روایت کرتے ہیں کہ حضرت
...فاروقؓ نے فرمایا کہ جو شخص بغرض صلۂ رحم ہبہ کرے یا بغرض
...صدقہ، تو وہ اس سے رجوع نہیں کر سکتا۔ اور جو شخص محض بارادۂ
...ثواب ہبہ کرے وہ اس سے رجوع کر سکتا ہے اگر وہ ہبہ کرنے
...رضا مند نہ ہو۔

امام مالکؒ بروایت عبید اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم اور وہ
...پنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہیں عمرو بن سلیم الزرقی نے خبر دی
...ہ حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ یہاں پر قبیلۂ
...ستان کا ایک بلند قامت لڑکا ہے جو ہنوز بالغ نہیں ہوا۔ اُس کے
...بار شام میں ہیں۔ یہاں اس کی صرف ایک چچا زاد ہمشیرہ ہے۔ آپ نے

فرمایا تو اُسے چاہیے کہ مال اپنی ہمشیرہ کو وصیت کر دے۔ چنانچہ اُس نے اپنی زمین جسے بیرج
کہا جاتا تھا وصیت کر دی۔ عمرو بن سلیم بیان کرتے ہیں کہ یہ زمین تیس ہزار درہم میں فروخت کی گئی
اس کی چچا زاد ہمشیرہ کا نام جسے اس نے وصیت کی تھی ام عمرو بن سلیم الزرقی تھا۔

امام مالکؒ بروایت عمرو بن عبدالرحمٰن بن دلاف المزنی روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص قبیلہ جہینہ
میں سے حاجیوں سے پہلے جاتا اور سواریاں خرید لیتا اور پھر انہیں گاؤں کرایہ پر دیتا۔ اور حاجیوں
حاجیوں سے پہلے پہنچ جاتا۔ جب مفلس بن گیا تو اس کا مقدمہ حضرت عمر فاروقؓ کے پاس آیا
آپ نے فرمایا یہ تو بڑا چلتا پرزا ہے اسی کے دین و امانت نے اسے اجازت دی کہ یہ حاجیوں
پیش رو کہلائے۔ اس نے قرض نہ دینے ہی کی غرض سے کیا ہے، اور اب مفلس بن بیٹھا
سو جس کسی کا بھی اس پر قرض ہو وہ صبح میرے پاس آئے۔ میں قرضداروں کے درمیان اس
جائداد تقسیم کر دوں گا۔ تم قرض لینے دینے سے اجتناب کیا کرو۔ کیونکہ اس کا اول ہم و غم
اور آخر حرب ہے۔

کتاب الحدود

الرجم

امام مالکؒ بروایت عبدالرحمٰن بن محمد بن القاری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ
حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں آئے۔ یہ ابو موسیٰ اشعری کے پاس سے آئے تھے۔ آپ نے
حالات دریافت کرتے ہوئے فرمایا، کہو کیا خبر ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ ایک شخص مرتد ہو گیا
ہم لوگوں نے بلا کر اس کی گردن مار دی۔ فرمایا تم نے اُسے قید کیوں نہ کر دیا، قید کرنے کے بعد اُسے
کھلاتے پلاتے بھی اور اس کو تائب ہونے کی تحریک کرتے.... کیا عجب تھا کہ وہ تائب ہو جاتا
دین اسلام کی طرف پھر رجوع کرتا۔ اس کے بعد پھر آپ نے فرمایا اے پروردگار میں اس معاملہ
میں شریک نہ تھا۔ نہ میں نے اس کا حکم کیا، نہ میں اسے سن کر خوش ہوا۔

امام مالک بروایت ابن شہاب اور وہ عبید اللہ بن عبداللہ بن عباس سے انہوں نے
حضرت عمر فاروقؓ سے سنا کہ رجم کتاب اللہ میں ہے اور حد واجب ہے اس مرد یا عورت
پر جو نکاح کرنے کے بعد بدکاری کرے اور شہادت قائم ہو جائے یا حمل ظاہر ہو یا وہ خود اعتراف کرے
امام مالک بروایت یحییٰ بن سعید اور وہ سعید بن المسیب سے قصہ حضرت عمر فاروقؓ
روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ ایسا نہ ہو کہ آیت رجم کے معاملہ میں ہلاک ہو جاؤ

کہنے لگو کہ دو حدیں ہم کتاب اللہ میں نہیں پاتے حالانکہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم
، رجم کیا اور ہم نے بھی رجم کیا۔ قسم ہے اس ذاتِ بابرکات کی جس کے قبضۂ قدرت
ں میری جان ہے، اگر لوگ یہ نہ کہتے کہ عمرؓ نے قرآن مجید میں زیادہ کردیا، تو میں آیت رجم
یخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما البتۃ۔ قرآن مجید میں لکھ دیتا۔ کیونکہ ہم اس آیت کی تلاوت کرتے
ے ہیں۔ امام مالکؒ بروایت یحییٰ بن سعید اور وہ سلیمان بن یسار سے وہ ابو واقد اللیثی سے
ایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروقؓ شام پہنچے تو ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا، اور
ن کیا کہ اس نے اپنی عورت کے ساتھ ایک شخص کو زنا کرتے ہوئے پایا۔ آپ نے ابو واقد
یثی کو اس شخص کی عورت کے پاس بھیجا تاکہ یہ اس سے اصل واقعہ دریافت کر آئیں۔
ب ابو واقد اللیثی اُس کے پاس گئے تو بہت سی عورتیں اُس کے پاس جمع تھیں انہوں نے
ں کو اُس کے شوہر نے جو کچھ کہا تھا، کہہ سُنایا۔ اور اُسے اس امر کی بھی خبر کردی کہ اس سے صرف
س کے شوہر کے قول پر مؤاخذہ نہیں کیا جائے گا۔ اسی قسم کی اور بھی بہت سی باتیں کیں تاکہ
ر وہ چاہے تو اعتراف نہ کرے مگر اس نے خود ھی اعتراف کرلیا۔ حضرت عمر فاروق رضؓ نے
م کا حکم کیا اور یہ رجم کی گئی۔

امام مالکؒ بروایت نافع روایت کرتے ہیں کہ ایک غلام ممالیکؒ خمس کی نگہبانی پر مامور
ما۔ اُس نے ایک جاریہ سے زنا بالجبر کیا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اُسے حد ماری اور شہر بدر
کردیا۔ اور جاریہ کو حد ماری اس لیے کہ غلام نے اس پر جبر و استکراہ کیا تھا۔

امام مالکؒ بروایت یحییٰ بن سعید روایت کرتے ہیں کہ انہیں حضرت عمر فاروقؓ نے حکم
لیا کہ وہ جواری قریش کو جو خمس سے ملی تھیں حد ماریں۔ چنانچہ عبداللہ عیاش نے ان جواری
کو حد زنا میں پچاس پچاس درے مارے۔

امام مالک بروایت ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص اپنی عورت کی
اریہ لے کر سفر کو نکلا۔ اثنائے سفر میں اُس نے جاریہ سے جماع کیا۔ اُس کی عورت کو جب معلوم
وا۔ اُسے غیرت آئی اور حضرت عمر فاروق سے اس کا ذکر کیا آپ نے اس شخص سے دریافت کیا
و اُس نے بیان کیا کہ میری عورت نے یہ جاریہ مجھے ھبہ کردی ہے۔ آپ نے فرمایا، شہادت پیش کرو
رنہ میں تمہیں رجم کروں گا۔ مگر پھر اس کی عورت نے اعتراف کرلیا کہ اس نے جاریہ اُسے ھبہ کر
ی ہے۔ ۱۲

الافتراء

امام مالک بروایت ابی الزناد اور وہ عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے
کہا کہ میں نے حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور ان کے بعد کے دیگر خلفاء میں سے کسی کو

افترا کی بابت چالیس درّوں سے زیادہ مارتے نہیں دیکھا۔ نیز امام مالک بروایت ابی الر
اور وہ اپنی والدہ عمرہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضؓ کے زمانۂ خلافت میں
شخص آپس میں جھگڑے ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ میرے ماں با
زانی نہیں۔ حضرت عمر فاروق رضؓ نے لوگوں سے اس معاملہ میں مشورہ کیا۔ ایک شخص کہنے لگ
کہ اس نے اپنے ماں باپ کی مدح کی اور لوگوں نے کہا کیا مدح کے لیے اس کے ماں باپ کے او
صفات نہ تھے۔ ہماری رائے ہے کہ اسے حد ماری جائے۔ چنانچہ آپ نے اُسے اَسّی دُرّ
حد ماری۔

امام بغوی نے روایت کیا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضؓ کے سامنے دو شخص آپس میں لڑ
مگر آپ نے ان سے کچھ نہیں کہا۔ اسی طرح حضرت عمر فاروق رضؓ کے سامنے دو شخص ایک دوس
کو بُرا بھلا کہنے لگے تو آپ نے انہیں تنبیہ کی۔

حدِ الخمر

امام مالک بروایت یزید الدیلی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے حد شراب کی با
مشورہ کیا۔ حضرت علی مرتضیٰ رضؓ نے فرمایا ہماری رائے ہے کہ آپ شارب الخمر کو اسی دُرّے مار
کیونکہ جب شرابی شراب پیتا ہے مدہوش ہو جاتا ہے۔ اور جب مدہوش ہوتا ہے۔ ہذیا
ہے اور ہذیان میں افترا بھی کرتا ہے یا اسی کے قریب قریب حضرت علی رضؓ نے کوئی اور لفظ فرمائے
پھر اس کے بعد سے حضرت عمر فاروق رضؓ نے شارب الخمر کو اسی دُرّے مارنے شروع۔
بغوی نے ولید بن عقبہ کے قصہ میں حضرت علی مرتضیٰ رضؓ کا قول نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی
علیہ وسلم نے چالیس درے مارے۔ حضرت صدیق اکبر رضؓ نے چالیس درے مارے حض
عمر فاروق رضؓ نے اَسّی، اور دونوں طریق مسنون ہیں۔ اور مجھے یہ پسند ہیں (یعنی چالیس دُرّے۔)
امام مالک بروایت ابن شہاب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضؓ، حضرت عثمان غنی رضؓ او
حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ نے عبید یعنی غلاموں کو حد کی نسبت نصف حد ماری (یعنی حد خمر میں)

حکم الطِّلاء

امام مالک بروایت ابن شہاب روایت کرتے ہیں کہ سائب بن یزید نے انہیں خبر
کہ ایک روز حضرت عمر فاروق ان لوگوں کے پاس آئے اور فرمایا مجھے فلاں شخص کے پاس
شراب کی بو آتی ہے اور وہ کہتا ہے کہ اس نے طلاء استعمال کی ہے اور میں دریافت کرتا
جو کچھ اُس نے پیا ہے۔ اگر وہ کوئی مسکر چیز ہے تو میں اُسے حد ماروں گا۔ چنانچہ آپ
اُسے پوری حد ماری۔

امام مالک بروایت داؤد بن الحصین اور وہ واقد بن عمر بن سعد بن معاذ سے روایت کرتے ہیں کہ انہیں لبید کے بیٹے محمود انصاری نے خبر دی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب شام گئے تو اہل شام نے آب و ہوا کے ناقص ہونے کی شکایت کی۔ اور یہ کہ بغیر طلا نوشی کے یہاں کی آب و ہوا موافق نہیں ہوتی۔ آپ نے فرمایا شہد استعمال کیا کرو۔ انہوں نے کہا شہد بھی ہمیں موافق نہیں آتا۔ ایک شخص نے کہا آپ ہمارے لیے یہ طلاء جو مسکر نہیں جائز کر سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا، ہاں! اس کے بعد انگور کا عرق پکایا گیا۔ یہاں تک کہ اس کا تہائی حصہ باقی رہ گیا۔ پھر آپ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے اس میں لکڑی ڈالی اور اٹھائی تو شربت اس سے ٹپکنے لگا۔ آپ نے فرمایا یہ طلاء ہے یہ طلاء الابل ہے اور حکم دیا کہ وہ اسے پی سکتے ہیں۔ اس وقت حضرت عبادہ بن صامت آپ سے کہنے لگے کیا آپ نے یہ انہیں حلال کر دی؟ فرمایا واللہ ہرگز نہیں اے پروردگار میں لوگوں کو وہ چیز حلال نہیں کر سکتا جو تو نے حرام کر دی اور نہ حرام کر سکتا ہوں جو تو نے حلال کی۔ (مطلب یہ ہے کہ جو چیز وہ اصل حلال ہے اُسے کوئی کیا حلال کر سکتا ہے وہ تو خود حلال ہے۔ مترجم)

السرقۃ

امام مالک بروایت ابن شہاب اور وہ سائب بن یزید سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمرو الحضری حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کہنے لگے آپ میرے اس غلام کے ہاتھ کاٹیے کیونکہ اس نے چوری کی۔ آپ نے پوچھا، کیا چوری کی؟ کہا اس نے میرے گھر سے آئینہ چورایا جس کی قیمت قریباً ساٹھ درہم ہوگی۔ فرمایا چھوڑ دو اس پر قطع ید نہیں آیا۔ یہ تمہارا خادم ہے ایک چیز اس نے اٹھا کر رکھ لی۔

القصاص

امام بیہقی بروایت ابن فراس روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں بیان فرمایا کہ میں نے عاملوں کو اس لیے نہیں بھیجا کہ وہ تمہیں مار پیٹ کریں، اور تمہارا مال چھین لیں۔ سو جو کوئی عامل ایسا کرے اُسے میرے پاس لاؤ۔ تاکہ میں اس سے قصاص لوں۔ حضرت عمرو بن العاص نے عرض کیا کہ اگر کوئی شخص بعض رعایا کو تادیب دینے کے لیے ایسا کرے تو بھی آپ اس سے قصاص لیں گے؟ فرمایا ہاں قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضۂ قدرت میں

میری جان ہے، میں اس سے قصاص لوں گا۔ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنے نفس سے قصاص لیا کرتے تھے۔

امام مالک بروایت یحییٰ بن سعید وہ سعید بن المسیب سے روایت کرتے کہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے ایک ایسے شخص کے پیچھے پانچ شخصوں کو جنہوں نے اس شخص کو قتل کیا تھا، قتل کیا۔ اور فرمایا اگر سب اہل صنعار مل کر اسے قتل کرتے تو میں ان سب کو قتل کر دیتا۔ بیہقی روایت کرتے ہیں کہ ہم سے روایت کی کہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے ایک عورت کے قصاص میں تین آدمیوں کو قتل کیا۔ امام شافعی روایت فرماتے ہیں کہ انہیں خبر دی۔ امام محمد بن الحسن نے انہیں امام ابو حنیفہ نے وہ اپنے شیخ حماد سے وہ ابراہیم نخعی سے روایت فرماتے ہیں کہ قبیلہ بکر بن وائل میں سے ایک شخص نے اہل حیرہ میں ایک شخص کو قتل کیا۔ حضرت عمر فاروق رضؓ نے اس کی بابت تحریر فرمایا کہ قاتل اولیار مقتول کو دے دیا جائے خواہ وہ اُسے قتل کریں اور خواہ معاف کریں۔ چنانچہ قاتل اہل حیرہ میں سے ایک نامی شخص کو دے دیا گیا اور اس نے اُسے قتل کردیا۔ اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضؓ نے تحریر فرمایا کہ اگر قاتل ابھی قتل نہ کیا گیا ہو اُسے قتل نہ کرو۔ لوگوں نے سمجھا کہ آپ کا ارادہ یہ ہے کہ اولیار مقتول کو دیت دے کر رضامند کرلیا جائے۔

"اس کے متعلق حضرت امام شافعی رحؒ نے امام محمد رحؒ سے مبسوط بحث کی۔ امام شافعی نے فرمایا اگر حضرت عمر فاروق رضؓ تحریر فرماتے کہ اس شخص کو قتل کردو اور وہ قتل کر دیا جاتا تو کیا یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بالمقابل حجت ہو سکتا تھا۔ محمد رحؒ نے فرمایا، ہرگز نہیں۔ امام شافعی نے فرمایا، اچھا اگر اس معاملہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کچھ منقول نہ ہوا ہوتا جو آپ پر حجت ہو سکتا ہوتا بلکہ اس معاملہ میں صرف حضرت عمر فاروق رضؓ ہی سے منقول ہوا ہوتا۔ اور حضرت عمر فاروق رضؓ کوئی حکم دے کر اس سے رجوع نہیں کر سکتے مگر بوجہ اس حدیث کے جو آپ کو بعد میں ملی۔ پھر جب حضرت عمر فاروق رضؓ اپنے قول اول پر عمل کرنے کے مجاز تھے۔ لیکن جب انہوں نے اس سے رجوع کر لیا تو آپ کو بھی ضروری ہے کہ آپ بھی اس قول سے رجوع کرلیں۔ امام محمد رحؒ نے فرمایا یہ کیوں کر معلوم ہوا کہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے رجوع کیا۔ بلکہ آپ نے چاہا کہ اولیائے مقتول کو دیت دے کر راضی کر لیا جائے۔ امام شافعی نے فرمایا اگر آپ یہ تاویل کرتے ہیں تو میں کہتا ہوں حضرت عمر فاروق رضؓ نے ازاقوال اول ارادہ کیا کہ قاتل کو قتل کا خوف دلایا جائے، قتل نہ کیا جائے۔ امام محمد رحؒ نے فرمایا حدیث میں اس کا ذکر نہیں۔ امام شافعی رحؒ نے فرمایا آپ کی تاویل بھی حدیث مذکور میں نہیں"۔

نیز امام بیہقی فرماتے ہیں کہ ہم نے اس واقعہ کے متعلق یہ بھی روایت کیا ہے کہ ابو عبیدہ بن جراح نے کہا اگر عبادہ بن صامت اپنے کسی غلام کو مار ڈالیں، تو کیا آپ اُن سے اس کا قصاص لیں گے۔ تو حضرت عمر فاروق رضؓ خاموش ہو گئے بیہقی نے بروایت عطاء روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے فرمایا کہ باستثنا سر دران میں ہڈیوں کی بابت قصاص نہیں لوں گا۔ نیز امام بیہقی روایت کرتے ہیں، کہ حضرت عمر فاروق رضؓ اور حضرت علی مرتضےٰ رضؓ نے فرمایا کہ جو شخص حد مارتے ہوئے مر جائے اور جو شخص قصاص میں مارا جائے اس کے لیے دیت نہیں۔ نیز امام بیہقی روایت کرتے ہیں۔ ہم نے بھی بروایت عمر بن الخطاب روایت کی ہے جو ضرب عصار سے وجوب قصاص پر دلالت کرتی ہے جب کہ اس قسم کی ضرب سے مر جانا یقینی سمجھا جاتا ہو۔ بیہقی بروایت ابن شہاب روایت کرتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبرؓ، حضرت عمر فاروق رضؓ، حضرت عثمان غنی رضؓ اپنے نفوس کا قصاص دیا کرتے تھے۔ اور لوگ ان سے قصاص نہیں لیتے تھے بوجہ اُن کے خلفاء ہونے کے۔

الحر بالحر والعبد بالعبد

امام بیہقی بروایت مکحول عبادہ بن صامت کے قتل کے واقعہ میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے ان سے فرمایا آؤ قصاص کے لیے بیٹھو۔ تو زید بن ثابت نے کہا آپ غلام کا اپنے بھائی سے قصاص لیتے ہیں۔ تو آپ نے انہیں چھوڑ دیا اور دیت کا فیصلہ کیا۔ بیہقی فرماتے ہیں ہم نے اس واقعہ کے متعلق یہ بھی روایت کیا ہے کہ ابو عبیدہ بن جرّاح نے کہا کہ اگر یہ (عبادہ بن صامت) اپنے کسی غلام کو قتل کر دیتے تو کیا آپ ان سے اس کا قصاص لیتے! تو آپ خاموش ہو گئے۔ امام شافعی نے منقطعاً اور بیہقی نے موصولاً بروایت عمرو بن شعیب انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اُن کے دادا سے روایت کیا ہے، کہ حضرت صدیق اکبر رضؓ اور حضرت عمر فاروق رضؓ غلام کے قصاص میں آزاد کو قتل نہیں کیا کرتے تھے۔ نیز بیہقی نے بروایت احنف بن قیس روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضؓ اور حضرت علی مرتضےٰ رضؓ نے فرمایا جو آزاد غلام کو قتل کرے وہ اس کی قیمت ادا کرے جس قدر بھی کہ وہ ہو۔ مدلجی کے قصہ میں بیہقی نے بروایت عمرو بن شعیب انہوں نے اپنے والد سے اُنہوں نے اُن کے دادا سے روایت کیا ہے کہ حضرت عُمر فاروق رضؓ نے فرمایا کہ باپ سے بیٹے کے قصاص نہ لیے جانے کی نسبت

میں نے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے نہ سنا ہوتا تو میں اُسے (مدلجی)
ضرور قتل کرتا۔ لاؤ اس کی دیت دو۔ آپ نے دیت لے کر اُس کے بیٹے
کے ورثار کو تقسیم کر دی۔ اور اُس کے باپ کو کچھ نہیں دیا۔
بیہقی نے بروایت عرفجہ مرفوعاً حضرت عمر فاروق رضؓ سے روایت کی۔
کہ باپ پر بیٹے کا قصاص نہیں۔

قتل العمد وشبہ وقتل الخطاء

امام بیہقی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے فرمایا نا بالغ کا عمد
و خطار یکساں ہے۔ یعنی اُس کے عمد کا حکم خطار کا ہے۔ امام مالک بروایت
یحییٰ بن سعید اور وہ عمرو بن شعیب سے روایت کرتے ہیں کہ بنی مدلج میں
سے ایک شخص نے جس کا نام قتادہ تھا اپنے لڑکے کو تلوار پھینک
ماری جو اس کی ساق میں جاکر لگی۔ زخم سے اس قدر خون نکلا کہ لڑکا مر گیا
سراقہ بن جعشم نے حضرت عمر فاروق رضؓ کی خدمت میں جاکر واقعہ بیان کیا۔ آپ
نے اُن سے فرمایا قدید (مکہ ومدینہ کے مابین ایک مقام تھا) جاکر ایک سو بیس
اونٹ تیار کر رکھو۔ یہاں تک کہ میں وہاں پہنچوں۔ جب آپ اس مقام پر
آئے تو آپ نے اونٹوں میں سے تیس حقے (یعنی چہار سالے اونٹ) تیس
جذعے (پانچ سالے اونٹ) چالیس خلفہ (حاملہ اونٹنیاں) لے کر کہا
مقتول کا بھائی کہاں ہے؟ جب وہ سامنے آموجود ہوا تو یہ تمام
اونٹ آپ نے اُسے دے دیئے۔ اور کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا قاتل کے لیے کچھ نہیں۔
امام مالک بروایت ابن شہاب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضؓ
نے بمقام منیٰ لوگوں کو قسم دلائی کہ جس کسی کو (توآبیث) دیت کے متعلق علم
ہو مجھے خبر کرے۔ یہ سنکر ضحاک بن سفیان الکلابی کھڑے ہوئے اور
بیان کیا کہ اشیم الضبابی کی زوجہ کے متعلق تحریر فرمایا کہ میں ان کی
دیت ان کی زوجہ کو وراثت میں دوں۔ اسی کے مطابق حضرت عمر
فاروق رضؓ نے فیصلہ کیا۔ ابن شہاب بیان کرتے ہیں کہ اشیم الضبابی بصورت
قتل خطار مارے گئے۔

الدّیات

امام مالک فرماتے ہیں کہ انہیں حدیث پہنچی کہ حضرت عمر فاروق رضؓ

، قریٰ پر دیت سونے سے ایک ہزار دینار اور چاندی سے بارہ ہزار درہم مقرر
۔ امام شافعی بروایت ابن شہاب وہ مکحول سے وہ عطار سے روایت کرتے
، کہ انہوں نے لوگوں کو اس امر پر پایا کہ دیت مسلم حرؓ کی آنحضرت صلی
ر علیہ وسلم کے زمانۂ سعادت سے اونٹ مقرر ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ
۔ اس دیت کی بجائے اہل قرٰے پر ایک ہزار دینار یا بارہ ہزار درہم مقرر
ئے اور مسلمہ حرہ کی جب کہ وہ اہل قریٰ سے ہو پانچ سو دینار یا چھ ہزار
ہم۔ اور اگر اس کا قاتل اہل بدو سے ہو تو وہ پچاس اونٹ دیت دے۔
، بدو کو سونا چاندی دینے کی تکلیف نہیں دی جاتی۔
امام محمدؒ بن الحسن امام ابو حنیفہ سے وہ ہشیم سے وہ عامر شعبی سے
عبیدہ سلمانی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا، جو
ب سونا رکھتے ہیں ان پر دیت ایک ہزار دینار ہے اور جو چاندی رکھے ہیں۔
، پر دس ہزار درہم۔ اہلِ بقرہ پر دو سو گائیں، اہلِ ابل پر سو اونٹ، اہلِ
نم پر دو ہزار بکریاں، اہلِ حلل پر دو سو حلہ۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ ہم دیت
، یہ سب چیزیں لے لیتے ہیں۔ اور امام ابو حنیفہ بھی ابل و دینار و دراہم وغیرہ
ب دیت میں لے لیا کرتے تھے۔
امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ امام محمدؒ بن الحسن نے کہا ہمیں حضرت عمر فاروقؓ
ے حدیث پہنچی کہ آپ نے اہل ذہب پر ایک ہزار دینار اہل فضہ پر
ں ہزار درہم مقرر کیے۔ امام محمد فرماتے ہیں کہ ہم سے یہ حدیث بیان
ں امام ابو حنیفہ نے انہوں نے روایت کی ہشیم سے، انہوں نے شعبی سے،
ہوں نے عمر بن الخطابؓ سے۔ نیز بیان کیا کہ حضرت عمر فاروقؓ اہلِ بقرہ
و سو گائیں، اہلِ ابل پر سو اونٹ، اہلِ غنم پر دو ہزار بکریاں۔ نیز امام محمدؒ
اتے ہیں کہ اہلِ مدینہ نے بیان کیا کہ حضرت عمر فاروقؓ نے اہل فضہ پر بارہ
ار درہم مقرر کیے۔ امام محمد۔ فرماتے ہیں ہمارا جیسا کہ خیال ہے ہم اہلِ عراق
ل مدینہ کی نسبت اعلم ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے اہل فضہ پر کیا مقرر کیا۔
یونکہ درہم آپ نے اہل عراق پر مقرر کیے۔ امام محمد فرماتے ہیں کہ اہل مدینہ
ی سچ کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے دیت بارہ ہزار درہم مقرر کی۔ مگر
آپ نے بارہ ہزار درہم بوزن چھ ہزار مقرر کیے۔ اس کے متعلق مجھ سے
دری نے روایت کی ہے انہوں نے مغیرۃ الضبی سے انہوں نے ابراہیم نخعی
سے، کہ دیت میں اول اول اونٹ دیئے گئے جن میں چھوٹے بڑے اونٹ

سب طرح کے ہوتے تھے۔ اور جن میں ہر ایک اونٹ تقریباً ا
سو بیس درہم کا ہوتا تھا۔ یہ بارہ ہزار درہم اسی حساب سے تھے۔ امام شافعی
ہیں میں نے امام محمدؒ بن الحسن سے کہا کیا آپ کہتے ہیں کہ دیت اہل فضہ
بارہ ہزار درہم ہے؟ انہوں نے کہا، نہیں۔ میں نے کہا آپ کا خیال ہے
دیت کے معاملہ میں اہل حجاز کی نسبت آپ اعلم ہیں۔ کیونکہ حضرت عمر فار
نے دیت کے متعلق جو فیصلہ کیا آپ اُس کے اساتھ فیصلہ نہیں کرتے
آپ نے کہا اہل حجاز اس معاملہ میں اچھا نہیں کرتے تھے۔ میں نے کہا آ
کوئی روایت رکھتے ہیں جسے آپ دیت کے متعلق اصل قرار دے سکیں
کیونکہ آپ کا خیال ہے کہ جس سے (حضرت عمر فاروق رضؓ سے) دیت
معاملہ میں روایت کیا گیا ہے معلوم نہیں ہوتا کہ انہوں نے کیا فیصلہ

امام مالکؒ بروایت ابن شہاب وہ عراک بن مالک سے اور وہ سلیمان
لیسار سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے جو قبیلۂ سعد بن لیث
گھوڑا دوڑایا جس سے قبیلہ جہینہ میں سے ایک شخص کی انگلی کچلی گئی
خون بہہ کر یہ شخص جان بحق ہو گیا۔ حضرت عمر فاروق رضؓ نے مدعا علیہم
کہا کیا تم پچاس دفعہ حلف اُٹھا سکتے ہو کہ یہ شخص انگلی کچلی جانے سے
مرا؟ انہوں نے حلف اُٹھانے سے انکار کیا۔ آپ نے مدعیوں سے پوچھ
تم حلف اُٹھا سکتے ہو؟ اُنہوں نے بھی انکار کیا تو آپ نے نصف
پر فیصلہ کیا۔

قال مالك وليس العمل على هٰذا وقال الشافعی نحواً من ذالك قلت ان ال
بالمدعی علیہم فالظن ان عمر بن الخطابؓ کان انہ یجوز ان یبدء بهؤلاء وهؤ
فالبدایۃ بالمدعی علیہم هو القیاس والبدایۃ بالمدعین محول عن القیاس احتی
لامر القتل واما قضاءه بنصف الدیۃ علی التعدیین فیجری فیہ ما قال البغوی
حدیث جریر بن عبد الله بعث رسول الله صلے الله علیہ وسلم سریۃ ا
خثعم فاعتصم ناس بالسجود فاسرع فیہم القیل فبلغ ذکر النبی صلے الله علیہ
فامر بنصف العقل الحدیث فقال امر بنصف الدیۃ استطابۃ لانفس اهلهم
زجرا للمسلمین فی ترك التثبت عند وقوع الشبہۃ والاوجہ عندی انہ علی طریق الا
لیشهد لہ کتاباً عمر الی ابی عبیدہ واحرص علے الصلح مالم یستبن لك القضاء۔

امام مالک بروایت زید بن اسلم وہ مسلم بن جندب سے وہ اسلم مولیٰ عمر۔
روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے داڑھ میں ایک اونٹ کا ترقوہ میں

ب اونٹ کا اور پسلی ٹوٹنے میں ایک اونٹ کا فیصلہ کیا۔ بیہقی بروایت مجاہدؒ
وایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے اس مقتول کے لیے جو حرم میں
شہر الحرام میں مارا جائے ایک دیت اور ثلث دیت پر فیصلہ کیا۔ امام
افعی روایت فرماتے ہیں کہ ہمیں نہیں معلوم کہ آئمہ قدیم و حدیث میں سے
کسی نے موضحہ (وہ چوٹ یا وہ سر کی چوٹ جو ظاہر نہ ہوئی ہو) میں کسی دیت
ا فیصلہ کیا۔ مگر بعض اصحاب شافعیہ نے بیان کیا ہے کہ شیخین یعنی
ضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ سے روایت کیا گیا ہے،
کہ غیر موضحہ میں انہوں نے فیصلہ کو ایک زمانہ تک موقت کیا۔
بعض نے کہا محتمل ہے کہ شیخینؓ نے یہ فیصلہ بطریق حکومت کیا
و۔ بیہقی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا دانت کیا اور
ر کیا دنداں، پیشیں برابر ہیں۔ پہلے آپؓ ان میں فرق کرتے تھے مگر اب
آپؓ نے مساوات کی طرف رجوع کیا۔
بیہقی بروایت سعید بن المسیب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ
نگلیوں کے درمیان فرق کرتے تھے۔ یہاں تک کہ آپؓ نے کتاب آل
مرو بن حزم دیکھی۔ آل عمرو بن الحزم بیان کرتے تھے کہ یہ آنحضرت صلی
للہ علیہ وسلم کی لکھوائی ہوئی کتاب ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں جب تک
ثابت نہ ہو گیا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کتاب ہے
نہوں نے آل عمرو بن الحزم کی کتاب قبول نہ کی۔
احقر عرض کرتا ہے مقادیر دیات میں اصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی کتاب ہے جو عمرو بن حزم سے روایت کی گئی۔ حضرت عمر فاروقؓ
نے اُسے معتمد سمجھا اور اس سے احکام دیات اخذ کیے۔
امام شافعیؒ امام محمد سے وہ امام ابو حنیفہ سے وہ حماد سے وہ ابراہیم
نخعی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں ایک
شخص لایا گیا جو قتل عمد کا مرتکب ہوا تھا۔ آپ نے اس کے قتل کا حکم
دیا۔ مگر مقتول کے بعض اولیاء نے اسے خون معاف کر دیا لیکن حضرت
عمر فاروقؓ نے اسے پھر بھی قتل کا حکم دیا۔ حضرت ابن مسعودؓ نے عرض کیا
قاتل کا نفس ان سب کے زیر اختیار ہے۔ لیکن جب اُس شخص نے اپنی
جانب سے اُسے معاف کر دیا تو یہ اپنا حق نہیں لے سکتا جب تک کہ
ان سب کا حق نہ لے۔ یعنی باقی اولیاء نے تو معاف کیا نہیں۔ حضرت

عمر فاروقؓ نے فرمایا اچھا آپ کیا رائے دیتے ہیں؟ عرض کیا آپ باقی لوگ
کو دیت دلاویں اور معاف کرنے والے کا حصہ اُسے معاف کر دیں۔ فرمایا
میں بھی یہی خیال کرتا ہوں۔ بیہقی بروایت اعمش وہ زید بن وہب سے روا
کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی زوجہ کے پاس ایک شخص کو پایا تو اُ
نے اپنی عورت کو قتل کر دیا۔ قاتل حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں ا
گیا۔ مقتولہ کا ایک بھائی مقتولہ سے سخت ناراض ہوا۔ اور اس نے اس
شوہر کو معافی دے دی اور اپنا حصہ قاتل کو صدقہ کر دیا تو پھر آپ
حکم دے کر دعوے داروں کو دیت دلوا دی۔ نیز بیہقی روایت کر
ہیں کہ ایک شخص نے ایک شخص کو مار ڈالا اور مقتول کی ہمشیرہ
جو قاتل کی زوجہ تھی اپنی جانب سے خون معاف کر دیا تو حضرت عمر فار
نے فرمایا قاتل قتل ہونے سے آزاد ہو گیا۔ امام شافعیؒ بروایت سفیان
منصور سے وہ شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے ا
لکھا، ایک قتیل کی بابت جو خیران اور وداعۃ کے مابین پایا گیا، لکھا کہ ا
دونوں قریوں کی پیمائش کی جائے جس قریہ سے یہ مقتول نزدیک
اس سے پچاس شخصوں کو نکال کر روانہ کریں کہ یہ مکہ میں آپ سے
ملیں۔ آپ نے ان لوگوں کو حجر (حطیم کعبہ کا نام ہے) میں داخل کیا
اور ان سے حلف لیا اور دیت بھی لی۔ ان لوگوں نے کہا ہمارے حلف
نے ہمارا مال نہ بچایا اور نہ مال نے ہمارے حلف۔ یعنی ہم نے حلف
کھائے، اور ہم سے دیت بھی لی گئی۔ آپ نے فرمایا معاملہ ھی ایسا۔
(اس فقرہ کی تشریح آگے آتی ہے) امام شافعی فرماتے ہیں سفیان نے عا
الاحول سے انہوں نے شعبی سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے
سے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ تمہاری قسموں نے تمہارے خون بچا لیے
اور بوجہ دیت لے لینے کے ایک مسلمان مردہ کا خون بھی رائگاں نہ جا
اس کے بعد امام شافعی نے فرمایا کہ یہ حدیث نہایت ضعیف ہے۔ کیونکہ
سے روایت کی گئی ہے۔ انہوں نے حارث الاعور سے روایت کی ہے
اور حارث الاعور کذّاب ہے۔ اس کے بعد امام شافعی فرماتے ہیں میں
خیران و وداعہ میں قریباً چودہ سفر کیے۔ صرف اسی غرض سے کہ میں ان
یہ روایت بیان کروں اور ان سے تصدیق کرا لوں کہ حضرت عمر فار
نے اس قتیل کی بابت کیا فیصلہ کیا۔ مگر ان لوگوں نے کہا یہ ایک واق

ہے جو ہمارے قصبات میں واقعہ ہی نہیں ہوا۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں،
لانکہ اہل عرب واقعات کو خوب یاد رکھا کرتے ہیں۔

توریث المرأۃ من دیّۃ زوجہا

شوہر کی دیت سے عورت کو میراث ملنا

امام شافعی بروایت سعید بن المسیب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر
روقؓ فرمایا کرتے تھے، دیت وارثوں کے لیے ہے۔ مگر عورت اپنے
وہر کی دیت سے میراث نہیں پا سکتی۔ یہاں تک کہ ضحاک بن سفیان
آپ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تحریر
یا کہ وہ اشیم الضبیابی کی دیت سے اُن کی زوجہ کو میراث دیں۔ تو
ضرت عمر فاروقؓ نے اپنے قول سے رجوع کیا۔

یت المرأۃ و دیت الیہودی والنصرانی والمجوسی و دیت الجنین، والعبد

امام شافعی بروایت امام محمدؒ وہ محمد بن آبان سے وہ ابراہیم سے وہ حضرت
فاروقؓ سے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں
فرمایا کہ عورت کی دیت مرد کی نسبت نصف ہے۔ امام شافعیؒ روایت
تے ہیں کہ اُن سے فضیل بن عیاض نے انہوں نے منصور بن المعمتر سے
وں نے ثابت الحداد سے انہوں نے سعید بن المسیب سے روایت کی،
حضرت عمر فاروقؓ نے یہودی اور نصرانی کی دیت کا فیصلہ کیا چار ہزار
ہم، اور مجوسی کی دیت کا آٹھ سو درہم۔

امام شافعی بروایت سفیان وہ عمرو سے وہ طاؤس سے روایت کرتے
، کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا میں اُس شخص کو اللہ کا واسطہ دلاتا ہوں
ں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جنین کی دیت کی بابت کچھ
سنا ہو تو وہ مجھ سے بیان کرے۔ حمل بن مالک بن نابغہ کھڑے ہوگئے
بیان کیا کہ میں دو کنیزوں کے درمیان کھڑا ہوا تھا کہ ان میں سے ایک
دوسری کو خیمہ کی لکڑی سے مارا جس سے اس کا اسقاط ہو گیا۔ آنحضرت
اللہ علیہ وسلم نے اس مردہ جنین کی دیت میں ایک غلام آزاد کرنے کا
فرمایا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا قریب تھا، کہ ہم اس معاملہ میں اپنی رائے

سے فیصلہ کر دیتے۔ بیہقی بروایت شہر بن حوشب روایت کرتے ہیں کہ حضر
عمر فاروق رضؓ ایک عورت پر چلائے اور اس کا حمل ساقط ہو گیا۔ تو آپ نے ایک
غلام آزاد کیا۔ نیز بیہقی نے بروایت زید بن اسلم روایت کیا ہے کہ حضرت ع
فاروق رضؓ نے غلام کی قیمت اندازاً پچاس دینار مقرر کی۔ امام شافعی فرماتے ہ
حضرت عمر فاروق رضؓ اور حضرت علی مرتضےٰ رضؓ سے روایت کیا جاتا ہے کہ غلام مقتو
کی دیت اس کی قیمت ہے جہاں تک کہ ہو۔

بیہقی بطریق ثوری وہ حماد سے وہ ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ حض
زبیر اور حضرت علی مرتضیٰ رضؓ موالی حضرت صفیہ میں جھگڑا ہوا اور مقدمہ حضر
عمر فاروق رضؓ کی خدمت میں لے گئے۔ آپ نے فیصلہ کیا کہ زبیر میراث
اور حضرت علی مرتضےٰ رضؓ دیت میں۔ اور بیہقی بطریق شعبی روایت کرتے ہیں
حضرت عمر فاروق رضؓ نے اس دیت کی مُدت تین سال مقرر کی۔ کہ ہر سال ا
ثلث دیت ادا کر دی جائے۔

السّحرۃ

امام شافعی بروایت سفیان وہ عمرو بن دینار سے روایت کرتے ہیں کہ ا
نے بجالہ رضؓ کو کہتے سُنا کہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے لکھا کہ ساحر و ساحرہ کو ق
کر دیا جائے۔ بجالہ رضؓ کہتے ہیں کہ خود ہم نے تین ساحر قتل کیے۔

کتاب قسمۃ الغنیمۃ والفیٔ والصدقات

امام شافعی بروایت طارق بن شہاب روایت کرتے ہیں کہ اہل کوفہ نے (
اُن کے امیر عمار بن یاسر تھے) اہل بصرہ کی مدد کی۔ یہ لوگ آئے اور
غنیمت حاصل کی۔ حضرت عمر فاروق رضؓ نے لکھا کہ غنیمت ان سب کا ح
جو واقعہ میں شریک ہوئے۔

امام شافعی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضؓ سے روایت کیا گیا ہے
آپ نے سعد بن وقاص کو اس جیش کی بابت جو بعد میں آیا تھا لکھا
اُسے بھی مالِ غنیمت تقسیم کریں بشرطیکہ وہ مقتولین کو دفن کرنے
پہلے آئے ہوں۔ اس کے بعد امام شافعی نے اس کی تضعیف کی۔

امام شافعی مسئلہ سلب قتیل کی بابت فرماتے ہیں ہم سے معارض نے

معارضہ کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ ہم
ب قتیل (مقتول کا سامان جو قاتل کا حق ہوتا ہے) کا خمس نہیں نکالا کرتے
۔ لیکن براء بن عازب کا سلب قتیل چونکہ نہایت قیمتی تھا، اس لیے
خیال کرتا ہوں کہ انہوں نے اس کا خمس ضرور نکالا ہوگا۔ اس کے
امام شافعی نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا ہے، یہ حدیث ہماری
ات سے نہیں۔ اور اگر ہم اسے تسلیم بھی کر لیں تو آنحضرت صلی اللہ
وسلم (فداہ روحی) سے اس کی بابت حکم ثابت ہو چکا ہے تو اُسے ترک
نے کی کوئی وجہ نہیں۔ نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قلیل و کثیر کا ذکر
کر کثیر کو مستثنیٰ کیا ہے۔ پھر حضرت سعد بن وقاص نے اپنے زمانہ میں
ب قتیل کا قاتل کے حق میں فیصلہ کیا یعنی بغیر خمس کے۔
احقر عرض کرتا ہے اس تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ سلب قتیل میں خمس
ں اور وہ بلا خمس قاتل کا حق ہے۔ گو وہ خلاف عادت کتنا ہی زیادہ
) ہو تب بھی قاتل کا حق ہے۔ اور اس میں خمس نہیں۔ رہی بحث
ستثناء۔ سو عجب نہیں شائد حضرت عمر فاروقؓ نے بطریق عادت شخصی جو
لہ حقیقت عرفیہ کے ہے شئی کثیر کو خاص و مستثنیٰ کیا ہو۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم
امام محمد بن الحسن امام ابو حنیفہ سے وہ عبد اللہ بن داؤد سے وہ منذر بن
حمصہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے انہیں جیش مصر
طرف بھیجا جہاں انہوں نے غنائم حاصل کیے اور سواروں کو دو دو حصہ
پیدل کو ایک ایک حصہ تقسیم کیا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اس پر رضامندی
ر کی۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں امام ابو حنیفہ کا قول ہے مگر ہم اسے اخذ
ں کرتے بلکہ تین حصے سوار کے لیے مانتے ہیں۔ ایک سوار کے لیے اور
اُس کے گھوڑے کے لیے۔ امام ابو یوسف نے بھی امام ابو حنیفہ سے
طرح روایت کیا ہے اور فرمایا ہے کہ امام ابو حنیفہ اس حدیث سے
کرکے سوار کے دو حصے قرار دیتے تھے اور ایک اُس کے گھوڑے کا۔
قال ابو یوسف وماجاء من الاثار فی الاحادیث ان للفرس سہمین وللرجل سہماً۔ اکثر من
ث واوثق والعامۃ علیہ۔

الکلام فی الخمس وما افاء اللہ علی رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم

امام شافعی و امام بخاری وغیرہ نے بروایت زہری اُنہوں نے مالک بن اوس

سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق رض کو جب کہ حضرت عبا
اور حضرت علی مرتضےٰ رض اموال نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بابت آپ سے جھ
رہے تھے، فرماتے سنا کہ اموال بنی نضیر اللہ تع نے اپنے رسول کو بغیر ا
کے کہ مسلمان اپنے اونٹ گھوڑے دوڑائیں، غنیمت میں دیئے۔ (اسی قسم
غنیمت کو اسلام میں فیٔ کہتے ہیں) یہ اموال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
مخصوص تھے۔ آپ اس میں سے سال بھر تک اپنے اہل و عیال پر خرچ
رہتے۔ اور مابقی اسلحہ و سامانِ جنگ پر خرچ کرتے۔ "حدیث طویل ہے
اوپر بھی مذکور ہو چکی ہے"۔ امام ابو یوسف بروایت کلبی (والکلبی ضعیف عن
اہل الحدیث) اور وہ ابو صالح سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں،
ابن عباس رض نے بیان فرمایا کہ خمس کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہ
مبارک میں پانچ حصے کیے جاتے تھے۔ ایک حصہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ
کے لیے، ایک آپؐ کے قرابت داروں کے لیے اور تین حصے یتامیٰ و مسا
اور ابن سبیل (مسافروں) کے لیے۔ آپؐ کے بعد حضرت صدیق اکبر رض، حض
عمر فاروق رض اور ذوالنورین عثمان رض نے تین حصوں میں تقسیم کیا۔ اور آنحضرت
اللہ علیہ وسلم کا اور آپؐ کے قرابت داروں کا حصہ ساقط کر دیا اور ا
تینؔ گروہ یتامیٰ، مساکین اور ابن السبیل پر تقسیم کر دیا گیا۔ پھر حضرت
مرتضےٰ رض نے بھی اسی طرح تقسیم کیا جس طرح حضرت صدیق اکبر رض، حضرت عمر فا
اور حضرت عثمان غنی رض نے تقسیم کیا۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ حضرت عبد
بن عباس رض سے روایت کیا گیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رض نے آپ سے ف
کہ آپ اُس مال میں سے ان بیواؤں کی شادی کر دیا کریں اور اُن
قرض داروں کے قرض ادا کر دیا کریں۔ تو حضرت ابن عباس نے منظور
کیا مگر یہ کہ وہ مال انہیں لوگوں کو دے دیا جایا کرے۔ حضرت عم
فاروق رض نے اس سے انکار کیا کہ آپ وہ مال ان کے حوالہ کر دیں۔

امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ محمد بن اسحاق نے انہیں خبر دی کہ انہ
نے ابو جعفر سے دریافت کیا کہ حضرت علی مرتضےٰ رض کی خمس کی بابت کیا
تھی؟ فرمایا آپ کی رائے وہی تھی جو اہل بیت کی تھی۔ مگر آپ نے یہ
پسند نہیں کیا کہ حضرت صدیق اکبر رض اور حضرت عمر فاروق رض کے خلاف کر
امام ابو یوسف فرماتے ہیں مجھ سے حدیث بیان کی محمد بن عبدالرحمٰن بن
لیلےٰ نے کہ ان کے والد نے کہا میں نے حضرت علی مرتضےٰ رض کو فرماتے

ہ آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ
س میں سے ان کے حق کا انہیں متولی بنا دیں کہ وہ آپ کی حیات
سعادت ہی سے اُسے رہیں اور بعد میں کوئی اس امر میں تعرض نہ کرے
انچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو متولی بنا دیا اور آپ آنحضرت
لی اللہ علیہ وسلم کی حیات تک اُسے تقسیم کرتے رہے یہاں تک
لہ حضرت عمر فاروق رض کی خلافت کے آخر سال میں بکثرت مال آیا۔ اور
پ نے اس سے اہل بیت نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حق جدا کیا اور حضرت
ں مرتضےٰ رض کی خدمت میں بھیج دیا۔ اور فرمایا یہ آپ لوگوں کا حق ہے آپ
سے تقسیم کر لیں۔ حضرت علی مرتضےٰ رض نے فرمایا اس سال ہمیں اس کی ضرورت
ہیں اور مسلمانوں کو اس کی ضرورت ہے۔ غرض اس سال آپ نے مال واپس
ہ دیا۔ حضرت علی مرتضےٰ رض فرماتے ہیں پھر حضرت عمر فاروق رض کے بعد ہمیں کسی
یہ نہیں دیا۔ یہاں تک کہ میں خلافت پر متمکن ہوا۔ لعد میں عباس بن
بدالمطلب مجھے ملے اور کہنے لگے اے علی! کل تم نے ہمیں اس چیز سے
روم کر دیا جو اب ہمیں قیامت تک واپس نہ ملے گی۔ امام ابو یوسف فرماتے
ں مجھ سے حدیث بیان کی محمد بن اسحاق نے اُن سے زہری نے کہ نجدۃ الحروری
ے حضرت ابن عباس کو لکھا کہ ذوی القربےٰ کس کا حق ہے۔ آپ نے انہیں لکھا
لہ ہم لوگوں کا ہی حق ہے۔ اور کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا
لہ آپ اس سے ہماری بیواؤں کے نکاح کر دیا کریں گے اور ہمارے قرض
روں کا قرض ادا کر دیا کریں گے اور ہمارے کنبہ والوں کو اس مال سے خادمہ
ا دیا کریں گے۔ سو ہم نے منظور نہ کیا اور حضرت عمر فاروق رض نے انکار کیا کہ
ں ہمارے حوالے کر دیں۔

امام شافعی فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے کہا خمس میں ذوی القربےٰ کا کوئی حق
ہیں۔ کیونکہ ابن عینہ سے روایت کیا گیا ہے کہ محمد بن اسحٰق نے کہا میں نے
، جعفر محمد بن علی سے پوچھا کہ حضرت علی مرتضےٰ رض نے خمس کے معاملہ میں
لیا کیا؟ تو آپ نے فرمایا کہ آپ نے اس معاملہ میں حضرت صدیق رض اور حضرت
مر فاروق رض کا مسلک اختیار کیا۔ کیونکہ آپ پسند نہیں کرتے تھے کہ ان کے
لاف خمس لے لیا کریں۔ احقر عرض کرتا ہے قائل کا منشاء یہ ہے کہ سہم ذوی
قربےٰ گویا باجماع ساقط ہو چکا ہے۔ اس کے بعد حضرت امام شافعی نے اس
لی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ اس شخص سے کہا گیا کہ کیا آپ کو معلوم

ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ نے غنیمت لوگوں کے درمیان علی السویہ حرؔ اور عبد پر تقسیم
انہوں نے کہا ہاں۔ میں نے کہا اچھا آپ کو معلوم ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے
غنیمت تقسیم کی اور عبد کا کچھ حصہ قرار نہیں دیا۔ اور بعض لوگوں کو بعض پر فضیا
و ترجیح دی۔ اسی طرح حضرت علی مرتضیٰؓ نے غنیمت تقسیم کی اور عبد کا کچھ حصہ
نہیں دیا۔ اور غنیمت لوگوں کے درمیان علی السویہ تقسیم کی! انہوں نے کہا ہاں! میں
کہا آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا تھا کہ امہات الاولاد
فروخت نہ کیا جائے اور حضرت علی مرتضیٰؓ نے آپ کے خلاف کیا؛ انہوں
کہا ہاں۔ میں نے کہا آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ حضرت علی مرتضیٰؓ نے حد
مسئلہ میں حضرت صدیق اکبرؓ کے خلاف کیا؛ انہوں نے کہا ہاں۔ اس کے بعد
امام شافعیؒ نے یہ حدیث بیان کی۔ ہم سے حدیث بیان کی گئی جعفر بن محمد
انہوں نے اپنے والد سے کہ حضرت حسنؓ و حسینؓ اور حضرت ابن عباسؓ اور ع
بن جعفرؓ نے حضرت علی مرتضیٰؓ سے خمس کا اپنا اپنا حصہ طلب کیا۔ آپ
فرمایا وہ بیشک تمہارا حق ہے لیکن میں عنقریب معاویہؓ سے جنگ کرنے والا
اگر تم چاہو تو اس دفعہ اپنا اپنا حصہ چھوڑ دو۔" قال الشافعی فی الجدید فاخبرت
الحدیث عبدالعزیز بن محمد فقال صدق ھکذا کان جعفر یحدثہ انما حدثک عن
عن جدہ۔ قلت لا قال ما احسبہ الاعن جدہ"۔ اس کے بعد امام شافعی نے اپنے مخا
سے فرمایا اب یہ کہو، کہ جعفر اپنے والد کی حدیث کے معاملہ میں اعرف و اوثق
ہیں یا محمد بن اسحٰق۔ انہوں نے کہا جعفر۔

اس کے بعد امام شافعی نے فرمایا ہم سے حدیث بیان کی ابراہیم بن محمد۔
انہوں نے روایت کی مطر الوراق سے اور ایک اور شخص سے جن کا انہوں
نام نہیں لیا۔ وہ دونوں حکم بن عتیبہ سے وہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلےٰ سے
کہتے ہیں کہ وہ احجار زیت کے پاس حضرت علی مرتضیٰؓ سے ملاقی ہوئے۔
عرض کیا اے اہل بیت حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خمس کی بابت آپ لوگوں
کیا معاملہ کیا؛ فرمایا ابوبکر صدیقؓ (اللہ تعالیٰ اُن پر رحمت نازل فرمائے) کے زمانہ
تو خمس تھا ہی نہیں۔ اور جو کچھ تھا وہ ہم نے پا لیا۔ اور حضرت عمر فا
ہمیں ہمیشہ دیتے رہے یہاں تک کہ آپ کے پاس مال سئوس اور را
آیا۔ راوی کہتا ہے کہ مجھے شک ہے کہ بجائے راہواز کے فارس فرمایا۔
پھر شک کے ساتھ کہتا ہے کہ حدیث مطر یا اور شخص آخر کی حدیث میں
کہ اس دفعہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا اس وقت مسلمانوں کو مال کی ضر

۔ اگر آپ چاہیں تو اس دفعہ اپنا حق چھوڑ دیں تاکہ میں اُسے مسلمانوں کی ضرورت
صرف کروں۔ یہاں تک کہ ہمارے پاس اور مال آئے۔ حضرت عباس نے
آپ ہمارے حق میں طمع نہ کریں۔ میں نے کہا اے ابوالفضل کیا ہم پر
نہیں کہ ہم امیر المومنین رضؓ کی بات مانیں اور مسلمانوں کی حاجت روائی کریں۔
حضرت عمر فاروق رضؓ وفات پا گئے قبل ازیں کہ آپ کے پاس مال آتا اور آپ
ا حق ہمیں ادا کرتے۔

قال الشافعی و قال الحکم فی حدیث مطر او الآخر ان عمر قال لکم حق ولا یبلغ علمی
الکثر ان یکون لکم کلہ فان شئتم اعطیتکم منہ بقدر ما اری لکم فابیناہ علیہ الاکلہ
ان یعطینا کلہ۔ وروی البیہقی عن ابن عباس ان نجدۃ الحروری کتب الیہ فی سہم ذوی
بی نحوا مما ذکرہ ابو یوسف ثم قال الشافعی قال یعنی ذلک القائل فکیف یقسم فیہم
القربی ولیست الروایۃ فیہ عن ابی بکر و عمر متواطئۃ قلت ھذا قول من لا علم لہ بث
ھذ الحدیث عن ابی بکر انہ اعطاھوہ و عمر حتی کثر المال ثم اختلف عنہ فی الکثرۃ الایت
ھب اھل العلم فی القدیم و الحدیث اذا کان الشئ منصوصاً فی کتاب اللہ مبیناً علی لسان
لہ صلے اللہ علیہ وسلم او بفعلہ الیس یستغنی عن ان یسئل عما بعدہ الیس تعلم ان فرض
علی اھل العلم اتباعہ قال بلی قلت فتجدھم ذوی القربی مفروضاً فی آیتین من کتاب اللہ
ناً علی لسان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و بفعلہ باثبت ما یکون من اخبار الناس من
بین احدھما ثقۃ المخبرین عنہ و اتصال خبرھم و انہم کلہم اھل قرابتہ لرسول اللہ صلے اللہ علیہ
لم الزھری من اخوالہ و ابن المسیب من اخوال ابیہ و جبیر بن مطعم ابن عمہ و کلہم قریب منہ فی
م النسب وھم یحزونک معرفۃ ابتہم و شرفہم انہم مخرجون منہ دون ان غیرھم مخصوص بہ و یحزک
طلبہ ھو و عثمان فمتی تجد سنتہ اثبت لفرض الکتاب و صحۃ المخبرین من ھذہ السنتہ
لم یعارضھا من رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم معارض بخلافہا۔ قلت ھذا کلام الفریقین
ل فیہ و الاوجہ عندی ان عمر بن الخطاب رضؓ کان یری سہم ذوی القربی ثابتۃ ما فیہا بعد
ل اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ولم یکن یری ان لہم خمس الخمس کاملا کان یری ذالک الی الامام یعطیہم
تہادہ۔ کما روی ابو یوسف و البیہقی وغیرھما عن ابن عباس و لیس للشافعی حدیث صریح
علی ان النبی صلے اللہ و خلفاءہ یعطون ذوی القربی خمس الخمس لا ینقصون منہ ولا لابی
ف نصٌ صریح صحیح ان ابابکر و عمر اسقطا لہم ذوی القربی بالکلیہ و الکلبی ضعیف عنہ
الحدیث لاشک فی ذالک و وجہ التطبیق بین الروایتین المختلفین فی العلۃ التی عرضہا
علی علی رضؓ فی ترک السہم ان الامرین صحیح حظ نصیبہم مما کانو یزعمون انہ حقہم و حثہم
مالہم من الحق عندہ الی الفقراء فی ایام الحاجۃ۔

الکلام فی تقسیم اراضی الشام والعراق لما فتحت

امام ابو یوسف فرماتے ہیں مجھ سے حدیث بیان کی بعض مشائخ نے ان سے یزید بن ابی حبیب
کہ حضرت عمر فاروق رضؓ حضرت سعد بن وقاص کو جب کہ انہوں نے عراق فتح کیا تھا لکھا
امابعد مجھے تمہارا مراسلہ پہنچا جس میں تم نے بیان کیا ہے کہ تم غنائم اور فئ ا
درمیان تقسیم کر دو۔ سو جب تمہارے پاس میرا نامہ پہنچے تو وہ سب مال و اسبا
جو لوگ لشکر میں سے لا چکے ہیں ان کے درمیان تقسیم کر دو اور زمین و انہار عم
کے لیے چھوڑ دو۔ تاکہ وہ ان کے لیے مسلمانوں کا عطیہ ہو۔ اور اگر اُسے تق
کر دو گے تو بعد کے لوگوں کے لیے کچھ بھی نہ رہے گا۔ میں نے تمہیں
کیا تھا کہ جس سے ملو اُسے اسلام کی دعوت دو۔ پھر جو اسلام قبو
کر لے قبل لڑائی کرنے کے، وہ مسلمان ہے۔ اُسے حق حاصل ہے جو
مسلمانوں کو حاصل ہے۔ اور اس پر فرض ہے جو اور مسلمانوں پر فرض
اور اس کا حصہ ہے اسلام میں (یعنی مال غنیمت سے) اور جو اسلام قبول
بعد لڑائی کے اور بعد شکست کھانے کے تو وہ بھی مسلمانوں میں داخل ہو
مگر اس کا مال "جو لڑائی کر کے لیا گیا ہے" مسلمانوں کا حق ہے۔ کیونکہ وہ ا
سے قبل اسلام لڑے ہیں، یہ میرا حکم اور میرا عہد ہے تمہارے لیے۔

امام ابو یوسف فرماتے ہیں علمائے مدینہ طیبہ میں سے کئی علماء نے مجھ
حدیث بیان کی کہ حضرت عمر فاروق رضؓ کی خدمت میں حضرت سعد بن وقا
کی جانب سے جب عراق کا لشکر آیا تو آپ نے اصحاب رضؓ محمد صلے اللہ ع
وسلم سے مشورہ کیا فہرست اسماء تدوین کرنے کی بابت۔ کیونکہ تقسیم عا
کے متعلق آپ حضرت صدیق اکبر رضؓ کی رائے سے متفق تھے۔ مگر جب اف
عراق لائی گئی تو آپ نے بعض کو بعض پر ترجیح دینے کی بابت مشورہ کیا اور بتلا
کہ میری یہ رائے ہے۔ جن کی رائے آپ سے متفق تھی ان سب نے بھی ی
مشورہ دیا۔ اس کے بعد آپ نے تقسیم اراضی کے متعلق مشورہ کیا جو مسلمان
فتوحات عراق و شام میں حاصل ہوئیں قوم نے اس میں گفتگو کی اور چاہا کہ ن
تقسیم کر لیں۔ آپ نے فرمایا تو پھر ان مسلمانوں کا کیا حال ہوگا جو بعد میں آ
گے۔ اور دیکھیں گے کہ اراضی تو مع ان کے مالکوں کے تقسیم کر لی گئیں اور ا
بعد نسل وراثت میں لے لی گئیں۔ میری یہ ہرگز رائے نہیں۔ حضرت عبدالرح

ف نے کہا پھر لائے گیا ہے یہ اراضی اور اُن کے بے دین مالک اللہ تم نے مسلمانوں کو فتح
ں دیئے۔ حضرت عمر فاروق رضؓ نے فرمایا بات یہی ہے جیسا کہ تم کہتے ہو۔ مگر میری رائے نہیں
ہ میں اُسے تقسیم کر دوں۔ واللہ میرے بعد کوئی شہر فتح نہ ہوگا کہ جس سے مسلمان کوئی
تند بہ فائدہ اٹھا سکیں بلکہ وہ مسلمانوں پر توجہہ ہوگا۔ اگر یہ اراضی عراق و شام اور اُن کے
ل غنیمت میں مسلمانوں کو تقسیم کر دیئے گئے تو ثغور اور حدود کی حفاظت کس مال سے
ی جائے گی اور ان شہروں کے محتاجوں اور بیواؤں کی کفالت کہاں سے کی جا سکے گی
ل شام و عراق نے بہت اصرار کیا کہ آپ ہمیں اس مال کے دینے میں جو اللہ تعالےٰ نے
ماری تلوار کے ذریعہ ہمیں غنیمت میں عطا فرمائے توقف نہ فرمائیں ان لوگوں کے خیال
ہ جو اس وقت نہیں۔ ہماری ذریت کے لیے ہم لوگ ہیں اور اگلی ذریت کے لیے وہ
ر آگے آئیں گے۔ حضرت عمر فاروق رضؓ نے فرمایا بس میری تو یہی رائے ہے یعنی جو میں کہہ
ا۔ لوگوں نے کہا اچھا آپ مشورہ کیجیے۔ آپ نے مہاجرین و انصار سے مشورہ کیا۔ ان
ں بھی اختلاف واقع ہوا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی رائے ہوئی کہ مسلمانوں کے حقوق
سلمانوں کو تقسیم کر دیئے جائیں۔ حضرت عثمان غنی، حضرت علی مرتضٰی اور حضرت طلحہ
ی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین کی رائے حضرت عمر فاروق رضؓ کی رائے سے متفق ہوئی۔ اس کے
د آپ نے امرائے انصار کے پاس پانچ شخص قبیلۂ اوس سے اور پانچ امرائے خزرج سے
انہ کیے۔ جب سب جمع ہو گئے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد اور آنحضرت صلے اللہ علیہ
لم پر درود بھیجی۔ اس کے بعد آپ نے بیان فرمایا میں نے تم کو جمع نہیں کیا ہے مگر
س لیے کہ تم میری امانت کے بوجھ میں شریک ہو جاؤ جو میرے سر پر رکھا گیا ہے۔
ر وہ امانت تمہارے کاموں ہی میں غور و فکر کرنا ہے۔ میں بھی تمہاری طرح کا شخص ہوں
ح تم حق پر ہو اور حق کا اقرار کرتے ہو۔ میری مخالفت کی جس نے مخالفت کی۔ اور
افقت کی جس نے کی۔ میرا یہ ہرگز ارادہ نہیں ہے کہ تم میری خواہش کا اتباع کرو۔ تمہارے
امنے اللہ کی کتاب موجود ہے جو ناطق بالحق ہے۔ واللہ میں نے اس معاملہ میں اپنی رائے
اہر نہیں کی مگر یہ کہ میں نے اس سے امر حق کی طرف رغبت کی ہے لوگوں نے کہا۔
ے امیرالمؤمنین رضؓ ہم نے سن لیا یعنی سمجھ لیا، جو کچھ آپ فرما رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا اچھا تم
نے وہ بھی سنا جو یہ کہہ رہے ہیں کہ میں اس وقت اُن کے حقوق میں ظلم کر رہا ہوں۔ حالانکہ میں
لہ تعالےٰ سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں کبھی ظلم کا مرتکب ہوں۔ واللہ اگر میں نے کسی معاملہ میں
ن پر ظلم کیا ہو تو شقی ہو گیا۔ بات یہ ہے کہ میں خیال کرتا ہوں کہ ارض کسریٰ کے فتح ہونے
ے لیے اور کون سی زمین رہ گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان کے اموال ان کی زمین اور خود ان
آتش پرست لوگوں کو ہماری فتح میں دے دیا ہے میں نے ان کا مال غنیمت تقسیم کرادیا اور

خمس نکال کر اسے اس کے موقعہ پر خرچ کیا۔ اب میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اراضی اس
پر ست مالکوں کے پاس ہی رہنے دوں۔ میں ان پر خراج و جزیہ مقرر کروں گا جسے وہ سا
کیا کریں گے۔ یہ رقم مسلمانوں کی جنگ میں اور اُن کے بعد ان کی ذریت کے کار آمد ہوگی
لوگ خیال کرتے ہیں کہ ان ممالک کی سرحدوں پر فوج رکھنے کی ضرورت نہیں۔ کیا آپ
کرتے ہیں جزیرہ، کوفہ، بصرہ اور مصر وغیرہ شام و عراق کے بڑے بڑے شہروں میں چھاؤنیاں رکھ
ضرورت نہیں اور کیا آپ خیال نہیں کر سکتے کہ اگر میں اراضی شام و عراق تقسیم کر ڈالوں تو اس
کو تنخواہیں اور عطیے کہاں سے دیئے جائیں گے۔ سب نے بالاتفاق کہا آپ جو کچھ رائے مناسب
آپ کی رائے بہت ٹھیک ہے اگر سرحدوں پر فوج اور بڑے بڑے شہروں میں چھاؤنیاں نہ رکھی جا
تو شک نہیں کہ کفار اپنے بلاد کی طرف عود کر آئیں گے۔ آپ نے فرمایا اب مجھ پر یہ امر واضح ہو گیا
یہ بتلاؤ کہ ایسا کون شخص ہے جو ذی فہم و تجربہ کار اور پیمائش کے کام میں ہوشیار ہو اور زمین
بموقعہ مالکان اراضی کے پاس رہنے دے۔ لوگوں نے کہا آپ اس اہم کام پر عثمان بن حنیف
بھیج دیں۔ کیونکہ وہ پیمائش کے کام میں ایک تجربہ کار اور ہوشیار آدمی ہیں۔ لہذا آپ نے
مساحت کے کام پر روانہ کر دیا۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق رضؓ کی وفات سے ایک سال پہلے سواد عراق
خراج کی تعداد دس لاکھ درہم تک پہنچ گئی تھی۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں اس وقت درہم آج کے
درہم سے ڈھائی دانگ بڑا ہوتا تھا۔

امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ لیث بن سعد نے حدیث بیان کی کہ ان سے حبیب بن ا
نے کہا کہ اصحاب رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والتعظیمات اور اُن کے ساتھ ایک اور جماعتِ مسلمان
نے چاہا کہ حضرت عمر فاروق رضؓ اراضی شام ان کے درمیان تقسیم کر دیں جس طرح آنحضرت صلی اللہ
وسلم نے اراضی خیبر ان کے درمیان تقسیم کر دی۔ اس جماعت میں سب سے زیادہ سخت
زبیر بن العوام اور بلال بن رباح تھے۔ حضرت عمر فاروق رضؓ نے فرمایا اگر میں اراضی شام تقسیم کر
تو میں تمہارے بعد کے مسلمانوں کے لیے کچھ نہ چھوڑوں گا۔ پھر فرمایا "اللہم اکفنی بلالا و اصحابہ"
اے پروردگار بلال اور ان کے اصحاب کی جانب سے میرے لیے کافی ہو۔ راوی بیان کرتا
جب بعد میں وہ لوگ بمقام عمواس پہنچے اور طاعون میں مبتلا ہوئے تو مسلمانوں نے خیال
یہ حضرت عمر فاروق رضؓ کی دعا کا اثر تھا۔ غرض مالکان اراضی کو چھوڑ کر ان پر خراج مقرر کیا جو وہ مسل
کو ادا کرتے رہے۔

امام ابو یوسف فرماتے ہیں اور محمد بن اسحٰق نے مجھ سے حدیث بیان کی ان سے زہری
کہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے (جب شام و عراق فتح ہوا) لوگوں سے تقسیم اراضی کے متعلق
کیا۔ عموماً لوگوں کی یہ رائے تھی کہ آپ اسے تقسیم کر دیں۔ ان میں سب سے زیادہ آ
بلال بن رباح کی مخالفت سخت ناشاق تھی اور حضرت عمر فاروق رضؓ کی رائے تھی کہ زمین ا

جائے یعنی تقسیم نہ کیا جائے۔ آپ نے کہا "اللّٰھم اکفنی بلالا" پھر دو تین روز کے بعد آپ نے فرمایا مجھے اپنی رائے کی دلیل مل گئی۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے "وما افاء اللہ علیٰ رسولہ منھم فما اوجفتم علیہ من خیلٍ ولا رکاب ولکن اللہ یسلط رسلہ علیٰ من یشاء۔ واللہ علیٰ کل شیٔ قدیر" (پارہ ۲۸) اس کے بعد آپ کو بنی نضیر کا حال یاد آیا اور آپ نے آیت پڑھی جو اہل قریٰ کے لیے عام ہے:۔"ما افاء اللہ علیٰ رسولہ من اھل القریٰ فللہ و للرسول و لذی القربیٰ والیتامیٰ والمساکین وابن السبیل کیلا یکون دولۃً بین الاغنیاء منکم وما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب" (پارہ ۲۸) اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت کی اور دیگر لوگوں کو بھی شامل کیا:۔"للفقراء المھاجرین الذین اخرجوا من دیارھم واموالھم یبتغون فضلاً من اللہ ورضواناً وینصرون اللہ ورسولہ اولٰئک ھم الصادقون" اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت کی:۔"والذین تبوؤ الدار والایمان من قبلھم یحبون من ھاجر الیھم ولا یجدون فی صدورھم حاجۃً مما اوتوا ویؤثرون علیٰ انفسھم ولو بھم خصاصۃ ومن یوق شحّ نفسہ فاولٰئک ھم المتقون"۔ یہ آیت جیسا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے خاصۃ انصار کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی اور دوسرے لوگوں کو بھی شامل کیا:۔"والذین جاؤا من بعدھم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلاً للذین اٰمنوا ربنا انک رؤف الرحیم"۔ آپ نے فرمایا یہ آیت ان سب کے لیے عام ہے بعد میں داخل اسلام ہوں تو اب فئی ان سب کے لیے ہوا۔ پھر ہم اُسے صرف ان لوگوں پر کیسے تقسیم کر سکتے ہیں اور بعد کے لوگوں کو کیونکر چھوڑ سکتے ہیں۔ اب سب نے ترک تقسیم پر اتفاق کیا اور خراج جمع کرنے پر اجماع۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ کو جو امر تقسیم اراضی سے مانع آیا وُہ توفیق الٰہی تھی جو آپ کے ساتھ ہوئی اور آپ نے پہچان لیا جو کچھ کتاب اللہ کا منشار تھا آپ نے جو امر اختیار کیا اس میں تمام مسلمانوں کے لیے خیر و بھلائی تھی۔ کیونکہ اگر آپ اراضی کو بغیر خراج چھوڑ دیتے اور خراج کو جمع نہ کرتے جاتے تو نہ سرحدوں کی محافظت ہو سکتی تھی نہ فوج کو تقویت پہنچ سکتی تھی اور نہ اہل کفر کی اپنی سابقہ قوت کی طرف لوٹنے سے مامون و بے خوف ہو سکتے تھے۔ واللہ اعلم بالخیر حیث کان۔

امام شافعی فرماتے ہیں جو مقامات و اراضی صلحاً فتح کی گئی تھی وہ مسلمانوں کے لیے آپ نے وقف کر دی تھی۔ ہر سال اس کا غلہ جمع کیا جاتا تھا۔ امام شافعی فرماتے ہیں اور میں خیال کرتا ہوں کہ مشرکین کے جو بلاد آپ نے چھوڑ دیئے تھے وہ بھی وقف تھے۔ یا یہ کہ بعد غلبہ کے بخوشی آپ نے ان سے لے لیے تھے جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سپاہئے ہوازن کے ساتھ کیا اور انہوں نے بخوشی اپنے حقوق چھوڑ دیئے۔

قال الشافعی فی حدیث جریر بن عبد اللہ عن عمر انہ عوضہ من حقہ ویشبہ قول جریر عن عمر لولا انی قاسم مسئول ترکتکم علیٰ ما قسم لکم ان یکون قسم لھم بلاد صلح مع بلاد ایجاف

فرد قسم الصلح وعوض من بلاد الایجاف بالخیل والرکاب۔ قلت والاوجه عندی ان الفارس
الروم کانو متسلطین علی ملاك الارض یاخذون منهم الخراج ولم یکونوا ملاك الارض وزراء
ولا ورثوها عن اٰبائهم واجدادهم فقاتل المسلمون اولٰئك المتغلبین حتی دفعوهم عن سواد ال
والعراق واما ملاك الارض وعلوجها الذین کانو یزرعونها ویسکنونها وورثوها عن اٰبائهم فاکثره
صلحوا المسلمین والتزموا الخراج وبعضهم ظاهر والروم والفارس وقاتلوا معهم فاشبهته الام
علی الناس فظن عوامهم ان الاراضی مغنومة لوجود المقاتله فی الجمله فظن الخواص بان ال
کانت مع المتوسلین المتغلبین واما اهل الارض الذین هم ملاکها ومکانها فان اکثرهم صالح
لمسلمین وافتتحها المسلمون صلحاً من غیر ایجاف خیل ولا رکاب وانّما اوجفوا علی غیرهم
تغلب علیهم فلذلك تلا عمر اٰیة الفئی فی هٰذه المسئله واما القلیل منهم الذین قاتلوا المسلم
علی اراضیهم مع جنود فارس والروم فاراضیهم مغنومة استطاب نفوسهم عنها عمر بن الخط
حین اراد ایقاف السواد فمن لم یطلب نفساً عوضه وانکان الامر علی ما ذهب الیه ابو یو
فسواد العراق والشام محول عن سنن الاموال المغنومة مخصوص من عموم قوله تعالیٰ "واع
انما غنمتم من شئی" باجماع الصحابه وبما فهموا من حدیث النبی صلی اللّٰه علیه وسلم مقتض
کلامه فی فتح فارس والروم واما غیرها من البلاد فعلی ما قال الشافعی علی نوعین احد
ما افاء اللّٰه تعالیٰ من غیر ایجاف خیل ولا رکاب ویجعل خزانة للغزاة کما صنع رسول ال
صلی اللّٰه علیه وسلم بنصف خیبر الذی اصابه من غیر ایجاف وکما صنع رسول اللّٰه صلی
علیه وسلم علیهم بنصف خیبر الذی اصابه عنوة وهٰذا الذی ذهبنا الیه مدلول ظاه
ما رواه مالك والشافعی عن زید بن اسلم عن ابیه قال عمر لولا اٰخر المسلمین ما فتحت
مدینة الا قسمتها کما قسم رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم خیبر۔ الشافعی تعلیقاً عن جریر
بن عبد اللّٰه عن عمر لولا انی قاسم مسئول ترکتکم علی ما قسم لکم فهٰذه الروایة بتعین حمله
علی المفتوح عنوة ولکن ظهر لعمر وجمهور الصحابة مصلحة اقتضت ترك قسمة المفتوح عنو
وجعله خزانة للغزاة عدة للسلاح والکراع "۔

امام شافعی بروایت زہری اور وہ مالک بن اوس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فارو
نے فرمایا کوئی نہیں مگر یہ کہ اس مال میں اس کا حق ہے۔ خواہ وہ اُسے دیا جائے یا نہیں
مگر تمہارے لونڈی غلام اس سے مستثنیٰ ہیں۔ امام شافعی بروایت ابن المنکدر وہ مالک
بن اوس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی نے فرمایا اگر میں زندہ رہا تو حمیر کے چ
کا حق بھی اس کے پاس پہنچے گا۔ اس کے بعد امام شافعی علیہ الرحمۃ نے حضرت عمر فارو
کے قول کی تاویل کی ہے کہ ایک لونڈی کی بابت فرمایا یہ مجھے حلال نہیں یہ بیت المال
حق ہے۔ بیت المال سے جس قدر مجھے حلال ہے میں اس سے تمہیں مطلع کرتا ہو

دو حلہ ہیں ایک جاڑوں کا اور ایک گرمیوں کا اور جس پر میں حج وعمرہ کروں اور میری
ر میرے عیال کی قوت و روزی اسی قدر ہے جس قدر کہ ایک متوسط الحال قریش کی
ں کے علاوہ بھی مجھے بیت المال سے ملتا ہے جو اور لوگوں کو ملتا ہے۔
امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ کئی اہل علم نے ہمیں خبر دی کہ حضرت عمر فاروقؓ کے
ں عراق کا مال لایا گیا۔ خازن بیت المال نے آپ سے کہا کیا اسے میں بیت المال
ں داخل کردوں؟ فرمایا ورب الکعبہ یہ مال چھت کے نیچے نہیں رکھا جا سکتا جب
لک کہ میں اسے تقسیم نہ کر دوں۔ لہذا یہ مال مسجد ہی میں رکھا گیا اور چرم کیت تھا
ھک دیا گیا اور چند مہاجرین اس کی حفاظت کرتے رہے۔ صبح کو حضرت عباس
ں عبدالمطلبؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ آپ کے ساتھ نکلے۔ جب مہاجرین
، آپ کو آتے دیکھا ستر پوش اٹھا دیئے۔ تو وہ نظارہ دکھائی دیا جو اس سے پہلے کبھی
دیکھا تھا۔ کیونکہ یہ مال سونے، یاقوت، زبرجد اور موتیوں کا انبار تھا جو اپنی اپنی چمک
لک دکھا رہے تھے۔ حضرت عمر فاروقؓ یہ منظر دیکھ کر آب دیدہ ہوئے۔ انہیں دونوں
احبوں میں سے ایک نے کہا آج کا دن گریہ وزاری کا دن نہیں بلکہ شکر گزاری اور
شنودی کا دن ہے۔ آپ نے فرمایا آپ جس خیال سے کہہ رہے ہیں میں اس خیال
ے نہیں روتا بلکہ بات یہ ہے کہ جس قوم میں مال کی کثرت ہوئی تو وہ اس کی خرابی کا
اعث ہوا ہے۔ پھر آپ قبلہ رو ہوئے اور ہاتھ اٹھا کر یوں دعا کی: "اللھم انی اعوذبك
ن اکون مستدرجاً فانی اسمعك تقول سنستدرجھم من حیث لا یعلمون۔" اس کے بعد آپ
نے سراقہ بن مالک کو بلوایا ان کی کلائیاں باریک اور بالوں سے پر تھیں۔ آپ نے انہیں
کسریٰ بن ہرمز کے کنگن دیئے۔ اور فرمایا انہیں پہن لو۔ پھر فرمایا اللہ اکبر کہو۔ اور کہو:
الحمد للہ الذی سلبھما کسریٰ بن ھرمز والبسھما سراقہ بن مالك بن جعشم اعرابیاً من
ی مدلج۔" پھر آپ ان کنگنوں کو لوٹ پھیر کرتے رہے اور فرمایا جس شخص نے انہیں یہاں
لک پہنچایا وہ امین ہے۔ ایک شخص نے کہا میں آپ کو خبر دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے
بن ہیں۔ آپ کے اعمال آپ کے پاس امانت بھیجتے ہیں اور آپ اللہ تعالیٰ کی امانت
للہ تعالیٰ کو سونپ دیتے ہیں۔ اگر آپ امانت میں خیانت کرتے تو وہ لوگ بھی کرتے۔
آپ نے فرمایا سچ کہتے ہو۔ پھر اس مال کو آپ نے تقسیم کر دیا۔ امام شافعیؒ فرماتے
ہیں یہ کنگن آپ نے سراقہ بن مالک کو اس لیے پہنائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے ان کی کلائی دیکھی اور فرمایا گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تم کسریٰ بن ہرمز کے کنگن پہنے
و۔ "قال الشافعی اخبرنا الثقة من اھل المدینة قال انفق عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ
نہ علی اھل الرمادة حتی وقع مطر فرحلوا فخرج علیھم عمر راکباً فرساً ینظر الیھم وھم یرحلون

بظعائنهم فدمعت عيناه فقال رجلٌ من بني محارب بن حصفة اشهد انها لم يحسر عنه ولست بابن امه فقال له عمرو ذاك لو كنت انفقت عليهم من مالی او مال الخطاب انه انفقت عليهم من مال الله"۔

امام شافعیؒ بروایت جعفر بن محمد بن علیؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضؓ۔ جب فہرست بنانے کا ارادہ کیا تو آپ نے پوچھا کہ فہرست کس نام سے شروع کروں ؟ کہا گیا آپ اپنے رشتہ داروں کے نام سے شروع کریں۔ فرمایا نہیں بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قرابت داروں کے نام سے شروع کروں گا۔ امام شافعی فرماتے ہیں قبائل قریش سے کثیر التعداد اہل علم نے مجھے خبر دی کہ حضرت عمر فاروق رضؓ عہد خلافت میں جب مال زیادہ ہو گیا تو آپ نے فہرست مترتب کرتے ہوئے لوگوں مشورہ کیا کہ فہرست کس کے نام سے شروع کروں۔ ایک شخص نے کہا آپ اپنے قرابت داروں کے نام سے شروع کریں۔ فرمایا تم نے بات خوب کہی۔ میں فہرست آنحضرت صلی علیہ وسلم کے نام سے شروع کروں گا۔ چنانچہ آپ نے فہرست بنی ہاشم کے نام سے شروع کی۔ نیز امام شافعی فرماتے ہیں۔ اہل مدینہ و مکہ کے قبائل قریش وغیرہ سے کثیر اہل علم۔ جن میں بعض کی حدیث بعض سے قوی ہے اور جن میں بعض نے بعض سے کچھ نہ کچھ بیان کیا ہے مجھے خبر دی کہ جب حضرت عمر فاروق رضؓ فہرست مترتب کرنے لگے تو آپ نے کہا میں فہرست بنی ہاشم کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ پھر فرمایا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ بنی ہاشم کو اور بنی مطلب کو عطیات دیتے۔ اس طرح کہ اگر بنی ہاشم میں کوئی مسن شخص ہوتا تو اُسے بنی مطلب پر اور اگر بنی مطلب میں ہوتا تو اُسے بنی ہاشم پر مقدم کرتے۔ اسی نہج سے حضرت عمر فاروق رضؓ نے فہرست مترتب کرنی شروع کیں۔ ہر ایک قبیلہ میں جو مسن شخص ہوتا اسی کو آپ اُس کے قبیلے عطیات دے دیا کرتے۔ نام لکھتے لکھتے جب بنی عبد الشمس اور بنی نوفل کی نوبت آئی، دونوں قبائل اصل نسب میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے شریک تھے۔ بنی عبد الشمس کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی بھائی ہوتے ہیں نہ بنی نوفل۔ لہٰذا بنی عبد الشمس کو آپ نے مقدم کیا اور ان کے بعد بنی نوفل کی فہرست لکھی۔ ان کے بعد بنی عبد العزیٰ و بنی عبد الدار کھڑے ہوئے۔ آپ نے فرمایا بنی اسد بن عبد العزیٰ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خسر و داماد اور مطیبین ہیں۔ بعض نے کہا ان میں حلف الفضول بھی ہیں۔ (یہ حدیث گزر چکی ہے۔) انہیں مطیبین میں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تھے۔ اور ان کی اسی طرح ایک سابقیت ذکر کی اور انہیں مقدم کیا۔ ان کے بعد بنی عبد الدار کی فہرست لکھی۔ ان بعد بنی زہرہ کی۔ بنی زہرہ کے بعد بنی تیم و بنی مخزوم کھڑے ہوئے۔ آپ نے فرمایا بنی تیم

ف الفضول بھی ہیں اور حلف الفضول ومطیبین میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔
ی طرح اُن کی ایک اور سابقیت ذکر کی اور بنی مخزوم پر انہیں مقدم کیا۔ مخزوم کے بعد بنی
ہم و بنی جمح اور بنی عدی بن کعب کھڑے ہوئے۔ تو آپ سے کہا گیا کہ بنی عدی کی فہرست
پ پہلے لکھیں آپ نے فرمایا نہیں بلکہ میں اپنے نفس کو وہیں رکھوں گا جہاں اس کی
لہ ہے۔ کیونکہ جب میں اسلام میں داخل ہوا تو ہمارا اور بنی سہم کا معاملہ واحد تھا۔ لیکن تم بنی
ح و بنی سہم کے معاملہ میں رائے دو۔ تو کہا گیا کہ بنی جمح کو مقدم کر دیجیے۔ پھر بنی جمح کے بعد
پ نے بنی سہم کو بلایا۔ اور بنی سہم اور بنی عدی کی فہرست مخلوط لکھی گئی۔ اس کے بعد آپ نے
بیر کہی اور فرمایا۔ "الحمد للہ الذی اوصل الی حظی من رسولہ"۔ بعد ازاں آپ نے بنی عامر بن لُوئی
و بلایا۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں بعض اہل علم نے بیان کیا کہ اس وقت جب ابو عبیدہ بن جراح
ہری نے دیکھا کہ بنی عامر بن لُوئی بھی ان پر مقدم کیے جاتے ہیں۔ تو انہوں نے آپ سے
کہا کہ کیا آپ ان سب لوگوں کو مجھ پر مقدم کر دیں گے۔ آپ نے فرمایا ابو عبیدہ جس طرح
ں نے صبر کیا تم بھی صبر کرو۔ یا اپنی قوم سے گفتگو کر لو۔ جو کوئی تمہیں اپنے اوپر مقدم
رے گا مقدم کر دوں گا۔ اور بنو عدی اور میں تمہیں اپنے اوپر مقدم کرنے کو تیار ہیں،
گر تم ہم لوگوں پر مقدم ہونا پسند کرو۔ "قال الشافعی فقدم معاویہ بعد بنی الحارث بن
ہر ففصل بہم بین بنی عبد مناف واسد بن العزیٰ"۔ بعد ازاں خلیفہ مہدی کے زمانہ میں
ں سہم اور بنی عدی کے درمیان کچھ جھگڑا واقع ہوا تو دونوں قبیلے الگ الگ ہو گئے خلیفہ
ہدی نے حکم دیا کہ بنی عدی کو بنی سہم و بنی جمح پر مقدم کیا جائے بوجہ ان کی سابقیت
ے۔ امام شافعی فرماتے ہیں جب حضرت عمر فاروقؓ قریش سے فارغ ہو گئے تو آپ نے انصار
و بلایا اور بوجہ اُن کی فضیلت اسلامیہ کے قریش کے بعد جمیع قبائل عرب پر مقدم کیا۔
"قال الشافعی الناس عباد اللہ فاولہم بان یکون مقدماً اقربہم بخیرۃ اللہ لرسالاتہ مستودع
مانتہ خاتم النبیین وخیر خلق رب العالمین محمد صلی اللہ علیہ وسلم"۔
امام شافعیؒ نے بروایت لیث بن ابی سلیم انہوں نے عطاء سے انہوں نے حضرت عمر فاروقؓ
سے روایت کیا ہے کہ آپ نے آیات صدقات کے متعلق فرمایا کہ ان آٹھ قسموں میں سے
و آیات صدقات میں مذکور ہیں جس قسم کو بھی صدقہ دے دو کافی ہے۔ (یعنی ادائے صدقہ
ے لیے۔ اس کے بعد امام شافعیؒ نے اس حدیث کی تضعیف کی ہے۔ اور فرمایا ہے کہ یہ
حدیث بہ سند عطاء منقطع ہے اور لیث غیر قوی شخص ہے۔ اور مرفوع حدیث اس طرح
ہے کہ اللہ تم صدقات کے حکم میں راضی نہیں ہوا نبی یا غیر نبی کے حکم پر۔ یہاں تک کہ اس نے
اس کے سات ٹکڑے کر دیئے۔
احقر عرض کرتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول "جزاہا ثمانیۃ اجزاء اللہ" نے صدقہ کے

سات ٹکڑے کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ ان آٹھوں قسموں کا ایک ہی حکم ہے اور ان میں ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں۔ اور نہ یہ معنی ہیں کہ جب صدقہ دیوے تو ان آٹھوں قسموں پر تقسیم کرے۔ بلکہ معنی یہ ہیں کہ صدقہ کو سات قسم کے لوگوں کے لیے مشروع کیا۔ یعنی مطابق ہے حضرت عمر فاروق رض کے قول کا جو اوپر مذکور ہوا۔ مترجم۔ (واللہ اعلم وعلمہٗ اتم)

امام شافعی بروایت یحییٰ بن عبداللہ بن مالک اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اُن سے دریافت کیا کہ وہ کون سے اونٹ ہوتے تھے جن پر حضرت عمر فاروق رض اور حضرت عثمان غنی نمازیوں کو سوار کرا کر بھیجتے رہے؟ انہوں نے کہا یہ جزیہ کے اونٹ ہوتے تھے جو امیر معاویہ اور عمرو بن العاص نے آپ کے پاس بھیجے تھے۔ امام شافعی رح نے اس حدیث سے احتجاج کیا ہے کہ صدقات میں اہل فئی کا کوئی حق نہیں۔ مگر یہ امر محل کلام ہے۔ کیونکہ امام شافعی نے روایت کیا ہے کہ عدی بن حاتم حضرت صدیق رض کی خدمت میں آئے۔ امام شافعی فرماتے ہیں اور خیال کرتا ہوں کہ راوی نے بیان کیا کہ وہ آپ کی خدمت میں تین سو اونٹ لے کر آئے یہ ان کی قوم کے صدقہ کے اونٹ تھے۔ حضرت صدیق اکبر رض نے ان میں انہیں تیس اونٹ دیئے اور کہا تمہاری قوم میں سے جو لوگ تمہاری اطاعت کریں انہیں لے کر خالد بن ولید سے جا کر ملو۔ چنانچہ وہ قریباً ایک ہزار آدمی لے کر گئے اور نمایاں کام کیا۔

احقر عرض کرتا ہے امام شافعی نے اس حدیث کی تاویل کی ہے۔ کہ یہ اونٹ آپ نے لطور تالیف قلوب دیئے تھے۔ کیونکہ ان لوگوں کو صدقات ہی میں سے دیا جاتا تھا۔ لیکن احقر کے نزدیک بہتر تاویل یہ ہے کہ یہ اونٹ آپ نے ان کو اس لیے دیئے تھے کہ فی سبیل اللہ کے تحت میں غزاۃ بھی داخل و شامل ہیں۔ امام شافعی رح فرماتے ہیں ہمارے اصحاب میں سے ثقہ لوگوں نے ہمیں خبر دی کہ خلیفہ عبدالملک بن مروان نے ایک قحط سالی کے بعد اہل مدینہ کی عطیات کے والی یمامہ کو لکھا کہ وہ یمامہ سے مدینہ طیبہ ایک لاکھ درھم بھیج دیں۔ اور ان کے عطیات تقسیم کر دیں۔ جب یہ مال مدینہ پہنچا تو اہل مدینہ نے اس کے لینے سے انکار کیا اور خلیفہ کو کہلا بھیجا کہ آپ لوگوں کا میل کھلانا چاہتے ہیں۔ جو مال ہمارے لائق نہیں اُسے ہم کبھی نہ لیں گے۔ جب خلیفہ کو اس کی خبر ہوئی تو اس نے یہ مال واپس کرالیا اور کہنے لگا قوم میں ایسے لوگ کچھ نہ کچھ ضرور باقی رہیں گے جو ایسا کرتے رہیں گے۔ امام شافعی رح فرماتے ہیں میں نے سعید بن ابی ہند سے دریافت کیا کہ اس وقت کن کن لوگوں نے اس کے متعلق گفتگو کی۔ انہوں نے کہا سب سے اس کے متعلق ایک عام مجلس میں سعید بن المسیب، ابوبکر بن عبدالرحمٰن، خارجہ بن زید اور عبداللہ بن عتبہ نے گفتگو کی۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ ان کے قول "جو مال ہمارے لائق نہیں ہم اُسے کبھی نہ لیں گے" کے یہ معنی ہیں کہ صدقہ ہمارے لیے جائز نہیں۔ اس لیے کہ ہم اہل فئی ہیں اور اہل فئی کا صدقہ میں کوئی حق نہیں اور حق اہل سے غیر اہل کی طرف نقل نہیں کیا جاتا۔

احقر عرض کرتا ہے میرے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل مدینہ نے یہ مال اس لیے رد کیا، یہ مال ان کو حاجت روائی اور محتاجی کے نام سے دیا گیا تھا نہ غزاۃ کے نام سے۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اہل مدینہ ان دونوں جہاد کے لیے نکلنے کا ارادہ نہیں رکھتے تھے۔

امام مالک بروایت ابن شہاب روایت کرتے ہیں کہ انہیں حدیث پہنچی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجوس بحرین سے اور حضرت عمر فاروق رضؓ نے مجوس فارس سے۔ اور حضرت عثمان رضؓ نے بربر کے سے جزیہ لیا۔ امام مالک روایت جعفر بن محمد بن علی اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے مجوس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں ان کے ساتھ کیا معاملہ کروں۔ عبد الرحمٰن بن عوف نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ان کے ساتھ اہل کتاب کا سا معاملہ کرو۔

امام مالک بروایت نافع اور وہ اسلم موالئے عمر فاروق رضؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے اہل ذہب پر چار دینار اور اہل فضہ پر چالیس درہم جزیہ مقرر کیا اور ساتھ ہی مسلمانوں کی ضیافت کا تین دن کھانا۔

امام مالک بروایت زید بن اسلم وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق رضؓ سے عرض کیا کہ اونٹوں میں ایک اونٹنی اندھی ہے۔ آپ نے فرمایا کسی اہل خانہ کو دے دو تاکہ وہ اس سے فائدہ اٹھائے۔ انہوں نے کہا وہ تو اندھی ہے۔ فرمایا وہ اسے اونٹوں کی قطار کے ساتھ باندھ دیا کریں گے۔ انہوں نے کہا مگر وہ چرے گی کیوں کر؟ آپ نے پوچھا وہ جزیہ کے اونٹوں سے ہے یا صدقہ کے؟ عرض کیا جزیہ کے۔ فرمایا واللہ تم اس اونٹنی کو کھانا چاہتے ہو۔ انہوں نے کہا اس پر جزیہ کی علامت لگی ہوگی۔ پھر آپ نے فرمایا، تو وہ اونٹنی ذبح کی گئی۔ اور ذبح کرکے سینیوں میں اس کے ٹکڑے رکھے گئے۔ اور ان کے ساتھ میوہ جات رکھے گئے اور ازواج رضؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجے گئے۔ سب سے اخیر میں ایک سینی حضرت حفصہ رضؓ کے پاس بھیجی گئی تاکہ اگر کچھ کمی پڑے تو آپ کے حصہ میں پڑے۔ پھر باقی جو کچھ بچا اس کے پکائے جانے کا حکم دیا اور دعوت کرکے مہاجرین و انصار کو کھلایا۔

احقر عرض کرتا ہے اس حدیث سے امام شافعی نے احتجاج کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضؓ صدقہ اور جزیہ کے اونٹوں پر الگ الگ نشان کیا کرتے تھے۔

امام مالک بروایت ابن شہاب اور وہ سالم بن عبد اللہ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضؓ (قوم) نبط سے حنطہ اور زیت میں نصف عشر لیتے تھے اور اس سے آپ کا مقصد یہ تھا کہ مدینہ میں ان کی آمد زیادہ ہو جائے۔ اور از قسم مسور وغیرہ غلہ میں کامل عشر لیتے تھے۔ نیز امام مالک بروایت ابن شہاب اور سائب بن یزید روایت کرتے ہیں کہ وہ عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود کی ماتحتی میں بزمانہ خلافت حضرت عمر فاروق رضؓ سوق مدینہ پر

عامل تھے تو وہ قوم نبط سے عشر لیا کرتے تھے۔ امام مالک فرماتے ہیں میں نے ابن شہاب سے پوچھا کہ حضرت عمر فاروقؓ کس بناء پر قوم نبط سے عشر لیتے تھے تو انہوں نے بیان کیا کہ ان جاہلیت میں عشر لیا جاتا تھا۔ لہذا آپ نے ان پر عشر لازم کر دیا۔

امام مالک و امام شافعی بروایت زید بن اسلم روایت فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے دُ پیا جو آپ کو لذیذ معلوم ہوا۔ آپ نے دریافت کیا یہ دودھ کہاں سے لایا گیا؟ دودھ پلانے وا بیان کیا کہ میرا ایک پانی پہ گزر ہوا جہاں لوگ صدقہ کی اونٹنیوں کا دودھ پی رہے تھے۔ انہوں مجھ کو بھی دودھ دے دیا اور میں نے اپنے برتن میں لے لیا۔ یہ وہی دودھ ہے۔ آپ نے ا حلق میں انگلی ڈالی اور دودھ نکال ڈالا۔ اس سے امام شافعیؒ نے احتجاج کیا ہے کہ خلیفہ کا میں کچھ حصہ نہیں۔

کتاب الفرائض

دارمی بروایت ابراہیم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا "تعلموا الفرائض فانها دینکم"۔ بیہقی نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا جو شخص فرائض کا مسئلہ پوچ چاہے زید بن ثابت سے پوچھا کرے۔ (احقر عرض کرتا ہے اس سے حضرت عمر فاروقؓ کی ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ اس تفصیل و بیان کے ساتھ علم فرائض بجز حضرت زید بن ثابت کے او سے روایت نہیں کیا گیا۔ اہل مدینہ کی اسناد بروایت ابی الزناد ہے وہ خارجہ بن زید سے او اپنے والد زید بن ثابت سے روایت کرتے ہیں) اور حضرت امام مالک نے اہل مدینہ سے زید بن کی روایت تعلیقاً روایت کر کے اہل مدینہ کی طرف منسوب کر دی ہے۔ دارمی بروایت ابراہیم کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا حضرت عمر فاروقؓ جو طریقہ اختیار کرتے ہم اس کی پ کرتے اور اُسے سہل پاتے۔ آپ نے زوجہ والدین میں مسئلہ کو چار سے تقسیم کیا۔ ربع ز کو دیا اور ثلث مابقی ماں کو دیا۔ باقی دو حصے باپ کو دے دیئے۔ دارمی بروایت ابراہیم رو کرتے ہیں کہ مسئلہ زوج، اُم، اخوۃ لاب ولام اور اخوۃ لام میں حضرت عمر فاروقؓ، حضرت بن مسعود اور حضرت زید بن ثابت اخوۃ لام کو اخوۃ لاب وام میں شریک کرتے تھے۔ اور حض عمر فاروقؓ فرمایا کرتے تھے کہ اخوۃ لاب وام کو صرف اتنی ہی فضیلت حاصل ہے کہ ان کے با نے ان کی قرابت بڑھا دی ہے۔

دارمی بروایت ابی سعید اور بخاری بروایت ابن عباس و عبداللہ بن زبیر روایت کرتے ہیں حضرت صدیق اکبرؓ نے جد کو بمنزلہ اب کے قرار دیا۔ دارمی بروایت شعبی روایت کرتے ہیں کہ ح

روق رض جد کو آخ اور اخوین کے ساتھ حصہ دیتے اور جب بھائی نہ ہوتا تو آپ جد کو ثلث دیتے
ولد کے ساتھ سدس۔

دارمی بروایت یحییٰ بن سعید روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رض نے میراث جد کے متعلق کچھ
تھا۔ جب آپ زخمی کیے گئے تو آپ نے اُسے منگایا اور مٹا دیا۔ اور فرمایا تم خود ہی اس کے
ق رائے قائم کرلو گے۔ دارمی بروایت مروان بن الحکم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رض
ب زخمی کیے گئے تو مسئلہ جد کے متعلق آپ نے لوگوں سے مشورہ کیا اور فرمایا جد کے متعلق جو
ں رائے تھی اگر تم چاہو تو اس کی پیروی کرنا۔ حضرت عثمان غنی رض نے عرض کیا اگر ہم آپ کی رائے
پیروی کریں تو وہ رُشد ہے۔ اور اگر حضرت صدیق رض کی رائے کی پیروی کریں تو آپ بہتر
نب رائے تھے۔

دارمی بروایت زہری روایت کرتے ہیں کہ حضرت صدیق رض کی خدمت میں ایک متوفی کی
ں یا نانی (شک راوی) آئی اور بیان کیا میرا پوتا یا نواسا فوت ہو گیا۔ اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ اُس
مال میں میرا حصہ ہے۔ سو میں دریافت کرتی ہوں کہ میرا کس قدر حصہ ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے
بباب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ نہیں سنا۔ میں لوگوں سے اس کے متعلق دریافت
ں گا۔ جب آپ نماز ظہر سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا آپ لوگوں میں سے کسی نے جد کے
ں کچھ سنا ہے؟ مغیرہ بن شعبہ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ نے
و چھٹا حصہ دیا۔ آپ نے فرمایا یہ تمہارے سوا اور کسی کو بھی یاد ہے؟ محمد بن مسلمہ نے کہا۔
ب انہوں نے سچ کہا ہے۔ تو حضرت صدیق رض نے اُسے چھٹا حصہ دلا دیا۔
اسی طرح حضرت عمر فاروق رض کے زمانہ خلافت میں ایک عورت آئی۔ آپ نے کہا میں نے اِس باب
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا نہیں۔ پھر آپ نے لوگوں سے مشورہ کیا تو انہوں
آپ سے وہی مغیرہ بن شعبہ اور محمد بن مسلمہ کی حدیث بیان کی۔ آپ نے فرمایا تم دونوں
ی یا نانی) میں سے جو کوئی موجود ہو اس کے لیے چھٹا حصہ ہے اور اگر دونوں موجود ہو،
ھٹے حصہ میں شریک ہو۔

دارمی بروایت شعبی روایت کرتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبر رض سے کلالہ کا مسئلہ پوچھا گیا آپ
ہا میں اس کے متعلق اپنی رائے بیان کروں گا۔ اگر صواب ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے
اگر خطار ہو تو وہ میری اور شیطان کی جانب سے ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ کلالہ وہ شخص ہے
ں کا باپ موجود ہو نہ بیٹا۔ جب حضرت عمر فاروق رض خلیفہ کیے گئے تو آپ نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ
حیا کرتا ہوں کہ میں حضرت صدیق رض کے قول کی تردید کروں۔

دارمی بروایت عاصم بن عمر بن قتادہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رض نے ابن دحداحہ
ذوی الفرض میں سے کسی وارث کو تلاش کیا تاکہ اس کی میراث اس کو دی جائے جب کوئی وارث

لا تو آپ نے اس کا مال اس کے بیٹے کے ماموؤں کو دے دیا۔ دارمی بروایت شعبی اور
روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اخیافی چچا اور ماموں کے مسئلہ میں چچا کو دو ثلث
ماموں کو ایک ثلث دیا۔ دارمی بروایت حسن روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے
ایک ثلث دیا اور پھوپھی کو دو ثلث۔

دارمی نے بروایت ضحاک بن قیس روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اہل طا
کے متعلق (یہ پہلا طاعون تھا جو اسلام میں پھیلا) یہ فیصلہ کیا کہ جو ورثاء باپ کی جانب سے
ہوں تو بنو الام احق ہیں۔ اور اگر بعض بعض سے اقرب ہوں تو اقرب احق بالمال ہیں۔

دارمی بروایت سلیمان بن یسار اور وہ محمد بن الاشعث سے روایت کرتے ہیں کہ ا
پھوپھی جو یہودیہ تھی یمن میں فوت ہو گئی۔ انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اس
کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا اُسی کے دین سے جو اُس کے زیادہ قریب ہو گا وہی اُس
لے گا۔ دارمی بروایت ابراہیم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم اہ
کے وارث نہیں ہو سکتے اور نہ وہ ہمارے۔

دارمی روایت شعبی روایت کرتے ہیں کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق
دو ملت والے ایک دوسرے کے وارث نہیں بن سکتے۔ دارمی بروایت انس بر
روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا دو مختلف ملت والے ایک دوسرے کے
نہیں بن سکتے۔ اور ممنوع الارث دوسرے کو ممنوع الارث نہیں کر سکتا۔

دارمی بروایت شعبی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ و حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ او
زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دیت خطاء و عمد دونوں وراثت میں دیا جاتا ہے جس طرح مال
دیا جاتا ہے۔ دارمی بروایت شعبی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قاتل
عمد وارث نہیں ہو سکتا۔

دارمی بروایت شعبی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے شریح کو لکھا کہ حمیل
نہ کیا جائے۔ حمیل وہ شخص ہے جو بلاد اسلام میں پیدا نہ ہوا ہو اور بحالت صغر سنی اپنے
لایا گیا ہو۔ دارمی بروایت ابی عثمان روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا صدقہ ا
لفظ سے غلام اسیتو آزاد ہو جاتا ہے۔ یعنی وہ ان لفظوں سے مدبر نہیں ہوتا۔ بلکہ فی الحال
جاتا ہے۔ (مؤلف)

دارمی بروایت یحییٰ بن سعید روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو آزاد لونڈ
عقد کرے تو وہ نصف آزاد ہو جاتی ہے۔ یعنی اس کی اولاد آزاد ہوتی ہے اور جو غلام آزاد سے
تو وہ بھی نصف آزاد ہو جاتا ہے۔ دارمی بیان کرتے ہیں یعنی اس کی اولاد آزاد ہو جاتی ہے
دارمی بروایت شعبی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور

ت بیان کرتے ہیں اور میں خیال کرتا ہوں کہ عبداللہ بن مسعود نے بھی فرمایا کہ ولاء اکبر کے لیے ہے
ولنسب میں قریب ہو۔ نیز دارمی بروایت ابراہیم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رض حضرت
لیٰ رض اور زید بن ثابت رض نے فرمایا کہ ولاء اکبر پہلے ہے اور عورتیں ولاء کی وارث نہیں ہو سکتیں
ب کہ وہ غلام کو آزاد کریں یا کتابت کر دیں۔ دارمی بروایت ابراہیم روایت کرتے ہیں کہ حضرت
وق رض حضرت علی المرتضیٰ رض اور زید بن ثابت نے فرمایا کہ لڑکے کے ولا کا وارث اس کا باپ
لتا ہے۔ دارمی بروایت ابراہیم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رض نے فرمایا جب مملوک کے
میں حرۃ ہو اور وہ لڑکا جنے تو وہ بوجہ اپنی ماں کے آزاد ہونے کے آزاد ہوگا۔ اور اس کے ولاء
قدار اس کی ماں کے ہوں گے۔ اور اگر مملوک آزاد کر دیا جائے تو اب اس کی ولاء کے حق دار اس کے
کے موالی ہوں گے۔ دارمی بروایت علاء بن زیاد روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عمر
رض سے دریافت کیا کہ میرا وارث کلالہ ہو گیا میں اُسے نصف مال وصیت کر دوں؟ فرمایا نہیں
کیا ثلث، فرمایا نہیں۔ عرض کیا ربع، فرمایا نہیں۔ عرض کیا خمس، فرمایا نہیں یہاں تک کہ اس
نے کہا اچھا عشر مال میں اُسے وصیت کر دوں؟ فرمایا اچھا کر دو۔ قلت معناہ ماروی عن الشعبی
انوا یوصون بالخمس والربع وکان الثلث منتہی الجامع۔
دارمی بروایت عبداللہ بن ربیعہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رض نے فرمایا کہ موصی وصیت
تے ہوئے جو چاہے سو کہے۔ لیکن اس کا قول معتبر اخیر کا قول ہے۔

کتاب اللباس

لبس الحریر

امام بخاری وغیرہ بروایت ابن زبیر روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق رض کو فرماتے سُنا
فرمایا کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لاتلبسوا الحریر فانہ من لبس
الدنیا لم یلبسہ فی الاخرۃ" بغوی بروایت ابی عثمان الہندی روایت کرتے ہیں کہ وہ کہا کرتے
کہ آذربائیجان میں حضرت عمر فاروق رض کا نامہ ہمارے پاس آیا جو عتبہ بن فرقد لے کر آئے تھے
میں مضمون تھا: اما بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حریر پہننے سے منع فرمایا۔ مگر بقدر
نگشت۔ بغوی بروایت سوید بن غفلہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رض نے بمقام جابیہ
یہ پڑھتے ہوئے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حریر پہننے سے منع فرمایا ہے بجز
انگشت یا دو انگشت یا تین انگشت یا چار انگشت۔ قتادہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر
وق رض نے ایک انگشت سے چار انگشت تک اجازت دی۔

بغوی بروایت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فا
کو سفید قمیص پہنے ہوئے دیکھا اور فرمایا یہ قمیص نیا ہے یا دھلا ہوا؟ عرض کیا نیا ہے۔ فر
البس جدیداً وعش حمیداً ومت شہیداً۔

بغوی بروایت ابی عثمان الہندی روایت کرتے ہیں کہ انہیں حضرت عمر فاروقؓ نے بمقا
عتبہ بن عامر کے ذریعہ نامہ بھیجا جس میں لکھا ہوا تھا" تہ بند باندھو چادر اوڑھو جوتا پہنو اور م
اور پاجامہ صاف رکھو۔ اپنے اوپر اپنے باپ حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لباس لا
رہو۔ تن آسانی اور عجمیوں کے لباس فاخرہ سے مجتنب رہو۔ دھوپ سے تنفر نہ کرو کیونکہ وہ ع
کا حمام ہے۔ سخت و درشت رہو۔ جانوروں کو اچھی طرح دانہ پانی دیا کرو۔ شہسواری کیا کر
نشانے لگایا کرو۔" بیان کیا گیا ہے سخت و درشت ہونے سے کھانے پینے کی چیزوں میں سخت
و درشت ہونا مراد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ سعد بن عدنان جیسی زندگی بسر کرو۔ کیونکہ یہ لوگ سخت
اہل قناعت تھے۔

بغوی بروایت حسن روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے جب کہ آپ خلیفہ تھے خط
اس وقت آپ کے تہ بند پر بارہ پیوند لگے ہوئے تھے۔ امام مالک بروایت اسحٰق بن ابی طلحہ
کرتے ہیں کہ انس بن مالک نے حضرت عمر فاروقؓ کو دیکھا کہ آپ نے اپنے مونڈھوں کے
یکے بعد دیگرے تین پیوند لگائے ہوئے تھے۔

امام مالک بروایت نافع اور وہ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر فار
نے مسجد کے دروازے پر ایک ریشمی چادر دیکھی عرض کیا یارسول اللہ آپؐ یہ چادر خرید لیتے اور جمع
روز اسے زیب تن فرمایا کرتے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ وہی شخص پہن سکتا
کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ بعد ازاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اسی قسم کی
پیش کی گئیں۔ ان میں سے ایک چادر آپؐ نے حضرت عمر فاروقؓ کو دی۔ آپ نے عرض کیا یا
اللہ آپؐ مجھے یہ چادر اڑھاتے ہیں حالانکہ آپؐ نے اس چادر کے متعلق فرمایا ہے جو کچھ کہ فرما
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے یہ چادر تمہیں اس لیے نہیں دی کہ تم خود ا
لہذا حضرت عمر فاروقؓ نے یہ چادر اپنے ایک مشرک ماموں کو دے دی جو کہ مکہ میں رہتا تھا۔

امام مالک بروایت ایوب بن تمیمہ السختیانی اور وہ ابن سیرین سے روایت کرتے ہیں کہ ح
عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالےٰ تم پر توسیع کرے تم اپنے نفس پر توسیع کرو۔ ا
کے جسم پر چاہیے کہ اچھے کپڑے دیکھے جائیں۔ نیز امام مالک روایت کرتے ہیں کہ انہیں حا
پہنچی کہ میں پسند کرتا ہوں کہ قاریوں کے جسم پر اچھے کپڑے دیکھوں۔

بغوی روایت کرتے ہیں کہ ایک نوجوان کا تہ بند زمین پر گھسٹتا جاتا تھا۔ آپ نے ا
فرمایا اپنا کپڑا اٹھالو یہ تمہارے کپڑوں کو پاک رکھنے والا ہے۔ اور عنداللہ تمہیں متقی بنانے والا

بغوی بروایت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے ایک شخص کو زعفرانی رنگ کا کپڑا
ہوئے دیکھا تو فرمایا اس قسم کے کپڑے نہ پہنو جو عورتوں کو زینت دینے والے ہیں۔

اتخاذ الخاتم

بغوی بروایت ابن سیرین روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے ایک شخص کو سونے کی انگوٹھی
دیکھا فرمایا اسے نکالو تو یہ شخص زیادتے تھے۔ انہوں نے عرض کیا یا امیر المومنین رضؓ میری انگوٹھی تو لوہے کی
فرمایا یہ اس سے بھی بدتر ہے۔ بغوی بروایت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضؓ
فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک چاندی کی انگوٹھی بنوائی ہوئی تھی اُسے آپ پہنے رہتے
۔ آپ کے بعد یہ انگوٹھی حضرت صدیق اکبر رضؓ کے ہاتھ میں۔ آپؓ کے بعد حضرت عمر فاروق رضؓ کے
میں۔ حضرت عمر فاروق رضؓ کے بعد حضرت عثمان غنی رضؓ کے ہاتھ میں رہی۔ یہاں تک کہ بیر اریسیہ میں
گئی۔ اس کا نقش تھا (مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ) صلے اللہ علیہ وسلم ؛

التطییب بالمشک

بغوی بروایت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضؓ مشک ملا کرتے تھے۔ نیز روایت
کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے وصیت کی کہ آپ کو غسل و کفن دیتے ہوئے مشک نہ ملا
۔ حضرت حسن بصری بھی میت کے لیے مشک ناپسند کرتے تھے اور زندہ کے لیے نہیں۔
بغوی روایت کرتے ہیں کہ انس بن مالک سے سوال کیا گیا کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ
نے خضاب کیا یا نہیں فرمایا بڑھاپے نے آپؐ کے موئے مبارک سفید نہیں کیے مگر ہاں حضرت
یق اکبر رضؓ نے حنا اور کتم کا اور حضرت عمر فاروق رضؓ نے حنا کا خضاب کیا۔
بغوی بروایت ایوب وہ نافع سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضؓ کو معلوم ہوا کہ عبداللہ بن عمر رضؓ
بیوی نے اپنے مکان پر کسی قسم کے پردے آویزاں کیے ہیں۔ آپ انہیں پھاڑنے کی غرض سے چلے لیکن
والوں کو خبر ہوگئی انہوں نے وہ پردے اُتار لیے۔ نیز بغوی روایت کرتے ہیں کہ صفیہ بن امیہ نے
کیا تو انہوں نے حضرت عمر فاروق رضؓ کو مدعو کیا۔ آپ نے اُن کے گھر میں منقش پردے آویزاں دیکھ کر
اگر تم نے بجائے اس کے کمبل ڈالے ہوتے توان کی نسبت گرد و غبار کی زیادہ حفاظت ہوسکتی تھی
نیز بغوی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضؓ سے ایک شخص نے نفث الدم کی شکایت کی، کہ
کی عورت کے خون جاری رہتا ہے۔ ایک شخص نے کہا اگر مجھے اس کا ستر دیکھنا حلال ہوتا جیسا کہ تمہارے
حلال ہے تو میں اس خون کو بند کر دیتا۔ حضرت عمر فاروق رضؓ نے فرمایا کس طرح؟ اُس نے عرض کیا ایک
ہے میں اُسے داغ دے دیتا اور خون بند ہو جاتا۔ آپ نے فرمایا اس کے سوا اور کسی طریق سے
نہیں ہو سکتا؟ اُس نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے فرمایا اس عورت کو کپڑے پہناؤ اور اتنی جگہ

کپڑا قطع کردو جہاں سے یہ علاج کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اس کا علاج کیا۔

دخول الحمام

بغوی بروایت جبیر بن نفیر روایت کرتے ہیں کہ شام میں ان کے سامنے حضرت عمر فاروق رضی
پڑھا گیا کہ کوئی شخص حمام میں داخل نہ ہو مگر تہ بند کے ساتھ۔ اور نہ عورت عورت کے سامنے
مگر کسی بیماری کی وجہ سے۔ اور کہ اپنی کھیلوں کو تین چیزوں میں تقسیم کرو۔ گھوڑے، عورتیں اور تیر انداز
بغوی بروایت انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاکی لیتے ہو
چونہ نہیں استعمال فرماتے تھے بلکہ استرے سے بال صاف کیا کرتے تھے۔ نیز بغوی بروایت سعید
المسیب روایت کرتے ہیں کہ نہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چونہ استعمال کیا نہ حضرت
صدیق اکبر رضی نے، نہ حضرت عمر فاروق رضی نے اور نہ حضرت عثمان غنی رضی نے۔

الاستیذان ثلث مرات

اجازت تین دفعہ لینی چاہیے

امام مالک بروایت ربیعہ بن ابی عبد الرحمٰن کئی ایک علمائے شیوخ سے روایت کرتے ہیں
ابو موسیٰ اشعری حضرت عمر فاروق رضی کی خدمت میں آئے اور تین دفعہ آواز دے کر چلے گئے۔ حضرت
عمر فاروق رضی نے ان کے پیچھے آدمی دوڑائے اور فرمایا آپ اندر کیوں نہیں آگئے؟ حضرت ابو موسیٰ
نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ اجازت تین دفعہ طلب کرنی چاہیے
اگر تمہیں اجازت دی جائے تو مکان میں داخل ہو جاؤ ورنہ واپس چلے آؤ۔ آپ نے فرمایا اسے
اور بھی جانتا ہے؟ اگر آپ اس کا شاہد نہ لا سکے تو میں آپ کے ساتھ اس اس طرح پیش آؤں
ابو موسیٰ اشعری نکلے اور مسجد نبوی میں (اس جگہ جہاں انصار بیٹھا کرتے تھے) گئے۔ اور بیان کیا
نے عمر بن خطاب رضی سے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے، اجازت تین دفعہ
چاہیے۔ اگر اذن ملے تو مکان میں داخل ہو جاؤ ورنہ واپس چلے آؤ۔ اس پر آپ نے کہا ہے
شاہد نہ لاؤ گے تو میں تمہارے ساتھ اس اس طرح پیش آؤں گا۔ سو اگر آپ لوگوں میں سے
یہ حدیث سنی ہو تو میرے ساتھ چلے۔ انصار نے ابی سعید خدری سے کہا کہ تم ان کے ساتھ
ابو سعید ان سب میں کمسن تھے آپ ابو موسیٰ کے ساتھ آئے اور حضرت عمر فاروق رضی کو اس حدیث
کی خبر دی۔ اس کے بعد آپ نے ابو موسیٰ اشعری سے فرمایا میں نے آپ کو متہم نہیں کیا
مگر مجھے ڈر ہے کہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا نہ کرنے لگیں۔

نہی المسئلہ
سوال کرنے کی ممانعت

امام مالک بروایت زید بن اسلم وہ عطار بن یسار سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ [وسلم] نے حضرت عمر فاروق رض کے پاس کچھ عطیہ بھیجا جسے آپ نے واپس کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ [وسلم] نے فرمایا یہ عطیہ تم نے واپس کیوں کر دیا؛ عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ نے نہیں فرمایا ہے [کہ] کوئی شخص کسی سے کچھ نہ لے۔ فرمایا مقصود اس سے سوال نہ کرنا ہے۔ لیکن جب بغیر سوال کیے [کچھ] ملے تو وہ رزق ہے جو اللہ تم نے بھیجا۔ عرض کیا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت [میں] میری جان ہے میں کسی سے کچھ سوال نہ کروں گا اور نہ بغیر سوال کیے میرے پاس کوئی شئے [آ]ئے گی۔ مگر یہ کہ میں اُسے لیا کروں گا۔

کتاب الطعام

امام مالک بروایت یحیٰی بن سعید روایت فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رض گھی سے روٹی تناول کر [رہ]ے تھے۔ آپ رض نے ایک بدو کو بھی بلا کر شریک کر لیا۔ یہ بدو شریک ہو کر جلد جلد لقمہ اٹھانے [لگا]۔ آپ نے پوچھا معلوم ہوتا ہے تم بھوکے ہو۔ عرض کیا میں نے اتنے دنوں سے گھی اور روغن [...]وں کی صورت نہیں دیکھی۔ آپ نے فرمایا اب جب تک کہ بارش نہ ہو میں گھی نہ کھاؤں گا۔
امام مالک بروایت اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ وہ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ [انہو]ں نے حضرت عمر فاروق رض کو دیکھا کہ ایک زمانہ میں آپ کے سامنے ایک صاع کھجوریں رکھی جاتی [تھی]ں اور آپ انہیں تناول کرتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ ردی کھجوریں بھی کھا لیتے۔
امام مالک بروایت عبد اللہ بن دینار وہ عبد اللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر [فارو]ق رض سے ٹڈی کے متعلق سوال کیا گیا آپ نے فرمایا میں دوست رکھتا ہوں کہ میری زنبیل میں [...]اں ہوتیں (یعنی پکی ہوتی) اور میں کھاتا۔ امام مالک بروایت یحیٰی بن سعید روایت کرتے ہیں؛ کہ [حضر]ت عمر فاروق رض نے فرمایا کہ تم زیادہ گوشت خوری سے اجتناب کرو کیونکہ اس کی بھی وہی عادت [پڑ] جاتی ہے جو شراب کی۔ امام مالک بروایت یحیٰی بن سعید روایت فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رض [نے] جابر بن عبد اللہ رض کے پاس گوشت کا ٹکڑا دیکھا، دریافت کیا یہ کیا ہے؛ عرض کیا یا امیر المومنین رض [مجھے] گوشت کی اشتہا ہوئی اس لیے میں نے یہ ایک درہم کا گوشت خریدا ہے۔ فرمایا کیا تم میں سے [کو]ئی بھی ایسا نہیں کر سکتا کہ اپنے ہمسایہ اور ان کے بچوں کے بالمقابل اپنا شکم باندھے رہے کیا تم

اس حد سے نکل بھاگو گے اگر قیامت کے دن تم سے کہا گیا "اذھبتم طیباتکم فی حیاتکم الدنیا واستمت
امام مالک رح روایت فرماتے ہیں کہ انہیں حدیث پہنچی کہ حضرت عمر فاروق رض، اور حضرت علی مرتضیٰ
اور حضرت عثمان غنی رض پانی کھڑے ہوئے پی لیتے تھے۔ امام مالک رح بروایت یحییٰ بن سعید وہ عبا
بن القاسم سے روایت کرتے ہیں کہ اسلم مولےٰ حضرت عمر فاروق رض نے انہیں خبر دی کہ مکہ معظمہ
راستہ میں ان کی عبداللہ بن عیاش المخزومی سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے ان کے پاس نبیذ دیکھ
نبیذ دیکھ کر انہوں نے کہا کہ حضرت عمر فاروق رض اسے بہت پسند کرتے ہیں۔ جب عبداللہ بن ع
مدینہ پہنچے تو ایک پیالہ بھر کر حضرت عمر فاروق رض کی خدمت میں لے گئے آپ نے اٹھا کر پیالہ م
قریب کیا اور سر اٹھا کر کہنے لگے، اے پروردگار یہ شراب طیب ہے۔ اس کے بعد آپ نے اس نبیـ
نبیذ پیا اور باقی ایک شخص کو دی جو آپ کی داہنی طرف بیٹھا ہوا تھا۔ جب عبداللہ بن عیاش واپس
لگے تو آپ نے انہیں پکارا اور بلا کر کہا کیا آپ کہتے ہیں کہ مکہ مدینہ سے بہتر ہے؟ انہوں نے کہا میں
کہتا ہوں کہ وہ حرم اور امن کی سرزمین ہے اس میں اللہ تعالےٰ کا گھر ہے۔ آپ نے کہا میں حرم اور اللہ
گھر کی سرزمین کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا اس کے بعد آپ نے پھر کہا تمہارا قول ہے کہ مکہ مدینہ
بہتر ہے۔ انہوں نے کہا میں کہتا ہوں کہ مکہ میں حرم اور امن ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کا گھر ہے۔ آ
فرمایا میں حرم اور اللہ تعالیٰ کے گھر کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اس کے بعد عبداللہ بن عیاش چلے

امام بغوی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رض نے فرمایا آٹا چھانا نہ کرو کیونکہ وہ سب کھانے
قابل ہے۔ نیز امام بغوی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رض نے قحط سالی کے زمانہ میں فرمایا کہ
نے ارادہ کیا ہے کہ میں ہر ایک گھر میں گھر والوں کی نصف تعداد کے برابر دیا کروں۔ کیونکہ نصف شکم
سے انسان مر نہیں سکتا۔

نیز امام بغوی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رض نے فرمایا جو پنیر اہل کتاب بناتے ہیں وہ تم کھا
سکتے ہو۔ نیز امام بغوی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رض نے ایک نصرانی عورت کی ٹھلیہ سے
لے کر وضو کیا۔ نیز امام بغوی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رض اور حضرت ابن عباس رض نے فرمایا کہ
ذبح حلق اور نرخرہ کے مابین ہے۔ حضرت عمر فاروق رض نے اتنا اور زیادہ کیا کہ مذبوح کی کھال نکالنے م
نہ کرو۔ یعنی جب تک روح نہ نکلے کھال نہ نکالو۔

تحریم الخمر!

امام بخاری وغیرہ نے بروایت ابن عمر رض روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رض نے ممبر رسول
صلے اللہ علیہ وسلم پر کھڑے ہو کر بیان کیا کہ تحریم الخمر نازل ہو چکی ہے اور خمر پانچ چیزو
بنائی جاتی ہے۔ انگور، کھجور، گیہوں، جو اور شہد۔ اور خمر وہ ہے جو عقل انسانی کو مخمور و
کر دے۔ تین چیزیں ہیں جنہیں میں دوست رکھتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم

تے مگر یہ کہ آپ ہمیں ان کے متعلق وصیت فرماتے۔ وہ تین چیزیں یہ ہیں۔ جد، کلالہ اور بعض
ں ربوا کی صورتیں۔
بغوی بروایت سائب بن یزید روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے فرمایا۔ مجھے فلاں
ں کے پاس شراب معلوم ہوئی ہے اور وہ کہتا ہے کہ اس نے طلار (انگور کا شیرہ جو پکا
ایک ثلث چھوڑ دیا گیا ہو) پی ہے۔ اور اس کے متعلق سوال کرنے والا ہوں۔ اگر وہ
ہوگی تو میں حد ماروں گا۔ چنانچہ آپ نے اُسے پوری حد ماری۔

الرجم

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں ہم ھشیم نے ان سے علی بن زید نے ان سے یوسف بن مہران
ان سے حضرت ابن عباس رضؓ نے بیان فرمایا کہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے خطبہ کہا اور حمد وثنا
بعد آپ نے رجم کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ رجم کی بابت کوئی چیز دھوکہ میں نہ ڈالے،
نکہ رجم ایک حد ہے حدود اللہ تم سے۔ آگاہ رہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے رجم
ا اور آپ کے بعد ہم نے۔ اگر کوئی یہ کہنے والا نہ ہوتا کہ عمر رضؓ نے کتاب اللہ میں
تی کر دی تو میں مصحف میں لکھ دیتا کہ عمر بن خطاب رضؓ (ھشیم بیان کرتے ہیں) اور عبدالرحمٰن
عوف اور فلاں فلاں کے سامنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا۔ اور آپ کے
ہم نے رجم کیا۔ اور بعد میں ایسے لوگ ہوں گے جو رجم سے، دجال سے، شفاعت
، عذابِ قبر سے، قیامت کے دن سے اور دوزخ سے لوگوں کے نکالے جانے کا
ر کریں گے۔

من ابواب شتی

لایجتمع دینان فی جزیرۃ العرب

امام مالک بروایت ابن شہاب روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
یا جزیرہ عرب میں دو دین جمع نہیں ہو سکتے۔ امام مالک فرماتے ہیں ابن شہاب نے
ن کیا ہے کہ اس حدیث میں جب حضرت عمر فاروق رضؓ نے تفحص کیا اور یقیناً جان لیا
ر جزیرہ عرب میں دو دین جمع نہیں ہو سکتے تو یہود خیبر کو جلا وطن کیا۔ امام مالک رح
تے ہیں حضرت عمر فاروق رضؓ نے یہود نجران اور یہود فدک کو بھی جلا وطن کیا۔ یہود خیبر
وطن کیے گئے تو زمین اور باغات میں سے انہیں کوئی چیز نہ دی گئی۔ مگر یہود فدک کو نصف
ن اور نصف اثمار دیئے گئے۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے نصف زمین و
ف اثمار پر صلح کی تھی۔ اس لیے آپ نے اُسے قائم رکھا اور اس کی اور اونٹوں اور ان کے

کل سامان کی قیمت دے کر جلا وطن کر دیا۔

ان الوبا قد وقع بالشام!

امام مالک بروایت ابن شہاب وہ عبدالحمید بن عبدالرحمن بن زید بن الخطاب سے وہ
بن حارث سے وہ عبد اللہ بن عیاش سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ
کی طرف روانہ ہوئے۔ جب مقام سرغ پر پہنچے اور وہاں آپ کو ابو عبیدہ بن جراح
ان کے اصحاب وغیرہ امرائے معبود ملے تو انہوں نے کہا کہ شام میں وبا پھیلی ہوئی ہے
ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ مہاجرین اولین کو بلاؤ۔ آپ نے
بلا کر خبر دی کہ شام میں بیماری پھیلی ہوئی ہے۔ اور ان سے اس کے متعلق مشورہ طلب
بعض مہاجرین نے کہا کہ ہم ایک ایسے امر کے لیے نکلے ہیں جسے چھوڑ کر واپس ہونا
نہیں۔ اور بعض نے کہا کہ آپ کے بقیہ اصحاب رسول اللہ آپ کے ساتھ ہیں۔ ہم منا
نہیں سمجھتے کہ آپ انہیں وبا میں لے جائیں۔ آپ نے فرمایا اچھا آپ لوگ چلے جائیں
اس کے بعد آپ نے انصار کو بلایا۔ انہوں نے بھی آپ کو یہی مشورہ دیا۔ اور وہی اختلا
کیا جو مہاجرین نے۔ اس کے بعد آپ نے کہا اچھا اب آپ لوگ بھی چلے جائیں۔
ازاں آپ نے ان مشائخ قریش کو بلایا جو فتح شام کے بعد ان دیار کی طرف ہجرت
آئے تھے۔ ان میں سے کسی شخص نے اختلاف نہیں کیا۔ اور باتفاق سب نے کہا کہ
مناسب سمجھتے ہیں کہ آپ لوگوں کو لے کر واپس چلے جائیں۔ اور انہیں مقام وبا پر
لے جائیں۔ بعد ازاں حضرت عمر فاروقؓ نے اعلان کر دیا کہ کل صبح ہم لوگ واپس ہو
گے۔ ابو عبیدہ بن جراح نے کہا کیا تقدیر الٰہی سے بھاگ کر؟ آپ نے فرمایا، ابو عبیدہ آ
جیسے شخص کا کہنا تعجبات سے ہے۔ اگر کوئی اور شخص کہتا تو ایک بات تھی۔ بیشک ہم ت
الٰہی سے بھاگ کر مگر تقدیر الٰہی کی طرف ہی جاتے ہیں۔ ابو عبیدہ اگر تمہارے پاس او
ہوتے اور ایک ایسی وادی میں اترتے جہاں ایک طرف پیداوار ہوتی اور دوسری طرف
سالی۔ اگر تم پیداوار میں اپنے اونٹوں کو چراؤ، تو بہ تقدیر الٰہی حلہ چراؤ گے۔ اور اگر
قحط سالی اونٹوں کو چراؤ تو بھی بہ تقدیر الٰہی چراؤ گے۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ اتنے
عبدالرحمن بن عوف آگئے جو اپنی کسی ضرورت سے کہیں باہر گئے ہوئے تھے آن کر آ
بیان کیا مجھے اس کے متعلق علم ہے۔ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا
کہ جس مقام پر سنو کہ وبا پھیلی ہوئی ہے وہاں نہ جاؤ۔ اور جب اس سرزمین میں وبا
پھیلے جہاں تم ہو تو وہاں سے فرار نہ ہو۔ اس کے بعد آپ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا
واپس آگئے۔

نیز امام مالکؒ بروایت ابن شہاب وہ عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ شام کی طرف نکلے جب مقام سرغ تک پہنچے تو آپ کو معلوم ہوا کہ شام میں وبا پھیلی ہوئی ہے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے آپ کو خبر دی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم سنو کہ کسی سرزمین میں وبا پھیلی ہوئی ہے تو وہاں نہ جاؤ۔ اور اگر وہاں واقع ہو جہاں تم بود و باش رکھتے ہو تو وہاں سے باہر نہ ہو۔ لہٰذا آپ واپس آگئے۔

امام مالکؒ بروایت ابن شہاب وہ سالم بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ شام سے بوجہ حدیث عبدالرحمٰن بن عوف واپس آئے۔ امام مالک فرماتے ہیں مجھے حدیث پہنچی کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ رکبتہ (حجاز میں ایک مقام کا نام ہے)، کا ایک گھر ملک شام کے دس گھروں سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ امام مالک فرماتے ہیں یعنی بوجہ قول اللہ تعالیٰ:- واخذ ربك من بنی اٰدم من ظهورهم ذريتهم واشهدهم علٰی انفسهم الست بربكم قالوا بلٰی شهدنا ان تقولوا يوم القيامة انا كنا عن هٰذا غافلين ۝ کے متعلق حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا جب کہ آپ سے اس آیت کے متعلق سوال کیا گیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان کی پشت پر اپنا داہنا ہاتھ پھیرا تو ایک ذریت نکلی۔ فرمایا میں نے ان لوگوں کو جنت اور عمل اہل جنت کے لیے پیدا کیا۔ پھر دوبارہ اللہ تعالےٰ نے آپؑ کی پشت پر ہاتھ پھیرا تو ایک ذریت اور نکلی فرمایا ان کو میں نے دوزخ کے لیے پیدا کیا۔ یہ لوگ اہل دوزخ جیسے عمل کریں گے۔ "معاذ اللہ"..... ایک شخص نے عرض کیا، پھر عمل کس لیے ہے؟ فرمایا اللہ تعالےٰ نے جس شخص کو جنت کے لیے پیدا کیا ہے اس سے جنت کے کام لیتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کا خاتمہ عمل اہل جنت پر ہوتا ہے۔ اسی عمل کے عوض اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں داخل کرے گا۔ اور جس کو دوزخ کے لیے پیدا کیا ہے اس سے دوزخ کے کام لیتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کا خاتمہ عمل اہل دوزخ پر ہوتا ہے انہیں اعمال کی سزا میں اللہ تعالےٰ اُسے دوزخ میں داخل کرے گا۔

امام محمد فرماتے ہیں کہ ہم سے امام ابوحنیفہ نے اُن سے عبدالاعلےٰ التیمی نے وہ اپنے والد سے وہ حضرت عمر فاروقؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ بمقام جابیہ خطبہ کہہ رہے تھے، آپ نے اپنے اس خطبہ بیان کیا کہ اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے۔ جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔ ایک قسیس نے پوچھا یا امیر المؤمنینؓ کیا بیان کرتے ہیں۔ لوگوں نے کہا امیر المؤمنینؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔ قسیس نے کہا اللہ تعالیٰ اس سے برتر ہے کہ وہ کسی کو گمراہ کرے۔ جب آپؓ کو

اللّٰهم اغفر لكاتبه ولكلهم مؤمنين والمؤمنات والمسلمين والمسلمات الاحياء منهم والاموات برحمتك يا ارحم الراحمين ط (كاتب غفرله)

معلوم ہوا تو آپؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تجھے گمراہ کیا ہے۔ اگر ہمارا تجھ سے عہد نہ ہوتا
میں تیری گردن مار دیتا۔ امام ابوالقاسم اسمٰعیل بن محمد بن الفضل الطلحی اپنی کتاب "الحجۃ فی بیان
المحجۃ میں بروایت عبداللہ بن الحارث بن نوفل بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروق
جابیہ گئے اور خطبہ کہا۔ ایک قسیس آپ کے خطبہ کا ترجمہ کرتا جاتا تھا۔ جب آپ نے فرما
جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کرتا ہے اُسے کوئی ہدایت نہیں کر سکتا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ
اللہ تعالیٰ چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔ تو قسیس نے ہاتھ پھیلا
جس سے ظاہر تھا کہ اُسے یہ قول پسند نہیں آیا۔ آپ نے پوچھا یہ کیا کہتا ہے۔ لوگوں
ذکر کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ آپ نے وہی قول پھر دھرایا۔ قسیس نے پھر اسی طرح ہاتھ پھیلا
اور آپ نے دریافت کیا یہ شخص کیا کہتا ہے؟ کہا گیا امیرالمومنینؓ یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ
کو گمراہ نہیں کرتا۔ آپ نے کہا اے عدواللہ، تو کاذب ہے۔ اللہ نے تجھے پیدا کیا اور گمرا
کیا۔ اور اگر وہ چاہے گا تو تجھے دوزخ میں ڈالے گا۔ اگر تجھ سے عہد نہ ہوتا تو میں تیر
گردن مار دیتا۔ اللہ عزوجل نے جب خلق پیدا کی تو اہل جنت اور ان کے افعال، ا
اہل دوزخ اور ان کے افعال کو پیدا کیا۔ پھر آپ نے کہا یہ لوگ اس کے لیے ہیں اور
اس کے لیے۔ عبداللہ بن حارث بیان کرتے ہیں کہ جب جلسہ برخاست ہوا اور لوگ متفر
ہو گئے تو ان میں سے کسی کو بھی قدر سے اختلاف نہ تھا۔

طارق بن شہاب بروایت حضرت عمر فاروقؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا میں داعی و مبلغ بنا کر مبعوث کیا گیا ہوں ہدایت کرنا میرے اختیا
میں نہیں۔ اور ابلیس مزین کفر بنایا گیا ہے اور گمراہ کرنا اُس کے اختیار میں نہیں۔

التعوذ من عذاب القبر

امام ابوالقاسم اسمٰعیل بن محمد بن الفضل الطلحی اپنی کتاب "الحجۃ فی بیان المحجۃ" میں بروایت عم
بن میمون اور وہ حضرت عمر فاروقؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ
عذاب قبر سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ اور بروایت ابی شہم عن عمر بن الخطابؓ روایت کر
ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروقؓ سے فرمایا، تمہارا کیا حال ہو گا
جب کہ تم چار ہاتھ لمبی اور دو ہاتھ چوڑی زمین میں ہو گے اور منکر نکیر کو دیکھو گے
کیا منکر نکیر کون ہیں؟ فرمایا دو آزمائش والے فرشتے جو زمین کو دانتوں سے کھودتے ہو
آئیں گے ان کے بال زانوؤں تک لٹکتے ہوں گے، ان کی آواز رعد و کڑک کی طر
اور آنکھیں بجلی کی طرح چمکتی ہوں گی اور لوہے کی گرز اُن کے ہاتھ میں ہو گی۔ اگر ا
گرز کو تمام اہل منیٰ مل کر اٹھانا چاہیں گے تو بھی نہ اُٹھے گی۔ اور من کے ہاتھ میں

ں طرح ہوگی۔ عرض کیا یا رسولؐ اللہ اور کیا میں اس وقت اپنے اسی حال میں ہوں گا؟
یا ہاں! عرض کیا تو میں ان کے لیے کافی ہوں گا۔

اصحاب الرائے اعداء السنتہ

امام ابوالقاسم اسمٰعیل بن محمد بن الفضل الطلحی اپنی کتاب الحجۃ فی بیان المحجۃ میں بروایت سعید
ں المسیب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ کھڑے ہوئے اور بیان کیا اے لوگو
گاہ ہو جاؤ۔ اصحاب الرائے اعداء سنت ہیں۔ احادیث نے انہیں عاجز کر دیا ہے کہ وہ
ہیں یاد رکھ سکیں۔ اس لیے احادیث ان کے دماغ میں نہیں سما سکتیں اور انہیں شرم
آتی ہے جب کہ لوگ ان سے سوال کرتے ہیں۔ اور وہ کہہ دیتے ہیں ہمیں نہیں معلوم
ہذا اپنی رائے سے احادیث و سنن پر طعن کر کے خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو
ی گمراہ کرتے ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اللہ تعا
نے کسی کو اٹھا نہیں لیا اور نہ وحی اُٹھا لی گئی۔ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو ان
ی رائے یعنی شرعی معاملات میں سے مستغنی کر دیا۔ اگر دین اور شریعت کی بنا محض
ائے پر ہوتی تو مسح نیچے کیا جاتا نہ اوپر۔ لہٰذا اہل الرائے سے بچو اور دُور رہو۔

اور بروایت عامر بن سعد اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ حضرت
ر فاروقؓ بمقام جابیہ کھڑے ہوئے اور بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ام لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا جو شخص وسط جنت کا خواہش مند ہے
اسے چاہیے کہ جماعت کو لازم پکڑے۔ کیونکہ شیطان جماعت کے ساتھ ہے

امام ابوالقاسم تعلیقاً روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے ممبر پر کھڑے ہو کر
بیان فرمایا کہ یہ قرآن (یعنی جس کی تم تلاوت کرتے ہو) کلام اللہ ہے۔ اور بروایت حسنؒ
روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا امیرالمومنینؓ
مجھے دین سکھلائیے۔ آپ نے فرمایا، اول یہ کہ تم کلمہ شہادت "اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و
اشہد ان محمداً رسول اللہ" پڑھو۔ اور یہ کہ نماز پڑھو، زکوٰۃ دو، حج بیت اللہ کرو، رمضان کے
روزے رکھو۔ اور ظاہر کو لازم پکڑو اور بد باطنی سے اور ہر ایک اُس چیز سے جس سے تم
حیا کر سکتے ہو دور رہو۔ پھر جب اللہ تعالیٰ سے ملو تو یہ کہنا کہ عمرؓ نے مجھے یہ بتلایا ہے

من رائے رویاء

بغوی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے ابو موسیٰ اشعری کو لکھا، امابعد میں تم کو
وہی حکم دیتا ہوں جو حکم تمہیں قرآن نے دیا ہے۔ اور منع کرتا ہوں جس سے تمہیں آنحضرت

صلے اللہ علیہ وسلم نے منع کیا۔ میں تمہیں اتباع فقہ وسنت اور تفہم فی العربیت کا حکم دیتا ہوں۔ جب تم کیں سے کوئی خواب دیکھے اور اپنے مسلمان بھائی سے بیان کرے، تو اُسے چاہیے کہ یوں کہے:۔"خیرلنا وشر لاعدائنا"۔

بغوی بروایت قتادہ رعایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عمر فاروق رضہ کی خدمت میں آیا اور بیان کیا کہ میں نے ایک سبزہ زار دیکھا، پھر قحط سالی۔ آپ نے فرمایا تو ایک شخص ہے کہ ایمان لاتا ہے اور پھر کفر کرتا ہے۔ اور تُو کفر پر مرے گا۔ اس شخص نے کہا میں نے کچھ نہیں دیکھا۔ فرمایا تیرے لیے فیصلہ کیا جو اللہ تعالےٰ نے صاحب یوسف کے لیے فیصلہ کیا۔

التعلم من النجوم

بغوی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضہ نے فرمایا نجوم سیکھو مگر اس قدر کہ تم جس سے قبلہ اور راستہ پہچان سکو اور بس۔

التسمیۃ باسماء الملٰئکۃ

بغوی بروایت حمید بن زنجویہ روایت کرتے ہیں، کہ حضرت عمر فاروق رضہ ملائکہ کے نام رکھنے کو ناپسند رکھتے تھے۔ مثلاً یہ کہ جبرائیل، میکائیل۔ اور صحابہ کرام اور تابعین میں سے کسی سے منقول نہیں ہوا کہ کسی نے اپنے بچوں کا نام فرشتوں کے نام پر رکھا ہو۔

بغوی بروایت شعبی اور وہ مسروق سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے حضرت عمر فاروق رضہ نے پوچھا کہ تمہارے والد کا کیا نام ہے انہوں نے کہا اجدع۔ آپ نے کہا اجدع شیطان کا نام ہے تم مسروق بن عبد الرحمٰن ہو۔

تقبیل الید

بغوی بروایت تمیم بن سلمہ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروق رضہ شام تشریف لے گئے تو ابو عبیدہ بن جراح نے آپ کا استقبال کیا اور آپ کے ہاتھ پر بوسہ دیا۔ تمیم بن سلمہ بیان کرتے ہیں کہ لوگ خیال کرتے تھے کہ تقبیل ید مسنون ہے۔

کرامات عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ

امام مالک بروایت یحییٰ بن سعید روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضہ نے ایک شخص سے دریافت کیا تمہارا نام کیا ہے۔ اس نے کہا جمرہ۔ فرمایا تمہارے والد کا نام

شہاب۔ فرمایا کس قبیلہ سے ہو؟ کہا حرقہ۔ (قضاعہ کے ایک قبیلہ کا نام ہے) فرمایا تمہارا
کہاں ہے؟ کہا حرۃ النار (یعنی سنگ لاخہ میں جس کے پتھر آگ سے جل کر سیاہ ہو گئے ہوں) فرمایا
جگہ؟ کہا ذات لظی (یعنی لپیٹ والی آگ میں) فرمایا جاؤ اپنے گھر والوں کی خبر لو وہ آگ میں جل رہے
۔ قال فکان کما قال عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

امام مالک بروایت عبداللہ بن ابی ملیکہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضؓ کا ایک مجذوبہ عورت
پر ہوا جو طواف خانہ کعبہ کر رہی تھی۔ فرمایا اے اللہ کی بندی لوگوں کو ایذا نہ دے۔ بہتر ہوتا کہ تو اپنے گھر میں
بیٹھی رہتی۔ آپ کے انتقال کے بعد ایک شخص کا اس عورت پر گزر ہوا۔ اس نے کہا اب تو نکلا کر جو شخص تجھے
کرتا تھا، اس کا انتقال ہو گیا۔ عورت نے کہا جس شخص کی اطاعت میں اس کی زندگی میں کرتی تھی اب بعد
کے میں اُس کی نافرمانی نہیں کر سکتی۔ امام مالک روایت فرماتے ہیں کہ انہیں حدیث پہنچی کہ حضرت
فاروق رضؓ نے عراق جانے کا ارادہ کیا تو کعب احبار نے کہا امیر المومنین رضؓ آپ عراق نہ جائیں۔ کیونکہ وہاں بہت سخت
اری پھیلی ہوئی ہے۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ انہیں حدیث پہنچی کہ عبداللہ بن عمر بن الخطاب کی ایک کنیز کو
حضرت عمر فاروق رضؓ نے دیکھا کہ حرائر کی صورت و شباہت میں پھرتی ہے۔ آپ نے اپنی صاحبزادی حضرت حفصہ رضؓ کے
آکر ناراض ہو کر فرمایا یہ کیا معاملہ ہے کہ میں تمہارے بھائی کی کنیز لوگوں کو تکتی پھرتی اور حرائر کی صورت و شباہت
رہتی دیکھتا ہوں۔

امام مالک بروایت اسحٰق بن عبداللہ بن ابی الطلحہ اور وہ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے
حضرت عمر فاروق رضؓ کو نکلتے دیکھا انس بن مالک فرماتے ہیں کہ میں بھی آپ کے ساتھ نکلا۔ یہاں تک کہ آپ ایک باغ
داخل ہوئے۔ میرے اور آپ کے درمیان ایک دیوار حائل تھی۔ میں نے آپ کو کہتے سنا "عمر اخاقو امیر المومنین ہے"
عمر تو اللہ تعالیٰ سے ڈر ورنہ وہ تجھے عذاب کرے گا۔ بغوی بروایت شعبی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے
ایک شخص کو خطبہ کہتے سنا جس نے ایک طویل خطبہ کہا آپ نے فرمایا بہت سے خطبہ (و لیکچر) شقاشق شیطان سے
ہوتے ہیں۔ شقاشق شقشقہ کی جمع ہے۔ اونٹ کے پھیپڑے کو کہتے ہیں جسے وہ مستی کے وقت منہ سے باہر نکال لیتا ہے
سے آپ نے اس طول طویل کلام کو تشبیہ دی جس میں مقرر رطب و یابس کی کچھ پرواہ نہ کرے۔ اور جو دل
ہے اناپ شناپ کہتا چلا جائے۔ غلط ہو یا صحیح۔ بغوی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضؓ نصب وحداء
سے منع نہیں کرتے تھے۔ (نصب وحداء عربی گیتوں کے نام ہیں جنہیں وہ اونٹوں پر بیٹھ کر گایا کرتے تھے۔ مترجم)

هٰذا اٰخر ما یسرہ اللہ تعالیٰ لنا من تدوین مذہب امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
هٰذہ الحالۃ والحمد للہ اولاً واٰخراً وظاہراً وباطناً وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمدٍ واٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امّا بعد

ہم نے قبل ازیں "رسالہ مذہب فاروق اعظم" میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے متعلق جو کچھ بیان کیا آپ کے مذہب کی نسبت سے نہایت مختصر ہے۔ اگر ہم تمامی کتب فن کا کامل طور پر مطالعہ کریں تو دو ثلث اور زیادہ کر سکتے ہیں۔ نیز اگر ساتھ ہی صحیح و سقیم اور ترجیح بعض روایات کا بھی ذکر کریں اور جو کچھ کہ سلف صالحین نے اس باب میں فرمایا ہے ان سب کا احصار کریں تو صرف اسی باب میں ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے۔ اور یہ موجودہ حالت میں ہم سے ممکن نہیں۔ تاہم اس باب میں جس قدر بیان کیا گیا ہے ہمارے اس دعوے کے اثبات کے لیے جو ہم نے اس مقالہ کے شروع میں کیا تھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مجتہدین کو وہی نسبت ہے جو مجتہد منتسب کو مجتہد مستقل سے ہوتی ہے۔ اور یہ کہ مذہب فاروقی بمنزلہ متن کے ہے۔ اور مذہب اربعہ بمنزلہ شروح کے کافی ہے۔ البتہ دل تعصب سے خالی، اور گوش شنوا چاہیئے۔ اور بس۔

جب یہ بحث بحمد اللہ وحسن توفیقہ اتمام کو پہنچی تو اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دو نکتہ مزید اس بحث کے ساتھ ذکر کر دیں۔ جو ہم نے باستقرار تمام اور یہ تتبع گوشہائے سخن اور بفحوائے آثار و اقوال سلف صالحین معلوم کیے ہیں۔

نکتہ اولےٰ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ سعادت میں لوگ پورے طریقہ سے تمام انواع علوم میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چشم پر جمال اور گوش بآواز تھے۔ بایں معنی کہ معاملات جہاد، و صلح اور عقد و جزیہ نیز احکام فقہیہ و علوم زہد وغیرہ تمام امور کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار کرتے اس طرح کہ گویا وہ آج شکم مادر سے نکلے ہیں۔ کیونکہ جو کچھ علوم رسمیہ و تجربیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے انہیں معلوم تھے۔ خداوند جل و علےٰ کی جانب سے نازل فیوض و برکات کے سامنے دھندلے پڑ چکے تھے۔ لہٰذا ہر باب میں مخبر صادق م کے حکم

رائنہیں چارہ نہ تھا۔ جب نوبت خلافت خاصہ کی پہنچی، شیخین نے مجالس متعددہ میں منصب
ت و منصب خلافت کا بیان کرتے ہوئے دونوں کے درمیان تفریق کی اور ان دونوں کو
ب دوسرے سے ممیز کر دیا۔ تو اب فی الجملہ مسائل اجتہادیہ میں مشورہ اور تتبع احادیث میں توسیع
الہیٔ۔ معہٰذا جب خلیفہ کا کسی امر پر عزم بالجزم ہو جاتا۔ کسی کو مجال مخالفت باقی نہ رہتی۔
ں قسم کے تمام امور میں لوگ منتشر اور پراگندہ و پریشان نہ ہوتے نہ بغیر دریافت رائے خلیفہ
ی کام کے کرنے کا مصمم ارادہ کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ اس زمانہ میں اختلاف مذاہب و
سالک و تشتت آرار واقع نہیں ہوا۔ اور سب خلیفہ ہی کے مذہب و مسلک پر متفق و
مع رہے۔ اور روایت حدیث، افتار، قضار اور وعظ وغیرہ خلیفہ کی ذات سے متعلق تھے۔
ائب خلیفہ سے یا جو شخص کہ مامور ہو۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وعظ نہیں کہتا
مگر امیر، یا مامور، یا مغرور۔ "لایقص الا امیر او مامور او مختال"۔ اور حضرت عمر فاروقؓ نے افتار و
ضار کے متعلق فرمایا: "ولی حارّھا من تولّی قارّھا"۔

جب خلافت حضرت علی مرتضیٰؓ کی نوبت پہنچی، تو بہ تقدیر الٰہی امت کے درمیان افتراق
واقع ہو گیا اور اکثر بلدان اطاعت خلیفہ سے نکل گئے۔ اس وقت علمار و فقہار کو ایک گونہ حیرت
لاحق ہوئی۔ اور انتظار میں رہے کہ شائد امروز فردا میں امر خلافت منتظم ہو جائے۔ لیکن جب
معلوم ہوا کہ خلافت خاصہ بالکلیہ منقرض ہوئی اور خلافت عامہ ظاہر۔ اب صورت اجتماع میسر ہوئی
تو علمار ہر شہر و بلد میں افادہ میں مشغول ہو گئے۔ حضرت ابن عباسؓ مکہ معظمہ میں افتار، روایت حدیث
و تفسیر قرآن میں مشغول ہو گئے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ اور عبداللہ بن عمرؓ مدینہ طیبہ میں روایت
حدیث کرنے لگے اور دوست و احباب اور عزیز و اقارب ان سے استفادہ کرنے لگے۔ حضرت
ابو ہریرہؓ نے اپنے تمام اوقات روایت حدیث میں ہی وقف کر دیئے۔ اور فقہائے مدینہ نے
آپ سے روایت کیا۔ حضرت ابو سعید خدری حضرت جابر وغیرہ نے بھی اکثر اوقات روایت
حدیث میں صرف کرنے شروع کیے۔ انس بن مالک اور عمران بن حصین نے بصرہ میں روایت حدیث
شروع کی۔ اور برار بن عازب کوفہ جاکر روایت حدیث میں مشغول ہوئے۔ اور اصحاب حضرت
عبداللہ بن مسعود فقہ میں مشغول ہوئے۔ اور عبداللہ بن عمر بن العاص، ابو دردار اور ابو امامہ باہلی
وغیرہ شام میں جا کر روایت حدیث میں مشغول ہو گئے۔

بالجملہ ہر ناحیہ و ہر مقام میں صحابی یا تابعی افادہ مسلمین کی غرض سے پہنچے اور بفحوائے: "اصحابی
کالنجوم بایّھم اقتدیتم اھتدیتم"۔ مسلمانوں نے ان سے استفادہ کیا اور بجز اس کے چارہ بھی نہ تھا
کیونکہ اب (یعنی خلافت عامہ میں) خلیفۂ منصوب کی فقاہت تمام فقہائے امت کے نزدیک
۔ مقامات جمیع صلحائے امت کے نزدیک مسلم نہ تھی۔ اور نہ اب خلیفہ کا اشتغال افادات
مسلمین میں خلفائے پیشین کے اشتغال کے مانند باقی رہ گیا تھا۔ الغرض انہیں ایام فتاویٰ میں

اختلاف پیدا ہوا۔ اور ایک کو دوسرے کے فتوے پر اطلاع نہیں ہوئی۔ اور اگر ہوئی تو آپس
مذاکرہ نہیں ہوا۔ اور اگر مذاکرہ ہو بھی گیا تو ازالۂ شبہ نہیں ہو سکا۔ جو ضیق اختلاف سے نکلنے ا
اتفاق میسر ہونے کا باعث ہوتا۔ (قیام مذاہب اربعہ اور تقلید کے باب میں یہ ایک عجیب بحث
فتاًمل۔ مترجم) ۱۲ منہ۔

بہت سی احادیث خبر واحد میں جو فرداً عن فردٍ روایت کی گئی ہیں اگر تتبع کیا جائے۔ تو روا
علمائے صحابہ جو قبل انقراض خلافت خاصہ انتقال کر گئے بہت کم ملیں گی۔ اور جو صحابہ کرام الف
خلافت خاصہ کے بعد تک زندہ رہے جو انہوں نے روایت کیا ہے بعد انقراض خلافت خاص
روایت کیا ہے۔ اور ان کی بہت سی حدیثیں مرسل واقع ہوئی ہیں۔ جو انہوں نے دوسر
صحابی کے واسطہ سے روایت کی ہیں اور ارسال (ترک صحابی راوی) انہوں نے محض بغرض اختـ
اختیار کیا ہے۔ لہٰذا حدیث مرسل صحابی متصل کا حکم رکھتی ہے۔

"اخرج مسلم عن معاویۃ قال علیکم من الاحادیث بما کان فی زمان عمر بن الخطاب فانہ
یخیف الناس فی اللہ عزوجل او کما قال وروی عن ابن مسعود انہ قال من کان مستناً فلیستن بـ
قد مات فان الحی لا یؤمن علیہ الفتنۃ اولئک اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کانوا افضـ
ھٰذہ الامۃ ابرّھا قلوباً و اعمقھا علماً و اقلھا تکلفاً اختارھم اللہ لصحبۃ نبیہ ولاقامۃ دینہ فاعرفو
فضلھم واتبعوا علیٰ اثرھم وتمسکوا بما استطعتم من اخلاقھم وسیرھم فانھم کانوا علی الھدی المست

امام مسلمؒ نے بروایت حضرت معاویہؓ نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے تھے "کہ عمر بن الخطابؓ کے ز
کی احادیث کو لازم پکڑو۔ کیونکہ وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈراتے رہتے تھے (او کما قال) اور ابن مسـ
سے روایت کیا گیا ہے کہ وہ فرماتے تھے "کہ جو شخص سنت کی پیروی کرنا چاہے وہ گزرے ہـ
لوگوں کی سنت پر عمل کرے۔ کیونکہ زندوں پر فتنوں سے امن نہیں۔ وہ (یعنی گذرے ہوئے
اصحاب محمدؐ تھے۔ جو اس امت میں سب سے افضل تھے۔ جن کی صفت یہ تھی، دلوں کے سچے
علم کے گہرے، اور تکلف سے پاک۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے نبیؐ کی صحبت اور اقامت دین
لیے چن لیا تھا۔ ان کی بزرگی کو پہچانو، اور ان کے نشان قدم پر چلو اور اپنی طاقت کے بقدر ان کی
اور ان کے اخلاق پر جمے رہو۔ اس لیے کہ وہ ہدایت کے مستحکم راستہ پر گامزن تھے۔

اور یہ تو معلوم ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے آخر خلافت ذی النورینؓ میں انتقال ف
اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں، "اذا صرنا الی التقلید فقول الائمۃ ابی بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ۔ قال فی القد
وعلیؓ حب الینا من قول غیرھم"۔ جب ہم تقلید اختیار کریں تو آئمہ ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ ہیں
قدیم قول میں آپ نے فرمایا کہ علیؓ کا قول مجھے دوسروں سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

ہر چند کہ جمیع صحابہ عدول تھے اور ان کی روایات مقبول ہیں۔ اور بروایت صدوق ان کی
پر عمل کرنا ثابت و لازم ہے۔ تاہم جو حدیث و فقہ کہ حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ میں تھی اور جو لو

رہوئی ان دونو کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے ؎

آسماں نسبت بعرش آمد فرود! ورنہ بس عالی ست پیش خاک تود

"آسمان اگرچہ عرش کی نسبت سے نیچے ہے لیکن زمین کی نسبت سے تو بہت بلند ہے"

نکتۂ ثانیہ

باستقرائے تام یہ امر معلوم ہے کہ وہ احادیث جو تبلیغ شرائع اور تکمیل افراد بشر سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان کے اور
کے ماسواء کے درمیان حضرت عمر فاروق رضؓ نہایت تفریق کرتے اور زیادہ اول الذکر احادیث کی روایت میں
ردف رہتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ احادیث شمائل اور احادیث سنن زوائد جو آنحضرت صلی اللہ
وسلم کے عادات واطوار اور لباس وغیرہ سے تعلق رکھتی تھیں آپ سے بہت کم روایت کی گئی
اور اسکی دو وجہ ہیں ایک یہ کہ اس قسم کی تمام احادیث علوم تکلیفیہ شرعیہ سے نہیں ہیں لہٰذا ان کی
بت میں زیادہ اہتمام کرنے سے (اس وقت) احتمال پیدا ہو سکتا تھا کہ بعض احادیث سنن زوائد سے سنن
کے ساتھ مشتبہ ہو جائیں۔ یہ بھی احتمال پیدا ہو سکتا تھا کہ صحابہ کا اس قسم کی احادیث کی روایت
ہمہ تن مصروف ہو جانا اشتغال سنن تشریعیہ سے مانع آئے۔

دوسری وجہ حضرت عمر فاروق کے سنن زوائد کیطرف کم توجہ کرنے کی یہ ہے کہ جو لوگ شرف
بت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے تھے۔ حضرت عمر فاروق کے زمانہ میں کثرت کے
تھ موجود تھے اسلئے ان احادیث کی زیادہ ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ "اخرج الدارمی عن الشعبی عن
لة قال بعث عمر بن الخطاب رضؓ رهطاً من الانصار الی الکوفه فبعثنی معهم فجعل یمشی معنا حتی یاتی ضرار اف
رما فی طریق مکة فجعل ینقض الغبار عن رجلیه ثم قال انکم تاتون الکوفة فتاتون قوماً لهم ازیز بالقرآن
انکم فیقولون قدم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فیاتونکم فیقولونکم عن الحدیث فاقلوا
روایته عن رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا شریککم۔ امام دارمی بروایت شعبی اور وہ قرظہ
روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے ایک جماعت انصار کی کوفہ روانہ کی تو یہ قرظہ بھی ان کے
ساتھ تھے خود حضرت عمر فاروق رضؓ ہمارے ساتھ ہو گئے۔ اور ضرار تک آئے اور ضرار ایک پانی کا مقام
جو مکہ معظمہ کے راستہ میں واقع ہے (یہاں ٹھہر کر آپ اپنے پاؤں سے گرد وغبار جھاڑنے لگے اس کے
بعد آپ نے کہا تم لوگ کوفہ جا رہے ہو۔ تم اس قوم کے پاس جا رہے ہو جن کا ایک خاص لہجہ ہے
ان کے ساتھ (یعنی تلاوت قرآن کرتے ہوئے ان کی آواز گریہ وزاری کی نکلتی ہے۔ یہ لوگ تمہارے پاس آئیں گے
اور کہیں گے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے ہیں۔ یہ تم سے سوال کرینگے سو تم رسول اللہ صلی علیہ
وسلم سے روایت کم کرنا اور میں بھی اس میں تمہارے ساتھ شریک ہوں۔

امام دارمی فرماتے ہیں میرے نزدیک اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ وہ لوگ تم سے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے زمانہ کی احادیث بیان کرنے کا سوال کریں گے۔ جو سنن مؤکدہ اور فرائض کے علاوہ ہیں۔

احقر کے نزدیک بھی اس حدیث کے یہی معنی ہیں ۔ کہ وہ تم سے ان احادیث سے سوال کریں
جو کسی حکم شرعی سے تعلق نہ رکھتی ہوں ۔ بلکہ شمائل و عادات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق رکھتی
یا یہ معنی ہیں کہ وہ ان احادیث سے سوال کریں گے جو علی السبیل الظن احادیث ہیں اور بہ تحقیق ثابت نہ
اس لئے کہ ان کی حفظ روایات میں پوری کوشش نہیں کی گئی ۔

اسی طرح حضرت عمر فاروق رضؓ سے الفاظ ادعیہ موقتہ باوقات وادعیہ مسببہ باسباب کی روایت
بھی کم اہتمام ظہور میں آیا ہے ۔ گویا آپ جانتے تھے کہ مدار فضائل مخ ادعیہ ہے یعنی التجاء توجہ بجناب باری
جس کا منشاء توکل وشکر ہے ۔ اخرج ابوداؤد عن سہل بن معاذ بن انس عن ابیہ ان رسول اللہ
اللہ علیہ وسلم قال من اکل طعاماً ثم قال الحمد الذی اطعمنی ھذا الطعام ورزقنیہ من غیر
منی ولا قوۃ غفرلہ ما تقدم من ذنبہ ومن لبس ثوباً فقال الحمد للذی کسانی ھذا ورزقنیہ من
حول منی ولا قوۃ غفرلہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر پس گویا اس قسم کی احادیث میں حضرت عمر فار
نے اسباب کو چھوڑ کر مسبب پر نظر رکھنے کو مدار افضلیت سمجھا ہے ۔ نہ صرف ان کلمات مبارکات کو ۔ ا
تشریح خصوصیت ان کلمات کی اور تشریح مخ واصول ومنشاء دعاء ابرار وسابقین کے لئے ہے ۔

اب رہا حضرت عمر فاروق رضؓ کا توسع علوم احسان ویقین میں جو آجکل "علم تصوف وعلم سلوک" کے
سے موسوم ہے ۔ اس سے زیادہ ہے کہ ہم اس سب کا احصار کرسکیں لیکن مناسب معلوم ہوتا ہے
سب نہیں تو بعض مباحث ضرور ایک رسالہ کی صورت میں جمع کردیں ۔ جس سے دو فائدے متر
ہوں گے ۔ اول منزلت حضرت عمر فاروق پر واقفیت ہوگی ۔ دوم یہ بھی ظاہر ہوجائے گا کہ یہ علم خل
راشدین سے ثابت ہے اور بدعت نہیں ہے ۔ کہ بعد قرون ثلثہ پیدا ہوگیا ہے ۔ کما ظن من لیس
نصیب فی علوم الحدیث ۔ جیسا کہ ان لوگوں کا گمان ہے جنہیں "علم حدیث" سے کچھ بھی حصہ نہیں ملا

(واللہ اعلم وعلمہ اتم)
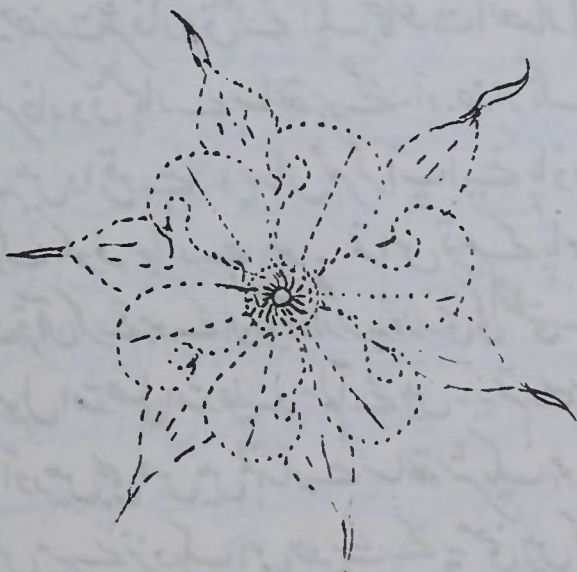
رسالہ تصوف و سلوک

سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلحَمدُ لِلّٰہِ مخرج العلوم من معادنہا ومفیض الفہوم من اماکنہا ومحی النفوس بہا حیاۃً طیبۃً مرتبہا بذالک ما قدلہا من مرتبۃ واشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم۔

امابعد فقیر ولی اللہ عفی عنہ ارباب علم کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ یہ چند اوراق خلیفۂ اوّاب ناطق بالحق والصواب امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ کے مقامات وکرامات وران حکم وافادات کے بیان میں ہیں جنہیں یہ بندۂ ضعیف بتوفیقِ اللہ عزوجل مدون کر سکا واللہ المستعان علیہ التعلان۔

والاٰن اشرع فی المقصود۔ لیکن قبل ازیں کہ ہم سلوک حضرت عمر فاروق رضؓ کا ذکر کریں مناسب علوم ہوتا ہے کہ تمہیداً دو مقدموں کا ذکر کریں (مقدمہ اول) یہ کہ حقیقت تصوف عرف شرع میں جس کا م احسان ہے تین اصل رکھتی ہے:۔

اصل اول

یقین پیدا کرنا ہے تلبس اعمال خیر سے مثلاً نماز۔ روزہ۔ ذکر۔ تلاوت وغیرہ یقین ہے اس جگہ خاص یقین مراد ہے جو بطریق موہبت وعطائے الٰہی صلحائے امت کو نصیب ہوتا ہے جو صوفیہ کرام کے نام سے وسوم ہیں۔ اور وہ یقین واذعان مراد نہیں جو محض استدلال یا تقلید سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ ایک بدیہی بات ہے کہ جمیع مسلمان بقدر اپنی استعداد کے اعمال خیر کرتے ہیں۔ لیکن ان میں سے مرتبہ یقین تک ہر ایک نہیں پہنچتا مگر صرف ایک جماعت خاص معلوم ہوا کہ تلبس باعمال خیر حصول یقین کے لئے کافی نہیں بلکہ حصول یقین تلبس اعمال خیر سے مشروط ہے۔ مگر دیگر امور کے ساتھ ہماری غرض نہیں امور کی تحقیق ہے کہ وہ امور کون ہیں۔ استقراء کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ امور تین کلیوں میں مندرج ہوتے ہیں

اوّل شرط۔ قبول اعمال اور وہ اخلاص فی العمل ہے۔

دوم۔ اکثار اعمال خیر کمیۃً مثلاً نماز تہجد۔ نماز چاشت اور اذکار صبح و شام۔

سوم۔ کیفیت عبادت اور وہ خشوع و خضوع اور ترک حدیث نفس۔

ہیئت مذکرہ خشوع و خضوع اور اذکار محمد خشوع و خضوع ہیں۔ قرآن مجید اور سنت سنیہ میں احسان کی تفسیر انہیں تینوں کلیوں سے کی گئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "انما الاعمال بالنیات"۔ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے۔ "انہم کانوا قبل ذالک محسنین کانوا قلیلاً من الیل ما یھجعون وبالاسحار ھم یستغفرون" "وفی اموالھم حق للسائل والمحروم"۔ الآیۃ۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یرماک"، اور یہ کہ اللہ کی عبادت کرو گویا تو اُسے دیکھتا ہے۔ لیکن اگر تو اُسے نہیں دیکھتا تو سمجھ لے کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

اصل دوم

یقین اور طبیعت نفس و قلب کے درمیان سے مقامات کا پیدا ہونا ہے اور بہترین ان مقامات میں حسب تحریر شیخ ابو طالب مکی جو شیخ فن ہیں دس چیزیں ہیں۔ توبہ[۱]۔ زہد[۲]۔ صبر[۳]۔ شکر[۴]۔ رجاء[۵]۔ خوف[۶]۔ توکل[۷]۔ رضا[۸]۔ فقر[۹]۔ محبت[۱۰]۔ انسان کا دل اور نفس اس طریق پر پیدا کیا گیا ہے۔ کہ وہ ہمیشہ ان احوال متضاد کا مورد و گزرگاہ بنا رہتا ہے۔ اوّلاً ان احوال کا تعلق امور دنیبہ یا دنیویہ سے ہوتا ہے۔ مثلاً خوف کا دشمن۔ تلف مال و اولاد سے اور رجاء کا کثرت اموال و اولاد سے تعلق ہوتا ہے۔ اور اس صورت میں اعتماد اسباب پر ہوتا ہے لیکن جب یقین بطریق جبلت قلب پر مستولی ہو جاتا ہے اور چاروں طرف سے قلب کو گھیر لیتا ہے تو اب لامحالہ رجاء و خوف بذات الٰہی اور اس کے اوامر و احکام اور مواعید نواہی سے متعلق ہوتا ہے اور اب اعتماد اسباب پر نہیں بلکہ مسبب الاسباب پر ہوتا ہے۔

ہمارے اس بیان سے یہ نہ سمجھ لینا کہ جمیع مقامات ان دس چیزوں میں محصور ہیں۔ بلکہ یہ دس چیزیں بہترین و اصول مقامات ہیں۔ ورنہ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے مقامات ہیں جو قرآن مجید میں مذکور ہوئے ہیں اور جن کی تفصیل کرنا خالی از طوالت نہیں۔ ان کے علاوہ اور بہت سے مقامات وہ ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت صحابہ سے بطریق بشارت بیان فرمائے۔ مثلاً صدیقیت۔ محدثیت۔ شہیدیت۔ حواریت۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض صفات بعض سے مختلط ہو جاتی ہیں۔ مثلاً صبر سختی دل سے اور توکل تہاون سے مشتبہ ہو جاتا ہے۔ وعلیٰ ہذا القیاس محققین صوفیہ کرام نے ہر ایک کے علامات و خصوصیات بیان کئے ہیں جن سے ایک دوسرے کے درمیان اچھی طرح تمیز کی جا سکتی ہے احقر اس کے متعلق ایک اصل بیان کرتا ہے جو ان شاء اللہ تقریرات طویلہ سے مستغنی کر دیگی وہ اصل و کلیہ یہ ہے کہ مقام اس کو کہتے ہیں جو یقین اور جبلت قلب و نفس کے درمیان سے پیدا ہو۔ پس اگر کسی شخص کے دل پر یقین مستولی نہ ہوا ہو تو اُس کی تمام صفات طبعی ہونگی نہ مقامات سلوک اور اگر یقین قلب پر مستولی ہو گیا ہو تو اب دیکھنا چاہیئے کہ قبل ازیں بھی صفات کی یہی وضع و کیفیت تھی۔ اگر تھی

انا چاہیئے کہ یہ صفات مقامات سلوک سے نہیں ہیں۔ اور اگر قبل ازیں صفات کی وضع وکیفیت یہ نہ تھی تو جاننا اہیئے کہ وہ مقامات سلوک سے ناشی ہیں۔ بس امید کرتا ہوں کہ منصف طبیعت اور ذکی کے لئے صرف یہی ایک یہ کافی ہوگا۔

اصل سوم

جس شخص کے قلب ونفس پر یقین مستولی ہوجاتا ہے توجوکچھ وہ کہتا ہے بہ یقین کہتا ہے اور جو کچھ کرتا ہے یقین کرتا ہے۔ مقامات سنیہ اس کے سینے میں پیدا ہوتے ہیں اور استقلال عظیم اسے حاصل ہوتا ہے۔ مشتے ونہ از خروارے اِس قسم سے اُس کا کچھ حال ظاہر ہوتا ہے اور لوگوں کے درمیان شائع ہوجاتا ہے۔ یہ حالات س کے دو قسم کے ہوتے ہیں۔ کرامات خارقہ اور تربیت مریداں۔ حضرت عمر فاروق رضؓ نے یہ تمام مباحث قولاً نعلاً بیان فرمائے ہیں اور اس فن کو اس کی اعلےٰ ترقی تک پہنچایا ہے۔ اِس امت مرحومہ میں علوم تصوف کے آپ اعلم صوفیہ، تھے۔ بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امت مرحومہ کی تربیت کی اور کیا صحابہ اور کیا تابعین غرض حاضرین کو بطریق خطاب اور غائبین کو بطریق کتابت افادہ کیا۔ ہرچند کہ ہم اس مبحث کے متعلق آپ کے جمیع احکام مواعظ کا استیعاب نہیں کرسکتے کیونکہ یہ رسالہ ان سب کی گنجائش نہیں رکھتا تاہم نکتہ مالا یدرک کلیہ لا یترک کلہ پیش نظر ہے۔

مقدمہ دوم

کرامات ومقامات مشائخ کرام قدس اللہ اسرارہم اور مقامات وکرامات حضرت عمر فاروق رضؓ کے درمیان بعین ائن وفرق بعید ہے۔ مقامات صوفیہ پہچانے نہیں جاتے مگر بقرائن مثلاً مصائب وبلا کے وقت ہم نے بارہا ایک شخص کو دیکھا ہے کہ وہ جزع وفزع نہیں کرتا پس ہم نے معلوم کیا کہ مقام صبر اُسے حاصل ہے۔ یا یہ کہ بطریق وجدان وہ خود خبر دے کہ یہ مقام اُسے حاصل ہے اور ان دونوں صورتوں میں بہت سے خدشے بھی ہیں جو اس فن میں زلت قدم کا باعث ہوسکتے ہیں۔ اس لئے کہ بہت سے مقامات فاضلہ صفات طبیعیہ کے مشتبہ ہوجاتے ہیں۔ لا محالہ مقامات کرامات شناخت ظنی اور حسن ظن پر موقوف ہیں اسی حسن ظن پر وہ ناقلین سے قبول کی جاتی ہیں۔ لیکن حضرت عمر فاروق رضؓ کے مقامات کے اصول بنص مخبر صادق علیہ اکمل الصلوٰۃ والتحیات ثابت ہوئے ہیں۔ اور یہ وہ مقامات ہیں جن کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بشارت دی ہے۔ اور وہ بفضل مستفیض ثبوت کو پہنچ گئے ہیں اور رجت قائم ہوگئی ہے۔ پس پر ایمان لانا بقدر مجمل واجب ہے ہم جو کچھ لکھیں گے اسی اجمال کی شرح ہوگی اور انہیں اصول کی فروع۔ پہلے ہم بعض نصوص کا ذکر کریں گے اور پھر ان کی تفصیل لکھیں گے۔

نفس ناطقہ کو دو قوتیں عطا کی گئی ہیں۔ قوت[1] عاملہ اور قوت[2] عاقلہ۔ جب تہذیب قوت عاملہ کمال کو پہنچ جاتی ہے تو اسکا نام عصمت ہے اور جب قوت عاقلہ کمال پاتی ہے تو وہ مقام وحی ہے۔ امتیوں کا دست ترقی ان دونوں قوتوں کے نائب وقائم مقام نفس ناطقہ میں جمع ہوجاتے ہیں تو ثمرات کثیرہ ان دونو سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس وقت یہ صاحب

نفس ۔مرشد خلائق ۔خلیفۂ برحق پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور مظہر رحمت الٰہی ہوتا ہے ۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ
من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم ۔پس قائمقام وحی محدثیت ہے اور موافقت رائے با وحی وکشف صادق
فراست المعیہ اور نائب عصمت اس شخص کامل کے سایہ سے شیطان فرار ہوتا ہے ۔انہیں دونو ثمرات کے اجتماع
سے شہیدیت ونیابت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہوتی ہے ۔ تاکہ وہ دنیا میں علوم کا افاضہ کرکے آخرت
میں علو منزلت کا مستحق ہو۔

محدثیت کی بابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ۔لقد کان فیما کان قبلکم من الامم
محدثون فان یکن فی امتی احد فھو عمر بن الخطاب ۔ رواہ ابوہریرہؓ وعائشہؓ بطریق صحیحۃ مستفیضۃ۔حضرت
ابوہریرہؓ کے بعض طریقوں میں یہ لفظ ہیں ۔ لقد کان فیما کان قبلکم من بنی اسرائیل رجال مکلمون من
غیران یکونوا انبیاء وان یکون من امتی منھم احدٌ فعمر ماآثر حضرت عمر میں یہ سب حدیثیں مکرر گذر چکیں
عقبہ بن عامر نے یہ لفظ روایت کئے ہیں ۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوکان نبی بعدی لکان
عمر بن الخطاب ۔اخرجہ احمد والترمذی ۔حضرت علیؓ فرماتے ہیں ۔ ان کان عمر لیقول القول فینزل القرآن
بتصدیقہ ۔ابن عمر بیان کرتے ہیں اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی شئی میں اختلاف نہ کرتے مگر یہ کہ
وہ کچھ کہتے اور حضرت عمر فاروقؓ کچھ کہتے ۔لیکن قرآن مجید میں وہی نازل ہوتا جو حضرت عمر فاروق کہتے ۔نیز ابوذرؓ
روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر وقلبہ ۔اخرجہ
الحفاظ من حدیث ابی ھریرہ وابن عمر ۔حضرت علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ سے موقوفاً روایت کیا گیا ہے ۔کنا
ونحن متوافرون ان السکینۃ تنطق علی لسان عمر ۔وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عمر مالقیک
الشیطان سالکاً فجاً الا سلک فجاً غیر فجک اوکما قال رواہ الحفاظ من حدیث سعد بن ابی وقاص
وعائشہ وبریدۃ الاسلمی وفی موقوف علیؓ کنا نری ان الشیطان عمر یھابہ ان یامرہ بالخطیئۃ وعن
ابن مسعود وسعد وغیرھما موافقۃ للقرآن اور حدیث مشہور میں بروایت جماعت صحابہ ثابت ہوا ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروقؓ کو شہید کے نام سے موسوم کیا ۔ وقال صلی اللہ علیہ
وسلم ارأف امتی بامتی ابوبکر واقویھا بامر اللہ عمر رواہ ابوعمر فی الاستیعاب من حدیث انس
وابی سعید ومحجن اوابی محجن ۔وقال صلی اللہ علیہ وسلم ۔منزلتھما من اھل الجنۃ کمنزلۃ الکوکب
الدری ۔اوکما قال رواہ ابوداؤد وغیرہ من حدیث ۔ابی سعید اور تکلم ذئب وبقرہ کا قصہ بیان کرتے
ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ابوبکر اور عمر اس پر ایمان لاتے ہیں ۔

حالانکہ اس جگہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ اس وقت موجود نہ تھے ۔اسی طرح جنت میں حضرت
عمر فاروق کے مکان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھنا ۔خواب میں اپنا بچا ہوا دودھ آپ کو عنایت کرنا ۔
خواب میں آپ کا حضرت عمر فاروق کو ٹخنوں تک نیچا قمیص پہنے ہوئے دیکھنا وغیرہ تمام وہ باتیں ہیں جو آپ کی
فضیلت کو ظاہر کرتی ہے ۔انہیں تمام امور کو مدنظر رکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ۔اقتدوا
بالذین من بعدی ابی بکر وعمر ۔رواہ الترمذی وغیرہ من حدیث ابن مسعود وحذیفہ وقال صلی

علیہ وسلم لا یصیبنکم فتنۃ ما دام ھٰذا فیکم رواہ الحفاظ من حدیث ابی ذر وحذیفہ
عبد اللہ بن سلام - اور حضرت حذیفہ کے ایک طریقہ میں جو صحیحین میں وارد ہوا ہے ان بینک وبین الفتنہ
بابا مغلقاً - الیٰ غیر ذالک من فضائل لا تحصے وھی من متواترات الذین بالتواتر المعنوی - ۱۲؛

الفصل الاول

فضیلۃ العلم

امام غزالی فرماتے ہیں حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا ”اے لوگو علم کو لازم پکڑو - کیونکہ اللہ عزوجل کے لئے چادر ہے جو شخص علم کا ایک حصہ حاصل کر لیتا ہے اللہ اسے اپنی یہ چادر اڑھاتا ہے - پھر اگر وہ کوئی گناہ کرتا ہے اللہ اسے عتاب کرتا ہے اگر وہ پھر گناہ کرتا ہے تو اللہ اسے پھر عتاب کرتا ہے اور اپنی چادر اس سے چھین لیتا ہے“ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ ایک ہزار عابد قائم اللیل صائم النہار کا مرنا اس سے اہون وسہل ہے کہ ایک عالم واقف حلال وحرام وفات پائے - ”نیز امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ جس شخص سے حدیث بیان کی جائے اور وہ اس پر عمل کرے تو اس کا اجر ملے گا“ ابو اللیث روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ ایک شخص گھر سے نکلتا ہے اور گناہوں کے پہاڑ اس کی گردن پر ہوتے ہیں - پھر جب وہ علم کی مجلس میں بیٹھتا ہے اور اپنے گناہوں سے خوف کھا کر انا للہ وانا الیہ راجعون کہتا ہے - پھر یہ اپنے گھر کی طرف لوٹتا ہے تو اس کی گردن پر کسی گناہ کا بوجھ نہیں ہوتا - پس چاہیئے کہ تم علماء کی مجلس سے جدا نہ ہو - کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین کا کوئی حصہ مجالس علماء سے برگزیدہ پیدا نہیں کیا - امام غزالی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ جب تم عالم کو دیکھو کہ وہ دنیا کو دوست رکھتا ہے تو اسے دین کے معاملہ میں متہم کرو - کیونکہ جو شخص جس چیز کو دوست رکھتا ہے وہ اسی کے غور وخوض میں رہتا ہے ”نیز امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ مجھے تم پر زیادہ خوف عالم منافق کا ہے - لوگوں نے کہا عالم منافق کیونکر ہوگا فرمایا علیم اللسان - جاہل القلب (یعنی جو زبان سے کہے اور دل میں کچھ نہ ہو)

”امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا علم تین چیزوں کے لئے نہ سیکھو اور تین چیزوں کے لئے اسے ترک نہ کرو - علم کج بحثی - مباہاۃ - فخر اور دکھلاوے کے لئے نہ حاصل کرو اور نہ اس لئے ترک کرو کہ اس کے حاصل کرنے میں شرم آتی ہے نہ زاہدانہ بے رغبتی کر کے اور نہ جہالت پر راضی رہ کے“ نیز امام غزالی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا علم سیکھو اور علم کے لئے سکونت و وقار اور حلم حاصل کرو - نیز فرمایا کہ علمائے جبابرہ میں سے نہ ہو ورنہ تم میں بجائے علم کے جہالت بھر جائے گی - نیز امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے بروایت حضرت عمر فاروقؓ بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی فضیلت عقل سے زیادہ اور کون

سی فضیلت کا اکتساب کر سکتا ہے جس کے ذریعہ وہ دوستوں کی رہنمائی کرے اور ردواۃ سے انہیں
کسی بندہ خدا کا ایمان تام و کامل اور اُس کا دین مستقیم نہیں ہوتا مگر یہ کہ اس کی عقل مستقیم ہو جاتی۔
نیز امام غزالی بروایت حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں کہ آپ نے تمیم الداری سے پوچھا کہ تمہارے درمیان
کیا ہے انہوں نے کہا عقل۔ فرمایا سچ کہتے ہو۔ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا
تم سے سوال کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی فرمایا جو تم نے فرمایا اور فرمایا کہ میں نے جبرائیل علیہ
سے پوچھا کہ سرداری کیا چیز ہے۔ انہوں نے کہا عقل۔"

امام بخاری نے روائیت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے فرمایا کہ علم حاصل کرو قبل از
سردار ہوؤ (اور مطلب یہ ہے کہ انسان کو علم دولت و ثروت اور سرداری سے پہلے ہی حاصل
لینا چاہئے۔ کیونکہ نفس امارہ ہمیشہ برائی کی طرف ہی کھینچتا ہے۔ اور دنیا انسان کے وقات کو
طرف شاغل کر لیتی ہے۔) امام بغوی اور امام غزالی نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے فر
نجوم صرف اس قدر سیکھو کہ بحری و بری راستہ تمہیں معلوم ہو سکے اور پھر بس کرو۔

شیخ سہروردی اپنی کتاب عوارف المعارف میں بروایت حضرت عمر فاروق روایت کرتے ہیں
کہ حضرت عمر فاروق نے آیت ثم شققنا الارض شقاً فانبتنا فیھا حباً وعنباً وقضباً و زیتو
نخلاً وحدائق غلباً وفاکھتہً وابّاً متاعاً لکم ولانعامکم ۔ تلاوت کی اور فرمایا تمہیں معلوم
کہ ابّ کیا چیز ہے "وہ واللہ تکلف ہے" سوائے لوگو جو تم سے بیان کیا جائے اُسے لے لو اور
رکھو اور جو تمہیں معلوم نہ ہو اس کا علم اللہ کو سونپ دو۔ ابو طالب مکی روایت کرتے ہیں کہ
حضرت عمر فاروق وفات پا چکے تو حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ مَیں خیال کرتا ہوں کہ آ
نو حصہ علم کے کر فوت ہو گئے۔ لوگوں نے کہا آپ یہ فرماتے ہیں حالانکہ ابھی ہم میں اجلۂ صحابہ ہو
ہیں۔ فرمایا میری مراد اس علم سے نہیں جو تم سمجھتے ہو۔ بلکہ علم سے علم باللہ مراد ہے۔ نیز ابو طالب بر
حضرت عمر فاروق روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا بہت سے عالم فاجر اور عابد جاہل ہوتے ہ
سو تم ان دونو سے ڈرتے رہو۔ نیز آپ نے فرمایا کہ ہر ایک منافق علیم اللسان سے ڈرتے رہو کہ
وہ کہتا ہے جو تم جانتے ہو اور عمل کرتا ہے جس کے کہ تم منکر ہو۔ ۱۲

التعبد

امام مالک روایت فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے اپنے عمال کو لکھا کہ میرے نزدیک
اہم کام اقامت صلوۃ ہے۔ جس نے نماز کی حفاظت کی اُس نے اپنے دین کی حفاظت کی اور
نے نماز ضائع کی وہ نماز کے سوا دیگر امور کے ضائع کرنے میں کب تامل کر سکتا ہے۔ امام مالک
ہیں کہ حضرت عمر فاروق کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا۔ اور یہ آپ کے زخمی ہونے سے دو
دن کا ذکر ہے۔ اُس شخص نے آپ کو نماز صبح کے لئے بیدار کیا۔ آپ نے فرمایا بہت اچھا اور

و شخص نماز ترک کرے اس کا اسلام میں کچھ حصہ نہیں۔ اس کے بعد آپ نے نماز پڑھی اور آپ کے زخم سے
ن بہتا جاتا تھا۔

امام مالکؒ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ نماز صبح کی جماعت میں حاضر ہونا
، قیام لیل سے زیادہ پسند ہے۔ ابو طالب اور سہروردی روایت کرتے ہیں کہ آدمی کے اسلام میں بال
فید ہو جاتے ہیں اور وہ اپنی نماز کو کامل نہیں کرلیتا۔ عرض کیا گیا یہ کس طرح فرمایا وہ نماز میں
شوع وخضوع اور توجہ الٰہی بہ تمام وکمال نہیں کرتا۔ امام مسلم نے بروایت عقبہ بن عامر اور وہ مرفوعاً
ضرت عمر فاروق سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص وضو کرے اور بتمام وکمال وضو کرے اور وضو کرکے
شہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ کہے اس کے لئے
جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں۔ امام غزالی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ تمام نماز
ں اپنے بھائیوں کو پوچھا کرو۔ پھر اگر وہ مریض ہوں ان کی عیادت کیا کرو۔ اور اگر تندرست ہوں تو انہیں
تاب کیا کرو۔ (کہ وہ نماز جماعت میں کیوں نہیں آئے) امام غزالی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق
ضرت ابو موسیٰ (اشعری) سے فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہمارے پروردگار کا ذکر کرو تو وہ تلاوت کرنے لگتے۔
ہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت قریب ہو جاتا اور کہا جاتا الصلوٰۃ الصلوٰۃ تو آپ فرماتے کیا ہم نماز
ں نہیں ہیں۔ نیز امام غزالی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق فرمایا کرتے تھے۔ اللہم انی استغفرک لظلمی
کفری۔ آپ سے کہا گیا کہ ظلم تو معلوم ہے لیکن کفر سے آپ کی کیا مراد ہے تو آپ نے یہ آیت تلاوت کی
ن الانسان لظلوم کفار۔ محب الطبری نے بروایت سعید بن المسیب روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق
وسط لیل میں نماز پڑھنے کو بہت دوست رکھتے تھے۔ امام مالک بروایت زید بن اسلم اور وہ اپنے والد سے
روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ شب کو نماز پڑھتے جس قدر چاہتے جب آخر شب ہوتی تو آپ اپنے
ل وعیال کو جگاتے اور کہتے نماز پڑھو اور یہ آیت تلاوت کرتے۔ وأمر اهلك بالصلوٰة واصطبر عليها لا نسئلك
رزقاً۔ نحن نرزقك العاقبة للتقوىٰ۔ محب الطبری بروایت عبداللہ بن زبیر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر
فاروقؓ نے نماز فجر میں سورۃ حج وسورۃ یوسف پڑھی اور آہستہ آہستہ۔ نیز محب الطبری نے بروایت ابن عمر
روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے وفات نہیں پائی جب تک کہ متواتر روزے نہ رکھ لئے (یعنی دو سال
ب) نیز محب الطبری نے بروایت حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق
اکثر کلام تھا (اللہ اکبر) امام غزالی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ اعمال نے آپس میں مباہاۃ
ں تو صدقہ نے کہا۔ میں تم میں افضل ہوں۔ ابو طالب مکی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اہل بیت کو
ین بکریوں یا اس سے زیادہ بکریوں کا ایک گلہ دیا کرتے تھے۔ مطلب یہ کہ محتاج کا غنی کرنا افضل ہے۔ ۱۲

امام غزالیؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ حاجی کی مغفرت کی جاتی ہے اور جس کے لئے
ہ حاجی مغفرت مانگے ذی الحجہ سے محرم وصفر اور دس ربیع الاول تک۔ ابو اللیث روایت کرتے ہیں کہ حضرت
مر فاروقؓ نے فرمایا کہ جو شخص اس خانہ کعبہ کا طواف کرنے آیا اور طواف کیا۔ وہ گناہوں سے اس طرح پاک

ہوجاتا ہے جس طرح کہ وہ اپنی ولادت کے دن گناہوں سے پاک تھا۔ ابوطالب روایت کرتے ہیں حضرت
عمر فاروق رضؓ نے فرمایا کہ اگر بمقام رکبہ (حجانہ کے ایک مقام کا نام ہے) ستر گناہ کئے جائیں تو مجھے اس سے
پسند ہے کہ مکہ معظمہ میں ایک بھی گناہ کیا جائے۔ ابوطالب اور امام غزالیؒ روایت کرتے ہیں کہ جب حاجی
کر لیتے ہیں تو آپ کہتے اے اہل یمن یمن روانہ ہو اور اے اہل شام شام روانہ ہو اور اے عراق والو عر
روانہ ہو جاؤ۔ ابوطالب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے ایک بختی اونٹ ہدی کیا (ہدی قر
اور قربانی بھیجنے کو کہتے ہیں جو بحالت حج وعمرے سے رک جانے کے خانہ پر بھیجی جاتی ہے مترجم) اس اُ
کو لوگ تین سو دینار میں مانگنے لگے۔ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اسے ذ
کر دیا جائے اور اس کے عوض بہت سے دُنبے خرید کر بھیج دئے جائیں آپ نے فرمایا نہیں بلکہ اسی اونٹ کو
ابو اللیث روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ مساجد زمین پر اللہ کے گھر ہیں اور خدا
مساجد کا حق ہے کہ وہ زائرین کی عزت کریں۔ ابو اللیث روایت کرتے ہیں کہ جب رمضان شریف
تو حضرت عمر فاروق فرماتے رمضان مبارک مہینہ ہے۔ کل ماہ رمضان بتمامہ خیر ہے۔ اس کا دن رو
سے گزرتا ہے اور شب قیام میں گزرتی ہے اور اس میں اپنے پر خرچ کرنا اللہ کی راہ میں خرچ کرنا
ابوبکر بروایت ابی عثمان الہندی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے فرمایا جاڑے عابدوں
لئے غنیمت ہیں۔ نیز ابوبکر بروایت ایک خراسانی میکائیل نامی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فا
جب شب کو اٹھتے تو مناجات کرتے کہ اے پروردگار تو میرے مقام۔ میری منزلت اور میری حاجت
جانتا ہے۔ سو تو مجھے اپنے پاس سے فائز المرام مستجیب و مستجاب واپس کر تو نے مجھے بخش دیا ہے ا
مجھ پر تو نے رحم کیا ہے۔ پھر جب نماز سے فارغ ہوتے تو یہ دعاء پڑھتے۔ اللھم لا اری شیئاً من الد
یدوم ولا اری حالاً فیہا یستقیم اللّٰھم اجعلنی انطق فیہا بعلم واصمت فیہا بحلم اللّٰھم لا تکث
من الدنیا فاطغی ولا تقبل لی منہا فانسی فانما قل وکفی خیر مما کثر والہی۔ ترجمہ " اے پروردگا
دنیا کی کسی شے کو نہیں دیکھتا کہ وہ قائم ہو۔ اسی طرح میں دنیا کی کسی حالت کو پائندہ نہیں پاتا ا
پروردگار مجھے توفیق دے کہ میں جب بولوں تو علم کی بات اور جب خاموش رہوں تو حلم کے ساتھ ر
لئے دنیا زیادہ نہ کرنا کہ میں سرکشی نہ کر سکوں اور نہ اِسقدر کم کر کہ میں اس کے فکر میں تجھے بھول جاؤ
اے پروردگار جو شئے تھوڑی ہو اور کافی ہو جائے وہ بہت ہے اُس سے کہ زیادہ ملے اور میں لہو ولع
میں پھنس جاؤں "۔ نیز ابوبکر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق دعا کیا کرتے تھے۔ اللھم انی ا
ان تاخذنی علی عزۃ او تذرنی فی غفلۃ او تجعلنی من الغافلین۔ ابو اللیث روایت کرتے ہیں کہ حض
عمر فاروق نے فرمایا کہ مجھے حدیث پہنچی ہے کہ دُعا آسمان و زمین کے درمیان معلق رہتی ہے اور اُس
ایک حرف بھی اُوپر کو صعود نہیں کرتا جب تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجا جائے۔ امام
فرماتے ہیں ہم سے حدیث بیان کی۔ امام ابو حنیفہ نے کہا ہم سے حدیث بیان کی ابو جعفر محمد بن علی
بیان کیا انہوں نے کہا کہ آئے علی بن ابی طالب حضرت عمر فاروق کی خدمت میں جب کہ آپ زخمی

رضی اللہ تعالیٰ عنہما) فرمایا حضرت علی مرتضےٰ نے رحم کرے اللہ آپ پر نہیں ہے زمین پر کوئی شخص کہ دوست رکھتا ہوں کہ میں اللہ سے ملوں اس جیسا صحیفہ (اعمالنامہ) لے کر بجز آپ کے۔ ۱۲

آفات اللسان

امام غزالیؒ فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق نے فرمایا لسانی وتکلف بیانی حرکات شیطان سے ہے۔ رمایا آگاہ ہو جاؤ اشارات وکنایات میں ایک خوبی ہے جو متکلم کو دروغ گوئی سے بچالیتی ہے۔ ام غزالی فرماتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل حضرت عمر فاروق رض کے عامل تھے۔ جب یہ واپس آئے ، کی زوجہ نے کہا کہ میرے لئے کیا تحفہ لائے انہوں نے کہا میرے ساتھ ایک نگہبان تھا۔ ان کی ے نے کہا تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں امین تھے حضرت صدیق کے زمانہ میں بھی امین اور حضرت عمر فاروق۔ نے تمہارے ساتھ نگہبان بھیج دیا۔ اس کے بعد ان کی زوجہ نے حضرت روق کے پاس جاکر شکائت کی۔ آپ نے حضرت معاذ کو بلا بھیجا اور دریافت کیا کیا معاملہ ہے ہوں نے کہا میں بجز اس کے اور کوئی عذر نہ کرسکا حضرت عمر فاروق ہنسنے لگے اور انہیں کچھ دے رمایا یہ اپنی بیوی کو دے کر اُسے راضی کرلو۔ ،، امام غزالی فرماتے ہیں کہ ابن ابی عزرہ خلع بہت کیا نے تھے۔ یہاں تک کہ یہ واقعہ ان کے متعلق مشہور ہوا۔ بعد ازاں وہ عبداللہ بن ارقم کو اپنے گھر لائے۔ اور اپنی زوجہ کو قسم دلا کر کہا کہ کیا تم مجھ سے بغض رکھتی ہو انہوں نے کہا ہاں۔ ازاں بعد ت عمر فاروق نے ان کی زوجہ کو بلا کر دریافت کیا کہ کیا تمہارا بیان ہے کہ تم اپنے شوہر سے بغض ، ہو۔ انہوں نے کہا جب مجھے قسم دلائی تو میں نے نہیں چاہا کہ میں جھوٹ بولوں۔ اور کیا اے امیر نین میں اس وقت جھوٹ بولتی آپ نے فرمایا کیا حرج ہے اگر تم اس موقعہ پر جھوٹ بولو۔ کیونکہ جب ں سے کوئی اپنے شوہر کو دوست نہ رکھتی ہو تو اُسے چاہیئے کہ اپنے شوہر سے بیان نہ کرے۔ کیونکہ گھروں کی تعداد بہت کم ہے۔ جن کی بنیاد محبت پر ہو۔ لیکن عموماً لوگ اسلام واحسان کے ساتھ شرت رکھتے ہیں۔ نیز امام غزالی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا مدح کرنا گویا ذبح کرنا ہے۔ زالی فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عمر فاروق کی مدح کی آپ نے فرمایا تم مجھے اور اپنے نفس کو ہلاک چاہتے ہو۔ ابو اللیث روایت کرتے ہیں کہ مالک بن دینار نے بروایت احنف بن قیس روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ اے احنف جو شخص زیادہ ہنستا ہے اس کی ہیبت بہت کم باتی ہے۔ اور جو مزاح زیادہ کرتا ہے لوگ اُسے ہلکا جانتے ہیں۔ جو شخص جس شئے کی کثرت کرتا ہے کے ساتھ مشہور ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص زیادہ بولتا ہے زیادہ خطاء کرتا ہے۔ جو زیادہ خطاء کرتا اس کی حیا کم ہو جاتی ہے۔ جس کی حیا کم ہوتی ہے اس کا تقویٰ کم ہو جاتا ہے۔ جس کا تقویٰ کم ہوتا ۔ اس کا قلب مر جاتا ہے۔ ابو اللیث روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا انسان کے ہونے کے لئے یہ باتیں کافی ہیں۔ لوگ جو کچھ اس کے پاس لائیں اس پر عیب لگائے۔ لوگوں کے عیوب دیکھے

اور اپنے نفس کے عیوب نہ دیکھے۔ اپنے ندیم وجلیس کو تکلیف دے اور وہ بھی لایعنی باتوں

آفات القلب

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے اپنے ایک خطبہ میں بیان کیا کہ تمہا
فائز المرام ہے وہ شخص جو خواہش طمع اور غضب سے محفوظ رہا۔ امام غزالی فرماتے ہیں آپ
شخص پر غضبناک ہوئے اور اُس کے مارنے کا حکم دیا۔ مالک بن اوس نے کہا اے امیر المو
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ خذ العفو وأمر بالعرف واعرض عن الجاهلين۔ آپ نے اس آیۃ
تامل کیا اور اُسے چھوڑ دیا۔ کیونکہ آپ کے سامنے آیت تلاوت کی جاتی تو آپ ٹھہر جاتے او
کرتے۔ امام غزالی فرماتے ہیں ایک روز حضرت عمر فاروق غضبناک ہوئے۔ آپ نے پانی
استنشاق کیا اور فرمایا غضب شیطان سے ہے اور استنشاق غضب کو دفع کرتا۔
وامام غزالی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ جب بندہ تواضع کرتا ہے تو فرش
کی حکمت کو عالی کرتا ہے اور کہتا ہے تو بلند ہو اور اللہ تجھے بلند کرے گا۔ اور جب وہ تکبر ک
اور اُس کے طور طریقے حد سے بڑھ جاتے ہیں تو فرشتہ اُسے پست کرتا ہے اور کہتا ہے دُو
ہو اللہ تجھے ذلیل کرے۔ پس وہ اپنے زعم میں خود کو ذی عزت سمجھتا ہے مگر لوگوں کی نظروں می
ذلیل ہوتا ہے اور ایسا ذلیل ہو جاتا ہے کہ خنزیر سے بھی بدتر۔ امام غزالی فرماتے ہیں کہ
شخص نے حضرت عمر فاروق سے اجازت چاہی کہ وہ نماز صبح سے فارغ ہو کر وعظ کہا کر
نے فرمایا نہیں۔ انہوں نے کہا آپ مجھے مسلمانوں کو نصیحت کرنے سے روکتے ہیں آپ
اس لئے کہ تمہارا نفس نہ بھول جائے۔ اور تم اُسے ثریا تک نہ پہنچا دو۔ ابو طالب مکی
کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ایک شخص سے پوچھا کہ تمہاری قوم کا سردار کون شخ
اس نے کہا میں ہی ہوں۔ فرمایا اگر تم ہوتے تو ایسا کبھی نہ کہتے۔ امام غزالی فرماتے ہیں
بن نباتہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق دُرّہ لیکر بازار میں گشت لگایا کرتے
گویا میں حضرت عمر فاروق کو دیکھ رہا ہوں کہ بائیں ہاتھ میں گوشت کا ٹکڑا اور دائیں ہاتھ
لئے ہوئے مکان میں داخل ہوئے۔ امام غزالی فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت عمر فارو
اپنی پشت پر مشک اٹھائی۔ لوگوں نے کہا اے امیر المومنین یہ کس لئے فرمایا میرے د
عُجب داخل ہو گیا اس لئے میں نے چاہا کہ اسے ذلیل کروں۔ امام غزالی فرماتے ہیں کہ
وہب نے کہا میں نے آنحضرت عمر فاروق کو بازار میں درہ لئے پھرتے دیکھا کہ اور آپ
وقت جو تہ بند باندھے ہوئے تھے۔ اس میں چودہ پیوند لگے ہوئے تھے جن میں بعض چمڑے
امام غزالی فرماتے ہیں ایک خطبہ میں حضرت عمر فاروق نے فرمایا اے لوگو جان لو کہ اللہ
خلیفہ کے حلم اور اس کے رفق سے زیادہ پسندیدہ اور زیادہ نفع دینے والی کوئی شئے نہیں

ے نزدیک خلیفہ کے جہل اَور حمق سے زیادہ مبغوض اور لوگوں کو ضرر پہنچانے والی کوئی شے نہیں۔
بان لو کہ جو شخص عافیت ڈھونڈتا ہَے اُسے عافیت دی جاتی ہَے۔ اَمام غزالی فرماتے ہَیں کہ
ت عمر فاروق نے ایک شخص سے فرمایا کہ عمل ظاہر اختیار کرو اس نے پوچھا عمل ظاہر کیا ہَیں۔
دہ کام کرو کہ جب کوئی ان پر اطلاع پائے تو تمہیں شرم دامنگیر نہ ہو۔
ابو اللیث روائیت کرتے ہَیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا تواضع سے ہَے کہ پہلے سلام کرے
کسی مسلمان سے ملے اَور مجلس میں بیٹھ جائے جہاں جگہ ملے اَور پسند نہ کرے کہ اس کا ذکر تقوے
پرہیزگاری کے ساتھ کیا جائے۔ ابو اللیث بروایت قیس بن ابی حازم روایت کرتے ہَیں کہ جب
ت عمر فاروق شام گئے اَور عظماء و کبراء قوم نے آپ کا استقبال کیا تو آپ سے کہا گیا کہ آپ
ے پر سوار ہو جائیے۔ کیونکہ عموماً لوگ آپ کو دیکھیں گے۔ آپ نے فرمایا تم سمجھتے ہو کہ
، دنیا کی ہَے۔ حالانکہ عزت وہاں کی ہَے۔ اَور آسمان کی طرف اشارہ کیا اَور فرمایا مجھے اسی
ین رہنے دو۔ ابو اللیث روایت کرتے ہَیں کہ حضرت عمر فاروق نے (جب شام کی طرف جا رہے
اپنے اَور غلام کے درمیان باری مقرر کر رکھی تھی) چنانچہ بمقدار ایک فرسنخ آپ اونٹ پر بیٹھتے
لام اونٹ کی نکیل پکڑ کر چلتا اَور بمقدار ایک فرسنخ آپ نکیل پکڑ کر چلتے اَور غلام اونٹ پر سوار
۔ جب شام پہنچے تو اتفاق سے سوار ہونے کی باری غلام کی تھی اَور آپ نکیل پکڑے جا رہے
۔ ابو عبیدہ بن جراح امیر شام آپ کے استقبال کو آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا اُمرائے
کا آپ کو اس حال میں دیکھنا مناسب نہیں فرمایا ہم کو اللہ نے اسلام کی عزت دی ہَے۔
لوں کے کہنے سننے کا خیال نہیں کرتے۔ ابو اللیث روایت کرتے ہَیں کہ حضرت عمر فاروق
فرمایا کہ دینی اصلاح یہ ہَے کہ اپنے گناہوں کو پہچانو اَور اعمال کی اصلاح یہ ہَے کہ عجب کو اپنے
، سے دور کرو۔ اَور اصلاح شکر یہ کہ اپنی تقصیر کا اقرار کرو۔
امام غزالی فرماتے ہَیں کہ طمع فقر ہَے اَور یاس غنی جو شخص اس سے نا امید ہو گیا جو لوگوں
اتھ میں ہَے اَور قناعت اختیار کی وہ اُن سے غنی ہَے۔ امام غزالی فرماتے ہَیں عمرو بن اسود
ی نے حضرت عمر فاروق سے کہا کہ میں لباس فاخرہ نہیں پہنتا نہ کبھی شب کو لباس پہن کر سوتا
، اور نہ کبھی سم تراشیدہ سواری پر سوار ہوتا ہوں نہ شکم سیر ہو کر کبھی کھانا کھاتا ہوں۔ آپ نے
جو شخص سنت رسول اللہ کو دیکھنا چاہئے وہ انہیں دیکھ لے۔ ابو طالب مکی روایت کرتے ہَیں
ضرت عمر فاروق نے فرمایا اگر کوئی شخص دن کو روزہ رکھا کرے اَور کبھی افطار نہ کرے اور شب
یام کرے اور صدقہ کرے اَور مجاہدہ کرے اَور بجز بوجہ اللہ نہ کسی سے محبت کرے نہ بغض رکھے
یا صیام الدہر اُسے کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ ابو طالب مکی روایت کرتے ہَیں کہ حضرت عمر فاروق
رمایا اللہ اس شخص پر رحم کرے جو اپنے مسلمان بھائی کو اس کے عیوب پر آگاہ کرے۔
ابو بکر بروایت ابن شہاب روایت کرتے ہَیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا جن باتوں سے تمہیں

غرض نہیں اس سے تعرض نہ کر۔ دشمن سے کنارہ کش رہو اور دوست سے بھی بے خط
مگر امین سے اور امین نہیں مگر وہی جو اللہ تعالے سے ڈرتا ہے۔ فاجر کے پاس نہ بیٹھو
اس کا فجور تم بھی سیکھ جاؤ گے۔ اُسے اپنے راز سے مطلع نہ کرو۔ اور مشورہ ان لوگوں ۔
اللہ تعالے سے ڈرتے ہیں۔ ۱۲

التوبہ

امام غزالی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا (بدنصیبوں کے دل پر) مہر کر
عرش کے نیچے ہے۔ جب شعائر اللہ کی ہتک کی جاتی ہے۔ اور محرمات حلال کرلئے جا
تو اللہ تعالے مہر کرنے والے کو بھیجتا ہے اور وہ لوگوں کے دل پر جو ان کبائر میں ملوث
کردیتا ہے۔ ابو بکر۔ ابو طالب اور شیخ سہروردی اور ایک جماعت روایت کرتی ہے کہ
عمر فاروق نے فرمایا اپنے نفسوں کا حساب کرلو۔ قبل ازیں کہ تم سے حساب لیا جائے
ازیں کہ تمہارے اعمال وزن کئے جائیں اور عرض اکبر (محشر کے دن) کے لئے تیار ہ
یہ وہ دن ہے جس دن تم پیش کئے جاؤ گے اور تم سے تمہارے اعمال میں سے کچھ چھپا
ابو طالب کی روایت میں اس قدر زیادہ ہے کہ آخرت کا حساب ان لوگوں پر ہلکا ہوگا
ہی میں اپنے اعمال کا محاسبہ کرتے رہتے ہیں۔ ان لوگوں کے اعمال قیامت کے د
ہوں گے جو اپنے نفسوں کو دنیا میں وزن کرتے رہتے ہیں۔ میزان میں کوئی نیک عم
نہ جائے گا۔ مگر یہ کہ وہ وزن ہوگا۔ ابو طالب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فارو
ایک دن نماز مغرب میں اس قدر تاخیر ہوئی کہ تارے نظر آنے لگے تو آپ نے ایک
آزاد کیا۔ ابو بکرؓ بروایت عون بن عبد اللہ بن عتبہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فار
فرمایا کہ توبہ کرنے والوں کے پاس بیٹھا اٹھا کرو۔ کیونکہ وہ لوگ رقیق القلب ہو
ابو بکر بروایت نعمان بن بشیر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق سے دریافت
کہ توبہ نصوح کیا ہے۔ فرمایا توبہ نصوح یہ ہے کہ بندہ برے کام سے توبہ کرے ا
کا اعادہ نہ کرے۔ ابو اللیث روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے احنف بن
پوچھا اجہل الناس کون شخص ہے کہا جو شخص آخرت کو دنیا کے عوض بیچ دے۔ حضرت
فاروق نے فرمایا میں تمہیں اس سے بھی زیادہ جاہل شخص سے آگاہ کرتا ہوں۔ یہ و
ہے جو اپنی آخرت دوسرے کی دنیا کے عوض بیچ دے۔

ابو اللیث روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق آنحضرت صلی اللہ علیہ وس
میں حاضر ہوئے۔ دیکھا کہ آپ آب دیدہ ہو رہے ہیں۔ عرض کیا یا رسول اللہ آ
آب دیدہ ہو رہے ہیں۔ فرمایا مجھے جبرئیل نے خبر دی ہے کہ اللہ تعالے حیا کر

اس شخص کو عذاب کرے جو اسلام میں بوڑھا ہو گیا۔ پس اب کیا شیخ کو اللہ سے
انہیں کرنا چاہیئے کہ وہ بڑھاپے میں گناہوں سے ملوث ہو۔ بعد ازیں کہ اس نے
شباب کا زمانہ اسلام میں گزارا۔ ابوبکر بروایت نعمان بن بشیر روایت کرتے ہیں کہ
حضرت عمر فاروق سے آیہ کریمہ واذا النفوس زوجت کے متعلق سوال کیا گیا فرمایا قیامت
کے دن جنت میں مرد صالح کو مرد صالح کے ساتھ اور دوزخ میں گنہگار کو گنہگار کے ساتھ
ملا جائے گا۔

ذم الدنیا واستحباب التقلل والتخشن

ابوبکر بروایت شفیق روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے انہیں لکھا کہ دنیا ایک
باغ ہے جس کے پھل شیریں ہیں پس جو شخص اس باغ سے پھل توڑے مگر بحق تو سزاوار ہے
کہ اس کے پھلوں میں برکت دی جاوے اور جو اس باغ سے پھل توڑے مگر بغیر حق اس کی مثال
اس شخص جیسی ہے کہ کھاتا چلا جائے مگر سیر نہ ہو۔ ابوبکر بروایت ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن
عوف روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروق کی خدمت میں کسریٰ کے خزانے لائے گئے
تو اس قدر زرد و سفید مال سامنے رکھا گیا جسے دیکھ کر آنکھوں کو حیرت ہوتی تھی۔ حضرت عمر
فاروق یہ مال دیکھ کر آب دیدہ ہوئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا آپ کیوں آبدیدہ
ہوئے یہ تو خوشی اور شکر گزاری کا دن ہے فرمایا یہ مال کسی قوم میں زیادہ نہیں ہوتا مگر یہ کہ
اللہ تعالےٰ ان کے درمیان بغض و عداوت ڈال دیتا ہے۔

ابوبکر بروایت سعید بن بردہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ابوموسیٰ اشعری
کو لکھا امابعد معلوم ہو کہ نیک بخت راعی وہ ہے جس کی رعایا سعادت مند ہو۔ اور بدبخت
راعی وہ ہے جس کی رعیت بدبخت ہو۔ مبادا کہ تم حیوانوں کی طرح کھانے پینے لگو۔ اور
تمہاری دیکھا دیکھی تمہارے عمال بھی۔ اور پھر تمہاری مثال اللہ تعالیٰ کے نزدیک جانور
کی ہو جائے کہ زمین پر جہاں کہیں وہ سبزہ دیکھتا ہے چرنے لگتا ہے اور چر چرا کر
تازہ ہو جاتا ہے۔ اور یہ اُس کے ہلاک یعنی ذبح ہونے کی علامت ہے۔ والسلام۔

ابوبکر بروایت لسیان بن نمبر روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں نے واللہ کبھی حضرت
عمر فاروق کے لئے آٹا نہیں چھانا۔ مگر صرف ایک دفعہ میں نے آپ کی نافرمانی کی ہے۔ ابوبکر
بروایت حسن روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے گھی۔ چربی اور زیت خوشبودار کے سوا
کبھی اور کچھ جسم یا سر پر نہیں ملا۔ ابوبکر بروایت یونس روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام حسن
بسا اوقات حضرت عمر فاروق کا ذکر کرتے اور فرماتے کہ واللہ نہ آپ قبول اسلام میں سب
سے مقدم تھے اور نہ ہی فی سبیل اللہ خرچ کرنے میں سب سے افضل۔ مگر بوجہ زہد اور بے رغبتی

دنیا اور بوجہ امر الٰہی میں سخت ہونے کے لوگوں پر غالب رہے ۔ آپ کسی لوم لائم کا ڈر نہ
رکھتے تھے ۔ ابوبکر بروایت عطا خراسانی روایت کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت عمر فاروق
دیر سے برآمد ہوئے ۔ آپ کے جلساء نے دریافت کیا کہ آج آپ کے دیر سے برآمد ہونے
کا کیا باعث ہے فرمایا میں نے کپڑے دھوئے تھے ۔ جب وہ سوکھ گئے تب میں تمہارے پاس
آسکا ۔ ابوبکر بروایت سفیان روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ابو موسیٰ اشعری کو لکھا
کہ تم آخرت کو زہد اور بے رغبتی دنیا کے بغیر پا نہیں سکتے ۔ ابوبکر بروایت سفیان روایت
کرتے ہیں کہ عراق سے حضرت عمر فاروق کی خدمت میں چند لوگ آئے ۔ (جب کھانا کھانے بیٹھے)
اور آپ نے دیکھا کہ وہ باستکراہ و مجبوری کھانا کھا رہے ہیں تو آپ نے فرمایا اے اہل عراق
اگر میں چاہتا کہ میرے لئے نرم نرم کھانے پکائے جائیں جس طرح تمہارے لئے پکائے جاتے
ہیں تو میں ایسا کر سکتا تھا ۔ مگر ہم دنیا کا کچھ حصہ آخرت کے لئے باقی رکھتے ہیں ۔ کیا تم نے
نہیں پڑھی کہ اللہ تعالےٰ قیامت کے دن فرمائے گا ۔ اذھبتم طیبٰتکم فی الحیوٰۃ الدنیا
استمتعتم بہا ۔ ابوبکر بروایت عروہ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروق شام گئے
کا قمیص نیچے سے پھٹا ہوا تھا ۔ یہ قمیص لمبا اور موٹا تھا ۔ آپ نے اُتار کر صاحب رذاعار
ایلہ کے پاس بھیج دیا جسے اس نے دھویا اور اس میں پیوند لگا دیا اور ساتھ ہی آپ کے لئے ا
باریک قمیص سی کر تیار کیا گیا ۔ اور تیار کرکے آپ کے پاس لے کر آیا اور پہلے نیا قمیص آ
دیا ۔ آپ نے اُسے ٹٹول کر اسی کی طرف پھینک دیا اور کہا میرا پرانا قمیص مجھے دے دو
وہ پسینہ کو خشک کرنے والا ہے ۔ ابوبکر بروایت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر
کی خدمت میں کھانا لایا جاتا نان کے ساتھ خواہ گوشت ہوتا یا دودھ ۔ روغن زیت سرکہ
ساگ وغیرہ آپ تناول کرتے اور تناول کرکے انگلیاں چاٹتے اور پھر دونو ہاتھوں کو آ
ملتے اور فرماتے آل عمر کا تولیہ یہی ہے ۔ ابوبکر بروایت حبیب روایت کرتے ہیں ۔ اور وہ اپ
مشائخ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق ایک دعوت میں گئے ۔ جب آپ کے
کسی رنگ کا کھانا لایا جاتا تو سب کھانوں کو ایک ہی رنگ کے کھانے میں ملا لیتے ۔

ابوبکر بروایت انس روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مدینہ طیبہ میں گرانی ہو گئی آ
جو کھانا شروع کیا یہاں تک کہ جَو آپ کے ناموافق آنے لگے آپ نے اپنا ہاتھ شکم پر
واللہ تیرے لئے یہی ہے جو تیرے سامنے موجود ہے ۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ مسلمانوں
کرے ۔ ابوبکر بروایت یحییٰ بن حیدر روایت اور وہ عبداللہ بن عامر سے روایت کرتے
کسی سفر میں حضرت عمر فاروق کے ساتھ گئے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اثنائے را
دیکھا کہ حضرت عمر فاروق نے کہیں خیمہ لگایا ہو ۔ یحییٰ بن سعید بیان کرتے ہیں کہ میں
بن عامر سے پوچھا کہ پھر حضرت عمر فاروق سایہ کس چیز کا کیا کرتے تھے انہوں نے کہا

شاخوں پر اپنا بساط ادیم ڈال دیتے اور اس کے نیچے آرام لیتے۔ ابوبکر
دایت بشر بن عمرو روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروق شام گئے
ر گھوڑا لایا گیا اور آپ اس پر سوار ہوئے جب وہ ٹھنک کر چلنے لگا تو آپ
ں پر سے اتر پڑے اور اس کے منہ پر ہاتھ مار کر فرمایا خدا تجھے رسوا کرے
رجس نے تجھے ایسا سکھلایا۔ ابوطالب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر
روق نے امراء اجناد کو لکھا کہ سختی و درشتی اختیا کرو۔ ابو طالب روایت
رتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
مانہ سعادت میں اشنان (ایک قسم کا گھاس جس سے ہاتھ دھویا کرتے تھے)
نہیں جانتے تھے۔ بلکہ ہمارے پاس رومال ہوتے تھے۔ جس سے اپنے چکنے
تھ پونچھ لیا کرتے تھے۔ امام غزالی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا
۔ شکم سیری سے پرہیز کرو۔ کیونکہ وہ زیست کو بھاری کرنے والی ہے
رموت کے بعد لاش کو جلد سڑانے والی۔ امام غزالی فرماتے ہیں کہ حضرت
رفاروق کو معلوم ہوا کہ یزید بن سفیان انواع واقسام کے کھانے تناول
رتے ہیں تو آپ نے ان کے غلام سے کہہ دیا۔ کہ جب ان کے شب کے
ھانے کا وقت آئے تو مجھے اطلاع کرنا چنانچہ غلام نے آپ کو اطلاع دی
پ دسترخوان بچھاتے ہوئے ان کے پاس پہنچ گئے۔ چنانچہ یزید (نان شوربا
ں بگھویا ہوا) ان کے دسترخوان پر لایا گیا تو آپ نے ان کے ساتھ تناول
یا۔ بعد ازاں بھنا ہوا گوشت لایا گیا تو یزید بن سفیان نے اس کی طرف
اتھ بڑھایا اور حضرت عمر فاروق نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ اور فرمایا اللہ اللہ
ے یزید بن سفیان دو دو قسم کے کھانے تناول کروگے۔ قسم ہے اس ذات
ی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم اصحاب رسول اللہ کے
لاف کروگے تو اللہ تمہارا طریقہ ان کے طریقہ کے خلاف کر دے گا۔

امام غزالی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے حضرت سلمان رض (فارسی)
سے جب کہ وہ آپ کے پاس آئے فرمایا کہ وہ کیا بات ہے جو تمہیں میرے متعلق
پہنچی ہے۔ اور جسے تم ناپسند کرتے ہو آپ نے ان سے معافی مانگی اور اصرار کیا
تو انہوں نے بیان کیا کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ آپ دو لباس رکھتے ہیں ایک
دن کا اور ایک رات کا اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے دسترخوان پر دو قسم کے
سالن رکھے جاتے ہیں (عرب میں از قسم سرکہ بھی سالن میں شمار کیا جاتا ہے مترجم)
آپ نے فرمایا یہ دونو تو ایسی باتیں ہیں کہ آپ خود بھی مجھے اس میں معذور رکھیں گے

ان کے علاوہ تو آپ کو کوئی بات نہیں پہنچی انہوں نے کہا نہیں۔ ابو اللیث بر
حفصہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے آپ سے کہا کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کے رز
میں توسیع فرمائی اور آپ کو بہت کچھ خیر و برکت عطا کی ہے۔ اگر آپ خوش ذائقہ
کھائیں اور نرم لباس پہنا کریں فرمایا اس معاملہ میں میں تمہاری بات نہ مانوں گا چنا
آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات یاد دلاتے رہے جو خود انہیں بھی معلو
تھے۔ یہاں تک کہ آپ نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آب دیدہ کر دیا۔ پ
فرمایا میرے دو صاحب تھے جنہوں نے وہ طریقہ اختیار کیا جو اختیار کیا۔ اب اگر
ان کے برخلاف طریقہ اختیار کروں تو میرے ساتھ بھی قیامت کے دن ان
خلاف طریقہ اختیار کیا جائے گا۔ واللہ میں بھی ان کی طرح سخت زندگی پر صبر کر
تاکہ قیامت میں ان کے ساتھ اچھی زندگی پا سکوں۔ امام مالک بروایت یحییٰ
سعید روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ گوشت بکثرت نہ کھ
ورنہ گوشت خوری کی ایسی عادت ہو جائے گی جیسی شراب کی۔

امام مالک بروایت یحییٰ بن سعید روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فارو
نے جابر بن عبداللہ کو دیکھا کہ گوشت لے جا رہے ہیں فرمایا یہ کیا ہے۔ عر
کیا اے امیر المومنین ہم نے چاہا کہ گوشت کھائیں۔ اس لئے ایک درہم کو
گوشت خرید کر لایا ہوں۔ فرمایا کیا تم سے نہیں ہو سکتا کہ اپنے ہمسایہ اور ع
بچوں کو دو۔ اور اپنا پیٹ باندھ کر رکھو۔ کیا تم اس آیت سے رہائی پا سکتے
(اذھبتم طیبٰتکم فی حیوٰتکم الدنیا واستمتعتم بھا) امام مالک بروایت اسحٰق بن عب
بن ابی طلحہ اور وہ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے دیکھا کہ ح
عمر فاروق کے لئے ایک صاع کھجوریں لائی جاتیں اور آپ ان میں سے ردی او
سب تناول کرتے۔ نیز امام مالک بروایت اسحٰق بن ابی طلحہ اور انس بن مالک
سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق کو جب کہ آپ خلیف
تھے دیکھا کہ آپ اپنے مونڈھے پر اوپر تلے تین پیوند لگائے ہوئے تھے۔

(اللہ اکبر)

الفصل الثانی

مقامات یقین کے بیان میں جن کی طرف قول اللہ تعالےٰ (اشداء علی الکفار رحماء بینھم) اور قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (من احب للہ وابغض للہ فقد استکمل ایمانہ) اور قول حضرت عمر فاروق رضؓ (لو ان رجلاً صام النہار لا یفطر وقام اللیل وتصدق وجاھد ولم یحب فی اللہ عزوجل ویبغض فیہ ما نفعہٗ ذالک شیئاً) میں اشارہ کیا گیا ہے۔

حقیقت ازیں قبیل نوریقین کی یہ ہے کہ قوت عاملہ پر نوریقین اس درجہ مستولی ہوجائے ت بہیمیہ وسبعیہ کو مسخر کرے اور اسی نوریقین کے ثمرات ونتائج سے ہے کہ اتباع للہ میں سخت ہو۔ خلق اللہ پر شفیق ہو۔ جب کتاب اللہ پڑھی جائے تو اپنے ارادے رک جائے۔ شبہات میں تورع اختیار کرے۔ لذات نفسانیہ سے بے رغبتی کرتا ہے۔ اور حضرت عمر فاروق کو اس قسم کا نوریقین حاصل ہونا باحادیث کثیرہ ثابت ازاں جملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا۔ رحم اللہ عمر یقول الحق وان کان مرًّا ترکہ وما لہ من صدیق۔ اللہ عمر پر رحم کرے حق بات کہہ گزرتے ہیں اگرچہ تلخ ہی کیوں نہ ۔ حق گوئی نے انہیں علیحدہ کردیا ہے کہ ان کا کوئی صدیق نہیں (صدیق سے اصدقا دنیا ہیں ورنہ طالبان حق آپ سے محبت رکھتے تھے اور یہ بتواتر اخبار وآثار ثابت ہے۔) ازجملہ ثمرات ونتائج اس یقین سے حضرت عمر فاروق کا وہ قول ہے جو آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلاء[1] فرمانے کے بعد آپ کی خدمت میں جاتے تے اپنے غلام رباح سے کہا تھا کہ اے رباح کہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ یہ نہ خیال فرمالیں کہ میں آپ سے حفصہ کے بارے میں کچھ کہنے آیا ہوں۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس کی گردن مارنے کو کہیں گے تو بلا توقف اس کی گردن ماردوں گا۔ الحدیث من روایت مسلم وغیرہ۔ ازاں جملہ اسلام ابی سفیان کے بارے میں سختی کرنا (پورا قصہ فضائل غزوہ فتح مکہ میں چکا ہے) جب حضرت عمر فاروق نے زیادہ قیل وقال کی تو حضرت عباس نے

---

[1] ایلاء کہتے ہیں زوجہ کے پاس جانے سے قسم کھانے کو۔ مترجم

فرمایا کہ اے عمر اگر قبیلہ بنی عدی کا کوئی شخص ہوتا تو آپ کبھی ایسا نہ کہتے مگر آ
(ابو سفیان) بنی عبد مناف سے ہیں۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا اے عبا
بات نہیں ہے واللہ مجھے آپ کا قبول اسلام زیادہ پسند تھا جس روز کہ آپ
قبول اسلام کیا میرے والد کے قبول اسلام سے اگر وہ قبول اسلام کر لیتے
مجھے کیوں آپ کا قبول اسلام پسند نہ ہوتا جب کہ میں نے جان لیا تھا کہ آنحضر
صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کا قبول اسلام احبّ تھا خطاب کے قبول اسلام سے
(الحدیث من روایتہ محمد بن اسحٰق)۔

از انجملہ ایک مہاجر کے قصہ میں رجب کہ مہاجر نے انصار میں سے ایک شخ
پشت پر گھونسا مارا۔ اور عبد اللہ بن ابی منافق نے اس کے متعلق کچھ بذ
حضرت عمر فاروق کا فرمانا کہ یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس م
کی گردن اڑا دوں فرمایا جانے دو۔ ایسا نہ ہو کہ لوگ کہنے لگیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ
اپنے اصحاب کو قتل کرتا ہے۔ (الحدیث من روایتہ مسلم) اسی طرح ابن صیاد
میں آپ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنا کہ مجھے اجازت دیجے کہ
قتل کردوں فرمایا کہ اگر یہی شخص ہے جسے تم دیکھ رہے ہو تو تم اسے قتل نہیں
(الحدیث من روایتہ الشیخین) اسی طرح قصہ حاطب بن ابی بلتعہ کے معاملہ (او
قریش سے مسلمانوں کے برخلاف خط و کتابت کرتا تھا) میں آنحضرت
علیہ وسلم سے حضرت عمر فاروق کا عرض کرنا کہ مجھے اجازت دیجئے
اسے قتل کردوں۔ کیوں کہ اس نے کفر کی بات کی۔ لیکن جب آنحضر
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابن الخطاب تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ
اہل بدر کے حال سے آگاہ ہوگیا اور فرمایا۔ اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم۔
عمر فاروق کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ (الحدیث من روایتہ الشیخین عن
اسی طرح تقسیم غنیمت کے وقت جب ذی الخویصرہ نے کہا یا رسول اللہ آ
کیجئے۔ فرمایا اگر میں انصاف نہیں کرتا تو اور کون انصاف کرے گا۔ عرض
رسول اللہ مجھے فرمائیے کہ میں اس کی گردن مار دوں۔ فرمایا جانے دو اس
اصحاب ہوں گے جن میں ایک دوسرے کی نماز کی تحقیر کرے گا۔ (الحدیث
الشیخین) اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بدر میں فرمایا مجھے معلو
کہ بہت سے بنی ہاشم اور غیر بنی ہاشم سے اس دفعہ طوعا وکرہا آئے ہ
انہیں ہم سے لڑنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ پس جس شخص کا بنی ہاشم میں
کسی سے سامنا پڑے تو چاہیئے کہ اسے قتل نہ کرے اور جس کا عباس

وچاہیئے کہ انہیں قتل نہ کرے۔ ابو حذیفہ نے کہا کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ہم
آباؤ اجداد اور اپنے بھائی بندوں کو تو قتل کریں اور عباس کو چھوڑ دیں۔
ند اگر ان سے میرا مقابلہ ہو گیا تو میں اپنی تلوار کو ان کا خون پلائے بغیر نہیں
سکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس امر کی اطلاع ہوئی تو آپ نے
ت عمر فاروق سے فرمایا اے ابو حفص (حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں کہ یہ پہلا
تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس کنیت سے یاد فرمایا)
عم رسول اللہ کے مونھ پر تلوار ماری جائے گی۔ عرض کیا یا رسول اللہ مجھے
ئے کہ میں ابو حذیفہ کی گردن ماردوں۔ کیونکہ اس نے یہ نفاق کا کام
ہے۔ الحدیث من روایت ابن اسحٰق۔

حضرت عمر فاروق کا اپنے لخت جگر کو حد مارنا

اسی نور یقین کے ثمرات و نتائج سے یہ امر بھی تھا کہ آپ نے اپنے فرزند ابو شحمہ
الرحمٰن پر حد قائم کی اور حدود اللہ میں رافت و رقت کو دخل نہیں ہونے دیا
یہ اعجب واقعات سے ہے۔ صورت واقعہ کے بیان کرنے میں مختلف روائتیں
۔ ہم اس جگہ صرف دو روائتیں ذکر کرتے ہیں جو محب الطبری نے بروایت
ہد بیان کی ہیں۔ مجاہد بیان کرتے ہیں کہ ایک روز ہم حضرت ابن عباس
مجلس میں بیٹھے ہوئے حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق کے فضائل ذکر
رہے تھے۔ جب حضرت ابن عباس نے حضرت عمر فاروق کا ذکر سنا تو آپ
ت روئے حتیٰ کہ آپ پر غشی طاری ہو گئی۔ پھر فرمایا اللہ رحم کرے اس
ں پر جس نے قرآن پڑھا۔ اس پر عمل کیا اور حدود اللہ قائم کیں جیسا کہ
تعالیٰ نے حکم کیا۔ حضرت عمر فاروق کو امر الٰہی میں لوم لائم کا خوف
نہیں ہوتا تھا۔ میں نے بچشم خود دیکھا ہے کہ آپ نے اپنے لڑکے
حد قائم کی جس سے وہ جان بر نہ ہو سکا۔ کہا گیا اے ابن عم رسول اللہ
ن کیجئے اس کی کیفیت کیونکر ہے۔ فرمایا میں ایک روز مسجد نبوی میں تھا
بہت سے لوگ حضرت عمر فاروق کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ ایک
ین لڑکی آئی اور کہا السلام علیک یا امیر المومنین فرمایا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ
تجھے کچھ کہنا ہے کہا ہاں یہ لڑکا آپ کا ہے جو میرے شکم سے ہے۔ فرمایا میں تو تجھے
نتا بھی نہیں۔ لڑکی رونے لگی اور عرض کیا اے امیر المومنین اگرچہ یہ آپ کی پشت سے نہیں
یہ آپ کے لڑکے کا لڑکا ہے۔ فرمایا حلال سے یا حرام سے؟ عرض کیا میری جانب سے حلال سے

اَور اس کی جانب سے حرام ہے۔ فرمایا یہ کس طرح ذرا اللہ سے ڈر کر سچ سچ بیان کرنا
کیا اے امیر المومنین عرصہ ہوا کہ مَیں ایک روز بنی النجار کے باغ کے پاس سے
رہی تھی کہ آپ کا لڑکا ابوشحمہ بحالت مخمور میرے پاس آیا اَور شراب اس نے
کی قربان گاہ میں پی تھی اس نے مجھے ورغلایا اَور باغ کی طرف کھینچ کر لے گیا
مطلب برآری کی اَور مجھے غشی طاری ہو گئی۔ مَیں نے اس معاملہ کو اپنے چچا اَ
اپنے ہمسایوں سے چھپائے رکھا۔ حتیٰ کہ مجھے زمانۂ ولادت محسوس ہوا۔ اَور مَیں
مقام پر چلی گئی۔ اَور وہاں مَیں نے یہ لڑکا جنا۔ مَیں نے چاہا کہ مَیں اِسے مار ڈالوں مگ
ندامت آئی۔ سو اب آپ میرے اَور اس کے درمیان فیصلہ کیجئے جو حکم الٰہی ہو
فاروق نے منادی کو حکم دیا اس نے منادی کی اور لوگ جلد مسجد میں جمع ہو
حضرت عمر فاروق نے فرمایا آپ لوگ متفرق نہ ہوں میں ابھی آتا ہوں اَور حضر
ابن عباس سے کہا آپ میرے ساتھ آئیں۔ پھر آپ نے مکان پر آکر پوچھا کیا
ابوشحمہ ہے کہا گیا ہاں وہ ابھی کھانا کھانے بیٹھے ہیں۔ آپ اندر گئے اَور کہا اے
من کھانا کھالو شاید کہ یہ تمہارا آخری کھانا ہو۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ مَیں
دیکھا کہ لڑکے کا چہرہ متغیر ہو گیا اَور کانپ کر لقمہ ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ آپ نے فرما
فرزند من میں کون ہوں عرض کیا آپ میرے والد اَور امیر المومنین ہیں۔ فرمایا کیا تم
میری اطاعت کا حق ہے عرض کیا ہاں طاعتان مفروضتان۔ مجھ پر آپ کے د
واجب الادا ہیں۔ ایک بحیثیت والد ہونے کے اَور ایک بہ حیثیت امیر الم
ہونے کے فرمایا بحق نبیک وبحق ابیک مَیں تم سے پوچھتا ہوں کیا تم کسی وقت
کی قربانی میں شریک ہوئے ہو اَور وہاں تم نے شراب بھی پی تھی۔ کہا ہاں مجھ سے
ہوا ہے اَور مَیں اس سے تائب ہو گیا ہوں فرمایا مومنین کا راس المال توبہ ہ
پھر فرمایا اے فرزند من مَیں تم سے اللہ تعالےٰ کی قسم دلاکر پوچھتا ہوں کہ پھر
النجار کے باغ کی طرف گئے ہو اَور وہاں تم نے ایک عورت کو پاکر اس سے بد
کی ہے یہ سن کر ابوشحمہ ساکت ہو گئے اور رونے لگے۔ فرمایا اے فرزند من شرم
وجہ نہیں۔ سچ بولو۔ اللہ سچ بولنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ عرض کیا ہا
سے ایسا کام ہوا ہے۔ اَور مَیں اس سے تائب و نادم ہوں۔ جب آپ نے
یہ کلام سنا تو آپ نے انہیں پکڑ لیا اَور گریبان پکڑ کر مسجد لے گئے۔ ابوشحمہ
اے پدر من آپ تلوار لے کر میرے ٹکڑے ٹکڑے کر دیجئے مگر مجھے
نہ کیجئے۔ فرمایا کیا تم نے یہ آیت نہیں سنی ہے۔ ولیشھد عذابھما طائف
المومنین۔ پھر آپ انہیں کھینچ کر مسجد میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

۔۔ے سامنے رے آئے۔ اور فرمایا عورت سچ کہتی ہے۔ ابوشحمہ نے اقرار کر لیا۔
۔۔ر آپ نے غلام افلح سے کہا اس میرے لڑکے کو پکڑ لو اور اسے دُرّے مارو
۔۔ر ہرگز مارنے میں ذرا بھی کوتاہی نہ کرو۔ افلح رونے لگا اور کہا میں یہ کام نہ
۔۔سکوں گا۔ فرمایا افلح میری اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت
۔۔ے تو کر جو میں تجھے حکم کرتا ہوں۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں پھر آپ نے
۔۔شحمہ کے کپڑے اتروائے اور لوگ بآواز رونے لگے اور ابوشحمہ کہنے لگا۔
۔۔ابت ارحم۔ اے پدر من مجھ پر رحم کیجئے آپ نے رو کر فرمایا ربک یرحمک
۔۔مارا پروردگار تم پر رحم کرے گا میں تمہیں حداسی لئے مارتا ہوں کہ پروردگار
۔۔پر رحم کرے۔ اور مجھ پر بھی۔ پھر فرمایا اے افلح مارنا شروع کرو اس
۔۔ے مارنا شروع کیا اور ابوشحمہ فریاد کرتے جاتے تھے۔ جب افلح ستر درے
۔۔ے پہنچا تو ابوشحمہ نے کہا اے پدر من مجھے ایک گھونٹ پانی پلا دیجئے
۔۔مایا اے فرزند من اگر پروردگار تمہیں پاک کر دے گا تو محمد صلی اللہ علیہ
۔۔سلم تمہیں حوض کوثر کا پانی پلائیں گے۔ جس کے بعد کبھی پیاسے نہ ہو گے
۔۔ر فرمایا اے افلح مارو۔ جب اسّی پر نوبت پہنچی تو ابوشحمہ نے کہا۔ یا
۔۔ت السلام علیک فرمایا وعلیک السلام اگر تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم
۔۔دیکھو تو میرا آپ سے سلام کہنا اور کہنا کہ میں عمر کو قرآن پڑھتے ہوئے
۔۔ر اس پر عمل کرتے ہوئے اور حدود قائم کرتے ہوئے چھوڑ آیا ہوں۔ پھر
۔۔رمایا افلح مارو۔ جب نوّے پر نوبت پہنچی ابوشحمہ خاموش وضعیف ہو گئے
۔۔ور زبان بند ہو گئی۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں نے اصحاب
۔۔سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضرت عمر فاروق سے کہنے لگے
۔۔ر آب جس قدر حد باقی رہتی ہے۔ آپ دوسرے وقت پر رہنے دیں۔
۔۔مایا جب معصیت میں دیر نہیں کی گئی تو حد میں کیوں کر تاخیر کی جا سکتی
۔۔ہے۔ کسی نے اسی وقت والدہ ابوشحمہ سے فریاد کی تو وہ روتی ہوئی دوڑ
۔۔ر آئیں اور کہنے لگیں کہ میں ایک ایک باقی درے کے عوض پیدل چل
۔۔رج کروں گی اور اس قدر صدقہ دوں گی۔ فرمایا حج وصدقہ حد کے قائم
۔۔قام نہیں ہو سکتا۔ افلح تم حد پوری کرو۔ جب حد کے آخری درّہ پر نوبت پہنچی
۔۔ابوشحمہ چیخے اور زمین پر گر پڑے۔ آپ نے ان کا سر اپنی گود میں اٹھا کر رکھ لیا
۔۔ر رو کر فرمانے لگے۔ باپ تجھ پر قربان ہو تجھے حق نے قتل کیا۔ تو آخری حد پر مرا
۔۔ور تیرے عزیز و اقارب اور تیرا باپ تجھ پر رحم نہ کر سکے۔ جب لوگوں نے پاس

آن کر دیکھا تو اُن کی روح پرواز کرچکی تھی۔ یہ ایک بڑا سخت دن تھا لوگ
دہاڑیں مار مار کر روتے تھے۔ حضرت ابن عباس بیان فرماتے ہیں کہ پھر چالیس
دن کے بعد حذیفہ بن یمان جمعہ کے دن صبح کو ہمارے پاس آئے اور بیان کیا
کہ میں نے آج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے ساتھ حضرت ابو شحمہ
کو خواب میں دیکھا۔ اور وہ دو سبز جبے پہنے ہوئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا عمر کو میرا اسلام کہہ دینا اور کہنا کہ اسی طرح اللہ تعالٰے نے تمہیں حکم کیا
ہے کہ تم قرآن پڑھو اور حدود قائم کرتے رہو۔ اور ابو شحمہ رضؓ نے کہا اے حذیفہ میرے
والد کو میرا بھی سلام کہہ دینا اور کہنا کہ اللہ آپ کو پاک کرے جس طرح آپ نے
مجھے پاک کیا۔ (ابن ابی شیرویہ دیلمی نے اپنی کتاب المنتقٰی میں اسے روایت کیا)
اور دیگر محدثین نے یہ روایت کسی قدر تغیر اور اختلاف کے ساتھ روایت کی
ہے۔ چنانچہ ایک روایت میں اس طرح ہے۔ کہ حضرت عمر فاروق کا ایک لڑکا
جس کا نام ابو شحمہ تھا ایک روز اس نے بیان کیا کہ میں مرتکب زنا ہوا ہوں آپ
مجھ پر حد قائم کریں۔ آپ نے پوچھا تم مرتکب زنا ہوئے ہو انہوں نے کہا ہاں
اسی طرح آپ نے اس سے چار دفعہ اقرار کرایا۔ آپ نے فرمایا تمہیں اس کی
حرمت نہیں معلوم تھی؟ کہا کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا اے معاشر مسلمین
اسے حد مارو۔ ابو شحمہ نے کہا اے معاشر المسلمین جس نے زمانہ جاہلیت یا اسلام
میں مجھ جیسا فعل کیا ہو وہ مجھے حد نہ مارے۔ بعد ازاں حضرت علی مرتضٰے کرم اللہ
وجہ کھڑے ہوئے۔ اور حضرت امام حسنؓ سے کہا اس کا داہنا بازو پکڑ لو۔ انہوں نے
داہنا بازو پکڑ لیا اور حضرت امام حسینؓ سے کہا تم اس کا بایاں بازو پکڑ لو۔ انہوں
نے بایاں بازو پکڑ لیا۔ حضرت علی مرتضٰے کرم اللہ وجہ نے سترہ درے مارے تھے کہ
ابو شحمہ بیہوش ہو گئے۔ بعد ازاں حضرت علی مرتضٰے کرم اللہ وجہ نے فرمایا کہ جب تم
اللہ تعالٰے سے ملو تو کہنا کہ مجھے اس شخص نے حد ماری ہے جس کے ذمہ کوئی حد نہیں
بعد ازاں حضرت عمر فاروق کھڑے ہوئے اور سو درے پورے کئے۔ اور ابو شحمہ نے انتقال
کیا۔ اس کے بعد حضرت عمر فاروق نے فرمایا میں عذاب دنیا کو عذاب آخرت پر اختیار
کرتا ہوں۔ لوگوں نے کہا اے امیر المومنین کیا آپ اسے بدون غسل و کفن دفن کریں
کہ یہ فی سبیل اللہ مقتول مارا گیا۔ فرمایا نہیں بلکہ ہم اسے غسل و کفن دے کر دفن کریں
کیونکہ وہ فی سبیل اللہ نہیں بلکہ حد مارنے سے مرا ہے۔ اور عمرو بن العاص سے روایت
ہے کہ میں بمقام بصرہ اپنے مکان میں بیٹھا ہوا تھا کہ مجھ سے کہا گیا کہ عبد الرحمٰن بن
عمر اور ابو سروعہ آپ کے پاس آنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا آنے دو۔ جب وہ آئے

نے دیکھا کہ وہ دونو مضمحل ہیں۔ آتے ہی انہوں نے کہا کہ آپ ہم پر حد قائم کریں
۔ آج شب کو ہم شراب نوشی میں مبتلا ہوئے تھے حضرت عمرو ابن العاص بیان
ہیں کہ میں نے انہیں زجر و توبیخ کی اور منع کیا تو عبدالرحمٰن بن عمر نے کہا کہ اگر
ہمیں حد نہ ماریں گے تو میں جب جاؤں گا والد کو اس کی خبر کر دوں گا۔ حضرت
بن العاص کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا اگر میں ان پر حد قائم نہ کروں گا
رت عمر فاروق مجھ سے ناراض ہونگے اور مجھے معزول کر دیں گے۔ غرض میں ان
مکان کے صحن میں لے گیا اور انہیں حد ماری۔ اس کے بعد عبدالرحمٰن بن عمر نے
کے ایک گوشہ میں بیٹھ کر سر منڈوایا۔ کیونکہ حد مارنے کے بعد سر منڈوایا کرتے
میں نے واللہ حضرت عمر فاروق کو اس کے متعلق ایک حرف نہیں لکھا یہاں
کہ آپ کا نامہ آیا۔ جس میں آپ نے لکھا تھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ نامہ ہے
خدا عمر کی طرف سے عمرو بن العاص کی طرف امابعد معلوم ہو کہ مجھے تمہاری
اور میری رائے کے برخلاف عملدرآمد کرنے پر سخت تعجب ہے۔ میری
بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ تمہیں معزول کر دوں۔ تم نے عبدالرحمٰن کو اپنے گھر
حد ماری اور گھر ہی میں اس کا سر منڈوایا۔ حالانکہ تمہیں معلوم ہے کہ میرا عملدرآمد
کے خلاف طریقہ پر ہے۔ عبدالرحمٰن تمہاری ہی رعیت میں سے ایک شخص ہے
چاہیئے تھا کہ تم اس کے ساتھ وہی معاملہ کرتے جو ہر ایک مسلمان کے ساتھ
تے ہو۔ مگر تم نے جانا کہ وہ امیرالمومنین کا لڑکا ہے۔ تمہیں یہ بھی معلوم تھا کہ امر
ں میرے نزدیک کسی کی رورعایت نہیں۔ جب تمہارے پاس میرا یہ نامہ پہنچے
الرحمٰن کو پالان سے باندھ کر میرے پاس بھیج دو۔ چنانچہ حضرت عمرو بن العاص
عبداللہ بن عمر کی ہمراہی میں انہیں بھیج دیا۔ اور ایک عریضہ معذرت لکھ بھیجا۔
رت کا مضمون تھا) کہ میں نے بے شک عبدالرحمٰن کو اپنے مکان کے صحن میں حد
۔ مگر میں اس ذات پاک کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے آگے کسی کی قسم نہیں کھائی
میں مسلم اور ذمی دونو کو ہی مکان میں حد مارتا ہوں۔ جب عبداللہ بن عمر عبدالرحمٰن
ے کر پہنچے تو انہوں نے عبدالرحمٰن کو اتار دیا۔ پالان میں باندھے جانے کی وجہ سے
لی یہ حالت ہوگئی کہ چل نہیں سکتے تھے۔ حضرت عمر فاروق نے ان سے پوچھا کہ
اب نوشی کے مرتکب ہوئے ہو تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے ان کی طرف
گفتگو کی کہ اے امیرالمومنین ان پر حد ماری جا چکی ہے۔ مگر آپ نے ان کے کہنے
التفات نہیں کیا اور عبدالرحمٰن چلانے لگے کہ میں تو مریض ہوں آپ مجھے مار
ں گے۔ غرض آپ نے انہیں دوبارہ حد ماری جس سے زیادہ بیمار ہو کر انہوں نے

انتقال کیا۔ راحقر عرض کرتا ہے ابو عمرو نے الاستیعاب میں بیان کیا شمعہ ان کی کن
تھی۔ انہیں کو عمرو بن العاص نے مصر میں حد خمر ماری اور بیمار ہو کر انہوں نے انتقا
ایسے ہی معمر عن الزہری عن سالم عن ابیہ کے واسطہ سے مروی ہے۔ لیکن اہل عراق کا خیال
کہ ابو شحمہ نے حد کے درمیان انتقال کیا۔
زبیر کہتے ہیں کہ عمرؓ نے ان پر شراب کی حد قائم کی جس سے بیمار پڑے۔ اور انتقال کیا

آپ کا اپنے سالہ پر حد قائم کرنا!

اِسی نور یقین کے ثمرات و نتائج سے یہ امر تھا کہ آپ نے اپنے سالہ پر حد قائم ک
محب الطبری اور ابو عمرو نے بروایت عبد اللہ بن ربیعہ بیان کیا ہے۔ عبد اللہ بن ربیع
اکابر بنی عدی سے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ بدر میں شریک
تھے بیان کرتے ہیں کہ قدامہ بن مظعون کو حضرت عمر فاروق نے بحرین کا عامل بنایا
قدامہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ بدر میں شریک ہو چکے تھے۔ ا
اور ام المومنین حضرت حفصہ زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں تھے۔ جب جارو
سے حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آئے اور بیان کیا کہ اے امیر المومنین میں نے
بن مظعون کو دیکھا کہ انہوں نے شراب پی۔ پھر جب میں نے دیکھا کہ وہ قابل حد
کے ہوئے تو مجھ پر فرض ہوا کہ میں واقعہ کو آپ تک پہنچاؤں۔ آپ نے پوچھا اس
بھی کوئی شاہد ہے۔ عرض کیا ابو ہریرہ آپ نے انہیں بلوایا۔ انہوں نے بیان کیا کہ
انہیں شراب پیتے نہیں دیکھا مگر میں نے انہیں مخمور اور قے کرتے ہوئے دیکھا ہے۔
ابو ہریرہ تم نے شہادت میں اختلاف پیدا کر دیا۔ اس کے بعد آپ نے قدامہ بن مظ
کو لکھا کہ وہ مدینہ پہنچیں۔ جب وہ مدینہ آ گئے اور جارود بھی وہاں موجود تھی تو انہو
کہا اب آپ ان پر حکم کتاب اللہ نافذ کیجئے آپ نے ان سے کہا۔ تم مدعی ہو یا گواہ جا
نے کہا مدعی نہیں بلکہ گواہ ہوں۔ آپ نے فرمایا اچھا تو تم اپنی شہادت ادا کر چکے۔ اس
بعد جارود ساکت ہو گئے۔ پھر کہنے لگے میں (اس معاملہ میں) آپ کو اللہ کی قسم دلاتا ہو
حضرت عمر فاروق نے فرمایا واللہ تم خاموش رہو ورنہ میں تم کو سزا دوں گا۔ جارود نے کہا یہ عجیب
ہے کہ شراب تو آپ کے چچازاد بھائی پئیں اور سزا آپ مجھے دیں (قدامہ آپ کے سالہ
اور چچازاد بھائی بھی حضرت عمر فاروق نے انہیں دھمکی دی بعد ازاں حضرت ابو ہریرہ
کیونکہ یہ بھی بیٹھے ہوئے تھے کہ اے امیر المومنین اگر آپ کو ہماری شہادت میں شک ہ
آپ قدامہ کی زوجہ بنت ولید سے بھی پوچھ لیجئے۔ آپ نے ان کی زوجہ کے پاس آدمی بھیجا اور
کر ان سے دریافت کیا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے شوہر قدامہ کے خلاف شہادت دی آپ نے فرما

انہیں حد مارنے والا ہوں۔ قدامہ نے کہا واللہ اگر میں نے شراب پی بھی جیسا کہ یہ لوگ بیان کرتے ہیں تب بھی آپ
نہیں مار سکتے۔ فرمایا قدامہ یہ کیونکر انہوں نے کہا اِس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ لیس علی الذین آمنوا
الصلحت جناح فیما طعموا اذا ما تقوا و آمنوا و عملوا الصلحت ثم اتقوا و آمنوا ثم اتقوا و احسنوا واللہ یحب
ن حضرت عمر فاروق نے فرمایا قدامہ تم اس آیت کی تاویل میں غلطی کرتے ہو دیکھو تو اگر تم اللہ سے ڈرتے تو محرمات
تناب کیوں نہ کرتے اِسکے بعد آپ قوم کیطرف متوجہ ہوئے اور دریافت کیا کہ آپ لوگوں کی انکے حد مارنے
یا رائے ہے۔ لوگوں نے کہا ہماری رائے ہے آپ انہیں حد نہ ماریں جب تک یہ مریض ہیں۔ چنانچہ حضرت
وق چند دنوں تک خاموش رہے مگر حد مارنے کا عزم بالجزم کرلیا بعدازاں پھر آپ نے لوگوں سے پوچھا۔
نے کہا ہماری رائے میں آپ انہیں حد نہ ماریں جبتک یہ بیمار ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر یہ دُرّوں کی زد سے انتقال
یں تو مجھے پسند ہے۔ اس سے کہ ان کی حد کا بوجھ میری گردن پر رہے۔ واللہ میں انہیں حد مارونگا مجھے دُرّہ لادو
اسلم آپ کا غلام ایک چھوٹا سا دُرّہ لے آیا۔ آپ نے دُرّہ دیکھکر اسلم سے کہا تیرے گھر والوں کی عادات تجھ میں
رایت کی گئی ہیں۔ جاؤ مجھے دوسرا دُرّہ لادو اسلم دوسرا دُرّہ اٹھا لایا اور اب آپ نے قدامہ کو حد مارنے کا
یا۔ چنانچہ انہیں حد ماری گئی قدامہ آپ سے ناراض ہو گئے حتیٰ کہ قدامہ اور حضرت عمر فاروق حج کرنے آئے اور
اب بھی آپ سے ناراض تھے یہانتک کہ لوگ حج سے فارغ ہو گئے۔ اور حضرت عمر فاروق مقام سقیا میں
ے جب شب کو سوئے اور صبح کو بیدار ہوئے تو فرمایا قدامہ کو میرے پاس لے آؤ۔ واللہ میں نے آج خواب
یکھا کہ کوئی مجھ سے کہہ رہا ہے کہ قدامہ سے صلح کرلو۔ وہ تمہارا بھائی ہے۔ لیکن جب لوگ قدامہ کے پاس آئے
ں نے آنے سے انکار کیا حضرت عمر فاروق نے فرمایا انہیں پکڑ کر لے آؤ چنانچہ لوگ انہیں لے آئے۔ اور حضرت
روق نے ان سے گفتگو کی اور ان کے لئے مغفرت مانگی اور یہ آپکے اور ان کے درمیان پہلی صلح تھی۔ اخرجہ
ری الی قولہ ہو خال ابن عمر و حفصۃ والحمیدی تمامہ۔

آپ کا ایثار

انہیں ثمرات و نتائج یقین سے حضرت عمر فاروق کا اقارب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین اور انصار
ل سابق سے ایثار کرنا تھا۔ ابو عمرو نے الاستیعاب میں بیان کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے اپنی چچازاد بہن شفا بنت عبد اللہ العدویہ کو
بھیجا کہ وہ صبح آپکے پاس آئیں چنانچہ وہ بیان کرتی ہیں کہ میں گئی اور دروازے پر میں نے عاتکہ بنت اسید بن ابی العیص کو پایا تھوڑی دیر میں ان سے
کرتی رہی۔ اسکے بعد حضرت عمر فاروق نے ایک مصلّے منگایا اور ان کو دیا بعدازاں ایک اور اس سے چھوٹا مصلّے منگایا اور مجھے دیا۔ میں نے کہا عمر
ن سابق الاسلام ہوں اور تمہاری چچازاد بہن ہوں اور تم نے اپنا پیغام میرے پاس خود بھیجا تھا۔ آپنے فرمایا میں نے یہ بڑا مصلّے تمہارے لئے ہی رکھا تھا
جب میں نے دیکھا کہ تم اور یہ ایک جگہ جمع ہو تو مجھے یہ بات یاد آگئی کہ انہیں تمہاری نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نزدیکی قرابت حاصل ہے۔

مسلمانوں پر آپ کی رحمت و شفقت

انہیں ثمرات و نتائج یقین سے آپ کا مسلمانوں پر شفقت کرنا تھا۔ امام ابو حنیفہ بروایت علی بن اقمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق

مدینہ طیبہ میں لوگوں کو کھانا کھلایا کرتے تھے اور مدینہ طیبہ میں آپ عصا لئے پھرا کرتے تھے اتفاقاً ایک روز ایک شخص پر آپ کا گز
جو بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا اے بندۂ خدا کھانا دائیں ہاتھ سے کھا۔ اُس نے کہا میرا دایاں ہاتھ مشغول ہے۔ بعد ازا
ایک روز پھر آپ وہاں سے گزرے اور یہ شخص پھر بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا۔ فرمایا اے بندۂ خدا دائیں ہاتھ سے کھا۔ اس نے کہا میرا دا
ہاتھ مشغول ہے۔ فرمایا کس شغل میں ہے۔ عرض کیا غزوۂ مؤتہ میں ماؤف ہوگیا ہے حضرت عمر فاروق جا کر اسکے پاس بیٹھ گئے او
آبدیدہ ہو کر کہنے لگے تمہیں وضو کون کراتا ہوگا تمہارا سر کون دھوتا ہوگا۔ تمہارے کپڑے کون دھو دیتا ہوگا۔ غرض اسی قسم کے اور بہت
امور کا آپ نے ذکر کیا۔ اور اس کیلئے ایک خادم مقرر کر دیا۔ ایک سواری مقرر کر دی۔ اور دیگر ضروریات خورد و نوش کا بندوبست کر
یہ واقعہ دیکھ کر آپ کے حق میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آوازیں بلند ہوئیں اور وہ آپ کو دعائیں دینے لگے۔ امام بخ
نے بروایت زید بن اسلم وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت عمر فاروق کے ساتھ بازار میں گئے۔ راستہ میں آپ کو ایک جوان عورت
اس نے عرض کیا اے امیر المومنین میرا خاوند انتقال کر گیا ہے اس نے اپنے چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑے ہیں جو کبھی ایک پایا بھی نہیں پکا سکتے۔ نہ ان کیلئے
جانور ہے جن کا وہ دودھ پئیں۔ اور نہ ان کی کوئی کھیتی باڑی ہے۔ مجھے خوف ہے کہ یہ ننھے ننھے بچے ہلاک نہ ہو جائیں۔ آپ جانتے ہیں کہ میں خفاف
الایماء الغفاری کی بیٹی ہوں اور وہ جنگ حدیبیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوا ہے آپ نے فرمایا بیشک تم ایک شریف
کی بیٹی ہو۔ اسکے بعد آپ واپس ہوئے اور ایک اونٹ کھولا جو گھر میں بندھا ہوا تھا۔ اس پر آپ نے دو تھیلے لاد دیئے جو کھانے پینے
چیزوں اور پہننے اوڑھنے کے کپڑوں سے بھر دیئے گئے تھے۔ پھر آپ نے اس کی مہار عورت کو پکڑا دی۔ اور فرمایا انشاء اللہ یہ تمہارے لئے
بھر کو کافی ہوگا۔ ایک شخص نے عرض کیا امیر المومنین آپ نے انہیں بہت مال دیدیا۔ فرمایا گم کرے تجھکو تیری ماں میں نے اسکے باپ
بھائی کو دیکھا ہے کہ عرصہ تک ایک قلعہ کا محاصرہ کئے رہے۔ یہانتک کہ انہوں نے اس کو فتح کر لیا۔ اور ہم نے اسکی غنیمت تقسیم کی محب ال
نے بروایت زید بن اسلم انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق ایک شب کو گشت کرتے تھے کہ آپ کا ایک گھر پر گزر ہوا جہاں چند بچے رو
تھے۔ ایک ہانڈی پانی سے بھری ہوئی آگ پر رکھی ہوئی تھی۔ آپ دروازہ کے قریب ہوئے اور پکار کر کہا اے بندی اللہ کی یہ بچے کیوں رو رہے ہ
اور یہ اسوقت آگ پر ہانڈی کیسی رکھی ہوئی ہے عرض کیا یہ بھوک سے رو رہے ہیں اور ہانڈی پانی سے بھر کر آگ پر رکھی ہے اس سے میں اپنے بچوں ک
رہی ہوں کہ کسی طرح سو جائیں۔ میں انہیں تسلی دے رہی ہوں کہ اس میں کچھ پک رہا ہے۔ آپ اس کا یہ کلام سنکر بیٹھ گئے اور رونے لگے۔
آپ دار الصدقہ میں آئے اور ایک تھیلہ میں آٹا گھی چکنائی۔ کھجوریں۔ کپڑے اور کچھ روپے بھر کر اپنے غلام اسلم سے کہا یہ بورا مجھے اٹھوا دو۔ اسلم نے ک
امیر المومنین اسے میں اٹھا کر لے چلتا ہوں آپ نے فرمایا نہیں اسلم تم بے ماں کے ہو۔ میں ہی اٹھا کر لے جاؤنگا۔ قیامت کے دن اس قسم کے امور کا سوال تو مج
سے ہوگا۔ غرض آپ اسے اپنے کندھے پر اٹھا کر اس عورت کے مکان پر لائے۔ اور اسکی ہانڈی میں قدرے آٹا گھی اور کھجوریں ڈال کر حلوا یا حریرہ
پکایا۔ پکاتے وقت آگ بھی آپ ہی پھونکتے جاتے تھے۔ اور دھواں آپ کی ڈاڑھی کے درمیان سے نکلتا جاتا تھا۔ کیونکہ آپ کی ڈاڑھی بڑی تھی۔ پھر
کر آپ نے خود ہی چمچہ سے نکالا۔ اور بچوں کو کھلا کر نکلے۔

نیز محب الطبری روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق عام الرمادہ میں روزہ رکھا کرتے تھے۔ شام کو آپ کے پاس روٹی لائی جاتی۔ اسے آپ روغن ز
میں توڑ لیتے۔ ایک روز لوگوں کو کھانا کھلانے کیلئے اونٹ ذبح کیا گیا آپ کے لئے اس میں سے اچھا کھانا رکھ لیا گیا اور شام کو آپ کے سامنے ل
آپ نے پوچھا یہ کیسا کھانا ہے۔ کہا گیا اونٹ کے کوہان اور کبد کا گوشت ہے جو سالم بھون لیا گیا ہے۔ اس میں بھونی ہوئی کلیجی بھی تھی۔ آپ نے پوچھ
سے اونٹ کا کھانا ہے۔ کہا گیا اسی اونٹ کا جو آج ذبح کیا گیا تھا۔ فرمایا اچھا یہ وہ کھانا ہے۔ اگر میں یہ کھانا کھالوں تو مجھ سے برا امیر اور کون امیر
کیا یہ ہو سکتا ہے کہ اچھا اچھا کھانا تو میں کھالوں اور ہڈیاں لوگوں کو کھلادوں۔ یہ اٹھالو اور میرے لئے اور کھانا لاؤ چنانچہ روٹی اور روغن ز

گیا اور آپ نے روغن زیت میں روٹی توڑلی۔ پھر اپنے غلام یرفا سے فرمایا میں دو تین روز اہل بیت کے یہاں نہیں گیا ہوں تم ثمغ (آپ کی ایک زمین
ام تھا) میں جاکر یہ کھانا اہل بیت کے پاس پہنچا آؤ۔ میں خیال کرتا ہوں انہیں ضرورت ہوگی۔ نیز روایت کیا گیا ہے کہ حضرت عمر فاروق کو جو
ن زیت اور کھجور موافق نہیں آتے تھے۔ بلکہ آپ کے روغن زرد موافق آتا تھا لیکن عام رمادہ میں جب بھوک کی شکایت زیادہ ہوگئی تو آپ نے
کھالی کہ آپ گھی نہیں کھائیں گے جب تک کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر کشائش نہ کرے جب آپ جو کی روٹی کھجور کے ساتھ بدون سالن کھانے لگے تو
شکم میں قراقر ہونے لگا حتی کہ مجلس میں بھی جب قراقر ہوتا تو آپ شکم پر ہاتھ رکھتے اور کہتے قراقر کر یا نہ کر میرے پاس تیرے لئے سالن نہیں
جب تک کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر کشائش نہ کرے۔ نیز روایت کیا گیا ہے کہ آپ کی زوجہ نے گھی خریدا۔ آپ نے پوچھا یہ کیا ہے۔ انہوں نے
یہ میں نے اپنے مال سے خریدا ہے۔ فرمایا جب تک بارش نہ ہوگی میں گھی ہرگز نہیں چکھونگا۔ محب الطبری بروایت ابی ہریرہ روایت کرتے ہیں
عام رمادہ میں (گھر سے) نکلے دیکھا کہ بنی محارب کے قریباً بیس گھر باہر پڑے ہیں آپ نے فرمایا تمہیں کس شئے نے یہاں لاکر ڈالا انہوں نے کہا بھوک
انہوں نے مردہ کھالیں نکال کر بتلائیں جنہیں بھون کر کھاتے تھے اور بوسیدہ ہڈیاں پیسکر سفوف بناتے اور پھانک لیتے۔ حضرت عمر فاروق اپنا
در اچھا کر بیٹھ گئے اور کھانا پکوانا شروع کر دیا کھانا پکوا کر آپ نے انہیں کھلایا اور وہ سیر ہو گئے۔ پھر آپ نے اسلم کو مدینہ طیبہ بھیج کر اونٹ منگوائے جن پر آپ
میں بٹھالکر مدینہ طیبہ لے گئے اور انہیں کپڑے پہنائے اور ان کی اور انکے سوا اور لوگوں کی اسی طرح خبر گیری کیا کرتے یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے اس قحط کو دفع کیا۔

محب الطبری بروایت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ ایک جماعت تجار مدینہ طیبہ میں آئی اور عیدگاہ پر ٹھہری آپ نے عبدالرحمٰن بن عوف سے فرمایا کیا تم
ساتھ چلکر شب بھر انکی حفاظت کرسکتے ہو چنانچہ آپ اور وہ گئے اور انکی حفاظت کرتے رہے اور نمازیں بھی پڑھتے رہے اس اثنا میں آپ نے ایک بچے کے رونے
آواز سنی آپ اسکی طرف گئے اور اسکی ماں سے کہا اے بندی خدا کی اللہ سے ڈر اور اس بچہ کو نہ رلا یہ کہہ کر آپ اپنی جگہ لوٹ آئے تھوڑی دیر کے بعد آپ نے
اسکے رونے کی آواز سنی آپ نے آن کر اسکی ماں سے پھر وہی کہا جو پہلے کہا تھا اور پھر اپنی جگہ چلے گئے لوٹ آئے۔ آخر شب کو آپ نے اسکے رونے کی
آواز سنی اور اسکی ماں کے پاس آئے اور فرمایا تو کیسی ماں ہے میں نہیں سمجھتا تیرا لڑکا اول شب سے ہی کیوں رو رہا ہے بچے کی ماں نے کہا
اے بندہ خدا اول شب سے تم نے مجھے تنگ کرنا شروع کیا میں اپنے لڑکے کو دودھ چھڑانے کی عادت کر رہی ہوں اسلئے وہ روتا ہے آپ نے پوچھا
اسکے دودھ چھڑانے کی وجہ کیا ہے عورت نے کہا عمر وظیفہ نہیں مقرر کرتے جب تک کہ بچے کا دودھ نہ چھڑایا جائے۔ آپ نے پوچھا یہ بچہ کتنے مہینوں کا ہے عورت
نے بتلایا کہ یہ اتنے اتنے مہینہ کا ہے آپ نے فرمایا اچھا جلدی نہ کر جب آپ نماز صبح سے فارغ ہوئے تو رونے لگے اور فرمانے لگے کہ افسوس عمر تو
اس طرح معلوم نہیں مسلمانوں کے کتنے لڑکے مارے ہونگے اسکے بعد آپ نے منادی کو کہا کہ وہ اعلان کردے کہ اپنے بچوں کے دودھ چھڑانے میں جلدی نہ کرو ہم بچے کے پیدا
ہوتے ہی وظیفہ مقرر کر دینگے یہی حکم آپ نے تمام دیار و امصار میں لکھوا بھیجا۔ محب الطبری بروایت انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ ایک روز گشت کرتے ہوئے حضرت عمر
فاروق ایک اعرابی کے خیمہ پر پہنچے اور بیٹھ کر اس سے باتیں کرنے لگے اس نے آپ سے اس طرف آنے کا باعث دریافت کیا یہ بیٹھے تھے کہ آپ نے اس خیمہ سے چلانے کی آواز سنی آپ
نے پوچھا کہ کس کے چلانے کی آواز ہے اس نے کہا میری عورت کو درد زہ ہو رہا ہے آپ وہاں سے واپس ہوئے اور گھر آکر ام کلثوم سے کہا کپڑے پہن کر میرے ساتھ چلو پھر آپ
نے اعرابی سے جاکر کہا انہیں عورت کے پاس جانے کی اجازت دو تاکہ یہ اسے تسلی تشفی کر سکیں اعرابی نے اجازت دے دی ام کلثوم کو اندر گئے ہوئے زیادہ عرصہ
نہیں ہوا تھا کہ انہوں نے کہا اپنے دوست کو تولدِ فرزند کی مبارکباد دو اعرابی نے جب امیر المومنین کا نام سنا آپ کے بازو سے اٹھکر سامنے آبیٹھا اور
معذرت کرنے لگا آپ نے فرمایا کوئی حرج کی بات نہیں تم صبح میرے پاس آنا میں تمہارے مولود کا وظیفہ مقرر کردونگا جب اعرابی صبح آپ کے پاس آیا تو ذریات صیغہ سے
آپ نے اسکے مولود کا وظیفہ مقرر کر دیا۔

آپ کا خوف وخشیہ

اسی نور یقین سے آپکا اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور کتاب اللہ کے سامنے آپکا وقاف ہونا تھا چنانچہ جب آپ غیظ و غضب میں ہوتے یا آپ کے نفس

میں کسی امر کا ارادہ مذکور ہو جاتا اور آپ کو کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ سے ڈرایا جاتا تو یہ داعیہ و ارادہ آپ کے دل میں اسی وقت مض
ہو جاتا گویا تھا ہی نہیں ایسا بار ہا واقع ہوا ہے جس سے آپ کا ملکہ راسخ ہو گیا (یہی معنی ہیں وقاف کے) - امام بخاری نے بر
ابن عباس روایت کی ہے کہ حر بن قیس بن حصن نے اپنے عم عینہ بن حصن کے لئے حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آنے کی اجازت
جب عینہ بن حصن اندر گئے تو کہنے لگے اے عمر بن الخطاب تم ہمیں عطایا ئے جزیلہ نہیں دیتے آپ ذرا ہمارے درمیان عدل و انصاف
کیجئے - حضرت عمر فاروق غصہ ہوئے یہانتک کہ شاید آپ ان کو مارتے - حر بن قیس نے عرض کیا اے امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا - خذ العفو وأمر بالعرف واعرض عن الجاهلين - یہ چونکہ جاہل ہیں لہذا آپ ان سے درگذ
ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ واللہ پھر آپ نے اس آیت سے ذرا تجاوز نہیں کیا جبکہ یہ آیت آپ پر پڑھی گئی - آپ کتاب اللہ پر نہایت
کرنیوالے تھے - شیخین نے بروایت حضرت عمر فاروق بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اپنے والد کی قسم کھا
فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں منع کرتا ہے - حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں کہ پھر اسکے بعد سے میں نے کبھی قسم نہیں کھائی (لا ذاکراً ولا اثراً
نہ اپنے کلام میں اور نہ دوسرے کا کلام نقل کرتے ہوئے - محب الطبری نے بروایت عبید اللہ ابن عباس روایت کی ہے کہ حض
عباس کے مکان میں جو میزاب تھا اس راستہ سے حضرت عمر فاروق نماز جمعہ کے لئے گذرتے تھے - چنانچہ ایک جمعہ کو حضر
فاروق کپڑے پہن کر نکلے - حضرت عباس کے لئے اس روز چوزہ ذبح کیا گیا تھا - جب آپ میزاب کے پاس سے گذرے تو اس میزاب سے خو
پانی گرا اور آپ کے کپڑوں پر چھینٹیں پڑیں - آپ نے اس میزاب کو اکھڑنے کیلئے کہا اور گھر واپس آکر کپڑے تبدیل کئے اور پھر نماز پڑ
بعد نماز حضرت عباس آپکی خدمت میں آئے اور فرمایا واللہ یہ وہ میزاب ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے دست
سے اس جگہ رکھا تھا - آپ نے فرمایا تو میں آپ کو قسم دلاتا ہوں کہ آپ اسے اسی جگہ رکھدیں جس جگہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تھا چنانچہ آپ نے میزاب پھر وہیں رکھ دیا - ۱۲

شیخین بروایت ابی وائل شقیق بن سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں ایک دفعہ شیبہ کے ساتھ خانہ کعبہ کے تخت پ
جہاں مجلس میں حضرت عمر فاروق بھی تھے آپ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ کعبہ میں سرخ و سفید کچھ نہ چھوڑوں اور سب مسلمانوں کے د
تقسیم کردوں - ابو وائل شفیق بن سلمہ کہتے ہیں میں نے کہا آپ ایسا کر نہیں سکتے - فرمایا کیوں - میں نے عرض کیا آپ کے دونو صاحبوں (
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق) نے ایسا نہیں کیا - فرمایا - بیشک انہیں دونو شخصوں کی پیروی کی جائیگی - ا
روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ میں آج خانہ کعبہ سے نہیں نکلونگا جبتک کہ میں یہ سب مال مسل
کے درمیان تقسیم نہ کردوں میں نے کہا آپ ایسا کریں گے فرمایا یہ کیوں - میں نے کہا اسلئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
اور حضرت صدیق نے باوجود اپنی منزلت اور احتیاج کے کبھی خانہ کعبہ کا سارا مال نہیں نکالا - یہ سنکر حضرت عمر فاروق اٹھ
ہوئے اور خانہ کعبہ سے نکل آئے - محب بیان کرتے ہیں کہ روایت کیا گیا ہے کہ حضرت عمر فاروق ایک شب کو گشت کرنے نک
حضرت عبد اللہ بن مسعود آپ کے ساتھ تھے آپ گشت کر رہے تھے کہ آپ کو ایک طرف روشنی نظر آئی - آپ روشنی کے پاس
دیکھتے کیا ہیں کہ ایک شخص شراب پیتے ہوئے بیٹھا ہوا ہے - اور ایک مغنیہ اسکے پاس بیٹھی ہوئی ہے - وہ بیخبر ہی تھا کہ آپ
موجود ہوئے اور کہنے لگے آج کی شب سے پہلے اس بوڑھے قبر میں پیر لٹکانے والے سے قبیح تر واقعہ نہیں دیکھا - شیخ نے کہا
المومنین بلکہ فعل قبیح تر یہ ہے جو آپ نے کیا کیونکہ آپ نے تجسس کیا حالانکہ اللہ تعالیٰ التجسس کرنے سے منع فرماتا ہے - دوم یہ کہ آ
ہماری بغیر اجازت گھر میں داخل ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے اسکی بھی ممانعت کی ہے آپ نے کہا بیشک تم نے سچ کہا اسکے بعد آپ ا

باتے ہوئے نکلے اور کہنے لگے عمر تجھ کو تیری ماں گم کرے اللہ تعالےٰ نے تیری مغفرت نہ کی - راوی لکھتا ہے کہ شیخ نے
رصہ تک آپ کی مجلس ترک کردی پھر تھوڑے عرصہ بعد شرم گیں صورت میں آپ کے پاس آیا آپ نے فرمایا آؤ مجھ سے قریب ہو
م ہے اُس ذات کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا میں نے کسی کو بھی تمہارے واقعہ سے اطلاع نہیں دی نہ
سعود کو میں نے اسکی خبر کی حالانکہ وہ میرے ساتھ تھے۔ شیخ نے کہا اور میں بھی قسم کھاتا ہوں اس ذات کی جس نے محمد صلی اللہ
لم کو مبعوث کیا۔ میں نے بھی جب سے اسوقت تک پھر اُسکا ارتکاب نہیں کیا۔ محب الطبری بروایت عبداللہ بن
ایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق کو دیکھا کہ آپ نے ایک گھاس کا پتہ زمین سے اٹھایا اور فرمانے لگے۔
یں یہ گھاس کا پتہ ہوتا کاش میری ماں مجھے نہ جنتی۔ کاش میں نسیاً منسیاً ہوتا۔
محب الطبری روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق فرمایا کرتے تھے کہ اگر فرات کے دہانہ پر کوئی بکری کا بچہ مر جائے
خوف ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ عمر سے اسکا مطالبہ نہ کرے (روایت میں طف الفرات کا لفظ آیا ہے طف بحر و نہر
ارہ کو کہتے ہیں اور کوفہ کے قریب ایک خاص مقام کا نام بھی بتلایا گیا ہے روایت ان الحسین تقبل بالطف سے
ہوتا ہے کہ یہ کربلا ہے یا کربلا کے قریب واقع ہے اس جگہ دونو معنی ہو سکتے ہیں ہم نے اول کو اختیار کیا ہے رعاتاً
مترجم) محب الطبری بروایت عبداللہ بن عیسٰی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق کے چہرے پر بوجہ کثرت بکاء کے
سے دو خط پڑ گئے تھے۔ محب الطبری بروایت حسن رضؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اپنے ورد میں اسقدر روتے
کے بھل گر جاتے اور کئی دنوں تک آپ کی عیادت کی جاتی۔ محب الطبری بروایت ابی جعفر روایت کرتے ہیں کہ حضرت
وق کہیں جا رہے تھے کہ راستے میں حضرت علی رضؓ ملے حضرت امام حسن رضؓ و حضرت امام حسین رضؓ بھی آپکے ہمراہ تھے سلام
دونو کھڑے ہو گئے اور سبطین دونو کے دائیں بائیں حضرت عمر فاروق رونے لگے کیونکہ آپکی عادت تھی حضرت
نے فرمایا امیر المومنین آپ کیوں روتے ہیں۔ فرمایا میں کیوں نہ روؤں میرے رونے کا اور کون احق ہے
میں اس امت کا خلیفہ کیا گیا میں اسکے درمیان حکم کرتا ہوں نہیں معلوم میں اُسکے حکم خیر کے ساتھ کرتا ہوں
ساتھ حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا واللہ آپ تو فلاں فلاں امور میں عدل ہی کرتے ہیں تاہم ابھی آپ گریہ و بکا سے
نہیں ہوئے۔ بعد ازاں حضرت امام حسن رضؓ نے آپ کے عدل و انصاف کا ذکر کیا اور پھر حضرت امام حسین رضؓ نے۔
ب خاموش ہوئے اور سبطین سے فرمایا آپ میرے عدل و انصاف کی شہادت دیتے ہیں۔ سبطین رضؓ حضرت
کی طرف دیکھنے لگے آپ نے فرمایا بے شک شہادت دو اور تمہارے ساتھ میں بھی شہادت دیتا ہوں
الطبری بروایت عبید بن۔ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضؓ کہیں جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک
و ایک عورت سے باتیں کرتے دیکھا آپ اس کی طرف دُرّہ اُٹھا کر لپکے اس نے کہا امیر المومنین یہ میری
ہے یہ سُنکر آپ آگے چلے گئے۔ آگے جا کر عبدالرحمٰن ملے۔ آپ نے اُن سے اُسکا ذکر کیا انہوں نے کہا امیر
ن آپ مؤدب ہیں اسمیں کوئی حرج کی بات نہیں اور اگر آپ فرمائیں تو میں حدیث بیان کروں۔ میں نے آنحضرت
علیہ وسلم کو فرماتے سُنا ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ قیامت کے دن منادی پکاریگا کہ اس امت میں
ئی شخص اپنا اعمالنامہ ابوبکر رضؓ و عمر رضؓ سے پہلے نہ اٹھاویگا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اس سے کہا کہ تم
میں اپنی زوجہ سے کیوں باتیں کر رہے ہو کیا تم مسلمانوں کو اپنی غیبت گوئی میں پھنسانا چاہتے ہو۔ اس نے کہا امیر

المومنین بات یہ ہے کہ مدینہ میں داخل ہوئے ہیں اس لئے مشورہ کر رہے ہیں کہ کہاں قیام کریں آپ نے
تو اچھا تم مجھ سے دُرّہ کا بدلہ لے لو اس نے کہا امیر المومنین آپ نے مجھے مارا تو یہ آپ کا حق تھا آپ نے فرمایا نہ
مجھ سے بدلہ لے لو چوتھی دفعہ اس نے کہا وہ اللہ کے لئے تھا اللہ نے آپ کو اسکا حکم کیا ہے۔ محب الطبر
حضرت عمر فاروق روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف نے بایماء حضرت عثمانؓ۔ حضرت طلحہؓ۔ حضر
اور حضرت سعدؓ حضرت عمر فاروقؓ سے آپ کی ہیبت و شوکت کے بارے میں گفتگو کی (یعنی آپ بہت تش
ہیں) کیونکہ ہیبت و خوف اکثر اہل حاجت کو طلب حاجت سے مانع ہوتا ہے آپ نے فرمایا واللہ میں نے لوگوں سے نرمی
مگر یہ کہ میں اللہ سے ڈرا کہ میں کہیں زیادہ نرمی نہ کرتا ہوں۔ اسی طرح میں نے سختی نہیں کی مگر یہ کہ میں ڈرا کہ میں کہ
سے زیادہ سختی نہ کرتا ہوں۔ پس میں مواخذہ الٰہی سے کیونکر بچ سکتا ہوں یہ کہکر آپ کھڑے ہوئے اور اپنا چاد
ہوئے آبدیدہ ہو کر نکلے۔ نیز روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے اذا الشمس کورت تا واذا الصحف نشرت تلاوت ک
ہو کر گر گئے اور کئی دنوں تک آپ کی عیادت کی جاتی رہی۔ ابو عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ قریب و
اپنے فرزند عبد اللہ بن عمر کی گود میں تھے اور یہ شعر پڑھتے جاتے تھے۔ ۵

ظلوم بنفس غیر انی مُسلمٌ اصلی الصلوۃ کلھا و صومٌ

(ترجمہ) میں اپنے نفس پر ظلم کرتا ہوں بجز اس کے کہ میں مسلمان ہوں۔ روزہ رکھتا ہوں۔ نماز پڑھتا ہو
امام غزالی بیان فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت عمر فاروقؓ ایک شخص کے مکان کے قریب سے گذرے صاحب
میں سورۃ طور پڑھ رہا تھا جب وہ آیہ ان عذاب ربک لواقع تک پہنچا۔ آپ سواری کے گدھے سے اتر پڑ
کی دیوار سے ٹک کر کھڑے ہو گئے۔ تھوڑی دیر کھڑے رہے پھر آپ اپنے گھر کی طرف لوٹ آئے اور ایک ماہ تک
اور لوگ آپکی عیادت کرتے رہے اور وہ یہ نہیں سمجھ سکتے تھے کہ اصل بیماری کیا ہے۔

آپ کا اپنے اعمال کا محاسبہ کرتے رہنا

اس نور یقین کے ثمرات و نتائج سے آپ کا اپنے نفس سے محاسبہ کرنا۔ نصیحت قبول کرنا اور اپنی لغزش کا ا
کر لینا تھا یہ سب اوصاف دلالت کرتے ہیں کہ آپ کا نفس نور یقین سے منکسر و ضعیف ہو گیا ہوا تھا۔ امام مالک بروا
عبد اللہ بن ابی طلحہ وہ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت عمر فاروقؓ کیساتھ ساتھ ایک باغ کی طرف نک
جب آپ باغ میں داخل ہوئے تو انہوں نے سُنا کہ آپ کہہ رہے ہیں کہ آہا عمرؓ بن الخطاب تو امیر المومنین ہے۔ اے عمرؓ بن الخ
سے ڈر ورنہ وہ تجھے عذاب کریگا۔ محب الطبری روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق فرماتے آج میں نے کیا کیا۔ میں نے آج
پھر اپنی پشت پر درّے مارتے۔ نیز محب الطبری نے روایت کی ہے کہ جب حضرت عمر فاروقؓ سے کہا جاتا آپ اللہ تعالیٰ سے ڈریئے تو آپ خو
اور قائل کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرماتے اللہ اس شخص پر رحم کرے ہمیں ہمارے عیوب دکھلاتا ہے۔ طارق بن شہاب روایت کرتے ہیں حضرت عم
شام گئے اور اسلامی لشکر نے آپ کو اس حال میں دیکھا کہ آپ تہ بند باندھے ہوئے ہیں پیروں میں موزے پہنے ہوئے تھے۔ سر پر عمامہ تھا اور اپنی سواری
ہوئے پانی میں سے چلے آرہے تھے اور موزے بغل میں دبا لئے تھے۔ لوگوں نے عرض کیا اے امیر المومنین آپکو لشکر کے لوگ اور بطارقہ شام اس ح
آپ نے فرمایا ہمیں اللہ نے اسلام کے ساتھ عزت دی ہے۔ سو ہم ماسوائے اسلام میں عزت نہیں ڈھ

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر فاروقؓ کندھے پر مشک لاد کر لائے۔ لوگوں
ںؓ سے کہا یا امیرالمؤمنینؓ کیا چیز اس امر کی باعث ہوئی کہ آپ مشک اُٹھا کر لائے
کہ میرے نفس میں عجب پیدا ہوا تھا اس لیے میں نے چاہا کہ اسے ذلیل کروں۔
زید بن ثابت سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ کے جسم پر انہوں نے پیوند لگا ہوا (کرتہ) دیکھا
)میں سترہؐ پیوند لگے ہوئے تھے۔ زید بن ثابت کہتے ہیں کہ میں روتا ہوا واپس آیا۔ بعد ازاں
یں واپس آیا، میں نے حضرت عُمر فاروقؓ کو دیکھا کہ کندھے پر مشک اُٹھائے ہوئے لوگوں
درمیان سے جا رہے تھے۔ میں نے آپؓ سے پوچھنا چاہا، آپؓ نے فرمایا ابھی مجھ سے گفتگو نہ
،میں تھوڑی دیر کے بعد تم سے بیان کروں گا۔ میں آپ کے ساتھ ہو لیا یہاں تک کہ آپ نے
ت ایک بڑھیا کے گھر جا کر ڈالی۔ اس کے بعد ہم آپ کے گھر پر آئے اور اب پھر میں نے آپ سے اُس کے
ق سوال کیا۔ آپ نے فرمایا اُس وقت جب تم واپس چلے گئے میرے پاس فارس اور روم کے قاصد
ئے تھے اور کہنے لگے اللہ ہی کے لیے ہے تیری بھلائی۔ اے عمر تمہاری فضیلت و بزرگی لوگ مان گئے
،آپ کے علم، فضل اور آپ کے عدل کو۔ جب قاصد چلے گئے، تو میرے نفس میں بھی وہی بات
ہوئی (یعنی عجب) جو ایسے موقع پر اور لوگوں کے نفس میں پیدا ہوتی ہے۔ اس لیے میں اُٹھا اور میں نے
ے نفس سے کیا جو کچھ کیا؛
مُحمد بن عمر المخزومی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے "الصلوٰۃ جامعۃً" کہہ کر
ں کو پکارا جب لوگ جمع ہو گئے تو آپ ممبر پر چڑھے۔ حمد و ثنا کی، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
درُود بھیجا۔ پھر بیان کیا (میرا ایک وہ زمانہ تھا) کہ میں اپنی خالاؤں کی بکریاں چرایا کرتا تھا اور وہ مجھے ایک
ُمُشت کھجوریں دے دیتی تھیں۔ اُسی سے میں دن گزارتا تھا۔ اور دن کون سے (تنگدستی کے)، عبدالرحمن
اکہہ کر آپ ممبر سے اُتر گئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا، آپ نے اپنے نفس کو ذلیل کیا۔ فرمایا عبدہ
کیا کہتے ہو میں تخلیہ میں بیٹھا تھا کہ میرے نفس نے مجھے اس طرح مخاطب کیا، تم امیرالمؤمنین ہو۔ تم سے
ضل کون ہو سکتا ہے۔ اس لیے میں نے مناسب سمجھا کہ میں نفس کو اس کی حقیقت پہچنوا دوں۔ نیز روایت
یا گیا ہے کہ آپؓ نے اپنے آخری حج بیت اللہ سے واپس ہوتے ہوئے (وادی) جنجان میں، فرمایا:۔
شکر ہے اللہ عزوجل کا جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ جو عطا کرتا ہے لوگوں کو جو چاہتا ہے میں اس وادی
ی جنجان میں (اپنے والد) خطاب کے اونٹ چرایا کرتا تھا۔ میرے والد بڑے سخت اور درشتی کرنے والے
ے۔ میں کام کرتا تب بھی مجھے عتاب کرتے اور اگر کوتاہی کرتا تو مارتے۔ باوجود اس کے میرا حال تھا، کہ
ں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا خوف دل میں نہیں رکھتا تھا۔ نیز روایت کیا گیا ہے کہ ایک روز آپ نے ممبر پر
ڑے ہو کر فرمایا اے معاشر مسلمین، اگر میں دنیا کی طرف مائل ہو جاؤں تو تم میری نسبت کیا کہو گے؟ ایک شخص تلوار
ال کر کھڑا ہوا اور کہنے لگا ہم اس سے جواب دیں گے۔ آپ نے فرمایا کیا تم میرا سر کاٹ ڈالو گے؟ اُس نے کہا،
ں! آپؓ نے اُسے تین دفعہ ڈانٹا اور وہ آپ کو ڈانٹتا گیا۔ آپؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔ الحمدللہ میری رعیت

میں ایسے لوگ موجود ہیں جو مجھے درست کر سکتے ہیں اگر میں بھٹک جاؤں۔
محمد بن زبیر اپنے ایک شیخ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے ایک مسئلہ میں فتویٰ
پھر کہا اچھا میرے ساتھ ساتھ آؤ۔ آپ حضرت علی مرتضیٰ رضؓ کے پاس گئے اور مسئلہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا آپ
مجھے ھی کیوں نہ بلا لیا۔ فرمایا میں آپکے پاس (فتوےٰ لینے کے لیے) آتا۔ نیز روایت کیا گیا ہے کہ حضرت عمر
کے پاس ایک یمنی چادر آئی۔ آپ نے سوچا کہ یہ چادر صحابہ کرام میں سے کس کو دی جائے، اگر ایک کو دی جا
تو دوسرا شکایت کرے گا۔ اس لیے آپ نے کہا مجھے قریش کا کوئی نوجوان بتلاؤ جس نے اچھی نشوونما پائی ہو۔
نے مسود بن مخرمہ کا نام لیا۔ آپ نے یہ چادر اُسے دے دی۔ جب سعد نے یہ چادر دیکھی تو انہوں نے
یہ چادر کہاں سے آئی، اس نے کہا مجھے امیر المؤمنین رضؓ نے دی ہے۔ سعد آپ رضؓ کی خدمت میں آئے اور کہا
نے یہ چادر اُڑھائی اور میرے بھتیجے مسود بن مخرمہ کو اس سے بہتر۔ آپ نے فرمایا اے ابواسحاق میں نے مناسب
کہ چادر کسی بڑے شخص کو دوں اور لوگ شکایت کرتے کہ میں نے اُنہیں کیوں نہ دی۔ سعد نے کہا واللہ یہ چا
آپ نے مجھے دی ہے آپ کے سر پر ماروں گا۔ آپ نے اپنا سر جھکا دیا اور فرمایا اے ابواسحاق بوڑھے
بوڑھے سے نرمی کرنی چاہیے۔ اُسید بن جابر سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر فاروق رضؓ کے پاس اہ
اہل یمن آئے تو آپ اُن سے دریافت کرتے کیا تمہارے پاس اویس بن عامر بھی ہیں، یہاں تک کہ او
بن عامر القرنی کے پاس آئے اور اُن سے پوچھا اویس بن عامر آپ ہی ہیں، آپ قبیلہ مراد سے ہیں
کے رہنے والے ہیں؟ انہوں نے کہا جی ہاں! آپ نے پوچھا تمہیں کبھی مرض بھی ہوا اور جاتا بھی رہا لیکن
ایک درہم کے برابر نشان رہا ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں! آپ نے پوچھا آپ کی والدہ بھی موجود ہیں انہو
کہا جی ہاں۔ اس کے بعد آپ رضؓ نے فرمایا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے آپؐ فرمایا کرتے
کہ تمہارے پاس اویس بن عامر اشراف اہل یمن کے آئیں گے وہ قبیلۂ مراد سے ہوں گے اُنہیں برص ہو کر
ہو گا لیکن ایک درہم کے برابر نشان باقی ہوگا۔ ان کی والدہ بھی موجود ہوں گی وہ اپنی والدہ کے بڑے فرمانبردار
اگر تم اُن سے اپنے لیے استغفار کرا سکو تو کرانا۔ اس لیے آپ میرے لیے استغفار کیجیے۔ چنانچہ اویس قر
نے آپ کے لیے استغفار کیا۔ اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضؓ نے پوچھا آپ کہاں کا ارادہ رکھتے ہیں
حضرت اویس قرنی رحؒ نے کہا کوفہ کا۔ فرمایا میں آپ کے لیے عامل کوفہ کو نامہ لکھ دوں؟ حضرت اویس قرنی رحؒ نے
میں لوگوں سے پیچھے ہی رہوں گا مجھے یہی ادب ہے۔ پھر جب دوسرے سال حج کے موقع پر حضرت عمر فار
کو اشراف اہل یمن سے ایک شخص ملا تو اُس نے آپ سے حضرت اویس قرنی کا حال دریافت کیا۔ فرمایا میں نے
شکستہ حال اور قلیل المتاع چھوڑا ہے میں نے (اُن کی بابت) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے۔ بع
آپ نے وہی حدیث بیان کی جو مذکور ہوئی۔ پھر فرمایا اگر تم بھی اُن سے استغفار کرانا چاہتے ہو تو کراؤ۔ لہٰذا یہ
حضرت اویس قرنی کی خدمت میں حاضر ہوا اور درخواست کی کہ آپ میرے لیے استغفار کیجیے۔ فرمایا تم تو ابھی
(یعنی حج) کر کے آرہے ہو۔ دوبارہ پھر اُس شخص نے کہا آپ میرے لیے استغفار فرمایئے۔ فرمایا تم تو ا
نیک کر کے آرہے ہو۔ تیسری دفعہ پھر اُس نے کہا آپ میرے لیے استغفار فرمایئے۔ فرمایا تم عمر رضؓ

ہوئے آر ہے ہو اُس شخص نے کہا جی ہاں۔ بعدازاں آپ نے اس کے لیے استغفار کیا۔ اس کے
لوگوں نے آپ کو پہچانا، کہ آپ اویس قرنی ہیں۔ پھر آپ کہیں اور جگہ چلے گئے۔

ابو عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضؓ مسجد سے نکلے جارودؓ آپ کے ساتھ تھے۔ راستہ میں
، ادھیڑ عورت ملی اُس نے آپ کو سلام کیا۔ اور آپ نے جواب دیا۔ اس ضعیفہ عورت نے کہا عمر مجھے
الڑکپن یاد ہے جبکہ تمہیں لوگ عُمیر عُمیر کہہ کر پکارتے تھے اور تم سوق عکاظہ میں پھرا کرتے تھے۔ کچھ ایسا بہت
نہیں گزرا کہ لوگ تم کو عمر کہنے لگے۔ اب تم امیر المؤمنین کہہ کر پکارے جاتے ہو سو تم رعیت کے معاملہ
اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا۔ جان لو کہ جو شخص وعید سے ڈرتا ہے بعید اُس کے نزدیک ہوتا ہے۔ اور جو
ت سے ڈرتا ہے فوت سے بے خوف نہیں رہتا۔ جارود کہنے لگے تم نے امیر المؤمنین رضؓ کو بڑی نصیحتیں
ں۔ آپ نے فرمایا جارود انہیں کہنے دو۔ تم جانتے نہیں یہ خولہ بنت حکیم ہیں۔ ان کی بات اللہ تعالیٰ نے
سان پر سے سنی تو عمر رضؓ کا فرض ہے کہ وہ اُن کی باتیں سُنے۔

محب الطبری بروایت زید الدیامی روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح اور حضرت معاذ بن جبل
حضرت عمر فاروق رضؓ کو بایں مضمون عریضہ لکھا کہ ہم نے آپ کو پایا درانحالیکہ آپ کی شان اہم تھی۔ پھر آپ
امت کے خلیفہ کیے گئے۔ آپ کی مجلس میں وضیع اور صدیق و عدو ہر قسم کے لوگ بیٹھتے ہیں اور آپ کی
ں سے اپنا اپنا حصہ پاتے ہیں۔ اب آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ آپ کے کام کی اہمیت آپ کے نزدیک
ی ہوگی ہم آپ کو ڈراتے ہیں اُنہیں امور سے جن سے کہ اگلی امتوں کو ڈرایا گیا ہے۔ ہم آپ کو اس دن سے
نے ہیں جس دن چہروں پر ہوائیں اڑتی ہوں گی۔ دل دھڑک رہے ہوں گے زبانی حجتوں کی راہ بند ہوگی۔ اُس
بادشاہ کے سامنے جس کے روبرو لوگ چوں نہ کر سکیں گے۔ اُس کے فیصلہ کے منتظر ہوں گے اور اُس کے
ب سے ڈر رہے ہوں گے۔ ہم سے ذکر کیا جاتا تھا کہ ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ ظاہر میں دوست ہوں گے
باطن میں دشمن۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمارے اس عریضہ کو آپ کے دل میں وہی منزلت ہو جس
ت سے کہ وہ ہمارے دل سے نکلا۔ وہ یہ کہ ہم نے یہ عریضہ نہیں لکھا، مگر محض نصیحتاً۔ "فقط والسلام"

آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا مجھے آپ کا عریضہ ملا۔ آپ نے لکھا کہ ہم نے آپ کو پایا درانحالیکہ آپ
شان اہم تھی۔ سو درحقیقت آپ کو اس کا حال کیا معلوم۔ اور یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ میں اس امت کا خلیفہ
گیا ہوں اور ہر ایک وضیع و شریف اور صدیق و عدو میری مجلس میں بیٹھ کر عدل سے اپنا اپنا حصہ لے جاتے
سو عمر کو اس کی قوت نہیں مگر اللہ عزوجل کے ساتھ۔ اور یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ آپ مجھے ڈراتے
اُن امور سے جن سے کہ اگلی اُمتیں ڈرائی گئیں اور وہ اختلاف لیل و نہار دگردش زمانہ ہے، اور موت زندگی
اختلاف لیل و نہار جدید کو پرانا اور بعید کو قریب کر دیتا ہے یہاں تک کہ ہوتے ہوتے ایک وقت آئے گا کہ
جنت و دوزخ میں اپنی اپنی جگہ پہنچ جائیں گے اور اللہ تعالیٰ بدلہ ہر ایک کو جو کچھ اُس نے کمایا، دے گا۔ "اِنَّ
سَرِیْعُ الْحِسَاب"۔ اور یہ جو آپ نے لکھا کہ ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ ظاہر میں دوست ہوں گے اور باطن
دشمن، سو وہ لوگ اب نہیں نہ یہ وہ زمانہ ہے جب کہ رغبت و رہبت بڑھ جائے گی۔ لوگوں کو اصلاح دنیا کے

متعلق بعض کو بعض سے زیادہ رغبت ہوگی اور بعض کو بعض سے زیادہ خوف۔ اور جو آپ نے اللہ تعالیٰ
دعا مانگی ہے کہ آپ کا عریضہ میرے دل وہی جگہ کرے جس منزلت سے کہ وہ آپ کے دل سے نکلا،
کہ آپ لوگوں نے مجھے محض نصیحتاً لکھا ہے لہٰذا آپ اپنا معاہدۂ نصیحت دوسرے عریضہ کے ذریعہ مستحکم
کیونکہ میں آپ دونوں صاحبوں سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔

ابو بکر بروایت یحییٰ بن عیسیٰ وہ اعمش سے وہ ابراہیم سے وہ ہمام سے وہ حذیفہ سے روایت کرتے
کہ حذیفہ حضرت عمر فاروق رضی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ اپنے مکان میں ایک کھجور کی شاخ پر بیٹھ
اپنے نفس سے خطاب کر رہے تھے۔ (حضرت حذیفہ کہتے ہیں) میں نے کہا امیر المؤمنین رض کس چیز نے
غم میں ڈالا ہے؟ آپ نے ہاتھ کا اشارہ کر کے بتلایا۔ میں نے کہا، آپ کیوں غم کھاتے ہیں واللہ اگر ہم آپ
کوئی امر منکر بھی دیکھتے تو آپ کو راہ راست پر کر دیتے۔ فرمایا "واللہ الذی لا الٰہ الا ھو" اگر تم مجھ میں کو
منکر دیکھتے تو راہ راست پر کر دیتے۔ میں نے کہا: "واللہ الذی لا الٰہ الا ھو" اگر ہم آپ میں کوئی امر منکر د
تو آپ کو راہ راست پر کر دیتے۔ تب آپ خوش ہوئے اور فرمایا اللہ کا شکر ہے کہ اس نے تمہارے
اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے وہ لوگ پیدا کیے جو مجھے راہ راست پر کر سکتے ہیں اگر وہ مجھ سے
امر منکر دیکھیں۔

ابو القاسم القشیری روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رض نے صحابہ کرام رض کے درمیان غنیمت کے
تقسیم کیے۔ حضرت معاذ بن جبل کے پاس ایک قیمتی حلہ بھیجا۔ انہوں نے اسے فروخت کر کے چھ غلا
خریدے اور آزاد کر دیئے۔ حضرت عمر فاروق رض کو اس کی خبر پہنچی۔ آپ ابھی حلے تقسیم کر رہے تھے
نے ایک اور مگر اس سے کم قیمت کا حلہ بھیجدیا۔ حضرت معاذ بہت بگڑے آپ نے فرمایا کم قیمت کا
بھیجا کہ پہلا حلہ آپ فروخت کر چکے ہیں۔ حضرت معاذ نے کہا آپ کو کیا، آپ ہمارا حصہ ہمیں دے
میں نے قسم کھائی ہے کہ میں یہ حلہ آپ کے سر سے ماروں گا۔ آپ نے فرمایا میرا سر تمہارے سامنے
لیکن بوڑھے کو بوڑھے سے نرمی کرنی چاہیے۔

آپ کی تواضع

قرآن مجید اور بہت سے دینی مسائل کے متعلق علم اور لوگوں پر موقوف کرنا اور "لولا فلان لہلک"
وغیرہ کہنا آپ کی تواضع کی بین دلیل ہے۔

حاکم نے بروایت موسیٰ علی بن رباح اللخمی انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ آپ نے خ
کہتے ہوئے بیان کیا کہ جو شخص قرآن مجید سیکھنا چاہے وہ ابی بن کعب سے سیکھے جو مسائل حلال
معلوم کرنا چاہے معاذ بن جبل سے معلوم کرے اور جو بیت المال کے متعلق کچھ دریافت کرنا چاہیے وہ مجھ
دریافت کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بیت المال کا خازن بنایا ہے۔ اور ایک روایت میں یہ بھی۔
اور جو کوئی مسائل فرائض پوچھنا چاہے۔ زید بن ثابت سے پوچھا کرے۔

روایت کیا گیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے ایک حاملہ عورت کے رجم کیے جانے کا حکم دیا۔ حضرت معاذ
ں نے کہا اگر آپ کے پاس اس عورت کو رجم کرنے کی کوئی سبیل ہو تو ہو لیکن جو کچھ کہ اُس کے
یں ہے اُس کے رجم کرنے کی آپ کے پاس کیا سبیل ہے؟ آپ نے فرمایا اگر معاذ نہ ہوتے تو عمر ہلاک
نا۔ نیز روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے ایک مجنونانہ عورت کو رجم کرنے کا حکم دیا۔ حضرت علی مرتضےٰ رضؓ نے
یا آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے نہیں سنا کہ تین ۳ شخصوں سے قلم اُٹھا لیا گیا ہے۔
ں سے جب تک کہ اُسے افاقہ ہو، لڑکے سے جب تک کہ وہ بالغ ہو اور نائم سے جب تک کہ وہ
ہو۔ فرمایا کیوں نہیں۔ حضرت علی رضؓ نے فرمایا تو یہ عورت تو فلاں قبیلہ کی مجنونانہ ہے۔ آپ نے فرمایا لولا
ہلک عمر۔ نیز روایت کیا گیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضؓ کی خدمت میں ایک قاتل عمد لایا گیا آپ نے
کے قتل کا حکم دیا مگر بعض اولیاء مقتول نے خون معاف کر دیا۔ آپ نے اُس کے قتل کا پھر حکم دے دیا
ولیاء مقتول نے خون معاف کر دیا۔ آپ نے اُس کے قتل کا پھر حکم دے دیا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضؓ
ا حق قتل جمیع اولیاء کے لیے ہے۔ جب بعض نے خون معاف کر دیا تو انہوں نے اُسے زندہ کر دیا۔
نے پوچھا کہ پھر آپ کی کیا رائے ہے؟ عرض کیا میری رائے ہے کہ آپ اس پر دیت قائم کر دیں۔
ں نے خون معاف کیا اُس کا حصہ دیت سے منہا کر لیں فرمایا میں بھی یہی مناسب سمجھتا ہوں اسی بناء
پ نے اپنے بعض فیصلوں میں فرمایا کہ عبد اللہ بن مسعود رضؓ علم سے مملوء ہیں۔ اسی طرح حضرت معاذ بن جبل کے قول
بین الاب وبنہ قصاص۔ کی طرف اور قصہ قتل عبادہ بن صامت کے متعلق حضرت بن ثابت رضؓ کے
القتل اخاك فی عبدك۔ کی طرف رجوع کیا۔ الیٰ غیر ذالک من صور لاتحصے۔ یہاں تک کہ ایک روز
نے بیان کیا کہ عورتوں کے مہروں میں غلو نہ کیا کرو۔ ایک بڑھیا نے کہا کہ ہم آپ کے قول پر عمل کریں۔
رتم کے قول پر "وان اعطیتم احداھن قنطارا فلا تاخذ وامنہ شیئا" پر عمل کریں۔ آپ منبر پر سے
ئے اور فرمایا ہر شخص عمر سے اعلم ہے حتیٰ کہ بوڑھی عورتیں بھی۔
س تواضع سے آپ کا راحت و آرام ترک کرنا تھا باوجود اس کے کہ لوگ آپ سے تعارض کرتے تھے
قسم کا ہے ایک وہ جو نور یقین سے پہلے بطریق تیسیر معین و توطیہ کے حاصل ہوتا ہے یہی زہد نور یقین
صول میں معین و مددگار ہوتا ہے۔ اور ایک وہ زہد جو نور یقین سے منتج ہوتا ہے اور اس کا حال ہوتا ہے
یا متفکر جیسا۔ کہ نہ اُسے کھانے پینے میں مزا آتا ہے، نہ پہننے اوڑھنے میں۔ اس نکتہ کی شہادت میں
مل میں بھی بہت سی حکایتیں بیان کی ہیں اور اس جگہ بھی بیان کرتے ہیں۔
محب الطبری بروایت عطیہ بن فرقد روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت عمر فاروق رضؓ کی خدمت میں آئے اور
ہ آپ خشک روٹی چبا رہے ہیں اور اوپر سے لسی پیتے جاتے ہیں۔ انہوں نے کہا یا امیر المومنین اگر آپ
دیتے تو آپ کے لیے کوئی نرم غذا پکائی جاتی۔ فرمایا اے ابن فرقد تم عرب میں مجھ سے زیادہ قادر اس بات پر
کو پاتے ہو؟ عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ
ت کے دن ایک قوم کو عار دلاتے ہوئے یوں فرمائے گا: "اذھبتم طیباتکم فی حیاتکم واستمتعتم بھا"۔

یعنی تم اپنی نفیس نفیس نعمتیں دنیا میں لے چکے اور اُن سے تم نے فائدہ اُٹھالیا۔ نیز روایت کیا گیا
آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں چاہوں تو گوشت بھنا ہوا گھی مسکہ، اچار اور تیلی چپاتیاں وغیرہ نفیر
غذائیں تیار کی جائیں۔ مگر میں ان کی خواہش نہیں کرتا۔ تاکہ میرا شمار متنعمین میں نہ ہو جائے۔ نیز ر
کیا گیا ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ واللہ ہمیں کوئی منع نہیں کر سکتا اس سے کہ ہم بکریوں کے چھو
بچے بریاں کرائیں اور میدہ کی روٹیاں پکوائیں۔ مگر ہم نے اللہ تعالٰے کا فرمانا سنا ہے کہ وہ قیا
کے دن ایک قوم سے کہے گا:۔ "اذھبتم طیباتکم فی حیاتکم الدنیا واستمتعتم" نیز روایت کیا گیا
دفعہ آپ نے مچھلی کی خواہش کی آپ کے غلام برفا نے اپنی سواری کی اور دو روز کی مسافت سے جا
خرید لایا اور سواری سے اُتر کر اُس کا پسینہ دھو رہا تھا کہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے دیکھ لیا۔ اور فرمایا
عمر کی خواہش کے پیچھے ایک جانور کو تکلیف دی واللہ میں مچھلی ہرگز نہ کھاؤں گا۔
نیز روایت کیا گیا ہے کہ آپ کھجوریں اور گوشت ہمیشہ نہیں کھاتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے
ہمیشہ نہ کھاؤ کہ اس کی عادت ہو جاتی ہے جیسے شراب کی۔ حضرت حفصہ رضؓ سے روایت ہے
عمر فاروق رضؓ آپ کے پاس آئے انہوں نے شوربا آپ کے سامنے لاکر رکھا اور اوپر روغن زرد
آپ نے فرمایا دو چیزیں ایک برتن میں جمع کر دیں میں اس طرح ہرگز نہیں کھاؤں گا۔ جب تک کہ زند
ابن عمر سے روایت کیا گیا کہ انہوں نے بیان کیا کہ ہم لوگ کھانا کھا رہے تھے کہ حضرت عمر فارو
میں نے آپ کو جگہ دی اور آپ بسم اللہ کہہ کر کھانے پر بیٹھ گئے۔ دو ایک لقمہ لے کر فرمایا اس
مجھے گوشت کی چکنائی کے علاوہ اور چکنائی کی بُو آتی ہے۔ مَیں نے کہا امیرالمومنین رضؓ مَیں چکنا گوشت
گیا تو مہنگا بہت تھا۔ اس لیے مَیں دُبلا گوشت خرید کر لے آیا۔ اور ایک درہم کے برابر اس میں گھی
فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ دونوں چیزیں کبھی جمع نہیں ہوئیں۔ یہ کہ ایک آپ نے کھا
ایک صدقہ کر دی۔ عرض کیا امیرالمومنین میرے سامنے بھی کبھی یہ دونوں چیزیں جمع نہ ہوں مگر یہ کہ
ھی کیا کروں گا۔

قتادہ رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضؓ جب کہ خلیفہ تھے صوف کا جبّہ پہنا کرتے تھے
کپڑے اور چمڑے کے پیوند لگے ہوتے۔ یہی جبہ پہنے ہوئے اور کندھے پر دُرّہ لٹکائے آپ
میں پھرا کرتے تھے تاکہ آپ لوگوں کو سیاست کریں۔ راستہ میں اگر آپ کو رسیوں کے ٹکڑے ا
ملتیں تو اُنہیں اُٹھا لیتے۔ اور لوگوں کے گھروں میں ڈال دیتے تاکہ وہ اس سے کچھ فائدہ اُٹھا سکی
حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق رضؓ کو دیکھا کہ آپ کے کرتے میں
پر چار پیوند لگے ہوئے تھے۔ اور حضرت امام حسن ؑ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے ا
خطبہ کہا اور آپ کے تہ بند پر بارہ پیوند لگے ہوئے تھے۔ عامر بن ربیعہ سے روایت ہے کہ۔۔
حضرت عمر فاروق رضؓ حج بیت اللہ کے لیے مدینہ طیبہ سے مکہ معظمہ روانہ ہوئے اور حج کر کے واپس
اثنائے راہ میں آپ نے خیمہ نہیں لگایا۔ بلکہ آپ درختوں پر چادر اور مصلےٰ ڈال لیتے اور اُسی کے

بانے۔ نیز روایت کیا گیا ھے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہم لذات وعیش کی کچھ پرواہ نہیں کرتے اور اپنی لذات آخرت کے لیے باقی رہنے دیتے ہیں۔ آپ جو کی روٹی زیت کے روغن سے کھا لیتے تھے۔ پھٹے ہوئے کپڑے پہنے رہتے اور اپنا کام خود ھی کر لیا کرتے۔

احنف بن قیس سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے ہمارا لشکر عراق کی طرف بھیجا، اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح نصیب کی اور ہم نے فارس کو فتح کر لیا اور بہت کچھ مال متاع لے کر واپس ہوئے، اور ...ں فاخرہ ہم نے زیب تن کر لیا ہوا تھا۔ جب ہم آپ کی خدمت میں پہنچے آپ نے منہ پھیر لیا ہم سے بات تک نہ کی یہ امر ہم لوگوں پر نہایت شاق گذرا۔ ہم نے عبداللہ بن عمرؓ سے اس کی شکایت کی۔ اُنہوں نے کہا حضرت عمرؓ زاھد فی الدنیا شخص ہیں اُنہوں نے آپ لوگوں کو وہ لباس پہنے ...لت جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی نہیں پہنا اور نہ آپؐ کے بعد آپؐ کے خلیفہ نے۔ لہٰذا لوگ اپنے اپنے گھر واپس آئے اور لباس اُتار کر اپنا وھی قدیمی لباس پہن لیا۔ اور پھر آپ کے پاس ...ئے تو آپ نے فرداً فرداً ہم سب کو سلام کیا اور ہر ایک سے معانقہ کیا گویا پہلی دفعہ آپ نے ہمیں ...اہی نہیں تھا۔ اس کے بعد ہم نے غنائم پیش کیے اور آپ نے ہمارے درمیان بالسویہ تقسیم کیا بعد ... آپ پر غنیمت کے سُرخ و سفید حلوے پیش کیے گئے۔ آپ نے اس کا ذائقہ چکھا تو وہ نہایت لذیذ خوشبودار تھا۔ فرمایا اے معاشر مہاجرین و انصار یہ وہ طعام ہے جس کے پیچھے بیٹے اپنے والدوں اور بھائی اپنے بھائیوں کو قتل کریں گے۔ پھر آپ یہ حلوا اُٹھوا لے گئے۔ مہاجرین و انصار کے اُن بچوں کو تقسیم کر دیا جن کے باپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ہی میں لڑائیوں میں شہید ہو گئے ... تقسیم کر کے آپ واپس چلے آئے اور اپنے لیے اس میں سے کچھ نہیں لیا۔

نیز روایت کیا گیا ھے کہ ایک دفعہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں جمع ہوئے اور ... لگے آپ لوگ حضرت عمر فاروقؓ کے زہد کو نہیں دیکھتے۔ ایک پُرانا جبہ اپنے جسم پر ڈال رکھا ہے۔ ...نکہ اللہ تعالےٰ نے اُن کے ہاتھ پر دیار قیصر و کسریٰ فتح کیے اور مشرق و مغرب تک حکومت پھیلائی۔ عرب ...کے قاصد آپ کے پاس آتے ہیں اور وہ آپ کو یہی جبہ پہنے دیکھتے ہیں جس میں بارہ پیوند لگے ہوئے ... اگر آپ لوگ درخواست کریں تو کیا عجب ہے کہ آپ اپنی حالت کو بدل دیں اور اچھے کپڑے پہن لیں ...ں سے آپ مہیب صورت ہو جائیں۔ اور صبح و شام آپ کا دستر خوان بچھایا جایا کرے۔ اور مہاجرین و ...ار میں سے جو کوئی موجود ہو شریک ہو جایا کرے۔ سب نے کہا، یہ آپ سے بجز حضرت علی مرتضیٰ رضؓ کے کوئی ...یں کہہ سکتا۔ کیونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد ہیں۔ لوگ آپ کے پاس آئے۔ آپ نے ...میں نہیں کہہ سکتا آپ لوگ ازواج نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہیے وہ امہات المومنین ہیں وہ کہہ سکیں گی۔ ...ف بن قیس کہتے ہیں چنانچہ لوگ حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے جو ایک ہی ... مجتمع تھیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ نے فرمایا میں اس کے متعلق آپ سے گفتگو کروں گی۔ اور حضرت حفصہ رضؓ ... فرمایا مجھے امید ہے کہ آپ قبول کریں۔ چنانچہ دونوں حضرت فاروق اعظم رضؓ کے پاس گئیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ

نے کہا کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں ایک امر کے متعلق گفتگو کروں؟ فرمایا اے ام المؤمنینؓ ک
کہتی ہو۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت اور رضوان الٰہی میں چ
اور دنیا کی طرف توجہ نہ کی اور دنیا نے آپ کی طرف۔ اسی طرح آپ کے قدم بقدم حضرت صدیق اکبرؓ چل
اور آپ پر اللہ تعالیٰ نے کنوز کسرٰے وقیصر فتح کیے۔ اور اُن کا مال آپ کے پاس بھیجا اور مشرق مغرب تک آ
تابع کر دیا اور ہم اُمید کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور زیادہ کرے گا۔ آپ کے پاس عرب وعجم کے قاصد آتے ہ
آپ کو یہ پرانا جُبہ پہنے ہوئے دیکھتے ہیں جس میں بارہ پیوند لگے ہوئے ہیں۔ اگر آپ اپنا لباس تبدیل
تاکہ آپ منتظر ہو جاتے اور صبح وشام آپ کا دستر خوان بچھایا جاتا اور حاضرین بھی اُس میں شریک ہُوا کرتے
یہ سنکر بہت روئے اور فرمایا میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ کو یہ معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآ
نے متواتر دس دن یا پانچ، یا تین دن کبھی جو کی روٹی شکم سیر ہو کر کھائی یا کبھی آپ نے صبح وشام کا کھانا ج
(یعنی صبح کھایا ہو اور شام کو بھی) یہاں تک کہ آپ نے وفات پائی۔ عرض کیا نہیں۔ پھر فرمایا میں قسم دلا کر پوچ
کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے سامنے کبھی ایک بالشت اونچا دستر خوان بھی نہیں بچھایا گیا بلکہ جب
کھانا طلب کرتے تو نیچے زمین پر ہی رکھا جاتا اور دستر خوان اُٹھا دیا جاتا۔ عرض کیا بے شک آپ سچ ف
ہیں۔ پھر فرمایا آپ دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج ہیں آپ کا مسلمانوں کو کہنے سن
حاصل ہے لیکن آپ نے میرے دنیا کی طرف رغبت کرنے کی کوشش کی تھی حالانکہ میں جانتا ہو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صوف کا جبہ پہنا ہے جس سے بسا اوقات آپؐ کا جسم مبارک چھل گیا
آپ دونوں کو بھی اس کا علم ہے عرض کیا بے شک آپ سچ فرماتے ہیں۔ فرمایا آپ کو یہ بھی علم ہے کہ آ
صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک عبا تھی جسے شب کو اوڑھ کر اُٹھتے تھے اور ایک بوریا تھا جو دن کو آپ
ہوتا اور شب کو بچھونا جس کا نقش آپؐ کے جسم مبارک پر ہویدا ہو جاتا۔ اور اے حفصہ کیا تمہیں یاد
کہ تم نے ایک دن اُس بوریئے کو دُہرا کر دیا اور بوجہ نرم ہو جانے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نی
یہاں تک کہ بلالؓ کی اذان سے پہلے آپؐ کی آنکھ نہ کھلی۔ اور آپؐ نے فرمایا اے حفصہ تم نے ایس
کیا کہ صبح تک میری آنکھ لگ گئی۔ مجھے اور دنیا سے کیا واسطہ، کیوں تم نے مجھے نرم بچھونے پر س
اے حفصہ رضؓ تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مغفور تھے۔ آپؐ کی اگلی پچھلی تمام لغز
معاف تھیں باوجود اس کے آپؐ ہمیشہ بھوکے، شب بیدار، راکع وساجد اور باکی ومتضرع رہے کیا د
کیا رات۔ ہمیشہ آپؐ کی یہی حالت رہی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی جوار رحمت میں بُلال
عمر کو اچھا کھانے پینے پہننے اور اوڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں اسے اپنے صاحبین کا طریقہ کافی وا
وہ دو سالن بجز پانی اور روغن زیت کے اپنے دستر خوان پر کبھی جمع کرے گا اور نہ وہ گوشت کھائے
مہینے میں ایک دفعہ۔ اس کے بعد ہم دونوں آپ کے پاس سے آگئیں اور اصحاب رسول اللہ صلی ا
وسلم کو اس کی خبر دی۔ غرض حضرت فاروق اعظمؓ کا وہی حال رہا جو پہلے تھا۔ یہاں تک کہ آپؓ نے
وفات پائی۔

فصل سوم

دوسرے قسم کے مقامات یقین وہ ہیں جن کی طرف قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم "لقد کان
یما کان قبلکم من الامم المحدثون فان کان من امتی فعمر" وقولہ ان اللہ تعالیٰ "جعل الحق علی لسان
ر" وقول حضرت علی مرتضیٰ کنا نری ونحن متوافرون ان السکینۃ تنطق علی لسان عمر" میں اشارہ ہے
رحقیقت ان مقامات کی یہ ہے کہ قوت عاقلہ نور یقین کی مطیع ومنقاد ہو جاتی ہے اور اس کے حکم کی تابع
تی ہے۔ اور متواتر اخبار سے ثابت ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ کو یہ مقام بھی حاصل تھے۔ انہیں
قامات سے بہتر مقام آپ کی رائے کا وحی سے مطابقت کرنا تھا جسے آپ اپنی قوت اجتہادیہ سے
ھ لیتے تھے۔ اور پھر قرآن آپ کی رائے کے موافق نزول کرتا اور یا حدیث وارد ہوتی۔ یہ مقام آپ کا
حابہ کرامؓ کے درمیان مشہور ومعروف تھا اور خود آپ بھی اس کے حاصل ہونے کے معترف ومقر تھے
ر اللہ عزوجل کا شکریہ بجا لاتے تھے۔

نکتہ

اس جگہ یہ امر بھی جان لینا چاہیے کہ موافقت کے لیے یہ ضروری نہیں کہ قرآن یا حدیث آپ کی رائے
ے لفظ بہ لفظ وحرف بحرف مطابق واقع ہوئی ہو بلکہ مطابقت سے ہماری مراد یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق
ی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی قوت اجتہادیہ سے کچھ سمجھا ہو اور قرآن وسنت نے اُسے ثابت کیا ہو اور اگر قرآن و
نت نے کسی قدر اضافہ اور زائد فائدہ کے ساتھ اُس امر کی فہمائش کی ہو تو یہ امر موافقت ومطابقت میں قادح
نہیں جیسا کہ مسئلہ حجاب میں حضرت عمر فاروقؓ کی خواہش کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات
و حاجات ضروریہ کے لیے باہر جانے سے روک دیں۔ تو آیت حجاب نازل ہوئی لیکن آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے انہیں رفع حاجات کے لیے باہر جانے سے منع نہیں فرمایا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے بدلالت لفظ یا بدلالت معنی جان لیا کہ اصل مقصود وحی حجاب ہے جن کی حضرت عمر فاروقؓ نے
خواہش کی تھی۔ اور بول وبراز سے روکنے میں حرج ہے۔ یہ فائدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ بیان
رمایا جسے حضرت عمر فاروقؓ نہیں سمجھ سکتے تھے۔ تو یہ امر قادح نہیں ہو سکتا کہ مسئلہ حجاب آپ کی موافقت
ے نہیں ہے۔ امام بخاری نے بروایت حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت کیا ہے کہ ازواج نبی صلی اللہ
علیہ وسلم شب کو رفع حاجات کے لیے باہر جایا کرتی تھیں۔ حضرت عمر فاروقؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ
آپ اپنی ازواج کو پردے میں رکھیے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پردے میں نہیں رکھا
بعد ازاں ایک شب کو شام کے وقت ام المومنین سودہ بنت رفعہؓ نکلیں۔ چونکہ آپ طویل القامت تھیں

اس لیے حضرت عمر فاروق رضؓ نے اُنہیں پکار کر کہا کہ اے سودہ میں نے تمہیں پہچان لیا۔ یہ اس لیے آپ نے کہا کہ پردہ کا حکم نازل ہو جائے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آیت حجاب نازل فرمائی۔

بخاری شریف نے ایک اور روایت میں حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج کو اجازت دی کہ وہ رفع حاجات کے لیے باہر جایا کریں۔

مسلم نے بروایت ابن عمر روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنے پروردگار سے تین امور میں موافقت کی۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا رسول اللہ آپ مقام ابراہیم کو مصلیٰ بنا لیتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی۔ "واتخذوا من مقام ابراهيم مصلےٰ"۔ میں نے کہا یا رسول اللہ آپ کی خدمت میں فاجر ہر طرح کے لوگ آمد و رفت رکھتے ہیں کاش آپ امہات المومنین رضؓ کو پردے میں رکھیں۔ تو آیت حجاب نازل ہوئی۔ جب مجھے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات پر عتاب نازل فرمایا ہوا ہے تو میں نے اُن کو کہا اگر آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کرنے سے باز نہ آئیں گی تو اللہ تعالیٰ آپ کے عوض بہتر ازواج آپ کو عطا فرمائے گا۔ یہاں تک کہ اُن میں سے بعض نے مجھ سے کہا کہ اے عمر کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بازواج کو نصیحت نہیں کر سکتے حتیٰ کہ تم اُنہیں نصیحت کرنے آئے ہو۔ لہٰذا میں خاموش ہو گیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "عسی ربه ان طلقكن ان يبدله ازواجا خيرا منكن"۔

مسلم نے بروایت ابن عباس روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے بیان فرمایا کہ میں مسجد میں گیا دیکھا کہ لوگ بیٹھے ہوئے کہہ رہے ہیں کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہیں۔ کہا میں آج اس بات کو دریافت کر کے رہوں گا پہلے میں عائشہ صدیقہ رضؓ کے پاس گیا اور کہا کہ اے عائشہ رضؓ تمہارا یہ حال ہو گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تم تکلیف دینے لگیں اُنہوں نے کہا عمر تمہیں کیا ہو گیا ہے تم اپنوں کی خبر لو۔ میں حفصہ رضؓ کے پاس آیا اور کہا اے حفصہ رضؓ یہ آپ کی بیٹی تھیں تمہیں معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تم سے محبت نہیں رکھتے اور اگر میں نہ ہوتا تو وہ تمہیں طلاق دیتے۔ سنکر وہ زار و قطار رونے لگیں۔ پھر میں نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ کہا آپ اپنے حجرے میں ہیں۔ میں آپ کے پاس آیا دیکھا کہ آپ کا خادم کھڑکی میں بیٹھا ہوا ہے۔ میں نے کہا رباح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے میرے آنے کی اجازت لے لو اُس نے کھڑکی کی طرف نظر کی اور پھر مجھے دیکھ کر خاموش رہ گیا۔ میں نے بلند آواز سے کہا رباح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے لیے اجازت لے لو میں خیال کرتا ہوں شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہیں گمان ہو کہ میں آپ کے پاس حفصہ کی وجہ سے آیا ہوں واللہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے تو میں اُس کی گردن مار دوں گا۔ رباح نے پھر کھڑکی کی طرف دیکھا اور مجھے ہاتھ سے آنے کا اشارہ کیا۔ میں اندر داخل ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بوریئے پر صرف ایک تہ بند باندھے ہوئے لیٹے ہوئے تھے۔ آپ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور بوریئے کے نقش آپ کے جسم مبارک پر اُچھلے ہوئے تھے۔ میں نے حجرے میں نظر دوڑائی تو دیکھا کہ ایک طرف دو مٹھی جو رکھے ہوئے ایک مٹھی آٹا

اور دو چمڑے نیم دباغت شدہ۔ یہ دیکھ کر میری آنکھیں بھر آئیں۔ فرمایا اے ابن خطاب کیوں روئے
ں کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں نہ روؤں، آپ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور
رین خلق ہیں۔ اور یہ قیصر و کسریٰ ہیں جو محلوں میں راحت و آرام سے ہیں اور آپ اس حال میں۔
ا اے ابن خطاب کیا تم راضی نہیں کہ ہمارے لیے آخرت ہے۔ اور اُن کے لیے دنیا۔ میں نے
ا کیوں نہیں یا رسول اللہ۔ میں اللہ تعالےٰ کی حمد کرتا ہوں۔ میں نے بہت کم معاملات پر گفتگو کی
مگر یہ کہ اللہ تعالےٰ نے میری تصدیق نازل کی۔ پھر میں نے پوچھا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیا
پ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی اگر آپ نے طلاق دے دی ہے تو اللہ جبرائیل ہیں ابو بکر رض اور
لح المؤمنین آپ کے ساتھ ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: "وان تظاھرا علیہ فان
، ھو مولاہ و جبریل و صالح المؤمنین" الآیۃ۔ حضرت عمر فاروق رض فرماتے ہیں جب میں نے آنحضرت صلی اللہ
یہ وسلم کو اس کی خبر دی (کہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ شاید آپ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی) تو اس وقت
پ کے چہرۂ مبارک پر غضب نمایاں تھا یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ آپ کے چہرۂ مبارک پر خوشی کے
ثار ظاہر ہوئے اور آپ نے تکبیر کہی۔ آپ کے سامنے کے دندان مبارک دکھائی دیئے جو تمام
وں کے دانتوں سے خوشنما تھے۔ پھر فرمایا میں نے انہیں طلاق نہیں دی۔ میں نے کہا یا رسول اللہ لوگ
بیان کر رہے ہیں کہ آپ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے کیا میں لوگوں کو خبر کر دوں کہ آپ نے
ں ازواج کو طلاق نہیں دی ہے۔ فرمایا تم چاہو تو خبر کر دو۔ میں نے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر
ہہ دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کو طلاق نہیں دی۔ تو یہ آیت شریف نازل ہوئی
اذا جاءھم امر من الامن او الخوف اذاعوا بہ ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منھم لعلمہ الذین
ستنبطونہ منھم: قال عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فانا الذی استنبطتہ منھم۔

امام احمد بن حنبل رح بروایت حضرت ابن مسعود رض روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رض کو لوگوں پر چار باتوں
ں فضیلت حاصل ہوئی۔ اساراے بدر کے متعلق جب کہ آپ نے اُن کے قتل کی رائے دی۔ دیگر اور
حابہ کرام کی رائے کے مطابق انہیں چھوڑ دیا گیا تو یہ آیت نازل ہوئی: "لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم
بما اخذتم عذاب عظیم"۔ اور حجاب کے متعلق جب کہ آپ نے ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پردہ
رنے کے لیے کہا تو حضرت زینب رض نے کہا اے عمر کیا تم ہم پر غیرت کھاتے ہو حالانکہ ہمارے گھر میں
ی نازل ہوتی ہے تو یہ آیت شریف نازل ہوئی: "واذا سالتموھن فاسئلوھن من وراء حجاب"۔ اور
دعائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم: "اللھم اید الاسلام بعمر رض" اور بیعت حضرت صدیق اکبر رض کیونکہ
ب سے پہلے حضرت صدیق اکبر رض سے بیعت حضرت عمر فاروق رض نے کی۔

محب الطبری نے بروایت طلحہ بن مصرف روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروق رض نے کہا یا رسول اللہ کیا یہ
مقام ابراہیم نہیں فرمایا کیوں نہیں۔ آپ نے کہا اگر اسے مصلیٰ بنائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی
اتخذوا من مقام ابراھیم مصلے۔

مسلم اور امام احمد بن حنبل نے بروایت ابن عباسؓ اور انہوں نے حضرت عمر فاروقؓ سے روایت
کی ہے کہ جنگ بدر کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ لوگ اسارئی بدر کے متعلق
کیا رائے دیتے ہیں۔ حضرت صدیقؓ نے عرض کیا یارسول اللہ یہ لوگ ہمارے چچیرے بھائی ہیں
اور قبیلہ کے لوگ ہیں بہتر ہے کہ ہم اُن سے فدیہ لے لیں تاکہ ہمیں مشرکین پر تقویت حاصل ہو
اور کیا عجب ہے کہ اللہ تعالٰے انہیں اسلام کی طرف ہدایت نصیب کرے اور یہ ہمارے مددگار ثابت
ہوں۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروقؓ سے پوچھا کہ ابن خطاب تمہاری
کیا رائے ہے؟ حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں یہ رائے
نہیں دے سکتا جو حضرت صدیق اکبرؓ نے دی۔ بلکہ میری رائے یہ ہے کہ یہ لوگ عناد یدعرب و سرداران
کفار ہیں۔ ان کی گردنیں مروا دیجیے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت صدیق
اکبرؓ کی رائے پسند آئی۔ اور میری رائے پسند نہیں آئی۔ چنانچہ آپ نے فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دیا۔
پھر جب دوسرے دن صبح کو میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو دیکھا کہ آپ اور حضرت
ابوبکرؓ بیٹھے رو رہے ہیں۔ میں نے کہا یارسول اللہ آپ اور آپ کے صاحب کیوں رو رہے ہیں
مجھے بھی مطلع فرمائیے کہ میں بھی روؤں یا رونے جیسی صورت بناؤں بوجہ آپ کے رونے کے۔ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر تمہارا عذاب جو اس درخت سے بھی زیادہ نزدیک ہے پیش کرتے ہوئے
آیت نازل فرمائی: "ماکان لنبی ان یکون لہ اسرٰے حتیٰ یثخن فی الارض تریدون عرض الدنیا واللہ یرید
الاخرۃ" الآیۃ۔ امام احمد بن حنبل نے بروایت انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اسارئے بدر کے بارے میں لوگوں سے مشورہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالٰی نے تمہیں ان پر قدرت دی
ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے کھڑے ہو کر بیان کیا کہ یارسول اللہ آپ اُن کی گردن مروا دیجیے۔ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اعراض کیا اور پھر فرمایا کہ اللہ تعالٰی نے تمہیں ان پر قدرت دی ہے اور یہ تمہارے بھائی بند ہیں
حضرت عمر فاروقؓ نے کہا یارسول اللہ ان کی گردن مروا دیجیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعراض کیا اور
پھر تیسری دفعہ فرمایا اللہ تعالٰے نے تمہیں ان پر قدرت دی ہے اور یہ تمہارے بھائی بند ہیں۔ حضرت صدیقؓ
کھڑے ہوئے اور فرمایا یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ آپ انہیں معاف کریں
اور فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر جو ملال تھا وہ دور ہوا، اور
آپ نے فدیہ لے کر چھوڑ دیا تو اللہ تعالٰے نے یہ آیت نازل فرمائی "لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم" الآیۃ
بخاری و مسلم نے بروایت ابن عمر روایت کیا ہے کہ جب عبداللہ بن ابی بن سلول نے انتقال کیا، تو
اس کا بیٹا عبداللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور درخواست کی کہ آپ اپنی ایک قمیص
عنایت فرمائیں۔ جس میں اُسے کفن دیا جائے اور درخواست کی کہ آپ اس کی نماز جنازہ بھی پڑھائیں۔ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے آپؐ کا دامن پکڑ لیا اور کہا یارسولؐ اللہ کیا آپ اسکی
نماز جنازہ پڑھیں گے؟ حالانکہ اللہ تعالٰی نے آپ کو اس کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ

و سلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا ہے اور فرمایا ہے: "استغفر لہم او لا تستغفر لہم ان تستغفر لہم سبعین مرۃ
ن یغفر اللہ لھم" سو میں ستر سے زیادہ بخشش مانگوں گا۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز
زہ پڑھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ "ولا تصل علیٰ احد منہم مات ابدا ولا تقم علیٰ قبرہ"
بخاری نے بروایت ابن عباسؓ انہوں نے حضرت عمر فاروقؓ سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن اُبی بن
ول نے جب انتقال کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے بلائے گئے۔ آپ کھڑے ہوئے
رت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں میں اٹھا اور کہا یارسول اللہ کیا آپ ابی بن سلول کی نماز جنازہ پڑھیں گے
انکہ اس نے فلاں فلاں روز ایسا ایسا کیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبسم فرمانے لگے اور فرمایا اچھا
، تو مجھے جانے دو۔ جب میں نے بہت اصرار کیا تو آپ نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے
ر مجھے معلوم ہو جائے ستر سے زیادہ دفعہ بخشش مانگنے پر بخش دیا جائے گا تو ستر سے زیادہ دفعہ
شش مانگوں گا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ اور واپس آئے۔
ڑی دیر کے بعد یہ آیت شریف نازل ہوئی "ولا تصل علیٰ احد منہم مات ابداً و لا تقم علیٰ قبرہ" الآیۃ
رت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں کہ مجھے تعجب ہے کہ میں نے اُس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو
ی جرأت کی۔

محب الطبری بروایت انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنے
ردگار سے چار باتوں میں موافقت کی۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اگر آپ مقامِ
اہیم کو مصلیٰ بنائیں، تو یہ آیت نازل ہوئی "واتخذوا من مقام ابراھیم مصلےٰ"۔ میں نے کہا یارسول اللہ
آپ اپنی ازواج کو پردے میں رکھتے کیونکہ آپ کے پاس فاجر و بار ہر طرح کے لوگ آتے ہیں۔ تو یہ
یت نازل ہوئی "واذا سالتموھن متاعاً فاسئلوھن من وراء حجاب"۔ میں نے ازواج نبی صلی اللہ
یہ وسلم سے کہا اگر تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کرنے سے باز نہ آؤ گی تو اللہ تعالیٰ تمہارے
لے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بہتر ازواج دے گا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی "عسیٰ ربہ ان طلقکن ان
ل لہ ازواجاً خیراً منکن"۔ اور جب آیت کریمہ "ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین الیٰ قولہ تعالیٰ
انشأناہ خلقاً آخر۔ تو میں نے کہا "فتبارک اللہ احسن الخالقین" اور ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت
لی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر کتاب اللہ میں زیادتی کرتے ہو۔ تو حضرت جبریلؑ اترے اور کہا یہ تمام
یت ہے۔

محب الطبری بروایت ایک انصاری روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے افک
ضرت عائشہ صدیقہؓ کے بارے میں حضرت عمر فاروقؓ سے مشورہ کیا آپ نے کہا آپ کا نکاح
ن کے ساتھ کس نے کیا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ آپ نے کہا تو کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے
اتھ دھوکہ کرے گا۔ (سبحانک ھذا بہتان عظیم) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ
نہا کی بریت نازل فرمائی۔

محب الطبری حضرت علی مرتضیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ یہود کے پاس گئے ا
پوچھا کہ میں تم سے قسم دلا کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم وصف محمدؐ کے صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کتاب توراۃ میں پاتے
انہوں نے کہا ہاں۔ آپ نے کہا پھر تم آپؐ کی اتباع کیوں نہیں کرتے۔ اُنہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے کسی رسو
نہیں بھیجا مگر یہ کہ اُس کا کفیل کوئی فرشتہ ہو ملائکہ۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا کفیل جبریلؑ ہے جو ہمارا دشم
ہے۔ اور دوست میکائیلؑ ہے۔ اگر میکائیلؑ آپؐ کا کفیل ہوتا تو ہم آپؐ کی پیروی کرتے۔ آپؓ نے ک
میں شہادت دیتا ہوں کہ ہرگز میکائیلؑ جبرئیلؑ کے دوست سے عداوت نہیں رکھ سکتے اور جبرئیل میکا
کے دشمن سے دوستی نہیں رکھ سکتے۔ حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں کہ اس اثنا میں آنحضرت صلی اللہ عل
وسلم کا گذر ہوا۔ یہود کہنے لگا یہ تمہارا صاحب ہے اے عمر ابن خطاب۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت عم
کے پاس کھڑے ہوئے اور آپ پر یہ آیت نازل ہوئی۔ "قل من کان عدوا لجبریل۔ الیٰ آخر عدو للکافر

محب الطبری، جامع اور ترمذی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ تحریم خمر پر نہایت حریص
اور کہا کرتے تھے کہ اے پروردگار خمر کا بیان نازل فرما۔ کیونکہ یہ عقل و مال دونوں کو زائل کرتی ہے۔ تو یہ آیۃ
نازل ہوئی۔ "یسئلونک عن الخمر والمیسر۔ قل فیھما اثم کبیر و منافع للناس"۔ الآیۃ۔ آنحضرت صلی اللہ عل
نے آپ کو بلاکر یہ آیت سنائی۔ آپ نے کہا اللّٰھم بین لنا فی الخمر بیانا شافیا۔ بعدازاں یہ آیت ناز
ہوئی۔ "یاایھا الذین اٰمنوا لاتقربوا الصلوٰۃ"۔ الآیۃ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکو بلاکر یہ آیت سن
آپ نے کہا۔ اللھم بین لنا فی الخمر بیانا شافیا۔ بعدازاں یہ آیت نازل ہوئی "یاایھا الذین اٰمنوا انما
والمیسر والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون۔ الی قولہ فھل انتم منتھون
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بلا کر یہ آیت سنائی آپ نے کہا، انتھینا یارب انتھینا۔

محب الطبری بروایت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار
ایک لڑکے کو حضرت عمر فاروقؓ کی طرف بھیجا۔ جب وہ گھر میں داخل ہوا تو اُس نے آپ کو اس حال م
دیکھا کہ آپ کو اس کا آنا پسند نہیں آیا۔ آپ نے کہا یا رسولؐ اللہ بہتر ہوتا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں استیذان
کرتا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ "یاایھا الذین اٰمنوا لیستاذنکم الذین ملکت ایمانکم" الآیۃ۔ نیز محب الط
نے روایت کیا ہے کہ جب آیت کریمہ "ثلۃ من الاولین وقلیل من الاخرین" نازل ہوئی تو حضر
عمر فاروقؓ روئے اور کہا یا رسولؐ اللہ اولین میں سے ایک جماعت جنت میں جائے گی اور آخرین میں
قلیل۔ حالانکہ ہم خدا و رسولؐ پر ایمان لائے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ "ثلۃ من الاولین وقلیل من الاخر

محب الطبری بروایت طارق بن شہاب روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودی شخص حضرت عمر فاروقؓ کی
میں آیا اور کہا قول اللہ تعالیٰ "وسارعوا الی مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضھا السمٰوٰت والارض" کے کیا معنی
کیونکہ جب جنت کا عرض ہی آسمان و زمین کے برابر ہے تو دوزخ کہاں ہے؟ آپ نے دیگر صحابہ کرام
کہا اس کا جواب دو۔ مگر انہوں نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ آپ نے یہودی سے کہا جب
نکلتا ہے تو آسمان و زمین اُس کی روشنی سے نہیں بھر جاتے؟ اُس نے کہا کیوں نہیں۔ آپؓ نے

جا پھر رات کہاں ہوتی ہے؟ یہودی نے کہا جہاں اللہ تعالیٰ چاہے۔ آپ نے کہا تو پھر دوزخ بھی وہیں ہے
اں اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ یہودی نے کہا قسم ہے اُس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں آپ کی جان ہے، اے امیر المومنین
تاب اللہ میں اسی طرح ہے جس طرح آپ نے کہا۔

کعب احبار سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کے سامنے کہا کہ بادشاہ
شاہ زمین کے لیے ویل ہے بادشاہ آسمان کی طرف سے۔ آپ نے کہا جو بادشاہ کہ اپنے نفس سے
سبہ کرتا ہے۔ کعب احبار نے کہا قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے
یت میں اسی طرح ہے۔ یہ سُنکر آپ سجدہ میں گر پڑے اور بے حد شکر بجا لایا۔

محب الطبری نے بروایت ابن عمرؓ روایت کیا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت
فاروقؓ کے درمیان اختلاف نہیں ہوا مگر یہ کہ قرآن حضرت عمر فاروقؓ کے مطابق نازل ہوا۔ حضرت
مرتضیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ جو کچھ کہتے قرآن نازل ہو کر آپ کی تصدیق کرتا۔

نیز حضرت علی مرتضیٰؓ سے روایت ہے کہ ہم قرآن (یعنی وحی) میں آپ کی کلام اور آپ کی رائے
ھتے ہیں۔

انہیں نور یقین کے اُن مقامات میں سے جو محدثیت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اذان کی بابت آپ کا
نا کہ آپ ایک شخص کو کیوں نہیں مقرر کر دیتے جو اذان کہہ دیا کرے۔ چنانچہ عبداللہ بن زیاد کے خواب
ن کرنے کے بعد ایسا ہی کیا گیا۔ صحیحین وغیرہ میں اصل قصہ مذکور ہے۔ محمد بن اسحاق، امام احمد، ابو
، ترمذی اور دارمی نے حدیث عبداللہ بن زید میں روایت کیا ہے کہ جب حضرت عمر فاروقؓ نے اذان کی آواز
نی تو دوڑے ہوئے آئے اور بیان کیا۔ "واللہ الذی بعثك بالحق لقد رایت مثل الذی رأی قال
اللہ علیہ وسلم فللّٰہ الحمد"۔

محب الطبری نے بروایت عبدالرحمٰن بن ابی عمرۃ الانصاری روایت کیا ہے کہ اُن کے والد نے کہا کہ ہم
غزوہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اس غزوہ میں مسلمانوں کو تشنگی و فاقہ کشی لاحق ہوئی۔
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے بعض اونٹوں کو ذبح کرنے کی اجازت مانگی۔ آنحضرت صلی اللہ
وسلم نے چاہا کہ لوگوں کو اجازت دے دیں، حضرت عمر فاروقؓ کہا کہ یا رسول اللہ اگر ہم اپنی سواریوں کو
لر ڈالیں اور کل ہم بھوکے پیاسے اور پیدل دشمن کے سامنے ہونگے تو ہمارا کیا حال ہوگا۔ فرمایا پھر تمہاری
رائے ہے؟ عرض کیا میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپؐ لوگوں کو فرمائیں کہ وہ باقی زاد راہ آپؐ کے سامنے جمع
یں۔ اور آپؐ برکت کی دعا کریں اللہ تعالےٰ آپ کی دُعا کی برکت سے ہمیں کھانا کھلائے گا۔

ابو عمرو انصاری بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کچھ یوں ہی بے ہوشی سی طاری ہوئی اور
افاقہ ہو گیا۔ پھر آپ نے ایک کپڑا بچھوایا اور لوگوں سے کہا کہ وہ اپنا باقی زاد راہ لا کر جمع کریں چنانچہ
جس کے پاس تھا لے کر آنے لگا۔ کوئی پیالہ بھر کھانے پینے کی چیز لے کر آتا کوئی مٹھی دو مٹھی کوئی
بیضۂ مُرغ کے برابر تھی۔ پھر حسب الارشاد یہ تمام چیزیں ایک کپڑے پر رکھدی گئیں پھر آپؐ نے

برکت کی دعا کی جس قدر چاہا۔ پھر آپؐ نے تمام لشکر میں منادی کرائی اور سب نے بیٹھ کر کھانا کھایا اور
برتن اور توشہ دان بھر لیے گئے۔ پھر آپؐ نے ایک کٹورا منگوا کر اپنے سامنے رکھا اور تھوڑا سا پانی
کر اس میں ڈالا اور آپؐ نے اس پر دم کیا اور دعا کی جس قدر کہ چاہی۔ پھر آپؐ نے اپنی دونوں ہتھیلیں
اُس میں رکھ دیں۔ ابوعمرۃ الانصاری کہتے ہیں میں قسمیہ کہتا ہوں، میں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
سے پانی کے چشمے پھوٹ نکلے۔ پھر لوگوں سے آپؐ نے پانی پینے کے لیے فرمایا لوگوں نے پانی پیا،
اپنے مشکیزے بھر لیے۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے یہاں تک کہ آپؐ کے دندان
(صلے اللہ علیہ وسلم) دکھائی دیئے۔ پھر کلمہ شہادت: "اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہٗ لاشریک لہٗ
ان سیدنا ومولٰنا محمدًا عبدہٗ ورسولہٗ۔" پڑھ کر فرمایا اس کلمۂ شہادت کو پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے کوئی
ملے گا۔ مگر یہ کہ وہ جنت میں داخل ہوگا۔

محب الطبری بروایت ابوموسیٰ روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا میں آنحضرت صلے اللہ علیہ
کی خدمت میں آیا اور میرے ساتھ میری قوم کی ایک کثیر تعداد تھی۔ آپ نے فرمایا خوش ہو جاؤ اور لوگو
بھی خوشخبری سناؤ کہ جس شخص نے کلمہ شہادت "اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ (تا آخر)" صدق دل سے
وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اس کے بعد ہم آپ کے پاس سے رخصت ہوئے اور لوگوں کو اس کی خوشخب
جاتے تھے۔ کہ ہمیں عمر بن خطاب ملے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ لو
صرف کلمہ شہادت پر بھروسہ کرلیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔

مسلم بروایت ابی ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا میں ایک باغ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ
کی خدمت میں آیا آپ نے مجھے اپنے نعلین مبارک دیئے۔ اور فرمایا یہ لے کر چلے جاؤ اور جو کوئی
صدق دل سے کلمۂ شہادت "اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ" پڑھتا ہو اُسے جنت کی خوشخبری سنا دو۔ سب
پہلے حضرت عمر فاروقؓ ملے۔ آپؓ نے پوچھا یہ نعلین کیسی ہیں؟ (ابوہریرہؓ کہتے ہیں) میں نے کہا آنحضرت
علیہ وسلم نے دی ہیں۔ اور فرمایا جو شخص مجھے ملے اور صدق دل سے کلمۂ شہادت اشھد ان لا الٰہ الا
پڑھتا ہو اُسے جنت کی خوشخبری دوں۔ آپؓ نے زور سے میرے سینہ پر ہاتھ مارا کہ میں سرین کے بل
پر گر پڑا اور کہا ابوہریرہ لوٹ جاؤ۔ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس روتا ہوا واپس آ
آپ میرے پیچھے پیچھے آرہے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے عمر ملے اور میں نے انہیں خبر دی جس
کہ آپ نے مجھے بھیجا تھا۔ انہوں نے میرے سینہ پر زور سے ہاتھ مارا کہ میں سرین کے بل گر پڑ
لوٹ جاؤ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر تم نے اسے کیوں مارا؟ عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا
ابوہریرہ کو اپنی نعلین دے کر بھیجا تھا کہ جو کوئی انہیں ملے (جو صدق دل سے کلمۂ شہادت پڑھتا ہو)
جنت کی بشارت دیتے جائیں۔ فرمایا ہاں میں نے بھیجا تھا۔ کہا یا رسول اللہ چھوڑ دیجیے لوگوں کو

لہ یہ اس لیے کہا گیا کہ آپؐ بہت کم ہنستے تھے۔ یا اس لیے کہ آپؐ کے دانت بہت خوبصورت تھے۔ جیسا
روایت میں اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ ۱۲

نے دیجیے ورنہ وہ کلمہ شہادت کے بھروسے ہی پر بیٹھے رہیں گے۔ فرمایا اچھا لوگوں کو عمل کرنے دو۔
ابو داؤد بروایت ابی رمثہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ ایک اور شخص جو تکبیر اولیٰ میں آپ کے ساتھ کھڑا ہوا تھا، فارغ ہوتے ہی دو رکعت نماز پڑھنے لگا۔ حضرت عمر فاروق رض اُٹھے اور اُس کے مونڈھے پکڑ کر خوب ہلایا اور کہا بیٹھ جاؤ۔ اہل کتاب ہلاک نہیں ہوئے مگر اسی لیے کہ وہ اپنی نمازوں میں فاصلہ نہیں کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر اٹھائی اور فرمایا۔ "اصاب اللہ بک یا ابن الخطاب۔"

فصل چہارم

فراست و مکاشفات امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

گو فراست و مکاشفات بھی انہیں مقامات کے تحت میں داخل ہو سکتے ہیں جو قوت عاقلہ کے قوانین کے مطیع و منقاد ہونے سے حاصل ہوا کرتے ہیں لیکن ہم نے اس کی اہمیت کی وجہ سے الگ فصل قائم کی۔

اس ضمن میں ہم صحابہ کرام رض کے وہ خواب بھی بیان کریں گے جن کی تعبیریں آپ نے کہی ہیں۔
محب الطبری بروایت عمرو بن الحارث روایت کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت عمر رض خطبہ کہہ رہے تھے اثنائے خطبہ میں آپ نے پکار کر کہا "یا ساریۃ الجبل"۔ دو دفعہ یا تین دفعہ کہا (شک راوی ہے) پھر خطبہ پڑھنے لگے۔ بعض لوگوں نے کہا کیا حضرت عمر مجنون ہو گئے ہیں کہ اثنائے خطبہ میں پکارنے لگے "یا ساریۃ الجبل"۔ (اے ساریہ پہاڑ کی اوٹ میں ہو جاؤ) عبدالرحمن بن عوف کی چونکہ آپ سے بے تکلفی تھی اس لیے آپ سے کہا اے امیر المؤمنین رض کیا آپ اثنائے خطبہ میں لوگوں سے باتیں کرتے ہیں۔ یا ساریۃ الجبل کا کیا مطلب ہے والله یہ کلمہ مجھ سے بے اختیار نکلا ہے۔ جب میں نے ساریہ (نام ہے) اور اُن کے اصحاب کو دیکھا کہ پہاڑ کے قریب لڑ رہے ہیں اور اس کی اوٹ میں سے دشمن آ گئے پیچھے سے آ کر اُن پر حملہ کرتے ہیں اس لیے میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکا یا ساریۃ الجبل۔ (کہ اے ساریہ پہاڑ کی اوٹ میں ہو جاؤ۔) پھر کچھ زیادہ دن نہیں گذرے کہ قاصد ساریہ کا نامہ لے کر آموجود ہوا کہ دشمن سے ہمارا مقابلہ جمعہ کے دن ہوا۔ صبح سے ہم نے لڑائی شروع کی یہاں تک کہ جمعہ کا وقت آیا اور آسمان کا شہسوار مغرب کی طرف جھکنے لگا۔ اُس وقت ہمیں آواز سنائی دی کہ پکارنے والے نے پکار کر کہا، الجبل الجبل۔ ہم پہاڑ کی اوٹ میں ہو گئے۔ اور ہم نے فتح پائی۔ دشمنوں نے شکست۔

نیز روایت کیا گیا ہے کہ جب مصر فتح ہوا تو اہل مصر حضرت عمرو بن العاص رض کے پاس آئے اور بیان کیا کہ نیل کے ہر سال ایک باکرہ لڑکی جو نہایت حسین ہوتی ہے بھینٹ کی جاتی ہے جسے ہم اُس کے اندر

چھوڑ دیتے ہیں۔ ورنہ وہ بہتا نہیں ہے۔ اور ہمارے بلاد وامصار میں قحط سالی پڑ جاتی ہے۔ آپ نے امیر المو
حضرت عمر فاروق رضؓ کو اس کی خبر دی۔ آپ نے لکھا کہ اسلام رسموں کی بیخ کنی کرتا ہے۔ اور ایک پرچہ لکھ کر بھیجا ک
میں ڈال دیا جائے۔ پرچہ میں جو عبارت تھی اس کا ترجمہ درج ذیل ہے:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ رقعہ ہے نیل کی طرف خدا کے بندے عمر بن الخطاب رضؓ کی جانب سے۔ اے نیل ا
اپنے ارادے سے بہتا ہے تو ہمیں تیری ضرورت نہیں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے بہتا ہے تو اس کے حکم
بہتا رہ۔ چنانچہ نیل اس سال سے چھ گز سے زیادہ پاٹ میں بہا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ رق
ڈالنے کے بعد کبھی نہیں ٹھہرا۔

خوات بن جبیر سے روایت ہے کہ ایک سال حضرت عمر فاروق رضؓ کے عہد میں قحط سالی واقع ہو
آپ نے سب کو نماز استسقاء کے لیے باہر جانے کا حکم دیا اور سب کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی۔ نماز
کر آپ نے اپنی چادر پلٹی۔ داہنا پلہ بائیں طرف اور بایاں پلہ داہنی طرف کیا۔ اور پھر ہاتھ پھیلا کر ان الفاظ
دعا کرنی شروع کی :۔ "اللھم نستغفرك ونستعینك"۔ دعا کر کے فارغ نہیں ہوئے تھے کہ مینہ برسنے لگا۔ اسی
میں بدویوں کی ایک جماعت آئی اور بیان کیا کہ اے امیر المؤمنین رضؓ ہم فلاں دن اور فلاں وقت جب کہ ہم
زمینوں میں تھے، دیکھا کہ ہمارے سروں پر بدلی چھا گئی اور اس سے یہ آواز سنائی دی :۔ اتاك الغوث ابا
اتاك العنوث ابا حفص "نیز روایت کیا گیا ہے کہ آپ ایک شب گشت کر رہے تھے کہ ایک مکان پر
جہاں سنائی دیا کہ ایک عورت اپنی لڑکی سے کہہ رہی ہے کہ اُٹھ کر دودھ میں پانی ملا دے۔ لڑکی نے
امیر المؤمنین رضؓ نے اس کی ممانعت کر دی ہے۔ اس کی ماں نے کہا امیر المؤمنین رضؓ کو اس کی خبر ہی کیوں کر
لڑکی نے کہا اگر امیر المؤمنین رضؓ کو اس کی خبر نہ ہو سکے تو امیر المؤمنین رضؓ کا پروردگار تو دیکھ رہا ہے۔ صبح کو آپ نے
فرزند عاصم سے فرمایا کہ فلاں مکان پر جاؤ وہاں ایک لڑکی ہے اگر اُس کا نکاح نہیں ہوا تو تم اُس سے نکا
شائد اللہ تعالیٰ تمہیں اُس سے مبارک اولاد دے۔ چنانچہ عاصم نے اس کے ساتھ عقد کیا۔ اس سے ایک ا
پیدا ہوئی اُس لڑکی کا عقد عبدالعزیز بن مروان سے ہوا اور عمر بن عبدالعزیز اس سے پیدا ہوئے۔ اور جب
خولانی مدینہ میں یمن سے آئے اور اسود بن قیس جس نے یمن میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا اُس نے کہا تم مجھ پر ا
لاؤ اور مجھے اللہ کا رسول مانو۔ تو ابو مسلم نے انکار کیا۔ تب اسود نے کہا کیا تو محمدؐ کو رسول اللہ مانتا ہے، کہا
اُس نے حکم دیا کہ بہت سی لکڑیاں سلگائی جائیں۔ پھر ابو مسلم کو اس میں ڈال دیا، آگ نے اُن کو کچھ نقص
نہ پہنچایا۔ اسود نے یہ دیکھ کر حکم دیا کہ اُسے یمن سے نکال دو۔ آپ وہاں سے مدینہ کو روانہ ہوئے
مسجد کے دروازے میں داخل ہوئے، عمر رضؓ نے کہا مسلمانوں یہ تمہارا ساتھی ہے۔ کذاب اسود نے گمان کی
کہ اس کو آگ میں جلا دے گا مگر اللہ تعالیٰ نے اس کو نجات دی۔ اور حال یہ ہے کہ قوم و عمر نے نہ اس کا
سنا تھا اور نہ اس کو دیکھا ہی تھا۔ پھر عمر کھڑے ہوئے اور اُس کو گلے سے لگا لیا۔ اور کہا کیا تم عبداللہ
ثوب نہیں ہو؟ کہا ہاں۔ پھر آپ روئے اور کہا شکر ہے اللہ کا جس نے میری موت نہیں بھیجی یہاں تک
محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں ابراہیم خلیل اللہ جیسا شخص مجھے دکھا دیا۔

نیز روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے ایک اعرابی کو پہاڑ پر سے اُترتے دیکھا فرمایا اسے اپنے لڑکے کا صدمہ
ہے اور اُس نے اُس کا مرثیہ کہا ہے۔ اگر چاہے تمہیں سنا دے گا۔ جب یہ پہاڑ سے اُتر آیا، آپ نے
ے اعرابی کہاں سے آرہا ہے؟ اُس نے کہا پہاڑ پر سے۔ فرمایا پہاڑ پر کیا کرتا تھا؟ کہا اس میں ایک امانت
گیا تھا۔ آپ نے پوچھا کیا امانت ہے؟ کہا میرے لڑکے کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس کو دفنانے گیا تھا۔
نے کہا اچھا ہمیں مرثیہ سناؤ۔ امیر المومنین رض آپ کو کیا معلوم ہے کہ میں نے اُس کا مرثیہ کہا ہے
لہ اُس نے پھر وُہ مرثیہ سنایا، وھی ھذہ۔ مرثیہ :-

یا غائبا مایوب من سفرہٖ۔ عاجلہ موته علےٰ صغرہٖ ؛ یا قرۃ العین کنت لی اُنسا۔ فی طول لیلی انعم
ضرہٖ ؛ ماتقع العین حیث ماوقعت۔ فی الحی منی الاعلیٰ اثرہٖ ؛ شربت کاساً ابوك شاربه ؛ لابد
علی کبرہٖ ؛ یشربہا والانام کلہم۔ من کان فی بدوہ فی حضرہٖ ؛ والحمد للّٰہ لا شریك له۔ فی حکمه
ذاك فی قدرہٖ ؛ قدر الموت علی العباد فما یقدر خلق زید فی عمرہٖ ؛

ترجمہ :۔ اے جانے والے جو اپنے سفر سے نہیں لوٹے گا، جس پر موت نے بچپن ہی میں جلدی کی ؛
میری آنکھ کی ٹھنڈک! تو میرے لیے باعث انس تھا طویل راتوں میں بھی اور چھوٹی راتوں میں بھی میری
ں میں کوئی چیز نہیں ٹھہرتی، مگر تیری یاد سامنے آجاتی ہے۔ تو نے وہ پیالا پیا جس کو تیرا باپ باوجود بڑھاپے
پینے والا ہے۔ تمام مخلوق اس کو پیے گی کیا شہری اور کیا دیہاتی۔ اور سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے،
کا کوئی شریک نہیں اور جس نے موت کو سب کے لیے مقدر کیا۔ کوئی شخص اپنی عمر زیادہ نہیں کر سکتا
یہ سنکر آپ بہت روئے حتیٰ کہ آپ کی ڈاڑھی تر ہو گئی۔ اور فرمایا، اے اعرابی تو نے سچ کہا۔
حضرت ابن عباس سے روایت کیا گیا ہے کہ ایک روز حضرت عمر فاروق رض نے اس طرح سانس
میں نے جانا کہ آپ کی روح پرواز ہو گئی۔ میں نے جانا واللہ یہ سانس آپ کے سینہ سے نہیں
مگر کسی سخت غم والم کی وجہ سے۔ فرمایا غم واللہ شدید غم کی وجہ سے یہ سانس نکلی ہے۔ وہ غم یہ ہے
میں امر خلافت کس کے سپرد کروں۔ میں نے حضرت علی رض، طلحہ رض، عثمان رض، زبیر رض، سعد رض اور عبد الرحمٰن بن
رض کے نام لیے۔ آپ نے ان میں سے ہر ایک کی نسبت اختلاف فرمایا۔ اور حضرت عثمان غنی رض کے
ں فرمایا کہ وہ اپنے اقارب سے بہت اُنسیت رکھتے ہیں اگر میں اُنہیں خلیفہ بنا دوں تو بنی اُمیہ اُنہیں
بنا دیں گے۔ اور پھر وہ بنی ابی مُعیط کو لوگوں پر حاکم کر دیں گے اگر میں اُنہیں خلیفہ کر دوں تو بیشک وہ ایسا
یں گے۔ اور جب وہ ایسا کریں گے تو عرب اُنہیں قتل کر دیں گے۔ واللہ اگر میں اُنہیں خلیفہ کر دوں
ایسا ہی کریں گے، اور پھر عرب اُنہیں قتل کر دیں گے۔

خروج وصی عیسےٰ علیہ السلام از کوہ حلوان (عراق)

روایت کیا گیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رض نے حضرت سعد بن وقاص رض کو بمقام قادسیہ لکھا کہ وہ نضلہ بن
یہ انصاری کو حلوان (عراق) کے بدویوں سے جہاد کرنے کے لیے بھیجیں، چنانچہ حضرت سعد نے تین سو

سوار دے کر انہیں حلوان بھیجا۔ اُنہوں نے بدویوں سے جہاد کر کے اُنہیں قید کر لیا۔ اور چونکہ اب عصر کا وقت تنگ تھا، لہٰذا اُنہوں نے اُن قیدیوں کو اور اُس مالِ غنیمت کو جو اُن سے حاصل کیا تھا، کوہ حلوان کے کنارے حراست میں کیا۔ اور اذان دینے کھڑے ہوئے۔ جب اللہ اکبر، اللہ اکبر کہا تو پہاڑ میں سے مجیب نے جواب دیا، نضلہ تم نے سب سے بڑے کی بڑائی کی۔ جب انہوں نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ، تو مجیب نے کہا یہ اخلاص کا کلمہ ہے اے نضلہ۔ جب انہوں نے کہا اشہد ان محمدًا رسول اللہ، مجیب نے کہا یہ وہ شخص ہے جن کی ہم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی ہے۔ انہیں کی اُمت مرحومہ پر قیامت ... جب انہوں نے کہا حی علے الصلوٰۃ، تو مجیب نے کہا مبارک ہے وہ جو نماز کے لیے نکلتا ہے۔ جب انہوں نے کہا حی علے الفلاح، تو مجیب نے کہا فلاح پائی اُس نے جس نے فلاح کو قبول کیا۔ جب انہوں نے کہا اللہ اکبر لا الہ الا اللہ، مجیب نے کہا یہ سب اخلاص کا کلمہ ہے اے نضلہ۔ اللہ تم نے حرام کیا اس سبب سے تمہارا جثہ آگ پر۔ جب یہ اذان کہہ کر فارغ ہوئے، تو انہوں نے کہا، اللہ تم پر رحم کرے کون ہو؟ فرشتہ ہو یا جن ہو یا کوئی اور بندگانِ خدا سے ہو۔ ہم نے تمہاری آواز سُنی اب ہم تمہارے دیدار کے مشتاق ہیں۔ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وفد میں ہم حضرت عمر فاروق رضؓ کے وفد میں۔ چنانچہ پہاڑ شق ہو کر مجیب کا نورانی چہرہ جس کی ڈاڑھی اور سر کے بال سفید تھے، دکھائی دیا۔ اور کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ صوف کا پرانا جبّہ اُس کے جسم پر تھا۔ اُن لوگوں نے کہا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کون شخص ہیں؟ مجیب نے کہا میں زرایت بن برشملا وصی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں۔ مجھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس جگہ ٹھہرایا ہے۔ اور آسمان سے اپنے نزول تک میرے اس جگہ باقی رہنے کی دعا کی ہے۔ حضرت عمر رضؓ سے میرا سلام علیک کہنا۔ اور کہہ دینا کہ تیار ہو جاؤ اور نزدیکی حاصل کرو۔ قیامت قریب ہے اور اس کی علامات یہ ہیں کہ لوگ بڑی جدوجہد کریں گے ایک دوسرے سے بے پرواہ ہو جائیں گے مرد مردوں سے اور عورتیں عورتوں سے۔ لوگ غیر نسبوں کی طرف اپنی نسبت کریں گے۔ اور غیر سردار کی طرف منسوب ہوں گے۔ بڑے چھوٹوں پر رحم نہ کھائیں گے اور چھوٹے بڑوں کی توقیر نہ کریں گے نیکی پر عمل کرنا ترک ہو جائے گا اور برائیوں سے روکا نہ جائے گا۔ عالم علم پڑھیں گے مگر دنیا حاصل کرنے کے لیے۔ بارش ہو گی مگر سیرابی نہ ہو گی۔ اولاد ہو گی مگر راحت نہ ہو گی۔ لوگ بڑے بڑے منارے بلند کریں گے۔ مصاحف کو مطلا و مذہب بنا کر رکھیں گے۔ مساجد کو مزین بنائیں گے۔ رشوتیں لینے لگیں گے بلند عمارتیں بنائیں گے۔ خواہشوں کی پیروی کریں گے۔ دین کو دنیا کی عوض بیچ دیں گے۔ لوگ قطع رحمی کرنے لگیں گے۔ سود کھانے لگیں گے۔ اور مالداری عزت سمجھیں گے۔ اور عورتیں گھوڑے کی سواری کرنے لگیں گی۔ اس کے بعد مجیب غائب ہو گیا۔ اور پھر کسی نے نہیں دیکھا۔ نضلہ نے یہ واقعہ حضرت سعد بن ابی وقاص کو لکھا اُنہوں نے حضرت عمر فاروق رضؓ کو۔ آپ نے سعد بن وقاص کو لکھا کہ تم مہاجرین و انصار کو ساتھ لے کر اور پہاڑ کے کنارے جا اترو۔ اگر تم سے ملاقات ہو جائے تو وصی عیسیٰ علیہ السلام کو میرا سلام پہنچا دو۔ چنانچہ حضرت سعد بن وقاص چار ہزار مہاجرین و انصار لے کر کوہ حلوان کو گئے۔ اور کوہ حلوان کے نیچے چالیس روز

ٹھہرے رہے۔ اذانیں دیتے رہے اور نمازیں پڑھتے رہے لیکن اُنہیں کوئی جواب نہیں ملا اور نہ کوئی آواز سنائی دی۔

نیز روایت کیا گیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے مدائن کسریٰ پر لشکر روانہ کیا۔ سعد بن وقاص کو امیر لشکر بنایا۔ خالد بن ولید کو قائد (جنرل) جب لشکر دجلہ پر پہنچا اور کشتی کوئی نہ پائی تو حضرت سعد بن وقاص اور حضرت خالد بن ولید آگے بڑھے اور کہا اے دریا تو اللہ ہی کے حکم سے بہتا ہے۔ سو تو بحرمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور عدل عمرؓ خلیفۃ اللہ ہمیں رستہ دے تاکہ ہمارا لشکر عبور کر جائے۔ چنانچہ اُن کا لشکر معہ سواروں، پیدلوں اور معہ اونٹوں کے دریا پار ہو گیا۔ اور اونٹوں کے کھر تک نہیں بھیگے۔

نیز روایت کیا گیا ہے کہ ایک روز آپ نیند سے بیدار ہوئے اور آنکھیں ملتے ہوئے کہتے جاتے تھے، وہ کون شخص ہے جو عمر کی اولاد سے ہوگا اور اُسی کی سیرت پر ہوگا۔ یہ آپ کا اشارہ (خلیفہ) عمر بن عبدالعزیز کی طرف تھا۔ جو آپ کے فرزند عاصم کے نور سے تھے۔

نیز روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے ایک بدو سے پوچھا تیرا کیا نام ہے؟ اُس نے کہا جمرہ۔ آپ نے پوچھا کس کے بیٹے ہو؟ کہا شہاب کا بیٹا ہوں۔ فرمایا کس قبیلہ سے ہو، کہا قبیلہ حرقہ سے۔ فرمایا تیرا گھر کہاں ہے؟ کہا حرۃ میں۔ فرمایا کس جگہ؟ کہا لظی (آگ) میں۔ فرمایا دوڑ و تمہارے گھر میں آگ لگی ہے۔ اس نے جا کر دیکھا تو فی الواقع ایسا ہی تھا۔

حضرت علی مرتضےٰ رضؓ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے خواب میں دیکھا کہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محراب سے ٹیک کر بیٹھ گئے۔ پھر ایک عورت کھجوروں کا طباق لے کر آئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا۔ آپ نے اُس میں سے ایک کھجور اُٹھا کر کہا اے علی رضؓ کھاتے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ۔ آپ نے اپنا دست مبارک دراز کر کے کھجور میرے منہ میں دی۔ پھر ایک کھجور اور اُٹھائی اور پھر یہی فرمایا کہ اے علی کھاتے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ۔ آپ نے کھجور بھی میرے منہ میں دے دی۔ پھر (یعنی میں بیدار ہو گیا اور) وضو کر کے مسجد میں گیا۔ اور حضرت عمرؓ کے پیچھے نماز پڑھی۔ پھر آپ محراب سے ٹیک کر بیٹھ گئے۔ میں نے چاہا کہ خواب بیان کروں لیکن قبل بیان کرنے کے ایک عورت آئی اور مسجد کے دروازے پر کھڑی ہو گئی جو کھجور کا ایک طباق لے کر آئی تھی۔ طباق لے کر آپ کے سامنے رکھ دیا گیا۔ آپ نے ایک کھجور اٹھا کر کہا اے علی رضؓ کھاتے ہو؟ میں نے کہا ہاں! آپ نے یہ کھجور میرے منہ میں رکھ دی۔ دوسری کھجور اُٹھا کر آپ نے یہی کہا کہ اے علی رضؓ کھاتے ہو؟ میں نے کہا ہاں۔ پھر آپ نے یہ کھجوریں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان لٹا دیں۔ میں چاہتا تھا کہ اُن کھجوروں میں سے کچھ اور لیتا، آپ نے کہا برادر من اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آپ کو زیادہ دیتے تو میں بھی زیادہ دیتا۔ میں نے تعجب کیا اور دل میں کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کو مطلع کر دیا میرے خواب سے جو آج شب کو میں نے دیکھا۔ آپ نے میری طرف دیکھا اور کہا اے علی رضؓ مومن بہ نور دین سے دیکھتا ہے۔ میں نے کہا اے امیر المؤمنین رضؓ آپ نے سچ فرمایا۔ میں نے ایسا ہی خواب میں دیکھا ہے اور وہی مزہ ولذت پائی جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے۔

نیز حضرت علی مرتضیٰ رضؓ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہم کہا کرتے تھے کہ حضرت عمرؓ کی ز
فرشتہ باتیں کرتا ہے۔ ابن عمرؓ سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے کہا میں نے اکثر وقت دیکھا ہے کہ آپ
کہتے ویسا ہی ہوتا۔ نیز اُن سے روایت کیا گیا ہے کہ میں نے جب کبھی آپ کو کہتے سُنا کہ میرا خیال
کے متعلق یہ ہے۔ تو ویسا ہی واقع بھی ہوتا جو آپ کے خیال میں ہوتا کہ ایک دفعہ آپ بیٹھے ہوئے۔
ایک شخص حسین آپ کے سامنے سے گذرا۔ آپ نے کہا، میرا خیال تھا کہ یہ شخص جاہلیت میں یا اپنے
پر ہو گا یا کاہن ہو گا۔ اسے میرے پاس بلالو۔ آپ نے اُس شخص سے کہا میرا خیال ہے کہ تم زمانہ جا
میں اپنے دین پر ہو گے یا کاہن ہو گے۔ اُس نے کہا میں نے ایسا دن کبھی نہیں دیکھا کہ ایک مسلمان شخص
استقبال کیا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا میں تمہیں قسم دلاتا ہوں کہ اپنے حال سے مجھے مطلع کرو۔ چنانچہ اُ
بیان کیا کہ میں زمانہ جاہلیت میں کاہن تھا۔ آپ نے فرمایا تو عجائب اخبار میں سے تمہاری جنیہ نے
کی خبر دی؟ اُس نے بیان کیا کہ ایک روز میں بازار میں جا رہا تھا کہ جنیہ گھبرائی ہوئی میرے پاس آئی
"الم تر الجن وابلاسہا و یاسہا من بعد ایناسہا۔ ولحوقہا بالقلائص احلاسہا" تم نہیں دیکھتے
اور اُن کی ناامیدی کو اور اُن کی وحشت کو بعد ازاں کہ وہ مانوس تھے اُونٹوں پر اُن کے پالان رکھنے
فرار ہونے اور نفرت کرنے سے ہے) آپ نے کہا تم سچ کہتے ہو۔ میں ایک روز بتوں کے قریب
کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص گائے کا بچہ لے کر آیا اور اُسے ذبح کیا۔ اور ایک منادی
کر کہا "یا جلیح امر نجیح رجل فصیح یقول لا الہ الا اللہ"۔ یہ آواز سنکر قوم دوڑ پڑی۔ میں نے کہا میں نہیں
جب تک کہ معلوم نہ کر لوں کہ واقع کیا ہے۔ اس اثنار میں پھر یہی آواز آئی: "یا جلیح امر نجیح رجل فصیح
الہ الا اللہ"۔ پھر میں کھڑا ہوا۔ پھر کچھ عرصہ ہوا تھا کہ کہا گیا یہ نبی ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور آپ کے ساتھ اور بھی بہت
تھے۔ کہ ایک شخص کا گذر ہوا۔ کہا گیا آپ اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا میں نے سنا ہے کہ ایک شخص غ
کی خبریں دیتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی خبر بھی دیتا تھا۔ اُس کا نام سواد
ہے۔ میں نے اُسے دیکھا نہیں ہے اگر وہ زندہ ہے تو میرا خیال ہے کہ وہ یہی شخص ہے۔ آپ نے
بلایا اور پوچھا سواد بن قارب تمہارا ہی نام ہے، تم ہی غیب کی خبریں دیتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ
کے ظہور کی خبریں دیتے تھے؟ اور تمہیں اپنی قوم شرف و منزلت حاصل تھی۔ کہا ہاں یا امیر المؤمنینؓ۔
کاہن تھے۔ یہ شخص بہت بگڑا۔ اور کہا آج تک جب سے میں نے اسلام قبول کیا کبھی کسی نے مجھ
نہیں کہا۔ آپ نے فرمایا، سبحان اللہ! ہمارا شرک تو تمہاری کہانت سے بھی بڑھا ہوا تھا۔ اچھا
تمہارے جن نے ظہور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق کیا خبر دی تھی؟ اُس نے بیان کیا یا امیر المؤمنینؓ
شب کو میری کچھ یونہی سی آنکھ لگی تھی کہ جن میرے پاس آیا اور پاؤں مار کر مجھے اُٹھایا۔ اور کہا اے سوا
اُٹھ اور سمجھ اگر سمجھ سکتا ہے اور معلوم کر اگر تو معلوم کر سکتا ہے۔ کیونکہ قبیلہ لوئی بن غالب سے رسول م
ہوا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف اور اُس کی عبادت کی طرف بلاتا ہے۔ پھر اُس نے یہ ابیات پڑھے

ت:۔ عجبت الجن وتجسا سہا ؛ وشد ھا العیس باحلاسہا ؛ تھوی الی مکہ یبتغی الھدیٰ ؛ ماخیر الجن
نجاسہا ؛ فارحل الی الصلوۃ من ھاشم ؛ واسم بعینک الی راسہا ؛

اس کے بعد دوسری اور تیسری شب کو آکر پھر اُس نے وہی کہا جو پہلے کہا تھا۔ اور یہی ابیات پڑھ کر سنائی۔
اس سے میرے دل میں اسلام کی محبت پیدا ہوئی۔ صبح ہوتے ہی میں نے اونٹنی کسی، اور سوار ہو کر مکہ کی طرف
روانہ ہوا۔ لیکن مجھے کہا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو مدینہ ہجرت کر آئے ہیں۔ لہٰذا میں مدینہ روانہ ہو۔ مدینہ
پہنچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دریافت کیا۔ کہا گیا مسجد میں تشریف رکھتے ہیں۔ میں نے اونٹنی باندھی اور مسجد
میں داخل ہوا۔ فرمایا قریب ہو قریب ہو۔ اسی طرح فرماتے رہے یہاں تک کہ میں جاکر آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا
فرمایا بیان کرو کیا واقعہ ہے؟ میں نے اپنا قصہ بیان کیا اور اسلام قبول کر لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور
آپ کے اصحابؓ میرے بیان سے بہت خوش ہوئے اور اُن کے چہرے بشاش ہو گئے۔ راوی کہتا ہے
حضرت عمر فاروقؓ دوڑ کر اُس سے لپٹ گئے اور فرمایا میں یہ حدیث تمہاری زبان سے سننا چاہتا تھا۔ اب
بتلاؤ کہ اب بھی جن تمہارے پاس آتا ہے؟ انہوں نے کہا جب سے میں نے قرآن مجید پڑھنا شروع کیا
نہیں آیا۔ اور بہترین عوض ہے کتاب اللہ۔

ابو عمرو بروایت سعید بن المسیب روایت کرتا ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ کے زمانۂ خلافت میں زید بن خارجہ
انصاری کا انتقال ہوا اور انہیں کفن دیا گیا۔ کفن دینے کے بعد اُن کے سینہ سے گھنٹہ کی آواز سنائی دی
اور پھر یہ کلمات۔ محمد احمد فی الکتاب الاول صدق صدق ابوبکر الصدیقؓ الضعیف فی نفسہ القوی
فی امر اللہ فی الکتاب الاول صدق صدق عمر بن الخطابؓ القوی الامین فی الکتاب الاول صدق
صدق عثمان بن عفانؓ علی منہاجہم مضت اربع وبقیت سنتان اتت الفتن واکل الشدید الضعیف
وقامت الساعۃ وسیاتکم خبر بیر اریس وما بیر اریس "۔ بعد ازاں بنی خطمہ میں سے ایک شخص کا انتقال ہوا
جب کفن دیا جا چکا تو اس کے سینہ سے بھی گھنٹہ کی آواز سنائی دی اور پھر کہا "انا اخا بنی الحارث بن
خزرج صدق صدق"۔ عبداللہ بن سلمہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں وفد بنی مدحج کے ساتھ
حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں داخل ہوا اور آپ کے قریب ہی بیٹھا ہوا تھا آپ شتر کو بغور دیکھتے
جاتے تھے دیکھ کر آپ نے کہا۔ کیا یہ شخص تمہارے قبیلہ سے ہے۔ میں نے کہا جی ہاں فرمایا قاتلہ اللہ تو
امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے شر سے محفوظ رکھے میں خیال کرتا ہوں کہ مسلمانوں کو اُس کے طفیل ایک
سخت دن دیکھنا ہوگا۔ عبداللہ بن سلمہ کہتے ہیں چنانچہ اس کا ظہور بیس برس کے بعد ہوا (یعنی قتل حضرت
عثمان غنیؓ میں)

ابو عمرو نے روایت کیا ہے کہ حابس بن سعد طائی نے حضرت عمر فاروقؓ سے بیان کیا کہ انہوں نے خواب
میں دیکھا کہ شمس و قمر اور تارے اُن کے ساتھ ہو کر آپس میں لڑ رہے ہیں۔ آپ نے پوچھا تم کس کے ساتھ تھے
انہوں نے کہا میں قمر کے ساتھ تھا۔ فرمایا تم اب سے میرے کسی کام کے ہرگز والی نہ ہوگے کیونکہ مٹنے والی آیت
کے ساتھ تھے۔ بعد ازاں جنگ صفین میں حضرت معاویہ کی طرف سے لڑ کر مارا گیا۔ آیت ممحوحہ سے آیت کریمہ

وجعلنا اللیل والنہار اٰیتین فمحونا اٰیۃ اللیل وجعلنا اٰیۃ النہار مبصرۃ۔ الآیۃ۔ (سورت بنی اسرائیل، رکوع ۲) کی طرف اشارہ ہے۔ مترجم۔

نیز ابو عمر روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت کا حضرت عمر فاروق رض کی خدمت میں ذکر کیا گیا کہ جنگل میں فوت ہوئی، لوگ وہاں سے گزرتے مگر کسی نے اُسے دفن نہیں کیا۔ لیکن کلیب کا یہاں سے گزر ہوا تو اُنہوں نے اُسے دفن کیا۔ آپ نے فرمایا کلیب کو اس کے عوض خیر پہنچے گا۔ چنانچہ اُنہوں نے وفات بھی اُسی روز پائی جس روز کہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

ابو عمر بروایت نعمان بن مقرن روایت کرتے ہیں کہ وہ فتح قادسیہ کے موقع پر حضرت سعد کے پاس سے مدینہ آئے۔ اُس روز حضرت عمر رض کو خبر پہنچی تھی کہ اہل اصفہان، اہل ہمدان، اہل رائے، اہل آذربائیجان اور اہل ... مل کر مسلمانوں پر چڑھائی کرنا چاہتے ہیں۔ یہ امر آپ پر شاق گزرا۔ اور آپ نے اصحاب رض نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کیا۔ حضرت علی مرتضیٰ رض نے فرمایا آپ اہل کوفہ سے دو تہائی مسلمانوں کو اہل بصرہ کے ساتھ بھیج دیجیے۔ ایک تہائی مسلمانوں کو اہل کوفہ کی حفاظت کے لیے رہنے دیجیے۔ آپ نے فرمایا اچھا ان لوگوں پر امیر لشکر کس کو ... آپ نے کہا، آپ ہم سے افضل و اعلم ہیں جسے مناسب سمجھیں امیر لشکر بنا دیں۔ فرمایا میں اُسے امیر لشکر ... جو اہل ہوگا۔ آپ مسجد کی طرف نکلے نعمان بن مقرن مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ نے انہیں امیر لشکر بنا ... اور اہل کوفہ کو اس کی خبر دی۔ یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا اگر نعمان مارے جائیں تو حذیفہ امیر لشکر ہوں اگر وہ بھی مارے جائیں تو امیر لشکر جریر ہوں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اصبہان اللہ تعالیٰ نے نعمان کے ہاتھوں فتح ... اور وہ جب نہاوند پر آئے۔ تو سب سے پہلے شہید ہوئے۔ اُن کے بعد رایت حضرت حذیفہ نے اُٹھایا تو ... اُن کے ہاتھوں پر فتح ہوا۔ جب اُن کے شہید ہونے کی خبر حضرت عمر رض کی خدمت میں پہنچی تو آپ بہت روئے ا... پر چڑھ کر لوگوں کو ان کی شہادت کی خبر دی۔

ابو عمر روایت کرتے ہیں کہ ربیعہ بن اُمیہ بن خلف نے حضرت عمر رض سے بیان کیا کہ میں نے خواب د... میں ایک سبزہ زار زمین میں ہوں پھر میں ایک خشک وادی میں پہنچ گیا۔ اور وہیں ٹھہر رہا۔ آپ نے فر... تو ایمان لاتا ہے اور پھر کفر کرتا ہے۔ اور تو کفر پر مرے گا۔ اُس نے کہا میں نے کچھ نہیں دیکھا فرمایا تیرے لیے فیصلہ ... گیا جیسا کہ صاحبان یوسف ع کے لیے فیصلہ کیا گیا تھا۔ اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کا قول ن... کرتے ہوئے فرمایا ہے "قضی الامر الذی فیہ تستفتیان"۔ بعد ازاں اُس شخص نے شراب پی اور آپ رض نے اُسے ... ماری۔ پھر یہ شخص روم چلا گیا اور نصرانی ہوگیا۔

نیز ابو عمر روایت کرتے ہیں کہ عوف بن مالک الاشجعی نے خواب میں دیکھا کہ لوگ جمع ہوئے ہیں اور ایک شخص ... میں سے تین گز اونچا ہے۔ میں نے کہا یہ کون شخص ہے۔ لوگوں نے کہا یہ عمر رض ہیں۔ میں نے وجہ پوچھی کہ یہ کیوں اُنہوں ... کہا اس لیے کہ ان میں تین خصلتیں ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں لوم لائم سے خوف نہیں کھاتے۔ دوم یہ کہ ... خلیفہ مستخلف ہیں اور شہید ہونے والے ہیں۔ عوف بن مالک الاشجعی بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت صدیق رض کی خدمت میں آئے اور قصہ بیان کیا آپ نے حضرت عمر رض کو بلا بھیجا کہ آپ انہیں بھی خوشخبری سنائیں۔ جب حضرت عمر رض ...

پ نے عوف بن مالک الاشجعی کو فرمایا کہ آپ اپنا خواب بیان کریں انہوں نے خواب بیان کرنا شروع کیا جب
مرہ پر پہنچے کہ آپ خلیفہ مستخلف ہوں گے تو آپ نے انہیں جھڑکا اور منع کیا اور فرمایا خاموش رہو ابوبکرؓ ابھی زندہ
ہیں اور تم مجھے خلیفہ بناتے ہو۔ بعد میں جب آپ خلیفہ ہوئے، راوی بیان کرتا ہے کہ آپ شام میں ممبر پر
ے خطبہ پڑھ رہے تھے کہ میرا دہاں سے گزر ہوا۔ آپ نے مجھے بلایا اور کہا اپنا خواب بیان کرو۔ میں نے
لیا کہ وہ خدا کے معاملہ میں لوم لائم سے نہیں ڈرتے۔ تو آپ نے کہا کہ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے ہی
ں میں کرلے۔ اور جب میں نے کہا خلیفہ مستخلف ہیں آپ نے کہا کہ خدا نے مجھے خلیفہ کیا تم اُس سے دعا کرو کہ
ت کے فرائض کے ادا کرنے میں وہ میری مدد کرے۔ جب میں نے کہا وہ شہید ہوں گے تو فرمایا مجھے شہادت
کر مل سکتی ہے جہاد میں تم جاتے ہو۔ اور میں نہیں جاتا۔ پھر کہا کیوں نہیں اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو حاصل ہوگی
ابوعمر بروایت عرفجہ اشجعی روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز صبح پڑھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا،
ج شب کو میرے اصحاب ترازو پر وزن کیے گئے۔ ابوبکرؓ وزن کیے گئے اور وزنی اُترے۔ پھر عمرؓ وزن کیے گئے
ر عثمانؓ وزن کیے گئے۔ اور ہلکے اُترے اور وہ مرد صالح ہیں۔

امام مالک بروایت یحییٰ بن سعید روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے اپنے والد سعید بن المسیب کو بیان
تے سنا کہ حضرت عمر فاروقؓ منا سے ابطح کی طرف روانہ ہوئے۔ ابطح پہنچ کر ایک تودۂ ریگ جمع کیا، اور
ں پر چادر ڈال کر چت لیٹ گئے اور ہاتھ پھیلا کر دعا کی کہ اے پروردگار میں کبیر السن ہوگیا ہوں اور میرے
ضعیف ہوگئے ہیں اور میری رعیت پھیلی ہوئی ہے۔ سو اے پروردگار! تو مجھے اٹھا لینا مگر نہ ضایع وہلاک کرکے۔
پ ذی الحجہ کے بعد مدینہ طیبہ آئے اور خطبہ کہتے ہوئے فرمایا اے لوگو تم پر سنن وفرائض مقرر کیے گئے ہیں
ریعت واضحہ وراہ مستقیم پر چھوڑ دیئے گئے ہو۔ ہاں اگر تم ہی دائیں بائیں جھک کر بے راہ ہو جاؤ، اور
س میں ایک دوسرے کو مارنے لگو۔ پھر فرمایا اے لوگو ایسا نہ ہو کہ تم آیت رجم کے بارے میں ہلاک ہو
۔ اور کہنے لگیں گے کہنے والے کہ ہم کتاب اللہ میں آیت رجم نہیں پاتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
یا۔ اور ہم نے بھی رجم کیا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر لوگ یہ
ہتے کہ عمرؓ نے کتاب اللہ میں زیادتی کر دی تو میں آیت رجم الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموہما البتۃ کو مصحف میں
دیتا۔ ہم نے یہ آیت مصحف میں پڑھی ہے۔ یحییٰ بن سعید بیان کرتے ہیں کہ اُن کے والد سعید بن المسیب نے
ں بیان کیا ہے کہ ذی الحجہ پورا نہیں ہوا تھا کہ حضرت عمر فاروق قتل کیے گئے۔

مسلم معدان بن ابی طلحہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے جمعہ کے روز خطبہ میں
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا اور حضرت صدیق اکبرؓ کا، پھر بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ
غ نے مجھے تین ٹھونگیں ماریں اور میں خیال نہیں کرتا مگر یہ کہ میری اجل آگئی ہے۔ قوم مجھے کہتی ہے کہ
ی کو خلیفہ کر جاؤں اللہ تعالیٰ اپنے دین کو ضایع نہیں کرے گا اور نہ خلافت کو اور نہ اُس چیز کو جسے
نے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کر کے مبعوث کیا۔ اگر جلد مجھے موت آئے تو خلافت انہیں چھ
وں کے درمیان شوریٰ کر کے قائم ہوگی جن سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تا حین حیات راضی ہوئے

میں جانتا ہوں کہ بعض لوگ اس پر طعن کرتے ہیں۔ میں نے اس تجویز سے اسلام کو نقصان پہنچایا۔
اگر اب بھی وہ لوگ ایسا کریں تو وہ اعداء اللہ و گمراہ اور کفار لوگ ہیں۔

ابو عمر روایت کرتے ہیں کہ ایک سال حضرت عمر فاروق رض کے عہد خلافت میں قحط سالی ہ
ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر آیا اور کہا یا رسول اللہ اپنی اُمت
پانی برسنے کی دعا فرمایئے کیونکہ لوگ ہلاک ہو رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ا
میں فرمایا، تم عمر کے پاس جاؤ اور کہو کہ وہ پانی کے لیے دعا کریں پانی برسایا جائے گا۔ اور عمر سے ک
تم عقلمند آدمی کو لازم پکڑو۔ اس شخص نے حضرت عمر رض کو آکر خبر دی۔ آپ بہت روئے اور
پروردگار میں بالکل کوتاہی نہیں کرتا بجز اس کے کہ میں عاجز ہو جاؤں۔

ابو عمر بروایت مسعود بن اسود البلوی روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے حضرت عمر فارو
افریقہ پر چڑھائی کرنے کی اجازت مانگی۔ آپ نے فرمایا افریقہ بڑا غدار ہے۔

ابو عمر نے قدامہ بن مظعون پر حد خمر جاری کرنے کے قصہ میں لکھا ہے کہ قدامہ نے عمر کو ناخوش کر د
سے ملنا چھوڑ دیا۔ عمر حج کو گئے، قدامہ اُن کے ساتھ تھے لیکن اُن کے ساتھ اُن کی رنجش ابھی باق
جب دونوں حج سے واپس آئے، عمر مقام سقیا میں اُتر کر سو گئے۔ جب سو کر اُٹھے، کہا قدامہ کو
پاس جلد لاؤ۔ خدا کی قسم خواب میں میرے پاس کسی نے آکر کہا کہ قدامہ سے صلح کر لو وہ تمہار
ہیں لہذا تم لوگ اُن کو جلد لاؤ۔ جب یہ لوگ اُن کے پاس گئے اُنہوں نے آنے سے انکار کیا
کہا اگر وہ انکار کرتے ہیں تو اُن کو کھینچ لاؤ۔ عمر نے اُن سے بات کی اور اُنہوں نے استغفا
یہ اُن کی پہلی صلح تھی۔

ابو بکر نے سماک بن مخرمہ اور سماک بن عبد ا اور سماک بن خرشہ انصاری سے روا
کہ یہ لوگ اہل کوفہ کے وفد کے ساتھ خمس لے کر عمر کے پاس آئے۔ آپ نے اُن لوگوں سے نس
کیا۔ اُنہوں نے کہا سماک، سماک، سماک۔ آپ نے کہا خدا تم لوگوں میں برکت دے ا
سے دین کو بلند کر اور ان کے ذریعہ تائید کر۔ یہ لوگ پہلی جماعت میں ہیں جن کے متعلق ہمدان وو
سرحدوں کا انتظام سپرد ہو۔

ابو عمر روایت کرتے ہیں کہ سہیل بن عمرو بدر کے دن کفر کی حالت میں گرفتار ہوئے۔ یہ کف
خطیب تھے۔ عمر نے کہا یا رسول اللہ ان کے دانت اُکھڑوا دیجیے تاکہ آپ کے خلاف پھر کبھی
کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو چھوڑ دو۔ قریب ہے کہ یہ ایسے مقام پر کھڑ
کہ تم ان کی تعریف کرو گے۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب عرب میں ا
اور اہل مکہ میں اضطراب پیدا ہوئے۔ سہیل بن عمرو نے کھڑے ہو کر خطبہ میں بیان کیا کہ خدا کی ق
جانتا ہوں کہ یہ دین مثل آفتاب کے مشرق سے مغرب تک پھیل جائے گا۔ تم کو یہ شخص یعنی
تمہارے نفسوں سے دھوکہ نہ دے اس معاملہ میں جو کچھ میں جانتا ہوں وہ بھی جانتے ہیں لیکن اُ

سینہ میں بنی ہاشم کا حسد ہے اور جس طرح ابوبکرؓ نے مدینہ میں خطبہ بیان کیا ویسا ہی انہوں نے
ں بیان کیا۔ اور حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
ہا تھا اُس کا یہی مطلب تھا۔

ابو عمر نے روایت کی ہے کہ حارث بن ہشام اور سہیل بن عمرو عمر کے پاس آئے۔ اور آپ کے
ں بائیں بیٹھ گئے۔ پھر مہاجرین اولین آپ کے پاس آنے لگے اور آپ حارث و سہیل سے کہتے
ں جگہ بیٹھو۔ پھر انصار آنے شروع ہوئے اور آپ اُن دونوں کو برابر ہٹاتے رہے یہاں تک کہ یہ سب
، آخر میں ہوگئے۔ جب یہ دونوں عمر کے پاس سے نکلے۔ حارث نے سہیل سے کہا دیکھو آج
ارے ساتھ کیسا برتاؤ کیا۔ سہیل نے کہا وہ اچھے آدمی ہیں۔ میں اُن پر کوئی ملامت نہیں کرتا۔ ہم کو چاہیے
رہم اپنے آپ کو ملامت کریں کیونکہ لوگ بلائے گئے اور وہ سبقت لے گئے، اور ہم کو دعوت دیگئی
ہم نے دیر کی۔ جب لوگ عمر کے پاس سے اُٹھ گئے تو دونوں اُن کے پاس گئے اور کہا یا امیر المومنینؓ
ج جو کچھ آپ نے ہمارے ساتھ کیا اُس کو ہم نے دیکھ لیا۔ اور ہم یہ بھی جان گئے اس میں ہمارا ہی
ور ہے۔ اب کوئی ایسی تدبیر ہے جس سے ہم اپنے مافات کا تدارک کر سکیں؟ آپ نے کہا، مجھے
اس طریقہ کے (یعنی جہاد کے) اور کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ اور سرحد روم کی طرف اشارہ کیا۔ دونوں
م کی طرف گئے اور وہیں انتقال ہوگیا۔ سہیل کی نسل میں سوا ایک لڑکی فاختہ بنت عتبہ بن سہیل کے
کوئی نہ رہا تھا جس کو وہ مدینہ چھوڑ آئے تھے۔ وہ حضرت عمرؓ کے سامنے پیش کی گئیں۔ آپ نے اُن کا عقد
بدالرحمن بن حارث بن ہشام کے ساتھ تجویز کیا اور کہا یکتا لڑکے کا یکتا لڑکی کے ساتھ نکاح کر دو۔ اور
وں نے ایسا ہی کیا اور خداوند کریم نے اُن دونوں سے بہت بڑی اولاد پھیلا دی۔

الصواعق المحرقہ میں ابن عساکر نے بروایت طارق بن شہاب روایت کیا ہے کہ اگر کوئی شخص حضرت
ر فاروقؓ سے دروغ گوئی کرتا تو آپ کہہ دیتے، یہ بات نہ کہو۔ اسی طرح پھر دروغ گوئی کرتا، اور
پ کہتے یہ نہ کہو۔ حتیٰ کہ وہ خود ہی کہہ دیتا کہ جو کچھ میں نے کہا امر حق ہے بجز اس کے جس کی نسبت
پ نے کہا یہ نہ کہو۔

حضرت امام حسین علیہ السلام سے روایت ہے کہ اگر کوئی دروغ گو کو باتیں کرتے وقت پہچان
لیتا ہے کہ وہ دروغ گو ہے تو وہ شخص حضرت عمر فاروقؓ تھے۔

بیہقی نے دلائل النبوت میں بروایت ابی ہدبہ روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ کو خبر دیگئی
کہ اہل عراق نے اپنے امیر کو پتھروں سے مارا۔ آپ غضبناک ہوکر نکلے اور نماز پڑھی، نماز میں سہو واقع ہوا
ر نماز پڑھ کر دُعا کی کہ اے پروردگار جنہوں نے مجھے اشتباہ میں ڈالا تو اُن کو اشتباہ میں ڈال
ر قبیلہ ثقیف سے اُن پر ایسے شخص کو حاکم بنا جو اُن پر جاہلیت کی سی حکومت کرے۔ اُن کے احسان کو
بول نہ کرے، اور مجرموں سے تجاوز نہ کرے۔

حجاج یوسف (انہیں صفات سے موصوف تھا، جو ابھی پیدا بھی نہیں ہوا تھا۔ اور اہل نجران کا واقعہ

اوپر بیان کیا ہی جاچکا ہے کہ ایک دفعہ گھوڑے کی سواری کرتے ہوئے آپ کی ران کھل گئی اور انہ
آپ کا تل یا مسّا دیکھ کر کہا یہی ہے وہ شخص جس کی صفت ہم اپنی کتاب (توراۃ) میں پاتے ہیں
زمین سے نکال دے گا۔ کعب احبار نے آپ سے کہا واللہ ہم آپ کی صفت کتاب اللہ میں
ہیں۔ آپ لوگوں کو ابواب جہنم سے روکتے ہیں۔ کعب احبار کہتے ہیں، جب آپ نے انتقال
تو لوگ ابواب جہنم کھولنے لگے۔

علامہ شیخ عبدالوہاب سبکی اپنی کتاب الشامل کے طبقات شافعیہ میں امام الحرمین سے ن
ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضؓ کے عہد میں زلزلہ آیا، آپ نے اللہ تعالٰے کی حمد و ثناء کی اور پھر
پر دُرّہ مار کر کہا قرار پکڑ۔ کیا میں تجھ پر عدل نہیں کرتا۔ زمین اُسی وقت ساکن ہوگئی۔ نیز اُسی کتا
کہ حبل کہف سے کبھی کبھی آگ نکلا کرتی تھی۔ اور جہاں تک پہنچتی تمام چیزوں کو جلا دیتی تھی۔ چ
حضرت عمر فاروق رضؓ کے زمانہ میں بھی نکلی۔ آپ نے ابو موسے اشعری یا تمیم مزاری کو کہا کہ وہ جا کر اُ
غار کے اندر داخل کر آئیں۔ چنانچہ وہ گئے اور چادر سے گھیر کر آگ کو غار میں داخل کر دیا ا
وہ کبھی نہیں نکلی۔

نیز علامہ موصوف کی کتاب الشامل میں ہے کہ ایک دفعہ آپ شام کی طرف لشکر بھیج
تھے کہ ایک گروہ آپ پر پیش کیا گیا۔ آپ نے اعراض کیا۔ پھر پیش کیا گیا، پھر اعراض کیا۔ تیسری
پیش کیا گیا، آپ نے پھر اعراض کیا۔ بالآخر معلوم ہوا کہ اُس میں قاتل عثمان رضؓ یا علی رضؓ ہے۔ کشف ا
میں ہے کہ ایک عجمی شخص مدینہ طیبہ میں آیا اور آپ کو دریافت کیا۔ کہا گیا، امیرالمومنین رضؓ اس وقت
ویرانہ مقام پر سو رہے ہوں گے۔ چنانچہ اُس نے آپ کو ڈھونڈا۔ تو ایک جگہ زمین پر آپ کو سو
پایا۔ کہنے لگا یہ تمام فتنۂ دنیا اسی کی ذات سے پیدا ہوا ہے میرے لیے اس کا قتل کرنا سہل
شمشیر بکف کی تھی کہ دونوں بازو سے دو شیر اُس کی طرف حملہ کرتے ہوئے دوڑے اور اُس نے فریا
آپ بیدار ہو گئے، اُس شخص نے واقعہ بیان کیا اور مشرف باسلام ہو گیا۔

شواہد النبوت میں مذکور ہے کہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے ایک شہر کی طرف لشکر بھیجا۔ ایک روز آ
یالبیکا، یالبیکا (حاضر ہوں حاضر ہوں) کی صدا بلند کی۔ کسی نے کچھ نہیں سمجھا کہ یہ معاملہ کیا ہے۔ جب ل
مدینہ واپس آیا اور امیر الجیش فتوحات گنوانے لگا۔ آپ نے کہا اسے رہنے دو۔ اُس شخص کا حال بیا
جسے تم نے پانی میں اُتارا تھا۔ امیر الجیش نے کہا واللہ اے امیرالمؤمنین رضؓ میں نے اُس کے ساتھ ایذا ر
قصد نہیں کیا تھا بلکہ میں اُس پانی کو معلوم کرتا تھا کہ یہ کس قدر گہرا ہے تاکہ ہم اُس سے عبور کر جائیں۔ ا
میں نے اُسے برہنہ کر کے اُس پانی میں اُتارا۔ چونکہ ہوا خنک تھی، سردی اُس کے جسم میں سرایت
اور وہ واعُمراہ فریاد کرنے لگا۔ اور بعد ازاں شدت سرما سے ہلاک ہو گیا۔ جب لوگوں نے یہ قصہ س
معلوم کیا کہ یالبیکا یالبیکا اُس مظلوم کی فریاد کا جواب تھا۔ اس کے بعد امیر الجیش سے کہا کہ اگر مجھے یہ خیا
ہوتا کہ میرے بعد یہ دستور قائم ہو جائے گا تو میں ضرور تمہاری گردن مار دیتا۔ جاؤ اس کی دیت اُس

...ں کو پہنچا دو۔ اور ایسا نہ کرو کہ دوبارہ میں تم کو اس طرح دیکھوں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ایک مسلمان کا قتل نزدیک بہت مال ضایع ہو جانے سے زیادہ گراں ہے۔ اور بھی شواہد النبوت میں مذکور ہے کہ ...نے آپ کی شہادت کے دن ہاتف غیبی سے یہ اشعار سُنے ؎

...بك على الاسلام من كان باكيا　　فقد او شكو هلكى وما قدم العهد

...دبرت الدنيا وادو بر خيرها　　وقد ملها من كان يومن بالوعد

پانچویں فصل

...امات سلوک کے اُن دقائق کا بیان جو امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان مبارک پر جاری ہوئے اور صوفیہ نے اپنی کتابوں میں اُن کی شرح کی ہے۔"

الاخلاص فی العمل

...اظ حدیث نے یحییٰ بن سعید سے انہوں نے محمد بن ابراہیم تیمی سے اُنھوں نے علقمہ بن وقاص لیثی سے ...کر کے بیان کیا ہے کہ علقمہ نے کہا میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منبر پر بیان کرتے سنا کہ ...نے کہا میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ کاموں کا انجام نیتوں ...۔ اور ہر شخص کو نیت کے موافق پھل ملے گا۔ پس جس نے خدا اور رسولؐ کے لیے ہجرت کی اُس کی ہجرت ...ر رسولؐ کے لیے ہے۔ اور جس نے حصول دنیا یا کسی عورت سے نکاح کرنے کے واسطے ہجرت کی، ...ی ہجرت انہی چیزوں کے لیے ہے۔ بعض اہل علم کا مقولہ ہے کہ یہ حدیث علم کا چوتھائی حصہ ہے۔

... مالک یحییٰ بن سعید سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن الخطاب فرمایا کرتے تھے کہ مسلمان کی بزرگی اس کا ...ہے۔ اور اس کا دین اس کا حسب ہے۔ اور اُس کی مروت اُس کا حُسن اخلاق ہے اور دلیری اور ...بُری خصلتیں ہیں۔ خدا جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔ بزدل تو اپنے ماں باپ سے بھی ڈر کر بھاگتا ہے ...اس شخص سے لڑ بیٹھتا ہے جو اُسے اپنے گھر تک نہیں جانے دیتا۔ اور قتل بھی ایک قسم کی موت ...ر شہید وہ شخص ہے جو خدا کی راہ میں مارا گیا۔

...مد بن حنبلؒ ابو العجفاء سے روایت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے حضرت عمرؓ کو بیان کرتے سُنا، کہ ...عورتوں کے مہر کو نہ بڑھاؤ۔ اور اس حدیث کو آخر تک بیان کیا یہاں تک کہ کہا: اور دوسری ...یہ ہے کہ تم لوگ اُس شخص کے بارے میں جو تمہاری لڑائیوں میں مارا جاتا ہے کہا کرتے ہو وہ شہید ہو گیا

...کو اسلام پر رونا ہو رو ے کیونکہ مسلمان ہلاکت کے قریب ہو گئے۔ حالانکہ ان پر ابھی زیادہ زمانہ نہیں گزرا۔ دنیا اور اُس کی ...نے منہ پھیر لیا اور دنیا سے وہ شخص ناخوش ہو گیا جو اس کو وعدہ سے بے خوف کر دیتا۔ ۱۲

حالانکہ اُس نے شائد اپنی سواری کی پُشت یا کنارہ کو تجارت کی تلاش میں سونے یا چاندی سے بھا
ہو۔ خبردار ایسا نہ کہا کرو بلکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح کہا کرو کہ جو شخص خدا کی راہ میں مارا گیا ہو یا مر گیا
وہ جنت میں ہے۔

احمد بن حنبل نے ابو فراس سے روایت کی ہے کہ عمر بن خطابؓ نے ایک خطبہ میں بیان کیا ک
لوگو ہم اُس وقت تمہاری حقیقت جانتے تھے جب کہ ہمارے سامنے نبی کریم صلے اللہ علیہ
موجود تھے اور جب وحی اُترتی تھی اور اللہ تعالےٰ ہم کو تمہاری حالتوں سے خبردار کرتا رہتا تھا
ہو جاؤ اب نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم چلے گئے اور وحی کا اُترنا بند ہو گیا۔ اب ہم تم کو صرف اسی
سے پہچان سکتے ہیں جس کو ہم تم سے بیان کرتے ہیں کہ تم میں سے جو شخص بھلائی کو ظاہر کرے گ
اُس کو بھلا سمجھیں گے اور اس کو اس کے واسطے پسند کریں گے۔ اور جو ہمارے سامنے برائی
کرے گا ہم اُس پر برائی کا گمان کریں گے اور اُس کو اُس کے لیے ناپسند کریں گے۔ تمہار
تمہارے اور خدا کے درمیان ہیں۔ سُنو! مجھ پر ایسا وقت بھی گذرا ہے کہ میں خیال کرتا
جو شخص قرآن پڑھتا ہے وہ خدا کا اور خدا کے ثواب کا ارادہ کرتا ہے۔ لیکن پھر مجھے یہ بھی
ہوا کہ کچھ لوگ قرآن پڑھنے سے ان چیزوں کا ارادہ کرتے ہیں جو آدمیوں کے پاس ہیں۔ سو تم
خدا ہی کے لیے پڑھو اور اپنے عملوں سے بھی اُسی کے خوش کرنے کی کوشش کرو۔

ابو طالب مکی بیان کرتے ہیں کہ عمر بن خطابؓ نے فرمایا کہ بہترین اعمال فرائض کا ادا کرنا
منہیات سے بچنا اور جو کچھ خدا کے پاس ہے اس کی سچی نیت کرنا ہے۔

ابو طالب مکی نے سعد بن ابی ہریرہ سے روایت کی ہے کہ عمر بن خطابؓ نے ابو موسے اش
کو لکھا کہ جس کی نیت خالص ہو خدا اُس کو ان باتوں سے بچا لیتا ہے جو اُس کے اور لوگوں کے در
میں ہیں۔ اور جو لوگوں کے واسطے خود کو ایسی باتوں سے آراستہ کرتا ہے کہ خدا اُس کو اُ
خلاف جانتا ہے، تو خدا اُس کو بھلا دیتا ہے۔ اب تمہارا کیا ارادہ ہے۔

ابو طالب عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے کہا ہم ڈرتے ہیں کہ ہمیں ریا کا خوف
نو حصوں میں داخل نہ کر دے۔ ابو طالب نے اس کلام کی تفسیر کی ہے کہ بہت سے عمل ر
خوف سے چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔ اور ریا کے خوف سے عملوں کا چھوڑ دینا یہ بھی ریا ہے۔

مراقبہ

مسلمؒ نے جبرئیلؑ کی حدیث میں عمرؓ سے روایت کی ہے کہ ایک سائل نے پوچھا عمل کی خوبی
نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ تم خدا کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا تم خدا کو د
ہو۔ اگر اس طرح نہ ہو سکے کہ تم اس کو دیکھتے ہو تو اتنا خیال تو ہو کہ وہ تم کو دیکھتا ہے۔

⁂ ⁂ ⁂

استقامت

ابوطالب مکی بیان کرتے ہیں کہ عمرؓ جس وقت آیت: "ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا" پڑھتے
نے کہ کچھ لوگوں نے اس کو کہا پھر بدل گئے۔ اور استقامت پر وہ شخص ہے جو ظاہر و باطن سختی و
میں خدا کے حکم پر قائم رہے اور خدا کے بارے میں ملامت کرنے والوں کی ملامت سے نہ ڈرے
وسری مرتبہ فرمایا کہ خدا کی قسم استقامت پر وہ شخص ہے جو اپنے مالک کے واسطے ثابت قدم
ہے اور لومڑیوں کی سی مکاری نہیں کی۔

صبر

امام غزالیؒ بیان کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوموسیٰ اشعری کو لکھا کہ تم صبر اختیار کرو۔ اور
لو کہ صبر دو طرح کا ہے ایک دوسرے سے افضل ہے۔ مصیبتوں میں صبر کرنا اچھا ہے، مگر اس سے
ہ اچھا اُن چیزوں سے صبر کرنا ہے جن کو خدا نے حرام کیا ہے۔ آگاہ ہو ایمان کا مدار صبر پر ہے۔ اس وجہ
کہ تقویٰ تمام نیکیوں سے اچھا ہے اور تقویٰ صبر ہی سے ہے۔

امام غزالیؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ صبر کرنے والوں کے لیے
چھا ہے عدلان اور کیا اچھا ہے علاوہ۔ عدلان سے مراد صلوٰۃ اور رحمت اور علاوہ سے مراد ہدایت ہے
ں سے آیت کریمہ "اُولٰئک علیہم صلوات من ربہم و رحمۃ و اولٰئک ہم المہتدون" کی طرف اشارہ ہے۔

شکر

ابو عمرؓ حضرت عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے اپنے آخری حج سے واپسی میں فرمایا، الحمد
ر لا الہ الا اللہ۔ وہ جس کو جو چاہتا ہے دیتا ہے۔ میں اس میدان ضجنان میں خطاب کے اونٹ چرایا
تھا۔ اور وہ بہت ہی سخت گیر تھے۔ جب میں کام کرتا تھا مجھکو تھکا دیا کرتے تھے۔ اور جب کوتاہی
ا تھا تو مارتے مجھے۔ اور اب صبح سے شام اور شام سے صبح ہو جاتی ہے مگر میرے اور خدا کے
یان کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس سے میں ڈرتا ہوں۔ پھر ان مثالیہ اشعار کو پڑھا:۔ ؎

لاشئ مما ترلے تبقی بشاشتہ   یبقی الالہ ویودی المال والولد
لم تغن عن ہرمز یوماً خزائنہ   والخلد قد حاولت عاد فما خلدوا
این الملوک التی کانت بعزتہا   من کل اوب الیہا وافدٌ یفد
ولا سلیمان اذ تجری الریاح لہٗ   والانس والجن فیما بینہا برد
حوض نہالک مورود بلا کذب   لا بد من وردہ یوماً کما وردوا

نہ:۔ جو کچھ تم دیکھتے ہو ان میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس کی تر و تازگی باقی رہے۔ خدا باقی ہے
ر مال و اولاد ہلاک ہو جائے گی۔ ہرمز کے خزانے اُس کو ایک دن بھی نہ بچا سکے۔ اور عاد نے

ہمیشہ رہنا چاہا مگر نہ رہ سکے اور نہ سلیمان ہی بچ سکے جب کہ اُن سے ہوائیں چلتی تھیں اور جن و انس اُن کے درمیان اُترتے تھے۔ کہاں ہیں وہ پادشاہ جن کی عزت کی وجہ سے اُن کے پاس طرف سے وفد آیا کرتے تھے۔ یہاں ایک حوض ہے جس میں اُترنا یقینی ہے۔ اس میں ہم کو ضروری اُترنا ہے۔ جیسا کہ اگلے اُترے۔

امام غزالی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ میں کسی بلا میں نہیں مبتلا ہوا خدا کی۔ اس میں چار نعمتیں تھیں۔ ایک یہ کہ وہ مصیبت دین کے متعلق نہ تھی۔ دوسرے یہ کہ تھی اس سے بڑی نہ تھی۔ تیسرے یہ کہ میں اس میں رضائے الٰہی سے محروم نہیں ہوا۔ چو کہ مجھ کو اس پر ثواب کی اُمید تھی۔

اُخروی عذاب کا خوف

ابو عمر روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ کی وفات کا وقت آیا، آپ اپنے بیٹے عبداللہ کی گو سر رکھے ہوئے فرماتے تھے، ظلوم لنفسی غیر انی مسلم ؛ اصلی الصلوٰۃ کلھا واصوم۔ یعنی میں اپنی جان پر بڑا ظلم کرنے والا ہوں مگر میں مسلمان ہوں۔ سب نمازوں کو ادا کرتا ہوں اور روزے رکھتا ہوں۔

امام بخاری سور بن مخرمہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نیزہ لگا رنجیدہ ہوئے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے تسلی کے لیے آپ سے کہا کہ اے امیر المومنین اس قدر نہ کیجیے۔ آپ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اور اُن کا اچھا ساتھ دیا۔ یہاں تک کہ وہ آ خوش گئے۔ پھر آپ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ رہے اور اُن کی صحبت بھی خوب نباہی او بھی آپ سے خوش گئے۔ پھر آپ نے اُن کے ساتھیوں کا ساتھ دیا اور خوبی سے نباہا۔ بخدا اگر آ اُن سے جدا ہوں گے تو وہ سب آپ سے خوش ہوں گے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جو تم نے خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت و خوشنودی کا ذکر کیا، تو یہ خدا قدوس کا احسان تھا۔ اور ایسے نے ابوبکرؓ کی رفاقت اور خوشی کو بیان کیا وہ بھی خدائے برتر کا فضل تھا۔ لیکن جو تم میرا اضطراب دیکھ یہ تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے لیے ہے۔ خدا کی قسم اگر میرے پاس زمین بھر سونا ہوتا تو بھی کو عذاب الٰہی دیکھنے سے پہلے اُس کی عوض میں دے دیتا۔

امام غزالی بیان کرتے ہیں کہ عمرؓ جب اذا الشمس کورت پڑھتے تو واذا الصحف نشرت تک پہنچ کر ہو کر گر پڑتے۔ امام غزالی بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمرؓ کا ایک شخص کے مکان پر گذر نماز میں سورہ طور پڑھ رہا تھا۔ آپ سننے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ جب وہ "ان عذاب ربک لواقع" پہنچا۔ آپؓ اپنی سواری سے اُتر کر دیوار کا سہارا لے کر دیر تک کھڑے رہے۔ اور مکان پر آ مہینہ بھر بیمار رہے۔ لوگ اعادت کے لیے آتے تھے، مگر یہ نہ جانتے تھے کہ مرض کیا۔

٭ ٭ ٭

دنیاوی عذاب کا خوف

احمد بن حنبل حضرت عثمان غنیؓ کے غلام فروخ سے روایت کر کے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ اپنے
زمانہ خلافت میں ایک دن مسجد نبویؐ کی طرف گذرے۔ غلہ پھیلا ہوا دیکھ کر پوچھا یہ کیسا غلہ ہے؟ لوگوں نے
جواب دیا کہ یہ ہم لوگوں کے واسطے آیا ہے۔ آپؓ نے فرمایا خدا اس غلہ میں اور اس کے لانے والے میں
برکت عنایت فرماوے لوگوں نے عرض کیا کہ یا امیرالمؤمنینؓ یہ غلہ رُکا ہوا ہے۔ آپ نے پوچھا کس نے روکا
ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ حضرت عثمانؓ کے غلام فروخ اور عمرو کے غلام نے روک رکھا ہے۔ آپؓ نے
دونوں کو بلوایا اور پوچھا تم نے غلہ کیوں روکا؟ انہوں نے جواب دیا کہ یا امیرالمؤمنینؓ ہم اپنے داموں سے مول
لیتے ہیں اور بیچتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ جو شخص
مسلمانوں پر غلہ کو روک رکھے گا خدا اُس کو مفلسی یا جذام میں مبتلا کرے گا۔ فروخ نے اُسی وقت کہا کہ یا امیرالمؤمنینؓ
میں خدا سے اور آپ سے عہد کرتا ہوں کہ میں پھر کبھی غلہ نہ بھروں گا۔ لیکن عمرو کا غلام اپنی پہلی بات پر کہ
ہم اپنے مال سے خریدتے ہیں، اور جس طرح چاہتے ہیں فروخت کرتے ہیں۔" اڑا رہا۔ ابو یحییٰ بیان کرتے
ہیں کہ میں نے اسکو مجذوم دیکھ لیا۔

سنگدلی سے ڈرنا

امام غزالی بیان کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے تھے کہ دلوں پر مُہر لگانے والا فرشتہ عرش کے
ستون سے معلق ہے۔ جب حرمات کی پردہ دری اور حرام چیزیں حلال کر لی جاتی ہیں تو خدا اُس فرشتے کو
بھیجتا ہے اور دلوں پر مُہر لگا دیتا ہے۔

خوفِ خدا: امام غزالی لکھتے ہیں کہ عمرؓ نے ایک دن ایک تنکا زمین سے اُٹھالیا اور کہا کاش میں یہ
تنکا ہوتا۔ کاش مجھے میری ماں نہ جنتی۔

خوف و رجا!

امام غزالی نے لکھا ہے کہ عمرؓ کہتے تھے کہ اگر ندا دی جائے کہ تمام آدمی دوزخ میں داخل ہوں سوا
ایک شخص کے، تو میں امید کروں گا کہ وہ میں ہی ہوں۔ اور اگر ندا دی جائے کہ سب آدمی جنت میں داخل
ہوں لیکن ایک رہ جائے تو میں ڈروں گا کہ وہ بد نصیب میں ہی ہوں۔

خدا سے ڈرنے کی نشانی!

امام غزالی بیان کرتے ہیں کہ عمرؓ نے کہا کہ جو خدا سے ڈرتا ہے انتقام نہیں لیتا ہے۔ اور جو خدا
سے ڈرتا ہے تو جو چاہتا ہے نہیں کرتا ہے۔ اور اگر قیامت نہ ہوتی تو موجودہ حالت کے
خلاف ہوتا۔

بغیر لالچ و ڈر کے بندگی کرنا

ابو طالب مکی بیان کرتے ہیں کہ عمر رضؓ نے کہا خدا صہیب پر رحم کرے، وہ ایسے تھے کہ اگر خدا سے نہ بھی ڈرتے تو بھی اُس کی نافرمانی نہ کرتے۔ ابو طالب کہتے ہیں کہ صہیب نے خدا کی محبت میں گناہ چھوڑے نہ کہ امید و بیم سے

زُہد کے فائدے

امام غزالی بیان کرتے ہیں کہ عمر رضؓ نے فرمایا کہ دُنیا کے چھوڑنے میں دل کا چین اور بدن کی راحت ہے

مال جمع کرنے کی آفتیں

ابو طالب مکی بیان کرتے ہیں کہ عمر رضؓ ایک بلند مکان کے پاس سے گذرے، اور فرمایا روپیہ بے سر نکلے نہیں رہتا ہے۔

محاسبہ!

امام غزالی فرماتے ہیں کہ عمر رضؓ نے ابو موسیٰ اشعری کو لکھا کہ تم اپنے نفس کا حساب حالتِ آسانی میں مثل سختی کے کیا کرو۔ نیز امام غزالی فرماتے ہیں کہ عمر رضؓ نے فرمایا کہ حساب سے پہلے اپنا حساب کر لو اور اعمال تولے جانے سے پہلے خود اُن کو تول لو۔ اور بڑی پیشی کے واسطے تیار ہو رہو۔

امام غزالی بیان کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعب احبار سے پوچھا کہ تم خدا کی کتاب میں ہمارا کیسا حال پاتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ زمین کے بادشاہ کو آسمان کے بادشاہ سے ہلاکت ہے حضرت عمر رضؓ نے کوڑہ تان کر کہا "مگر جس نے اپنے نفس کا حساب کر لیا"۔ کعب احبار نے کہا اے امیر المومنین رضؓ خدا کی قسم یہ فقرہ توریت میں اسی کے پاس ہے اور دونوں میں ایک حرف کا بھی فصل نہیں ہے۔

عمل کو حقیر جاننا

امام بخاری نے ابو ہریرہ سے انہوں نے عامر بن ابی موسےٰ سے روایت کی ہے کہ عامر نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن عمر رضؓ نے مجھ سے پوچھا تم جانتے ہو کہ میرے والد نے تمہارے والد سے کیا کہا تھا؟ عامر نے جواب دیا کہ نہیں۔ عبد اللہ نے کہا کہ میرے والد نے تمہارے والد یعنی ابو موسےٰ سے کہا تھا کہ کیا تم کو یہ بات پسند ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمارا ایمان لانا اور آپ کے ساتھ ہمارا ہجرت کرنا اور آپؐ کے ہمراہ شریک ہونا اور جتنے کہ ہمارے کام آپؐ کے سامنے ہوئے ہیں وہ ثابت رہیں اور جو کام ہم نے آپؐ کے بعد کیے ہیں اُن سے ہمارا چھٹکارا ہو جائے اور نیکی اور برائی برابر برابر اُتر جائیں۔ تمہارے والد نے میرے والد سے کہا کہ خدا کی قسم ہم نہ پسند کریں گے۔ ہم نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جہاد کیے ہیں اور نمازیں پڑھی ہیں اور روزے رکھے ہیں۔ اور بہت کچھ نیکیاں کی ہیں اور ہمارے

، پر بہتوں نے اسلام قبول کیا اور ہم اُن سب کے ثواب کے امیدوار ہیں۔ عبداللہ کہتے ہیں میرے
نے کہا خدا کی قسم میں تو دوست رکھتا ہوں کہ آپ کے سامنے کے عمل ثابت رہیں اور آپ کے بعد
ہم نے کیا ہے اُس سے بالکل نجات پا جائیں۔ عامر کہتے ہیں کہ میں نے کہا خدا کی قسم تمہاری والد
، والد سے بہتر تھے۔

توکّل

حمد بن حنبل نے ابوتمیم جیشانی سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے حضرت عمرؓ سے سُنا وہ کہتے
ہیں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اگر تم خدا پر پورا بھروسہ کرتے تو تم کو پرندوں
طرح روزی پہنچاتا۔ کہ وہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو شکم سیر ہو کر لوٹتے ہیں۔

توکّل مع اسباب

م مالکؒ نے سرغ کے قصہ میں بیان کیا ہے کہ وبا کی وجہ سے جب حضرت عمرؓ کی رائے شام سے
ں ہونے میں پختہ ہو گئی، تو ابوعبیدہ نے کہا کہ کیا تقدیر الٰہی سے بھاگتے ہو۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا
عبیدہ تم کو ایسا کہنا زیبا نہیں۔ ہاں ہم تقدیر سے تقدیر ہی کی طرف بھاگتے ہیں۔ تم ہی بتاؤ کہ اگر
ے پاس اونٹ ہوں اور تم ایک میدان میں اُترو کہ جس کے دو کنارے ہیں ایک سرسبز، دوسرا
۔ اگر تم سرسبز حصہ میں اونٹوں کو چراؤ گے تو وہ بھی خدا کی تقدیر سے ہے اور اگر خشک حصہ میں چراؤ گے
ی خدا ھی کی تقدیر سے ہے۔

لا رد ولا کد!

(نہ واپسی اور نہ طلب)

بن حنبل نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا میں نے عمرؓ سے سنا وہ کہتے
ی کریم صلے اللہ علیہ وسلم مجھے عطیہ دیتے۔ میں کہتا کہ جو مجھ سے زیادہ اس کا حاجت مند ہو اُسے
چنانچہ آپ نے مجھے ایک مرتبہ مال عنایت کیا میں نے کہا جو مجھ سے زیادہ اس کا محتاج ہو،
عنایت فرمائیے۔ آپؐ نے فرمایا اس کو لو اور مالدار بنو اور اس سے صدقہ دو۔ اور جو مال تمہارے
ر انتظار اور سوال کے آوے اُسے لے لو اور جو اس طرح نہ ملے اُس کا پیچھا نہ کرو۔

خواہش کو چھوڑ دینا

طالب مکی بیان کرتے ہیں کہ عمر بن خطابؓ سے مروی ہے کہ وہ کہتے تھے، میں سختی و نرمی کی کچھ
یں کرتا ہوں۔

یعنی اخوت: ابوطالب نے عمرؓ اور اُن کے صاحبزادے سے روایت کی ہے (اس حدیث

میں دونوں کے الفاظ مل گئے ہیں) کہ اگر کوئی شخص رکن اور مقام ابراہیم کے پاس پاؤں جوڑ کر کھڑا
تمام عمر خدا کی عبادت کرتا رہے دن بھر روزے رکھے اور رات بھر نماز پڑھے اس کے بعد خدا
ملے اور اس کے دل میں اولیاء اللہ کی دوستی اور دشمنان خدا کی دشمنی نہ ہو تو اس کو یہ عبادت کچھ
ابو طالب نے عمر سے روایت کی ہے کہ بعض مسلمان بوڑھے ہو جاتے ہیں اور نہ اللہ کے دو
سے دوستی کرتے ہیں اور نہ کسی دشمن خدا سے دشمنی کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ بہت بڑا نقص ہے
ابو طالب نے حضرت عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ اسلام کے بعد نیک دوست سے بہتر کو
نہیں ہے۔ ابو طالب مکی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کہا کرتے تھے کہ جب تم کسی کی ط
محبت کو محسوس کرو تو اس کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ کیونکہ دوست بہت ہی کم ملتے ہیں۔

بھائیوں پر بڑائی کا خیال نہ کرنا

ابو طالب مکی بیان کرتے ہیں کہ عمر بن خطابؓ کے پاس یمن سے چادریں آئیں، آپ نے
صحابہ میں تقسیم کر دیا اور جمعہ کے دن انہیں چادروں کا ایک حلہ پہنے ہوئے منبر پر چڑھے (دو
ایک طرح کے ہوں اس کو عرب حلہ کہتے ہیں اور یہ ان کے یہاں بہترین لباس تھا) اور فرمایا
پھر نصیحت کرنی شروع کی۔ سلمان فارسی نے اُٹھ کر کہا خدا کی قسم نہ سنیں گے خدا کی قسم نہ سنی
عمرؓ نے پوچھا کیوں؟ سلمان نے جواب دیا کہ تم نے ہمیں ایک چادر دی اور تم دو چادریں پہن کر
تم دنیا کی چیزوں میں ہم پر بڑھتے ہو۔ حضرت عمرؓ نے مسکرا کر فرمایا کہ اے ابو عبداللہ خدا تم پر رحم
تم نے جلدی کی۔ بات یہ ہے کہ میں نے اپنے پرانے کپڑے دھوئے تھے، اس لیے اپنے
عبداللہ سے چادر لے کر اپنی اور اس کی دونوں چادریں ملا کر پہن لیں۔ سلمان نے کہا ا
سنیں گے۔

اپنے ساتھیوں سے اپنے عیب دریافت کرنا

ابو طالب روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے خطبہ میں کہا کہ میں قسم دلا کر پوچھتا ہوں کہ جو شخص مجھ میں کسی ع
جانتا ہو مجھے آگاہ کر دے۔ ایک جوان نے کھڑے ہو کر کہا تم میں دو عیب ہیں۔ آپ نے پوچھا خدا
کرے وہ کیا ہیں؟ اس نے بیان کیا کہ تم دو چادریں لٹکا کر چلتے ہو اور ایک وقت میں دو طرح کا سا
ہو۔ راوی کہتا ہے کہ پھر مرتے دم تک نہ کبھی دو چادروں کو لٹکا کر چلے اور نہ کبھی دو طرح کا سالن ا
میں کھایا۔

ناصح کی بات کو ماننا اگرچہ وہ سختی سے کہے

ابو عمر بیان کرتے ہیں کہ ابو موسیٰ نے دس لاکھ درہم بھیجے۔ آپ نے اس کو تقسیم کر دیا۔ کچھ بچ ر

ب ہونے لگا کہ کہاں صرف کیا جائے۔ آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ میں حمد و ثنا کے بعد کہا کہ لوگو آدمیوں
نوق نکالنے کے بعد جو کچھ بچ رہا ہے اُس کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ صعصعہ بن صوحان نامی ایک نوجوان
ڑے ہو کر کہا یا امیر المؤمنین رض مشورہ اُس بارے میں کیا جاتا ہے جس کے متعلق خدا نے حکم نہ بیان کیا ہو۔
بس کا حکم خدا نے بیان کر دیا ہے اُس کو انہیں مقاموں پر صرف کرنا چاہیے جیسا کہ خدا نے بیان کر دیا۔ آپ
مایا تم سچ کہتے ہو۔ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔

سہروردی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رض نے ایک مجمع میں بیان کیا جس میں مہاجرین و انصار موجود
لہ اگر میں بعض امور میں آسانی کر دوں تو تم کیا کرو؟ ہم چُپ رہے۔ آپ نے دو تین مرتبہ یہی کہا۔ بشر بن
نے کہا اگر تم ایسا کرو تو ہم تم کو مثل تیر کے سیدھا کر دیں۔ عمر رض نے کہا تم ایسے ہی ہو تم ایسے ہی ہو۔

ساتھیوں کے ساتھ تپاک

امام غزالی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ابو عبیدہ عمر بن خطاب رض سے راہ میں مل گئے۔ انہوں نے مصافحہ
ور اُن کے ہاتھ پر بوسہ دیا۔ اور دونوں باآواز رونے لگے۔

سہروردی بیان کرتے ہیں کہ عمر رض اور زبیر رض میں ایک مرتبہ دوڑ ہوئی۔ زبیر رض بڑھ گئے اور کہا خدا کی قسم میں
ت لے گیا۔ پھر دوبارہ دوڑ ہوئی، عمر رض سبقت لے گئے۔ اور کہا خدا کی قسم میں تم سے بڑھ گیا۔

فتنہ کے خوف سے یکجا رہنے کو چھوڑ دینا

حضرت عمر رض نے اپنے عاملوں کو لکھا کہ اپنے عزیزوں سے کہہ دو کہ ایک دوسرے سے ملاقات
یا کریں اور یکجا نہ رہیں۔

یادداشت ملفوظات

ابو طالب مکی اور امام غزالی نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رض نے سرداران افواج کو لکھا کہ مطیعان خدا
کہتے ہیں اُسے یاد رکھو کیونکہ اُن کے سچے حال ظاہر ہوں گے۔

رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت

محب طبری نے عبد اللہ بن ہشام سے روایت کی ہے کہ ہم نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اور
ٓپ عمر رض بن خطاب کا ہاتھ پکڑے تھے۔ عمر رض نے عرض کیا یا رسول اللہ جان کے سوا آپ مجھ کو ہر چیز سے
ہ عزیز ہیں۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم جب تک میں تم کو جان سے زیادہ محبوب نہ ہوں گا
ؤمن نہ ہو گے۔ عمر رض نے کہا خدا کی قسم اب آپ مجھ کو جان سے زیادہ محبوب ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
رمایا اب تم مؤمن کامل ہوئے۔

اللہ تعالیٰ مومن کی حفاظت کرتا ہے جب اُس کی نیت درست ہوتی

ابوبکرؓ نے عاصم بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ مومن کی حفاظت کرتا عاصم بن ثابت بن افلح نے نذر مانی تھی کہ نہ وہ مشرک کو چھوئیں اور نہ مشرک اُن کو چھوئے۔ تو جیسا وہ مشرکوں چھونے سے زندگی میں باز رہے ویسا ہی خدا نے مرنے کے بعد اُن کو مشرکوں کے چھونے سے بچالیا۔

احوال کی سچائی اور جھٹائی!

ابوبکرؓ نے حجیر بن ربیعہ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا عمرؓ نے اپنے سر کو ابروؤں تک چھپایا اور کہا برائی اسی طرح ہے پھر اپنے سر کو کھول دیا۔ اور کہا آگاہ ہو نیکی اس طرح ہے۔ یعنی سچے حال کے ہر وقت بڑھتے رہتے ہیں اور جھوٹے حال کے آثار ہر وقت کم ہوتے رہتے ہیں۔

اعمال کے مراتب باعتبار احوال کے ہیں

احمد بن حنبل نے نضالہ بن عبید سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے عمر بن خطاب سے وہ کہتے تھے میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ شہداء تین قسم کے ہیں۔ ایک وہ کہ جس کا بہت عمدہ ہے۔ خدا کے دشمن سے لڑا اور خدا کی تصدیق کرتا رہا یہاں تک کہ وہ شہید ہو گیا۔ اسی شخص قیامت میں گردنیں اُٹھیں گی۔ اس وقت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اتنا سر مبارک اٹھایا کہ (را کرتا ہے) آپؐ کی یا حضرت عمرؓ کی کلاہ مبارک گر گئی۔ دوسرا وُہ جس کا ایمان تو قوی ہے۔ لیکن وہ دشمن اس طرح لڑا کہ گویا دشمن کی پیٹھ کو خاردار شاخ سے مار رہا ہے کہ اچانک اُس کے تیر آلگا اور وہ شہید ہو دوسرے درجہ میں ہے۔ تیسرا وُہ ہے جس کے اچھے اور بُرے عمل ملے ہوئے ہیں وہ دشمنِ خدا سے اور خدا کی تصدیق کرتا رہا۔ یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔

پیوند لگا کپڑا پہننا

امام مالک اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے وہ انس سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمرؓ کو زمان میں مونڈھوں پر تین تین پیوند اوپر تلے لگائے دیکھا ہے۔

کشف المحجوب میں لکھا ہے کہ عمرؓ سے منقول ہے کہ بہترین کپڑا وہ ہے جس کا بار کم ہو۔

خلق پر رحم

ابواللیث بیان کرتے ہیں کہ شعبی نے عمر سے روایت کی ہے کہ عمر نے کہا خدا اس پر رحم نہیں کرتا دوسروں پر رحم نہیں کرتا۔ اور اُس کو معاف نہیں کرتا جو اوروں کو معاف نہیں کرتا۔ اور اس شخص

یں قبول کرتا جو توبہ نہیں قبول کرتا ہے۔

وجد

اوپر بیان ہو چکا ہے کہ عمرؓ کا ایک شخص کے مکان پر گذر ہوا جو نماز میں سورت طور پڑھ رہا تھا۔ آپ بر گئے۔ آخر حدیث تک۔ جوش۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک کسی معنی کے احساس کا جوش، دوسرے جو جذبہ الٰہی سے پیدا ہو۔

ابو عمر بیان کرتے ہیں کہ اُحد کے دن عمر نے اپنے بھائی زید سے کہا کہ تم میری زرہ لے لو۔ انہوں کہا جس کو تم چاہتے ہو (یعنی شہادت) اُسی کو میں بھی چاہتا ہوں۔ اور دونوں اس زرہ کو چھوڑ دیا۔

کلا بادی بیان کرتا ہے کہ صلح حدیبیہ میں جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کیا گیا تو عمرؓ پر ت اسلام غالب آئی اور جھپٹ کر ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے۔ اور کہا کیا یہ خدا کے رسول نہیں ؟ ابو بکرؓ نے جواب دیا ہاں ہیں۔ عمرؓ نے پوچھا کیا ہم مسلمان نہیں ہیں ؟ ابو بکرؓ نے کہا ہاں ہیں۔ نے کہا پھر کیوں ہم اپنے دین میں ذلت کو اختیار کریں۔ ابو بکرؓ نے کہا کہ آپؐ کی اطاعت کرو گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ خدا کے رسولؐ ہیں۔ عمرؓ نے کہا میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ خدا کے لؐ ہیں۔ لیکن اُن کا جوش کم نہ ہوا یہاں تک کہ وہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور طرح ابو بکرؓ سے گفتگو کی تھی اُسی طرح آپؐ سے گفتگو کی۔ اور آپؐ نے بھی مثل ابو بکرؓ کے ب دیا۔ یہاں تک کہ آپؐ نے فرمایا میں خدا کا بندہ اور اُس کا رسولؐ ہوں۔ نہ میں اُس کے حکم خلاف کروں گا اور نہ وہ مجھے ضایع کرے گا۔ راوی کہتا ہے کہ عمرؓ کہتے تھے میں نے اپنی اس ت پر اُس وقت سے برابر روزہ رکھنا، صدقہ دینا، غلام آزاد کرنا اور نماز پڑھنا شروع کیا۔ یہاں ک کہ مجھ کو بہتری کی اُمید ہو گئی۔ اور ایسا ہی عمر کا وہ اعتراض جو اُنہوں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم بد اللہ بن ابی کے نماز جنازہ پڑھانے پر کیا تھا۔ عمرؓ کہتے ہیں کہ میں پلٹ کر آپ کے سینہ کی سامنے ا ہو گیا اور کہا یا رسولؐ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیا آپ اس شخص پر نماز پڑھیں گے ؛ حالانکہ اُس نے ں دن ایسا ایسا کہا تھا۔ اور اُس کے واقعات گنانا شروع کیے۔ یہاں تک کہ آپ نے فرمایا اے عمرؓ یرے سامنے سے ہٹ جاؤ مجھے اختیار دیا گیا ہے اس وجہ سے میں نے اختیار کیا اور آپؐ نے پڑھائی۔ عمرؓ کہتے تھے مجھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر جرارت کرنے سے تعجب ہوتا ہے۔

سماع

ابو عمر خوات بن جبیر سے روایت کرتے ہیں کہ ہم عمر بن خطابؓ کے ساتھ حج کو ایک قافلے میں چلے ں میں ابو عبیدہ بن جراح اور عبد الرحمٰن بن عوف بھی تھے۔ لوگوں نے کہا ضرار کے اشعار سناؤ۔ ت عمرؓ نے کہا کہ ابو عبد اللہ کو چھوڑ دو۔ وہ اپنے ہی اشعار سناویں۔ وہ کہتے ہیں میں برابر اشعار سناتا ہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ عمرؓ نے کہا اب خاموش ہو جاؤ صبح ہو گئی۔

روضۃ الاحباب میں جابر بن عبداللہ سے منقول ہے کہ امیر المومنین حضرت عمرؓ کا گذر ایک رات ایک
ایک خیمہ کے پاس سے ہوا، اُس جگہ سے ایک دردناک آواز آتی تھی کہ۔ علیٰ محمد صلوٰۃ الابرار؛ صلے علیہ
المصطفون الاخیار؛ قد کنت قواما ابکار الاسحار؛ یالیت شعری والمنایا اطوار؛ ہل یجمعن وحبی الدار؛
ترجمہ۔ نیکوں کا درود محمدؐ پر ہو، ان پر برگزیدہ بہترین لوگوں نے درود بھیجا ہے۔ میں صبح کے وقت بہت
نماز گزار تھا۔ کاش میں جان جاتا۔ حالانکہ موتیں گوناگون ہیں کہ میں اور میرا دوست یکجا ہوں گے ؛
امیر المومنینؓ پر گریہ غالب آگیا اور باآواز بلند رونے لگے۔ اور دوبارہ ان اشعار کو پڑھوایا۔ اور رقت آ
اور کہا عمر کا نام بھی ان اشعار میں داخل کر دو۔ اُس نے کہا۔ و عمر فاغفر لہ یا غفار؛ یعنی اے غفار عمرؓ کو بخش دے

چھٹی فصل

جس طرح نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کی تربیت کی تھی، اُسی طرح امیر المومنین عمرؓ بن الخطاب
اپنی رعیت کو درست کرتا؛

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔ "ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ" یعنی وہ اُن کو پاک کرے اور اُن کو کتاب
حکمت سکھائے"۔ یہ درستی کبھی واجب و مستحب کے حکم سے ہوتی ہے اور کبھی حرام اور مکروہ سے پاک
منع کرنے سے، اور کبھی باطن کو بُری عادات سے پاک کرنے اور عمدہ اخلاق سے آراستہ کرنے کی ہدا
سے اور کبھی صرف تاثیر صحبت سے اور کبھی حاضرین کو خطاب کرنے اور غائب کو تحریر سے۔ نبی کریم صلے
علیہ وسلم نے عمر بن خطابؓ کی درستگی میں بہت توجہ کی ہے۔ منجملہ اس کے یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے
بن خطاب سے فرمایا جبکہ انہوں نے عباس بن عبدالمطلب سے صدقات کے لینے میں سختی سے کلام
کہ اے ابن خطاب کیا تم نہیں جانتے کہ چچا مثل باپ کے ہوتا ہے۔

اور منجملہ اس کے یہ ہے کہ دارمی نے جابرؓ سے روایت کی ہے کہ عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول
خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس توریت کا ایک نسخہ لیے ہوئے آئے اور کہا یہ توریت ہے۔ آپ نے
کیا۔ عمر پڑھنے لگے اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک متغیر ہوا جاتا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے
اے عمر تم کو تمہاری ماں گم کردے کیا تم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس کی حالت نہیں د
عمر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک دیکھ کر کہنے لگے میں خدا اور رسولؐ کے غضب سے پناہ مانگ
میں خدا کی ربوبیت اور دین اسلام اور محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے راضی ہوگیا۔ رسول
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر موسےٰؑ تمہارے واسطے ظاہر ہوتے اور تم مجھے چھوڑ کر اُن کی پیروی کرتے
سیدھی راہ سے گمراہ ہو جاتے۔ اور اگر موسےٰؑ زندہ ہوتے اور میری نبوت کو پاتے تو وہ بھی میری
کرتے۔

امام بخاریؒ نے ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ

، پاس بیٹھا تھا کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا کپڑا اُٹھائے ہوئے آئے یہاں تک کہ اُن کے گھٹنے کھل گئے۔
ضورِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے ساتھی نے لڑائی کی ہے۔ ابوبکرؓ نے سلام کیا اور کہا میرے
ر ابن خطاب کے درمیان کچھ جھگڑا تھا۔ میں نے اُن کی طرف جلدی کی اور پھر میں نادم ہوا اور اُن سے
انی چاہی۔ اُنہوں نے انکار کیا، میں آپؐ کے پاس حاضر ہوا ہوں۔ پھر عمرؓ نادم ہوئے اور ابوبکرؓ کے
ان پر گئے۔ دریافت کیا کہ یہاں ابوبکرؓ ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا نہیں۔ وُہ بھی نبی کریم صلے اللہ علیہ
لم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام کیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارکؐ کا رنگ بدلنے
ا یہاں تک کہ ابوبکرؓ خوف سے زانو پر گر پڑے۔ اور دو بار کہا کہ زیادتی میری تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ
یہ وسلم نے فرمایا خدا نے مجھے مبعوث کیا۔ تم لوگوں نے میری تکذیب کی اور ابوبکر نے میری تصدیق
ی۔ اور اپنے مال و جان سے میری غمخواری کی۔ آیا تم لوگ میری خاطر سے میرے صاحب کو
ھوڑ دو گے؟ اس کلام کو آپؐ نے دو دفعہ ارشاد فرمایا۔ اس واقعہ کے بعد پھر کبھی کسی نے ابوبکرؓ کو
لیف نہیں دی۔

امام بخاری ابن ابی ملیکہ سے روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے کہا قریب تھا کہ دو بہترین لوگ
ی ابوبکرؓ و عمرؓ ہلاک ہو جائیں۔ جس وقت بنی تمیم کا قافلہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس
یا۔ ان دونوں نے اپنی آوازوں کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بلند کیا۔ ایک نے اقرع بن
بس مجاشعی کی نسبت رائے دی۔ دوسرے نے کسی اور کے متعلق۔ نافع کہتے اس دوسرے کا نام
ھے یاد نہیں۔ ابوبکرؓ نے عمرؓ سے کہا تم نے صرف میری مخالفت کے لیے یہ رائے دی ہے۔ انہوں نے
ہا میں نے تمہاری مخالفت کا ارادہ نہیں کیا۔ اسی میں دونوں کی آوازیں بلند ہو گئیں۔ اور خدا نے آیت
ا ایہا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم، الآیۃ) نازل فرمائی۔ ابن زبیر کہتے ہیں کہ اس آیت کے اُترنے کے بعد عمرؓ
دل خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے اس قدر آہستہ بات کرتے تھے کہ آپؐ کو دوبارہ پوچھنے کی ضرورت
تی تھی۔ ابوبکرؓ کا اس قدر آہستہ بات کرنا ابن زبیر نے نہیں بیان کیا۔

سہروردی نے اپنی سند سے ابوہریرہؓ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس
ھانا آیا آپؐ اُس وقت مقام مرّ الظہران میں تھے۔ آپؐ نے ابوبکرؓ و عمرؓ سے کہا کھاؤ۔ دونوں نے
ہا ہم روزے سے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اپنے دونوں ساتھیوں کے لیے سواری کسو اپنے ساتھیوں کا
ام کرو۔ قریب ہو جاؤ اور کھاؤ۔ اس فقرہ کا مطلب یہ ہے کہ تم دونوں روزہ رکھنے سے کمزور ہو گئے ہو اور
م کو خادم کی ضرورت پڑی پس کھاؤ اور اپنا کام خود کرو۔

اور منجملہ اس کے یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے دونوں جوشوں میں (جن کا ذکر جوش
ے بیان میں ہو چکا ہے) فرق کیا اور دونوں کا فرق اُن کو سمجھا دیا۔ حتیٰ کہ وہ اس میں کامل ہو گئے اور پورے
حدث بن گئے۔ اور اس کے متعلق کچھ اوپر بھی گذر چکا ہے۔

❁ ❁ ❁

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنی رعیت کو درست کرنا بتواتر ثابت ہے

مسلم نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ جمعہ کے دن عمر بن خطابؓ خطبہ پڑھ رہے تھے کہ عثم
بن عفان آئے۔ آپ نے تعریضاً کہا کہ لوگوں کا کیا حال ہے کہ اذان کے بعد دیر کرتے ہیں۔ عثمانؓ نے
یا امیرالمؤمنینؓ اذان سننے کے بعد فوراً وضو کر کے چلا آیا۔ عمرؓ نے کہا وضو بھی قابلِ اعتراض ہے۔
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا ہے کہ جمعہ کے دن غسل کر کے آیا کرو۔

ابوبکرؓ عمرو بن میمون اودی سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن خطابؓ کی وفات کا وقت آیا تو آپ
علیؓ طلحہؓ، زبیرؓ، عثمانؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور سعدؓ کو بلوایا اور صرف عثمانؓ و علیؓ سے گفتگو کی۔ علیؓ
سے کہا اے علیؓ شاید لوگ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے تمہاری قرابت اور علم وفقہ کو پہچانیں
سو تم خدا سے ڈرتے رہنا۔ اور اگر تم کو خلیفہ بنائیں تو فلاں قبیلہ والوں کو زیادہ لوگوں پر نہ بڑھا دینا
اور عثمانؓ سے کہا اے عثمان شاید لوگ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے تمہاری رشتہ داری او
تمہاری عمر و شرافت کا خیال کریں۔ پس اگر تم کو خلیفہ کریں تو تم خدا سے ڈرتے رہنا اور فلاں قبیلہ
والوں کو لوگوں کی گردنوں پر نہ چڑھا دینا۔ اس کے بعد آپ نے صہیب کو بلوایا۔ اور اُن سے کہا کہ تین دن
تم لوگوں کی امامت کرو اور یہ لوگ مخلیہ میں جمع ہو کر مشورہ کریں۔ اور جس پر یہ لوگ اتفاق کریں پھر اُس
اگر کوئی مخالفت کرے اُس کی گردن مار دو۔

احمد بن حنبل نے زہری سے انہوں نے ربیعہ بن دراج سے روایت کی ہے کہ علی بن ابی
نے مکہ کے راستے میں نماز عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔ حضرت عمرؓ نے غصہ ہو کر فرمایا۔ کیا تم نہ
جانتے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔

ابوبکرؓ نے صحیح سند سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد جب
ابوبکرؓ کی بیعت ہوئی تو علیؓ اور زبیرؓ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی فاطمۃ الزہراء رضی ا
کے پاس مشورہ کرنے جایا کرتے تھے۔ جب اس کی خبر عمر بن خطابؓ کو ہوئی تو وہ فاطمۃ الزہراءؓ کے پاس
اور کہا اے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی بیٹیؓ خدا کی قسم تمہارے باپ سے زیادہ مجھ کو کوئی ع
نہیں تھا۔ اور نہ اُن کے بعد تم سے زیادہ کوئی پیارا ہے لیکن خدا کی قسم اگر تمہارے پاس یہ لوگ جمع ہو
تو یہ محبت مجھے اس سے نہ روکے گی کہ جس وقت یہ جمع ہوں میں گھر میں آگ لگا دوں۔ اسلم کہتے ہیں
جب عمرؓ چلے گئے، وہ لوگ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے۔ حضرت فاطمہؓ نے فرمایا
جانتے ہو کہ عمر میرے پاس آئے تھے اور انہوں نے قسم کھائی ہے کہ اگر تم دوبارہ آؤ گے تو تمہاری موجو
میں گھر جلا دیں گے۔ بخدا وہ اپنی قسم ضرور پوری کریں گے۔ تم سیدھے لوٹ جاؤ اور اپنے آپ مشو
کرو۔ میرے پاس نہ آؤ۔ وہ لوگ اُن کے پاس سے چلے گئے اور جب تک ابوبکرؓ کی
بیعت نہ کر لی، پھر نہ آئے۔

امام مالکؒ عمر بن خطابؓ کے غلام اسلم سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے طلحہ بن عبیداللہ کو احرام میں رنگین کپڑا پہنے دیکھا۔ عمرؓ نے پوچھا اے طلحہ یہ رنگین کپڑا کیسا؟ طلحہ نے جواب دیا اے امیرالمومنین یہ مٹی کا رنگ ہے۔ عمرؓ نے کہا تم لوگ پیشوائے دین ہو لوگ تمہاری پیروی کرتے ہیں اگر کوئی ناواقف دیکھے گا، کہے گا کہ طلحہ بن عبیداللہ احرام میں رنگین کپڑا پہنتے تھے۔ اس لیے تم لوگ اس قسم کا رنگین کپڑا نہ پہنا کرو۔

احمد بن حنبل نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے عمر بن خطابؓ کو طلحہ بن عبیداللہ سے کہتے سنا ھے کہ جب سے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تم پریشان اور گرد آلودہ رہتے ہو شائد تم کو صدیق اکبرؓ کی حکومت ناگوار ہوئی، انہوں نے کہا معاذاللہ مجھ کو ایسا کرنا بالکل زیب نہیں ہے۔ بلکہ میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے تھے کہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ جو اس کو مرتے وقت کہے اس کی روح کو بدن سے نکلتے وقت راحت ملے۔ اور اُس کے لیے قیامت میں نور ہو۔ اُس کلمہ کو نہ تو میں نے آپ سے دریافت کیا اور نہ آپؐ نے مجھ سے بیان فرمایا۔ اسی وجہ سے میری یہ حالت رہتی ہے۔ عمرؓ نے کہا میں اُس کلمہ کو جانتا ہوں۔ طلحہ کا نے کہا الحمدللہ، وہ کیا ھے؟ حضرت عمرؓ نے کہا یہ وھی کلمہ ھے جو حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا سے کہا یعنی "لا الہ الا اللہ"۔ طلحہ نے کہا درست ھے۔

امام مالکؒ نے عبداللہ بن عباس سے سرغ کے قصہ میں نقل کیا ہے کہ عمرؓ نے ندا دی کہ میں صبح کو سوار ہوں گا تم لوگ بھی سوار ہو۔ ابوعبیدہ نے کہا کیا تقدیر الٰہی سے بھاگتے ہو؟ عمرؓ نے کہا، اے ابوعبیدہ تم کو ایسا نہ کہنا چاہیے ہاں، ہم تقدیر سے تقدیر ہی کی طرف بھاگتے ہیں۔ تم ھی بتاؤ، کہ اگر تمہارے پاس اونٹ ہوں اور تم ایک میدان میں اُترو جس کے دو کنارے ہوں۔ ایک سرسبز اور دوسرا خشک! کیا ایسا نہیں ہے کہ اگر تم تروتازہ حصہ میں چراؤ گے تو وہ بھی تقدیر سے ھے اور اگر خشک حصہ میں چراؤ تو وہ بھی تقدیر سے ہے۔

امام مالکؒ، بیان کرتے ہیں کہ ابوعبیدہ بن جراح نے عمرؓ کو روم کی جمعیت اور اُن سے جو کچھ اندیشہ تھا اس سے خبردار کیا۔ عمرؓ نے اُن کو لکھا کہ مؤمن جب کسی مصیبت میں پڑتا ہے خدا اُس کے لیے آسانی کر دیتا ہے۔ اور ایک سختی دو آسانیوں پر ہرگز غالب نہیں ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنی مقدس کتاب میں ارشاد فرماتا ہے "یا ایھا الذین اٰمنوا صبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون"، ترجمہ:۔ اے مسلمانوں صبر کرو اور ثابت قدم رہو۔ اور مستعد رہو۔ اور خدا سے ڈرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

محب طبری نے عروہ بن رویم لخمی سے روایت ہے کہ عمر بن خطابؓ نے ابوعبیدہ بن جراح کو خط لکھا کہ وہ اس کو مقام جابیہ میں لوگوں کو سنائیں۔ اُس میں لکھا تھا کہ خدا کے حکم کو لوگوں میں وہی شخص قائم کر سکتا ہے جس کا ایمان مستحکم ہو۔ دوسروں پر بھروسہ نہ کرتا ہو۔ اور لوگ اُس کے

عیب پر واقف نہ ہوں۔ اور وہ حق میں ذرا بھی غصہ نہ کرتا ہو اور خدا کے بارے میں ملامت کرنیوالوں کی ملامت سے نہ ڈرتا ہو والسلام۔ اور بعض روائتوں میں ہے کہ حق کے بارے میں قرابت مندوں پر نرمی نہ کرے۔

محب. طبری روایت کرتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضؓ نے ابو عبیدہ بن جراح کو لکھا کہ میں نے تم کو ایک خط لکھا جس میں تم سے بھلائی کرنے میں کوتاہی نہیں کی۔ تم پانچ خصلتوں کو اختیار کرو تمہارا دین محفوظ رہے گا۔ اور تم کو بڑا حصہ ملے گا۔ جب تمہارے سامنے دو فریق حاضر ہوں تو تم عادل گواہوں اور قطعی قسموں کو اختیار کرو۔ پھر کمزور کو نزدیک بلاؤ تاکہ اُس کی زبان کھلے۔ اور اس کا دل مضبوط ہو۔ اور مسافر کا خیال رکھو۔ کیونکہ جب اُس کو زیادہ رکنا پڑے گا تو وہ اپنی ضرورت چھوڑ کر گھر واپس چلا جائے گا اور اس کی حق تلفی کا بار اُس پر ہو گا۔ جس نے اُس کا خیال نہیں کیا۔ اور جب تک تم کو ٹھیک فیصلہ معلوم نہ ہو جائے صلح کرانے کی کوشش کرو۔ والسلام علیک۔

ابو بکر رضؓ نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ عبد الرحمٰن بن عوف نے اپنی لونڈی کو جس سے ہم بستر ہوتے تھے استبراء (استبراء کہتے ہیں اتنی مدت عورت کو رہ کے رہنے کو جس میں اُس کا حاملہ ہونا یا نہ ہونا ظاہر ہو جائے) کرنے سے پہلے فروخت کر ڈالا جس نے خرید اتھا اُس کے پاس حمل ظاہر ہوا۔ عبد الرحمٰن بن عوف رضؓ نے حضرت عمر رضؓ کے پاس اس کا دعویٰ بھیجا۔ عمر رضؓ نے پوچھا تم اُس سے ہم بستر ہوتے تھے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ عمر رضؓ نے پوچھا تم نے استبراء کرنے سے پہلے ہی فروخت کر ڈالا۔ عبد الرحمٰن نے کہا۔ ہاں۔ عمر رضؓ نے کہا تم کو ایسا نہ کرنا چاہیے تھا۔ عمر نے قیافہ شناسوں کو بلوایا۔ اُنہوں نے دیکھ کر وہ بچہ عبد الرحمٰن کا بتایا۔

احمد بن حنبل نے عبایہ بن رفاعہ سے روایت کی ہے کہ جب عمر رضؓ کو خبر پہنچی کہ سعد نے محل بنوا کر کہا ہے کہ (اب) شور وشغب سے چھٹکارا ہوا۔ عمر نے اُن کی طرف محمدؐ بن مسلمہ کو روانہ کیا۔ جب یہ وہاں پہنچے اُنہوں نے چقماق سے آگ روشن کی اور ایک درہم کی لکڑی خریدی۔ کسی نے سعد سے اس کی خبر کی کہ ایک آدمی نے ایسا ایسا کیا۔ سعد رضؓ نے کہا وہ محمد بن مسلمہ ہیں اور ان کے پاس آئے اور قسم کھا کر کہا کہ میں نے ایسا نہیں کہا تھا۔ محمدؐ بن مسلمہ نے کہا جو کچھ تم کہتے ہو ہم تمہاری طرف پہنچا دیں گے۔ اور عمر رضؓ نے ہم کو جو کچھ حکم دیا ہے وہ ہم کرتے ہیں۔ اور دروازے کو جلا دیا۔ پھر محمد بن مسلمہ سعد سے زاد راہ مانگنے لگے سعد نے دینے سے انکار کیا وہ عمر کے پاس چلے آئے اُن کی آمد و رفت میں صرف ۱۹ دن لگے۔ عمر رضؓ نے کہا اگر تمہارے ساتھ حسن ظن نہ ہوتا تو ہم یقین کر لیتے کہ تم ہمارا حکم نہیں بجا لائے۔ محمد بن مسلمہ نے کہا کہ ہاں۔ اور سعد نے سلام کہا ہے۔ اور معذرت کی ہے اور قسم کھا کر بیان کیا ہے کہ اُنہوں نے یہ نہ کہا تھا۔ عمر نے پوچھا تم کو کچھ زاد راہ بھی دیا؟ محمد بن مسلمہ نے کہا نہیں۔ محمد نے کہا تم نے زاد راہ کیوں نہیں دیا تھا؟ عمر نے کہا مجھے برا معلوم ہوا تھا کہ میں تم کو زاد راہ دلواؤں۔ تم تو نفع میں رہتے اور میں نقصان میں کیونکہ میرے گرد و پیش مدینہ کے رہنے والے بھوک سے مر رہے ہیں حالانکہ میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم

سے سُن چکا ہوں کہ آدمی اپنے ہمسائے کے بغیر سیر ہو کر نہ کھائے۔

محب طبری نے سفیان بن عیینہ سے روایت کی ہے کہ سعد بن ابی وقاص نے عمرؓ سے کوفہ میں مکان بنوانے کی اجازت چاہی وہ اس وقت یہاں کے حاکم تھے۔ عمرؓ نے اُن کو لکھا کہ اتنا مکان بنوالو جو تم کو آفتاب کی گرمی اور بارش کے پانی سے بچالے۔

دارمی نے سلیمان بن حنظلہ سے روایت کی ہے کہ حنظلہ نے کہا ہم ابی بن کعب کے پاس گئے تاکہ کچھ باتیں کریں۔ جب وہ اُٹھ کھڑے ہوئے ہم بھی کھڑے ہو گئے۔ اور اُن کے پیچھے پیچھے ہو لیے کہ عمرؓ آ گئے۔ وہ اُن کے پیچھے ہو لیے۔ عمرؓ نے ایک کوڑہ مارا ابیؓ نے اپنے ہاتھ پر روک لیا۔ اور پوچھا اے امیرالمؤمنینؓ کیا کرتے ہو؟ عمرؓ نے جواب دیا کیا نہیں جانتے ہو کہ اس میں آگے چلنے والے کے واسطے فتنہ ہے۔ اور پیچھے چلنے والے کی ذلت۔

دارمی محمد سیرین سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا عمرؓ نے ابن مسعود سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم فتوے دیتے ہو حالانکہ تم سردار نہیں ہو" گرم بھی اسی کے لیے چھوڑ دو جو سرد کا مالک ہے۔" (یہ ایک ضرب المثل ہے۔ ولِّ حارہا من تولّٰی قارہا)

دارمی نے تمیم دارمی سے روایت کی ہے کہ عمرؓ کے زمانے میں لوگوں نے اونچی اونچی عمارتیں بنانا شروع کیں۔ عمرؓ نے کہا اے اہل عرب، نیچے نیچے مکان بنواؤ۔ یاد رکھو کہ اسلام بے جماعت کے قایم نہیں رہ سکتا اور نہ جماعت بے حکومت کے اور حکومت بے طاعت کے پس قوم جس کو علم وفقہ کی وجہ سے سردار کیا تو وہ شخص بھی زندہ رہتا ہے۔ اور وہ قوم بھی زندہ رہتی ہے اور جس کو قوم بے علم وفقہ کے اپنا سردار بنالیتی ہے وہ سردار و قوم دونوں ہلاک و برباد ہو جاتے ہیں۔

حاکم نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے، انہوں نے عمرؓ کو حج کا سردار مقرر کیا۔ اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو یمن کی طرف روانہ کیا تھا۔ دونوں سے مکہ میں ملاقات ہوئی۔ معاذ کے ساتھ غلام تھے۔ عمرؓ نے پوچھا یہ کیسے غلام ہیں؟ معاذ نے جواب دیا کہ یہ مجھے ہدیہ میں ملے ہیں۔ اور یہ حضرت ابوبکرؓ کے لیے ہدیہ ہیں۔ عمرؓ نے کہا مجھے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان سب کو ابوبکر صدیقؓ کے پاس لے جاؤ۔ معاذ دوسرے دن حضرت عمرؓ سے ملے۔ اور کہا اے ابن خطاب میں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ میں آگ کی طرف دوڑ رہا ہوں۔ اور تم میری کمر پکڑتے ہو۔ اس کی تعبیر مجھے یہ ہی معلوم ہوتی ہے کہ میں تمہارا مطیع ہوں اور ان غلاموں کو حضرت ابوبکرؓ کے پاس لے آئے۔ اور کہا یہ میرے ہدیہ میں ہیں اور یہ آپ کے واسطے ہدیہ ہے پھر معاذ نماز کے واسطے گئے، وہ غلام بھی اُن کے پیچھے نماز پڑھنے لگے۔ معاذ نے پوچھا کس کی نماز پڑھتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا خدا کی۔ معاذ نے کہا تم کو اسی واسطے آزاد کیا۔

امام ابوحنیفہؒ نے حذیفہ بن یمان سے روایت کی ہے کہ انہوں نے مدائن میں ایک یہودیہ سے نکاح کیا۔ عمر بن خطاب نے اُن کو لکھا کہ اُس کو چھوڑ دو۔ حذیفہ نے عمرؓ کو لکھا کیا وہ حرام ہے؟

عمرؓ نے جواب میں لکھا کہ میں قسم دلاتا ہوں کہ تم میرا خط ہاتھ سے رکھنے سے پہلے اُس کو چھوڑ دو۔ مجھ اندیشہ ہے کہ مسلمان تمہاری پیروی کر کے اہل ذمہ کی عورتوں کو اُن کی خوبصورتی کی وجہ سے اختیار کریں۔ اور مسلمان عورتوں کے واسطے اس سے بڑھ کر اور کیا فتنہ ہو سکتا ھے۔

ابو بکر نے سعد بن ابی بردہ سے روایت کی ہے کہ عمر نے ابو موسے اشعری کو لکھا کہ سعادت مند حاکم وہ ہے جس کی وجہ سے رعیت خوشحال ہو۔ اور خدا کے نزدیک بدبخت حاکم وہ ہے جس کی وجہ سے رعیت تباہ ہو۔ تم ناجائز مال کھانے سے بچو تاکہ تمہارے عملہ والے نہ کھائیں۔ ورنہ تم اُس جانور کی مانند ہو گے جس نے تروتازہ زمین دیکھی اور اس میں چرنے لگا تاکہ فربہ ہو حالانکہ اس کی موت اس کی موٹائی میں ہے۔ والسلام علیکؓ!

ابو بکر نے سفیان سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے ابو موسٰی کو لکھا زہد سے بہتر آخرت کے حصول کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔

دارقطنی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے ابو موسٰی اشعری کو لکھا کہ مقدمات فیصل کرنا مستحکم فرض ہے۔ اور یہ ایسا طریقہ ہے جس کی پیروی ضروری ہے۔ پس تمہارے سامنے جب حجت پیش کی جائے تو سمجھ سے کام لو۔ اور جب حق ظاہر ہو جائے۔ اُس کو نافذ کرو۔ کیونکہ اُس حق کا بیان کرنا کچھ نفع نہیں کرتا جو نافذ نہ کیا جائے۔ اور لوگوں سے اپنی توجہ اور نشست و عدل میں برابری کرو۔ تاکہ کمزور تمہارے عدل سے نا اُمید نہ ہو اور قوی تمہارے ظلم کی طمع نہ کرے۔ گواہ مدعی کے ذمہ ہیں اور قسم منکر پر۔ اور مسلمانوں میں صلح جائز ہے سوا اس صلح کے جو حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر دے۔ تم اگر کوئی فیصلہ کر چکے ہو پھر تم نے اس میں غور کیا اور تمہیں حق بات معلوم ہوگئی، تو تم فیصلہ سابق کی وجہ سے حق کو اختیار کرنے سے باز نہ رہو۔ کیونکہ حق مقدم ہے، اور حق کی طرف رجوع کرنا باطل میں پڑے رہنے سے بدرجہا بہتر ھے۔ جن معاملات میں تم کو شبہ ہو اور ان کا حکم کتاب و سنت سے نہ معلوم ہو تو اُن میں بہت ھی غور و فکر سے کام لو۔ امثلہ و نظائر کو خیال رکھو۔ پھر واقعات کو اُن پر تطبیق دو۔ جو تم کو خدا کے نزدیک زیادہ محبوب اور حق سے مشابہ معلوم ہو اُس کو اختیار کرو۔ ہمیشہ گواہ مدعی کے ذمہ لازم کرو۔ اگر وہ پیش کرے تو اس کو حق دلا دو۔ ورنہ اس کے خلاف فیصلہ کرو۔ اسی سے مشتبہ اُمور زیادہ ظاہر ہوں گے اور اسی میں تم زیادہ قابل عذر ہو سکو گے۔ مسلمان ایک دوسرے پر عادل ہیں سوا اُن لوگوں کے جن پر حد جاری کی گئی۔ یا جو جھوٹی گواہی میں سزا پا چکے ہوں۔ یا جو ولایت یا وراثت میں متہم ہوں۔ خدا تمہارے بھیدوں کا خوب جاننے والا ہے۔ اور اُس نے گواہوں کے بعد تمہاری ذمہ داری کو ساقط کر دیا ہے۔ تم بے چین اور دل تنگ اور لوگوں سے آزردہ خاطر نہ ہونا۔ ایسی حق باتوں میں مخالفت سے بھی بے رُخی نہ کرنا جن میں ثواب اور اجر آخرت کی اُمید ہو۔ کیونکہ جس شخص کی نیت خالص لوجہ اللہ ہوتی ہے اگرچہ اپنے نفس کے مخالف ہو تو خدا اُس کو لوگوں کے شر سے بچا لیتا ہے۔ اور جو لوگوں کے واسطے ان چیزوں سے اپنے آپ کو آراستہ ظاہر کرتا ہے کہ خدا کے علم میں

اُن کے خلاف ہے، خدا اُس کو رسوا کر دیتا ہے ۔ اب خدا کے ثواب اور اس کے دنیاوی رزق اور اس کے
ست کے خزانوں کی نسبت تمہارا کیا خیال ہے ۔ والسلام علیک !

مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے ابو موسےٰ اشعری کو لکھا کہ لوگوں کو بادشاہوں سے نفرت ہوتی ہے
پناہ مانگتا ہوں کہ مجھے یا تمہیں سخت شبہے اور برائی پر آمادہ کرنے والے کینے اور نفسانی خواہشیں
نیا کی محبت آگھیرے ۔ حدود الٰہی کو قائم کرو اور دادخواہوں کے فیصلہ کے واسطے بیٹھو اگرچہ تھوڑی
دیر بیٹھ سکو ۔ اور جب تم کو دو کام پیش آویں ایک دنیا کے متعلق ہو اور دوسرا آخرت کے،
ہمیشہ آخرت کے کام کو مقدم رکھو ۔ کیونکہ دنیا فنا ہو جائے گی اور آخرت باقی رہے گی ۔ اور
اوقاف کے مال سے بچتے رہو ۔ اور بدکاروں کو ڈراؤ اور اُن کو ایک ایک کر کے پراگندہ
دو ۔ اور جب دو قبیلوں میں " یالفلاں یالفلاں " (عرب کا دستور تھا کہ لڑائی پر مستعد کرنے کے
سرداران قبایل کے نام لے لے کر پکارا کرتے تھے) کی صدا بلند ہو تو جان لو کہ یہ شیطان کا مشورہ
۔ اور اُن کا تلوار سے مقابلہ کرو یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کی طرف رجوع کریں ۔ اور اُن کی صدائیں
اور اسلام کے نام سے بلند ہو جائیں ۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ قبیلۂ ضبہ ضبہ کے نام سے مدد
تے ہیں ۔ بخدا میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ضبہ کی وجہ سے کوئی بھلائی کی اور نہ ضبہ کی وجہ سے
برائی کو دفع کیا ۔ پس جب میرا یہ خط تم کو ملے اُن کو خوب مارو اور سزا دو ۔ یہاں تک کہ اگر
نہ سمجھیں تو پراگندہ ہو جائیں ۔ اور اُن میں سے غیلان بن خرشہ سے ملو اور بیمار مسلمانوں کی عیادت
دو ۔ اور اُن کے جنازوں پر حاضر ہوؤ ۔ اور اُن کے لیے اپنا دروازہ کھلا رکھو اور اُن کے کاموں میں
یک ہو ۔ تم بھی اُنہی میں سے ایک ہو ۔ مگر تمہارا ابار اُن سے زیادہ ہے مجھے معلوم ہوا ہے کہ
رے اور تمہارے گھر والوں کے کپڑے اور کھانے اور سواریاں مسلمانوں سے ممتاز ہوتی ہیں ۔
عبداللہ بن قیس تم اُس جانور کی طرح نہ بنو جس کا گذر ایک شاداب زمین میں ہوا اور وہ موٹاپے
پیچھے پڑ گیا ۔ حالانکہ اس کا موٹاپا دوسروں کے واسطے ہے ۔ تم جان لو کہ عامل کو خدا قدوس کی
سے مدد ملتی ہے ۔ جب وہ کجی اختیار کرتا ہے، اُس کی رعیت بھی کج اختیار کرتی ہے ۔ اور
میں زیادہ وہ بدنصیب وہ شخص ہے جس کی وجہ سے وہ اور اُس کی رعیت تباہ ہو ۔ والسلام ۔

ابوبکر ضحاک سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے ابو موسیٰ اشعری کو لکھا، کہ
بعدی یہ ہے کہ آج کا کام کل پر نہ چھوڑو ۔ کیونکہ اگر تم ایسا کرو گے بہت سے کام اکٹھے ہو
ں گے ۔ اور تم نہ جان سکو گے کہ کس کو اختیار کروں ۔ بہت سے کام ضایع کر دو گے ۔ پس جب
دو کاموں میں اختیار دیا جائے کہ ایک دنیاوی ہو اور دوسرا اُخروی تو تم آخرت کے کام
دنیا کے کام پر ترجیح دو ۔ کیونکہ دنیا فنا ہو جائے گی اور آخرت باقی رہے گی ۔ تم خدا سے
تے رہو اور خدا کی کتاب سیکھو ۔ کیونکہ وہ علوم کا سرچشمہ اور دلوں کو زندہ کرنے والی ہے
ابو موسےٰ اشعری نے ایک نصرانی کو اپنا کاتب مقرر کیا ۔ عمرؓ نے اُن کو لکھا کہ اس کو موقوف

کردو۔ ابو موسٰے نے اس کے جواب میں لکھا کہ اس کی یہ یہ کارگذاری ہے اور اس سے ایسا
نفع ہے۔ حضرت عمرؓ نے اُن کو لکھا کہ ہم کو نہ چاہیے کہ اس کو امین بنائیں جب کہ خدا نے اُن کو
بنایا ہے اور نہ اُن کو بلند کریں جب کہ خدا نے اُن کو پست کیا ہے۔ اور نہ اُن کو دین میں س
جب کہ اسلام نے اُن کو الگ کر دیا۔ اور نہ اُن کی عزت کریں۔ کیونکہ ہم کو حکم دیا گیا ہے
یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صاغرون " یعنی یہاں تک کہ وہ لوگ اپنے ہاتھوں سے جزیہ دیں
ہو کر۔ پھر ابو موسٰے نے لکھا کہ بے اس کے شہر درست نہیں ہو سکتا۔ عمر نے لکھا نصرانی م
والسلام۔

حضرت عمرؓ نے معاویہ کو لکھا کہ لوگوں سے چھپ کر نہ رہو اور کمزوروں کو آنے کی
دو۔ اور ان کو اپنے قریب بلاؤ تاکہ اُن کی زبان کھلے۔ اور اُن کا دل مضبوط ہو۔ اور مس
کا خیال رکھو۔ کیونکہ جب اُن کو زیادہ رُکنا پڑے گا وہ تنگ ہو جائیں گے۔ اور اُن کا دل
ہو جائے گا اور وہ اپنا حق چھوڑ دیں گے۔

عمرؓ نے سعد بن ابی وقاصؓ کو لکھا کہ اے قبیلہ اہیب کے سعد خدا جب کسی بن
دوست رکھتا ہے تو اس کو اپنی خلق کا محبوب کر دیتا ہے اور جان لو کہ جو مرتبہ تمہارا لو
میں ہو وہی خدا کے یہاں ہو گا۔ اور خدا کے نزدیک تمہاری اُتنی ہی وقعت ہے ج
تمہارے دل میں خدا کی۔

حضرت عمرؓ نے ایک آدمی سے کچھ دریافت کیا، اُس نے کہا اللہ تم ہی زیادہ جا
ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا ہم بڑے ہی بدنصیب ہیں اگر اتنا بھی نہ جانتے ہوں کہ اللہ تعالٰی بہ
والا ہے۔ جب تم سے کوئی ایسی بات پوچھی جائے جو تم کو نہیں معلوم تو کہہ دیا کرو میں نہیں
حضرت عمرؓ اپنے بیٹے عبداللہ کے پاس گئے اُن کے یہاں تازہ گوشت دیکھا۔ پوچھا یہ ک
گوشت ہے؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ میرا دل چاہا میں نے مول لیا۔ عمرؓ نے کہا تمہارا
چیز کو چاہتا ہے تم اُس کو کھا لیتے ہو یہ آدمی کی انتہا درجہ کی حرص ہے۔ کہ جو چاہے کھا
حضرت عمرؓ کا گذر ایک کوڑھی پر ہوا، آپ کے ہمراہی اُس کی بدبُو سے پریشان ہو
آپ نے فرمایا یہ تمہاری دنیا ہے جس پر تم حرص کرتے ہو۔

ایک بار آپ نے احنف سے فرمایا اے احنف جو زیادہ ہنستا ہے اُس کا رُعب
رہتا ہے۔ اور جو مذاق زیادہ کرتا ہے لوگ اُس کو حقیر جانتے ہیں۔ اور جو کسی کام کو زیا
اُسی نام سے مشہور ہو جاتا ہے۔ اور جو باتیں زیادہ کرتا ہے اُس سے لغزشیں زیادہ ہو
اور جس سے لغزشیں زیادہ ہوتی ہیں اُس کی شرم کم ہو جاتی ہے۔ اور جس کو شرم کم ہو تی
اس کی پرہیزگاری کم ہو جاتی ہے۔ اور جو پرہیزگار کم ہوتا ہے اس کا دل مردہ ہو جاتا ہے۔
ایک بار آپ نے اپنے بیٹے عبداللہ سے فرمایا خدا سے ڈرو خدا تم کو بچائے

ر خدا کے نام پر دو وہ تم کو ثواب دے گا۔اُس کا شکر کرو، زیادہ دے گا۔ اور جان لو کہ
و مروت نہیں کرتا وہ گویا مال ہی نہیں رکھتا۔ اور جس کے پاس پرانا نہیں اُس کے پاس نیا
ئی نہیں۔ اور جس کی نیت درست نہیں اس کا عمل ٹھیک نہیں۔
عمر نے عمرو بن عاص حاکم مصر کو لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے پاس اونٹ
ر بکریاں اور خدمت گار اور غلام ہو گئے ہیں۔ حالانکہ اس سے پہلے تمہارے پاس
ل نہ تھا۔ اور نہ تمہارا روزینہ اس قدر ہے۔ پھر یہ مال تم کو کہاں سے حاصل ہوا؟ میرے پاس
سابقین اولین موجود ہیں جو تم سے بہتر ہیں۔ میں نے تم کو صرف تمہاری کارگذاری کی وجہ سے
قرر کیا تھا۔ جب تم اپنا نفع اور ہمارا نقصان کرو گے تو پھر ہم تم کو کیوں اپنے اوپر اختیار دیں۔
راً لکھو کہ یہ مال تم کو کہاں سے حاصل ہوا؟ والسلام۔
عمرو بن عاص نے جواب میں لکھا کہ میں نے امیر المؤمنینؓ کا خط پڑھا، آپ نے سچ لکھا ہے۔
آپ میرے مال کی بابت جو سوال کرتے ہیں اُس کا سبب یہ ہے کہ میں جس مقام پر آیا ہوں یہاں
یزیں ارزاں ہیں اور جہاد اکثر ہوتے رہتے ہیں۔ اس سے جو کچھ میرے پاس بچ رہتا ہے اُس سے وہ
یزیں پیدا کی ہیں جن کو امیر المؤمنینؓ نے لکھا ہے۔ اے امیر المؤمنینؓ چونکہ آپ نے ہمیں عامل بنایا ہے!
س لیے اگر آپ کی خیانت بھی جائز ہوتی تو بھی ہم خیانت نہ کرتے۔ کارگذاری کا خیال رہنے
و کیونکہ جب ہم اپنے اجتناب کا خیال کریں تو وہ ہمیں آپ کی کارگذاری سے بے پرواہ کرتے
یں۔ اور جو آپ کے پاس سابقین اولین ہیں تو آپ نے اُن کو مقرر کیوں نہیں کیا۔ بخدا میں نے
آپ کے حکم کی تعمیل میں کبھی پہلوتہی نہیں کی۔ عمرؓ نے کہا پھر مجھے تمہاری تحریر و بلاغت سے
کچھ سروکار نہیں۔ اے سرداروں کے گروہ تم اموال کھاتے ہو اور مجھ سے عذر کرتے ہو۔ حالانکہ
آگ کھاتے ہو اور ننگ و عار کرتے ہو۔ میں تمہارے پاس محمدؓ بن مسلمہ کو بھیجتا ہوں تاکہ وہ
جو کچھ تمہارے پاس ہے اُس میں سے آدھا لے لیں۔ والسلام!
جب اُن کے پاس محمدؓ پہنچے، اُنہوں نے اُن کے لیے کھانا منگوایا اور اُن کے سامنے
یش کیا۔ اُنہوں نے کھانے سے انکار کیا۔ عمرو نے کہا تم کھانا کیوں نہیں کھاتے۔ محمدؓ نے کہا،
م نے ہمارے لیے اس واسطے کھانا تیار کیا ہے تاکہ اس سے برائی کی بنیاد ڈالو۔ اگر تم
ہمانی کا کھانا تیار کرتے تو میں اس کو کھا لیتا۔ اپنا کھانا لے جاؤ۔ اور مال حاضر کرو۔ دوسرے دن
مرو نے اُن کے سامنے مال پیش کیا۔ محمدؓ نے ہر ایک مال کا نصف حصہ خود لے لیا۔ اور نصف
مرو کو دے دیا۔ جب عمرو نے محمد کے مال کو دیکھا، کہا اے محمدؓ میں کہتا ہوں۔ محمدؓ نے کہا جو تمہارا
جی چاہے کہو۔ عمرو نے کہا خدا اُس دن کا بُرا کرے۔ جس میں مَیں ابن خطابؓ کا عامل مقرر ہوا تھا۔
خدا کی قسم میں نے اُن کو اور اُن کے باپ کو دیکھا ہے کہ اُن کے اوپر تیل سے بھری عبائیں تھیں
جن کو وہ لپیٹے رہتے تھے۔ اور وہ اُن کے زانو تک نہ پہنچتی تھیں۔ اور عاص بن وائل ریشمی کپڑے

پہنتے تھے۔ محمدؓ نے کہا اے عمرؓ بس کرو۔ خدا کی قسم حضرت عمرؓ تم سے بہتر ہیں۔ اور تمہارے باپ اور اُن کے باپ دونوں دوزخ میں ہیں۔ اور بخدا اگر تم اسلام میں داخل نہ ہوتے تو تمہا کوئی ٹھکانا نہ تھا۔ عمروؓ نے کہا سچ کہتے ہو۔ لیکن اس بات کو کسی سے نہ کہنا۔ محمدؓ نے کہا اچھا۔

احمدؒ بن حنبل نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ عمر بن خطابؓ سے کہا گیا کہ سمرہ نے شراب فروخت کی ہے۔ عمرؓ نے کہا خدا اس کا برا کرے۔ رسُول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا یہود پر لعنت کرے۔ جب چربی حرام ہوئی تو انہوں نے اس کو گلا کر فروخت کیا

احمد بن حنبل نے عیاض اشعری سے روایت کی ہے کہ اُنھوں نے کہا میں یرموک میں شریک تھا، ہمارے پانچ سردار تھے۔ ابو عبیدہؓ بن جراح۔ یزیدؓ بن ابی سفیان۔ ابن حسنہ۔ خالد بن ولید عیاض۔ یہ عیاض وہ نہیں ہیں جنہوں نے سماک سے حدیث بیان کی ہے۔ راوی کہتا ہے حضرت عمرؓ کا حکم تھا کہ جب لڑائی ہو اُس وقت سب کے سردار ابو عبیدہ ہیں۔

عیاض راوی بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگوں نے حضرت عمرؓ کو لکھا کہ موت کا بازار گرم ہے آپ مدد فرمائیے۔ حضرت عمرؓ نے جواب میں لکھا کہ میرے پاس تمہارا خط پہنچا۔ تم مجھ سے مدد چاہتے ہو میں تم کو وہ ذات بتائے دیتا ہوں جس کی مدد سب پر غالب ہے اور جس کا لشکر ہر جگہ موجود ہے یعنی اللہ تعالیٰ۔ تم اُسی سے مدد طلب کرو۔ خدائے عزوجل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بدر میں اس سے کم تعداد میں مدد کی۔ جب میرا خط تمہارے پاس پہنچے جنگ شروع کردو۔ اور مجھ سے سوال و جواب نہ کرو۔ عیاض کہتے ہیں ہم لوگوں نے رومیوں سے جنگ شروع کی اور ان کو شکست دی۔ اور چار فرسخ تک قتل کرتے ہوئے چلے گئے۔

امام غزالیؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا کہ یزید بن ابی سفیان ایک وقت میں کئی طرح کا کھانا کھاتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے اُن کے غلام سے فرمایا جب شام کا کھانا آوے مجھے اطلاع کرنا۔ اُس غلام نے اُن کو خبر دی۔ یہ اُن کے پاس گئے۔ یزید کے سامنے گوشت میں روٹی بھیگی ہوئی آئی۔ حضرت عمرؓ نے اُن کے ساتھ کھایا۔ پھر بھنا ہوا گوشت آیا۔ یزید نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور عمرؓ نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ اور کہا اللہ اللہ! اے یزید بن ابی سفیان کیا کھانے کے بعد کھانا خبردار۔ خدا کی قسم اگر تم ان لوگوں کے طریقہ کے خلاف کروگے تو خدائے برتر تم کو اُن کی راہ سے خلاف لے جائے گا۔

ابو عمر روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ جب شام میں پہنچے معاویہ کو دیکھ کر فرمایا یہ عرب کا کسریٰ ہے معاویہ نے حضرت عمرؓ سے بہت بڑے لشکر کے ساتھ ملاقات کی تھی۔ جب معاویہ اُن کے قریب آئے اُنھوں نے کہا تم ہی بڑے لشکر والے ہو۔ معاویہ نے کہا یا امیر المومنینؓ ہاں! حضرت عمرؓ نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ حاجت مند تمہارے دروازے پر کھڑے رہتے ہیں۔ معاویہ نے کہا درست ہے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا تم کیوں ایسا کرتے ہو؟ معاویہ نے جواب دیا کہ میں ایسی جگہ میں ہوں

ہاں دشمن کے جاسوس بکثرت ہیں۔ہم چاہتے کہ شوکت کو ظاہر کریں تاکہ اُن پر رُعب ہو۔ اگر آپ
لم دیں تو ہم کریں اور اگر آپ منع کریں تو ہم باز رہیں۔عمرؓ نے کہا اے معاویہ میں نے...... جو کچھ
سے کہا ہے تم نے ہمیشہ اُس کی تعمیل کی ہے۔ اگرچہ وہ کیسا ہی سخت حکم تھا۔پس جو کچھ تم
کہتے ہو اگر وہ سچ ہے تو یہ عقلمندانہ رائے ہے۔ اور اگر جھوٹ ہے تو ہوشیار آدمی کو بھی دھوکہ
دینے والی ہے۔معاویہ نے کہا آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ حضرت عمرؓ نے کہا نہ میں حکم دیتا ہوں اور
منع کرتا ہوں۔عمروؓ نے کہا اے امیر المؤمنینؓ معاویہ آپ کے اعتراض سے کس خوبی سے نکل گئے
آپؓ نے فرمایا میں نے انہیں وجوہات سے اُن کو اس کام پر مقرر کیا ہے۔

محب طبری نے ابوعوانہ سے روایت کی ہے کہ عمر ابن الخطابؓ نے اپنے بیٹے کو لکھا کہ جو
اُس سے ڈرتا ہے خدا اُس کو بچا لیتا ہے۔اور جو اُس پر بھروسہ کرتا ہے خدا اُس کے لیے کافی ہے۔اور
اُس کے نام پر دیتا ہے خدا اُس کو ثواب دیتا ہے۔اور جو اُس کا شکریہ کرتا ہے خدا اُس کو زیادہ
دیتا ہے۔تقویٰ تمہارے کاموں کا مدار اور تمہارے دل کی روشنی ہونا چاہیے۔کیونکہ جس کی نیت
نہیں اُس کے لیے عمل نہیں۔اور جس میں مروت نہیں اُس کے لیے مال نہیں۔اور جس کے پاس پرانا
نہیں اُس کے پاس نیا بھی نہیں۔

مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے خطبہ میں بیان کیا کہ اے مہاجرین دنیاداروں اور حکومت والوں کے
پاس زیادہ نہ جاؤ اس سے خدا ناخوش ہوتا ہے۔اور تم زیادہ کھانے سے بچے رہو۔زیادہ کھانا
نماز سے سست کر دیتا ہے۔اور بدن کو خراب کرتا ہے اور بیماری پیدا کرتا ہے۔خدا موٹے تازے
سے بغض کرتا ہے۔تم اپنی قوت کو اعتدال پر رکھو یہ اصلاح سے قریب ہے اور زیادتی سے دور ہے
اور عبادت پر قوی کرنے والا ہے۔کوئی بندہ ہلاک نہیں ہوتا یہاں تک کہ خواہش کو اپنے دین پر ترجیح دے
آپ نے فرمایا ہے کہ جان لو طمع محتاجی ہے اور لوگوں کی طرف سے مایوس ہو جانا تونگری ہے کیونکہ جو کسی چیز
سے ناامید ہو جاتا ہے اُس کی پرواہ نہیں کرتا۔آخرت کے کاموں کے سوا ہر چیز کی تاخیر بہتر ہے۔

حضرت عمرؓ کہتے تھے کہ جو خدا سے ڈرتا ہے انتقام نہیں لیتا۔اور جو خدا سے خوف کرتا ہے جو چاہتا ہے
نہیں کرتا۔ اور اگر قیامت نہ ہوتی تو حالت موجودہ کے خلاف دیکھتے۔

مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے خطبہ میں بیان کیا کہ میں تم کو اُس خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جو
باقی رہے گا اور اُس کے سوا سب فنا ہو جائیں گے۔اور جس کی اطاعت سے اُس کے دوست نفع اُٹھاتے
ہیں۔اور اُس کی نافرمانی سے اُس کے دشمنوں کا نقصان ہوتا ہے۔کسی ہلاک ہونے والے کے پاس اس گمراہی
کا عذر نہیں ہو سکتا جس کو اُس نے ہدایت خیال کر کے اختیار کیا ہو اور نہ اُس حق کے چھوڑنے میں جس کو اُس نے
ضلالت سمجھ کے اختیار کر لیا ہو۔حجت ثابت ہو گئی اور راہ کھل گئی۔ اور عذر منقطع ہو گئے اور خدا پر حجت کا کوئی
طریقہ باقی نہ رہا۔خبردار حاکموں پر سب سے زیادہ رعیت کی اُن باتوں کا خیال رکھنا ہے جو اُن پر دین کے
بارے میں خدا کی طرف سے مقرر ہوئیں۔ہمارا یہی فرض ہے کہ ہم تم کو اُن باتوں کا حکم دیں جن کا خدا نے

اور جو حق سے مڑ گیا اس کی کچھ پرواہ نہ کریں۔ تاکہ جاہل سیکھ جائیں اور قصور کرنے والوں کو عبرت ہو
اور پیروی کرنے والے پیروی کر سکیں۔ میں جانتا ہوں کہ تمہاری سب سے قوی اُمید جس کی تم اپنے
دلوں میں آرزو کیا کرتے ہو، اور کہا کرتے ہو۔ یہ ہے کہ ہم نمازیوں کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں
اور مجاہدین کے ساتھ جہاد کرتے ہیں۔ آگاہ ہو کہ ایمان تمنا اور آرزو سے نہیں ہے۔ بلکہ حقیقت
میں جو فرائض کو ادا کرے اور اپنی نیت کو درست کرے اور خدا سے ڈرے وہی مومن
اور نجات پانے والا ہے اور جو زیادہ کوشش کرے گا زیادہ ثواب پاوے گا۔ اور جہاد
کرنے والے وہی ہیں جو اپنی خواہشوں سے جہاد کرتے ہیں۔ اور جہاد حرام سے بچنا ہے۔ خبردا
کام کوشش سے ہوتا ہے۔ اور کبھی لوگ صرف ثواب کے واسطے جہاد کرتے ہیں۔ خدا تم
تھوڑے عمل سے خوش ہوتا ہے اور اس تھوڑے عمل پر بہت ثواب دیتا ہے۔ فرائض کو
اختیار کرو اور اُن کو اپنے وقتوں پر ادا کرتے رہو۔ وہ تم کو جنت تک پہنچا دیں گے۔ سُنّت کو مضب
پکڑو وہ تم کو بدعت سے بچالے گی۔ سیکھو اور کاہلی نہ کرو۔ کیونکہ جو شخص عاجز رہ جاتا ہے بناوٹ
کرتا ہے۔ نئی نئی باتیں پیدا کرنا بہت ہی برا ہے اعتدال کے ساتھ سنت کی پیروی کرنا ضلا
میں کوشش کرنے سے بہتر ہے۔ ان نصائح کو سمجھو کیونکہ تجربہ کار وہی ہے جس نے اپنے دی
کا تجربہ کیا۔ اور سعادت مند وہی ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرے۔ تم اطاعت
فرمانبرداری اختیار کرو اسی میں عزت ہے اور تفرقہ اور نافرمانی سے بچتے رہو۔ اس میں ذلت ہے
میں اس قول کو ختم کرتا ہوں اور اپنے واسطے اور تمہارے واسطے خدا سے استغفار کرتا ہوں

محب طبری نے سالم بن عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ جب لوگوں
کسی بات سے منع کرتے تو اپنے گھر والوں کو بلا کر کہتے کہ میں نے لوگوں کو ان باتوں
منع کیا ہے۔ اور لوگ تمہاری طرف اس طرح دیکھتے ہیں جیسے پرندے گوشت کو۔ اگر
ان باتوں کو کروگے لوگ بھی کریں گے۔ اور اگر تم ڈروگے لوگ بھی ڈریں گے۔ اور خدا کی قسم
اگر تم میں سے کوئی بھی ان باتوں کو کرے گا جن سے میں نے منع کیا ہے تو اُس کو اپنی قرابت
وجہ سے دگنی سزا دوں گا۔

امام غزالی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ایک شخص سے بھائی چارا کیا تھا۔ وہ شام
طرف چلا گیا۔ کچھ لوگ شام سے آپ کے پاس آئے، آپ نے اُن سے دریافت کیا کہ
بھائی کا کیا حال ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ وہ تو شیطان کا ساتھی ہے۔ آپ نے فرما
چُپ رہو۔ اُن لوگوں نے کہا وہ کبائر میں مبتلا ہے۔ یہاں تک کہ شراب پیتا ہے۔ آپ نے
جب تم جانے لگو مجھے اطلاع کرنا۔ پھر آپ نے اُسے خط لکھا، کہ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حٰم تنزیل
الکتاب من اللہ العزیز العلیم غافر الذنب وقابل التوب" الایۃ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ کتاب خد
غائب جاننے والے کی طرف سے نازل ہوئی ہے جو گناہوں کا معاف کرنے والا اور توبہ کا قبو

کرنے والا ہے۔ آخر آیت تک) پھر اس آیت کے بعد اُس کو عتاب کیا اور ملامت کی۔ جب اُس نے یہ خط پڑھا، رویا اور کہا خدا نے سچ فرمایا اور حضرت عمرؓ نے نصیحت کی۔ اس کے بعد وہ تائب ہوا اور لوٹ آیا۔

محب طبری مسور بن مخرمہ سے روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے بیان کیا کہ ہم حضرت عمرؓ کے پاس رہتے تھے اور اُن سے پرہیزگاری سیکھتے تھے۔

ساتویں فصل

(اس بیان میں کہ تصوف کا سلسلہ حضرت عمر بن خطابؓ کے واسطہ سے اس وقت تک برابر جاری ہے)

ہم اس مقام پر اہل عراق کا سلسلہ بیان کرتے ہیں، کیونکہ انہی میں سلسلۂ تصوف کا سب سے زیادہ اہتمام ہے۔ یہاں ہم پہلے ایک نکتہ بیان کرتے ہیں جس کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔

نکتہ

وہ یہ کہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین کے زمانہ میں پیری و مریدی کا طریقہ بیعت و خرقہ پر نہ تھا۔ بلکہ صرف صحبت شیخ پر۔ اور وہ لوگ ایک شیخ یا ایک سلسلہ کے پابند نہ تھے۔ بلکہ ایک ایک آدمی بہتیرے مشائخ کی صحبت میں رہتا اور متعدد طریقے حاصل کرتا۔ اسی وجہ سے اُن کے سلسلے کسی خاص صحابی پر ختم نہیں ہوتے۔ ہاں اگر کوئی ان میں سے بیان کر دے کہ مجھے فلاں کی صحبت کا اثر ہے یا وہ مشہور ہو جائے کہ فلاں کے اصحاب میں سے ہے۔ ہمیں ہمارے اُستاد ابو طاہر نے اپنے اُستاد حسن عجمی مکی سے روایت کر کے خبر دی۔ اُنہوں نے کہا میں نے اپنے استاد شیخ عیسیٰ مغربی سے دریافت کیا کہ مُرید ایک شیخ سے اخذ طریقت کرتا ہے۔ اس کو دوسرے مشائخ کی خدمت میں حاضر ہونا درست ہے یا نہیں۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ آدمی کا باپ ایک ہوتا ہے اور چچے بہت۔

جب یہ نکتہ ذہن نشین ہو گیا تو جانو کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جلیل القدر صحابہ میں سے ہیں۔ جن کی نسبت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بڑی بڑی بشارتیں دی ہیں۔ اور قرأتِ قرآن اور فقہ اور وعظ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اُمت پر اپنا خلیفہ فرمایا ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور خدمت اقدس کی وجہ سے یہ بزرگ ترین صحابہ کرامؓ میں تھے۔ اور صحابہ کرامؓ میں ان کا لقب صاحب السواد و صاحب السواک و صاحب المطہرۃ تھا۔ ابن عبدالبرؒ نے عشرہ مبشرہ کی جس حدیث کو سفیان کی سند سے نقل کیا ہے۔ اُس میں ان کا بھی نام ہے۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قرآن چار شخصوں سے اخذ کرو۔ اور اُن میں سب سے پہلے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا نام لیا ان کے بعد دوسروں کا۔

آپؐ نے فرمایا ہے کہ عبداللہ بن مسعود کی بات کو مضبوطی سے پکڑو۔ اور جس چیز کو یہ تمہارے لیے پسند کریں اُس کو میں بھی پسند کرتا ہوں۔ اور جس کو یہ ناپسند کریں اس کو میں بھی ناپسند کرتا ہوں۔

آپؐ نے اُن سے فرمایا تھا کہ تم اس آیت کے اہل ہو۔ "لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِیْمَا طَعِمُوْٓا" (یعنی ان لوگوں پر جو ایمان لائے اور نیک کام کیے اُن پر کچھ گناہ نہیں ہے اس میں جو اُنھوں نے کھایا۔ اس کو ترمذی نے بیان کیا ہے۔

حضرت حذیفہؓ نے بھی اُن کی تعریف کی ہے۔ ابو عمر عبدالرحمٰن بن یزید سے روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے کہا ہم نے حذیفہؓ سے پوچھا بتاؤ کون شخص رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے خوبی اور طریقہ اور شکل وشمائل میں زیادہ قریب ہے؟ تاکہ ہم اس کے ساتھ رہیں۔ حضرت حذیفہ نے کہا ان باتوں میں سب سے زیادہ قریب حضرت عبداللہ بن مسعودؓ تھے یہاں تک کہ آپ کا انتقال ہو گیا

حضرت عمرؓ نے وہ خط جو اہل کوفہ کی طرف روانہ کیا تھا اُس میں اُن کی تعریف کی تھی۔ اُنہوں نے لکھا تھا کہ میں نے تمہاری طرف عمار کو حاکم اور عبداللہ بن مسعودؓ کو معلّم اور وزیر بنا کر روانہ کیا ہے یہ دونوں سر برآوردہ صحابہ اور شرکار بدر میں سے ہیں۔ تم ان دونوں کی اطاعت اور پیروی کرو۔ میں نے اپنے اوپر جبر کر کے عبداللہ کو تمہارے پاس بھیجا ہے۔ عمرؓ نے اُن کے بارے میں کہا ہے کہ یہ بالکل علم سے پُر ہیں۔ ان کے سوا حضرت عبداللہؓ کے اور بھی بہت سے مناقب ہیں جن کا شمار نہیں ہو سکتا باوجود ان سب کمالوں کے حضرت عمرؓ کی صحبت میں رہتے تھے۔ اور اُن کی صحبت سے فیض یاب ہونے کے قائل تھے۔

ابو عمر روایت کرتے ہیں کہ ابن مسعودؓ نے بیان کیا کہ اگر تمام قبایل عرب کا علم ایک پلہ میں رکھا جائے اور حضرت عمرؓ کا علم ایک پلہ میں۔ تو عمرؓ کا علم بھاری اُترے گا۔ اور صحابہ کرامؓ کہتے تھے کہ حضرت عمرؓ کے مرنے سے علم کے نو حصے جاتے رہے۔ اور حضرت عمرؓ کی ایک مجلس میں بیٹھنا میرے نزدیک سال بھر کی عبادت سے زیادہ قابل ترجیح ہے۔

ابن مسعودؓ کا مقولہ ہے کہ اگر تمام لوگ ایک میدان میں چلیں اور حضرت عمرؓ ایک گھاٹی میں، تو میں بھی اُسی گھاٹی میں چلوں گا۔

ابو عمر روایت کرتے ہیں کہ عتبہ بن مسعود کا جب انتقال ہوا تو اُن کے بھائی عبداللہ بن مسعود رونے لگے۔ لوگوں نے کہا کیوں روتے ہو؟ حضرت عبداللہ نے جواب دیا کہ وہ میرے حقیقی بھائی اور رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میرے شریک اور سب سے زیادہ مجھ کو محبوب تھے البتہ ان باتوں میں شریک نہ تھے جو مجھے حضرت عمر بن خطاب سے حاصل ہوئیں۔

عبداللہ بن مسعود کے بھی خاص اصحاب ہیں جو "اصحاب عبداللہ بن مسعود" کے نام سے مشہور ہیں اور جن کی اس کے سوا اور کوئی علامت ہی نہیں ہے۔ یہ لوگ زمانۂ دراز تک اُن کے ساتھ رہے اور اُن کی بہت بڑائی اور بڑی بڑی تعریفیں کیں۔ انہی میں سے علقمہ بن قیس، اسود ابن یزید نخعی

عمرو بن میمون اودی، ربیع بن خشیم ہیں۔ اور ان لوگوں کے بھی مشہور و معروف اصحاب ہوئے جو اصحاب عبداللہ کے لقب سے ملقب ہیں۔ ابراہیم نخعی، ابواسحاق، سبیعی، اعمش، منصور انہیں لوگوں میں سے تھے۔ سفیان ثوری ان سبھوں کی صحبتوں میں مدتوں رہے ہیں اور ان سے بہت کچھ اخذ کیا ہے۔ اور یہی حال فضیل بن عیاض کا ہے۔ سفیان ثوری کی صحبت میں بھی بہت سے لوگ رہے ہیں:۔ داؤد بن نصر طائی، ابراہیم بن ادھم بلخی کا شمار انہیں میں ہے۔ اور معروف کرخی داؤد طائی کے تربیت یافتہ ہیں۔ اور معروف کرخی کی صحبت سے سری سقطی فیض یاب ہوئے۔ اور سری سقطی کے فیض صحبت سے جنید بغدادی مشرف ہوئے۔ اور جنید بغدادی کا سلسلہ اس قدر مشہور رہے جس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔

اب ہم حضرت عبداللہ اور اُن کے اصحاب کے حالات اور کرامات کا کچھ ذکر کرتے ہیں

"ابوبکر بن ابی شیبہ نے عبداللہ بن مسعود کے حکیمانہ کلام اور نصائح کو ذکر کیا ہے اسی سے ہم یہاں نقل کرتے ہیں" عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ آدمی کو اتنا علم کافی ہے جس کی وجہ سے خدا سے ڈرے۔ اور یہ انتہائی جہالت ہے کہ اپنے عمل سے خوش ہو۔

آپ نے فرمایا ہے کہ جو آخرت کو طلب کرتا ہے دنیا کو نقصان پہنچاتا ہے۔ اور جو دنیا کو طلب کرتا ہے آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے۔ تم بھی باقی کے واسطے فانی کو نقصان پہنچاؤ۔

آپ نے فرمایا ہے تم میں سے جس سے ہو سکے اپنا خزانہ آسمان پر رکھے۔ جہاں نہ کیڑے کھا سکتے ہیں اور نہ چور چرا سکتے ہیں۔ کیونکہ آدمی کا دل اپنے خزانہ کے ساتھ رہتا ہے۔

آپ نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو وصیت کی کہ میں تم کو خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ تم اپنے گھر میں بیٹھے رہو اور اپنی زبان قابو میں رکھو اور اپنے گناہوں پر رویا کرو۔

آپ فرماتے تھے کہ میں چاہتا ہوں کہ مجھے معلوم ہو جائے کہ خدا نے میرے گناہ معاف کر دیئے مجھے اس کی پرواہ نہیں کہ میں کس کا بیٹا ہوں۔

آپ فرماتے تھے چھوٹے چھوٹے عملوں کی ایسی مثال ہے کہ گویا ایک قوم ایسی جگہ اُتری جہاں لکڑی نہ تھی اور اُن کے پاس گوشت تھا۔ وہ لوگ برابر لکڑیاں چنتے رہے یہاں تک کہ گوشت پکانے کے لائق لکڑیاں جمع کرلیں۔

آپ فرماتے تھے لوگوں کی تعریف و مذمت کی کچھ پرواہ نہ کرو کیونکہ آج خوش ہوتا ہے کل ناراض ہو جاتا ہے۔ اور آج ناراض ہوتا ہے کل خوش ہو جاتا ہے۔ لوگ بدلتے رہتے ہیں اور خدا قیامت کے دن

گناہوں کو معاف کرے گا۔ اور خدا اپنے بندوں پر قیامت کے دن اُس ماں سے زیادہ مہربان ہے جس نے سایہ میں اپنے بچے کے لیے بچھونا بچھایا ہو۔ پھر اُس کے نیچے ہاتھ ڈال کر دیکھتی ہو کہ اگر کوئی کاٹنے والا جانور ہو تو اُسی کے ہاتھ میں کاٹے اور اگر کوئی کانٹا ہو تو اُسی کے ہاتھ میں چبھے

آپ فرماتے تھے کہ میں چاہتا ہوں کہ میں دُنیا سے مثل مسافر کے الگ رہتا۔

آپ نے فرمایا ہے کہ خدا سے ڈرنا انتہا درجہ کا علم ہے۔ اور اُس سے مغرور ہونا انتہا درجہ کی جہالت ہے۔

آپ فرماتے تھے کہ خدا کی قسم مجھے کوئی ایسی چیز نہیں ملی جس سے بھلائی کی اُمید ہو۔ یا اس سے برائی دفع ہو۔ مگر خدا جانتا ہے کہ عبداللہ اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا ہے۔

آپ فرماتے تھے خدا کی قسم جو اسلام پر قائم ہے اس کو دنیا کچھ نقصان نہیں پہنچاتی ہے۔

آپ کے اصحاب نے چادر اوڑھنا مقرر کر لیا تھا۔ لوگ ادنیٰ درجہ کے کپڑے یا کمبل اوڑھ کر آنے میں شرماتے تھے۔ آپ نے کمبل اوڑھنا شروع کر دیا اور تین دن تک برابر کمبل ہی اوڑھ کر آئے

آپ فرماتے تھے میں تم پر کسی کام کو خطا سے کر بیٹھنے پر نہیں ڈرتا ہوں۔ بلکہ مجھے عمداً کرنے کا خوف ہے۔ اور نہ میں اس سے ڈرتا ہوں کہ تم اپنے اعمال کو کم خیال کرو، بلکہ اس کا خوف ہے کہ تم کہیں اُن کو بہت نہ سمجھ لو۔ وسوسوں کو چھوڑو یہ گناہ ہیں۔

آپ فرماتے تھے مؤمن اپنے گناہ کو مثل پہاڑ کے خیال کرتا ہے اور ڈرتا ہے کہ اُس کے اوپر نہ گر پڑے۔ اور منافق اپنے گناہ کو مثل مکھی کے خیال کرتا ہے جو ناک پر بیٹھی اور اُڑ گئی۔ اچھی بات کہو تاکہ اچھائی سے پہچانے جاؤ۔ اور اس پر عمل کرو تاکہ اچھے ہو جاؤ۔ جلد باز اور برائی پھیلانے کے راز ظاہر کرنے والے نہ بنو۔

آپ فرماتے تھے کہ اگر مجھ کو جنت و دوزخ کے درمیان کھڑا کر کے کہیں کہ ان میں سے جو تم کو پسند ہو اس میں چلے جاؤ اور چاہو خاک ہو جاؤ، تو میں خاک ہو جاؤں گا۔

آپ فرماتے تھے عمل نہ چھوڑو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔

آپ فرماتے تھے میں چاہتا ہوں کہ مجھ سے نو بُرائیوں اور ایک نیکی پر صلح ہو جائے۔

آپ فرماتے تھے مؤمن دوسروں سے محبت کرتا ہے۔ اور اس شخص میں بہتری نہیں جو دوسرے سے محبت نہ کرے۔ اور نہ اُس سے محبت کی جائے۔

آپ فرماتے تھے کہ خدا دنیا، دوست اور دشمن سب کو دیتا ہے۔ اور ایمان صرف دوستوں کو دیتا ہے۔ پس جب کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے، اُس کو ایمان عنایت کرتا ہے۔

آپ فرماتے تھے لوگوں کے سامنے قیامت میں تین دفتر پیش کیے جائیں گے۔ ایک میں نیکیاں ہوں گی اور دوسرے میں بُرائیاں۔ اور تیسرے میں نعمتیں۔ نیکیوں کے دفتر کا مقابلہ نعمتوں کے دفتر سے کیا جائے گا۔ سب نیکیاں نعمتوں کے مقابلہ میں ہو چکیں گی۔ اور بُرائیاں باقی رہ جائیں گی اُن کا اللہ

د اختیار ہے چاہے معاف کرے اور چاہے سزا دے۔

آپ فرماتے تھے سیکھو تاکہ جان جاؤ اور جاننے کے بعد عمل کرو۔

آپ فرماتے تھے وضع وضع سے نہیں ملتی جب تک دل دل سے نہیں ملتے۔

آپ فرماتے تھے اصل تواضع یہ ہے کہ تم کم درجوں میں بیٹھنے سے راضی ہو جاؤ۔ اور جو ملے اُسے پہلے
ام کرو۔

آپ نے فرمایا تم صحابہؓ سے زیادہ روزے رکھتے ہو اور جہاد کرتے ہو۔ لیکن وہ تم سے بہتر تھے۔ لوگوں
، پوچھا اس کی کیا وجہ؟ آپ نے فرمایا وہ دنیا سے زیادہ کنارہ کش تھے اور آخرت کی طرف بہت
غب تھے۔

آپ فرماتے تھے یہ دل برتن ہیں ان کو قرآن سے پُر کرو قرآن کے سوا ان میں کچھ نہ رکھو۔

آپ خطبہ میں فرماتے تھے کہ سب کلاموں سے سچا خدا کا کلام ہے اور سب سے مضبوط ذریعہ تقویٰ
، سب ملتوں سے بہتر ملتِ ابراہیم علیہ السلام ہے۔ اور بہترین قصہ قرآن ہے، اور بہترین طریقہ محمد صلی اللہ
یہ وآلہ وسلم کا ہے۔ اور سب سے اچھی بات خدا کی یاد ہے، اور کاموں سے بہتر اُن کے ارادے ہیں۔ اور
ترین بات دین میں نئی نئی باتوں کا پیدا کرنا ہے۔ اور سب سے اچھا انبیاء علیہم السلام کا مسلک ہے اور موتوں میں
تر شہادت ہے۔ اور ہدایت کے بعد گمراہی بہت ہی سخت ہے۔ بہترین علم وہ ہے جو نفع دے۔ اور
ہترین طریقہ وہ ہے جس کی پیروی کی جائے۔ دل کا اندھا ہونا بہت ہی بُرا ہے۔ اوپر کا ہاتھ نچلے ہاتھ سے
تر ہے۔ تھوڑا بقدر کفایت اُس کثیر سے بہتر ہے جو غافل کر دے۔ نجات پانیوالا نفس سرکش سے بہتر ہے۔
ت کی تنہائی سب سے بُری ہے اور قیامت کی ندامت بہت ہی سخت ندامت ہے۔ بعض آدمی نماز
ہ دیر سے پڑھتے ہیں اور خدا کو برائے نام یاد کرتے ہیں جھوٹی زبان سب سے زیادہ گنہگار ہے۔ نفس کی تونگری
ب تونگریوں سے بہتر ہے۔ بہترین توشہ تقویٰ ہے۔ خدا کا خوف حکمت کی جڑ ہے جن باتوں کا
میں القا ہوتا ہے اُن میں یقین سب سے بڑھ کر ہے۔ شک کفر کی فرع ہے چیخ کر رونا جاہلیت
ا طریقہ ہے۔ خیانت دوزخ کی گرمی سے متصل ہے۔ خزانہ آگ کا داغ ہے۔ شعر شیطان کا
ن ہے۔ شراب سب گناہوں کا مجموعہ ہے۔ عورتیں شیطان کا جال ہیں جوانی ایک قسم کا جنون
ہے۔ سود سب سے بُری کمائی ہے۔ یتیم کا مال کھانا بہت بُرا ہے۔ سعادت مند وہی ہے، جو
وسروں سے عبرت حاصل کرے۔ اور بدنصیب وہی ہے جو اپنی ماں کے پیٹ میں بدنصیب ہوا۔
دمی جس چیز پر قناعت کرے وہی اس کو کافی ہے۔ ہر نفس انجام کار قبر میں جائے گا۔ اور کام کا
نبار اُس کے انجام پر ہے، اور عمل کا مدار خاتمہ پر ہے۔ روایتوں میں سب سے بُری جھوٹی روایت ہے
ہ جو آنے والا ہے نزدیک ہے۔ مؤمن کو گالی دینا گناہ ہے اور اس کا قتل کرنا کفر ہے اور اس کی
بت خدا کی نافرمانی ہے۔ مؤمن کے مال کی حرمت مثل اُس کے خون کے ہے۔ جو خدا پر قسم کھاتا ہے
دا اس کو جھوٹا کر دیتا ہے۔ اور جو خدا سے معافی چاہتا ہے خدا اس کو معاف کرتا ہے۔ اور جو پاکدامنی اختیار کرتا ہے

خدا اُس کو پاکدامن رکھتا ہے۔ اور جو غصہ کو ضبط کرتا ہے خدا اس کو ثواب عنایت کرتا ہے۔ اور جو مصا
پر صبر کرتا ہے خدا اُس کو نعم البدل عنایت کرتا ہے۔ اور جو بلاؤں کو پہچانتا ہے اُن پر صبر کرتا ہے۔ اور جو نہ
جانتا ہے اُن کو ناپسند کرتا ہے۔ اور جو تکبر کرتا ہے خدا اُس کو ذلیل کرتا ہے۔ اور جو شہرت کے پیچھے پڑ
خدا اس کو رسوا کرتا ہے۔ اور جو دنیا کی خواہش کرتا ہے عاجز رہتا ہے۔ اور جو شیطان کی پیروی کرتا
خدا کی نافرمانی کرتا ہے۔ اور جو خدا کی نافرمانی کرتا ہے خدا اس کو عذاب میں ڈالے گا۔

آپ نے فرمایا ہے کہ خدا سے پورے طور پر ڈرو۔ اور پورے طور پر ڈرنا یہ ہے کہ اس کی اطاعت کر
پھر نافرمانی نہ کرو۔ اور اُس کو یاد کرو پھر نہ بھولو۔ اور اس کا شکر کرو پھر ناشکری نہ کرو۔ اور مال کا اس کی محبت پر
یہ ہے کہ تم ایسی حالت میں دو کہ تندرست ہو۔ مال کی تم کو ضرورت ہو زندگی کی امید ہو محتاجی کا خوف لگ
اور رات کی نماز کو دن کی نماز سے وہی نسبت ہے جو پوشیدہ صدقہ دینے کو علانیہ صدقہ دینے سے۔

آپ فرماتے تھے نماز مطیعوں ہی کو فائدہ دیتی ہے۔ پھر آیت کریمہ "ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنک
ولذکر اللہ اکبر" یعنی "نماز بیہودگی اور بُری باتوں سے منع کرتی ہے اور خدا کا ذکر سب سے بڑا ہے"
پڑھا۔ اور ذکر اللہ اکبر کی تفسیر کی کہ خدا کا بندے کو یاد کرنا بندے کے خدا کو یاد کرنے سے بہت بڑھ

آپ فرماتے تھے کہ وہ بڑا بدنصیب یا محروم ہے جو رات کو سوتے اور شیطان اُس کے کان میں
کر دے پھر وہ بے خدا کی یاد کے صبح کرے۔

آپ نے فرمایا سب آدمی مثل مہمان کے ہیں۔ اور جو کچھ اُن کے پاس ہے عاریت ہے۔ ۔
کا جانا ضروری ہے اور عاریت کا واپس کرنا لازمی ہے۔

آپ نے فرمایا ہے کہ جس پر دنیا میں آسانی ہوئی اُس پر آخرت میں بھی آسانی ہے اور جس پر دنیا
تنگی ہے اُس پر آخرت میں بھی تنگی ہے۔ آدمی دو ہی قسم کے ہیں۔ یا وہ مر کر دنیا کے مصائب سے آر
پاتے ہیں، یا اُس کے مرنے سے لوگ آرام پاتے ہیں۔ اور خالص توبہ یہ ہے کہ توبہ کرنے کے
پھر گناہ کی طرف رجوع نہ کرے۔

آپ فرماتے ہیں کہ میں جس کو دین و دنیا کے کام سے خالی دیکھتا ہوں اُس کو بہت برا جانتا ہوں۔

ابو بکرؓ نے مسروق سے روایت کی ہے کہ عبداللہ کے سامنے شربت پیش کیا گیا۔ آپ نے فرمایا عا
دو۔ علقمہ نے کہا میں روزہ سے ہوں۔ پھر فرمایا اسود کو دو انہوں نے بھی کہا میں روزے سے ہوں۔ یہاں
کہ وہ شربت تمام حاضرین مجلس کے پاس گیا سبھوں نے کہا ہم روزے سے ہیں۔ پھر آپ نے خود لے کر
اور اس آیت کو پڑھا۔ "یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْہِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ"۔ یعنی وہ لوگ اُس دن سے ڈرتے ہ
جس میں دل اور نگاہیں پلٹیں گی۔

ربیع بن خثیم کا حال

ابو بکر نے ابو یعلیٰ سے روایت کی ہے کہ ربیع بن خثیم جب کسی مجلس کے پاس سے گذرتے، کہتے اچھ

اور نیک عمل کرو اور اس پر جمے رہو تمہارے دل سخت نہ ہو جائیں۔ اور تم اُن لوگوں کی طرح نہ بنو۔ جو مدت دراز گذر جانے سے حق کو فراموش کر بیٹھے۔ اور نہ مثل اُن کے ہو کہتے ہیں ہم نے سنا حالانکہ وہ نہیں سُنتے۔

ابوبکر ابو یعلیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ ربیع بن خثیم سے جب پوچھا جاتا تم کیسے ہو؟ کہتے کمزور، گنہگار رزق کھاتے ہیں اور موت کا انتظار کرتے ہیں۔

ابوبکر نے ابو یعلےٰ سے انہوں نے ربیع سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا میں بندہ کے یوں دُعا کرنے کو پسند کرتا ہوں کہ اے رب تو نے رحم کرنے کا ذمہ لیا ہے تو نے یہ بات اپنے ذمہ لی ہے۔ کیونکہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو خدا سے کہے جو کچھ مجھ فرض تھا میں اُس کو ادا کر چکا اب جو تیرا فرض ہے تو اس کو ادا کر۔

ابوبکر نے بکر بن ماعز سے روایت کی ہے کہ ربیع بن خثیم نے کہا اے بکر تم اپنی زبان قابو میں رکھو مگر ایسی بات سے جن میں تمہارا نفع ہو۔ اور کسی طرح کا نقصان نہ ہو۔ کیونکہ میں نے لوگوں کو تہمت لگا کر اپنے دین کو نقصان پہنچاتے دیکھا۔ جو کچھ تم کو معلوم ہے اس کے موافق خدا کی اطاعت کرو۔ اور جس کا تم کو علم نہیں ہے اُس کو اُس جاننے والے کے سپرد کر دو۔ میں تمہارے حق میں بہ نسبت بھول کے عمداً گناہ کرنے پر زیادہ ڈرتا ہوں۔ جو تمہاری اس وقت حالت ہے اس کو ہم جانتے ہیں حالانکہ تمہاری موجودہ حالت آئندہ حالت سے بہتر ہے۔ کہ اب تم خیر کی پوری پیروی نہیں کرتے ہو اور نہ شر سے بالکل بھاگتے ہو۔ نہ جو کچھ خدائے برتر نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر اتارا ہے اس کُل کو تم نے حاصل کیا اور نہ جتنا تم پڑھتے ہو اس کو سمجھتے ہو۔

ابوبکر نے ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ ربیع بن خثیم نے ہمیں کہا تم کلام کم کیا کرو سوا نو چیزوں کے تسبیح، تہلیل، تکبیر، تحمید، بھلائی کا طلب کرنا، برائی سے پناہ مانگنا، بھلائی کا حکم دینا، برائی سے روکنا قرآن مجید کا پڑھنا۔

ابوبکر نے شعبی سے روایت کی ہے کہ ربیع بن خثیم نے جب سے احرام باندھا کسی مجلس میں نہیں بیٹھے۔ کہتے تھے میں ڈرتا ہوں کہ کسی پر ظلم ہو اور میں اس کی مدد نہ کر سکوں یا کوئی کسی پر حملہ کرے اور میں گواہی میں بلایا جاؤں یا نیچی نہ رکھوں یا راہ نہ بتلاؤں یا کوئی بوجھ لے کر گر پڑے اس کو نہ اٹھواؤں۔

مسروق کا حال

ابوبکر نے سعید بن جبیر سے اُنہوں نے مسروق سے روایت کی ہے کہ دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں جس کے فوت ہونے پر میں غم کروں، سوا خدا کی بندگی کے۔

ابوبکر نے اعمش سے اُنہوں نے مسروق سے روایت کی ہے کہ اُنہوں کہا آدمی کو چاہیے کہ کچھ دیر خلوت میں بیٹھ کر اپنے گناہوں کو یاد کر کے استغفار کیا کرے۔

ابوبکر نے اعمش سے انہوں نے مسروق سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا میرا خیال خدا کی نسبت اس وقت زیادہ اچھا ہوتا ہے جب خادم اُٹھ کر کہتا ہے کہ گھر میں نہ مٹھی بھر اناج ہے نہ کوئی درہم۔

ابوبکر نے ابوالضحاک سے انہوں نے مسروق سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا بندہ خدا سے سجدہ کی حالت میں سب سے زیادہ نزدیک ہوتا ہے۔

ابوبکر نے ہلال بن لیساف سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا مسروق نے بیان کیا جس شخص کی خواہش ہو کہ
پچھلے لوگوں اور دنیا اور آخرت سبھی کا علم حاصل کرے اُس کو سورت واقعہ پڑھنا چاہیے۔ ابوبکر نے عامر سے
کی ہے کہ ایک آدمی مسروق کے پاس بیٹھا کرتا تھا مسروق اُس کی صورت پہچانتے تھے لیکن اُس کے نام سے
تھے۔ اُس کو رخصت کرنے گئے اور رستے کے بعد واپس ہوئے اور کہا تم قاریوں کے سردار ہو تمہاری خوبی اُن کی خو
اور تمہاری برائی اُن کی برائی ہے تم اپنے دل میں محتاجی اور درازی عمر کا خیال نہ کرنا۔ ابوبکر نے مسلم سے اُنہوں
سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا آدمی کا انتہائی جہل یہ ہے کہ اپنے علم سے خوش ہو اور انتہا درجہ کا علم یہ ہے کہ خدا سے
ابوبکر نے مسلم سے انہوں نے مسروق سے روایت کی ہے کہ ایک بدو کے پاس ایک کتا ایک گدھا اور ایک
مرغا نماز کے لیے جگاتا تھا اور گدھا پانی اور خیمہ لادتا تھا۔ اور کتا پاسبانی کرتا تھا۔ ایک دن لومڑی آئی اور مرغا لے گئی اس کے گ
مرغے کے ضایع جانے پر غمگین ہوئے۔ وہ نیک آدمی تھا اُس نے کہا شاید اس میں بہتری ہو۔ پھر کچھ دنوں بعد بھیڑیا گ
اس کے گھر والوں نے گدھے کا افسوس کیا۔ اس آدمی نے کہا شاید اس میں بہتری ہو۔ کچھ دنوں بعد کتا بھی مر گیا اُس آدمی
یہی کہا شاید اس میں بہتری ہو جب صبح ہوئی دیکھا کہ آس پاس والے گرفتار ہیں اُس آدمی نے کہا شاید یہ لوگ اسی و
گرفتار ہوئے کہ ان کے پاس آواز اور بار برداری کا سامان تھا اور ان لوگوں کے پاس کوئی چیز ہی نہ تھی۔ ان کا کتا گدھا اور
ہی تلف ہو چکا تھا۔ ابوبکر نے حصین سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا ہم مرہ کے پاس اس کا حال دریافت کرنے
لوگوں نے بیان کیا کہ مرہ طبیب اس بیماری میں مبتلا ہے جس کے علاج میں بارہ برس تک بچتا رہا۔

اسود کا ذکر: ابوبکر نے اعمش سے انہوں نے عمارہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے اسود کے بارے میں کہا کہ وہ تو مسلما
ابوبکر نے شعبی سے نقل کیا ہے کہ اسود کے متعلق دریافت کیا گیا لوگوں نے جواب دیا وہ بڑے روزہ دار حج کرنے وا

علقمہ کا ذکر: ابوبکر نے ابو السفر سے انہوں نے مرہ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا علقمہ ربانی تھے۔
ابوبکر نے ابو معمر سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا ہم عمرو بن شرحبیل کے پاس گئے اُنہوں نے کہا ہم کو ا
پاس لے چلو جو خوبی اور طریقہ میں عبداللہ کے مشابہ ہو۔ ہم اُن کو علقمہ کے پاس لے گئے۔

عمرو بن میمون کا حال۔ ابوبکر نے ابو اسحاق سے انہوں نے عمرو بن میمون سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا لوگ
تھے عمل چار چیزوں سے پہلے کر لو۔ زندگی میں موت سے پہلے تندرستی میں بیماری سے پہلے، فارغ البالی میں
پہلے اور چوتھا مجھے یاد نہیں رہا۔ ابوبکر نے ابو اسحاق سے روایت کی ہے کہ عمرو بن میمون نے ساٹھ حج اور عمر
ابوبکر نے افلح سے روایت کی ہے اُنہوں نے کہا عمرو جب اپنے کسی بھائی سے ملتے کہتے خدا نے کل شب
اور ان ان نیک کاموں کی توفیق دی۔

ابراہیم نخعی کا حال: ذہبی نے نقل کیا ہے کہ اعمش نے بیان کیا میں ابراہیم کے پاس بیٹھا تھا وہ قرآن مجید دیکھ
تھے۔ ایک آدمی نے اجازت چاہی آپ نے کلام اللہ کو بند کر کے کہا یہ نہ خیال کرنا میں ہر وقت اسمیں دیکھ کر پڑھ
ذہبی نے ابراہیم نخعی کی بیوی ہندہ سے روایت کی ہے کہ ابراہیم ایکدن روزہ رکھتے تھے اور ایکدن افطار کرتے تھے
سے مروی ہے کہ جب تک کوئی سوال نہ کرتا آپ بات نہ کرتے۔
ذہبی نے اعمش سے روایت کی ابراہیم شہرت سے بچتے تھے اور ستون سے سہارا لے کر نہ بیٹھتے تھ

ں کاحال: ذہبی نے عیسیٰ بن یونس سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا نہ ہم نے اور نہ اُن لوگوں نے جو ہم سے پہلے گذرے
کا ثانی دیکھا۔ اور باوجود اُنکی فقیری اور محتاجی کے جسطرح میں نے اُن کے یہاں امیروں اور بادشاہوں کو ذلیل دیکھا، ویسا
ں نہیں دیکھا۔ یحییٰ قطان نے بیان کیا کہ اعمش عبادت گذار علامۂ وقت تھے۔ وکیع کا بیان ہے کہ اعمش کی عمر
کے قریب تھی اُن سے کبھی تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی۔ میں اُن کے پاس دو برس آتا رہا کبھی اُن کو ایک رکعت قضا
، نہیں دیکھا۔ خریبی بیان کرتے ہیں کہ اعمش کے بعد کوئی ویسا عبادت گزار نہیں دیکھا۔ اور وہ صاحب سنت تھے:

ان ثوری کا حال: ذہبی بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن مہدی نے کہا ہم سفیان کے پاس موجود ہوتے تھے اور وہ اسطرح
ے ہوتے گویا حساب کے واسطے کھڑے ہیں کسی کی مجال نہ ہوتی کہ اُن سے کچھ پوچھے۔ تعریضاً حدیث کا ذکر کیا جاتا۔
، حدیث آجاتی ان کا وہ خشوع جاتا رہتا اور حدیث بیان کرنے لگتے۔ میں نے اُن سے زیادہ کسی کو صاحب رقت نہیں
رات میں اُنکو دیکھنا وہ خوفزدہ ہو کر آگ آگ پکار اُٹھتے۔ اور کہتے آگ کا ذکر نیند اور لذتوں سے مجھے روکتا ہے۔ علی بن فضیل
یاض بیان کرتے ہیں کہ میں نے ثوری کو خانہ کعبہ کے پاس سجدہ میں دیکھا سات دن تک میں طواف کرتا رہا مگر اُنہوں نے سجدہ سے
اُٹھایا۔ ولید بن مسلم نے کہا مجھے عطار خفاف نے خبر دی کہ میں سفیان کے پاس جب کبھی گیا اُن کو روتا پایا میں نے اُن سے
تمہارا کیا حال ہے انہوں نے جواب دیا کہ میں ڈرتا ہوں کہ لوح محفوظ میں میرا نام شقیوں میں نہ لکھا ہو۔

ل بن عیاض کا حال: ابن اثیر نے لکھا ہے کہ فضیل بن عیاض بلند طبقے والوں میں ہیں اور بیش بہا جوہر ہیں۔ انہوں نے
ور اور عطار بن سائب اور اعمش سے روایت کی ہے۔ شیخ الاسلام قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ فضیل بن عیاض نے کہا میں
ں عبادت محبت کی وجہ سے کرتا ہوں اور عبادت سے رُک نہیں سکتا ہوں۔

ؤد طائی کا حال: ذہبی بیان کرتے ہیں کہ داؤد طائی سے ایک مسئلہ دریافت کیا گیا اُنہوں نے کہا سپاہی جب جنگ کا قصد کرتا
اُس کے واسطے ہتھیار جمع کرتا ہے اگر وہ اپنی تمام عمر ہتھیار جمع کرنے میں صرف کر دے تو جنگ کب کرے۔ اسی طرح علم
ں کا آلہ ہے۔ اگر تمام عمر علم میں صرف ہو جائے تو عمل کس وقت کرے:

ف کرخی کا ذکر: شیخ الاسلام نے لکھا ہے کہ معروف ورع و زہد و فتویٰ میں بہت بڑے شیخ اور داؤد کے صحبت یافتہ تھے:

یِ سقطی کا حال: ابوالقاسم قشیری نے بیان کیا ہے کہ ابوالحسن سری سقطی جنید کے ماموں اور استاد تھے، اور معروف کرخی کے
رد۔ ورع اور مقامات عالیہ اور علم توحید میں یکتائے روزگار تھے۔ ابوالقاسم قشیری نے بیان کیا ہے کہ سری سقطی دکانداری کرتے
معروف کرخی کے شاگرد تھے۔ ایک دن معروف کرخی ایک یتیم بچہ کو لیے ہوئے اُن کے پاس آئے اور کہا اس کو کپڑے پہنا دو۔ وہ کہتے
یں نے کپڑے پہنا دیئے۔ معروف خوش ہوئے اور کہا خدا تم کو دنیا سے نافر کر دے اور تم اس مشغلہ سے نجات پاؤ۔ سری کہتے
یں اُسی وقت دکان سے اُٹھ کھڑا ہوا بحالیکہ دنیا سے زیادہ مجھ کو کسی چیز سے نفرت نہ تھی۔ اور میری جو کچھ حالت ہے معروف کی

ہیم بن ادہم کا حال: شیخ الاسلام نے کہا ہے کہ ابراہیم بن ادہم بلخ کے شہزادوں میں سے تھے۔ نوجوانی میں توبہ کی ایک دن شکار کے
طے باہر گئے ہاتف نے آواز دی کہ اے ابراہیم تم کو اس کام کے لیے نہیں پیدا کیا ہے۔ یہ غفلت سے چونک پڑے اور
و ورع، توکل و سیاحت اختیار کی۔ اور مکہ جا کر سفیان ثوری فضیل بن عیاض، ابو یوسف غسولی کی صحبت میں رہنے لگے:

اب حسن بصری: مصنف علیہ الرحمۃ نے بیان کیا ہے کہ جب عبداللہ بن مسعود کے بڑے بڑے اصحاب گزر گئے، حسن بصری اُنکے
م مقام ہوئے اور اُن کے شاگرد "اصحاب حسن بصری" کے نام سے مشہور ہوئے۔

حسن بصریؒ کا حال: ذہبی روایت کرتے ہیں کہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حسنؒ کی ماں کو کسی کام پر بھیجتیں، یہ رونے آپ اُن منہ میں اپنا پستان مبارک دے دیتیں تاکہ چپ ہو جائیں۔ اور آپ نے اکثر نہ حسن کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اُنہوں نے ان کو دعا دی کہ اے خدا اس کو علم دین کا ماہر اور لوگوں میں محبوب کرنا۔ ذہبی نے حسن سے اُنہوں نے عبداللہ بن مغفل سے ر کی ہے انہوں نے کہا کہ میں اُن لوگوں میں سے ہوں جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے بوقت خطبہ درخت کی شاخوں کو ہٹا بلال بن ابی بردہ کہا کرتے تھے میں نے حسن سے زیادہ کسی کو صحابہ سے مشابہ نہیں پایا۔ حمید بن ہلال نے بیان کیا کہ ہم ابوقتادہ نے کہا اس شیخ یعنی حسن بصری کی تعظیم کیا کرو میں نے انکی رائے سے زیادہ کسی کی رائے کو حضرت عمرؓ کی رائے سے مشابہ نہیں ذہبی نے بیان کیا کہ مطر نے کہا بصرہ میں ابوالشعثاءؓ واعظ تھے لیکن جب حسن ظاہر ہوئے اُن کا بیان ایسا تھا کہ گویا وہ آخرت چشم دید حالات بیان کرتے ہیں۔ اصبغ بن زید بیان کرتے ہیں کہ میں نے عوام بن حوشب سے سنا وہ کہتے تھے حسن مثل اُس نبی کے جو اپنی قوم میں ساٹھ برس تک خدا کی طرف دعوت کرتا رہا۔ ذہبی بیان کرتے ہیں کہ حوشب نے کہا میں نے حسن سے سنا وہ کہتے تھے خدا کی قسم اے آدمیو اگر تم قرآن پڑھتے اور اس کو سچ جانتے دنیا میں بہت غمگین ہوتے، ڈرتے اور روتے۔ جعفر بن سلیم نے کہا ہم سے ابراہیم بن عیسیٰ یشکری نے بیان کیا کہ میں نے حسن سے زیادہ کسی کو غمگین نہیں پایا جب میں نے ان کو دیکھا یہی گما کہ ان کو کوئی تازہ غم پہنچا ہے۔ ذہبی نے بیان کیا کہ حفص بن غیاث نے کہا میں نے اعمش سے سنا وہ کہتے تھے حسن حکم کی باتوں کو یاد کرتے یہاں تک کہ ان کو بیان کرنے لگے۔ جب حسن کا ذکر ابوجعفر محمد بن علی کے نزدیک ہوتا کہتے ان کا کلا انبیاء کے کلام کے مشابہ ہے۔ جعفر بن سلیمان نے کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا کہ میں نے حسن سے سنا وہ قسم کہتے تھے کہ کسی نے درہ عزیز نہیں رکھا مگر خدا نے اُس کو ذلیل کیا۔ ذہبی اور مسلم نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا بخدا ہم سے حسن نے بلا واسطہ کسی بدری سے حدیث نہیں بیان کی۔ ذہبی بیان کرتے ہیں کہ حسن درست حدیث میں کہتے کہ فلاں سے مروی ہے لیکن ا سماعت نہیں کی۔ ابوعمر نے عبداللہ بن مغفل کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ عبداللہ اصحاب شجرہ سے تھے پھر وہاں سے چلے آئے۔ اُن حسن نے زیادہ روایت کی ہے۔ حسن کہتے ہیں کہ عبداللہ بن مغفل اُن دس میں سے ہیں جن کو حضرت عمرؓ نے ہمارے پاس علم دین سکھ کے واسطے بھیجا تھا۔ اور یہ اُن کے عمدہ اصحاب میں سے تھے۔

ایوب سختیانی کا حال: ذہبی نے روایت کی ہے کہ حسن نے ایوب سختیانی کو دیکھ کر کہا یہ جوانمردوں کے سردار ہیں۔ دوبارہ فرمایا کہ اہل بصرہ کے جوانوں کے سردار ہیں۔ شعبہ کہتے ہیں کہ ہم سے ایوب نے بیان کیا ہے جو فقہا کے سردار تھے میں نے ان کا اور یونس اور ابن کا نظیر نہیں دیکھا۔ سعید بن عامر نے سلام سے روایت کرکے بیان کیا کہ ایوب سختیانی شب بیداری کرتے تھے اور اس کو لوگوں سے چھپاتے جب صبح ہوتی اپنی آواز بلند کرتے گویا ابھی اُٹھے ہیں۔ ابن عون کہتے ہیں جب ابن سیرین کا وقت آخر ہوا میں نے اُن سے پوچھا ہمارے کون ہے اُنہوں نے جواب دیا ایوب۔ عبدالواحد بن زید سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا میں ایوب سختیانی کے ہمراہ کوہ حراء پر تھا مجھے بہت پیاس معلوم ہوئی۔ یہاں تک کہ اس کے آثار میرے چہرے پر ظاہر ہوگئے۔ ایوب نے پوچھا تمہارا کیا حال ہے؟ میں نے کہا پیاسا ہوں۔ ایوب نے کہا راز داری کرو گے؟ میں نے کہا ہاں اُنہوں نے مجھ سے قسم لی کہ جب تک وہ زندہ رہیں کسی سے نہ کہوں۔ پھر اُنہوں نے حراء پر ٹھوکر ماری، پانی بہ میں نے آسودہ ہو کر پیا اور اپنے ساتھ لے آیا۔

سفیان ثوری کا حال: ذہبی نے سفیان کے استاد ایوب سختیانی سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا میں کسی ایسے کوفی سے نہیں ملا جس کو سف

حبیب عجمی کا حال: ذہبی نے بیان کیا ہے کہ حبیب بن محمد عجمی تاجر تھے۔ لین دین کیا کرتے تھے۔ ایک دن اُن کا گذر لڑکوں پر ہوا

ل ہے تھی ایکنے کہا سود خوار آگیا۔ انہوں نے اپنا سر بچا کر لیا اور کہا اے خدا تو نے میرا حال لڑکوں تک پہنچا دیا اور وہیں سے واپس ہوئے مکان پر
ن کا لباس پہنا اور اپنے ہاتھ باندھے اور اپنا مال سامنے رکھ کر کہا اے خدا میں تجھ سے اپنے نفس کو اس مال کے عوض خریدتا ہوں تو مجھ کو آزاد کر
صبح ہوئی تمام مال خیرات کر دیا اور عبادت کرنے لگے۔ پھر انکو روزہ، نماز اور ذکر الٰہی سے کسی نے خالی نہیں دیکھا۔ دوبارہ انکا گذر انہیں لڑکوں کے
ے ہوا انہوں نے آپس میں کہا چُپ رہو جبیب عابد آرہے ہیں۔ جبیب رونے لگے اور کہا اے خدا سب تیری ہی طرف سے ہے پھر
مرتبہ اس قدر بڑھا کہ مستجاب الدعوات ہو گئے۔ ایک مرتبہ حسن بصری حجاج سے بھاگے ہوئے انکے پاس آئے اور کہا اے محمدؒ مجھے بچالو سپاہی میرے
ے ہیں۔ جبیب نے کہا اے ابو سعید مجھ کو تمہارے حال سے شرم آتی ہے تم کو خدا پر اتنا بھی بھروسہ نہیں کہ تم اُس سے دعا کرتے تو وہ تم کو چھپا لے گھر میں
آؤ وہ گھر میں چلے گئے اُن کے پیچھے پیچھے سپاہی بھی گئے لیکن حسن کہیں نظر نہ آئے۔ انہوں نے یہ واقعہ حجاج سے بیان کیا اُس نے کہا ہاں وہ
گھر میں ہیں لیکن خدا نے تمہاری آنکھوں پر پردہ ڈالدیا۔ معتمر نے اپنے والد سے روایت کرکے بیان کیا کہ انہوں نے کہا میں نے حسن بصری عجمی سے زیادہ کسیکو
دت گذار اور جبیب عجمی سے زیادہ کسی کو صاحب یقین نہیں دیکھا۔ ضمرہ بن ربیعہ بن یحییٰ نے بیان کیا ہی کہ جبیب آٹھویں ذی الحجہ کو منیٰ میں
میں ہوتے اور نویں کی رات کو عرفہ میں۔ اور یہ بھی مروی ہی کہ انہوں نے ایک شخص کو بد دعا دی وہ فوراً گر کر مر گیا۔

مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حسن بصریؒ اور ان کے اصحاب کے بعد لوگ اصحاب عبداللہ اور اصحاب حسن کہلاتے رہتے اور دونوں سے فیض
سل کرتے یہانتک کے جنید اور اُن کے ہمعصروں کا زمانہ آگیا اور اُن لوگوں نے تصوف کے طریقہ کو صحبت و خرقہ سے مستحکم کیا اور انہیں لوگوں میں مرقعات
ماع اور لوگوں کی بابت گفتگو کرنا اور اشارات و اشراقات رائج ہوئے۔ ان لوگوں کے طریقے قوت القلوب وغیرہ میں مفصل مذکور ہیں۔

امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دوسرے سلسلے بھی شروع ہوئے تھے جو کچھ دور چل کر منقطع ہو گئے۔ انہیں میں ایک ہی کہ عبداللہ
نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت بابرکات میں رہے اُنکے بعد اپنے والد کی صحبت میں اور اُن سے فیض یاب ہوئے۔ اور آپنے جیسا چاہا ویسی انکی
لح کی۔ عبداللہ کی صحبت میں انکے بیٹے سالم اور ان کے غلام نافع رہے اور سالم کی صحبت میں زہری اور حنظلہ رہے اور نافع کی صحبت میں
لکؒ، عبیداللہ اور ایک جماعت رہی۔ دوسرا سلسلہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام اسلم سے شروع ہوا۔ اسلم عمر بن خطابؓ کی صحبت میں رہے اور اسلم
مرؓ کے اقوال۔ منقول از مصنف ابی بکرؒ: ابوبکرؓ نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ کسیکو دنیا کی نعمت حاصل نہیں ہوتی مگر اُسکا درجہ خدا کے
لم ہو جاتا ہے۔ اگرچہ وہ خدا کے نزدیک بزرگ ہو۔ آپنے فرمایا ہے کہ آدمی صاحب علم اس وقت تک نہیں ہوتا جبتک وہ اپنے
زیادہ جاننے والے پر حسد نہ کرے۔ اور اپنے سے کم مرتبہ والوں کی حقارت نکرے۔ اور اپنے علم کی قیمت نہ چاہے اور ایمان کی حقیقت کو
پہنچتا ہی جب سب آدمیوں کو اپنے دین کے بارے میں احمق خیال کرے۔ آپ فرماتے تھے مومن جسوقت قبر سے اُٹھے گا تو بہترین صورت جو
نے دنیا میں دیکھی تھی استقبال کے لیے آئیگی مومن اُس سے پوچھے گا تو کون ہے؟ وہ جواب دیگی میں وہی ہوں جو دنیا میں تمہارے ساتھ تھی اور
تک تمکو جنت میں نہ پہنچا دونگی تم سے جدا نہ ہوں گی۔ آپنے فرمایا جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا میں نے اینٹ پر اینٹ نہیں رکھی،
کوئی کھجور کا درخت لگایا۔ آپنے حمران سے کہا تم خدا سے کسی ایسی ذمہ داری کیساتھ نہ ملو جس کو پورا نہ کیا ہو۔ کیونکہ وہاں روپیہ اشرفی نہیں ہے
لوں سے بدلہ دیا جائیگا اور کہتے تھے میں نے اپنے ساتھیوں کو ایک حالت پر پایا ہی اگر میں انکے خلاف کروں مجھے ڈر ہے کہ اُن سے نہ ملوں۔
عمر کی سیرت۔ منقول از مصنف ابی بکرؒ: ابوبکر نے جابرؓ سے روایت کی ہے کہ ہم میں سے کسی کو دنیا نہیں ملی مگر وہ اس کیطرف جھک گیا اور
پر جھک پڑی سوا عبداللہ بن عمر کے۔ ابن عمر کو سنت نبویؐ کی پیروی میں اس قدر انہماک تھا کہ اگر کوئی دیکھتا خیال کرتا کہ انکو کچھ جنون ہے۔
مراُن میلوں کی طرف جنکو مروان نے پتھروں سے بنوایا تھا نماز پڑھنا پسند نہ کرتے تھے۔ نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر خلوت میں جو بات کرتے لوگوں کے سامنے
تھے اور مکہ کے راستے میں اپنی سواری کو موڑ کر لے جاتے اور کہتے مبادا وہ پاؤں پر پاؤں پڑ جائے۔ یعنی اُن کی اونٹنی کا پیر اُس مقام پر نہ پڑ جائے جہاں

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کا قدم مبارک پڑا تھا۔ ابن عمرؓ اپنے چند ہمراہیوں کے ساتھ عبداللہ بن عامر بن کریز کی عیادت کو گئے۔ لوگوں نے عبد
بن عامر سے کہا خوش ہو تم نے عرفات میں حوض بنوائے ہیں اور میدانوں میں کنوئیں کھدوائے ہیں اسیطرح اور بہت سی نیک خصلتوں کو بیان کیا اور کہا ہم تمہا
واسطے خدا سے بھلائی کی اُمید رکھتے ہیں۔ ابن عامر خاموش بیٹھے تھے جب وہ چپ ہو گئے اور انہوں نے کچھ نہ کہا۔ ابن عامر نے کہا اے ابو عبدالرحمن تم کیا کہتے ہو
نے جواب دیا کہ جب کمائی پاک ہوتی ہے تو خرچ بھی اچھا ہوتا ہے۔ اب تم جاتے ہو معلوم ہو جائے گا۔ ابن عمرؓ کا گزر ایک ویران مقام پر ہوا اُن کے ہمراہ ایک آ
تھا اس نے ویرانے سے مخاطب ہو کر کہا آواز دے۔ اس مقام سے آواز آئی مگر ابن عمر نے کچھ جواب نہ دیا۔ پھر اُس آدمی نے کہا آواز دے دوبارہ آواز آئی۔ ابن ع
کہا یہاں کے رہنے والے چلے گئے اور اُن کے اعمال باقی رہ گئے۔

سالم بن عبداللہ بن عمر کا حال: ذہبی نے روایت کی ہے کہ ابن مسیب نے کہا عمرؓ کے سب لڑکوں میں عبداللہ عمر سے زیادہ مشابہ تھے اور عبداللہ کے لڑکا
سالم عبداللہ کے بہت ہم شکل تھے۔ ذہبی نے میمون بن مہران سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا میں ابن عمر کے یہاں گیا اور اُن کے گھر کی
چیزوں کا اندازہ قیمت کیا، سو درہموں کے برابر بھی نہ نکلیں۔ ان کے بعد سالم کے یہاں گیا اُن کا بھی ویسا ہی حال پایا۔ ذہبی نے روایت کی ہے کہ
سلیمان بن عبدالملک کے پاس گئے سالم کے کپڑے بہت موٹے اور پرانے تھے سلیمان نے ان کو اپنے برابر تخت پر بٹھالیا ایک آدمی نے عمر بن عبدا
سے کہا کیا تمہارے ماموں ان کو اچھے کپڑے نہ پہنا سکے کہ انکو پہن کر ان کے پاس جاتے جس نے یہ کہا تھا وہ قیمتی کپڑے پہنے تھا۔ عمر نے کہا نہ ان کے ک
نے ان کے مرتبہ کو کم کیا اور نہ تمہارے کپڑوں نے تمکو ان کے مرتبے تک پہنچایا۔ احمد اور اسحاق نے بیان کیا ہے کہ سب سے زیادہ صحیح سند حدیث
ابو حازم کا ذکر: ذہبی نے روایت کی ہے کہ ابو حازم نے عبدالرحمن بن زید بن سالم سے کہا میں نے تمہارے باپ کی مجلس میں چالیس عالم فقیہ دیکھے ہیں۔
ان کی عادت یہ تھی کہ اپنے مال سے ہمدردی کرتے تھے۔ ابو حازم کہتے تھے اے خدا میں زید کو دیکھتا ہوں۔ انکے دیکھنے سے یاد آجاتا ہے کہ تیری عباد
خوبی سے کرنی چاہیے۔ اور زید کہا کرتے تھے کہ اے ابن آدم خدا سے ڈر لوگ تجھ کو دوست رکھیں گے ورنہ برا جانیں گے۔ ابو حازم کہتے تھے جس کام کی وجہ سے مو
ناپسند کرو اس کو چھوڑ دو۔ پھر تم چاہو جب مرو موت تم کو کچھ نقصان نہ دے گی۔ اور کہتے تھے تھوڑی دنیا بہت تولب سے روک دیتی ہے اور دو باتیں کرو دنیا و
کی بھلائی کو پہنچو گے۔ جس چیز کو خدا پسند کرے اس پر عمل کرو اگرچہ ناگوار ہو۔ اور جس چیز کو خدا ناپسند کرے اس کو چھوڑ دو اگرچہ تم کو محبوب ہو۔ اسی قدر ہم
فصل میں بیان کرنا چاہتے تھے اور اس کے پورے ہونے سے امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقامات ختم ہو گئے۔ والحمد للہ اولاً و آخراً و ظاہراً و
کلمات سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین وصلے اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ
اجمعین اما بعد امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ چند کلمات سیاست ملک تدبیر منازل و معرفت اخلاق کے متعلق ہیں ہم
ہیں کہ کتاب ان سے خالی نہ رہے اگرچہ جو کچھ آپ سے ان امور کے متعلق مروی ہے اس کا یہ بہت تھوڑا حصہ ہے:۔
بخاری اور ابوبکر نے روایت کی ہے اور یہ الفاظ ابوبکر کے ہیں کہ عمرؓ کے جب نیزہ مارا گیا آپ نے وصیت کی کہ میں اپنے بعد آنیوالے خلیفہ کو وصیت
ہوں کہ خدا سے ڈرے اور مہاجرین اولین کے حق و حرمت کا خیال رکھے اور شہر والوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے کیونکہ وہ اسلام کے مددگار دشمنوں کا
توڑنے والے اور اموال کے جمع کرنے والے ہیں۔ بلا انکی رضامندی کے اُن کا مال غنیمت نہ لیا جائے۔ اور انصار کے متعلق وصیت کرتا ہوں جنہ
سکونت مدینہ اور ایمان کو اختیار کیا کہ اُن میں سے بھلائی کرنے والوں کو اچھا بدلہ دیا جائے اور برائی کرنیوالوں سے درگذر کی جائے۔ اور بدؤں کے ساتھ بھلائی
وصیت کرتا ہوں کہ ان کے زائد مال میں سے کچھ حصہ لے کر انہیں کے محتاجوں کو دے دیا جائے اور ذمیوں کے عہد پورے کیے جائیں اور ان کو طاقت
زیادہ تکلیف نہ دی جائے۔ ابوبکر نے جاریہ بن قدامہ سعدی سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے اس سال حج کیا تھا جس میں حضرت
کی وفات ہوئی، آپ نے خطبہ میں بیان کیا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ ایک مرغ نے دو یا تین ٹھونگیں ماریں۔ اس کے ساتھ آٹھ دن۔
حضرت فاروق اعظمؓ گھائل ہوئے۔ آپ نے پہلے صحابہ کو آنے کی اجازت دی، پھر مدینہ والوں کو۔

راہل شام کو - پھر اہل عراق کو - میں سب کے پیچھے آپ کے پاس گیا - آپ کا شکم مبارک سیاہ چادر سے
ندھا تھا - اور خون جاری تھا - جب کوئی گروہ آتا رہتا اور آپ کی تعریف کرتا - میں نے آپ سے کہا آپ
ے وصیت کیجئے - میرے سوا کسی نے وصیت کی درخواست نہیں کی - آپ نے فرمایا تم خدا کی کتاب مضبوطی
ے پکڑ لو - جب تک تم اس کا اتباع کرو گے - گمراہ نہ ہو گے - اور میں تم کو مہاجرین کے ساتھ بھلائی کرنے کی
ییت کرتا ہوں کیونکہ اور لوگ بڑھتے ہیں وہ گھٹتے ہیں اور انصار کے ساتھ بھی بھلائی کی وصیت
رتا ہوں کیونکہ وہ ایمان کی جائے پناہ ہیں - اور بدوؤں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی وصیت کرتا
ونکہ وہ تمہاری اصل اور مادہ ہیں - اور ذمیوں کے ساتھ بھی بھلائی کی وصیت کرتا ہوں - کیونکہ وہ
ہارے نبی کے ذمہ میں ہیں اور تمہارے گھر والوں کی روزی کا ذریعہ - یہ کہہ کر فرمایا - اب تم جاؤ -
ر پھر ہم سے کوئی بات نہ کہی -

ابوبکر نے مسور بن مخرمہ سے روایت کی ہے - اُنہوں نے کہا میں نے عمرؓ سے سنا - اُس وقت
پ کی اُنگلی آپکے تین زخموں میں سے ایک میں تھی - اور وہ کہتے تھے کہ اے قریش مجھے لوگوں سے تمہارے
پر کچھ ڈر نہیں ہے - ہاں لوگوں کے حق میں تم سے ڈرتا ہوں - میں دو طریقے تم میں چھوڑے جاتا ہوں
ب تک تم ان کو اختیار کرو گے اچھے رہو گے - یعنی حکم اور تقسیم میں عدل کرنا میں نے تم کو شاہراہ پر
ل دیا ہے لیکن یہ کہ کوئی قوم کجی اختیار کرے اور طریقہ بدل دے -

ابوبکرؓ نے حسن بن محمدؐ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت عثمانؓ سے کہا - خدا سے ڈرو -
ر اگر تم لوگوں کے کاموں کے والی ہوئے تو قبیلہ بنی ابی معیط کو لوگوں کی گردنوں پر نہ چڑھانا - اور
ضرت علیؓ سے کہا اگر تم لوگوں کے اُمور کے مالک ہو - تو بنی ہاشم کو لوگوں کی گردنوں پر نہ چڑھانا -

آپ نے اپنے بعد میں آنے والے خلیفہ کو جو وصیت کی ہے - اس کی بابت مختلف روائتیں ہیں -
ان سب میں جامع وہ روایت ہے جو مجھ کو بعض تاریخ کی کتابوں میں دستیاب ہوئی -

ابولؤلؤ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب نیزہ مارا آپ نے اُس خلیفہ کو جس کو اہل شوریٰ آپ کے
مقرر کریں - یہ وصیت کی کہ میں تم کو اس خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں - جس کا کوئی شریک
یں اور مہاجرین کے مرتبہ اور سبقت اسلام کا خیال رکھنا اور انصار میں سے اچھے لوگوں کی بھلائی کی قدر
نا اور بروں کی برائی سے درگذر کرنا - اور اہل شہر کے ساتھ اچھا سلوک کرنا کیونکہ وہ دشمنوں کے دفع کرنے
ے اور مال کے جمع کرنے والے ہیں - اُن سے جو کچھ غنیمت میں حاصل ہو - اُس کو دوسری جگہ نہ لے جانا
جب اُن کی ضروریات سے زیادہ ہو - اور بدوؤں کا خیال رکھنا یہی لوگ عرب کی اصل و مادہ ہیں -
ن کے زائد مال میں سے انہی کے محتاجوں کی مدد کرنا - اور اہل ذمہ جب تک مسلمانوں کے حقوق خوشی یا
ؤ سے ادا کرتے رہیں - ان کی حفاظت کرنا اور اُن پر طاقت سے زیادہ بار نہ ڈالنا - اور خدا سے ڈرتے
نا اور بری نیت نہ کرنا تاکہ اُس کے غضب میں مبتلا نہ ہو جاؤ - خدا سے لوگوں کے معاملہ میں ڈرنا اور
وں سے خدا کے معاملہ میں نہ ڈرنا اور رعیت کے ساتھ عدل کرنا اور اُن کی حاجتوں کے واسطے اپنا وقت

خالی رکھنا اور سرحدوں کو خراب نہ کرنا اَور محتاجوں کے مقابلہ میں تونگروں کی مدد نہ کرنا۔ اسی میں خدا کے
فضل سے تمہارے دل کی سلامتی اَور تمہارے گناہوں کی معافی اَور آخرت کی بہبودی ہے۔ خدا کے
احکام وحدود میں سختی کرنا اَور قریب و بعید سب کو گناہوں سے روکنا کسی کے بارے میں تم کو نرمی
رحم نہ کرنا چاہیئے۔ یہاں تک کہ اُس کے جرم کا بدلہ لے لو۔ اور سب آدمیوں کو یکساں سمجھنا اُس کی پروا
نہ کرنا کہ کس پر حق واجب ہوا خدا کے معاملہ میں ملامت کرنے والوں کی ملامت کا خیال نہ کرنا اور جو کچھ
غنیمت میں دے اس میں کسی کو ترجیح نہ دینا اور نہ کسی کے ساتھ سہولت کرنا یہ صریح ظلم و زیادتی
اور خدا نے جو کچھ کشایش دے رکھی ہے۔ اُس سے اپنے نفس کو روکے رکھنا کیونکہ تم دنیا میں ا
بہت بڑے مرتبے پر ہو۔ اور تم آخرت سے بہت ہی قریب ہو پس اگر تم نے سچائی کے ساتھ دنیا
عفت و عدل کیا تو خدا کی رضامندی اور ایمان حاصل کر لو گے۔ اور اگر تم پر خواہش غالب ہو گئی تو خ
کی ناخوشی اور غضب تمہارے حصہ میں ہو گا۔ اور ذمیوں پر نہ خود ظلم کرنا اور نہ دوسروں کو کرنے د
آگاہ ہو کہ میں نے خدا کی خوشنودی اَور ثواب کی غرض سے تم کو خاص کر وصیت و نصیحت کی ہے
اور تم کو وہی طریقہ بتایا ہے۔ جس پر میں خود کاربند رہا۔ پس اگر تم میری نصیحت پر عامل اور میرے
کے پابند رہو گے تو اُس سے بہت ثواب اور پورا حصہ پاؤ گے۔ اَور اگر تم اس کو نہ مانو گے۔ اور اس پ
نہ کرو گے۔ اَور خدا کی خوشنودی کے مواقع پر بڑے بڑے کاموں کو نہ چھوڑو گے۔ یہ تمہارے نقصان
سبب ہوں گے۔ اور تمہاری رائے اس میں خراب ہو گی۔ خواہشیں سب میں مشترک ہیں لیکن سب خط
کی اصل شیطان ہے جو ہلاکت کی طرف بلاتا ہے۔ تم سے پہلے اس نے اگلوں کو گمراہ کیا اور دوزخ
پہونچا دیا۔ اس شخص کا عوض بہت بُرا ہے۔ جس کا نصیب دنیا سے اسی قدر ہو کہ وہ دشمن خدا سے
کرے جو خدا کی نافرمانی کی طرف بلاتا ہے۔ حق کو اختیار کرو۔ اَور اُس کے لئے مصائب برداشت کرو۔ او
مسلمانوں کی طرف نظر رحمت کرو۔ یعنی بڑوں کی تعظیم اور چھوٹوں پر رحم اور علماء کو مقرب کرو۔ تو سب
ساتھ ایک برتاؤ نہ کرو (بلکہ حفظ مراتب کا خیال ضرور رکھو) اور مال غنیمت میں حق تلفی کر کے مسلمانوں کو نا
نہ کرنا اور حقداروں کے وظائف بند نہ کرنا ورنہ وہ محتاج ہو جائیں گے۔ اَور مجاہدین کو لڑائیوں میں ز
نہ روکنا ورنہ ان کی نسل منقطع ہو جائیگی اور مال کو امیروں ہی میں گھومتا پھرتا نہ چھوڑنا۔ اور اپنا د
نہ بند کر لینا۔ ورنہ قوی ضعیف کو کھا جائے گا۔ یہ میری وصیت ہے۔ میں خدا کو تم پر گواہ کرتا ہوں۔
اللہ علی کل شیئ شہید)۔

محب طبری نے روایت کی ہے کہ آپ نے ابوعبیدہ بن جراح کو لکھا کہ لوگوں میں خدا کے حکم کو
قایم کر سکتا ہے۔ جو مضبوط تجربہ کار ہو۔ لوگ اُس کے عیب پر نہ مطلع ہوں اور حق کے بارے میں ذ
غصہ نہ ہو اور خدا کے معاملہ میں ملامت کرنے والوں کی ملامت سے نہ ڈرے۔ محب الطبری نے ر
کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے ابوعبیدہ بن جراح کو لکھا کہ میں تم کو خط لکھتا ہوں جس میں مَیں نے تم کو نصیحت
کرنے میں کچھ اُٹھا نہیں رکھا۔ پانچ چیزوں کو اختیار کر لو۔ تمہارا دین محفوظ رہیگا۔ اَور بڑا ثواب پاؤ گے

ریقین حاضر ہوں۔ عادل گواہوں اور قطعی قسموں سے کام لو۔ کمزور کو نزدیک کرو۔ تاکہ اس کی زبان کھلے
دراس کا دل قوی ہو۔ مسافر اہل مقدمات کے خبر گیران رہو۔ کیونکہ جب اس کو زیادہ رُکنا پڑیگا۔ اپنی حاجت
موڑ کر واپس چلا جائیگا اور اس کے ابطال حق کا دبال اس پر ہے۔ جس نے اس کی پرواہ نہ کی۔ اور
ب تک ٹھیک فیصلہ نہ معلوم ہو جائے صلح کرانے کی کوشش کرو۔ والسلام علیک۔

مروی ہے کہ حضرت عمرؓ فاروق نے ابو موسیٰ اشعری کو لکھا کہ لوگوں کو حاکموں سے نفرت ہوتی ہے۔
ں خدا سے اور تمہارے لئے پناہ مانگتا ہوں۔ کہ سخت شبہے اور بُرائی پر اُبھارنیوالی کینے اور پیروی پر مجبور
رنے والی خواہشین اور فریفتہ کرنے والی دنیا ہمیں اور تمہیں آگھیرے۔ حدالٰہی کو قائم کرو۔ مظلوموں کی
ریادرسی کے واسطے تھوڑی دیر ضرور بیٹھو۔ جب دو کام ایک دنیا کا دوسرا آخرت کا تم کو پیش آویں۔
یشہ آخرت کے کام کو پہلے کرو۔ کیونکہ دنیا فنا ہو جائے گی اور آخرت باقی رہے گی۔ اور اوقاف کے مال
سے بہت پرہیز کرتے رہو۔ بدمعاشوں کو پراگندہ کرو۔ جب قبایل میں یا فلان یا فلان کی صدائیں بلند
دں۔ تو سمجھ لو کہ یہ شیطانی مشورہ ہے۔ ان کا تلوار سے مقابلہ کرو۔ یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کی
رف لوٹ آئیں۔ اور خدا و اسلام کا نام پکارنے لگیں۔

حضرت عمرؓ نے معاویہ کو لکھا کہ لوگوں سے نہ چھپو اور کمزور کو قریب بلاؤ۔ تاکہ اس کی زبان کھلے۔
دراُس کا دل قوی ہو۔ بیرونی مقدمات والوں کی خبر لیتے رہو۔ کیونکہ جب اس کو زیادہ رکنا پڑیگا۔ اُس
دِل تنگ ہو جائیگا اور پریشان ہو کر اپنا حق چھوڑ دے گا۔

ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے معاویہ بن قرہ سے اُنہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ اُنہوں
نے کہا۔ حضرت عمرؓ نے بیان کیا ایمان کے بعد خوش اخلاق محبت کرنے والی بچہ دینے والی عورت
سے اچھی کوئی چیز نہیں ہے۔ اور نہ کفر کے بعد بد خلق زبان دراز عورت سے بُری کوئی چیز ہے۔ پھر
پ نے فرمایا بعض عورتیں ایسی غنیمت ہیں جن کی برابری کوئی نعمت نہیں کر سکتی۔ اور بعض ایسی طوق
ردن ہیں جن سے چھٹکارا نہیں ہو سکتا ہے۔

حضرت ابوبکرؓ نے سمرہ بن جندب سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا میں نے عمر بن الخطاب
ے سُنا وہ کہتے تھے عورتین تین قسم کی ہیں۔ ایک نرم مزاج پاک دامن محبت کرنے والی بچہ دینے والی
زمانہ کی سختیوں پر شوہروں کی مدد کرتی ہیں۔ اور شوہروں کے خلاف زمانہ کی مدد نہیں کرتیں۔ ایسی
رتیں بہت کم ہیں۔ دوسری پاکدامن باایمان جو صرف بچوں کا ذریعہ ہیں اور ان میں اس کے سوا کوئی
بی نہیں۔ تیسری بدخو بدزبان ان کو خدا جسکی گردن میں چاہتا ہے ڈال دیتا ہے۔ اور خدا ہی اُنسے
ات دے۔ تو نجات ملے اور آدمی بھی تین قسم کے ہیں۔ ایک پاکدامن باایمان دانشمند قبل از وقوع
موں کا انجام سوچنے والے اور پیش آجانے پر حُسن تدبیر سے کام لینے والے ہیں۔ دوسرے مسلمان پاکدامن
وڑی عقل والے جب کوئی مشکل پیش آئے دوسروں سے مشورہ لیکر عمل کرتے ہیں۔ تیسرے ہلاک
رنے والے نہ خود خیر اندیش ہیں اور نہ خیر اندیشوں کی رائے پر عمل کرتے ہیں۔

ابو اللیث نے مکحول سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے اہل شام کو لکھا کہ تم اپنے لڑکوں کو تیر اندازی شہسواری سکھاؤ۔ اور اعتدال سے ان کی تربیت کرو۔ ابو اللیث نے حضرت عمرؓ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا ایک عورت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور پوچھا کہ مرد کا عورت پر کیا حق ہے۔ آپ نے جواب دیا اگرچہ عورت سواری پر ہو مگر مرد کو نہ روکے اور سوا رمضان کے کوئی روزہ بے شوہر کی اجازت کے نہ رکھے۔ اگر وہ ایسا کرے گی اُس کا ثواب مرد کو ملے گا۔ اور گناہ عورت پر ہوگا اور بے اجازت گھر سے باہر قدم نہ رکھے۔ اگر ایسا کریگی جب تک واپس نہ آوے۔ رحمت و عذاب کے فرشتے اُس پر لعنت کرتے رہیں گے۔

ابو اللیث بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اپنی عورت کی شکایت کرنے آیا جب دروازے پر پہنچا سنا کہ حضرت عمرؓ کی بی بی اُم کلثوم آن سے لڑ رہی ہیں۔ اُس آدمی نے اپنے دل میں کہا میں جو شکایت لے کر آیا ہوں اُس میں وہ خود مبتلا ہیں میں اُن سے کیا شکایت کروں۔ یہ کہہ کر چلا گیا حضرت عمرؓ نے اس کو بلوایا اور اس کا حال دریافت کیا اُس نے کہا میں اپنی بی بی کی شکایت لے کر آیا تھا جب میں نے آپ کی بی بی کی گفتگو سُنی۔ لوٹ گیا آپ نے جواب میں فرمایا کہ اُن کے حقوق میرے اُوپر ہیں اس وجہ سے میں درگذر کرتا ہوں۔ پہلا حق یہ ہے کہ وہ میرے اور دوزخ کے درمیان حائل ہیں۔ اُن کی وجہ سے میں حرام سے بچتا ہوں۔ دوسرا حق یہ ہے کہ وہ میری خزانچی ہیں جب میں گھر سے باہر جاتا ہوں میرے مال کی حفاظت کرتی ہیں۔ تیسرے میرے کپڑے دھوتی ہیں۔ چوتھے میرے لڑکے کو دودھ پلاتی ہیں۔ پانچویں کھانا پکاتی ہیں۔ اُس آدمی نے کہا میری بی بی بھی ایسی ہے میں بھی اُس سے درگذر کروں گا۔

امام غزالی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک گواہ نے گواہی دی آپ نے فرمایا کسی ایسے آدمی کو لاؤ جو تم کو پہچانتا ہو وہ ایک آدمی کو لے آیا اُس نے اُس گواہ کی تعریف کی۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کیا تم ان کے پاس رہتے ہو۔ جو ان کے حال سے واقف ہو اُس نے کہا نہیں۔ آپ نے پوچھا کیا تم سفر میں ان کے پاس رہے ہو جس سے اچھے اخلاق معلوم ہوتے ہیں اس نے کہا نہیں۔ آپ نے پوچھا کیا تم نے روپیہ پیسہ کا ان سے معاملہ کیا ہے جس سے پرہیزگاری معلوم ہوتی ہے۔ اُس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا معلوم ہوا۔ تم نے ان کو مسجد میں قرآن پڑھتے دیکھا ہوگا۔ یہ کبھی سر اُٹھاتے ہونگے کبھی نیچا کرتے ہونگے۔ اُس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا تم جاؤ تم اُن کو نہیں پہچانتے ہو۔ اور اُس گواہ سے کہا۔ ایسے شخص کو لاؤ جو تمہارا حال جانتا ہو۔

آپ کہا کرتے تھے کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ میں کس وقت انتقام لیا کروں آیا جس وقت قادر ہوتا ہوں اور لوگ کہتے ہیں کاش معاف کر دیتے یا جس وقت جلدی کرتا ہوں اور لوگ کہتے ہیں کاش صبر کرتے۔ آپ نے ایک اعرابی کو دیکھا اُس نے جلدی جلدی نماز پڑھی۔ اور کہا اے خدا حور عین سے میری شادی کر دے۔ آپ نے فرمایا تم نے مہر خراب دیا ہے اور شادی بڑی جگہ چاہتے ہو۔ لوگوں نے آپ سے بیان کیا کہ جاہلیت میں مظلوم ظالم پر بددعا کرتا تھا اور اُس کی بددعا لگ جاتی تھی۔ اب ہم وہ حالت نہیں دیکھتے ہیں آپ نے فرمایا پہلے لوگ اسی طریقہ سے ظلم سے باز رہتے تھے۔ اور اب ان کا وعدہ قیامت ہے اور قیامت بہت سخت و تلخ ہے۔

ٓپ فرماتے تھے جو شخص تہمتوں کی جگہ بیٹھے اس کو بدگمانی کرنے والوں کو بُرا نہ کہنا چاہیئے۔ اور جو اپنا بھید چھپاتا ہے۔ اُس کا اختیار اُس کے ہاتھ میں ہے۔ اپنے بھائی کے ساتھ اچھا گمان کرو۔ یہاں تک کہ تم کو اس کی ایسی خبر معلوم ہو جائے۔ جو تمہارے خیال پر غالب آجائے۔ اور مسلمان کی بات کو جب تک نیکی پر محمول کر سکتے ہو برائی پر نہ محمول کرو۔ سچے دوست اختیار کرو۔ اور جہاں تک ہو سکے۔ عقلمندوں سے زیادہ دوستی کرو۔ کیونکہ یہ خوشی میں زینت ور مصیبت میں مددگار ہوتے ہیں۔ لوگوں کی ذلت نہ کرو۔ ورنہ خدا تم کو ذلیل کر دیگا۔ اور جس بات سے تم کو سرد کار نہیں اُس سے کچھ تعرض نہ کرو۔ اپنے دشمن سے الگ رہو۔ اور دوستوں سے ہوشیار رہو سوا امین کے کیونکہ امین کے برابر کوئی چیز نہیں ہے۔ بد آدمی کے ساتھ نہ رہو۔ ورنہ وہ اپنی بدی تم کو سکھا دیگا۔ اور اس سے اپنا بھید نہ ظاہر کرو۔ اور اپنے معاملات میں پرہیزگاروں سے مشورہ لو۔ یہ بڑا عیب۔ کہ دوسروں کی برائی تمہیں نظر آئے۔ اور اپنی برائی نہ نظر آئے اور اپنے ہم نشین کو اس بات کا عیب لگا کر تکلیف دو جس کے تم خود مرتکب ہوئے ہو۔

تین چیزوں سے محبت زیادہ ہوتی ہے۔ جب کسی سے ملو پہلے سلام کرو۔ اور جس نام کو وہ پسند کرتا ہو۔ اُس کو اسی نام سے پکارو اور مجلس میں اس کے لئے جگہ کشادہ کر دو۔ میں پسند کرتا ہوں کہ آدمی اپنے گھر میں مثل لڑکوں کے رہے۔ اور جب اس کو آواز دی جائے تو وہ مرد ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دن ایک جوان کو دیکھا جو ٹہل رہا تھا اور کہتا تھا کہ میں بطحاء مکہ کے کوہ بلدی وکدار کا رہنے والا ہوں۔ آپ نے اُسکو پکارا۔ وہ جب آپ کے پاس آیا آپ نے فرمایا۔ اگر تم دیندار ہو تو کریم ہو۔ اور اگر عقلمند ہو تو مروت دار ہو اور اگر مالدار ہو تو شریف ہو۔ ورنہ تم اور گدھا برابر ہو۔

آپ نے فرمایا اے مہاجرین دنیاداروں اور حاکموں کے پاس زیادہ نہ جایا کرو۔ اس سے خدا ناخوش ہوتا ہے۔ اور شکم پُری سے بچتے رہو۔ شکم پُری نماز سے سُست اور جسم کو خراب اور بیماری کو پیدا کرتی ہے۔ خدا موٹے تازے عالم سے بغض رکھتا ہے۔ بلکہ تم اپنی خوراک کو اعتدال پر رکھو۔ یہ اصلاح سے قریب اور اسراف سے دور اور عبادت کی طاقت دینے والی ہے اور کوئی بندہ اُس وقت تک ہلاک نہیں ہوتا جبتک دین پر خواہش کو ترجیح نہ دے۔

آپ نے فرمایا ہے کہ طمع محتاجی ہے اور ناامیدی تونگری ہے کیونکہ جو کسی شئے سے ناامید ہو جاتا ہے اس کی پرواہ نہیں کرتا۔ سوا آخرت کے کاموں کے ہر چیز میں تاخیر بہتر ہے۔

آپ نے فرمایا ہے جو خدا سے ڈرتا ہے۔ انتقام نہیں لیتا۔ اور جو خدا سے خوف کرتا ہے جو چاہتا نہیں کرتا اور اگر قیامت نہ ہوتی تو حالت موجودہ کے خلاف دیکھتے۔

آپ نے فرمایا میں سب سے سخی اور حلیم کو جانتا ہوں سب سے زیادہ سخی وہ ہے۔ جو اُس شخص کو دے جس نے اُسے محروم کیا ہو۔ اور سب سے حلیم وہ ہے۔ جو اُس شخص سے درگذر کرے جس نے اُس پر ظلم کیا ہو۔ آپ نے اہل شہر کو لکھا کہ اپنی اولاد کو تیرنا اور گھوڑے کی سواری سکھاؤ۔ اور ضرب المثلیں اور عمدہ اشعار یاد کراؤ۔ آپ نے فرمایا ہے۔ کہ عرب جب تک تیر اندازی اور گھوڑے کی سواری کرتے رہیں گے۔ غالب رہیں گے۔ آپ نے عورتوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا ان کی فرمائش کے جواب میں اکثر انکار کیا کرو۔ کیونکہ ہاں کر دینا ان کو مانگنے پر

دلیر کر دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ کہ اجنبی عورتوں کے پاس فرش بچھاتے ہو۔ حالانکہ عورت مثل اُس گوشت کے ہے جو تختہ پر رکھا ہو (یعنی جس طرح وہ گوشت جو قصابوں کے تختہ پر رکھا رہتا ہے او جس کا جی چاہتا ہے اُس کو مول لے لیتا ہے۔ اسی طرح عورتیں کمزور ہیں اپنے آپ کو دوسروں سے بچا نہیں سکتیں) مگر یہ کہ کوئی اُن کی حفاظت کرے۔

آپ نے فرمایا کوفہ والوں نے مجھے عاجز کر رکھا ہے۔ اگر میں اُن پر نرم دل حاکم مقرر کرتا ہوں اُس کو دبا لیتے ہیں اور اگر سخت مقرر کرتا ہوں تو اس کی شکایت کرتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ کوئی قوی امین آدمی ملے اس کو اُن پر حاکم کروں۔ ایک آدمی نے کہا میں آپ کو قوی امین آدمی بتا دوں آپ نے پوچھا وہ کون۔ اس نے جواب دیا عبداللہ بن عمر۔ آپ نے فرمایا خدا تجھکو ہلاک کرے۔ بخدا تو نے خدا کے واسطے نہیں کہا۔ خدا کی قسم میں اس کو کوفہ اور غیرہ کسی کا حاکم نہ کرونگا۔ تو دشمن ہے۔ چلا جا۔ آج سے میں تجھ کو منافق کہا کرونگا وہ آدمی اُٹھکر چلا گیا۔ آپ نے سعد بن ابی وقاص کو لکھا کہ طلیحہ بن خویلد اور عمرو بن معدیکرب سے مشورہ لے لیا کرو۔ کیونکہ ہر شخص اپنی کام سے خوب واقف ہوتا ہے۔ لیکن ان کو مسلمانوں کے کسی کام کا والی نہ بنانا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی عامل پر ناخوش ہوئے۔ اُس نے آپ کی بی بی سے سفارش کرائی۔ کہ حضرت عمرؓ کو خوش کر دیں۔ اُنہوں نے آپ سے اس کے معاملہ میں گفتگو شروع کی آپ غصے ہوئے اور فرمایا اے دشمن خدا تجھ کو ان باتوں سے کیا مطلب۔ تو جی بہلانے کے واسطے ہے۔ تھوڑی دیر تیرے پاس اُٹھ بیٹھ لیتے ہیں کیا تمہارے ذریعہ سے ہمکو دھوکے دیئے جائیں گے۔ آپ نے فرمایا۔ میں خدا سے خائن کی جرأت اور بھروسہ کرنے والے کی عاجزی کی شکایت کرتا ہوں۔ عمرو بن میمون نے بیان کیا میں نے عمر بن خطاب کو زخمی ہونے سے چند دن پیشتر دیکھا کہ حذیفہ ابن یمان اور عثمان بن حنیف کے پاس کھڑے کہہ رہے ہیں کہ کیا تم اس بات سے ڈرتے ہو کہ تم نے زمین پر ایسا بار ڈالا ہو جس کے اُٹھانے کی طاقت زمین کو نہ ہو۔ دونوں نے جواب دیا نہیں آپ نے دوبارہ یہی سوال کیا۔ اور انہوں نے پھر نفی میں جواب دیا۔ عمرؓ نے کہا اگر میں زندہ رہا۔ تو عراق کی رانڈوں کو بُلا کر کہونگا کہ تم میرے بعد کسی مرد کے پاس جھگڑا لے کر نہ جانا اس واقعہ کو چار دن بھی نہ گذرے کہ آپ زخمی ہو گئے۔

حضرت عمرؓ جب کسی عامل کو مقرر کرتے تو اُس سے ایک عہد نامہ لکھوا لیتے۔ کہ عمدہ گھوڑے پر نہ سوار ہو اور نہ چھنا ہوا آٹا کھائے۔ اور نہ باریک کپڑے پہنے۔ اور حاجت مندوں کو نہ روکے۔ اس پر مسلمانوں کی ایک جماعت کو گواہ کرتے۔ پھر کہتے اے خدا تو گواہ رہ۔

حضرت عمرؓ کہتے تھے اگر کوئی عامل ظلم کرے اور مجھ کو اس کے ظلم کی خبر ہو جائے پھر میں اس کو نہ بدلوں تو گویا میں نے ہی ظلم کیا۔

احنف بن قیس آپ کے پاس آئے آپ نے ان کو ایک سال اپنے پاس روکے رکھا۔ پھر کہا اے احنف میں نے تم کو جانچا اور آزمایا۔ تمہاری ظاہری حالت کو اچھا پایا۔ اور اُمید کرتا ہوں کہ تمہارا باطن مثل ظاہر کے ہے اور ہم نے سُنا ہے۔ کہ اس اُمت کو ذی علم منافق تباہ کریں گے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ مسجد میں بیٹھے تھے ایک آدمی آپ کے پاس سے گذرا۔ اور کہا تمہارے واسطے

آگ سے ہلاکت ہے آپ نے فرمایا۔ اس کو میرے پاس لاؤ۔ وہ نزدیک ہوا آپ نے پوچھا تم نے یہ کیا کہا
اُس نے جواب دیا کہ تم اپنے عامل مقرر کرتے ہو۔ اور ان سے عہد نامے لکھواتے ہو۔ پھر خبر نہیں ہوتی۔ کہ انہوں
نے شرائط کو پورا کیا یا نہیں۔ آپ نے پوچھا یہ کیسے۔ اس نے جواب دیا کہ مصر میں جو تمہارا عامل ہے اس کو تم نے
جن باتوں کے کرنے کا حکم دیا تھا ان کو نہیں کرتا ہے اور جن سے منع کیا تھا ان کو کرتا ہے۔ اس کے بعد اُس
نے اس عامل کا بہت کچھ حال بیان کیا۔ آپ نے انصار میں سے دو آدمیوں کو بھیجا کہ اس کا حال دریافت
کرو۔ اگر یہ جھوٹ کہتا ہے تو اس کی خبر دو اور اگر تم کو اس کا حال خراب معلوم ہو تو اس کو فوراً لے آؤ۔ وہ دونوں
گئے۔ اور اس کا حال دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ کہنے والے نے سچ کہا تھا۔ دونوں اس عامل کے دروازے پر
گئے۔ اور اندر جانے کی اجازت چاہی دربان نے کہا آج اندر جانے کی اجازت نہیں ہے۔ انہوں نے کہا
یا تو وہ ہمارے پاس آوے ورنہ ہم دروازہ پھونک دیں گے۔ اور ان میں سے ایک آدمی آگ لے آیا۔ دربان
اندر گیا اور عامل کو خبر دی۔ وہ اُن کے پاس آیا انہوں نے کہا ہم حضرت عمرؓ کے فرستادہ ہیں۔ تاکہ تم کو ان کے پاس
لے جاویں۔ عامل نے کہا مجھ کو کچھ ضرورت ہے۔ تھوڑی دیر مہلت دو۔ تاکہ راستہ کے واسطے توشہ وغیرہ
لے لوں۔ انہوں نے کہا حضرت عمرؓ نے ہم کو قسم دلائی ہے کہ ہم مہلت نہ دیں اور اس کو پکڑ کر عمرؓ کے پاس لے
آئے۔ جب آپ کے پاس آیا سلام کیا۔ آپ نے اُس کو نہ پہچانا (کیونکہ یہ آدمی پہلے گندمی رنگ کا تھا۔
جب مصر کی ہوا لگی گورا اور موٹا ہو گیا) اور پوچھا تم کون ہو۔ اُس نے جواب دیا میں فلاں شخص۔ مصر کا عامل ہوں
آپ نے کہا تیرا بُرا ہو۔ تو نے منہیات کو اختیار کیا۔ اور اوامر کو چھوڑ دیا۔ بخدا میں تجھکو سخت سزا دوں گا
میرے پاس ایک کمل اور لاٹھی اور تین سو صدقہ کی بکریاں لاؤ۔ اور اس عامل سے کہا کہ اس کمل کو اوڑھ۔
خدا کی قسم میں نے تیرے باپ کو دیکھا ہے۔ یہ کملی تیرے باپ کی کملی سے اچھی ہے اور اس لاٹھی کو لے
بخدا یہ لاٹھی تیرے باپ کی لاٹھی سے اچھی ہے اور ان بکریوں کو فلاں مقام پر لے جا کر چرا (یہ گرمیوں
کا زمانہ تھا) اور سوا عمرؓ کے گھرانے کے اور کسی کو دودھ سے نہ روکنا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ عمرؓ کے
گھر والوں میں سے کسی کو صدقہ کی بکریوں کا دودھ اور گوشت لینے کا حق نہیں ہے۔ جب وہ چلا گیا۔
آپ نے اس کو بلوایا اور پوچھا جو کچھ میں نے کہا اس کو سمجھا۔ وہ زمین پر گر پڑا۔ اور کہا یا امیر المومنین
مجھ میں اس کے برداشت کی طاقت نہیں اگر آپ چاہے میری گردن مار دیجئے۔ آپ نے پوچھا اگر میں
تجھکو مصر کا والی کر دوں تو تو کیسا آدمی ہوگا۔ اس نے کہا آپ کو اس کے بعد کوئی میری بُری خبر نہ پہنچے
گی۔ آپ نے اس کو مصر کی ولایت پر پھر واپس کر دیا۔ اور وہ اچھا بن گیا

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا کہ فلاں شخص کو قاضی کے عہدہ سے الگ کر دونگا۔ اور اس کی جگہ
ایسے آدمی کو مقرر کروں گا۔ کہ بدمعاش اوسکو دیکھ کر ڈر جائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس شب میں جس میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دفن کئے گئے۔ خطبہ میں بیان کیا
کہ خدا نے اپنے راستہ کو مقرر کر دیا۔ اور ہم کو اُس کے مقرر کرنے کی مشقت سے بچا لیا۔ اب سوائے دعوت اور
پیروی کے کوئی بات باقی نہیں رہ گئی ہے۔ اس خدا کے واسطے حمد ہے جس نے مجھ کو تم سے اور تم کو مجھ سے

آزمائش میں ڈالا۔ اور میرے دونوں صاحبوں کے بعد باقی رکھا۔ میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں ذلیل یا گمراہ
اور اس کے کسی دوست کو دشمن رکھوں یا کسی دشمن کو دوست بناؤں۔ میرے اور میرے دونوں صاحبوں
کی اُن تین شخصوں جیسی مثل ہے جو ایک پاکیزہ جگہ سے لوٹے ہوں۔ اُن میں سے ایک نے اپنے گھر کی طرف چلنے
میں جلدی کی اور ایسے میدان میں پہنچا جس کے نشانات دہوکہ دینے والے تھے وہ راہ سے بہکا اور محروم ہوا
یہاںتک کہ راستہ نے اس کو گھر تک پہنچا دیا۔ پھر دوسرا اس کے پیچھے چلا اور اسی کی راہ اختیار کیا اور اسی کے
نشانات قدم پر چلتا رہا۔ یہاں تک کہ اپنے صاحب سے صحیح وسالم جا ملا۔ پھر تیسرا ان دونوں کے پیچھے چلا پس
اگر انہیں دونوں کے راستہ پر اور قدم بہ قدم چلیگا تو ان تک پہنچ جائے گا۔ اور اگر دائیں بائیں مڑے گا۔ تو اپنے
ساتھیوں سے کبھی نہ ملیگا۔ آگاہ ہو کہ عرب کے لوگ مثل سرکش اونٹ کے ہیں۔ اور مجھ کو اُنکی مہار دی گئی ہے۔ خبردار
میں ان کو راہ پر لاؤنگا اور اس کام پر خدا سے مدد چاہتا ہوں۔ سُنو میں دعا کرتا ہوں اور تم آمین کہو۔ اے خدا میں
بخیل ہوں مجھکو سخی کر۔ میں سخت ہوں مجھکو نرم کر۔ میں کمزور ہوں مجھکو قوی کر۔ اے خدا تو اپنی ولایت اور مدد سے مجھ
اپنی اور اپنے دوستوں کی دوستی دے۔ اور مجھکو ان آفتوں سے بچا جو تیرے دوشمنوں کی دشمنی سے پیدا ہوتی ہیں
اور مجھ کو نیکوں کے ساتھ موت دے۔ اور بُرُوں کے ساتھ نہ اُٹھا۔ اے خدا میرے لیئے دنیا زیادہ کرنا۔ کہ میں سرکش
ہو جاؤں۔ اور نہ میرے واسطے کم کر۔ کہ میں بھول جاؤں۔ کیونکہ تھوڑا بقدر کفایت زیادہ بھولا دینے والے سے بہتر ہے
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اہل عراق کا وفد آیا۔ جن میں جریر بن عبداللہ بھی تھے۔ آپ ایک بڑا پیالہ
سرکہ اور روغن زیتون سے بھرا ہوا لائے۔ اور فرمایا۔ لو۔ اُن لوگوں نے سُستی سے لیا۔ آپ نے فرمایا۔ تم کو کیا ہو گیا
ہے۔ کہ بکری کے گوشت کے مشتاق ہوتے ہو۔ میں خیال کرتا ہوں کہ تم کھٹا میٹھا۔ گرم سرد۔ چاہتے ہو تاکہ اس کو پیٹ
میں بھر لو۔ اگر میں چاہتا کہ تمہارے واسطے عمدہ کھانا پکواؤں تو پکوا سکتا تھا لیکن جو کچھ مجھکو دنیا سے ملتا ہے اس
کو آخرت کے واسطے رکھ چھوڑتا ہوں۔ اور اگر ہم چاہتے بکری کے بچوں کا حکم دیتے تو وہ بھونے جاتے اور میدہ کی روٹی کا
حکم دیتے تو وہ پکائی جاتیں اور اگر نبیذ خرما کا حکم دیتے تو وہ مشکیزوں میں تیار کیجاتی یہاںتک کہ جب مثل چکور کی آنکھ کے
سُرخ ہو جاتیں اسکو کھاتے اور اُسکو پیتے۔ تو ضرور کر سکتے تھے اور خدا کی قسم میں سینہ اور کوہان کے گوشت اور جو اور
نان خورش سے عاجز نہیں ہوں لیکن خدا نے اس قوم کو جنہوں نے ایسا کیا ہے ان کو شرم دلائی۔ کہ اذھبتم طیبا تکم
فی حیوتکم الدنیا۔ (یعنی تم عمدہ چیزیں دنیا میں اُڑا چکے) اور میں نے اس معاملہ پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ اگر میں دنیا چاہتا
ہوں۔ تو آخرت کو نقصان پہونچتا ہے۔ اور اگر آخرت کو چاہتا ہوں تو دُنیا کو نقصان پہنچتا ہے۔ اور جب ایسا حال ہے تو
تم لوگ ہی دنیا رفانی کو نقصان پہنچاؤ۔

آپ نے فرمایا ہے۔ کہ آدمی تین قسم کے ہیں۔ کامل۔ اس سے کم۔ لاشی محض۔ کامل وہ ہے جو خود صاحب رائے ہو
اور لوگوں سے مشورہ لے۔ اور عمدہ لوگوں کی رائے کو اپنی رائے کے ساتھ ملالے۔ اور کامل سے کم وہ ہے جو اپنی رائے
سے کام کرے۔ اور دوسروں کی رائے نہ لے۔ اور لاشے وہ ہے۔ جو نہ خود صاحب رائے ہو۔ اور نہ لوگوں سے مشورہ لے۔ اور
عورتیں بھی تین قسم کی ہیں۔ ایک وہ جو زمانہ کی سختیوں پر اپنے شوہروں کی مدد کریں۔ اور شوہروں کے خلاف زمانہ کی مدد کریں
اور ایسی عورتیں بہت کم ہیں۔ دوسری جو بچوں کا ذریعہ ہیں اور ان میں اس کے سوا کوئی خوبی نہیں۔ تیسری بدخو خدا ان کو جس کی

گردن میں چاہتا ہے ڈال دیتا ہے۔ اور جب چاہتا ہے اُس سے رہائی دے دیتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ نے جب حطیہ شاعر کو قید سے چھوڑا۔ تو اُس سے کہا کہ شعر نہ کہا کرو۔ اُس نے کہا اے امیر المومنین یہی میری روزی کا ذریعہ ہے اور شعر ایک چیونٹی ہے جو میری زبان پر رینگا کرتی ہے۔ آپ نے کہا اپنے گھر والوں کے حق میں شعر کہا کرو۔ اور مدح مجحفہ سے بچتے رہو۔ اس نے پوچھا۔ مدح مجحفہ کیا ہے آپ نے کہا کہ یہ کہنا کہ فلاں قبیلہ والے فلاں قبیلہ والوں سے بہتر ہیں۔ تعریف کرو۔ مگر کسی کو فضیلت نہ دو۔ حطیہ نے کہا بخدا آپ فنون شعر مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔

ابن عباس کہتے ہیں میں نے امیر المومنین حضرت عمرؓ سے کہا میں شادی کرنا چاہتا ہوں آپ مجھے مشورے دیجئے۔ آپ نے پوچھا کس کو پیغام دیا ہے۔ ابن عباس نے کہا فلاں عورت کو۔ آپ نے فرمایا۔ نسب تو اس کا اچھا ہے جیسا تم چاہتے ہو۔ لیکن اس کے گھر والوں کا اخلاق اچھا نہیں۔ تم اس بداخلاقی کو اپنی اولاد سے نہ دور کر سکو گے میں نے کہا اچھا۔ اب میں اُس کے ساتھ شادی نہ کروں گا۔ ابن عباس نے کہا میں حضرت عمر بن خطاب کے پاس بیٹھا تھا۔ آپ نے ایسی سانس لی۔ کہ مجھے گمان ہوا کہ آپ کی پسلیوں میں زخم ہے۔ میں نے کہا یا امیر المومنین اس سانس لینے کا سبب کوئی بہت بڑا غم ہے۔ آپ نے کہا ہاں اے ابن عباس میں غور کرتا ہوں۔ کہ اپنے بعد کس کو خلیفہ بناؤں۔ پھر آپ نے کہا۔ شاید تم اپنے صاحب (یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ) کو اس کا اہل جانتے ہو۔ میں نے کہا باوجود اُن کی شرافت نسب اور سبقت اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت اور اُن کے علم کے اُن کو کون چیز اس کے استحقاق سے مانع ہے۔ آپ نے فرمایا سچ کہتے ہو۔ لیکن ان میں ظرافت ہے۔ میں نے کہا طلحہ کی نسبت آپ کا کیا خیال ہے۔ آپ نے کہا وہ حد سے زیادہ عورتوں کے گرویدہ ہیں۔ میں نے کہا عبد الرحمٰن۔ آپ نے فرمایا وہ کمزور آدمی ہیں اگر ان کو حکومت ملی تو وہ اپنی مُہر اپنی بی بی کو دے دیں گے۔ میں نے کہا۔ زبیر۔ آپ نے کہا وہ سخت آدمی ہیں ان میں نفسانیت ہے۔ ایک ایک صاع گیہوں پر بقیع میں مکا لڑتے ہیں۔ میں نے کہا سعد بن ابی وقاص آپ نے کہا وہ جنگی آدمی ہیں۔ میں نے کہا عثمان۔ آپ نے تین مرتبہ آہ کی اور کہا اگر وہ حاکم ہونگے۔ تو قبیلہ بنی ابی معیط کو لوگوں کی گردنوں پر چڑھا دیں گے۔ پھر عرب اٹھکر ان کو قتل کر ڈالیں گے۔ پھر آپ نے کہا اے ابن عباس اس کام کا وہی اہل ہے جو قوی۔ تجربہ کار۔ خدا کے معاملے میں ملامت کرنے والوں کی ملامت کی پرواہ نہ کرنے والا ہو جس میں سختی ہو بغیر زیادتی کے نرمی ہو بغیر کمزوری کے۔ سخاوت ہو بلا اسراف کے۔ بخل ہو بلا جود کے۔ ابن عباس کہتے ہیں خدا کی قسم یہ سب صفتیں حضرت عمرؓ میں تھیں۔ ابن عباس کہتے ہیں۔ اس کے بعد آپ کچھ دیر تک خاموش رہے۔ پھر میری طرف متوجہ ہو کر کہا خدا اس اُمت کا مالک ہے۔ اگر چاہے تو تمہارے صاحب کے ذریعہ سے مسلمانوں کو کتاب وسنت پر چلائے۔ آگاہ ہو اگر مسلمان ان کو اپنا والی بنائیں گے تو وہ انکو روشن راستہ اور سیدھی راہ پر لگائیں گے۔

عتبہ بن حصین اور اقرع بن حابس ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کے پاس آئے اور کہا اے رسولؐ خدا کے جانشین ہمارے ہاں شور زمین ہے۔ اس میں نہ گھاس ہوتی ہے اور نہ اس سے کوئی فائدہ ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو ہم کو لکھدیں۔ تاکہ ہم اس کو جوتیں بوئیں۔ شاید خدا اس کے ذریعہ سے کچھ نفع دے۔ ابوبکرؓ نے ان لوگوں سے جو آپ کے گرد وپیش بیٹھے تھے۔ دریافت کیا تمہاری کیا رائے ہے۔ ان لوگوں نے جواب دیا کوئی حرج نہیں۔ آپ نے ان کو اُس

زمین کی سند لکھدی اور اس پر ان لوگوں کو گواہ کردیا۔ حضرت عمرؓ اس مجلس میں نہ تھے۔ وہ دونوں اس سند کو لیکر حضرت
کے پاس گئے۔ تاکہ وہ بھی گواہی کردیں۔ انہوں نے دیکھا کہ وہ اپنے اونٹوں کے تیل مل رہے ہیں۔ ان دونوں نے کہا کہ
خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ نے ہمیں یہ سند لکھدی ہے۔ ہم اس کو گواہی کے لئے آپ کے پاس لائے ہیں۔ تم خود اسکو
یا ہم پڑھ کر سنادیں۔ آپ نے کہا اس حالت میں میں کس طرح پڑھ سکتا ہوں۔ تمہارا جی چاہے تو پڑھکر سُنادو۔ ورنہ فارغ
تک انتظار کرو۔ انہوں نے کہا ہم پڑھتے ہیں۔ جب آپ نے اس کو سُنا۔ ان سے لے لیا اور اس کو تھوک سے مٹادیا۔ وہ دونو
غصہ ہوئے اور بری باتیں کہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری دلجوئی کرتے تھے۔ کیونکہ اسلام
وقت کمزور تھا۔ اب خدا نے اسلام کو قوی کردیا ہے۔ جاؤ اپنی سعی دکوشش کرو۔ خدا تم پر رحم نہ کیے۔ اگرچہ تم رحم کی تو
کرو۔ وہ دونوں غصہ میں بھرے ہوئے ابوبکرؓ صدیق کے پاس آئے اور کہا خدا کی قسم ہمیں نہیں معلوم ہو تاکہ تم خلافت کرتے
یا عمرؓ۔ ابوبکرؓ نے جواب دیا۔ اگر وہ چاہتے تو وہی خلیفہ ہوتے اتنے میں حضرت عمر بھی غضبناک آئے اور ابوبکرؓ کے پاس کھڑے
ہوکر کہا بتاؤ یہ زمین جو تم نے ان کو لکھدی۔ خاص تمہاری ہے یا تمام مسلمانوں کی۔ ابوبکرؓ نے کہا تمام مسلمانوں کی۔ عمرؓ نے کہا
تم نے ان ہی دو کو اس میں کیوں خاص کردیا۔ ابوبکرؓ نے کہا میں نے اپنے پاس والوں سے مشورہ لیا۔ انہوں نے یہی مش
دیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا کیا تمام مسلمانوں کا مشورہ اور رضامندی لے لی تھی۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا۔ میں نے تو تم سے پہلے ہ
تھا کہ تم اس بارے میں مجھ سے زیادہ قوی ہو۔ لیکن تم ہی نے مجھے خلافت پر مجبور کیا۔

حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں کہا تھا۔ اگر میں زندہ رہا تو ایک سال پھر دورہ کرونگا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں
کی حاجتیں مجھ تک نہیں پہنچتی ہیں۔ عامل مجھکو خبر نہیں کرتے۔ اور رعایا میرے پاس آ نہیں سکتی۔ میں پہلے یہاں سے شا
وہاں دو مہینہ قیام کرونگا۔ پھر جزیرہ (مابین دجلہ فرات) جاؤنگا وہاں دو مہینہ ٹھہرونگا۔ پھر کوفہ جاونگا۔ وہاں دو مہینہ ق
کرونگا۔ خدا کی قسم یہ سال بہت ہی اچھا ہوگا۔

اسلم کہتے ہیں حضرت عمرؓ نے صدقہ کے اونٹ مجھکو چراگاہ لے جانے کو دیئے۔ میں نے اپنا اسباب اُن میں سے ایک
اونٹنی پر رکھا۔ جب ان کو ہانکنا چاہا۔ آپ نے کہا اونٹ میرے سامنے پیش کرو۔ میں نے پیش کیا آپ نے میرے اس
کو اچھی اونٹنی پر دیکھکر کہا تیری ماں مرے۔ تو نے ایک ایسی اونٹنی کا قصد کیا جو مسلمانوں کے ایک گھر کو کافی ہو۔
کوئی چھوٹا بچہ موتنے والا۔ (یعنی جس سے موت کے سوا کچھ فایدہ نہیں۔ اس کی تحقیر مقصود ہے) یا کم دودھ دینے
اونٹنی کیوں نہ لی۔

حضرت عمرؓ سے کہا گیا کہ یہاں مقام انبار کا ایک نصرانی ہے جسکو دفتر کے کام میں خوب مہارت ہے۔ اگر تم اس کو ا
منشی بناؤ تو اچھا ہے۔ آپ نے فرمایا اگر میں ایسا کروں تو غیر مومن کو دوست بناؤں گا۔ آپ نے فرمایا اگر کوئی
دریائے فرات کے کنارے پر ہلاک ہو جائے تو مجھے خوف ہے کہ خدا مجھ سے اس کے بارے میں نہ سوال کرے۔

آپ نے ابوموسیٰ کو لکھا کہ ہمیشہ لوگ اپنے سرداروں کے پاس حاجتوں کو لے جاتے رہے ہیں۔ تم بھی ان سرداروں
جو تم سے پہلے ہیں بزرگی کرو۔ مسلمانوں کو اتنا ہی بہت ہے کہ لوگوں میں حکم و تقسیم میں عدل کریں۔

ایک آدمی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا میری اونٹنی کا پاؤں اور پشت زخمی ہوگئی ہے مجھکو سواری دیجئے
نے کہا خدا کی قسم تیرے اونٹ کے پاؤں اور پشت میں زخم نہیں ہے۔ اس اعرابی نے کہا ۱ اقسم باللہ ابوحفص

ما مسہامن نقب ولا دبر۔ فاغفرلہ اللہم ان کان فجر۔ ترجمہ۔ ابو حفص یعنی عمرؓ نے خدا کی قسم کھائی۔ کہ اس کے پاؤں اور پشت میں زخم نہیں ہے۔ اے خدا تو ان کو معاف کردے۔ اگر وہ قسم میں جھوٹے ہوں۔

آپ نے کہا اے خدا مجھے معاف کر دے۔ پھر اس کے بعد ایک آدمی حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ کے پاس آیا۔ وہ آپکا کچھ رشتہ دار بھی تھا۔ اور اس نے کچھ سوال کیا آپ نے اس کو جھڑکا اور نکال دیا۔ لوگوں نے آپ سے اس کے بارے میں کہا کہ وہ مانگتا تھا۔ اور آپ نے اس کو جھڑک کر نکال دیا۔ آپ نے کہا اُس نے مجھ سے خدا کا مال طلب کیا تھا۔ خدا کے یہاں میرا کیا عذر ہوتا۔ جب بادشاہ خائن بن کر پیش ہوتا۔ اس نے میرے مال سے کیوں نہ سوال کیا۔ پھر آپ نے اپنے مال سے ہزار درہم اس کو بھجوا دیئے۔

آپ اپنے عمال کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ اے خدا میں نے مسلمانوں کا مال لینے کے واسطے بھیجا ہے اس واسطے نہیں بھیجا ہے۔ کہ لوگوں کو ماریں جس شخص پر اس کا امیر ظلم کرے۔ اس پر میرے سوا کسی کی حکومت نہیں ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ ایک رات گشت کر رہے تھے کہ ایک عورت کی آواز سُنی جو چھت پر لیٹی یہ اشعار پڑھ رہی تھی [۱] تطاول ہذا اللیل واز ورجانبہ ؎ ولیس الی جنبی خلیل الاعبہ ؎ فواللہ لولا اللہ لاشی غیرہٗ ؎ لزعزع من ہذا السریر جوانبہ مخافۃ ربی والحیاء یصد فی ؎ واکرم بعلی ان ینال مراکبہ۔ حضرت عمرؓ نے کہا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ اے عمرؓ تو نے مدینہ کی عورتوں کے ساتھ کیا کیا۔ پھر اپنی بیٹی حفصہ کے دروازے پر گئے۔ اور دروازہ کھٹ کھٹایا۔ حفصہ نے پوچھا تم اس وقت کیسے آئے ہو۔ آپ نے کہا بتاؤ جس عورت کا شوہر باہر چلا گیا ہو۔ وہ کتنی مدت تک صبر کرسکتی ہے حفصہ نے کہا۔ زیادہ سے زیادہ چار مہینے۔ صبح کو آپ نے سردارانِ لشکر کو حکم بھیجا۔ کہ لشکر زیادہ نہ روکے جائیں اور کوئی شخص اپنی بی بی سے چار مہینہ سے زیادہ نہ جُدا رہے۔

اسلم روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عمرؓ کے ساتھ تھا۔ وہ رات کو گشت کر رہے تھے کہ سُنا ایک عورت اپنی لڑکی سے کہہ رہی ہے۔ کہ اے بیٹی اُٹھ کر دُودھ میں پانی ملا دو۔ اُس نے کہا کیا تمہیں نہیں معلوم جو امیر المومنین نے کل حکم دیا تھا۔ اس عورت نے پوچھا وہ کیا اس لڑکی نے کہا کہ اُنہوں نے منادی کرادی ہے۔ کہ دُودھ میں پانی نہ ملایا جائے۔ اس عورت نے کہا تم تو ایسی جگہ میں ہو۔ جہاں نہ امیر المومنین تم کو دیکھتے ہیں اور نہ منادی کرنیوالا۔ اس لڑکی نے جواب دیا۔ مجھ سے یہ نہیں ہوسکتا کہ لوگوں میں ان کی اطاعت کروں۔ اور تنہائی میں نافرمانی کروں۔ حضرت عمرؓ اس گفتگو کو سن رہے تھے۔ اُنہوں نے کہا اے اسلم اس دروازے کو پہچان لو۔ پھر آپ گشت کرنے لگے۔ جب صبح ہوئی۔ حضرت عمرؓ نے کہا اے اسلم اس جگہ جاؤ۔ اور دیکھو وہ گفتگو کرنے والی کون ہیں۔ اور ان کے شوہر ہے یا نہیں۔ اسلم کہتے ہیں۔ میں اس مقام پر آیا معلوم ہوا کہ وہ لڑکی بیوہ ہے۔ اور وہ عورت اس کی ماں ہے اور ان کا سرپرست کوئی نہیں ہے۔ میں نے حضرت عمرؓ کو اس کی خبر کی حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹوں کو جمع کیا اور پوچھا کیا تم نکاح کرنا چاہتے ہو۔ تاکہ میں ایک جوان نیک عورت سے نکاح کردوں۔ اور اگر تمہارے باپ میں عورتوں کی کچھ بھی خواہش باقی ہوتی۔ تو ان سے اس بارے میں کوئی سبقت نہ لیجاتا۔ عاصم نے کہا میں چاہتا ہوں۔ آپ نے اس لڑکی کو بلوایا۔ اور اسکا نکاح عاصم کے ساتھ کردیا اُس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کی کنیت اُم عاصم تھی۔ اور وہی عمر بن عبدالعزیز کی ماں تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ نے حج کیا۔ جب وادیٔ ضجنان میں پہنچے کہا لا الٰہ الا اللہ العظیم۔ وہ جس کو جو چاہتا

---

[۱] ترجمہ۔ یہ رات دراز ہوگئی اور اس کے تارے ترچھے ہوگئے۔ اور میرے پہلو میں میرا دوست نہیں ہے۔ جس کے ساتھ کھیلوں۔ خدا کی قسم اگر خدا نہ ہوتا جس کے سوا کوئی چیز نہیں ہے تو البتہ اس چارپائی کے کنارے ہل جاتے۔ خدا کا خوف اور شرم مجھ کو منع کرتی ہے [illegible] عزت کرتی ہوں کہ اس کے مرکب کا کوئی قصد نہ کرے۔ ۱۲

ہے۔عنایت کرتا ہے۔ تجھے یاد ہے کہ میں اس وادی میں کملی اوڑھے خطاب کے اونٹ چرایا کرتا تھا وہ بہت سخت تھے۔جب میں کام کرتا مجھکو تھکا دیتے۔اور اگر کوتاہی کرتا۔تو مارتے۔اب میں اس حال میں ہوں کہ میرے اور خدا کے درمیان کوئی نہیں ہے۔پھر آپ نے ان مثالیہ اشعار کو پڑھا۔ ؎ لاشیء مما یری تبقی بشاشته ؛؛ یبقی الالٰہ ویودی المال والولد ؛؛ لم تغن عن ھرمز یوما خزائنه ؛؛ والخلد قد حاولت عامر فما خلدوا ؛؛ ولا سلیمان اذ تجری الریاح له ؛؛ والانس والجن فیما بینھا یردو ؛؛ این الملوک التی کانت منازلھا ؛؛ من کل اوب الیھا وافد یفد ؛؛ حوض ھنالک مورود وبلا کذب ؛؛ لابد من وردھا یوما کما وردوا ؛؛

ترجمہ۔جو کچھ دکھائی دیتا ہے اس میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس کی تروتازگی باقی رہے۔خدا باقی رہیگا اور مال و اولاد ہلاک ہو جائیں گی۔ہرمز کے خزانے اسکو ایک دن بھی نہ بچا سکے۔اور عاد نے ہمیشہ رہنا چاہا۔مگر نہ رہ سکے اور نہ سلیمان ہی بچ سکے۔جبکہ ہوائیں ان کے حکم سے چلتی تھیں۔اور انس و جن ان کے درمیان اترتے تھے۔کہاں ہیں وہ بادشاہ جن کے محلوں میں ہر طرف سے وفد آیا کرتے تھے۔یہاں ایک حوض ہے جس میں اُترنا یقینی ہے اس میں ہم کو بھی اترنا ہے جیسا کہ اگلے اُترے۔۱۲

حضرت عمرؓ نے کسی کو طرفہ کے اشعار پڑھتے سُنا ؎ فلولا ثلاث ھن من عیشة الفتی ؛؛ وجدک لم احفل متی قام عودی ؛؛ فمنھن سبقی العاذلات بشربة ؛؛ کمیت متی یعل بالماء یزبد ؛؛ وکری اذا نادی المضاف محنبا کسید الغضا نبھته المتورد ؛؛ وتقصیر یوم الدجن والدجن معجب ؛؛ بھکنة تحت الطراف المعمد ؛؛

ترجمہ۔اگر یہ تین چیزیں نہ ہوتیں۔جو جوان کی جان ہیں۔تیری جان کی قسم کہ میں نہ جلدی کرتا کہ ملنے والے کب اُٹھکر جائیں ان تین چیزوں میں سے اول ملامت کرنے والیوں کی۔ملامت پر میرا اس سُرخ شراب کے پینے میں سبقت کرنا جس میں جب پانی ملایا جاتا ہے تو وہ تیزی کیوجہ سے اُبل جاتی ہے۔دُوسرے جبکہ جنگجو مقابل کو نامرد دیکھکر پکار رہا ہو ہوشیاری و آہستگی کیساتھ ڈھاک کے بھیڑیے کی طرح میرا حملہ کرنا ہے۔تیسرے پھیلے ہوئے خیمے کے اندر غبار آلود دن کا چھوٹا جاننا ہے۔بحالیکہ غبار اپنے چھا جانے کیوجہ سے بھلا معلوم ہوتا ہو۔۱۲

حضرت عمر رضی اللہ تعالٰے عنہ نے کہا میں بھی اگر تین چیزیں نہ ہوتیں جو جوان مرد کی جان ہیں۔نہ جلدی کرتا کہ کب عیادت کرنے والے کھڑے ہو جائیں گے۔وہ تین چیزیں یہ ہیں کہ میں خدا کی راہ میں جہاد کرتا ہوں اور خدا کے واسطے سر کو زمین پر رکھتا ہوں۔اور ایسی قوم کے پاس بیٹھتا ہوں جو عمدہ بات کو مثل عمدہ خرمے کے چنتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن بُریدہ نے روایت کی ہے کہ آپ اکثر لڑکوں کا ہاتھ پکڑ کر فرماتے کہ میرے واسطے دُعا کرو۔کیونکہ تم نے گناہ نہیں کیا ہے۔آپ مسلمانوں کے معاملہ میں بہت مشورہ کرتے تھے۔یہاں تک کہ عورتوں سے بھی مشورہ لیتے۔

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے مجمع میں کہا بخدا میں نہیں جانتا کہ میں بادشاہ ہوں یا خلیفہ۔اگر میں بادشاہ ہوں تو بہت بڑی مصیبت میں پھنس گیا۔ایک شخص نے کہا یا امیر المومنین بادشاہت و خلافت میں بہت بڑا فرق ہے۔اور انشاء اللہ آپ خیر پر ہیں۔آپ نے پوچھا تم نے یہ کیسے کہا اُس نے جواب دیا۔کہ خلیفہ صرف حق لیتا اور حق کے مواقع میں اس کو صرف کرتا ہے اور آپ خدا کے فضل سے ایسا ہی کرتے ہیں اور بادشاہ لوگوں پر ظلم کرتا اس سے لیتا ہے اس کو دیتا ہے۔عمرؓ خاموش ہو گئے۔اور فرمایا اُمید کرتا ہوں کہ شاید ایسا ہی ہوں۔

حضرت حسن روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی ہمیشہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ڈاڑھی پکڑ لیتا تھا۔ ایک دن اُس نے ڈاڑھی پکڑی۔ آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور فرمایا زیادہ نرمی کرنا جھونٹ ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جوتا کا تسمہ ٹوٹ گیا۔ آپ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ کہا۔ اور فرمایا جو چیز تم کو رنج دے۔ وہ مصیبت ہے۔

ایک اعرابی نے آپ کے پاس کھڑے ہو کر کہا۔ ؎ یاابن الخطاب جزیت الجنۃ ؎ اکس بناتی واُمّہنّہ۔ اقسم باللہ لتفعلنّہ (یعنی اے ابن خطاب تم کو جنت نصیب ہو۔ میری لڑکیوں اور ان کی ماں کو کپڑا پہنا دو۔ میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ تم ضرور کرو گے) آپ نے کہا اگر میں نہ کروں تو کیا ہو اس نے کہا۔ ؏ اذا اباحفص لامضینہ (اے ابو حفص میں چلے جائیں گے) آپ نے پوچھا تم چلے جاؤ گے۔ تو کیا ہو گا۔ اس نے کہا ؎ تکون عن حالی لتسئلنہ ؎ یوم تکون الاعطیات ہنہ ؎ والواقف المسئول یبہتنہ ؎ اما الی نار واما جنۃ ؎ (یعنی تم سے میری بابت سوال کیا جائیگا۔ اس دن کہ عطیے ڈھال بن گے اور جس سے سوال ہو گا۔ وہ پریشان ہو گا۔ کہ دوزخ کی طرف جاتا ہوں یا جنت میں) آپ رونے لگے اور اپنے غلام سے کہا میرا یہ کرتا اس دن کے واسطے دیدو۔ میں اس کے شعروں کی وجہ سے نہیں دیتا ہوں۔ بخدا میرے پاس اس کپڑے کے سوا اور کوئی کپڑا نہیں ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک گھر سے رونے کی آواز سُنی۔ آپ کوڑہ لئے ہوئے گھس گئے اور جو لوگ وہاں تھے۔ ان کو مارتے ہوئے اس رونے والی تک پہنچے اور اسکو اتنا مارا کہ اس کا دوپٹہ گر گیا۔ پھر آپ نے اپنے غلام سے کہا اس رونے والی کو مار۔ تیرا بُرا ہو۔ خوب مار۔ کیونکہ یہ چیخکر روتی ہے اور چیخ کر رونے والی کا کچھ پاس و لحاظ نہیں (پھر آپ نے گھر والوں سے مخاطب ہو کر فرمایا) یہ تمہارے غم کی وجہ سے نہیں روتی ہے۔ بلکہ اس واسطے آنسو بہاتی ہے کہ تم سے کچھ وصول کرے۔ مردوں کو قبروں میں اور زندوں کو گھروں میں تکلیف دیتی ہے۔ اور صبر سے روکتی ہے۔ حالانکہ خدا نے صبر کا حکم دیا ہے۔ اور بے صبری کا حکم دیتی ہے۔ حالانکہ خدا نے اس سے منع کیا ہے۔

آپ کہتے تھے جو شخص کسی چیز میں تین مرتبہ تجارت کرے۔ اور اسکو اس میں کچھ نفع نہ ہو۔ تو اسکو چھوڑ دے اور دوسری چیز کی تجارت کرے۔ آپ کہتے تھے عیش میں مال ضائع کرنا میرے نزدیک عیال سے زیادہ خوفناک ہے۔ کیونکہ فساد کیساتھ کچھ بھی نہیں باقی رہتا۔ اور اصلاح کے ساتھ کچھ نہیں کم ہوتا۔

آپ کہا کرتے تھے کہ گھوڑوں کو سدھاؤ۔ اور تیر اندازی کرو۔ اور دھوپ میں بیٹھو۔ سواروں کو اپنے پاس نہ آنے دو۔ اور نہ اس دسترخوان پر بیٹھو۔ جس پر مے نوشی ہو۔ اور صلیب بلند ہو۔ عجمیوں کے عادات سے بچتے رہو۔ کسی آدمی کو برہنہ حمام میں جانا درست نہیں اور نہ عورتوں کو بلا بیماری کے جس عورت نے اپنے دوپٹے کو غیر شوہر کے سامنے اُتار ڈالا۔ اس نے اپنے اور خدا کے درمیان پردہ دری کی۔ آپ مرد کے واسطے عورت کا لباس پہننا مکروہ جانتے تھے۔ اور اس کو بھی ناپسند کرتے تھے۔ کہ مرد ہر وقت سُرمہ لگائے پٹی چکنائی رہے اور ڈاڑھی اور مونچھوں کا صفایا کرا کے مثل عورتوں کے ہو جائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک سائل کو صدا لگاتے سُنا کہ کون شام کا کھانا کھلواتا ہے۔ آپ نے فرمایا اسکو کھانا دلوا دو۔ لوگوں نے اسکو خیرات خانہ میں لیجا کر کھانا دلوا دیا۔ آپ نے پھر اسکی آواز سُنی۔ پوچھا یہ کون ہے کیا میں نے تم سے کھانا دلوانے کا حکم نہیں دیا تھا۔ لوگوں نے کہا ہم نے اسکو کھانا دلوا دیا۔ آپنے اسکو بلوایا۔ اس کے پاس جھولی بھر روٹیاں

تھیں۔ آپ نے کہا تو سائل نہیں بلکہ تاجر ہے اپنے گھر والوں کے واسطے خرید تا پھرتا ہے۔ اور جھولی لے کر صدقہ کے اونٹ کے آگے اُلٹ دی۔

آپ نے ایک جوان کو سر جھکائے دیکھا فرمایا اے شخص جو کچھ دل میں ہے۔ سر جھکانے سے نہیں بڑھتا۔ اور جو لوگوں کے واسطے جتنا خوف دل میں ہے اس سے زیادہ ظاہر کرتا ہے وہ اظہار نفاق ہے۔ آپ نے فرمایا جنکو ہم نے نہیں دیکھا۔ ان میں ہم کو زیادہ محبوب وہ شخص ہے۔ جس کا نام اچھا ہو۔ اور جنکو ہم دیکھ لیتے ہیں ان میں زیادہ محبوب وہ ہے جو زیادہ خلیق ہو۔ اور جنکی ہم آزمایش کرتے ہیں۔ اُن میں زیادہ محبوب وہ ہے جو زیادہ امانت دار اور بات کا سچا ہو۔

آپ کہا کرتے تھے کہ لوگوں کے نماز و روزہ کو نہ دیکھو بلکہ ان کی عقل وسچائی کو دیکھو۔

آپ نے فرمایا ہے کہ بندہ جب خدا کے لئے تواضع کرتا ہے۔ خدا اس کو بلند کرتا ہے اور اس سے کہتا ہے۔ تو بلند ہو خدا نے تجھکو بلندی دی وہ اپنے آپ کو چھوٹا خیال کرتا رہتا ہے۔ اور لوگوں میں بہت بڑا ہوتا ہے۔ اور جو بندہ سرکشی و تکبر کرتا ہے۔ خدا اس کو پست کر دیتا ہے۔ اور کہتا ہے دور ہو خدا نے تجھ کو ذلیل کیا۔ وہ اپنے آپ کو بڑا خیال کرتا اور لوگوں میں سؤر سے زیادہ حقیر ہوتا ہے۔

آپ نے فرمایا۔ آدمی کو تین چیزوں کے لئے علم نہ پڑھنا چاہئے۔ اور تین چیزوں کی وجہ سے اس کو نہ چھوڑنا چاہیئے۔ جھگڑے۔ فخر۔ ریا کے لئے نہ پڑھے اور شرم بے قدری اور جہالت سے خوش ہو کر ترک نہ کرے۔

آپ نے فرمایا۔ صلہ رحم کرنے کے لئے علم انساب سیکھو۔

آپ فرماتے تھے میں دو شخصوں سے تم پر نہیں ڈرتا۔ ایک مومن جس کا ایمان ظاہر ہے۔ دوسرے کافر جس کا کفر کھلا ہوا ہے۔ لیکن میں تیسرے یعنی منافق سے ڈرتا ہوں۔ جو ایمان کے سایہ میں پناہ لیتا اور ایمان کے خلاف کرتا ہے۔

آپ کہتے تھے۔ زنا کی کثرت سے زلزلہ آتا ہے۔ اور حاکموں کے ظلم سے قحط پڑتا ہے۔

آپ عورتوں کے بارے میں کہتے تھے کہ ان پر برہنگی سے غالب ہوگے کیونکہ جب ان کے پاس کپڑے زیادہ ہوتے ہیں اور آراستہ ہوتی ہیں تو ان کو باہر نکلنا بہت اچھا معلوم ہوتا۔

آپ نے فرمایا۔ جبت۔ جادو ہے۔ اور طاغوت۔ شیطان اور بزدلی وجوان مردی مردوں کی خصلتیں ہیں جوان مرد اس شخص کی طرف سے لڑتا ہے۔ جس کو پہچانتا بھی نہیں اور بزدل اپنی ماں سے بھاگتا ہے۔ اور آدمی کی بزرگی اس کا دین ہے۔ اور آدمی کا حسب اس کا اخلاق ہے۔ اگرچہ وہ فارسی یا نبطی ہو۔

آپ کہتے تھے۔ عربی زبان میں سمجھ پیدا کرو اُس سے عقل بڑھتی ہے۔ اور مروت زیادہ ہوتی ہے۔ آپ نے کہا جب تم نادانوں کو آبروریزی کرتے دیکھتے ہو۔ ان کو منع کیوں نہیں کرتے۔ لوگوں نے جواب دیا۔ ان کی زبان درازی سے ڈرتے ہیں۔ آپ نے کہا۔ پھر ایسی جگہ حاضر نہ ہوا کرو۔

آپ نے ایک بڑے پیٹ والے کو دیکھا پوچھا یہ کیا ہے۔ اس نے جواب دیا۔ خدا کی برکت۔ آپ نے کہا بلکہ خدا کا عذاب ہے۔

آپ نے فرمایا جب تم سے کوئی بھائی دوستی کرے۔ تو تم سے جہانتک ہو سکے اس کو مضبوطی سے پکڑ لو۔

آپ نے کھیت کاٹنے والوں سے کہا جو کچھ تمہارے ہاتھوں سے رہ جائے۔ وہ فقراء کا رزق ہے۔ دوبارہ مت

آپ کہتے تھے کسی پر کوئی نعمت نہیں ظاہر ہوئی مگر اس پر حسد کرنے والا کوئی نہ کوئی ضرور موجود رہا ہے۔ اور
آدمی تیر سے زیادہ سیدھا ہو۔ تب بھی طعن کرنے والے طعن ضرور کریں گے۔ اور تم تعریف سے بچتے رہو کیونکہ تعریف ہلاک
نی ہے۔ آپ نے قبیصہ بن ذویب سے کہا تم خوش بیان کم سن ہو اور اگر آدمی میں نو خوبیاں اور ایک برائی ہوتی ہے۔
وہ ایک برائی نو خوبیوں پر غالب آجاتی ہے سو تم سب برائیوں سے بچتے رہو۔
آپ نے فرمایا آدمی کی بڑی سرکشی یہ ہے۔ کہ اپنے ہم نشین کو تکلیف دے۔ یا ان باتوں کے پیچھے پڑے
ن میں اُس کا کوئی فایدہ نہیں یا لوگوں پر ان باتوں کا عیب لگائے۔ جن کے مثل خود کرتا ہے یا دوسروں کی وہ
ئی اس کو نظر آوے جو خود اس میں پوشیدہ ہے۔
آپ نے فرمایا۔ لوگوں سے بدگمانی کی وجہ سے بچو۔
آپ نے فرمایا کھانا کھانے میں اپنے ساتھیوں سے پہلے ہاتھ اُٹھا لینا بری بات ہے۔
آپ نے خطبہ میں بیان کیا کہ آدمی کی شہرت سُن کر نہ خوش ہو جایا کرو۔ بلکہ کامل آدمی وہ ہے جو امانت کو ادا کرے
ر لوگوں کی آبرو ریزی نہ کرے۔
آپ نے فرمایا۔ بڑوں کی صحبت ترک کرنے میں راحت ہے۔
ایک شخص نے آپ کے سامنے ایک کی تعریف کی آپ نے دریافت کیا۔ کیا تم نے اُس کے ساتھ معاملہ
یا ہے۔ اس نے کہا نہیں آپ نے پوچھا کیا اس کے ساتھ سفر کیا ہے اُس نے کہا نہیں۔
آپ نے فرمایا پھر تم ایسی بات کہتے ہو۔ جس کو تم خود نہیں جانتے۔ ۱۲ منہ
آپ کہتے تھے بلکہ رزق حلال کی طلب میں مرنے کو جہاد میں مرنے سے زیادہ پسند کرتا ہوں۔
ضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک جماعت میں کوڑہ لئے بیٹھے تھے کہ جارود عامری آیا۔ لوگوں نے کہا یہ قبیلہ ربیعہ کا سردار ہے
پ نے اور جو آپ کے گرد بیٹھے تھے انہوں نے سن لیا اور جارود نے بھی اس کو سُنا۔ جب جارود آپ کے قریب آیا۔
پ نے ایک کوڑہ مارا۔ اس نے کہا یہ کیا آپ نے کہا تو نے اس کلمہ کو سُنا۔ اس نے کہا ہاں سُنا۔ پھر کیا۔ آپ نے فرمایا
ے اندیشہ ہوا کہ تو جب اپنی قوم سے ملے۔ تو تیرے دل میں اس کلمہ کا کچھ خیال ہو۔ اس لئے میں نے چاہا کہ تیرا سر نیچا کر دوں
آپ نے کہا ہے کہ جو اپنے مقصد کو پہنچنا چاہے۔ وہ اپنے باپ کے بعد باپ کے دوستوں سے ملے۔
آپ نے فرمایا۔ میں خود رائے سے بات کہنے کو بہت ڈرتا ہوں پس جو اپنے کو عالم کہے وہ جاہل ہے۔ اور جو جنتی کہے
وہ دوزخی ہے۔
آپ حج کو جا رہے تھے کہ کسی کو گاتے سُنا۔ لوگوں نے کہا یا امیر المومنین آپ گانے سے کیوں نہیں منع کرتے۔
الانکہ گانا حرام ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اس کو گانے دو۔ گانا مسافر کا توشہ ہے۔
ضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے سات برس کی عمر میں لڑکے کے دودھ کے دانت گرتے ہیں۔ اور چودہ برس کی عمر میں
لغ ہوتا ہے۔ اور اکیس برس تک بڑھتا ہے اور اٹھائیس برس میں عقل پوری ہوتی ہے اور چالیس برس میں پورا مرد ہوتا ہے
آپ نے ابو موسیٰ کو لکھا (اس وقت وہ بصرہ میں تھے) مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم سب لوگوں کو ایک ساتھ آنے کی اجازت
یتے ہو۔ جب میرا یہ خط پہنچے۔ اس وقت سے شرفاء۔ قُرا اور متقی لوگوں کو پہلے آنے کی اجازت دیا کرو۔ جب یہ لوگ اپنے

اپنے مرتبہ سے میٹھ جائیں۔ پھر عام لوگوں کو آنے کی اجازت دو۔ اور آج کے کام کو کل پر نہ اٹھا رکھنا۔ ورنہ بہت کام جمع ہو جائیں گے۔ اور تم نہ کر سکو گے۔ اور خواہش کی پیروی سے بچتے رہو۔ کیونکہ لوگوں کو پیروی پر مجبور کرنے والی خواہشیں اور فریفتہ کرنے والی دنیا اور بُرائی پر ابھارنے والے کینے ہوتے ہیں۔ اور اپنا حساب سختی سے پہلے آسانی میں کر لو۔ کیونکہ جو سختی سے پہلے آسانی میں اپنا حساب کر لیتا ہے۔ اس کا انجام قابل رشک ہوتا ہے اور جس کو زندگی بھول میں ڈال دے اور خواہشیں اپنی طرف مشغول کر لیں۔ اس کا انجام حسرت و ندامت ہے لوگوں میں خدا کے حکم کو وہی قایم کر سکتا ہے جو قوی تجربہ کار غصہ نہ کرنے والا ہو۔ لوگ اُس کے عیب پر نہ مطلع ہوں۔ اور وہ حق کے بارے ملامت کرنے والوں کی ملامت سے نہ ڈرے۔ چار خصلتوں کو اختیار کرو تمہارا دین محفوظ رہیگا۔ اور آخرت میں بڑا ثواب پاؤ گے۔ جب فریقین حاضر ہوں۔ عادل گواہوں قطعی قسموں سے کام لو۔ پھر کمزور کو پاس بلاؤ۔ تاکہ اس کی زبان کھلے۔ اور دل قوی ہو۔ بیرونی مقام والوں کی خبر لیتے رہو۔ ورنہ جب ان کو زیادہ رُکنا پڑیگا اپنی حاجت چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ اور جب تک ٹھیک فیصلہ نہ معلوم ہو جائے۔ صلح کرانے کی کوشش کرو۔ والسلام۔

ایک انصاری حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو ہمیشہ بکری کی ران ہدیہ میں بھیجا کرتا تھا۔ ایک دن اُسکا مقدمہ آپ کے سامنے پیش ہوا۔ اس نے اثنائے گفتگو میں کہنا شروع کیا کہ میرے اور اس کے درمیان ایسا فیصلہ کرو جیسے بکری کی ران جدا کی جاتی ہے۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں وہ بار بار اس کو کہتا رہا یہاں تک کہ مجھ کو اپنے اوپر اندیشہ ہو گیا آخر میں نے اس کے خلاف فیصلہ کیا اور اس کے بعد پھر کسی کا ہدیہ نہ لیا اور اپنے عاملوں کو لکھدیا۔ کہ ہدیوں سے بچتے رہو کیونکہ یہ بھی رشوت کی ایک قسم ہے۔

آپ کہتے تھے زاہد لوگ جو کچھ کہتے ہیں اس کو لکھ لو کیونکہ خدا نے فرشتوں کو ان پر مقرر کیا ہے۔ جو اُن کے منہ پر ہاتھ رکھے رہتے ہیں وہ اسی بات کو زبان سے نکالتے ہیں جو خدا اُن کے دل میں ڈالتا ہے۔

ابو جعفر طبری نے اپنی تاریخ میں روایت کی ہے کہ قرآن کو بالکل خالی رکھو۔ اس کی تفسیر نہ کرو۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت کم روایت کرو۔ میں تمہارا اس بارے میں شریک ہوں۔ میں کہتا ہوں اس کلام کے یہ معنی ہیں۔ کہ مصحف میں قرآن کے سوا اور کوئی چیز مثل تفسیر یا شرح لغت وغیرہا نہ لکھو۔ اور وہی حدیثیں بیان کرو جن کی صحت پر تم کو پورا اعتبار ہو۔ اور ایسی حدیثیں کم ہوتی ہیں۔ لہذا راوی کو قلت روایت کا نہ خیال کرنا چاہئے۔ اور ان روایتوں کے بیان سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ جن کی صحت پر پورا اعتبار نہیں ہے۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ جب عمر کو کسی بات سے منع کرنا ہوتا تو پہلے اپنے گھر والوں کو جمع کر کے کہتے کہ میں لوگوں کو اس بات سے منع کرنے والا ہوں۔ اور لوگوں کی نگاہیں تمہاری طرف ایسی لگی ہیں۔ جیسے پرند کی گوشت پر۔ میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر تم میں سے کوئی اس کا مرتکب ہوگا۔ اس کو دونی سزا دونگا۔

ابو جعفر نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ منافقوں پر بہت سخت تھے۔ اور خدا کے معاملہ میں قوی تھے یہانتک کہ اس کو انجام کو پہنچاتے۔ اور اگر کوئی بات ان پر لازم ہوتی۔ اُس کو ادا کرنے میں بہت نرم تھے۔ کمزوروں پر بہت مہربان تھے یزید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ چند لوگوں نے عبدالرحمٰن بن عوف سے کہا۔ عمرؓ سے ہمارے معاملہ میں گفتگو کرو۔ کیونکہ بخدا ان کا رعب ہم پر ایسا ہے۔ کہ ان کی طرف نگاہ نہیں اُٹھتی۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا میری بھی یہی حالت

ہے۔ آپ نے کہا کیا وہ لوگ ایسا کہتے ہیں۔ حالانکہ میں نے ان کے ساتھ ایسی نرمی کی کہ ان کے معاملہ میں نرمی کی وجہ سے خدا سے ڈرنے لگا اور اتنی سختی کی کہ اس سختی کی وجہ سے خدا سے ڈر گیا۔ اور جتنا وہ مجھ سے ڈرتے ہیں خدا کی قسم میں اُس سے زیادہ خدا سے ڈرتا ہوں۔ راشد بن سعد نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس مال آیا۔ آپ اس کو تقسیم کر رہے تھے۔ اور لوگ بکثرت آپ کے پاس جمع تھے کہ سعد بن ابی وقاص لوگوں کو چیرتے ہوئے آپ کے پاس آئے۔ آپ نے ان کو کوڑہ مارا۔ اور کہا تم سیدھے چلے آئے گویا خلیفہ خدا سے ڈرتے ہی نہیں میں بھی چاہتا ہوں کہ تم کو بتا دوں کہ خلیفہ خدا تم سے نہیں ڈرتا۔ عبداللہ کی بیٹی شفا نے چند عابدوں کو آہستہ آہستہ جاتے اور دھیرے دھیرے بولتے دیکھا پوچھا یہ کون لوگ ہیں کسی نے کہا یہ عابد لوگ ہیں انہوں نے کہا میں نے حضرت عمر بن خطاب سے زیادہ کسی کو سچا عابد نہیں دیکھا لیکن وہ جب بولتے تھے زور سے بولتے تھے۔ اور جب چلتے تھے۔ جلد چلتے تھے۔ اور جب مارتے تھے زور سے مارتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کسی کو اسباب اُٹھوا دیا۔ اس نے دعا دی۔ کہ اے امیرالمومنین تمہارے لڑکے تمہاری مدد کریں۔ آپ نے فرمایا۔ خدا نے مجھ کو ان کی مدد سے مستغنی کر دیا ہے۔

آپ کا کلام ہے کہ کام کرنے کی مستعدی یہ ہے کہ آج کا کام کل پر نہ چھوڑو۔ اور امانت یہ ہے کہ تمہارا باطن ظاہر کے خلاف نہ ہو۔ اور تقوی بچنے سے ہے اور جو خدا سے ڈرتا ہے۔ خدا اس کو بچا لیتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ادھار دینا بخل خیال کرتے تھے۔ بلکہ بلا معاوضہ ایک دوسرے کی مدد کر دیا کرتے تھے۔

کچھ لوگ آپ کے پاس آئے اور شکایت کرنے لگے کہ متعلقین زیادہ ہیں اور خرچ کم ہے۔ آپ عطیہ زیادہ کر دیجئے آپ نے فرمایا۔ تم نے ہی تو خرچ بڑھا لیا۔ کئی کئی عورتیں رکھتے ہو۔ اور غنیمت میں جو کچھ لونڈی غلام ملتے ہیں ان کو خادم بناتے ہو۔ آگاہ ہو میں چاہتا ہوں کہ میں اور تم دو کشتیوں میں سمندر پر سوار ہوں جو ہم کو مشرق سے مغرب اور مغرب سے مشرق لے جاتی ہوں۔ (یعنی ہم اور تم غائب ہو جائیں) اور لوگ اپنے میں سے ایک کو خلیفہ بنائیں۔ اگر وہ درست رہے ان کی اتباع کریں اور اگر وہ ظلم کرے اس کو مار ڈالیں۔ طلحہ نے کہا۔ اگر آپ بجائے قتل کے عزل کہتے تو کیا نقصان تھا یعنی اگر وہ ظلم کرے تو اس کو معزول کر دیتے۔ آپ نے فرمایا قتل بعد میں آنے والے کو زیادہ ڈرانے والا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ قریش کے جوان سے ہوشیار رہو۔ کیونکہ ان میں بزرگ وہی ہے۔ جو اپنی مراد پوری کئے نہ سوئے اور غصہ کے وقت مسکراتا رہے۔ اور بلند مراتب کو بیٹھے بیٹھے حاصل کرے۔

احنف روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمیر آپ کے پاس آئے۔ آپ لوگوں کو حصہ دے رہے تھے آپ چونک پڑے اور عبداللہ کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا کہ تم کون ہو۔ انہوں نے جواب دیا عمیر کا بیٹا عبداللہ ہوں ان کے والد جنگ حنین میں شہید ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا اے یرفا ان کو چھ سو اشرفی دے دو۔ اس نے دیں عبداللہ نے نہ لیا۔ یرفا نے لوٹ کر آپ کو خبر دی۔ آپ نے کہا چھ سو اشرفیاں اور ایک جوڑہ دو۔ اس نے دیا۔ عبداللہ نے عمرؓ کا دیا ہوا جوڑہ پہن لیا۔ اور اپنا جوڑہ جو پہنے تھا اتار کر پھینک دیا۔ آپ نے فرمایا یہ اپنے کپڑے اٹھا لو۔ ان کو گھر میں کام کرتے وقت پہنا کرو۔ اور ان کپڑوں کو زینت کے واسطے رکھو۔

ایاس بن سلمہ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے کہا۔ عمرؓ کا گذر بازار میں ہوا۔ آپ کے پاس کوڑہ

تھا۔ آپ نے مجھ کو ایک کوڑہ مارا جو میرے دامن پر لگا۔ اور کہا راستہ سے ایک طرف ہو جاؤ۔ جب دوسرا سال آیا آپ مجھ سے ملے۔ اور کہا اے سلمہ کیا حج کا ارادہ رکھتے ہو۔ میں نے کہا۔ ہاں۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور اپنے گھر لے گئے اور مجھ کو چھ سو درہم دیئے۔ اور کہا اس کو حج میں خرچ کرنا اور یہ اس کوڑہ کے بدلے میں ہیں جو ہم نے تم کو مارا تھا۔ میں نے کہا یا امیر المومنین مجھ کو نہیں یاد ہے۔ آپ نے فرمایا میں تو نہیں بھولا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایک خطبہ میں بیان کیا کہ اے لوگو ہم پر تمہاری عدم موجودگی میں ہمدردی واجب ہے۔ اور موجودگی میں بھلائی پر مدد کرنا ضروری ہے۔ امام کی مہربانی اور حلم سے زیادہ خدا کو کسی کا حلم پسند نہیں اور نہ امام کی حماقت اور جہالت سے زیادہ کوئی چیز نقصان پہونچانے والی اور خدا کو ناپسند ہے۔ اے لوگو جو زمین میں عافیت کو اختیار کرتا ہے اس کے لئے آسمان سے بھی عافیت نازل ہوتی ہے۔

مغیرہ بن سوید روایت کرتے ہیں کہ ہم عمرؓ کے ساتھ حج کرنے چلے۔ آپ نے فجر کی نماز میں الم ترکیف اور لایلاف قریش پڑھی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے۔ دیکھا وہاں ایک مسجد ہے لوگ اس کی طرف دوڑے چلے جاتے ہیں۔ آپ نے پوچھا کیا ہے تو لوگوں نے بیان کیا یہاں ایک مسجد ہے۔ جس میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی۔ لوگ اسی کی طرف دوڑ دوڑ کر جا رہے ہیں۔ آپ نے ان کو پکار کر کہا۔ ایسی ہی باتوں سے پہلے اہل کتاب ہلاک ہو چکے ہیں۔ کہ انہوں نے اپنے انبیاء کے آثار کو عبادت گاہ بنا لیا۔ جس شخص کو مسجد میں نماز تیار مل جائے پڑھ لے ورنہ چلا جائے۔

ایک آدمی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اس نے کہا جب ہم نے مدائن فتح کیا اس میں وہاں ایک کتاب ملی جس میں فارسیوں کا علم اور عمدہ کلام تھا۔ آپ نے کوڑہ منگوا کر اس کو مارنا شروع کیا۔ پھر پڑھا۔ نحن نقص علیک احسن القصص۔ (یعنی ہم تم سے بہترین قصہ بیان کرتے ہیں) اور فرمایا کیا خدا کی کتاب سے بھی بڑھکر کوئی قصہ ہے پہلے لوگ اسی وجہ سے ہلاک ہوئے۔ کہ وہ اپنے علماء و مشائخ کی کتابوں پر جھک پڑے اور توریت و انجیل کو چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ وہ مٹ گئیں۔ اور ان کا علم جاتا رہا۔ ۱۲

ایک آدمی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور بیان کیا کہ ہم صبیغ تمیمی سے ملے۔ وہ ہم سے حروف قرآن کی تفسیر پوچھنے لگا آپ نے فرمایا۔ اے خدا اس کو میرے قابو میں کر دے۔ ایک دن آپ لوگوں کو بیٹھے کھانا کھلا رہے تھے کہ وہ آگیا۔ اور کھانا کھانے لگا۔ اور وہ اچھے کپڑے پہنے اور عمامہ باندھے تھا۔ جب وہ کھانے سے فارغ ہوا۔ کہا یا امیر المومنین۔ والذاریات ذروا فالحاملات وقرا کے کیا معنی ہیں۔ آپ نے کہا تو وہی ہے۔ اور آستین چڑھا کر مارنے لگے۔ اور اتنا مارا کہ اس کا عمامہ گر گیا۔ اس کے سر میں بال تھے۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تو سر منڈائے ہوتا تو میں تیرے سر پر بھی مارتا۔ پھر اس کو ایک مکان میں بند کر دیا۔ اور ہر دن اس کو نکال کر سو کوڑے مارتے۔ جب زیادہ زخمی ہو جاتا۔ اچھے ہونے تک رہنے دیتے۔ پھر نکال کر سو کوڑے مارتے۔ پھر اس کو سوار کر کے بصرہ بھیج دیا۔ اور ابو موسیٰ کو لکھا کہ لوگوں کو اس کے پاس نہ بیٹھنے دینا۔ اور نہ اس کو لوگوں میں بیان کرنے کی اجازت دینا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ صبیغ نے علم طلب کیا لیکن چوک گیا۔ اسی وجہ سے وہ اپنی قوم اور تمام لوگوں میں ذلیل ہوا۔ یہاں تک کہ مر گیا۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ اپنی قوم کا سردار تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منبر پر فرمایا۔ کہ اصحاب رائے سنت کے دشمن ہیں۔ یہ احادیث کے یاد کرنے سے عاجز

ہوئے تو اپنی رائے سے فتوے دینے لگے۔ اور خود بھی گمراہ ہوئے۔ اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ ہمارے واسطے یہی ہے کہ پیروی کریں۔ اور اپنی طرف سے باتیں نہ ایجاد کریں اور اتباع سُنت کریں اور بدعت کو چھوڑ دیں کیونکہ حدیث پر عمل کرنے والے کبھی گمراہ نہیں ہوتے۔ لیث بن سعد نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک بے ڈاڑھی مونچھ نوجوان کی لاش پیش کی گئی جو راستہ میں پڑی ملی تھی۔ آپ نے اس کا حال دریافت کیا اور بہت کوشش کی لیکن اُسکا پتہ نہ چلا آپ بہت پریشان تھے اور خدا سے دعا کرتے تھے۔ کہ اس کا قاتل معلوم ہو جائے۔ اسکو سال بھی نہ گذرا تھا کہ اسی مقام پر ایک لڑکا پڑا ملا۔ وہ آپ کے سامنے پیش کیا گیا آپ نے کہا اب انشاء اللہ قاتل کا حال معلوم ہو جائیگا۔ اور وہ لڑکا آپ نے ایک عورت کو پرورش کے واسطے دے دیا اور اس عورت سے کہا اسکی پرورش کر اور جو کچھ خرچ ہو مجھ سے لے۔ اور اس کا خیال رکھنا جو اس لڑکے کو تجھ سے لے کر پیار کرے اور گلے لگائے۔ تو اسکا حال مجھ سے کہنا۔ جب وہ لڑکا جوان ہوا۔ ایک لونڈی آئی اور کہا میری سیدہ نے مجھ کو اس لڑکے کے لینے کے واسطے بھیجا ہے۔ وہ دیکھکر واپس کر دیگی۔ اس عورت نے کہا ہاں لے جاؤ مگر میں بھی تمہارے ساتھ چلونگی۔ وہ لونڈی اس لڑکے کو ایک جوان عورت کے پاس لیگئی اس نے اس کو پیار کیا اور دعائیں دیں اور گلے سے لگایا۔ وہ ایک انصار کی لڑکی تھی۔ اس عورت نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر کی۔ آپ نے تلوار لے لی اور اس لڑکی کے مکان پر آئے۔ اس کا باپ دروازہ پر بیٹھا تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا تمہاری بیٹی کا کیا حال ہے۔ اُس نے کہا وہ خدا اور والدین کے حق کو خوب پہچانتی ہے۔ اور روزہ و نماز اور اپنے دین میں پکی ہے۔ آپ نے کہا میں اس کے پاس جانا چاہتا ہوں تاکہ خیر میں اس کی رغبت کو زیادہ کروں۔ بڈھا اندر گیا۔ پھر نکل کر آیا اور کہا یا امیر المومنین آجائیے۔ آپ اندر گئے اور کہا اُس لڑکی کے سوا جتنے لوگ گھر میں ہیں سب باہر چلے جائیں۔ پھر آپ نے لڑکی سے اس لڑکے کا حال دریافت کیا وہ اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے لگی۔ آپ نے کہا قسم ہے۔ سچ کہہ۔ (ورنہ قتل کر ڈالونگا) اور تلوار کھینچ لی۔ اس نے کہا یا امیر المومنین ٹھہریئے میں آپ سے سچ کہتی ہوں کہ ایک بڑھیا میرے پاس آیا کرتی تھی۔ میں نے اس کو ماں بنایا تھا۔ اور وہ بھی ویسا ہی برتاؤ کرتی تھی جیسا کہ مائیں لڑکیوں سے کرتی ہیں ایک مدت تک وہ اُسی حال پر رہی اس کے بعد اس نے ایک دن کہا کہ میں ایک جگہ جانے والی ہوں اور میرے ایک لڑکی ہے مجھے ڈر ہے کہ میرے بعد وہ ہلاک نہ ہو جائے۔ اسلئے میں چاہتی ہوں۔ کہ سفر سے لوٹنے تک اسکو تمہارے پاس چھوڑ جاؤں۔ پھر وہ اپنے بے ڈاڑھی مونچھ والے لڑکے کو عورتوں کا لباس پہنا اوڑھا کر میرے پاس لے آئی۔ مجھے اس کے لڑکی ہونے میں کچھ شک وشبہ نہ ہوا۔ اور وہ میرے ساتھ عورتوں کی طرح بے تکلف رہتا رہا۔ ایک دن وہ مجھے سوتے میں غافل پاکر میرے اوپر چڑھ بیٹھا۔ میں نے اپنا ہاتھ چھری کی طرف بڑھا کر جو میرے پاس رکھی تھی اس کو قتل کر ڈالا۔ پھر اسکو سڑک پر پھینکوا دیا۔ جہاں آپ نے دیکھا۔ اور میرے پیٹ میں حمل رہ گیا۔ جب میں نے اسکو جنا تو اسکو بھی اس کے باپ کی جگہ پر پھینکوا دیا۔ اور خدا میرے بیان پر گواہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم نے سچ کہا۔ خدا تجھ کو برکت دے۔ پھر اس کو وعظ و پند کر کے چلے آئے۔ ۱۲

حضرت اسمٰعیل بن خالد روایت کرتے ہیں کہ لوگوں نے عثمانؓ سے کہا تم حضرت عمرؓ کی طرح کیوں نہیں کرتے آپ نے جواب دیا۔ میرے امکان سے باہر ہے۔ کہ میں لقمان حکیم کے مثل ہو جاؤں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عمرؓ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ مشکلات کے حل کرنے میں یکتا تھے۔ ہر

ایک کام کے واسطے اسی کے لائق اشخاص کو تیار کر رکھا تھا۔

عبداللہ بن سلام اس وقت پہنچے۔ جب لوگ حضرت عمرؓ کی نماز پڑھ چکے تھے۔ انہوں نے کہا اگر تم نماز پڑھنے میں مجھ پر سبقت لے گئے ہو۔ تو ان کی تعریف کرنے میں سبقت نہ لے جاؤ گے۔ پھر کہا اے عمرؓ تم اسلام کے بہت اچھے ساتھی تھے تم حق دینے میں سخی تھے۔ ناجائز میں بخیل تھے۔ رضا کے موقع پر راضی ہوتے۔ ناخوشی کے موقع پر ناخوش ہوتے۔ نہ بہت تعریف کرنے اور نہ زیادہ برائی کرنے پاک ظرف پاک نگاہ تھے۔

ابوجعفر طبری نے اپنی تاریخ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعض خطبے جمع کئے ہیں ان میں سے ایک خطبہ یہ ہے جس کو آپ نے خلیفہ ہونے کے وقت بیان کیا۔ کہ اے لوگو میں تمہارا والی مقرر کیا گیا ہوں اگر مجھے یہ امید نہ ہوتی کہ میں تم لوگوں سے اچھا اور تمہارے معاملات میں زیادہ قوی اور تمہاری مہمات کا زیادہ انجام دینے والا ہوں گا تو میں اس کو ہرگز قبول نہ کرتا اور تم سے حقوق لینے اور ان کو صرف کرنے میں حساب کی مشقت اور تمہارے انتظام کے بارے بچ جاتا۔ لیکن خدا میرا امدادگار ہے۔ اگر خدا اپنی رحمت اور مدد سے نہ اعانت کرے۔ تو عمرؓ میں کوئی قوت اور تدبیر نہیں ہے۔ اے لوگو خدا نے مجھ کو تمہارے امور کا مالک کیا ہے۔ اور تم اپنے نفع کو اچھی طرح جانتے ہو میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ ان منافع کے حاصل کرانے میں میری مدد کرے۔ اور میری اپنے فضل سے حفاظت کرے۔ جیسا کہ دوسرونکی ماتحتی میں حفاظت کرتا رہا۔ اور جیسا کہ اس نے تقسیم میں عدل کا حکم دیا ہے۔ ویسا ہی تقسیم کرتے وقت عمل کی بھی توفیق دے کیونکہ میں بھی ایک مسلمان اور ضعیف بندہ ہوں۔ مگر یہ کہ خدا میری اعانت کرے۔ خدا نے چاہا تو حکومت میری کسی عادت کو نہ بدل سکیگی اور بڑائی تو صرف خدا کے واسطے ہے۔ بندوں کا اس میں کچھ حصہ نہیں۔ تم میں سے یہ کوئی نہ کہے۔ کہ عمرؓ خلیفہ ہوتے ہی بدل گئے۔ اور میں حق کو خود سمجھتا ہوں۔ اور اس پر پیش قدمی کرتا ہوں۔ اور اپنی حالت تم سے بیان کئے دیتا ہوں کہ جس شخص کو کوئی حاجت یا اس پر کسی طرح کا ظلم یا اس کو مجھ سے کوئی شکایت ہو تو وہ مجھ کو اطلاع دے۔ کیونکہ میں تم جیسا ایک آدمی ہوں اور تم ظاہر و باطن اور عزت و آبرو کے معاملہ میں خدا سے ڈرتے رہو اور اپنے اوپر حق کو لازم کر لو۔ اور ایسا نہ کرو کہ مقدمات کو مجھ تک نہ پہونچاؤ۔ کیونکہ میری کسی سے صلح نہیں ہے۔ مجھ کو تمہاری اصلاح منظور ہے اور تمہارا بگڑنا ناشاق ہے۔ تم میں سے اکثر لوگ ایسے شہروں میں رہتے ہیں جہاں نہ کھیتی ہے۔ اور نہ مویشی مگر جو کچھ خدا اپنے فضل سے وہاں تک پہنچا وے۔ خدا نے تمہارے واسطے بڑی بزرگی کا وعدہ کیا ہے۔ اور مجھ سے میری امانت اور حالت سے سوال کریگا۔ اور وہ میرے دل کی حالت جانتا ہے۔ اور میں انشاء اللہ اس کام کو کسی کے سپرد نہ کرونگا۔ اور جو مقامات یہاں سے دور ہیں۔ جن کا انتظام میں خود نہیں کر سکتا وہاں تم میں سے امین اور خیر خواہ لوگونکو مقرر کرونگا۔ اور خدا نے چاہا۔ اپنی امانت کو ان لوگوں کے سوا اور کسی کے سپرد نہ کرونگا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دوسرے خطبہ میں بیان کیا کہ اے لوگو طمع فقر ہے۔ اور ناامیدی غنا ہے۔ اور تم لوگ اس مال کو جمع کرتے ہو جس کو نہیں کھاتے اور ان باتوں کی آرزو کرتے ہو جنکو نہیں پاتے۔ حالانکہ تم کو دنیا میں ایک وقت معین کی مہلت دی گئی ہے۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تمہارا حال وحی کے ذریعہ سے معلوم ہوتا رہتا تھا۔ جو شخص کسی بات کو دل میں چھپاتا تھا۔ اس کے دل کی بات پر مواخذہ کیا جاتا تھا۔ اور جو کسی بات کو ظاہر کرتا تھا اس کے ظاہر پر مواخذہ ہوتا تھا۔ اب تم اچھے اخلاق کو ظاہر کرو۔ خدا تمہارے بھیدوں کا جاننے والا ہے

یونکہ جو بُرائی ظاہر کریگا- اور کہیگا میرا دِل صاف تھا- تو ہم اس کی تصدیق نہ کریں گے- اور جو اچھائی ظاہر کریگا- ہم اُسکے
ساتھ اچھا گمان کریں گے اور جان لو کہ بعض بخل نفاق کی شاخ ہے- پس مال کو اپنے فایدہ کے لئے خرچ کرو- اور جو
پنی طبیعت کے بخل سے بچایا گیا- وہی کامیاب ہے- اے لوگو تم اپنے ٹھہرنے کی جگہ کو پاکیزہ بناؤ- اور اپنے کاموں کی
صلاح کرو- اور اپنے خدا سے ڈرو- اور اپنی عورتوں کو باریک کپڑے نہ پہناؤ- کیونکہ اگرچہ وہ ننگی نہیں ہوتیں- مگر اس
سے بدن ظاہر ہوتا ہے- اے لوگو میں چاہتا ہوں کہ اس خلافت میں برابر برابر اُتر جاؤں نہ فایدہ ہو نہ نقصان اور
ہ‌واہ میں تم لوگوں میں تھوڑے دن زندہ رہوں یا بہت- لیکن انصاف سے تم لوگوں میں عمل کروں اور کوئی مسلمان ایسا
نہ باقی رہے- جسکا حق اس کو نہ مل جائے- اگرچہ وہ اپنے گھر میں بیٹھا رہے اور اُس کے لئے کوشش نہ کرے- اور اپنا
رن نہ تھکائے- پس تم لوگ اپنے اس مال کو جو خدا نے تم کو دیا ہے- درستی سے رکھو کیونکہ جو تھوڑا آسانی کے ساتھ
حاصل ہو اُس بہت سے اچھا ہے جس کے واسطے بہت سختی برداشت کرنی پڑے اور جان لو کہ قتل بھی ایک قسم کی موت
ہے جو نیک و بد دونوں کو پہنچتی ہے- اور شہید وہ ہے- جو اپنا ثواب خدا سے چاہے- اور جب تم اونٹ خرید نا چاہو-
لمبے بھاری اونٹ کا قصد کرو- اور اسکو لاٹھی سے مارو- اگر وہ چالاک ہو تو خریدو- آپ نے ایک بار خطبہ میں فرمایا
خدا نے تم کو جو کچھ بے مانگے اور بے خواہش کے دنیا و آخرت کی بزرگی دے رکھی ہے- اسکا شکریہ ادا کرو- اسکی حجتیں
تمہارے اُوپر پوری ہو چکیں- اور تم کو اپنی عبادت کے واسطے پیدا کیا اور وہ قادر تھا- چاہتا سب سے ذلیل کو تم پر مسلط
کردیتا- لیکن اُس نے تمام مخلوق پر تم کو مسلط کیا- اور اس نے تمہارے اوپر اپنے سوا اور کسی کی حکومت نہ رکھی- اُسنے
کچھ آسمانوں اور زمین میں تھا- اس کو تمہارا مطیع اور تمہارے اوپر ظاہری و باطنی نعمتوں کو پورا کر دیا- تم کو خشکی و تری کا
لک کیا اور عمدہ چیزیں کھانے کو دیں تاکہ تم شکر کرو- پھر تمہارے کان اور آنکھ بنائے- تم پر کچھ ایسی نعمتیں ہیں جو تمام
نسانوں کو شامل ہیں اور کچھ ایسی ہیں جو تمہارے دین سے مخصوص ہیں- پھر ان خاص نعمتوں کو تمہارے ہی زمانہ اور
طبقہ میں خاص کیا ان میں سے ایک ایک نعمت جو فرداً فرداً تم کو پہنچتی ہے وہ ایسی ہے کہ اگر تم اسکو تمام لوگوں میں تقسیم کردو
وہ اُس کے شکر سے عاجز آجائیں- اور اس کا حق نہ ادا کرسکیں- مگر خدا کی مدد اور ایمان کے بعد- پس تم زمین میں خدا کے
جانشین ہو- اہل زمین پر غالب ہو- خدا نے تمہارے دین کی مدد کی- اب سوا دو قسم کے لوگوں کے اور کوئی تمہارے دین کا
مخالف نہیں رہ گیا- ایک جو اسلام کے زیر سایہ ہیں- تمہارے واسطے تجارت کرتے ہیں- ذلت سے زندگی بسر کرتے ہیں-
مشقت و محنت ان پر ہے- اور فائدہ تم کو- دوسرے وہ لوگ جو دن رات حملوں کے منتظر رہتے ہیں- خدا نے ان کے دلوں
میں رُعب بھر دیا ہے- نہ کوئی ان کی پناہ ہے- اور نہ بھاگنے کی جگہ- یکایک اُن پر اسلامی لشکر ٹوٹ پڑتا ہے- اور ان کے
ملکوں میں گھس جاتا ہے- اور سامان معشیت اور مال کثیر حاصل کرتا ہے- مسلمانوں کو پے درپے مدد پہنچی جاتی ہے اور
سرحدیں درست ہوتی جاتی ہیں- یہ سب خدا ہی سے ہے- سب لوگ آرام و عافیت کے ساتھ رہتے ہیں- ابتدا اسلام سے
کوئی گروہ اس عافیت کے ساتھ نہیں رہا- وللہ الحمد علی ذالک- اور باوجود اس کے روزانہ نئے نئے فتوحات حاصل ہوتے
جاتے ہیں- ان بے شمار اور نامتناہی نعمتوں کا شکریہ نہ کوئی شاکر ادا کرسکتا ہے- اور نہ کوئی ذاکر بیان کرسکتا ہے- اور نہ کسی
کوشش کرنے والے کی کوشش کارگر ہوسکتی ہے اور نہ کسی میں اُنکے حق ادا کرنے کی طاقت ہے مگر خدا کی مدد اور رحمت سے-
پس اب ہم خدا سے دُعا کرتے ہیں کہ اُسنے جہاں اتنی نعمتیں دیں ہیں- ہم کو اپنی اطاعت و رضا جوئی کی بھی توفیق عنایت

کرے۔ اور اے لوگو ایک ایک اور دو۔ دو مل کر خدا کی نعمتوں کا ذکر کیا کرو۔ اور دعا کرو۔ کہ نعمتوں کو تم پر پورا کرے کیونکہ خدا نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ (اخرج قومك من الظلمٰت الی النور وذکرھم بایام اللہ) یعنی اپنی قوم کو ظلمات کفر سے نور ایمان کیطرف نکالو۔ اور ان کو انعامات الٰہی کی یاد دلاؤ) اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا۔ کہ واذکروا اذ انتم قلیل مستضعفون فی الارض۔ (یعنی یاد کرو جبکہ تم تھوڑے اور کمزور تھے دنیا میں) کاش تم جب کمزور دنیا سے بے بہرہ تھے حق پر ہوتے اُس کو مانتے اور اسی سے اطمینان حاصل کرتے۔ خدا اور دین خدا سے واقف اور مرنے کے بعد بہتری کے اُمیدوار ہوتے۔ لیکن تم سب سے زیادہ تنگ حال اور خدا سے جاہل تھے۔ پس اگر تمہارے اسلام کے ساتھ دنیاوی کوئی حظ نہ ہوتا۔ صرف آخرت ہی کی مضبوطی ہوتی۔ جہاں تم کو لوٹنا اور جانا ہے اور تم اپنی دنیاوی جہد و مشقت میں بدستور سابق رہتے اور اگر خدا کے معاملہ میں کچھ کمی کرتے تو تم سخت آزمائش میں ڈالے جاتے۔ مگر خدا نے تمہارے واسطے دنیا و آخرت کی بہبودی کو جمع کر دیا تم میں سے جس کے واسطے چاہیگا جمع کر دیگا۔ پس میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تمہارے اور تمہارے دلوں کے درمیان حائل ہو جائے مگر جب تم خدا کے حق کو پہچانو اور اس پر عمل کرو اور اپنے آپ کو خدا کی اطاعت پر مستعد کرو۔ اور نعمت کی خوشی کے ساتھ اس کے جاتے رہنے کا خوف کرو۔ کیونکہ کفران نعمت سے زیادہ کوئی چیز نعمت کی لیجانیوالی نہیں اور شکر سے زیادہ کوئی اسکی باقی رکھنے والی اور بڑھانے والی نہیں ہے۔ اور یہ شکر تم پر ہر ایک امر و نہی میں واجب ہے۔

ابو عبیدہ معمر بن مثنیٰ نے جنگ فارس کے بیان میں ذکر کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے سلیمان بن ربیعہ باہلی یا نعمان بن مقرن کو لکھا کہ تمہارے لشکر میں دو شخص یعنی عمرو بن معدیکرب اور طلیحہ بن خویلد ہیں ان کو لوگوں کے سامنے پیش کرو۔ اور ان کو جنگ کے معاملہ میں اجازت دے دو۔ اور لڑائی میں ان سے مشورہ لو۔ اور لشکروں کے مقدمہ پر ان کو بھیجو۔ مگر ان کو مسلمانوں کا والی نہ بناؤ۔ اور جب لڑائی ختم ہو جائے۔ ان کی بقدر کارگذاری کے قدر کرو۔ راوی کہتا ہے عمرو بن معدیکرب مرتد ہو گئے تھے اور طلیحہ نے نبوت کا دعوےٰ کیا تھا۔ ابو عبیدہ نے اسی کتاب میں بیان کیا ہے کہ عمرو بن معدیکرب اور اجلح بن وقاص فہمی عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ آپ مال تول رہے تھے۔ آپ نے پوچھا تم کب آئے۔ انہوں نے کہا جمعرات کو۔ آپ نے پوچھا اب تک کہاں تھے انہوں نے کہا جس دن یہاں پہنچے اس دن مکان کی فکر میں رہے۔ پھر جمعہ تھا۔ آج ہم آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ جب آپ مال تول چکے۔ اس کو الگ کر دیا۔ اور ان کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا۔ کہو۔ عمرو بن معدیکرب نے کہا یا امیر المومنین یہ یعنی اجلح بن وقاص سخت پتے کے آدمی تجربہ کار جملہ میں بہت جلدی کرنے والے ہیں جس وقت کٹنے مرنے کا بازار گرم ہوتا ہے۔ ان کا کوئی مثل نظر نہیں آتا۔ بخدا ان کی یہ حالت ہوتی ہے گویا اُن کے واسطے موت ہی نہیں۔ آپ نے اجلح سے کہا تم کہو اور آپ کے چہرے سے غصہ کے آثار نمایاں تھے انہوں نے کہا یا امیر المومنین میں نے لوگوں کو اپنے پیچھے اس حالت میں چھوڑا ہے۔ کہ وہ نیک عمل کرتے ہیں ان کی نسل بہت ہے۔ انکی روزی ان کو برابر پہنچتی جاتی ہے ان کے شہر شاداب ہیں۔ وہ دشمن پر دلیر ہیں اور جو کچھ دشمنوں نے ان سے روک رکھا ہے۔ خدا آپ کے ذریعہ سے دلوادیگا میں نے آپ کی مثل کسی کو نہیں دیکھا۔ مگر جو آپ سے پہلے گذرے۔ آپ نے پوچھا تم نے اپنے ساتھی کے بارے میں اس طرح کیوں نہ بیان کیا۔ جیسا کہ انہوں نے تمہارے حق میں کہا اجلح نے کہا آپ کے غضب کو دیکھکر نہیں بیان کیا۔ آپ نے فرمایا تم ٹھیک سمجھے خبردار اگر تم بھی ان کے حق میں ویسا ہی کہتے جیسا انہوں نے تمہارے بارے میں کہا تو میں دونوں کو مارتا

اور سزا دیتا اور جب تم نے اپنا حق چھوڑ دیا تو میں بھی تمہاری خاطر سے ان کو معاف کرتا ہوں۔ بخدا میں چاہتا ہوں کہ تمہارا حال سالم رہے۔ اور تمہارے امور ہمیشہ باقی رہیں۔ لیکن تمہارے اوپر ایسا دن آنے والا ہے۔ کہ تم اس کو کاٹوگے وہ تم کو نوچے گا۔ تم اس کو گراؤ گے۔ وہ تم کو بھونکیگا۔ نہ وہ تمہارے موافق ہوگا۔ اور نہ تم اس کے موافق ہوگے۔ اور اگر یہ وقت تمہارے زمانہ میں نہ آیا تو تم سے قریب ہی آئیگا۔

جب اہواز و تستر کا ہرمزان (وہاں کے بادشاہ کا لقب تھا) گرفتار ہو کر آپ کے پاس آیا۔ اس کے ساتھ مسلمانوں کی ایک جماعت تھی۔ جن میں احنف بن قیس اور انس بن مالک بھی تھے۔ ان لوگوں نے اس کو مدینہ میں شاہی لباس پہنے ہوئے داخل کیا۔ اس کے سر پر طلائی تاج اور بیش بہا پوشاک زیب بدن تھی۔ اس نے آپ کو مسجد کے ایک گوشہ میں سوتا پایا۔ مسلمان آپ کے پاس بیٹھ گئے۔ اور آپ کے جاگنے کا انتظار کرنے لگے۔ ہرمزان نے کہا حضرت عمرؓ کہاں ہیں۔ مسلمانوں نے جواب دیا وہ یہی ہیں۔ اس نے پوچھا ان کے پاسبان و دربان کہاں ہیں۔ لوگوں نے کہا نہ ان کے پاسبان ہے اور نہ کوئی دربان۔ ہرمزان نے کہا تو پھر یہ نبی ہیں۔ مسلمانوں نے کہا وہ انبیاؤں ہی کے کام کرتے ہیں۔ آپ بیدار ہوگئے۔ اور پوچھا کیا ہرمزان ہیں۔ لوگوں نے جواب دیا۔ ہاں۔ آپ نے فرمایا۔ جب تک یہ سب زینت کا سامان نہ اُتار ڈالے گا۔ میں اس سے بات نہ کرونگا۔ لوگوں نے اس کا لباس اُتروا لیا اور معمولی کپڑا پہنا دیا۔ آپ نے پوچھا اے ہرمزان بتاؤ دغابازی کا وبال کیسا ہے۔ (اس نے مسلمانوں سے ایک مرتبہ صلح کی تھی پھر اس کے خلاف کیا) ہرمزان نے کہا جب ہم تم جاہلیت میں تھے۔ تو ہم تم پر غالب آتے تھے کیونکہ اس وقت خدا نہ ہمارا مددگار تھا اور نہ تمہارا۔ اب خدا تمہاری طرف ہو گیا۔ اس وجہ سے تم غالب آ گئے۔ آپ نے فرمایا پے در پے عہد شکنی کرنے میں تمہارا کیا عذر ہے۔ اس نے کہا مجھے ڈر معلوم ہوتا ہے۔ اگر میں بیان کرنے لگوں تم مجھ کو مار ڈالو۔ آپ نے کہا تم پر کوئی حرج نہیں ہے۔ بیان کرو۔ اس نے پانی مانگا۔ جب اس نے پانی ہاتھ میں لیا اس کا ہاتھ کانپنے لگا۔ آپ نے پوچھا تیرا کیا حال ہے۔ اُس نے کہا مجھے ڈر معلوم ہوتا ہے۔ کہ پانی پینے میں آپ قتل نہ کر ڈالیں۔ آپ نے کہا جب تک تم پانی نہ پی لو۔ تم پر کوئی حرج نہیں ہے۔ اس نے پانی ہاتھ سے گرا دیا۔ آپ نے فرمایا تجھے کیا ہو گیا ہے۔ اس کو اور پانی لا دو۔ اور قتل و پیاس دونوں تکلیفیں نہ دو۔ اس نے کہا آپ کیونکر قتل کریں گے۔ حالانکہ امان دے چکے ہیں۔ آپ نے کہا تو جھوٹ کہتا ہے۔ اُس نے کہا میں نے جھوٹ نہیں کہا۔ انس نے کہا یا امیر المومنین یہ سچ کہتا ہے۔ آپ نے کہا مجھ کو تم سے تعجب ہے۔ میں مجزاۃ بن ثور اور براء بن مالک کے قاتل کو کیونکر امان دے سکتا ہوں۔ بخدا تم اپنے بچنے کی صورت نکالو۔ ورنہ میں تم کو سزا دونگا۔ انس نے کہا آپ نے فرمایا جب تک تم بیان نہ کر لو۔ تم پر کوئی حرج نہیں اور جب تک پانی نہ پی لو۔ تم پر کوئی حرج نہیں اور لوگوں نے بھی انس کے قول کی تائید کی۔ آپ نے ہرمزان سے کہا تو مجھ کو دھوکہ دیتا ہے بخدا میں اسلام کے سوا اور کسی چیز سے نہ دھوکہ کھاؤنگا۔ تو مسلمان ہوجا۔ وہ مسلمان ہو گیا۔ آپ نے اس کو غنیمت میں سے کچھ دے دیا اور مدینہ میں ٹھہرایا۔

آپ نے عمیر بن سعد انصاری کو حمص کا عامل مقرر کیا۔ ایک سال گذر گیا۔ مگر آپ کو ان کی کچھ خبر نہ معلوم ہوئی۔ آپ نے سال گذرنے کے بعد ان کو لکھا کہ جب میرا خط ملے فوراً چلے آؤ۔ اور تمہارے پاس مسلمانوں کا جو کچھ مال ہو اس کو لیتے آؤ۔ عمیر نے اپنی جھولی میں توشہ رکھ لیا۔ اور ایک پیالہ تھا اس کو لے لیا۔ مشکیزہ گلے میں ڈال لیا۔ اور لاٹھی اٹھا لی اور پیدل چل

دیئے۔ مدینہ تک آتے آتے رنگ بدل گیا۔ چہرہ گرد آلود ہو گیا۔ بال بڑھ گئے۔ اسی حالت سے عمرؓ کے پاس چلے آئے
اور سلام کیا۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا۔ تمہارا کیا حال ہے۔ عمیر نے کہا جو دیکھ رہے ہو۔ یہی میرا حال ہے۔ تندرست ہوں
میرا بدن پاک صاف ہے۔ میرے ساتھ دنیا ہے جسکو کھینچتا ہوا چلا آرہا ہوں۔ آپ کو خیال ہوا۔ کہ ان کے ساتھ
بہت کچھ مال ہے پوچھا تمہارے ساتھ کیا ہے۔ عمیر نے کہا میرے ساتھ جھولی ہے۔ جس میں میں توشہ رکھتا ہوں۔
اور پیالہ ہے۔ جس میں کھاتا ہوں اور اس سے اپنا سر اور کپڑے دھوتا ہوں اور مشکیزہ ہے۔ جس میں وضو اور
پینے کا پانی رکھتا ہوں۔ اور لاٹھی ہے۔ جس پر تکیہ لگاتا ہوں اور اگر کوئی دشمن سامنے آجاتا ہے اس کو اسی سے
مارتا ہوں۔ آپ نے پوچھا کیا تم پیدل آئے۔ عمیر نے جواب دیا۔ ہاں میرے پاس سواری نہ تھی۔ آپ نے فرمایا کیا
تمہاری رعیت میں کوئی ایسا شخص نہ تھا۔ جو تم کو ایک جانور سواری کے واسطے دے دیتا۔ عمیر نے کہا انہوں نے
خود ایسا کیا اور نہ میں نے ان سے مانگا۔ آپ نے فرمایا۔ جن مسلمانوں کے پاس سے تم آئے ہو۔ وہ بہت ہی بُرے
ہیں۔ عمیر نے کہا خدا سے ڈرو۔ اور خیر کے سوا کچھ نہ کہو۔ خدا نے رعیت سے منع کیا ہے وہ مسلمان ہیں۔ میں نے
ان کو نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ آپ نے پوچھا تم نے اپنی حکومت میں کیا کیا۔ عمیر نے کہا۔ تم کس بات کو پوچھتے ہو۔
آپ نے فرمایا۔ سبحان اللہ۔ عمیر نے کہا اگر مجھے یہ اندیشہ ہوتا۔ کہ پھر عامل بنایا جاونگا تو نہ خبر کرتا۔ میں جب شہر میں پہنچا
وہاں کے نیک لوگوں کو جمع کیا اور ان کو مال جمع کرنے اور مستحقین میں صرف کرنیکا اختیار دے دیا۔ اگر تمہارے حصہ
میں کچھ آتا۔ تو تم کو بھیجا جاتا۔ آپ نے پوچھا کیا تم کچھ نہیں لائے۔ عمیر نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا عمیر کو دوسری جگہ بدل دینا
چاہیئے۔ عمیر نے کہا نہ اب میں تمہاری طرف سے اس کام کو قبول کرونگا اور نہ تمہارے بعد کسی کی طرف سے۔ بخدا میں نہ بچ سکا
میں نے ایک نصرانی ذمی کو کہہ دیا۔ کہ خدا تجھے رسوا کرے۔ اسی کے واسطے تم نے مجھکو بھیجا تھا۔ اے عمرؓ میرا بدترین دن وہ
تھا۔ جس میں میں نے تمہارا ساتھ دیا۔ پھر رخصت ہو کر چلے آئے۔ ان کا مکان مدینہ سے کچھ فاصلہ پر قبا میں تھا۔ آپ نے
کچھ دنوں کے بعد حارث نامی ایک شخص کو سو اشرفیاں دیکر بھیجا کہ عمیر بن سعد کے پاس جاؤ۔ اگر ان کی کچھ اچھی حالت ہو تو
ان اشرفیوں کو واپس لانا۔ اور اگر وہ تنگ حال ہوں تو انکو دیدینا۔ حارث گئے دیکھا کہ عمیر ایک دیوار کے پاس بیٹھے اپنے
کرتہ کے چلوے نکال رہے ہیں۔ انہوں نے سلام کیا۔ عمیر نے کہا آؤ۔ خدا تم پر رحم کرے۔ اور پوچھا۔ تم کہاں سے آتے ہو
انہوں نے کہا مدینہ سے۔ عمیر نے پوچھا حضرت عمرؓ کو کس حال میں چھوڑا۔ حارث نے کہا اچھی حالت میں۔ عمیر نے پوچھا۔
مسلمانوں کا کیا حال ہے۔ حارث نے کہا اچھے ہیں۔ عمیر نے پوچھا عمرؓ حد جاری کرتے ہیں حارث نے کہا ہاں اپنے بیٹے کو
بدکاری پر کوڑے لگائے کہ وہ مر گئے۔ عمیر نے کہا اے خدا عمر کی مدد کر میں جانتا ہوں وہ بہت سخت ہیں انکو میں تیرے ہی واسطے
دوست رکھتا ہوں۔ حارث ان کے یہاں تین دن ٹھہرے۔ ہر دن ایک روٹی جَو کی پکتی وہ انکو کھلا دیتے اور سب گھر فاقہ
سے پڑ رہتا۔ یہانتک کہ ان لوگوں کا بُرا حال ہو گیا۔ تب عمیر نے حارث سے کہا۔ تمہاری وجہ سے ہم بھوکے رہتے ہیں۔
اگر تم مناسب سمجھو تو کہیں اور چلے جاؤ۔ حارث نے وہ اشرفیاں نکال کے پیش کیں اور کہا امیر المومنین نے تمکو بھجوائی
ہیں ان کو تم اپنے صرف میں لاؤ۔ عمیر چیخ اُٹھے۔ اور کہا انکو واپس لے جاؤ۔ مجھے انکی کوئی ضرورت نہیں۔ انکی بی بی نے کہا۔
لے لو اور مستحقین کو دے دینا۔ عمیر نے کہا میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس میں ان کو رکھوں۔ انکی بی بی نے اپنے دوپٹے
کا ایک کونہ پھاڑ کر دیدیا۔ عمیر نے ان کو اس میں باندھ لیا۔ اور پھر سب اشرفیوں کو شہداء و فقرا کی اولاد میں تقسیم کر دیا۔ جانف

نے آکر حضرت عمرؓ سے ان کا حال بیان کیا۔ آپ نے فرمایا۔ عمیر پر خدا رحم کرے۔ پھر تھوڑے ہی دنوں کے بعد عمیر کا انتقال ہوگیا
پ کو انکا بہت صدمہ ہوا۔ اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ پیادہ پا بقیع غرقد تک گئے۔ اور اپنے اصحاب سے کہا۔ ہر شخص اپنے
بنے دل کی مراد مانگے۔ ہر ایک نے ایک خواہش بیان کی جب آپ کا نمبر آیا آپ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ مجھے عمیر بن سعد
بسا کوئی شخص مل جائے۔ کہ اس سے مسلمانوں کے کام میں مدد لوں۔

آپ نے فرمایا ہے کہ جس مقام پر جانور ذبح ہوتے ہیں۔ ان سے بچتے رہو۔ کیونکہ اُسکے دیکھنے سے مثل مے نوشی کے دل پر اثر ہوتا ہے۔
آپ کہتے تھے راحت سے گریز کرو۔ اس سے غفلت پیدا ہوتی ہے۔ اور موٹا پا بھی غفلت کی وجہ سے ہے۔ آپ نے فرمایا ہے
ور تو نکو کھڑکی دار مکان میں نہ رکھو۔ اور نہ انکو لکھنا سکھاؤ۔ اور ڈنڈوں سے ان پر مدد چاہو۔ اور انہیں "نہیں" کا عادی کرو۔ کیونکہ
ہاں" ان کو مانگنے پر دلیر کرتا ہے۔

آپ کہتے تھے میں آدمی کی عقل کا ہر ایک چیز میں اندازہ کر لیتا ہوں۔ یہانتک کہ بیماری میں۔ پس جب میں دیکھتا ہوں
ہ آدمی اپنی خواہش پر پوری طرح صبر کرتا ہے اور اپنے کھانے پینے میں پرہیز کرتا ہے۔ تو جان جاتا ہوں کہ یہ اس کی عقل کی
جہ سے ہے۔ اور کسی آدمی نے مجھ سے کوئی بات نہیں دریافت کی مگر اس کے پوچھنے سے مجھکو اسکی عقل کا اندازہ ہوگیا۔
آپ فرماتے تھے آدمیوں کے لئے حدود اور مرتبے ہیں۔ لہذا ہر شخص کو اس کے مرتبہ میں رکھو۔ اور ہر آدمی کو اُسکی حد پر
ائم کرو۔ اور ہر ایک کو اسکی کارگزاری کے موافق بلند کرو۔

آپ نے فرمایا آدمی کے ارادے کو اسکی ہمت سے اور عقل کو اس کے گھر کے سامان سے پہچان لو۔ ابو عثمان حافظ کہتے
یں کہ گھر کے سامان سے عقل اس وجہ سے معلوم ہوتی ہے۔ کہ یہ عقلمندی کی بات نہیں ہے۔ کہ اسکا فرش نمدہ کا اور تکیہ بہت نرم ہو
آپ کہتے تھے جو شخص کسی چیز سے نا امید ہو جاتا ہے۔ اس سے مستغنی ہو جاتا ہے۔ اور مسلمانوں کی عزت لوگوں سے مستغنی
ونے میں ہے۔ اور خدا کے حکم کو وہی قایم کرتا ہے جو نہ ریاکار ہو اور نہ خوار و ذلیل ہو اور نہ خواہشوں کا پیرو ہو۔
آپ کہتے تھے اپنی ہمتوں کو نہ پست کرو۔ کیونکہ میں نے پست ہمتی سے زیادہ کسی چیز کو بزرگی سے روکنے والا نہیں دیکھا۔
آپ نے ایک شخص کو نصیحت کی کہ لوگ تم کو تمہارے نفس سے نہ غافل کر دیں۔ کیونکہ مآل کار تم پر ہوگا نہ لوگوں پر۔ اور تمام
ن کھیل کر نہ کاٹو کیونکہ اس کا حساب ہوگا۔ اور جب کوئی برائی ہو جائے اُسکے بعد نیکی کرو کیونکہ پچھلے گناہوں کا کفارہ نیکی سے بہتر کچھ نہیں
آپ کہتے تھے جوانی کی لغزشوں اور ہر اس چیز سے جس سے تمہارا نام ہو۔ اور دل اس میں پھنسا رہے بچتے رہو۔ کیونکہ اگرچہ
س سے تمہاری شان بڑھیگی۔ لیکن اس پر تم کو ندامت بھی بہت سخت ہوگی۔

آپ کہتے تھے۔ جس کام کی وجہ سے مرنے کو ناپسند کرو۔ اس کو چھوڑ دو۔ پھر جب چاہو۔ مرو۔ موت تم کو کچھ نقصان نہ پہنچائیگی
آپ نے فرمایا دنیا تھوڑی رکھو۔ آزادی سے زندگی بسر کروگے۔ اور گناہ کم کرو۔ موت تم پر آسان ہو جائیگی۔ اور اس کو
یکھ لو۔ کہ کس مرتبہ میں اپنے لڑکے کو رکھتے ہو۔ (یعنی عورت کی شرافت و نسب کا خیال کرلو) کیونکہ اصل کو بہت دخل ہوتا ہے
آپ کہتے تھے گناہ کا چھوڑنا توبہ کی مشقت سے آسان ہے۔
آپ کہتے تھے۔ نعمت سے اچھی طرح پرہیز کرو جیسا کہ گناہ سے کرتے ہو۔ اور اسی کا مجھکو تم پر زیادہ ڈر ہے۔
آپ نے فرمایا بیکاری کے بُرے انجام سے بچتے رہو۔ کیونکہ بیکاری تمام برائیوں کو جمع کرنے والی ہے۔
آپ فرماتے تھے بڑا سخی وہ ہے جو ایسے شخص کو دے۔ جس سے فائدہ کی اُمید نہ ہو اور بڑا حلیم وہ ہے جو قابو پا

کر معاف کر دے۔ اور بڑا بخیل وہ ہے جو سلام کرنے میں بخل کرے۔ اور بڑا عاجز وہ ہے۔ جو دعا کرنے سے عاجز ہو۔
آپ نے فرمایا ہے کہ اکثر نگاہ شہوت پیدا کرتی ہے اور اکثر شہوت دائمی غم میں مبتلا کرتی ہے۔

آپ نے فرمایا ہے کہ جس شخص میں تین خصلتیں نہ ہوں۔ اُسے ایمان نہیں فائدہ دیتا۔ ایک حلم جس سے جاہل کی
کو دور کرے۔ دوسرے پرہیزگاری جو حرام سے روکے۔ تیسرے خُلق جس سے لوگوں کی خاطر و مدارات کرے۔

ابو عبیدہ معمر بن مثنیٰ نے کتاب مقاتل الفرسان میں بیان کیا ہے۔ کہ سعد بن ابی وقاص نے عمرو بن معدیکر
کو فتح قادسیہ کے بعد بھیجا۔ آپ نے عمرو سے سعد کا حال دریافت کیا کہ تم نے سعد کو کس حال میں چھوڑا اور لوگ
ان سے خوش ہیں یا نہیں۔ عمرو نے بیان کیا کہ اے امیر المومنین وہ لوگوں کے لئے مثل باپ کے ہیں چیونٹیوں
طرح غنیمتوں کو ان کے لئے جمع کرتے ہیں۔ اپنے لباس میں مثل بدوؤں کے ہیں اور شجاعت میں شیر دل ہیں محاص
وصولی کرنے میں مثل نبطیوں کے ہیں (وسط عراق میں ایک قبیلہ تھا جو آبادی زمین اور خراج جمع کرنے میں مشہور تھا
تقسیم میں عدل کرتے ہیں۔ اور مقدمات میں انصاف سے کام لیتے ہیں۔ اور لشکر میں گشت لگاتے ہیں۔ اور سعد
جو خط بھیجا تھا۔ اس میں انہوں نے عمرو کی تعریف کی تھی۔ آپ نے فرمایا۔ شاید تم ایک دوسرے کی تعریف کرتے ہ
انہوں نے تمہاری تعریف لکھی۔ اور تم ان کی تعریف کرتے آئے۔ عمرو نے کہا میں وہی بیان کرتا ہوں جو دیکھتا
آپ نے فرمایا۔ سعد کو رہنے دو۔ اور اپنی قوم کے سپاہیوں کا حال بیان کرو۔ عمرو نے کہا ہر ایک میں فضل و بہتری
آپ نے پوچھا علقمہ بن خالد کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ عمرو نے کہا وہ ہمارے گروہ کے سوار ہیں۔ اور دھاوے
سب سے تیز اور بھاگنے میں بہت ہی کم۔ آپ نے پوچھا۔ سعد کے کنبے والوں کا کیا حال ہے۔ عمرو نے کہا وہ ہم
سب سے زیادہ بھاری لشکر والے ہیں اور ریاست میں بہت بڑھکر ہیں اور حملہ میں سخت شیر ہیں۔ آپ نے پو
حارث بن کعب۔ عمرو نے جواب دیا وہ تو ایسے ہیں کہ ان کا کوئی قصد نہیں کر سکتا۔ آپ نے پوچھا کہ مراد۔ عمرو نے ک
وہ لوگ متقی۔ پرہیزگار ہیں۔ اور بڑے لڑائی کے بھڑکانے والے ہیں۔ سب سے زیادہ بھاگنے والے اور آثار شجاعت
سب سے دور ہیں۔ آپ نے کہا لڑائی کا حال بیان کرو۔ عمرو نے کہا۔ لڑائی کا مزہ بہت کڑوا ہے جو شخص اس میں صبر کر
ہے۔ مشہور ہوتا ہے۔ اور جو کمزور ہوتا ہے۔ ہلاک ہوتا ہے۔ اور واقعی وہ ویسی ہی ہے جیسا کہ شاعر نے بیان کیا
الحرب اول ماتکون فتیۃ ٭ تسعی بزینتھا لکل جھول ٭ حتی اذا استعرت وشب ضرامھا ٭ عادت عجوزا غیر ذات حلیل
شمطاء جزت راسھا و تنکرت ٭ مکروھۃ للشم والتقبیل۔)

ترجمہ۔ لڑائی ابتدا میں مثل جوان عورت کے ہوتی ہے۔ اپنی آراستگی سے ہر نادان کی طرف دوڑتی ہے
یہانتک کہ جب حد سے بڑھ جاتی ہے۔ اور اس کے شعلے خوب بھڑکنے لگتے ہیں۔ رانڈ و بے شوہر ہو جاتی ہے۔ بشل اُ
عورت کے جو بوڑھی سفید بالوں والی ہو اور اس نے اپنے بال تراش ڈالے ہوں جس کا چھونا اور بوسہ دینا بُرا معل
ہوتا ہو۔ آپ نے کہا۔ ہتھیاروں کا حال بیان کرو۔ عمرو نے کہا جس ہتھیا۔ کا حال چاہو دریافت کرو۔ آپ نے کہا
نیزہ۔ عمرو نے کہا وہ تمہارا ساتھ دینے والا ہے۔ اور کبھی دھوکہ بھی دے دیتا ہے۔ آپ نے پوچھا تیر۔ عمرو نے کہا
قضا ہے۔ جو کبھی ٹھیک پہنچتی ہے اور کبھی چوک جاتی ہے۔ آپ نے پوچھا۔ ڈھال۔ عمرو نے کہا وہ بچانے والی ہے۔
کے اوپر تمام مصائب واقع ہوتے ہیں۔ آپ نے پوچھا زرہ۔ عمرو نے جواب دیا کہ وہ سوار کو بوجھل اور پیادہ کو تھکا

الی ہے۔ لیکن مضبوط قلعہ ہے۔ آپ نے پوچھا تلوار۔ عمرو نے کہا۔ اسی کی خواہش کرو۔ اسی میں تمہاری ماں بنے فرزند
نگی۔ آپ نے کہا بلکہ تمہاری ماں۔ عمرو نے کہا ہاں میری ماں بھی۔ اور میں تو تمہاری ذلت اٹھا رہا ہوں۔

سلیمان بن ربیعہ باہلی نے ارمینیہ میں اپنے لشکر کا جائزہ لیا وہ اصیل گھوڑوں کو پاس کرتے تھے۔ عمرو بن معدیکرب
یک موٹے گھوڑے پر سوار ہو کر آئے۔ سلیمان نے ان کو واپس کر دیا۔ اور کہا تمہارا گھوڑا دوغلا ہے۔ عمرو نے کہا۔
دغلا نہیں ہے بلکہ موٹا ہے۔ سلیمان نے کہا نہیں دوغلا ہے۔ عمرو نے کہا۔ دوغلہ دوغلہ کو خوب پہچانتا ہے
سلیمان نے اس کی شکایت حضرت عمرؓ سے کی آپ نے عمرو بن معدیکرب کو لکھا۔ کہ تم نے اپنے امیر کو ایسا کلمہ
کہا۔ مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ تمہارے پاس ایک تلوار ہے۔ جس کا نام تم نے صمصامہ رکھا ہے۔ میرے پاس بھی ایک
وار ہے۔ جس کا نام مصمم ہے۔ بخدا اگر اس کو تمہارے سر پر رکھوں۔ تو کاسہ سر سے ادھر نہ رکے۔ اور سلیمان بن ربیعہ کو
ط لکھا۔ جس میں انکو نہ حلم کرنے پر ملامت کی تھی۔

ابو جعفر محمد بن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے۔ کہ عبد الرحمٰن بن ابی زید نے عمران بن سوادہ لیثی سے روایت
کی کہ انہوں نے کہا۔ میں نے صبح کی نماز حضرت عمرؓ کے ساتھ پڑھی۔ آپ نے سبحان الذی اور اس کے ساتھ ایک سورۃ
ھی۔ جب نماز سے فارغ ہو کر لوٹے۔ میں بھی ان کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ آپ نے پوچھا کیا کوئی حاجت ہے۔ میں
نے کہا ہاں۔ آپ نے کہا آؤ۔ میں آپکے پیچھے پیچھے چلا گیا۔ جب آپ مکان میں داخل ہوئے۔ مجھے بھی آنے کی اجازت
ی۔ آپ ایک چٹائی پر بیٹھے تھے۔ جس پر کوئی اور چیز نہ تھی۔ میں نے کہا نصیحت ہے۔ آپ نے کہا مرحبا ہے۔ اس ناصح
جو صبح اور شام میں آئے۔ میں نے کہا تمہاری رعیت نے چار باتوں کا تم پر عیب لگایا ہے۔ آپ نے کوڑہ کو زانو پر رکھکر
س پر ٹھوڑی رکھ لی اور کہا بیان کرو۔ انہوں نے کہا لوگ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے زمانہ حج میں تمتع کو حرام کر دیا۔
الانکہ وہ حلال تھا۔ اس کو نہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کیا اور نہ ابو بکرؓ نے۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔
لوگ جب ایام حج میں عمرہ کر لیتے ہو۔ اس کو حج کے قائم مقام سمجھ لیتے ہو۔ اور تمہارا حج بیکار جاتا ہے۔ اور حج
ے وقت مکہ خالی رہتا ہے۔ حالانکہ حج رونق ہے خدا کی رونقوں میں سے۔ اور میں اس منع کرنے میں ثواب پر
وں۔ عمرانؓ نے کہا۔ دوسرے لوگ بیان کرتے ہیں۔ کہ آپ نے عورتوں کے متعہ کو حرام کر دیا۔ حالانکہ خدا کی
رف سے ہم کو اجازت ملی تھی۔ ایک مٹھی کے عوض میں عورت سے فائدہ اٹھاتے تھے۔ اور تین دن کے بعد الگ
ہو جاتے تھے آپ نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ضرورت کے وقت حلال کیا تھا اور اب
گ کشادگی میں ہیں پھر نہ کسی مسلمان نے اسکی طرف رجوع کیا اور نہ اس پر عامل ہوا۔ پس اب جس کا جی
یا ہے۔ ایک مٹھی مہر پر نکاح کرے۔ اور تین دن کے بعد طلاق دیکر الگ ہو جائے۔ اور اس میں بھی میری رائے
ہواب پر ہے۔ عمرانؓ نے کہا تیسری بات یہ ہے۔ کہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے ام ولد کے آزاد ہونے کا حکم دیا ہے۔
رچہ اسکا مالک نہ آزاد کرے۔ آپ نے کہا۔ میں نے حرمت کو حرمت سے ملا دیا۔ میں نے صرف خیر کا ارادہ کیا ہے۔
ور خدا سے استغفار کرتا ہوں۔ عمران نے کہا چوتھے یہ کہ لوگ شکایت کرتے ہیں۔ کہ آپ سختی برتتے ہیں اور لوگوں کو
بہت جھڑکتے ہیں۔ راوی کہتا ہے۔ آپ نے کوڑہ نکال لیا اور اس پر ہاتھ پھیرا۔ اور کہا میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم
ے ساتھ غزوہ قرقرۃ الکدر میں سوار تھا۔ بخدا میں ان لوگوں کو چراتا ہوں۔ پس آسودہ کرتا ہوں۔ اور پانی پلاتا ہوں

پس سیراب کرتا ہوں اور ادھر ادھر بھاگنے والے کو مارتا ہوں اور جلدی کرنے والے کو جھڑکتا ہوں اور اپنے اند
کے موافق آہستہ آہستہ چلتا ہوں۔ اور شریر کی شرارت کو دور کرتا ہوں۔ اور جو جماعت سے بھاگتا ہے۔ اس
جماعت سے ملادیتا ہوں اور زبانی ڈانٹ ڈپٹ بہت کرتا ہوں اور مار پیٹ کم ڈنڈا اٹھاتا ہوں اور ہاتھ سے دھکی
ہوں اور اگر یہ نہ ہوتا۔ تو میں اپنا عذر بیان کرتا۔ ابوجعفر کہتے ہیں۔ کہ معاویہ جب اس حدیث کو بیان کرتے کہتے وہ
رعیت کے حال سے خوب واقف تھے۔

حذیفہ نے کہا تم قوی آدمی کو اپنا عامل مقرر کرتے ہو حالانکہ لوگ اس کو برا بتاتے ہیں۔ آپ نے کہا میں اسکو
لئے مقرر کرتا ہوں تاکہ اس کی قوت سے مدد لوں۔ اور خود اس کی نگرانی کرتا رہوں۔

آپ کہتے تھے مرنے سے پہلے خرچ کردو۔ اور ایک جانور کی قیمت سے دو جانور مول لو۔ اور اس گھر پر کچھ اعتبا
نہ کرو جس کا ملنا تم کو دشوار ہو۔ اور اپنے خوابگاہ کو درست کرو۔ اور موذی جانوروں کو ان کے ڈرانے کے پہلے ڈرا دو۔ ا
سخت بنو۔ مضبوط بنو۔

آپ نے خالد بن ولید کو لکھا۔ کہ مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ تم شام کے حمام میں نہانے گئے۔ اور وہاں جو عجمی لوگ
تھے۔ انہوں نے تمہارے واسطے شراب میں گندھا ہوا ابٹن تیار کیا۔ اے آل مغیرہ میں تم کو آگ کیلئے خیال کرتا ہوا
آپ نے قحط سالی کے ایام میں کہا۔ میرے دل میں آتا ہے کہ ہر ایک مسلمان خاندان کے ساتھ اتنے ہی لوگ اور بڑھ
دوں۔ کیونکہ آدمی نصف پیٹ کھانے سے نہیں مرتا ہے۔ آدمی نے کہا اگر آپ ایسا کریں تو عاجز نہ ہوں گے۔ میں کہتا ہ
کہ مطلب یہ ہے کہ اگر آدمی نصف پیٹ کھائے۔ تو بھوک کی وجہ سے ہلاک نہ ہوگا۔

آپ نے ایک لونڈی کو برقعہ اوڑھے دیکھا پوچھا یہ کون ہے لوگوں نے جواب دیا۔ فلاں گھرانے کی لونڈی ہے۔ آ
اس کے ایک کوڑہ مارا۔ اور کہا اے بے وقوف تجھکو کیا ہوگیا جو آزاد عورتوں کی مشابہت کرتی ہے۔

آپ نے ایک آدمی کو دعا میں فتنوں سے پناہ مانگتے سُنا۔ آپ نے کہا یوں دعا مانگو۔ کہ اے خدا میں تنگی
پناہ مانگتا ہوں۔ کیا تو یہ چاہتا ہے کہ خدا تجھکو مال و اولاد نہ دے۔ راوی کہتا ہے۔ آپ نے اس آیت کی طرف ا
کیا ہے کہ انما اموالکم واولادکم فتنہ۔ (یعنی تمہارا مال و اولاد فتنہ ہیں۔

آپ نے فرمایا۔ تم لوگوں کو کیا ہوگیا ہے۔ کہ اس عورت کے پاس جس کا شوہر جہاد پر گیا ہے۔ تکیہ لگا کر بیٹھتے ہو۔ و
تم سے باتیں کرتی ہے اور تم اس سے باتیں کرتے ہو۔ تم کو پردہ اختیار کرنا چاہیئے۔ اسی میں عفت ہے عورتوں کی مثا
اس گوشت کی ہے جو تختے پر رکھا ہو۔ مگر یہ کہ کوئی ان کی محافظت کرے۔

ابن قتیبہ کہتے ہیں۔ کہ حضرت عمر نے خطبہ میں بیان کیا کہ سب سے زیادہ میں تم پر اس بات سے ڈرتا ہوں۔ ک
مسلمان بے گناہ کو پکڑ کر ڈھکیلیں جیسا کہ بکریاں ذبح کے واسطے ڈھکیلی جاتی ہیں اور اس کا گوشت مثل مذبوح
بکری کے جدا کیا جائے۔ اور اسکو گنہگار کہا جائے حالانکہ وہ گنہگار نہیں ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا یہ کس
طرح ہوگا۔ آپ نے فرمایا جب مصیبت سخت ہوگی۔ اور حمیت ظاہر ہوگی۔ اور بچے قید کئے جائیں گے۔ اور فتنے مسلمانو
اس طرح پامال کریں گے۔ جیسے کہ امید پائمال ہوتی ہے۔

آپ نے فرمایا ہے کہ آدمی کے روزہ و نماز کو نہ دیکھو۔ بلکہ مرد وہ ہے۔ کہ جب بات کہے سچ کہے اور جب امانت ک

س میں خیانت نہ کرے۔ اور جب کوئی گناہ کا موقع آئے۔ پرہیز کرے۔ آپ نے ایک مرتبہ خطبہ میں بیان کیا۔ کہ آدمی
و چاہیئے کہ اس عورت سے نکاح کرے۔ جو اس کے موافق و ساتھ دینے والی ہو۔ تاکہ وہ بھی ایسے ہی مرد سے شادی کرے۔
آپؐ نے ایک آدمی کو یمن کا عامل مقرر کیا تھا۔ وہ آپ کے پاس عمدہ لباس پہنے کنگھی کئے تیل لگائے آیا۔
پ نے اس سے پوچھا کیا اسی حالت سے تم کو بھیجا تھا۔ پھر آپ نے حکم دیا کہ اس کے کپڑے اُتار لئے جائیں۔ اور اُسکے
ض میں کمل کے کپڑے پہنائے جائیں۔ پھر آپ نے اس سے حکومت کے متعلق دریافت کیا اُس نے اچھا حال بیان
یا۔ آپ نے اُس کو پھر اس کی جگہ پر بھیج دیا۔ جب دوبارہ آیا۔ اُس کے بال بکھرے ہوئے چہرا گرد آلود کپڑے میلے پرانے
ے۔ آپ نے کہا اس حالت سے بھی نہ رہو۔ ہمارے عامل نہ پراگندہ حال ہوتے ہیں۔ اور نہ موٹے تازے۔ کھاؤ
یو۔ تیل لگاؤ۔ تم جانتے ہو جس بات کو ہم ناپسند کرتے ہیں۔
آپؐ نے فرمایا۔ سنن۔ فرائض اور عربی زبان سیکھو جس طرح کہ قرآن سیکھتے ہو۔
آپؐ کا گذر ایک مرتبہ چرواہے پر ہوا۔ آپ نے اس سے فرمایا۔ کہ صاف زمین میں جانوروں کو چراؤ جہاں ریت نہ ہو
راعی (چرواہے) ہو اور ہر راعی سے سوال ہوگا۔
آپ نے فرمایا ہے۔ کہ بعض لوگ دکھاوے اور شہرت کے واسطے اور بعض دنیا کے لالچ سے اور بعض لڑائی
ے شوق سے جہاد کرتے ہیں اور بعض مصائب پر صبر کر کے خدا کے واسطے لڑتے ہیں۔ اور یہی شہدا ہیں۔
آپؐ نے ابو عبیدہ کے پاس اپنا قاصد بھیجا جب وہ لوٹ کر آیا۔ آپ نے اس سے دریافت کیا۔ کہ ابو عبیدہؓ
کس حال میں دیکھا۔ اس نے کہا بہت عیش میں ہیں۔ پھر آپ نے قاصد بھیجا۔ جب وہ آیا۔ آپ نے پوچھا اب
ے کس حالت میں دیکھا۔ اُس نے بیان کیا کہ بہت تنگی میں ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ خدا ابو عبیدہ پر رحم کرے۔ ہمنے
ن کو کشادگی دی۔ وہ کشادہ ہوگئے۔ اور ہم نے ان کو تنگی کا حکم دیا۔ انہوں نے تنگی اختیار کی۔
آپؐ کو کسی نے خواب میں دیکھا۔ پوچھا کیا حال ہے۔ آپ نے کہا۔ اگر خدا مہربان نہ ہوتا۔ تو میرا عرش اُلٹ دیا جاتا۔
آپؐ نے ابو مریم حنفی سے کہا۔ میں تم سے اس سے زیادہ بغض رکھتا ہوں جتنا کہ زمین خون سے (لوگ کہتے ہیں
عمران سے اس وجہ سے ناخوش تھے کہ انہوں نے آپ کے بھائی زید کو قتل کیا تھا) انہوں نے کہا کیا اس بغض
ی وجہ سے میرا کچھ حق کم ہو جائیگا۔ آپ نے کہا نہیں۔ انہوں نے کہا تو پھر کچھ حرج نہیں۔
آپؐ نے فرمایا۔ کہ دودھ مشابہت پیدا کرتا ہے۔ یعنی لڑکے میں دودھ پلانے والی کا اثر آجاتا ہے۔ لہذا ایسی
رت دودھ پلانے کے واسطے رکھو جس کے اخلاق اچھے ہوں۔
آپؐ نے فرمایا۔ جہاد کرو۔ اس وقت جہاد شیریں و سرسبز ہے۔ پھر کمزور ہو جائیگا۔ پھر پرانا پھر شکستہ ہو جائیگا
آپؐ کہتے تھے مجھے مقام ہجر (اس مقام میں وبا بہ کثرت رہتی تھی۔) میں تجارت کو جانے والوں اور دریا میں سفر
رنے والوں سے تعجب ہوتا ہے
حضرتؐ عثمانؓ کے غلام نائل نے بیان کیا ہے۔ کہ میں اپنے آقا اور حضرت عمرؓ کے ہمراہ حج یا عمرہ کے واسطے گیا۔
ضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ و ابن عمر ایک قسم کے تھے۔ اور میں اور ابن زبیر جوانوں میں ایک مشرب کے تھے۔ ہم آپس
ں مذاق کرتے ایک دوسرے پر حنظل پھینکتے تھے۔ حضرت عمرؓ ہم لوگوں سے اس سے زیادہ نہ کہتے۔ کہ بس ہمارے

اونٹوں کو نہ بھڑکاؤ۔ پھر ہم نے رباح بن مغترف سے کہا۔ حدی (عرب میں اونٹوں پر سوار ہو کر اشعار پڑھتے ہیں ا
کو حدی کہتے ہیں) گاؤ۔ رباح نے کہا ہمارے ساتھ عمرؓ ہیں۔ میں نے کہا اگر وہ منع کریں گے۔ چپ ہو جانا۔ مگر آپ
نے کچھ نہ کہا۔ یہانتک کہ صبح ہو گئی۔ آپ نے رباح کو آواز دی۔ کہ چپ ہو جاؤ۔ یہ یادِ خدا کا وقت ہے۔

آپ نے صدقہ وصول کرنے والے عامل کو لکھا کہ پہلے آنے والوں کو پچھلوں پر نہ روک رکھو کیونکہ جانوروں
پر رکنا بہت سخت گذرتا ہے۔ اس سے جانور مر جاتے ہیں۔ اور جب تمہارے پاس کوئی آدمی جانور لے کر آئے۔ تو
اس میں سے عمدہ اور خراب نہ لو۔ بلکہ متوسط درجہ کا لو۔ اور جب کسی پر مُسن واجب ہو۔ تو اُس سے مُسن ہی لو۔ او
اگر اس کے پاس نہ ہو۔ تو اس کی قیمت لے لو اور دودھ دیتی ہوئی یا گابھن نہ لو۔ کیونکہ وہ ان کے گھر والوں کو فائدہ
پہنچانے والی ہے۔

آپ راستہ میں خراب کھجوریں اور رسی کے ٹکڑے چنتے جاتے اور جب کسی کا گھر آجاتا اس کے یہاں پھینک
دیتے اور کہتے جو جانور تمہارے یہاں باندھے ہوں ان کو کھلا دو۔ اور باقی سے خود فائدہ اُٹھاؤ۔

آپ کہتے تھے۔ تین بڑی سخت مصیبتیں ہیں۔ ایک وہ ہمسایہ جو خوبیوں کو چھپا دے۔ اور برائیوں کو لوگوں
میں پھیلا دے۔ دوسرے وہ عورت کہ اگر تم اس کے پاس جاؤ۔ زبان درازی کرے۔ اور اگر باہر جاؤ۔ خیانت کرے
تیسرے وہ امام کہ اگر تم اچھی بات کرو۔ تو نہ خوش ہو۔ اور اگر کوئی برائی ہو جائے تو قتل کر ڈالے۔

آپ یہ کہتے تھے۔ کہ یہ آدمی کی بڑی سعادت ہے کہ لوگ اس کے یہاں کی عورتوں سے شادی کا پیغام دیں

آپ سے مروی ہے کہ عباس بن عبد المطلب نے شعرا کا حال دریافت کیا۔ آپ نے کہا۔ امراء القیس سب
پر سبقت لے گیا اور اس نے شعر کا چشمہ کھول دیا۔ اور عیب دار اور عمدہ مضامین کو کشادہ کر دیا۔

بغوی نے ابو عثمان نہدی سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا آذر بائیجان میں عمر کا خط ہمارے پاس آیا۔ آپ
نے لکھا تھا۔ تہ بند باندھو۔ چادر اوڑھو۔ جوتے پہنو۔ اور موزوں اور پاجاموں کو اتار ڈالو۔ تم اپنے باپ اسمٰعیل کا
لباس اختیار کرو۔ آرام دہ اور عجمیوں کے لباس کو چھوڑ دو۔ اور دھوپ میں بیٹھو۔ یہی عربوں کا حمام ہے۔ اور مضبوط
بنو۔ کھانے پینے میں سختی اختیار کرو۔ اور اونٹوں پر نیزہ لے کر سوار ہو۔ اور گھوڑوں پر کود کر چڑھا کرو۔ اور تیراندازی
کی مشق کرو۔ ابو عمر نے روایت کی ہے۔ کہ آپ نے کنتم خیر امۃ الخ کے متعلق بیان کیا کہ جس شخص کا جی چاہے کہ اس امت
میں داخل ہو۔ اس کو اس کی شرط پوری کرنی چاہیئے

آپ کہتے تھے۔ معد تک کا نسب ہمکو معلوم ہے۔ اس کے آگے کا حال ہم نہیں جانتے کہ کیا ہے۔

ابو عمر روایت کرتے ہیں کہ عمر نے اسید بن حضیر اشہلی کو کندھوں پر اُٹھا کر بقیع میں دفن کیا انہوں نے عمرؓ کے
نام وصیت نامہ لکھا تھا۔ عمر نے اس وصیت نامہ کو دیکھا۔ اس میں لکھا تھا۔ کہ میرے اوپر چار ہزار روپے کا قرض
ہے۔ آپ نے چار برس میں ان کے کھجوروں کے پھل کی قیمت سے ان کا قرض ادا کر دیا۔

ابو عمر بیان کرتے ہیں کہ اُمیہ بن اسکر جندعی کے دو بیٹے تھے۔ دونوں اُن کے پاس سے بھاگ گئے۔ اُمیہ نے دونوں
کے غم میں اشعار کہے۔ یہ اپنی قوم میں بہت عمدہ شاعر تھے۔ عمر نے اُن کے دونوں بیٹوں کو باپ کے پاس بھیجدیا۔ اور
ان کو قسم دلا دی۔ کہ اب ان سے کبھی نہ جدا ہوں۔ یہاں تک کہ وہ مر جائیں۔

ابو عمر روایت کرتے ہیں کہ ایک شاعر نے جریر بن عبداللہ بجلی کی تعریف میں شعر کہا ؎ لولا جریر ھلکت
میلہ ٭ نعم الفتی وبئست القبیلہ ٭ ترجمہ۔ اگر جریر نہ ہوتے۔ تو قبیلہ بجیلہ ہلاک ہوجاتا۔ کیا اچھا ہے جوان
ر کیسا بُرا ہے قبیلہ ۱۲

آپ نے فرمایا۔ جس نے اس کی قوم کی مذمت کی اس نے ان کی تعریف نہیں کی۔ اور آپ کہا کرتے تھے۔ کہ
یر اس زمانہ کا یوسف ہے۔

ابو عمر روایت کرتے ہیں کہ جریر سعد بن ابی وقاص کے پاس سے عمر کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے پوچھا
عد کو کس حال میں چھوڑا۔ جریر نے کہا میں نے ان کو اس حالت میں چھوڑا ہے۔ کہ وہ قدرت کے وقت معاف
تے ہیں اور لوگوں کا عذر قبول کرتے ہیں۔ وہ مثل مہربان ماں کے ہیں۔ جو چیونٹی کی طرح جمع کرتی ہے۔ اس
، ساتھ ہی وہ مبارک قدم اقبال مند ہیں۔ لڑائی میں سب سے سخت ہیں۔ قریش میں سے سب سے زیادہ
وب ہیں۔ آپ نے کہا لوگوں کا کیا حال ہے۔ جریر نے کہا ان کی مثال ان تیروں کی ہے۔ جو ترکش میں
لے ہوں۔ کوئی انمیں سیدھا پروانہ ہے۔ اور کوئی ٹیڑھا ہلکا۔ اور ابن ابی وقاص ان سب کو یکجا کرتے ہیں۔ ان
، سے جو ٹیڑھا ہوتا ہے۔ اس کو کھینچ کر سیدھا کرتے ہیں اور دل کا حال خدا ہی خوب جانتا ہے۔ آپ نے پوچھا۔
ذاری میں کیسے ہیں۔ جریر نے کہا نماز کو اس کے وقت سے پڑھتے ہیں اور اپنے حاکموں کی اطاعت کرتے ہیں
ے نے کہا خدا کا شکر ہے۔ جب نماز پڑھی جاتی ہے تو زکوٰۃ بھی ادا کی جاتی ہے۔ اور جب اطاعت ہوتی ہے۔
اعت بھی قائم رہتی ہے۔

ابو عمر بیان کرتے ہیں کہ آپ مسجد نبوی میں حسان کے پاس سے گذرے وہ شعر پڑھ رہے تھے۔ آپ نے
مسجد نبوی میں شعر پڑھتے ہو۔ حسان نے کہا میں اس وقت اس میں شعر پڑھتا تھا۔ جبکہ تم سے بہتر (یعنی رسول
صلی اللہ علیہ وسلم) اس میں موجود تھے۔

ابو عمر روایت کرتے ہیں کہ حاطب بن ابی بلتعہ کے غلام نے ایک آدمی کا اونٹ ذبح کر ڈالا۔ آپ نے حاطب
، کہا میں مناسب جانتا ہوں کہ تم اسکو سزا دو۔ اور دونی قیمت دلواؤ۔ تاکہ تادیب و زجر دونوں ہو جائیں۔

ابو عمر بیان کرتے ہیں کہ حابس بن سعد طائی نے اپنا خواب آپ سے بیان کیا کہ میں نے دیکھا چاند سورج
ہے ہیں اور ہر ایک کے ساتھ ستارے ہیں۔ آپ نے پوچھا تم کس کے ساتھ تھے۔ حابس نے کہا چاند کے
ے نے کہا تم میری طرف سے کسی کام کے والی نہیں ہو سکتے ہو کیونکہ تم اس نشان کے ساتھ تھے جو مٹنے والا ہے۔
عاویہ کی طرف سے صفین کے معرکہ میں مارے گئے۔

ابو عمر بیان کرتے ہیں کہ حر بن قیس کے پاس ان کے چچا آئے۔ اور انہوں نے حر سے کہا۔ تم مجھکو عمر کے
ں کیوں نہیں لے جاتے۔ حر نے کہا مجھے ڈر معلوم ہوتا ہے۔ کہ تم کوئی بیہودہ بات نہ کہہ دو۔ انہوں نے
میں ایسا نہ کرونگا۔ حر ان کو حضرت عمرؓ کے پاس لے گئے۔ اُنہوں نے جاکر کہا اے ابن خطاب۔ تم انصاف
نہیں تقسیم کرتے اور نہ بہت دیتے ہو۔ آپ کو غصہ آگیا اور چاہا کہ ان کو سزا دیں۔ حرؓ نے کہا اے امیرالمومنین
ند تعالےٰ فرماتا ہے۔ (خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاھلین) یعنی عفو اختیار کرو۔ اور

اور بھلائی کا حکم دو۔ اور جاہلوں سے اعراض کرو۔) اور یہ جاہلوں میں سے ہے۔ راوی کہتا ہے آپ نے اس
چھوڑ دیا اور آپ آیات قرآنی پر بہت غور کرتے تھے۔

ابو عمر بیان کرتے ہیں کہ عمرو بن عاص نے آپ سے تین ہزار سوار مدد کے واسطے طلب کئے۔ آپ
خارجہ بن حذافہ اور زبیر بن العوام اور مقداد بن اسود کو مدد کے لئے بھیج دیا۔

ابو عمر روایت کرتے ہیں کہ عمر نے خباب سے پوچھا۔ کہ مشرکین نے تم کو کیا تکلیف دی۔ خباب نے کہا
یا امیر المومنین میری پیٹھ دیکھئے۔ آپ نے دیکھ کر کہا آج تک میں نے ایسی پیٹھ نہیں دیکھی جناب نے کہا
لئے آگ روشن کی جاتی تھی۔ اس پر میں گھسیٹا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ میری پیٹھ سے گوشت کا پانی و چربی
کر اس کو بجھاتی تھی۔

ابو عمر روایت کرتے ہیں کہ خوات بن جبیر نے بیان کیا کہ ہم عمرؓ کے ساتھ ایک قافلہ میں چلے۔ جس میں
ابو عبیدہ بن جراح اور عبد الرحمٰن بن عوف بھی تھے۔ لوگوں نے کہا ضرار کے اشعار سناؤ۔ عمر نے کہا ابو
کو چھوڑ دو۔ تاکہ وہ اپنے اشعار سنائیں۔ وہ کہتے ہیں۔ میں برابر اشعار سناتا رہا۔ یہاں تک کہ صبح
گئی۔ آپ نے کہا چپ ہو جاؤ۔ اب صبح ہو گئی ہے۔

ابو عمر روایت کرتے ہیں کہ زید بن خطاب جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ عمرؓ نے ان کا بہت غم کی
حضرت عمرؓ کہتے تھے جب باد صبا چلتی ہے مجھ کو زید کی بو آتی ہے۔ متمم بن نویرہ نے حضرت عمرؓ سے کہا اگر
بھائی بھی اسی راہ مارا جاتا جس راہ میں تمہارا بھائی مارا گیا۔ تو میں کچھ غم نہ کرتا حضرت عمرؓ نے کہا جیسی
تم نے میری تعزیت کی ویسی کسی نے نہیں کی۔ اور جب آپ کے پاس زید کی شہادت کی خبر آئی۔ آپ نے ف
خدا میرے بھائی پر رحم کرے۔ وہ مجھ سے دو نیکیوں میں بڑھ گئے۔ یعنی اسلام و شہادت۔

ابو عمر روایت کرتے ہیں کہ ایک شاعر نے زبرقان کی ہجو میں یہ شعر کہا ۔ دع المکارم لا ترحل لبغیتہا
واقعد فانک انت الطاعم الکاسی۔ ترجمہ۔ بزرگیوں کو چھوڑ دے۔ ان کی طلب کے واسطے سفر نہ
اور بیٹھ رہ۔ کیونکہ تو کھانے اور پینے والا ہے۔

زبرقان نے اس کی شکایت آپ سے کی۔ آپ نے حسان بن ثابت سے اس کے اس قول کی بابت
دریافت کیا۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ اس شعر میں ہجو و مذمت ہے۔ آپ نے اس کو تہ خانہ میں بند
دیا۔ پھر عبد الرحمٰن بن عوف اور زبیر نے اس کی سفارش کی۔ آپ نے اس سے یہ عہد لیکر کہ پھر کسی
کی ہجو نہ کرے۔ چھوڑ دیا۔

ابو عمر روایت کرتے ہیں۔ کہ عمرؓ نے ایک دن لبید بن ربیعہ سے کہا۔ اے ابو عقیل اپنا کوئی شعر سنا
لبید نے کہا جب سے خدا نے مجھے سورہ بقر و آل عمران سکھا دی۔ میں نے شعر کہنا بالکل چھوڑ د
آپ نے ان کے عطیہ میں پانچ سو کا اور اضافہ کر دیا۔ اس سے پہلے دو ہزار ان کو ملتے ت

ابو عمر روایت کرتے ہیں کہ مالک نے بیان کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
ایک خط آیا۔ آپ نے فرمایا میری طرف سے کون جواب دے گا؟ عبد اللہ بن ارقم نے کہا میں۔ اور انہوں نے جواب لکھا

آپؓ کو سنایا آپؓ نے اُس کو بہت پسند فرمایا اور بھیج دیا۔ عمرؓ بھی اُس وقت موجود تھے۔ آپؓ کو بھی عبداللہ کا جواب بہت پسند آیا۔ اور اس کا دل میں ہمیشہ خیال رکھتے اور کہا کرتے کہ جو کچھ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے سب کو خوبی سے لکھ دیا۔ اور جب آپ خلیفہ ہوئے بیت المال ان کے سپرد کیا اور فرماتے تھے عبداللہ بن ارقم سے زیادہ کسی کو ڈرنے والا نہیں پایا۔ آپ نے ایک مرتبہ عبداللہ سے کہا اگر تم سالقین اولین میں سے ہوتے تو میں تم پر کسی کو مقدم نہ کرتا۔

آپ حج کو جا رہے تھے جب وادی محسر میں پہنچے ان کا اونٹ دوڑنے لگا۔ اور آپ یہ اشعار جز پڑھ رہے تھے ؎
الیک تعدوا قلقا وضینھا؛ مخالفا دین النصاری دینھا؛ معترضا فی بطنھا جنینھا؛ قد ذھب الشحم الذی یزینھا؛ ترجمہ:۔
اونٹ تیری ہی طرف دوڑتے ہیں بحالیکہ لاغری کی وجہ سے ان کا تنگ ہلتا ہے۔ ان کا دین نصارٰی کے دین کے مخالف ہے اس کے پیٹ میں اس کا بچہ ہے (جو دوڑنے سے روکتا ہے) لیکن پھر بھی وہ دوڑتی چلی جاتی ہیں، حتیٰ کہ چربی جو باعث زینت تھی جاتی رہی۔

آپ نے عبداللہ بن مسعود کو عمار بن یاسر کے ہمراہ کوفہ روانہ کیا اور ان کو لکھا کہ میں نے عمار بن یاسر کو امیر اور عبداللہ بن مسعود کو معلم و وزیر بنا کر بھیجا ہے یہ دونوں کبار صحابہ میں سے ہیں جنگ بدر میں شریک تھے۔ تم لوگ ان دونوں کی پیروی کرو۔ اور ان کی بات کو مانو۔ میں نے اپنے اوپر ترجیح دیتے ہوئے عبداللہ کو تمہارے پاس بھیجا ہے۔ آپ عبداللہ کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ یہ علم سے پُر ہیں۔

ابوعمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ ابن عباس کو بہت دوست رکھتے اور اُن کو اپنے قریب بٹھاتے اور بڑی بڑے صحابہ کی موجودگی میں اُن سے مشورہ لیتے۔ آپ کہا کرتے تھے کہ ابن عباس جوانوں میں بہت دریافت کرنے والے اور سمجھدار ہیں۔ آپ باوجود اپنے اجتہاد اور مسلمانوں کی خیر خواہی کے ابن عباس سے مشکل معاملات میں رائے لیتے تھے۔

ابوعمرو روایت کرتے ہیں کہ عبادہ بن صامت نے معاویہ پر خرچ کے بارے میں اعتراض کیا۔ انہوں نے اُن کی مخالفت کی اور اُن کو سخت کہا۔ عبادہ نے کہا میں تمہارے ساتھ ایک جگہ کبھی نہ رہوں گا۔ اور مدینہ چلے آئے۔ حضرت عمرؓ نے اُن سے پوچھا کیوں چلے آئے؟ عبادہ نے اپنا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے اُن سے کہا تم وہیں رہو کیونکہ خدا نے اس سرزمین کو فتح کیا ہے۔ اور وہاں نہ تم ہو اور نہ تمہارا ایسا کوئی اور ہے۔ اور معاویہ کو لکھا کہ عبادہ پر تمہاری حکومت نہیں ہے۔

ابوعمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عروہ بن مسعود ثقفی سے فرمایا تھا کہ تم اپنی قوم میں ویسے ہی ہو، جیسے صاحب یٰسٓ اپنی قوم میں۔ جب ان کا انتقال ہو گیا، حضرت عمرؓ نے اُن کا مرثیہ کہا۔

ابوعمر روایت کرتے ہیں کہ عتبہ بن غزوان پہلے شخص ہیں جو بصرہ میں فروکش ہوئے اور ان ہی نے اس کی داغ بیل ڈالی۔ حضرت عمرؓ نے ان کو بھیجتے وقت کہا تھا کہ میں چاہتا ہوں کہ تم کو حیرہ پر چڑھائی کے واسطے بھیجوں شاید خدا تمہارے ہاتھوں اُس کو فتح کر دے۔ لہٰذا تم خدا کے سایۂ فضل و عاطفت میں جاؤ، اور جہاں تک ہو سکے خدا سے ڈرتے رہنا۔ جان لو کہ تم دشمن کے پاس جاتے ہو۔ اور میں اُمید کرتا ہوں کہ خدا تم کو اُن پر غالب

کر دے گا۔ اور تم کو اُن کے شر سے بچائے گا۔ میں نے علاء حضرمی کو لکھ دیا ہے کہ عرفجہ بن خزیمہ کو تمہاری
مدد پر بھیج دیں۔ وُہ دشمنوں سے مقابلہ کیے ہوئے تجربہ کار ہیں۔ اُن سے مشورہ لے لیا کرنا۔ جاؤ، پہلے دعوت
اسلام دینا، جو اس کا اقرار کرے اُس کو مان لینا، اور جو انکار کرے اُس سے جزیہ لینا۔ اگر اس سے بھی انکار
کرے تو تلوار سے مقابلہ کرنا۔ صلح نہ کرنا۔ اور عرب کے جن قبائل پہ تمہارا گذر ہو اُن کو جہاد کے واسطے
بلانا، اور اس پہ مستعد کرنا۔ اور دشمن کی سختیوں کو برداشت کرنا اور خدا سے ڈرتے رہنا۔

عتبہ بن غزوان نے پہلے شہر "ابلہ" فتح کیا، پھر بصرہ کی بنیاد ڈالی۔

ابو عمر روایت کرتے ہیں کہ شعبی نے کہا حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، علیؓ شاعر تھے۔ لیکن حضرت علیؓ
کو شعر گوئی کی مہارت ان سب سے زیادہ تھی۔

ابو عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ عدی بن حاتم حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور کہا میں خیال کرتا ہوں کہ
آپ نے مجھے نہ پہچانا ہوگا۔ آپ نے کہا میں تم کو کیوں نہ پہچانوں گا۔ حالانکہ پہلا صدقہ جس کی وجہ سے
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک روشن ہوا، وہ قبیلہ طے کا صدقہ تھا۔ میں تم کو پہچانتا ہوں تم
اس وقت ایمان لائے جس وقت اور لوگ انکار کر رہے تھے۔ اور تم اس وقت آگے بڑھے، جب لوگ پیچھے
ہٹ رہے تھے۔ اور جب سبھوں نے غدر کیا تم اس وقت عہد پر قائم رہے۔

ابو عمر بیان کرتے ہیں کہ عمر نے سعید بن عامر جمحی کو لشکر کا سردار مقرر کیا تھا۔ آپ کو معلوم ہوا کہ اُن کو
کچھ جنون کی جھجک ہے۔ آپ نے اُن کو اپنے پاس بلا بھیجا۔ سعید بہت بڑے زاہد تھے۔ جب وہ آئے تو اُن
کے پاس سوا توشہ دان، لاٹھی اور پیالہ کے اور کچھ نہ تھا۔ آپ نے پوچھا کیا جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں اس کے سوا
تمہارے پاس کچھ نہیں؟ سعید نے کہا اس سے زیادہ اور کیا ہوگا۔ لاٹھی ہے، اور توشہ دان ہے جس میں
مَیں اپنا توشہ رکھتا ہوں۔ اور پیالہ ہے جس میں مَیں کھاتا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کیا تم کو کچھ جنون ہے؟
سعید نے کہا نہیں۔ آپؓ نے پوچھا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم بے ہوش ہو جاتے ہو۔ سعید نے کہا جس وقت
خبیب لٹکائے گئے میں بھی وہاں موجود تھا۔ اُنہوں نے قریش پر بددعا کی، میں بھی اُنہیں میں داخل تھا۔ پس جب
میں اس وقت کو یاد کرتا ہوں مجھ پر بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے۔ آپؓ نے اُن سے کہا تم اپنی جگہ پر واپس جاؤ
اُنہوں نے انکار کیا اور کہا مجھے معاف کیجیے بعض لوگ کہتے ہیں آپ نے اُن کو معاف کر دیا تھا۔ اور بعض کہتے
ہیں کہ حمص کا والی مقرر کر دیا تھا، اور وہ مرتے وقت تک وہیں رہے۔

ابو عمر روایت کرتے ہیں کہ حارث بن ہشام اور سہیل بن عمرو آپ کے پاس آئے اور آپ کے دائیں بائیں
بیٹھ گئے پھر مہاجرین اولین آنا شروع ہوئے۔ آپ فرماتے، حارث اس جگہ بیٹھو، سہیل اس جگہ بیٹھو۔ اور
ان کو ہٹاتے گئے۔ پھر انصار آئے اور آپ نے ان کو ہٹایا۔ یہاں تک کہ یہ دونوں سب سے آخر میں ہو گئے
جب حضرت عمرؓ سے بہت ہی دور ہو گئے، حارث نے سہیل سے کہا دیکھتے ہو ہمارے ساتھ کیسا برتاؤ
کرتے ہیں۔ سہیل نے کہا وہ اچھے آدمی ہیں اُن کو ملامت کرنا زیبا نہیں۔ بلکہ ہم کو اپنے اوپر ملامت
کرنا چاہیے کہ سب کو ایک ساتھ دعوتِ اسلام دی گئی یہ لوگ آگے بڑھ گئے، اور ہم پیچھے رہ گئے۔ جب

آپ کے پاس سے لوگ چلے گئے، دونوں اُٹھ کر گئے اور کہا یا امیر المؤمنین رضؓ جو کچھ آپ نے ہمارے ساتھ آج معاملہ برتا، اس کو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ یہ ہمارا ہی قصور تھا۔ اب کوئی ایسی ترکیب ہے جس کی وجہ سے ہم اپنی اس گذشتہ کمی کو پورا کر سکیں؟ آپ نے فرمایا سوا اس طریقہ (یعنی جہاد) کے اور کوئی طریقہ نہیں معلوم ہوتا۔ دونوں شام کی طرف جہاد کے لیے چلے گئے اور وہیں انتقال کر گئے۔ اور سہیل کے سوا ایک لڑکی کے اور کوئی باقی نہیں رہا جس کو وہ مدینہ میں چھوڑ آئے تھے۔ اس کا نام فاختہ بنت عتبہ بن سہیل تھا۔ آپ نے اُس کی شادی عبدالرحمن بن حارث بن ہشام کے ساتھ تجویز کی اور لوگوں سے فرمایا کہ عمدہ لڑکی کی بہتر لڑکے کے ساتھ شادی کر دو۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا، اور خدا نے اُن دونوں سے بہت نسل بڑھائی۔

ابو عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے صحابہؓ کو حُلّے پہنائے۔ ایک حُلّہ بچ رہا، آپ نے فرمایا ایسا آدمی بتاؤ کہ اُس نے اور اُس کے باپ نے ہجرت کی ہو۔ لوگوں نے کہا عبداللہ بن عمرؓ، آپؓ نے فرمایا نہیں۔ بلکہ سلیط بن سلیط، اور آپ نے اُن کو وہ حُلّہ پہنا دیا۔ اب ہم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکمت آمیز کلمات کو ختم کرتے ہیں۔ والحمد للہ اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً۔

اشاعت و تبلیغ قرآن کریم فاروق اعظمؓ کا اُمت و رسول خدا کے درمیان واسطہ ہونا

یہ کام آپؓ سے اس خوبی سے واقع ہوا کہ اُس سے زیادہ قوت انسانی سے باہر ہے۔ آج جو بھی مسلمان قرآن مجید پڑھ رہا ہے آپ کا احسان اُس کی گردن پر ہے۔ جس شخص نے اُس کو جان لیا وہ خدا کا شکر یہ بجالایا، اور جس نے اُس کو نہ جانا یا جان کر تعصباً اُس کو چھپایا وہ بحکم من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ، یعنی "جس نے آدمیوں کا شکر نہیں کیا اُس نے خدا کا شکر نہیں کیا"۔ اُس نے کفران نعمت کیا۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا، قرآن مجید مصحف میں یکجا نہ تھا۔ سورتیں اور آیتیں ورقوں میں لکھی ہوئی مختلف صحابہ کرامؓ کے پاس سے ملتی تھیں۔ اگر تم اس کی مثال سمجھنا چاہتے ہو، تو فرض کرو کہ ایک منشی یا شاعر اپنی انشاء اور قصائد و مقطعات کو مختلف بیاضوں یا چند کتابوں کی پشت پر لکھ کر چھوڑ گیا جو بمنزلہ چڑیوں کی ہلاکت کے قریب ہوں۔ کہ اس شاعر یا منشی کے ایک شاگرد نے ان سب کو یکجا جمع کر دیا۔ اور اس کی جمع اور تصحیح میں غایت درجہ کا اہتمام کیا گویا اُن آثار کی زندگی اُس کے ہاتھ سے واقع ہوئی۔ سب سے پہلے خدا نے جس کے دل میں اس کا ارادہ ڈالا اور اس کو اپنے اس وعدہ یعنی "وانا لہ لحافظون ان علینا جمعہ وقرآنہ"، کے پورا کرنے کا ذریعہ ٹھہرایا، وہ حضرت فاروق اعظمؓ تھے۔

زید بن ثابت سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ یمامہ کے بعد مجھے بلا بھیجا۔ جب میں گیا حضرت عمر بن الخطابؓ آپ کے پاس بیٹھے تھے۔ ابوبکرؓ نے کہا عمرؓ نے مجھ سے کہا ہے کہ یمامہ کی جنگ میں قرآن مجید کے حافظ بہت شہید ہوئے اور مجھے خوف ہے کہ اگر چند مقامات میں حفاظ یوں ہی شہید ہو گئے، تو قرآن کریم کا بہت حصہ ضائع جائے گا۔ اور میں مناسب جانتا ہوں کہ آپ قرآن کریم کے یکجا جمع کرنے کا حکم دے دیں۔ میں نے حضرت عمرؓ سے کہا، تم اس کام کو کس طرح کرو گے جس کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم

نے نہیں کیا حضرت عمرؓ نے کہا بخدا یہ خیر ہے۔ اور وہ مجھ سے اس بارے میں برابر گفتگو کرتے رہے یہاں تک کہ خدا نے میرے سینہ کو اس کام کے لیے کشادہ کر دیا۔ اور میری بھی اس معاملہ میں وہی رائے ہوگئی جو حضرت عمرؓ کی تھی۔ زید کہتے ہیں حضرت ابوبکرؓ نے کہا تم جوان عقلمند آدمی ہو اور ہم تم کو متہم نہیں جانتے ہیں۔ اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی تم کاتب وحی رہے ہو لہٰذا تم قرآن مجید کو تلاش کرو۔ اور اس کو جمع کرو۔ زید کہتے ہیں کہ خدا کی قسم اگر وہ مجھ کو ایک پہاڑ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کو کہتے یہ آسان تھا بہ نسبت قرآن کے جمع کرنے کے۔ میں نے کہا تم اس کام کو کیونکر کرو گے جس کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا ابوبکرؓ نے کہا یہی بہتر ہے۔ اور آپ برابر اس معاملہ میں مجھ سے جواب وسوال کرتے رہے یہانتک کہ خدا نے میرے سینہ کو اس کام کے واسطے کشادہ کر دیا۔ جس کے واسطے حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ کے سینہ کو کشادہ کیا تھا۔ اور میں نے قرآن پاک کو خرمے کی شاخوں، سفید پتھروں اور حفاظ کے سینوں سے تلاش کر کے جمع کیا۔ (اس حدیث کو بخاریؒ نے بیان کیا ہے)

انس بن مالک سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہ بن یمان حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے۔ یہ شامیوں سے آرمینیا اور آذربایجان کی فتح میں اہل عراق کے ہمراہ لڑتے تھے۔ حذیفہ ان لوگوں کا اختلاف قرأت دیکھ کر گھبرا گئے۔ اور عثمانؓ سے کہا یا امیر المومنینؓ یہود ونصاریٰ کی طرح کتاب کے بارے میں اختلاف کرنے سے پہلے اس امت کا تدارک کر لیجیے۔ حضرت عثمانؓ نے ام المومنین حضرت حفصہؓ کو کہلا بھیجا کہ مصحف کو ہمارے پاس بھیج دو ہم اس کی نقلیں کروا کر آپ کے پاس بھیج دیں گے۔ حضرت حفصہؓ نے اس کو حضرت عثمانؓ کے پاس بھیج دیا حضرت عثمانؓ نے زید بن ثابت، عبداللہ بن زبیر، سعد بن العاص اور عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام کو اس کے نقل کرنے کا حکم دیا اور تینوں قریشیوں (یعنی عبداللہ بن زبیر، سعد بن العاص اور عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام) سے کہا اور جب تمہارے اور زید بن ثابت کے درمیان کسی بات پر اختلاف ہو تو اس کو قریش کی زبان کے موافق لکھنا کیونکہ قرآن پاک ان ہی کی زبان میں نازل ہوا ہے۔ اُن لوگوں نے ایسا ہی کیا جب نقل کر چکے، حضرت عثمانؓ نے حضرت حفصہؓ کا قرآن اُن کے پاس بھجوا دیا اور ہر ایک طرف نقل شدہ قرآن پاک میں سے ایک ایک بھجوا دیا۔ اور حکم دیا کہ اُن کے سوا جو کچھ قرآن، ورقوں اور مصحفوں میں لکھا ہو، جلا دیا جائے۔ (اس کو بخاری نے نقل کیا ہے)

بغوی نے شرح السنہ میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اس قول یعنی "ان ھذا القرآن نزل علیٰ سبعۃ احرف" (یہ قرآن پاک سات حرفوں میں اُترا ہے) کی شرح میں لکھا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور آپؐ کے بعد بھی یہی حالت رہی کہ لوگ اُن قرأتوں سے جو آنحضرت صلعم نے اُن کو سکھائیں اور پڑھائی تھیں۔ قرآن پاک پڑھتے رہے یہاں تک حضرت عثمان بن عفانؓ کے زمانہ میں اس بارے میں اختلاف واقع ہوا اور معاملہ بہت سخت ہو گیا۔ حتیٰ کہ آپس میں تکفیر اور تبرے کی نوبت آگئی۔ آپ نے صحابہ سے اس کی بابت مشورہ کیا، خدا نے صحابہ کی رائے کو ایک مصحف پر متفق کر دیا۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر آخری دورے میں پیش کیا گیا تھا حضرت ابوبکرؓ نے صحابہ کرام کے مشورے سے جنگ یمامہ میں اکثر حفاظ کے شہید ہونے کے بعد قرآن کو یکجا لکھنے کا حکم دیا تاکہ حاملانِ قرآن پاک کے اُٹھ جانے سے قرآن مجید نہ جاتا رہے۔ اور مسلمانوں کے لیے ایک اصل موجود رہے تاکہ ضرورت کے وقت اس کی طرف رجوع کریں۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ نے (اختلاف کے وقت) اس کی متعدد نقلیں کرائیں۔ اور لوگوں کو اس کے

پڑھنے کا حکم دیا اور جو کچھ اس کے سوا تھا اس کو جلا دیا تاکہ اختلاف کا مادہ جاتا رہے۔ اور جو رسم خط قرآن کے مخالف ہے وہ منسوخ کے حکم میں ہے جیساکہ اور جو اس مصحف کے سوا تھا، صحابہ کے اتفاق سے منسوخ کر دیا گیا۔ اور جو دو دفتیوں کے درمیان لکھا ہے یہی خدا کی طرف سے بندوں کے لیے دستور العمل ہے۔ اور امت کے لیے یہی قابل اتباع ہے۔ اور کسی کو یہ اختیار نہیں کہ الفاظِ قرآنی میں رسم وسواد خط سے تجاوز کرے۔ لیکن قرأت مختلفہ جو رسم خط اور کتاب کے موافق ہوں، جائز ہیں۔ اور اس کی گنجائش باقی ہے بشرطیکہ وہ قرأتِ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے صحت کے ساتھ منقول ہوں۔ جیساکہ قرأ مشہورین نے صحابہ رضؓ سے صحیح نقل کے ساتھ اُن کو حاصل کیا ہے۔

خارجہ بن زید بن ثابت سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا قرأت سنت ہے۔ یعنی حروف وقرأت میں اگلوں کی پیروی کرنا سنت ہے۔ اس میں رسم خط مصحف یا قرأت مشہورہ کے خلاف کرنا جائز نہیں ہے۔ اگرچہ لغۃً اس کے خلاف درست ہو۔ کیونکہ صحابہ، تابعین اور اُن کے بعد والوں نے اتفاق کیا ہے کہ قرأت سنت ہے۔ کسیکو کوئی حرف بلاسند صحیح کے پڑھنا درست نہیں ہے۔ مگر بشرطیکہ وہ رسم خط مصحف کے موافق ہو۔ اور لفظ بلفظ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا گیا ہو۔

جب قرآن شریف مصحف میں یک جا ہو گیا، برسوں آپ اس کی تصحیح میں سرگرم رہے، اور بارہا صحابہ سے اس کے متعلق مناظرے کیے۔ کبھی حق اس لکھے ہوئے کے موافق ظاہر ہوتا اور آپ اُس کو اُسی حالت پر رہنے دیتے اور لوگوں کو اس کی مخالفت سے منع کر دیتے۔ اور کبھی اس کے خلاف ظاہر ہوتا اس حالت میں آپ اس لکھے ہوئے کو چھیل ڈالتے اور اس کی جگہ پر جو حق ثابت ہوتا لکھ دیتے۔ ان دونوں صورتوں کی مثال ہم بیان کرتے ہیں۔

حضرت عمر بن خطابؓ سے مروی ہے کہ وہ ایک آدمی کے پاس سے گذرے جو" السابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضی اللہ عنهم ورضوا عنه" آخر آیت تک پڑھ رہا تھا آپ اس کے پاس کھڑے ہو گئے اور اس سے کہا پھر پڑھ۔ اُس نے پھر پڑھا، آپ نے پوچھا تجھکو یہ آیت کس نے پڑھائی؟ اُس نے کہا ابی بن کعب نے۔ آپ نے کہا مجھے اُن کے پاس لے چلو۔ وہ اُن کے پاس لے گیا۔ ابی اپنے مسند پر تکیہ لگائے کنگھی کر رہے تھے۔ آپ نے اُن کو سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ آپ نے کہا اے ابو منذر! انہوں نے کہا لبیک، آپ نے کہا یہ شخص کہتا ہے کہ آپ نے اس کو یہ آیت سکھائی ہے۔ انہوں نے کہا سچ کہتا ہے۔ میں نے اس کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سیکھا۔ آپ نے کہا تم نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سیکھا ہے؟ اس کو تین بار کہا، تیسری بار غصہ ہو کر کہا ہاں قسم ہے خدا کی اللہ تعالیٰ نے جبرائیلؑ پر اور جبرائیلؑ نے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اُتارا۔ اور خطاب یا ابن خطاب سے اس میں مشورہ نہیں لیا۔ آپ ہاتھ اُٹھائے اللہ اکبر اللہ اکبر کہتے ہوئے چلے آئے۔" حاکم نے اس حدیث کی روایت کی ہے"۔ مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ آپ" والذين اتبعوهم" میں واو نہیں پڑھتے تھے۔ ابی بن کعب سے مناظرہ کے بعد معلوم ہوا کہ واو کا ہونا صحیح ہے، آپ نے مصحف میں اس کو لکھ دیا۔

ابو ادریس ابی بن کعب سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اس آیت کو یوں پڑھا کرتے تھے: اذ جعل الذین

کفروا فی قلوبھم الحمیتہ حمیتہ الجاھلیتہ ولو حمیتم کما حموا لفسد المسجد الحرام۔ فانزل اللہ سکینۃ علی رسولہ"
جب آپ کو اس کی خبر معلوم ہوئی آپ نے لوگوں کو بلوا بھیجا جن میں زید بن ثابت بھی تھے۔ آپ نے کہا تم
میں سے کسیکو سورۃ فتح یاد ہے؛ زید نے اُس کو ویسا ہی پڑھا جیسا کہ آج کل پڑھی جاتی ہے۔ آپ نے
ابی کو بہت سست کہا۔ ابی نے بھی بات کرنے کی اجازت چاہی۔ آپ نے اجازت دی، ابی نے کہا تم
جانتے ہو کہ میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتا تھا اور وہ مجھ کو قرآن سکھاتے تھے اور تم لوگ دروازے
پر کھڑے رہتے تھے۔ پس اگر تم چاہتے ہو، کہ میں لوگوں کو قرآن اسی طریقہ پر سکھاؤں جس طریقہ کہ آپ نے
مجھ کو سکھایا ہے تو میں سکھاؤں گا۔ ورنہ تمام عمر کسی کو ایک حرف نہ سکھاؤں گا۔ آپ نے کہا نہیں، تم
لوگوں کو قرآن پاک سکھاؤ۔" اس کو حاکم نے نقل کیا ہے"۔ اور مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ "لو حمیتم کما
حموا" متواتر نہیں ہے بلکہ شاذ قرأت ہے۔ اس لیے اس کو قرآن میں داخل نہیں کیا۔

اس کے بعد آپ نے قرا صحابہ کو حکم دیا کہ قرآن مجید کا درس دیں اور عام لوگوں کو ان سے قرآن
پڑھنے پر مستعد کیا اور اس بارے میں بہت کوشش کی اور انہی لوگوں کا سلسلۂ قرأت اس وقت تک باقی ہے۔

حضرت عمر بن خطابؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے خطبہ میں بیان کیا کہ جس کو قرأت قرآن کے متعلق کچھ دریافت
کرنا ہو وہ ابی بن کعب کے پاس جائے۔ آخر حدیث تک اس حاکم نے نقل کیا ہے۔

عبدالرحمن بن عبدالقاری سے تراویح کے قصہ میں منقول ہے کہ حضرت عمرؓ نے لوگوں کو ابی ابن کعب کے
پیچھے جمع کر دیا۔ آخر حدیث تک شیخین نے اس کی روایت کی ہے۔

حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا ہم لوگوں میں سب سے زیادہ حضرت علیؓ فیصلہ کرنے
والے، اور ابی قاری ہیں۔ اور ہم ابی کے بعض قول کو چھوڑ دیتے ہیں۔ حالانکہ وہ کہتے ہیں میں نے اس
کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے لیا ہے اور بعض کو نہیں چھوڑتے ہیں۔ کیونکہ خدا نے کہا ہے:۔ ما ننسخ
من آیۃ او ننسھا الخ۔ اس کو حاکم نے نقل کیا ہے۔

حارثہ بن مضرب سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عمرؓ کے اس خط کو جو انہوں نے اہل کوفہ کو لکھا تھا
پڑھا ہے۔ اس میں لکھا تھا کہ میں نے عمار کو امیر اور عبداللہ بن مسعود کو معلم و وزیر بنا کر بھیجا ہے۔ یہ کبار صحابہ میں
سے ہیں۔ تم لوگ دونوں کی باتوں کو سنو اور ان کا اتباع کرو۔ میں نے اپنے اوپر جبر کر کے عبداللہ کو تمہارے
پاس بھیجا ہے۔ (اس کو ابو عمرؓ نے نقل کیا ہے)

قیس بن مروان سے طویل قصہ میں مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، رسول خدا صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص کو یہ منظور ہو کہ قرآن مجید کو اسی تر و تازگی کے ساتھ پڑھے جس کے ساتھ نازل ہوا
ہے: اُس کو عبداللہ بن مسعود کی قرأت پر پڑھنا چاہیے۔ اس کو احمد نے شرح السنۃ میں ذکر کیا ہے۔

قرا مشہورہ کی قرأتیں صحابہؓ سے ماخوذ ہیں۔ عبداللہ بن کثیر اور نافع نے ابی ابن کعبؓ سے اور عبداللہ بن عامر نے
عثمان بن عفانؓ سے، اور عاصم نے علی اور عبداللہ بن مسعود اور زیدؓ سے، اور حمزہ نے عثمانؓ اور حضرت علیؓ سے
اخذ کیا ہے اور ان صحابہ نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا ہے۔

احمدؒ بن قاسم بن ابی بردہ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا میں نے عکرمہ بن سلیمان سے سنا وہ کہتے تھے، میں اسمٰعیل بن عبداللہ بن قسطنطین سے قرآن پڑھ رہا تھا۔ جب میں والضحیٰ پر پہنچا، وہاں سے ختمِ قرآن شریف تک ہر سورۃ کے آخر پر اللہ اکبر کہتے گئے۔ اور بیان کیا کہ اُنہوں نے عبداللہ بن کثیر سے قرآن پڑھا تھا، اُنہوں نے اس کا حکم دیا ہے۔ اور عبداللہ بن کثیر نے اُن سے بیان کیا کہ اُنہوں مجاہد سے قرآن سیکھا اُنہوں نے اُنکو اس کا حکم دیا۔ اور اُن سے مجاہد نے بیان کیا کہ ابن عباس رضؓ نے ان کو بھی حکم دیا تھا۔ اور ابن عباسؓ نے اُن سے بیان کیا کہ ابی بن کعبؓ نے انکو اس کا حکم دیا تھا۔ اور ابی ابن کعبؓ نے اُن کو خبر دی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اس کا حکم فرمایا تھا۔ اسکی روایت حاکم نے کی ہے۔

امام شافعی سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا ہم سے اسمٰعیل بن عبداللہ بن قسطنطین نے بیان کیا کہ میں نے شبل سے قرآن اخذ کیا۔ اور شبل نے خبر دی کہ اُنہوں نے عبداللہ بن کثیر سے قرآن اخذ کیا۔ اور عبداللہ نے بیان کیا کہ اُنہوں نے مجاہد سے قرآن حاصل کیا اور مجاہد نے بیان کیا کہ اُنہوں نے ابن عباسؓ سے قرآن اخذ کیا اور ابن عباس نے بیان کیا کہ اُنہوں نے اُبی بن کعب سے قرآن اخذ کیا۔ اور ابن عباسؓ نے کہا، ابی نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے قرآن سیکھا تھا۔ امام شافعیؒ کہتے ہیں اور میں نے اسمٰعیل بن عبداللہ بن قسطنطین سے قرآن حاصل کیا۔ (حاکم نے اس کو روایت کیا ہے)

اعمش سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا میں نے یحییٰ بن وثاب سے تیس مرتبہ قرآن پڑھا۔ اور یحییٰ نے علقمہ سے پڑھا اور علقمہ نے عبداللہ سے پڑھا اور عبداللہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ والرجز فاھجر، والرجز کی راء کو زیر کے ساتھ پڑھا۔ (حاکم اس کے راوی ہیں) اس کے بعد آپ نے عوام کو بتاکید حکم دیا کہ اُسی سے قرآن حاصل کریں جس کے پاس صحیح سند سے قرآن موجود ہو۔

پھر آپ نے نماز میں بڑی بڑی سورتیں پڑھنا اختیار کیں جس کا حال مفصل بیان ہو چکا ہے۔ اس سے مطلب یہ تھا کہ مسلمان لوگ آپ سے قرآن سنیں اور مہارت پیدا کریں۔ اس کے بعد آپ نے مسلمانوں کو لحن یعنی نحو و لغت کے سیکھنے کا حکم دیا۔ تاکہ عرب کے روزمرہ بول چال سے واقف ہوں۔ مورق عجلی سے مروی ہے کہ عمر ابن خطابؓ نے کہا، فرائض ولحن و سنن کو مثل قرآن مجید کے حاصل کرو۔

تفسیر کشاف میں "ان اللہ بری من المشرکین و رسولہ" کے متعلق ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک اعرابی نے کسی شخص سے اس آیت کو پڑھتے سنا تو اس نے کہا اگر خدا اپنے رسولؐ سے بیزار ہے تو میں بھی اُس سے بیزار ہوں۔ اُس آدمی نے اعرابی کا گریبان پکڑ لیا اور حضرت عمر فاروقؓ کے پاس لے آیا۔ اعرابی نے اُس آدمی کی قرأت بیان کی۔ اُس وقت سے آپنے زبان عربی سیکھنے کا حکم دیا۔ یہ آپکی کوششیں تھیں قرآن پاک کی حفاظت میں۔ لیکن "تفسیر قرآن" تو اس کا بہت بڑا حصہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں ظاہر ہوا منجملہ اس کے بہت سی آیتوں کا آپ کی رائے کے موافق نازل ہونا ہے جس کے متعلق ایک فصل اوپر گذر چکی ہے۔

اسی کے متعلق آپ کے وہ سوالات ہیں جن کی وجہ سے آیتیں نازل ہوئیں۔ ابن عباس سے مروی ہے، کہ جب یہ آیت "والذین یکنزون الذھب والفضۃ" (یعنی جو لوگ سونا اور چاندی جوڑتے ہیں) نازل ہوئی مسلمانوں پر بہت شاق گذرا۔ آپ نے کہا میں اس مصیبت کو تم سے دور کردوں گا۔ اور

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور کہا یا نبیؐ اللہ آپؐ کے اصحاب پر یہ آیت بہت شاق ہے۔ نبی اکرم علیہ اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم پر زکوٰۃ کو اسی لیے فرض کیا ہے تاکہ تمہارا بقیہ مال پاک ہو جائے۔ اور میراث کو فرض کیا ہے اور اس بات کو اس لیے ذکر کر دیا تاکہ بعد میں آنے والوں کو نصیحت ہو۔ راوی کہتا ہے حضرت عمرؓ نے اللہ اکبر کہا۔ پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو آدمی کا بہترین ذخیرہ نہ بتادوں۔ وہ نیک عورت ہے جب اُس کی طرف مرد دیکھے بھلی معلوم ہو۔ اور جب اس کو حکم دے تابعداری کرے۔ اور جب اُس کے پاس سے باہر چلا جاوے۔ اس کی آبرو کی محافظ رہے۔ (حاکم نے اس کو بیان کیا ہے)

اور اسی قسم سے ہے آپ کا بہت سی مشکلاتِ قرآنی کا تفسیر فرمانا:

مسلم بن یسار جہنی سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب سے اس آیت کی بابت دریافت کیا گیا کہ "واذ اخذ ربك من بنی اٰدم من ظهورهم ذریتهم واشهدهم علٰی انفسهم الست بربکم قالوا بلٰی شهدنا ان تقولوا یوم القیامة انا کنا عن هذا غافلین" "اور جب تمہارے پروردگار نے بنی آدمؑ کی پشتوں سے اُن کی ذریت کو نکالا اور اُن سے اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ اُنہوں نے کہا ہاں! ہم اقرار کرتے ہیں تاکہ قیامت کے دن یہ نہ کہیں کہ ہم اس سے غافل تھے۔) حضرت عمر بن خطابؓ نے کہا میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپؐ نے ایک شخص کے جواب میں جس نے اس آیت کی بابت سوال کیا تھا فرمایا کہ خدا نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا پھر اُنکی پشت پر اپنا داہنا ہاتھ پھیرا اور اُن سے اُن کی ذریت نکالی۔ اور کہا ان کو میں نے جنت کے لیے پیدا کیا۔ اور مثل عملِ اہلِ جنت کے یہ عمل کریں گے۔ پھر اُن کی پشت پر مسح کیا اور اس سے ایک ذریۃ نکالی۔ پھر کہا میں نے ان کو دوزخ کے لیے پیدا کیا اور مثل اہل دوزخ کے یہ عمل کریں گے۔ ایک آدمی بولا پھر۔ اے اللہ کے رسولؐ "عمل" کس لیے ہے؟ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب بندہ کو جنت کے لیے پیدا کرتا ہے تو اس کو مثل اہل جنۃ کی توفیق دیتا ہے پھر جنت میں داخل کرتا ہے۔ (اسی طرح) جب کسی کو دوزخ کے لیے پیدا کرتا ہے، اس کو مثل عمل اہل دوزخ کی توفیق دیتا ہے۔ لہٰذا اس کو جہنم میں داخل کرتا ہے۔ (ترمذی نے اس کو روایت کیا ہے)

یعلیٰ بن امیہ سے مروی ہے انہوں نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "ان تقصروا من الصلوٰۃ ان خفتم" اور اب تو لوگ مامون ہو گئے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا جس بات پر تم نے تعجب کیا، یہی مجھ کو بھی پیش آئی تھی چنانچہ اس بارے میں میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کیا، آپؐ نے ارشاد فرمایا یہ صدقہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم پر کیا ہے۔ اس کے صدقہ کو قبول کرو۔ (اخرجہ الترمذی)

عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے اصحابِ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آیت کریمہ "ایود احدکم ان تکون لہ جنۃ" کس بارے میں نازل ہوئی ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا، "اللہ بہتر جانتا ہے"۔ حضرت عمرؓ غصہ ہوئے اور فرمایا کہ یا تو کہو ہم جانتے ہیں یا نہیں جانتے ہیں۔ اس پر ابن عباسؓ نے فرمایا امیر المومنین میری ذہن میں کچھ بات آتی ہے۔ فرمایا اے بھتیجے بیان کرو۔ اور اپنے کو چھوٹا نہ خیال کرو۔ ابن عباس بولے کہ خدا نے عمل کے لیے مثالی بیان کی ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کس عمل کی؟ فرمایا بس عمل کی...... اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا، ایک غنی آدمی نیکیاں کرتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ شیاطین کو اس کے پاس بھیجتا ہے۔ اور وہ معصیت کا

مرتکب ہوتا ہے، یہاں تک کہ اس کے معاصی تمام نیک اعمال کو لے ڈوبتے ہیں۔ (اس کو حاکم نے روایت کیا ہے)

ابن عباس رضؓ سے مروی ہے کہ شرابی حضور علیہ السلام کے زمانہ میں ہاتھوں، جوتوں اور لاٹھیوں سے مارے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ آپؐ نے وفات پائی۔ حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں بنسبت زمانۂ نبویؐ کے ان کی کثرت ہوئی، تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ ہم ان کے لیے حد مقرر کرلیں حضور علیہ السلام کے زمانہ سے اندازہ کرکے۔ آپ نے چالیس کوڑے مقرر کیے اور یہی حد لگاتے رہے اپنی وفات تک۔ آپؓ کے بعد حضرت عمرؓ نے بھی اسی پر عمل کیا۔ یہاں تک کہ مہاجرین اولین میں سے ایک شخص لائے گئے جنہوں نے شراب پی تھی۔ آپؓ نے حد جاری کرنے کا حکم دیا تو اُنہوں نے کہا آپ مجھے کیسے حد مارتے ہیں۔ میرے اور آپ کے درمیان اللہ کی کتاب ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کونسی اللہ کی کتاب میں تم نے پایا کہ میں تمہیں حد نہ ماروں؟ انہوں نے کہا اللہ اپنی کتاب میں فرماتا ہے:۔ "لیس علی الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحات جناح فیما طعموا" الاٰیۃ کا مصداق ہوں۔ چنانچہ میں حضور علیہ السلام کے ساتھ بدر، حدیبیہ، خندق اور دیگر مشاہد میں حاضر ہوا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے ارشاد فرمایا کیا تم اس کی بات کا جواب دے سکتے ہو؟ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا یہ آیات گذشتہ لوگوں کی عذر خواہی میں وارد ہوئی ہیں لیکن باقیوں پر حجت ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے کی آیتوں میں (شراب کی صاف ممانعت کرتے ہوئے) فرمایا:۔ "یا ایہا الذین اٰمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان الخ" اور اس کے بعد آپ نے بھی وہی آیات تلاوت کیں جنکو شرابی نے اپنی برأت کے لیے دلیل بنایا تھا۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے شراب خوری سے منع کیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے یہ سنکر فرمایا، تم نے سچ کہا۔ اب کیا خیال ہے؟ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہمارا خیال ہے کہ اس نے شراب پی اور مدہوش ہوا۔ اور نشہ کی حالت میں ہذیان بکا۔ اور جب ہذیان بکا، جھوٹا بہتان باندھا اور جھوٹا بہتان باندھنے پر اسّی درے ہیں۔ اس پر حضرت عمرؓ نے اسّی درے لگائے جانے کا حکم دیا۔ (اس کو حاکم نے روایت کیا ہے)

جعفر بن سلیمان سے بواسطہ عمران الجونی مروی ہے وہ فرماتے تھے کہ حضرت عمرؓ ایک راہب کے کلیسیا پر گذرے تو اس کو آواز دی۔ وہ آیا، تو اس کی طرف دیکھنے لگے اور رونے لگے۔ جونی کہتے ہیں کہ آپ سے دریافت کیا گیا، امیرالمؤمنین! یہ شخص کون ہے؟ فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کا قول یاد آگیا، اور اسی نے مجھ کو رلایا "عاملۃ ناصبۃ تصلی نارا حامیۃ تسقی من عین اٰنیۃ" (اخرجہ الحاکم)

(نکتہ)

اس بحث کے آخر میں ایک نکتہ سمجھ لینا چاہیے وہ یہ کہ شارع کی مرضی آیات صفات کے بیان میں جیسے وجہ (چہرہ) ید (ہاتھ) وغیرہ عدم خوض تھی۔ اسی طریقہ پر آیات مجملہ احکام کے اندر کسی ایک شق کا یقینی طور پر متعین کرنا مرضی شارع تھی۔ تاکہ اُمت کو تنگی نہ پیش آئے۔ حتیٰ کہ سوال اور پوچھنے کو بھی شریعت نے اس باب میں پسند نہیں فرمایا۔

مشکوٰۃ میں سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والتعظیمات نے ارشاد فرمایا وہ مسلمانوں میں سب سے بڑا مجرم اس شخص کا ہے، جس نے کسی ایسی چیز کو دریافت کیا جو پہلے سے حرام نہ تھی لیکن

اس کے پوچھنے کے باعث حرام کی گئی۔ (متفق علیہ)

چونکہ قرآن قریش کی زبان پر نازل ہوا ہے قرن اول میں جب کہ انکی زبان مختلط نہ ہوئی تھی اور عراق وشام نیز یمن والے ان سے نہ ملے تھے، تو چنداں قریش غریب ومشکل الفاظ کی شرح کے محتاج نہ تھے۔ اسباب نزول میں سے جن کی بحث ضروری تھی، انہیں اکثر لوگ، جانتے تھے۔ اور جن کی ضرورت نہ تھی جیسے اشارات قرآن ان پر تکیہ نہ تھا، اور "والعبرۃ لعموم النظم لا لسبب النزول" کے ساتھ مشغول نہ ہوئے تھے۔ اور اسرائیلیات کی زیادتی بھی پسندیدہ نہ تھی۔ خلاصہ یہ کہ یہی تمام امور تھے جن کی بنا پر اس مبحث میں حضور علیہ السلام نے خاص بیان نہیں فرمایا۔ حالانکہ بیان قرآن منصب نبوت میں داخل تھا جیسا کہ اللہ تبارک وتعالےٰ نے فرمایا ہے "لتبین للناس ما نزل الیہم"۔ اور یہی وجوہ تھے جن کی بناء پر حضرت فاروق اعظم رضؓ نے اس مسئلہ میں اکثار اور زیادہ گفتگو سے کام نہیں لیا۔ واللہ اعلم بحقائق الامور۔

فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا تبلیغ حدیث میں اُمت کے درمیان واسطہ ہونا

پس اس طریقہ پر ہوا کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں۔ اس مقام پر لازم ہے کہ دو نکتے بیان کیے جائیں۔

پہلا نکتہ: صحابہ کرامؓ کے باعتبار قلت وکثرت روایت چار طبقے ہیں۔ (طبقہ اول) مکثرین، وہ صحابہ ہیں جن کی مرویات ہزار یا اس سے متجاوز ہوں۔ (دوم) متوسطین، جن کی مرویات پانچسو (۵۰۰) یا اس سے زیادہ ہوں۔ جیسے ابی موسیٰؓ اور براء بن عازبؓ (سوم) وہ صحابہؓ جن کی روایات چالیس یا زیادہ ہوں، تین سو اور چارسو تک۔ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جس نے میری اُمت میں سے چالیس احادیث یاد کیں قیامت کے دن علماء کے ساتھ اُٹھایا جائے گا۔ (او کما قال)۔ (چہارم) مقلین وہ صحابہؓ جن کی مرویات چالیس سے بھی کم ہوں۔

جمہور محدثین نے کہا ہے کہ مکثرین صحابہ آٹھ ہیں۔ ابوہریرہؓ، عائشہ صدیقہؓ، عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن عباسؓ، عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ، انسؓ، جابرؓ، ابوسعید خدریؓ اور متوسطین میں سے حضرت عمر بن الخطابؓ، حضرت علی بن ابی طالبؓ، عبداللہ بن مسعودؓ، ابوموسیٰ اشعریؓ، براء بن عازبؓ وغیرہم کو شمار کیا ہے۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک کی مرویات پانچسو سے زائد اور ہزار سے کم لوگوں کے ہاتھوں میں موجود ہیں۔ اور یہ فقیر (خود حضرت مصنفؒ) اس جگہ ایک بحث رکھتا ہے۔ وہ یہ کہ حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ کی بیشتر روایات اگرچہ ظاہر میں موقوف ہیں لیکن حقیقت میں یہ سب مرفوع ہیں۔ کیونکہ ان اصحاب سے اکثر روایات باب فقہ، باب احسان اور باب حکمۃ میں ہیں۔ کہ وہ متعدد طریقوں سے مرفوع ہیں۔

پھر دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ خود ان اصحاب کے الفاظ میں کوئی اشارۂ خفی ایسا ہوتا ہے جو مرفوع ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ پس اصول حدیث کے قاعدہ کے مطابق (جو اس فن کے ماہروں پر منقح ہے) ان اصحاب کی بہت سی موقوف روایات حقیقت میں مرفوع ہیں۔ اس لحاظ سے یہ اصحاب والاقدر مکثرین صحابہؓ میں داخل ہیں۔ اس مقدمہ کے شواہد کثیر ہیں لیکن تفصیل فرصت چاہتی ہے۔ (اس لیے نظر انداز کرتے ہیں۔) لیکن سمجھدار کے لیے گنجائش ہے کہ جو کچھ ہم نے فقہ، احسان، حکمۃ کے متعلق بیان کیا ہے ان کو ایسی احادیث مرفوعہ پر

جو اصول میں ثابت ہیں پیش کرے۔ اور شیخ ابن حجر نے اپنی کتاب نخبہ میں جن قواعد کلیہ کو بیان کیا ہے ان کو سامنے رکھے۔ اور پھر سمجھے کہ کون کونسی احادیث ان میں سے "مرفوع" ہیں۔

(دوسرا نکتہ) بعض صحابہؓ جیسے ابن عباسؓ اور ابوہریرہؓ حدیث کو حضور صلعم سے ایسے الفاظ کے ساتھ نقل کرتے ہیں گویا انہوں نے خود سنا ہے۔ جیسے کہتے ہیں:۔ "قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم (حضور علیہ السلام نے فرمایا) "عن النبیؐ (حضور اکرمؐ سے مروی ہے) امرنا بکذا و نہینا عن کذا امر النبیؐ۔ نھی النبیؐ۔ اور اسی قسم کے دوسرے الفاظ کیا تھا۔ حالانکہ درمیان میں کسی بڑے صحابی کا واسطہ ہوتا ہے۔ گویا کبھی واسطہ ذکر کرتے ہیں اور کبھی اختصاراً کی راہ اختیار کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جگہ جگہ ابن عباس پر راویوں کا اختلاف نظر آتا ہے۔ مثلاً کہیں تم دیکھتے ہو، کہ سند اس طرح بیان ہوتی ہے: "عن ابن عباس عن میمونۃ عن النبیؐ" اور کسی مقام پر راوی یوں کہتا ہے "عن ابن عباس عن النبیؐ"۔ ایسے ہی "عن ابن عباس عن الفضل بن عباسؓ عن النبیؐ"۔ دوسرا اسی کو نقل کرتا ہے: "عن ابن عباسؓ عن النبیؐ"۔ یہ تمام ارسال و اسناد کی نیرنگیاں ہیں۔ الغرض حضرت عمرؓ حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی بہت سی مرویات کتابوں میں موجود ہیں جو ان کی جانب منسوب ہیں، جن کا احاطہ بھی ممکن نہیں۔

اس کے علاوہ حضرت عمرؓ سے فن حدیث کے بہت سے اصول روایت کیے گئے جو آج تک باقی ہیں۔ نیز حضرت عمرؓ نے مختلف ممالک میں علماء صحابہ کو روایتِ حدیث کیلئے بھیجا اور انہیں وہاں اقامت کا حکم دیا۔

حارثہ بن مضراب سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمرؓ کا وہ خط پڑھا ہے۔ جو اہل کوفہ کے نام تھا اور جسمیں تحریر تھا کہ میں نے تم پر عمار کو امیر اور ابن مسعود کو معلم اور وزیر بنا کر بھیجا ہے۔ استیعاب کی روایت ہے کہ امام اوزاعی فرماتے ہیں سب سے پہلے فلسطین کی قضاء عبادہ بن صامت کے سپرد کی گئی۔ وہاں ان کا اور امیر معاویہ کا بیع صرف کے معاملہ میں اختلاف ہو گیا۔ حضرت امیر معاویہ نے ان کو سخت سست کہا جس پر عبادہ بولے کہ جس جگہ تم مقیم ہو میں وہاں ہرگز نہیں رہ سکتا۔ نتیجۃً حضرت عبادہؓ مدینہ منورہ پہنچے۔ حضرت عمرؓ نے آنے کی وجہ دریافت کی، انہوں نے تمام واقعہ بتایا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم اپنی جگہ پر واپس جاؤ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایسی زمین عطا کی ہے جس میں نہ تم ہو اور نہ تمہارے امثال (اس لیے تمہارا جانا ضروری ہے۔ اور امیر معاویہ کو لکھا کہ تمہاری عبادہ پر کوئی حکومت نہیں۔

حضرت حسن سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مغفل ان دس آدمیوں میں سے تھے جن کو حضرت عمرؓ نے تعلیم فقہ کے لیے ہمارے پاس روانہ کیا تھا۔ (استیعاب) حسن سے روایت ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے ابوموسیٰ کو بصرہ کی جانب بھیجا تو ابوموسیٰ نے آ کر کہا کہ مجھے امیر المومنینؓ نے اس لیے بھیجا ہے کہ میں تمہیں کتاب اللہ اور سنتِ رسولؐ کی تعلیم دوں، اور تمہارے راستوں کو تمہارے لیے صاف کروں۔ اس کے علاوہ حضرت عمرؓ اس امر پر بھی مجبور کیا کرتے تھے کہ رواتِ حدیث روایتِ حدیث میں تساہل نہ برتیں۔ ایک بار ابوموسیٰ حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور تین بار اذن طلب کیا اسکے بعد لوٹ گئے۔ حضرت عمرؓ انکے پیچھے پیچھے گئے اور اُن سے سوال کیا کہ تم اندر کیوں نہیں آئے؟ ابوموسیٰ کہنے لگے میں نے حضور صلعم سے سنا تھا کہ تین بار اجازت طلب کرنی چاہیے۔ اگر اجازت ملجائے تو اندر چلے جاؤ ورنہ لوٹ آؤ۔ حضرت عمرؓ کہنے لگے اس روایت کو اور کون جانتا ہے؟ یا تو اس روایت کا جاننے والا میرے پاس لے کر آؤ، ورنہ میں تمہارے ساتھ ایسا ویسا کروں گا۔ ابوموسیٰ مسجد میں آئے وہاں انصار جمع تھے۔ ابوموسیٰ نے اُن سے پورا واقعہ بیان کیا اور کہنے لگے کہ اگر تم میں سے کسی نے اس روایت کو سنا ہو وہ میرے ساتھ چلے۔ انصار نے ابوسعید خدری سے ان کے ساتھ جانے کو کہا اور وہ اس مجلس میں سب سے چھوٹے تھے

انہوں نے حضرت عمرؓ کے سامنے آکر اس روایت کی تصدیق کی حضرت عمرؓ کہنے لگے میں نے کسی اتہام کی بنا پر ان سے یہ نہیں کہا تھا لیکن مجھے یہ ڈر تھا کہ کہیں لوگ اس طرح حضور اکرم صلعم پر افترا پردازی نہ کرنے لگ جائیں۔ (مؤطا)
امیر معاویہ یہ فرمایا کرتے کہ تم ان حدیثوں کو لازم پکڑو کہ جو حضرت عمرؓ کے زمانہ میں روایت کی جاتی تھیں۔ کیونکہ وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے بارے میں بہت ڈرایا کرتے تھے (احمد) نیز حضرت عمرؓ روایت حدیث میں نہایت جستجو سے کام لیتے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ اس کا راوی کون ہے۔ مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے لوگوں کو قسم دے کر پوچھا کہ تم میں سے کس نے جنین کے بارہ میں حضورؐ سے روایت سنی ہے۔ مغیرہ کھڑے ہوئے۔ حضورؐ نے اس کے بارہ میں ایک غلام یا ایک باندی کا فیصلہ دیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے لوگوں کو دوبارہ قسم دی تو جس کے بارہ میں حضورؐ نے یہ فیصلہ دیا تھا وہ شخص کھڑا ہوا اور اس نے اس کی تصدیق کی۔ اور کہنے لگا کہ میں نے حضورؐ کے فیصلہ پر یہ کہا تھا کہ آپ ایک ایسے بچے کے بارہ میں یہ فیصلہ کر رہے ہیں کہ جس نے نہ کھایا، نہ پیا اور نہ آواز نکالی، وہ تو اس امر کا زیادہ مستحق ہے کہ اس کا خون بیکار جانے دیا جائے۔ حضورؐ نے حسن سے فرمایا تھا کہ یہ شاعری ہے۔ حضرت عمرؓ بولے کہ اگر مجھ تک حضورؐ کا یہ فیصلہ نہ پہنچتا تو میں دو دیتوں میں سے ایک دیت متعین کرتا۔ (دارمی) اس کے علاوہ حضرت عمرؓ نے کنایۃً حدیث کی تصحیح و تاکید کی جانب بھی توجہ دلائی۔
حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے خطبہ دیا، اور فرمایا تمہارے بعد ایک ایسی قوم آئے گی جو رجم، دجال، شفاعت اور عذابِ قبر کی منکر ہو گی۔ اور اس قوم کی بھی منکر ہو گی جو اخیر میں دوزخ سے نکالے جائیں گے۔ (احمد)
اور حضرت عمرؓ نے سنن پر اس طرح عمل کیا اور اس طرح رواج دیا کہ بکثرت احادیث اس طرح روایت کی جانے لگیں کہ حضورؐ، ابوبکرؓ، اور عمرؓ نے ایسا کیا۔ حتیٰ کہ اسے انتہا کو پہنچا دیا۔ اور خود اپنے اخیر خطبہ میں اس کو بیان بھی کیا۔ کہ میں تمہیں ایک ایسے صاف راستہ پر چھوڑ کر جا رہا ہوں جس کی راتیں بھی دنوں کی طرح روشن ہیں۔ خبردار تم گمراہ نہ ہو جانا۔ علماء صحابہ اور تابعین نے اس کی شہادت بھی دی۔
عبداللہ بن مسعود کہا کرتے تھے کہ جب حضرت عمرؓ کسی راہ پر چل لیتے تھے تو ہم اس کو سہل پاتے تھے۔ (دارمی)
عمرو بن میمون کا قول تھا کہ عمرؓ کے ساتھ تہائی علم اُٹھ گیا۔ جب ابراہیم کے سامنے اس کا ذکر کیا گیا تو فرمانے لگے کہ عمرؓ کے ساتھ نو حصے علم جا تا رہا (دارمی)
اگرچہ ہم نے حضرت عمرؓ کے آثر نہایت تفصیل سے بیان کیے ہیں لیکن جب ہم ان فوائد کو دیکھتے ہیں جو ان آثار میں موجود ہیں تو ہم اس کو طویل نہیں خیال کرتے۔ اب ہم انکے آثر کو خلاصہ کے طور پر دو نکتوں کے ضمن میں بیان کرتے ہیں۔
(پہلا نکتہ) اُن اوصاف سے قطع نظر کر لینے کے بعد جو اصحابِ علم لدنی نے آپکے اندر پائے ہیں۔ جیسے آپنے اپنی ہمت کے مطابق حق و باطل میں تفریق قائم کی حتےٰ کہ ہر مسئلہ اور ہر باب میں یہ بات پائی جاتی ہے جس کا ذکر بہت طویل ہے اور تمام اصحابِ فہم اس امر پر مجبور ہیں کہ حضرت عمرؓ میں باعتبارِ شریعت تمام اوصاف موجود تھے جس میں سے کچھ تھوڑے سے مقتدا اور آئمۂ مسلمین نے ہم تک پہنچائے اور عامۃ المسلمین انہی کے ذکر سے رطب اللسان ہیں، اور تاریخ میں ان کے حالات اس طرح ثبت ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی طبقہ ان سے استفادہ کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔

لیس علے اللہ بمستنکر ٭ ان یجمع العالم فی واحد

وہ ایک عادل بادشاہ بھی ہیں کہ جنہوں نے اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر جہاد کیا۔ جزیہ اور ٹیکس بھی بے انتہا

وصول کیا۔ فتوحات بھی کیں، ان کے ہاتھ پر ایمان کی عمر و تیج بھی ہوئی۔ مسلمانوں نے ان کے سایہ میں امان بھی پائی۔ حدود بھی قائم ہوئیں اور علوم کا احیاء بھی انہی کے زمانہ میں ہوا۔ حتےٰ اکہ محققینِ فقہار جو احکام اور فتاوٰی کی مشکلات کو حل کرتے ہیں اور جن کے فتوؤں سے آجتک ایک عالم مستفید ہے، حضرت عمرؓ کی تقلید پر مجبور ہیں۔ جیساکہ فقہاءِ اربعہ۔

ایسے ہی ثقاتِ محدثین جنہوں نے احادیثِ رسول ؐ کو حفظ کیا اور صحیح کو غیر صحیح سے علیحٰدہ کیا جیساکہ بخاریؒ اور مسلمؒ آپؓ کی تقلید پر مجبور ہیں۔ اسی طرح مفسرین کہ جنہوں نے قرآن مجید کے غرائب، اس کی توجیہات اور اس کے اسبابِ نزول بیان کیے۔ یہاں تک کہ اس فن کے امام واحدی، لبغوی اور بیضاوی بھی مجبور ہیں۔ اسی طرح قراء کہ جنہوں نے الفاظِ قرآن پاک کو یاد کیا اور تمام زندگی اس کی مشق اور تعلیم میں گذار دی جیسے نافع اور عاصم۔

ایسے ہی مشائخِ صوفیہ کہ جنہوں نے اپنی صحبت کے ذریعہ گمراہوں کو راہِ نجات دکھائی اور جن سے عجیب عجیب کرامات ظاہر ہوئیں۔ جیسے شیخ عبدالقادر اور خواجہ نقشبند وغیرہ۔

اسیطرح وہ حکمار کہ جنہوں نے حکمت عملی کی تعبیر کی اور لوگوں کے کانوں تک اسے پہنچایا جیسے جلال الدین رومی اور مصلح الدین شیرازی۔ اسی طرح وہ شعرار بھی جو شریعت کے حامل نہیں اور جنکی زندگی مدح سرائی میں گذری جیساکہ عرفی وغیرہ۔

بالفاظِ دیگر یوں سمجھ لیجیے کہ حضرت عمرؓ کی مثال ایک مکان کی طرح ہے جس کے مختلف دروازے ہوں اور ہر دروازہ میں ایک صاحبِ کمال بیٹھا ہو۔ مثلاً ایک دروازہ میں اسکندر اور ذوالقرنین بیٹھے ملک گیری، جہاں ستانی، اجتماعِ لشکر اور ہزیمتِ اعدار کا درس دے رہے ہوں۔ اور ایک در میں مہربانی و نرمی، رعیت پروری، عدل و انصاف کے ساتھ نوشیرواں (اگرچہ فاروق اعظمؓ کے فضائل میں نوشیرواں کا ذکر بے ادبی ہے) اور ایک در میں علم فتاویٰ و احکام کے ساتھ امام اعظم یا امام مالک اور ایک در میں مرشد کامل مثل سیدنا عبدالقادرؒ یا خواجہ بہار الدینؒ اور ایک در میں کوئی محدث مثل ابوہریرہؓ یا ابن عمرؓ اور ایک در میں قاری ہمپلہ نافع و عاصم اور ایک در میں حکیم مثل مولانا جلال الدین رومیؒ یا شیخ فریدالدین عطارؒ۔ اور لوگ اُس مکان کے چاروں طرف جمع ہوں اور ہر حاجتمند اپنی حاجت کو اپنے صاحبِ فن سے طلب کرتا اور کامیاب ہوتا ہو نبوت کے مرتبہ کے بعد اس فضیلت سے زیادہ اور کون فضیلت ہو سکتی ہے۔

(دوسرا نکتہ) یہ بات یقیناً معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہر ہونے سے پیشتر اسلام نہ تھا اور تمام عالم کفر و فساد سے پُر نظر آتا تھا۔ اور کوئی قرآن و شریعت سے واقف نہ تھا اسوقت ہر طرف شریعت اسلام پھیلی ہے اور اکثر اقالیم معتدلہ دارالاسلام بن گئے ہیں۔ اس سلسلہ کی حقیقی ابتدار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوشش ہے اور واسطہ اول اس کا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوشش۔ کیونکہ آپنے مرتدین پر جہاد کیا اور مضمون آیت "سوف یاتی اللہ بقوم" آپ پر صادق آیا۔ پھر عرب کو روم و فارس کے جہاد پر مستعد کیا اور بہت سے لشکر تیار کیے۔ اور آیت "ستدعون الی قوم اولی باس شدید" کے آپ مصداق ہوئے اور قرآن شریف کو جمع کیا۔ اور وعدۂ الٰہی "ان علینا جمعہ و قرآنہ" (بیشک ہمارے اوپر اس کا جمع کرنا اور پڑھنا ہے) کا ظہور سب سے پہلے آپ کے ہاتھ پر ہوا۔ حضرت صدیق اکبرؓ کے بعد حضرت فاروق اعظمؓ نے حضرت صدیق اکبرؓ کے دیئے ہوئے داغ بیل کو سر بفلک عمارت بنادیا۔ اور آپؓ کی تمام کوششوں کو حد کمال پر پہنچایا۔ جو کچھ حضرت صدیق اکبرؓ کے زمانے میں مجمل تھا وہ حضرت فاروق اعظم کے زمانہ میں مفصل ہو گیا۔ الغرض مسلمان جن جن چیزوں میں مشغول

مشغول ہیں۔ یعنی علم فقہ، تصوف و حکمت عملی یہ سب حضرت فاروق اعظم کی کوششوں سے تیار ہوئے۔ اور کسریٰ و قیصر کی شو
آپؓ ہی کے زمانہ میں درہم و برہم ہوئی۔ اور قانون سیاست آپ ھی کی حسن تدبیر سے رونق کو پہنچا۔ لہٰذا سب سے پہلے آنحضر
صلے اللہ علیہ وسلم کا احسان مسلمانوں کی گردن پر ثابت اور اس کے بعد ان سب امور میں شیخین کا احسان اُنپر لازم ہے لیکن چونک
یہ سب باتیں مسلمانوں کو وراثت میں ملتی چلی آتی ہیں اور اِنکے خوگر ہو گئے ہیں اس لیے اس احسان کی حقیقت کو نہیں پہچانت
اور نہ اس نعمت کی قدر کرتے ہیں۔ جیسا کہ دیہاتی کاشتکاری میں جو کچھ مشقت اُٹھاتے ہیں یا اہلِ تجارت اسباب ایک جگہ سے دوسری جگہ
لے جانے میں جو مصائب برداشت کرتے ہیں، شہری اُن چیزوں کو گھر بیٹھے پانیکے عادی ہونیکی وجہ سے اُنکا کچھ بھی ادراک نہیں
اسجگہ مولانا رومیؒ کے چند ابیات حسب حال ہیں ؎ مرزشکر دین ازاں برتافتی ؛ کز پدر میراث ارزاں یافتی ؛ مرد میراثی چہ د
قدر مال ؛ رستمے جان کند و مُجّان یافت زال ؛ گر نبودی کوشش احمد تو ہم ؛ مے پرستیدی چو اجدادت صنم ؛

ان سب کے بعد اب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات اور خلافت ذی النورین پر مسلمانوں کے اتفاق کا حال تحریر کرتے ہیں

ابوبکر بن ابی شیبہ نے کہا کہ ہم سے محمد بن بشر نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے محمد بن عمر نے بیان کیا۔ وہ کہتے تھے ہم سے
ابو مسلمہ اور یحییٰ بن عبد الرحمٰن بن حاطب اور بہت سے مشائخ نے بیان کیا کہ اُن لوگوں نے کہا حضرت عمر بن الخطابؓ نے خواب دیکھا، ک
ایک سُرخ مرغ نے ناف کے نیچے تین ٹھونگیں ماریں۔ اسماء بنت عمیس یعنی عبد الرحمٰن بن جعفر کی ماں جنکو تعبیر خواب میں بہت مہارت
تھی اُنہوں نے کہا ان سے کہہ دو کہ جو کچھ وصیت کرنا ہو کرلیں۔ راوی کہتا ہے مجھے نہیں معلوم کہ حضرت عمرؓ کو یہ خبر پہنچی
نہیں۔ ایک دن مغیرہ بن شعبہ کا غلام ابولولوہ مجوسی آپ کے پاس آیا اور کہا مغیرہ نے مجھ پر مال مقرر کیا ہے۔ آپنے پوچھا کت
مال مقرر کیا ہے؟ اس نے اسکی مقدار بیان کی۔ آپنے پوچھا کیا کام کرتے ہو؟ اُس نے جواب دیا چکیاں بناتا ہوں۔ آپنے کہا تو یہ مقدا
تم پر زیادہ نہیں ہے کیونکہ اس شہر میں تمہارے سوا اور کوئی اس کام کو نہیں جانتا۔ آپنے کہا ایک چکی ہمیں نہیں بنا دیتے؟ اُس نے کہا ہاں
خدا میں آپکے لیے ایسی چکی بناؤنگا جس کی آواز دُور دُور والے سنیں گے اس کے بعد آپ حج کو گئے جب وہاں سے واپس ہوئے مقام محص
میں اپنی چادر سر کے نیچے رکھ کر لیٹ گئے۔ آپکی نگاہ چاند پر پڑی۔ آپکو اس کا کمال اور خوبی بہت بھلی معلوم ہوئی اور آپنے فرمایا ابتدا
میں بالکل ضعیف ظاہر ہوا، پھر خدا اس کو برابر بڑھاتا رہا یہاں تک کہ پورا ہوا اور کمال حُسن کو پہنچ گیا۔ پھر کم ہونا شروع ہوگا اور
جیسا تھا ویسا ہی ہو جائے گا۔ اور یہی حال کل مخلوق کا ہے۔ پھر آپنے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھا کر خدا سے دعا کی کہ یا اللہ العالمین میری رعیت بہت
ہو گئی اور تمام میں پھیل گئی۔ اب تو مجھ کو اپنے پاس ضایع ہونے سے پہلے بُلالے اور آپ مدینہ چلے آئے۔ لوگوں نے آپ سے بیان کیا کہ ایک مسلمان
عورت زمین پر پڑے پڑے مر گئی لوگ اُس کے پاس سے گذرتے تھے لیکن نہ کوئی اُس کو کفن دیتا تھا اور نہ دفن کرتا تھا۔ یہانتک کہ کلیب بن
بکر لیثی کا وہاں گذر ہوا اُس نے وہاں ٹھہر کر اسکو کفنایا اور زمین میں دفن کر دیا۔ آپنے پوچھا مسلمانوں میں سے کس کس کا اس کے پاس سے
گذر ہوا؟ لوگوں نے کہا عبد اللہ بن عمر بھی انہیں لوگوں میں ہیں۔ آپنے اُنکو بلوایا اور کہا تیرا بُرا ہو تو ایک مسلمان عورت کے پاس سے گذرا
جو راستہ پر پڑی تھی نہ تو نے اُس کو دفن کیا اور نہ کفن دیا۔ عبد اللہ نے کہا نہ اس کا مجھے علم ہے، اور نہ کسی نے مجھ سے بیان کیا
آپنے فرمایا مجھے معلوم ہوتا ہی کہ تم میں خیر نہیں ہے۔ عبد اللہ بن عمر نے پوچھا کس نے اس کو دفن کیا اور کفن دیا؟ آپنے کہا کلیب بن
بکر لیثی نے۔ عبد اللہ نے کہا کلیب بھلائی کے لائق ہیں۔ پھر آپ صبح کی نماز کے لیے لوگوں کو جگاتے ہوئے چلے راستہ میں ابولولو کا
آپ کو ملا اور اُس نے تین زخم آپ کی زیر ناف لگائے اور کلیب کے اوپر ایک ایسا وار کیا کہ اُن کا کام تمام ہو گیا۔ لوگ چیخ پڑے ایک

آدمی نے کپڑا اُس کے سر پر ڈال کر بغل کے نیچے سی نکالکر اُس کو اپنی طرف کھینچ لیا، اور عمرؓ کو گھر اُٹھا لائے۔ اور عبد الرحمٰن بن عوف نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ لوگوں نے آپ سے کہا نماز، آپنے نماز پڑھی۔ آپ کے زخموں سے خون جاری تھا آپنے فرمایا اُس شخص کا اسلام میں کچھ حصہ نہیں جو نماز نہ پڑھے پھر لوگ آپکے پاس آئے اور کہا یا امیر المؤمنینؓ آپ کوئی حرج نہیں ہے ہم خدا سے اُمید کرتے ہیں کہ وہ آپکو ایک مدت تک زندہ رکھے گا اور وقت معین یا اخیر تک آپکو پہنچائے گا۔ اتنے میں ابن عباس آگئے آپ اُن سے بہت خوش ہوتے تھے۔ آپنے اُن سے کہا جاکر دیکھو مجھ پر کس نے حملہ کیا۔ اُنہوں نے کہا آپ خوش ہو جیسے آپ پر حملہ کرنیوالا مغیرہ بن شعبہ کا غلام ابولؤلؤ مجوسی ہے آپنے باواز بلند اللہ اکبر کہا یہانتک کہ اسکی آواز گھر سے باہر نکل گئی۔ پھر آپنے کہا خدا کا شکر ہے کہ مسلمانوں میں سے کوئی نہ تھا جو قیامت کے دن مجھسے حجت کرتا اور آپنے سجدہ شکر کیا۔ پھر لوگونکی طرف متوجہ ہو کر پوچھا کیا یہ کام تم لوگونکے مشورے سے ہوا ہے؟ لوگوں نے کہا معاذ اللہ بخدا ہم چاہتے ہیں کہ ہم اپنے والدین آپ پر قربان کر دیں اور اپنی عمر میں سے کم کر کے آپکی عمر میں زیادہ کر دیں تاکہ آپ پر کوئی سختی نہ ہو۔ آپنے کہا اے یرفا مجھ کو پانی پلا، وہ ایک پیالہ لیکر آیا جس میں خرمے کا شربت تھا۔ آپنے اُس کو پیا اور چادر سے پیٹ کس لیا جب شربت پیٹ میں پہنچا زخموں سے نکل گیا۔ لوگوں نے کہا الحمد للہ یہ وہ خون ہے جو آپکے پیٹ میں باقی رہ گیا تھا خدا نے اُسکو نکالدیا۔ آپنے کہا اے یرفا مجھ کو دودھ پلا۔ وہ دودھ لیکر آیا آپنے پیا وہ بھی زخموں سے نکل گیا۔ جب لوگوں نے یہ حالت دیکھی یقین ہو گیا کہ اب آپ نہیں بچ سکتے اور کہنے لگے کہ خدا آپکو نیک بدلہ عنایت کرے آپنے ہمارے ساتھ موافق قرآن کے عمل کیا اور سنت کی پیروی سے سر مو تجاوز نہ کیا خدا بہترین جزا دے۔ آپنے کہا خلافت کیوجہ سے مجھ کو قابل رشک سمجھتے ہو حالانکہ میں چاہتا ہوں کہ اس سے نجات پا جاؤں، نہ کچھ فائدہ ہو نہ نقصان۔ اُٹھو اپنے معاملہ میں مشورہ کرو اور اپنے میں سے کسی کو امیر بنالو۔ اور جو اسکی مخالفت کرے اسکو قتل کر ڈالو۔ راوی کہتا ہے لوگ اُٹھ کر چلے اور عبد اللہ بن عمر آپکو اپنے سینہ کا سہارا دیئے ہوئے بیٹھے تھے اُنہوں نے کہا کیا امیر المؤمنینؓ کی زندگی ہی میں دوسرا امیر بنالیں گے؟ آپنے کہا نہیں اور حکم دیا تین دن تک صہیب نماز پڑھاویں۔ اور طلحہ کو تلاش کرو اور اپنے معاملہ میں مشورہ کر کے اپنے میں سے کسی کو امیر بنالو۔ پھر اگر کوئی اسکی مخالفت کرے اسکی گردن مار دو۔ آپؓ نے ایک شخص سے کہا حضرت عائشہؓ کے پاس جاؤ اور اُن سے میرا سلام کہو اور عرض کرو کہ عمرؓ کہتا ہے اگر تمہارا حرج اور تمکو تنگی نہ ہو تو میں چاہتا ہوں کہ اپنے دونوں صاحبوں کے ساتھ مدفون ہوں اور اگر تنگی وہ دشواری ہو تو میری زندگی کی قسم اس بقیع میں وہ صحابہ و امہات المؤمنین مدفون ہیں جو عمر سے بہتر ہیں۔ وہ قاصد انکے پاس گیا۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ یہ مجھکو ناگوار نہیں آپنے فرمایا مجھ کو بھی ان دونوں کے ساتھ دفن کرنا۔ عبد اللہ کہتے ہیں کہ اسکے بعد آپ پر موت کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ اور میں آپکو سینہ کے بل روکے تھا آپنے کہا میرا سر زمین پر رکھدو اور آپ بیہوش ہو گئے۔ میں غمگین ہوا آپکو جب ہوش آیا آپنے کہا میرا سر زمین پر رکھدو۔ میں نے زمین پر رکھدیا۔ آپنے اسکو مٹی سے ملا اور کہا ہلاکت ہے عمرؓ کو اور ہلاکت ہے اسکی ماں کو اگر خدا اسکو نہ بخشے محمد بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ اہل شوریٰ حضرت علیؓ، عثمانؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، سعدؓ اور عبد الرحمٰن بن عوف تھے۔

بخاری نے روایت کیا ہے کہ ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے ابو عوانہ نے حصین سے اُنہوں نے عمرو بن میمون سے روایت کر کے بیان کیا۔ اُنہوں نے کہا میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زخمی ہونے سے پہلے دیکھا کہ حذیفہ بن یمان اور عثمان بن حنیف کے پاس کھڑے کہہ رہے تھے تم نے کیسا برتاؤ کیا ہے کیا تم ڈرتے ہو کہ تم نے زمین پر ایسا بار ڈالا ہو جس کے اُٹھانے کی اُس میں طاقت نہ ہو۔ دونوں نے کہا ہم نے زمین پر اتنا ہی بار ڈالا ہے جس کو وہ اٹھا سکتی ہے اس میں بہت زیادتی نہیں کی ہے۔ آپنے کہا دیکھو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم نے زمین پر ایسا بار ڈالا ہو جس کے اٹھانے کی اُسمیں طاقت نہ ہو دونوں نے پھر کہا نہیں حضرت عمرؓ نے کہا اگر میں زندہ رہا تو عراق کی رانڈوں کو ایسا کر دونگا کہ میرے بعد کبھی کسی مرد کے پاس جھگڑا لیکر نہ جائیں۔ راوی کہتا ہے کہ چار دن بھی نہیں گذرنے پائے کہ آپ زخمی ہو گئے۔ عمرو بن میمون کہتے ہیں کہ جس دن آپ زخمی ہوئے میں دوسری صف میں آپکی پشت پر کھڑا تھا۔ میرے اور آپکے درمیان صرف عبد اللہ بن عباس

حائل تھے۔ آپکا دستور تھا کہ صفوں کے اندر پھرتے جہاں کچھ خلل پاتے کھڑے ہو کر فرماتے برابر ہو جاؤ جب سب صفیں درست ہو جاتیں آپ
آگے بڑھتے اور اللہ اکبر کہتے۔ اکثر آپ پہلی رکعت میں سورت یوسف یا سورت نحل یا اسی کے برابر کی کوئی سورت پڑھتے۔ تاکہ لوگ جمع ہو جائیں۔
آپنے ابھی نیت باندھی ہی تھی کہ آپکے زخم لگا اور آپنے کہا مجھے کتے نے قتل کرڈالا (یا کھالیا) کافر جسنے حملہ کیا تھا اُس کے پاس
دو دھاری چھری تھی اُس سے دائیں بائیں مارتا ہوا نکل گیا حتے کہ تیرہ آدمی زخمی کیے جنمیں سے سات شہید ہوگئے جب اسکو ایک مسلمانے
دیکھا اُسنے اس پر کپڑا ڈالدیا۔ جب اُسنے دیکھا کہ میں گرفتار ہو گیا، اُس نے خود کشی کر لی۔ آپنے عبدالرحمن بن عوف کا ہاتھ پکڑ کر آگے کر دیا پس
جو لوگ آپکے قریب تھے اُنہوں نے یہ کیفیت دیکھی اور جو اِدھر اُدھر تھے اُنکو سوا اس کے کچھ نہ معلوم ہوا کہ آپکی آواز بند ہو گئی۔ اور
وہ لوگ سبحان اللہ سبحان اللہ کہنے لگے۔ پھر عبدالرحمن بن عوف نے انکو چھوٹی چھوٹی رکعتیں پڑھا کر نماز ختم کر دی۔ جب لوگ نماز پڑھ چکے
آپنے کہا اے ابن عباس دیکھو کس نے مجھ کو قتل کیا۔ وہ تھوڑی دیر گھومتے رہے اسکے بعد آکر کہا مغیرہ کے غلام نے۔ آپنے کہا جو صناع
تھا؟ ابن عباس نے کہا ہاں! آپنے فرمایا خدا اُس کو ہلاک کرے میں نے تو اس کو بہتری کا حکم دیا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ میری موت کسی مدعیٔ اسلام
کے ہاتھ پر نہیں ہوئی۔ تم اور تمہارے باپ چاہتے تھے کہ مدینہ میں عجمی لوگ زیادہ ہو جائیں۔ عباس کے پاس بہت غلام تھے اُنھوں
نے کہا اگر آپ چاہیں تو میں سبکو قتل کر ڈالوں۔ آپنے فرمایا تمہاری رائے خطا پر ہے۔ کیا جب وہ تمہاری زبان بولنے لگے اور تمہارے
قبلہ کیطرف نماز پڑھتے اور حج کرتے ہیں تم ان کو مار ڈالو گے۔ پھر آپ اپنے گھر پہنچائے گئے اور ہم لوگ آپکے ساتھ تھے۔ لوگوں کو آج کی سی مصیبت
پہلے کبھی نہیں پہنچی تھی کوئی کہتا تھا کچھ خوف نہیں ہے، اور کوئی کہتا تھا مجھ کو انکی جان کا خطرہ ہے اتنے میں آپکے سامنے شربت پیش کیا گیا
آپنے اسکو پیا وہ آپکے پیٹ سے خارج ہو گیا۔ پھر دودھ پیش کیا گیا آپنے اسکو پیا وہ بھی نکل گیا تب لوگوں کو یقین ہو گیا کہ اب نہ بچیں گے
ہم لوگ آپ کے پاس اندر گئے اور لوگ آکر آپکی تعریف کرنے لگے۔ ایک جوان آدمی آیا اُسنے کہا یا امیر المؤمنین آپکو رسول خدا صلے اللہ علیہ
وسلم کی صحبت اور سبقت اسلام اور جو کچھ آپنے اس میں نیک کام کیے پھر خلیفہ ہوئے اور عدل کیا پھر شہادت کا مرتبہ پایا ان سب کی آپکو بشارت
آپنے کہا میں چاہتا ہوں کہ میں نجات پا جاؤں۔ نہ میری اوپر کچھ نکلے اور نہ میرا کچھ نکلے یعنی برابر برابر چھوٹ جاؤں۔ لا علیّ ولا لی۔ جب وہ واپس جانے لگا
اُس کا ازار بند زمین پر لٹکتا تھا آپنے کہا اسکو میرے پاس بلالو جب وہ آیا اُس سے کہا اپنا کپڑا اُٹھالو اس سے تمہارا کپڑا پاک رہے گا۔ اور
خدا خوش ہوگا۔ پھر آپنے اپنے بیٹے عبداللہ سے فرمایا اے عبداللہ دیکھو میرے اوپر کتنا قرض ہے حساب کرنے سے معلوم ہوا کہ چھیاسی ہزار
کے قریب ہے آپنے فرمایا عمرؓ کے خاندان سے یہ رقم ادا ہو سکے تو انکے مال سے ادا کرنا ورنہ بنی عدی بن کعب سے لے لینا۔ اگر پھر بھی نہ ادا ہو تو قریش
سے مانگنا اور ان کے سوا کسی دوسرے سے سوال نہ کرنا۔ میری طرف سے اس مال کو ضرور ادا کر دینا۔ اور ام المؤمنین حضرت
عائشہ صدیقہؓ کے پاس جا کر کہو عمرؓ سلام کہتا ہے اور امیر المؤمنین نہ کہنا کیونکہ اب میں امیر المؤمنین نہیں ہوں۔ اور کہنا
عمر بن خطاب اپنے دونوں صاحبوں کے ساتھ مدفون ہونیکی اجازت چاہتا ہے۔ اُنہوں نے جا کر سلام کیا اور اندر جانے کی اجازت
چاہی پھر اندر گئے۔ دیکھا کہ وہ بیٹھی رو رہی ہیں۔ اُنہوں نے کہا عمر بن خطاب نے سلام کہا ہے اور اپنے دونوں صاحبوں کے ساتھ مدفون
ہونے کی اجازت چاہی ہے۔ ام المؤمنین رضی عائشہ رضی نے کہا میں نے اس کو اپنے واسطے تجویز کیا تھا لیکن آج ان کو اپنے
اوپر ترجیح دیتی ہوں۔ جب یہ آپ کے سامنے گئے لوگوں نے کہا عبداللہ آگئے۔ آپنے کہا مجھے اُٹھاؤ۔ ایک آدمی نے سہارا
دے کر اُٹھایا۔ آپنے پوچھا کیا خبر لائے؟ عبداللہ نے کہا جو آپ چاہتے ہیں۔ یعنی اُنہوں نے اجازت دے
دی۔ آپنے کہا الحمد للہ مجھ کو اس سے زیادہ اور کسی بات کا خیال نہ تھا۔ جب میرا انتقال ہو جائے،
مجھ کو اُٹھا کر لے جاؤ۔ پھر سلام کرو اور کہو عمر اجازت مانگتا ہے۔ اگر وہ اجازت دے دیں، تو مجھ کو داخل

کرنا اور اگر نامنظور کریں تو مجھ کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کردینا۔ اتنے میں اُم المومنین حفصہ عورتوں کی جماعت کے ساتھ آئیں۔ ہم لوگ اُن کو دیکھ کر اُٹھ گئے۔ وہ آپ کے پاس چلی گئیں اور تھوڑی دیر ٹھہری تھیں کہ کچھ آدمی آ گئے۔ ور اُنہوں نے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ ام المومنین حفصہ کوٹھری میں چلی گئیں۔ آپ کے رونے کی آواز اندر سے آتی تھی۔ لوگوں نے کہا آپ کسی کو اپنا وصی و خلیفہ کر دیجئے۔ آپ نے کہا میں اس امر کے واسطے ان لوگوں سے زیادہ کسی کو لائق نہیں جانتا جن سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے وقت راضی تھے۔ پھر حضرت علیؓ عثمانؓ زبیر۔ طلحہ۔ سعد۔ عبدالرحمٰن کے نام لئے۔ اور کہا عبداللہ بن عمر بھی تمہارے شریک حال رہیں گے۔ لیکن امارت سے ان کو کچھ تعلق نہیں (راوی کہتا ہے۔ یہ آپ نے ان کی تسلی کے واسطے کہا تھا) اگر خلافت سعد کو ملے تو وہ امیر ہوں ورنہ جو خلیفہ ہو۔ ان سے مدد لے۔ کیونکہ میں نے ان کو عاجزی یا خیانت کی وجہ سے نہیں معزول کیا تھا۔ اور آپ نے فرمایا۔ میں اپنے بعد میں آنے والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں۔ کہ مہاجرین اولین کے حقوق شناسی اور اُن کی حرمت کی محافظت کا خیال رکھے۔ اور انصار جنہوں نے سکونت مدینہ اور ایمان کو پہلے سے اختیار کیا ہے۔ اُن میں سے احسان کرنے والوں کی قدر اور بُرائی کرنے والوں سے درگزر کرے شہر والوں سے نیک برتاؤ برتے۔ یعنی بلا ان کی رضامندی کے اُن کا زاید مال نہ لے۔ کیونکہ وہ اسلام کے پُشت پناہ اور مال کے جمع کرنے والے اور دشمن کے دبانے والے ہیں۔ اور اعراب کے ساتھ مہربان رہے۔ اور اُن کے زاید مال میں سے لے کر اُنہیں کے محتاجوں میں تقسیم کردے۔ کیونکہ یہ لوگ عرب کی اصل اور اسلام کا مادّہ ہیں۔ اور ذمیّوں کے عہد پورے کرے اور اُن کی حفاظت کے واسطے اُن کے دشمنوں سے لڑے۔ اور ان کو طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دے۔ جب آپ کا انتقال ہو گیا۔ آپ کو لے کر چلے اور عبداللہ بن عمر نے جا کر اُم المومنین عائشہؓ کو سلام کیا۔ اور کہا عمر بن خطاب اجازت طلب کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا ان کو داخل کرو۔ اور آپ وہیں اپنے دونوں صاحبوں کے پاس دفن کئے گئے۔

جب آپ کے دفن سے فراغت ہوئی۔ اہل شوریٰ جمع ہوئے۔ عبدالرحمٰن نے کہا اس امر کو تم لوگ اپنے میں سے تین آدمیوں میں دائر کردو۔ زبیر نے کہا میں نے اپنی طرف سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو کردیا۔ طلحہ نے کہا میں نے عثمانؓ کو کردیا۔ سعد نے کہا میں نے اپنی طرف سے عبدالرحمٰن کو اختیار دے دیا۔ عبدالرحمٰن نے کہا تم دونوں میں سے کون خلافت سے دست بردار ہوتا ہے تاکہ خلیفہ کا مقرر کرنا اس کے اختیار میں دے دیں۔ (خدا اور اسلام کی ذمہ داری اس پر رہے تاکہ جو افضل ہو اس کو خلیفہ بنا دے۔ عثمانؓ و علیؓ خاموش رہے۔ عبدالرحمٰن نے کہا۔ میں خلافت سے دست بردار ہوتا ہوں۔ پس کیا تم اس بات کو منظور کرتے ہو۔ کہ خدا کو اپنے اُوپر گواہ کر کے تم میں سے افضل کو خلیفہ کر دوں۔ دونوں نے اس کو منظور کیا۔ عبدالرحمٰن نے علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر کہا تم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ دار اور سابقین اولین الاسلام میں سے ہو۔ خدا کو تم پر گواہ کر کے عہد لیتا ہوں۔ کہ اگر میں تم کو امیر بنا دوں تو عدل کرو گے۔ اور اگر عثمانؓ کو امیر بنادوں تو ان کی اطاعت کرو گے۔ پھر عثمانؓ کا ہاتھ پکڑ کے اُن سے بھی یہی عہد لیا جب عہد دے چکے۔ تو کہا اے عثمان ہاتھ اُٹھاؤ۔ اور ان کی بیعت کی پھر علی کرم اللہ وجہہ نے بیعت کی۔ ان کے بعد تمام مسلمانوں نے آ کر بیعت کرلی۔

امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہٗ کے مآثر و اوصاف

آپ کے فضایل میں سے یہ ہے کہ آپ قریش میں عالی نسب و نجیب الطرفین تھے۔ استیعاب وغیرہ میں

مذکور ہے کہ آپ عفان بن ابی العاص بن اُمیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصیّ کے بیٹے تھے اور آپ کی والدہ اروی بنت کریز بن ربیعہ بنت حبیب بن عبد الشمس کی بیٹی تھیں اور اروی کی ماں اُم حکیم یعنی بیضا بنت عبد المطلب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔

آپ اسلام سے پہلے قریش میں بہت مال دار و باثر اور سخاوت وحیا سے متصف تھے۔ بعض لوگوں نے آپ کے ذی النورین ہونے کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ آپ میں دو سخاوتیں تھیں۔ ایک اسلام سے پہلے اور دوسرے اسلام کے بعد ایسا ہی ریاض میں مذکور ہے۔

آپ کی فطرت سلیمہ اسلام سے پہلے آپ کو بہت سی جاہلیت کی باتوں سے روکتی تھی۔ اور یہ دال ہے کہ آپ کی فطرت انبیاء کی فطرت سے بہت مشابہ تھی۔

استیعاب میں ابوبکرؓ کے تذکرہ میں لکھا ہے۔ کہ انہوں نے اور عثمان نے جاہلیت ہی میں شراب کو اپنے اوپر حرام کر لیا تھا۔

ریاض میں عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے جاہلیت واسلام میں کبھی زنا و چوری نہیں کی۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ آپ نے اسلام میں سبقت لی۔ اور ابوبکر کی ہدایت سے ابوعبیدہ بن جراح اور عبد الرحمٰن بن عوف سے ایک دن پیشتر اسلام لائے۔ اور آپ اُن انتالیس آدمیوں میں سے ہیں۔ کہ جن کے ساتھ فاروق اعظم کے ملنے سے چالیس کی کمی پوری ہوئی۔ ایسا ہی ریاض وغیرہ میں مذکور ہے۔

آپ کے مسلمان ہونے کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی رقیہ کا عقد آپ کے ساتھ کر دیا تھا آپ کو اپنی دامادی میں لے لیا اور آپ کے حسن سلوک سے بہت خوش تھے۔

جب قریش مسلمانوں کی دشمنی پر کمربستہ ہو گئے۔ آپ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ آپ پہلے شخص ہیں۔ جنہوں نے حضرت ابراہیم وحضرت لوط علیہما السلام کے بعد اپنی اہلیہ کے ساتھ ہجرت کی۔ اور اُس زمانہ میں جب ان کی خیر وعافیت نہ معلوم ہوتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل بہت متفکر رہتا۔ اور آپ کی خیریت کے بغایت منتظر رہتے۔

ریاض میں انس کی روایت سے منقول ہے کہ حبشہ کی طرف سب سے پہلے عثمان نے ہجرت کی۔ آپ کے ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی بھی تھیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دونوں کی خبر پہنچنے میں دیر ہوئی۔ آپ کو خبر کا سخت انتظار تھا کہ قریش میں حبشہ سے ایک عورت آئی۔ آپ نے اس سے حال دریافت کیا۔ اُس نے کہا میں نے دونوں کو دیکھا ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ کس حال میں دیکھا ہے اُس نے کہا کہ میں نے اس حال میں دیکھا ہے۔ کہ عورت سوار تھی اور مرد سواری کو ہکا رہا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خدا ان کے ساتھ رہے۔ عثمانؓ پہلے شخص ہیں جنہوں نے لوط علیہ السلام کے بعد ہجرت کی۔

حاکم نے عبدالرحمٰن بن اسحاق سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے سعد سے روایت کر کے اسی قصہ کو بیان کیا ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ لوط و ابراہیم علیہما السلام کے بعد یہ دونوں سب سے پہلے ہجرت کرنے والے ہیں۔

جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کو ہجرت کی۔ آپ بھی اسی زمانہ میں مدینہ چلے آئے۔ بخلاف جعفر اور اصحاب سفینہ کے یہ لوگ واقعہ خیبر کے بعد مدینہ میں آئے۔ کیونکہ صحیح روایتوں سے معلوم ہوا ہے کہ بدر کے وقت آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی رقیہ کی تیمارداری میں مصروف تھے۔ اسی وجہ سے بدر میں شریک ہو سکے۔

بخاری نے عبداللہ بن عدی بن خیار کی روایت کردہ حدیث میں بیان کیا ہے کہ عثمانؓ نے کہا خدا نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اور میں ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے خدا اور رسول کی دعوت اسلام کو قبول کیا اور جو کچھ آپ لائے تھے۔ اُس پر ایمان لایا۔ پھر دو ہجرتیں کیں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے اور آپ کی روش کو دیکھا اور ایک روایت میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی نصیب ہوئی۔ اور آپ سے بیعت کی۔ بخدا میں نے آپ کی کبھی نافرمانی اور آپ سے منافقانہ برتاؤ نہیں کیا۔ یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوگئی۔ پھر ابوبکر و عمر کے ساتھ ایسا ہی کیا۔ آخر حدیث تک۔

غزوہ بدر میں آپ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے رقیہ کی تیمارداری کے واسطے مدینہ میں چھوڑ دیا تھا۔ ثواب و غنائم بدر میں شریک کیا۔ اسی وجہ سے آپ کا شمار بدریین میں ہے۔ ابن عمر سے مروی ہے۔ کہ انہوں نے کہا عثمان بدر میں اس وجہ سے نہ شریک ہو سکے۔ کہ آپ کی زوجیت میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھیں۔ اور وہ اس وقت بیمار تھیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تم کو شرکت بدر کا ثواب اور اُس کا حصہ ملے گا۔ (بخاری نے اس کو نقل کیا ہے۔)

غزوہ احد میں جب شیطان نے لوگوں کو بھاگنے پر ورغلایا تو عثمانؓ بھی اُنہیں لوگوں میں تھے۔ جو بھاگ گئے۔ خدا کی رحمت نے اس کا تدارک کیا اور اس گناہ کو معاف کر دیا۔ چنانچہ قرآن مجید میں اس کی تصریح موجود ہے تاکہ کسی معترض کو اعتراض کا موقع نہ ملے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا۔ میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ خدا نے احد کے دن بھاگنے کے گناہ کو معاف کر دیا۔ (بخاری نے اس کو بیان کیا ہے۔) اور دوسروں نے اتنا اور بیان کیا ہے کہ پھر عبداللہ نے اس آیت کو پڑھا۔ ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعان انما استزلہم الشیطان ببعض ما کسبوا ولقد عفا اللہ عنہم (آل عمران۔ پارہ ۴، یعنی تم میں سے جن لوگوں نے مقابلہ کے دن روگردانی کی شیطان نے ان کو ان کے بعض اعمالوں کی وجہ سے لغزش دی تھی۔ اور تحقیق خدا نے ان کو معاف کر دیا)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں چاہا کہ ضعفاء مکہ کو تسکین دیں۔ عثمانؓ کے سوا کسی کو اس کا اہل نہ پایا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمانؓ کو اس کام پر مامور کیا۔ انہوں نے وہاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و ادب کے خیال سے عمرہ کو ترک کر دیا۔

ریاض میں ایاس بن سلمہ بن اکوع سے بروایت سلمہ منقول ہے کہ انہوں نے کہا۔ جو مسلمان

مشرکوں کے پاس رہ گئے تھے۔ ان پر از حد مظالم ہونے لگے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ کو بلا
اور کہا اے عمر تم میری طرف سے اپنے مسلمان قیدی بھائیوں کو پیغام پہنچا دو گے۔ حضرت عمر نے کہا میر
ماں باپ آپ پر قربان۔ بخدا مکہ میں میرے رشتہ دار نہیں ہیں آپ اس کو بھیجئے جس کے رشتہ دار
زیادہ ہوں۔ آپ نے عثمانؓ کو بلوایا۔ اور ان کو مکہ کے مسلمانوں کی طرف بھیجا۔ حضرت عثمان سوار ہو کر چ
یہاں تک مشرکین کے لشکر کے پاس پہنچ گئے۔ ان لوگوں نے آپ سے سختی اور بدکلامی شروع کی۔ پھر ان کے چچ
زاد بھائی ابان بن سعید بن عاص نے پناہ دی۔ اور زین پر سوار کیا اور خود اُن کے پیچھے سوار ہوا جب مک
پہنچا کہا اے بھائی طواف کر لو۔ حضرت عثمانؓ نے کہا اے برادر ہمارے ایک صاحب ہیں۔ ہم اُنہیں کی پیر
کرتے ہیں۔ اور اپنی طرف سے کوئی نئی بات نہیں کرتے۔ ابان نے کہا تم اس قدر اونچا ازار کیوں باندھتے ہو
لٹکا دو۔ آپ کا ازار نصف پنڈلی تک تھا۔ آپ نے کہا۔ اسی طرح ہمارے ساتھیوں کے ازار ہیں۔ پھر مکہ میں
جتنے مسلمان گرفتار تھے۔ ایک ایک کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچا دیا۔

ایاس بن سلمہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمانؓ کی طرف سے اپنا ایک
ہاتھ دوسرے پر رکھ کر بیعت کی۔ لوگوں نے کہا۔ ابو عبداللہ (عثمان غنی کی کنیت ہے) کو خانہ کعبہ کا طواف
کے ساتھ مبارک ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر زمانہ دراز تک وہ وہاں رہیں۔ لیکن جب تک میں
طواف کر لوں۔ وہ طواف نہ کریں گے۔

واقعہ حدیبیہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کو پیغام صلح اور مسلمانوں کی تسکین دہی کے واسطے
روانہ کیا۔ اس وقت حضرت عثمانؓ کے قتل کی خبر مشہور ہو گئی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑنے مرنے کی بیعت لی
اور اپنا ایک ہاتھ حضرت عثمان کی طرف سے اُٹھا کر کہا یہ میرا ہاتھ ہے۔ اور یہ عثمانؓ کا ہاتھ ہے اور حضرت عثمان کی
طرف سے بیعت کی۔ یہ حضرت عثمانؓ کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ اور اسی وجہ سے وہ بیعت رضوان میں داخل ہیں

ابن عمر سے مروی ہے کہ حضرت عثمانؓ بیعت رضوان میں اس وجہ سے نہیں شریک ہوئے۔ کہ مکہ میں ان سے
زیادہ کوئی صاحب عزت نہ تھا۔ اس لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مکہ روانہ کیا اور بیعت رضوان
اُن کے جانے کے بعد ہوئی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے داہنے ہاتھ کی طرف اشارہ کیا اور دوسرے ہاتھ
ہاتھ مار کر کہا یہ عثمانؓ کی بیعت ہے۔

جب حضرت رقیہ کا انتقال ہو گیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بہت غمگین ہوئے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے اپنی دوسری صاحبزادی اُم کلثوم کو آپ کی زوجیت میں دے دیا۔ اور یہ ایسی فضیلت ہے کہ ان کے سوا
اور کسی کو کبھی نہ میسر ہوئی۔

حاکم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمانؓ سے ملے۔ اُن کو غمگین پایا
پوچھا۔ کہ اے عثمانؓ تمہارا کیا حال ہے۔ عثمانؓ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ میرے برابر اور کسی کو مصیبت
نہ پہنچی ہو گی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کی وفات ہو گئی اور میرے اور آپ کے درمیان دامادی کا رشتہ
ہمیشہ کے لئے منقطع ہو گیا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عثمانؓ تم یہ کہہ رہے ہو۔ اور جبرئیل میر

پاس خدا کی طرف سے یہ حکم لائے ہیں۔ کہ ان کی بہین اُم کلثوم کا عقد حضرت رقیہ کے مہر و عدت پر کر دوں۔ پھر آپ نے اُم کلثوم کا نکاح حضرت عثمانؓ کے ساتھ کر دیا۔ اور دوسری روایتوں میں بجائے عدت کے حسن صحبت ہے۔

جب ام کلثوم کا انتقال ہو گیا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ عثمانؓ کا نکاح کر دو۔ اگر میرے تین اور لڑکیاں ہوتیں۔ تو میں یکے بعد دیگرے برابر ان کو دیتا جاتا۔

ریاض میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ انہوں نے کہا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ اگر میرے ہاں چالیس لڑکیاں ہوتیں۔ تو میں یکے بعد دیگرے عثمان کی زوجیت میں دیتا جاتا۔ یہاں تک کہ ایک بھی باقی نہ رہتی۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جیش العسرۃ کی تیاری کے واسطے رغبت دلائی۔ اس میں آپ کا حصہ سب سے زیادہ اور کامل رہا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یوم الدار (محاصرہ کے دن) میں بیان کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی طرف دیکھ کر کہا کون شخص ان لوگوں (جیش العسرۃ) کو سامان دیتا ہے۔ خدا اس کو بخش دے۔ میں نے ان سب کو سامان دیا۔ یہاں تک کہ کسی کو رسی دمہار کی کمی نہ رہی۔ لوگوں نے کہا ہاں۔ یہ حدیث احنف بن قیس اور ابو عبدالرحمن اور ابو سلمہ بن عبدالرحمن وغیرہم سے مروی ہے۔ بعض طریق اس کے بخاری و ترمذی میں اور بعض نسائی وغیرہ میں مذکور ہیں۔

عبدالرحمن ابن خباب سے اسی قصہ میں مروی ہے کہ انہوں نے کہا۔ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ ممبر سے اُتر رہے تھے۔ اور کہہ رہے تھے۔ کہ عثمانؓ جو کچھ اس کے بعد کریں۔ اُن پر کچھ حرج نہیں۔ حضرت عثمان جو کچھ اس کے بعد کریں۔ اُن پر کوئی حرج نہیں۔

عبدالرحمن بن سمرہ سے اسی قصہ میں مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ فرمایا کہ عثمانؓ آج کے بعد جو کچھ کریں۔ ان کو کچھ نقصان نہ پہنچائے گا۔ ترمذی نے اس کو نقل کیا ہے۔ آپ نے بیر رومہ کو خدا کی راہ میں وقف کیا۔ آپ نے یوم الدار کے خطبہ میں بیان کیا کہ خدا کا واسطہ دے کر تم سے پوچھتا ہوں۔ کیا تم جانتے ہو کہ بیر رومہ سے کوئی شخص بلا قیمت پانی نہیں پی سکتا تھا۔ پھر میں نے اس کو خرید کر وقف کر دیا۔ امیر و غریب اور مسافر سب اس سے سیراب ہوتے ہیں۔ لوگوں نے کہا ہاں۔ احنف بن قیس اور ابو سلمہ اور ابو عبدالرحمن سلمی وغیرہم نے اس کی روایت کی ہے۔ اور اس کی بعض روائتیں بخاری میں مذکور ہیں۔

آپ نے مسجد نبوی کو کشادہ کیا۔ آپ نے یوم الدار کے خطبہ میں بیان کیا۔ کہ تم کو خدا کی قسم دلاتا ہوں۔ کہ کیا تم جانتے ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کون شخص ہے جو فلاں قبیلہ کے مویشی خانہ کو مول لے۔ تاکہ خدا اس کو بخش دے۔ میں نے اس کو بیس یا پچیس ہزار میں خریدا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی۔ آپ نے کہا۔ اس زمین کو ہماری مسجد میں شریک کر دو۔ اس کا ثواب تم کو ہو گا۔ احنف بن قیس اور ابو سلمہ اور ابو عبدالرحمن سلمی نے اس کی روایت کی ہے۔

غزوہ تبوک میں سخت فاقہ کشی کی نوبت آگئی۔ اور آپ نے اس کو دُور کیا۔

سالم بن عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے۔کہ انہوں نے ایک طول طویل حدیث میں بیان کیا کہ حضرت عثمانؓ
نے جیش عسرہ کو سامان دیا۔رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک میں لڑ رہے تھے۔جتنی بھوک پیاس ا
سواری کی تکلیف اس غزوہ میں ہوئی۔اُتنی کسی اور غزوہ میں نہیں ہوئی۔حضرت عثمانؓ کو یہ حال معلوم ہو
آپ نے کھانا اور نان خورش رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے حال کے مناسب سامان خریدا۔ا
اس کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ کیا۔آنحضرت نے دیکھا کہ سامنے سے تاریکی چھا گ
آپ نے فرمایا تم لوگوں کے واسطے بہتری آگئی اور اونٹ بٹھائے گئے۔اور جو کچھ سامان ان پر لدا تھا۔اُتا
گیا۔آپ نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا کر کہا میں عثمان سے راضی ہو گیا۔اے خدا تو بھی راض
ہو جا۔تین مرتبہ اس فقرہ کو ارشاد فرمایا۔پھر صحابہ سے کہا کہ عثمانؓ کے واسطے دعا کرو۔اور آپ نے اور سب
صحابہ نے حضرت عثمان کے واسطے دعا کی۔

آپ اکثر وحی اور اُن اسماء الٰہی کو لکھتے تھے۔جن کا ظاہر کرنا مقصود نہ ہوتا۔ریاض میں عائشہ صدیقہ رض
اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا۔بخدا حضرت عثمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوتے۔ا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی۔بحالیکہ آپ میرے اوپر اپنی پشت سے سہارا لگائے ہوتے تھ
اور حضرت عثمانؓ سے کہتے۔کہ لکھو۔ریاض میں شہادت عثمان غنی کے واقعہ میں منقول ہے کہ جب باغیوں
آپ کا ہاتھ کاٹا۔آپ نے فرمایا۔یہ پہلا ہاتھ ہے۔جس نے سور مفصّل کو لکھا۔میں کہتا ہوں مفصّل کو پہلا
وجہ سے خاص کیا کہ یہی سب سے پہلے نازل ہوئیں۔

آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ کے لئے حلوا پکایا۔اور اس طریقہ
اُن لوگوں کے دلوں کو اپنی دعا کے لئے مائل کیا۔

ریاض میں لیث بن ابی سالم سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا سب سے پہلے مسلمانوں میں جس نے
پکایا۔وہ حضرت عثمانؓ بن عفان ہے۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس اونٹوں پر آٹا اور شہد لد کر آ
آپ نے حلوا پکا کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اُم سلمہ کے مکان پر بھیجا۔جب رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم آئے۔اُم سلمہ نے آپ کے سامنے پیش کیا۔آپ نے اس کو پسند کیا اور پوچھا کس نے بھیجا۔انہو
نے کہا۔عثمانؓ نے۔آپ نے فرمایا۔اے اللہ عثمانؓ تیری رضا چاہتا ہے۔تو اس سے راضی ہو جا۔

عبداللہ بن سلام سے مروی ہے کہ اناج کا قافلہ آیا۔اُس میں حضرت عثمانؓ کے بھی اونٹ تھے۔اُن پر عم
گیہوں کا آٹا اور گھی اور شہد لدا تھا۔عثمانؓ اُس کو لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔آپ نے برکت کی
دُعا دی۔حضرت عثمان نے ایک دیگ آگ پر چڑھوائی۔اور اُس میں شہد اور آٹا اور گھی ڈال کر گھوٹا۔جب
تیار ہو گیا۔دیگ کو نیچے اتار لیا۔رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔کھاؤ۔فارس کے لوگ اسی کو خبیص
(یعنی حلوا) کہتے ہیں۔

ایک وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں سخت فاقوں کی نوبت آئی۔آپ نے اس کے دور کر
میں پوری کوشش کی۔

ریاض نضرہ میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا۔ چار دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں پر بے آب و دانہ گذر گئے۔ یہاں تک کہ ہمارے بچے بھوک سے رونے لگے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور پوچھا۔ اے عائشہ میرے بعد تم کو کچھ ملا۔ میں نے کہا اگر خدا آپ کے ہاتھ سے نہ دلائے۔ تو مجھ کو کہاں سے مل سکتا ہے۔ آپ نے وضو کیا اور تسبیح کرتے ہوئے نکل گئے۔ کبھی یہاں نماز پڑھتے۔ اور کبھی وہاں اور خدا سے دعا کرتے۔ وہ کہتی ہیں کہ عثمانؓ تیسرے پہر کو آئے۔ اور انہوں نے اندر آنے کی اجازت چاہی میں نے چاہا کہ ان کو منع کر دوں۔ پھر میں نے کہا۔ وہ مالدار صحابہ میں سے ہیں۔ شاید خدا نے ان کو اسی واسطے بھیجا ہو کہ اُن کے ذریعہ سے نفع پہنچائے اور میں نے اجازت دے دی۔ انہوں نے پوچھا۔ اے ماں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں۔ میں نے کہا اے میرے بیٹے محمدؐ کے گھر والوں نے چار دن سے کچھ نہیں کھایا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھوک سے پریشان آئے۔ اس کے بعد عائشہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا سوال اور اپنا جواب بیان کیا۔ راوی کہتا ہے۔ حضرت عثمان بن عفان رو پڑے اور کہا بُرا ہو دنیا کا۔ پھر کہا یا ام المومنین تم کو زیب نہیں ہے۔ کہ تمہارے اوپر یہ مصیبت نازل ہو اور تم مجھ سے یا عبد الرحمٰن بن عوف اور ثابت بن قیس وغیرہ مال داروں سے ذکر نہ کرو۔ پھر وہ چلے گئے۔ اور آٹا۔ گیہوں۔ خرمے اونٹوں پر لدوائے۔ اور کھال اُتاری ہوئی بکری اور تین سو درہم ایک تھیلی میں بند کر کے بھجوا دیئے۔ اور کہا تم کھاؤ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے رکھ چھوڑو۔ یہاں تک کہ وہ آجائیں۔ پھر حضرت عثمانؓ نے مجھ کو قسم دلائی کہ جب کبھی ضرورت پیش آوے۔ مجھ کو خبر کرنا۔ عائشہؓ کہتی ہیں۔ اس کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آئے۔ اور پوچھا میرے بعد تم کو کچھ ملا۔ میں نے کہا۔ یا رسول اللہ آپ جانتے ہیں کہ آپ خدا سے دُعا کرنے گئے تھے۔ اور خدا آپ کی دُعا رد نہیں کرتا۔ آپ نے پوچھا کیا ملا۔ میں نے کہا اتنے اونٹ آٹا اور اتنے اونٹ گیہوں اور اتنے اونٹ۔ خرمے اور تین سو درہم کی ایک تھیلی اور ایک پوست اُتاری ہوئی بکری اور بہت سی روٹیاں اور بھونا ہوا گوشت۔ آپ نے پوچھا کس سے۔ میں نے کہا۔ عثمان بن عفان سے۔ اور عائشہ نے کہا۔ عثمانؓ روئے۔ اور دنیا کو بُرا بھلا کہا اور مجھ کو قسم دلائی۔ کہ جب کبھی ایسی حالت پیش آوے۔ اُن سے ضرور خبر کروں۔ آپ کھڑے کھڑے مسجد چلے گئے۔ اور ہاتھ اٹھا کر دُعا کی کہ میں عثمان سے راضی ہو گیا تو بھی اُس سے راضی ہو جا۔ اے خدا میں عثمانؓ سے راضی ہو گیا تو بھی اس سے راضی ہو جا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان کے لئے اکثر اوقات دعا کی۔ اور اس بارے میں بہت کوشش کی۔

ریاض میں ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اول لیل سے صبح تک دیکھا کہ آپ عثمان بن عفان کے واسطے دعا کرتے۔ اور کہتے رہے کہ اے خدا میں ان سے راضی ہو گیا تو بھی راضی ہو جا۔

یوسف بن سہل بن یوسف نے اپنے والد سے انہوں نے اُن کے دادا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں بیان کیا کہ اے خدا تو عثمان بن عفان سے راضی ہو جا۔

جابر بن عطیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا۔ اے

عثمان خدا نے تم کو بخش دیا۔ جو کچھ تم نے پہلے کیا اور جو بعد میں کرو گے۔ اور جو تم نے چھپا کر کیا۔ اور جو تم نے ظاہر میں کیا۔ اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے۔ اس کو بغوی نے اپنے معجم میں بیان کیا ہے۔ اور ابن غرفہ عبدی نے بھی اس کی تخریج ہے اور انہوں نے اتنا اور زیادہ نقل کیا ہے کہ وماکان وما ھو کائن۔ یعنی جو کچھ ہو چکا۔ اور جو آئندہ ہونے والا ہے۔

اللہ تعالےٰ نے ذی النورین رضؓ کو اعمال مقربہ سے پورا حصہ عنایت کیا تھا۔

آپ نے قرآن شریف کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یاد کر لیا تھا۔ اور آپ کا حافظہ بہت قوی تھا۔ ریاض میں ابو ثور فہمی کے واسطہ سے عثمان رضؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا۔ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قرآن شریف یاد کر لیا تھا۔

ابو عمر نے محمد بن سیرین اور عثمان بن عبد الرحمٰن تیمی وغیرہما سے روایت کی ہے۔ کہ عثمان رضؓ تمام رات ایک رکعت میں کھڑے قرآن پڑھا کرتے۔

طہارت کے معاملہ میں بہت کوشش کرتے تھے۔ اور وضو کا طریقہ اور اس کے فضائل رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال سے حاصل کئے جیسا کہ صحیحین میں عثمان سے حمران اور جماعۃ کی روایت سے مروی ہے۔ مسلم نے اس حدیث کو بعض روایتوں میں بیان کیا ہے کہ ابن شہاب نے کہا علماء کہتے تھے۔ یہ وضو تمام وضوؤں سے زیادہ کامل ہے جس کو کوئی نماز کے واسطے کرے۔ اور بعض روایتوں میں ہے کہ حمران بن ابان نے کہا۔ میں حضرت عثمان رضؓ کے واسطے پانی رکھتا تھا۔ آپ بہت کم پانی صرف کرتے تھے۔

آپ روزہ و نماز کے بہت مشتاق تھے۔

عثمان رضؓ کی لونڈی سے مروی ہے کہ اس نے کہا آپ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔

زبیر بن عبد اللہ نے اپنی دادی سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے کہا حضرت عثمان رضؓ صائم الدہر قائم اللیل تھے صرف اول شب میں تھوڑی دیر سوتے تھے۔

صدقہ میں آپ کا مرتبہ بہت بلند تھا۔ ابن عباس نے اُن کے صدقہ کا ایک عجیب ماجرا بیان کیا ہے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا ایک سال ابو بکر صدیق کے زمانہ میں قحط پڑا حضرت ابو بکر رضؓ نے کہا صبح ہوتے ہی تمہاری تکلیف دفع ہو جائیگی۔ جب صبح ہوئی۔ ایک شخص نے ابو بکر صدیق کو خبر دی۔ کہ عثمان کے ہزار اونٹ گیہوں اور غلہ سے لدے ہوئے آئے ہیں۔ تجار حضرت عثمان رضؓ کے دروازے پر پہنچے۔ اور دروازہ کھٹ کھٹایا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک چادر اوڑھے جس کے دونوں کنارے کندھوں پر ڈالے تھے آئے اور پوچھا کیا چاہتے ہو۔ ان لوگوں نے کہا۔ ہمیں معلوم ہوا ہے۔ کہ تمہارے ہزار اونٹ غلہ سے بھرے آئے ہیں آپ ہمارے ہاتھ فروخت کر ڈالئے۔ تاکہ فقراء مدینہ پر کشادگی کر دیں۔ حضرت عثمان رضؓ نے ان لوگوں سے کہا۔ اندر چلے آؤ۔ وہ لوگ اندر چلے گئے۔ اتنے میں ہزار اونٹ کا غلہ آپ کے گھر میں گرایا گیا۔ آپ نے کہا۔ تم لوگ شام کی خرید پر کتنا نفع دو گے۔ تاجروں نے کہا۔ دس کے بارہ۔ آپ نے کہا اور لوگ زیادہ دیتے ہیں تاجروں نے کہا ہم دس کے چودہ دیں گے۔ آپ نے کہا مجھ کو اس سے زیادہ ملتے ہیں۔ ان لوگوں نے کہا۔ ہم دس کے پندرہ

دیں گے۔آپ نے کہا مجھ کو اس سے زیادہ ملتے ہیں۔ان لوگوں نے کہا وہ زیادہ دینے والا کون ہے۔مدینہ میں تجارت
کرنے والے تو ہم ہی لوگ ہیں۔آپ نے کہا۔مجھ کو ہر درہم کے بدلہ میں دس دیتے ہیں۔دو کیا تم اس سے زیادہ کر
سکتے ہو؟۔اُن لوگوں نے کہا نہیں۔آپ نے کہا اے تاجرو میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ یہ مدینہ کے محتاجوں پر صدقہ کرتا ہوں
عبداللہ کہتے ہیں۔میں رات کو سو رہا تھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔آپ ایک عمدہ خچر
پر سوار جلد از جلد جا رہے ہیں اور آپ ایک نور کا حلہ پہنے ہیں۔اور ایک نور کی چھڑی آپ کے دست مبارک میں
ہے۔اور جوتے کے تسمے نور کے ہیں۔میں نے کہا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان۔میں آپ کا بہت مشتاق
ہوں۔آپ نے فرمایا۔میں عجلت میں ہوں۔اس وجہ سے کہ عثمان غنی نے ہزار اونٹ غلہ صدقہ کیا ہے۔اور خدا نے
اُن کا صدقہ قبول کر لیا۔اس کے عوض میں جنت میں ان کی شادی کی ہے۔میں اُن کی شادی میں شرکت کرنے جا رہا ہوں
(غلام آزاد کرنے میں آپ کا پایہ بہت بلند تھا۔)
ریاض میں حضرت عثمان رضؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا جب سے میں مسلمان ہوا ہوں کوئی جمعہ ایسا نہیں
گذرا کہ میں نے غلام نہ آزاد کیا ہو۔اگر ایک جمعہ نہ ملتا۔تو دوسرے جمعہ میں دو غلام آزاد کر دیتا۔
(آپ حج وعمرہ ادا کرنے میں سب پر بازی لے گئے۔)
امام مالک نے بیان کیا ہے۔کہ حضرت عثمان اکثر عمرہ کرنے جاتے۔اور مکان پر واپس آکر پالان اُتارتے۔
(آپ صلہ رحمی میں اپنے ہمسروں سے بڑھ کر تھے۔)
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تعجب سے کہتی ہیں۔کیا باغیوں نے ان کو شہید کر ڈالا۔حالانکہ وہ سب سے
زیادہ صلہ رحم کرنے والے اور خدا سے ڈرنے والے تھے۔ابو عمر نے اس کو بیان کیا ہے۔اور حضرت علی ابن طالب نے
بھی ایسا ہی کہا ہے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو احوال عالیہ سے مشرف کیا تھا۔
(**خوف**) مشکوٰۃ میں عثمان سے مروی ہے۔کہ جب وہ قبر پر کھڑے ہوتے اس قدر روتے کہ آپ کی ڈاڑھی
اشکوں سے تر ہو جاتی۔لوگوں نے آپ سے دریافت کیا۔آپ دوزخ وجنت کے ذکر سے اس قدر نہیں روتے
جتنا کہ اس سے روتے ہیں۔آپ نے کہا۔رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔کہ قبر پہلی منزل ہے اگر
اس سے نجات پا گیا۔تو اس کے بعد بھی آسانی ہے۔اور اگر اس سے نہ نجات پائی۔تو اس کے بعد اس سے زیادہ سختی ہے
آپ نے فرمایا۔رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔کہ میں نے قبر سے زیادہ کسی مقام کو ہیبت ناک
نہیں دیکھا۔ترمذی وابن ماجہ نے اس کی روایت کی ہے۔
ریاض میں ابو الفضرات سے مروی ہے۔کہ عثمان رضؓ نے اپنے ایک غلام سے کہا۔میں نے ایک مرتبہ تیری
گوش مالی کی تھی۔تو بھی مجھ سے بدلہ لے لے۔اس نے آپ کا کان پکڑا۔آپ نے کہا زور سے مل۔دنیا کا
قصاص آخرت کے قصاص سے بہت اچھا ہے۔
آپ سے مروی ہے۔کہ کہا اگر میں دوزخ وجنت کے درمیان ہوں۔اور مجھے نہ معلوم ہو۔کہ میرے
واسطے ان میں سے کس کا حکم دیا جاوے گا۔تو میں اُس کا حال معلوم ہونے سے پہلے ہی راکھ ہو جانے کو پسند کرونگا
(**دنیا کی خواہشوں سے الگ ہونا**) شرحبیل بن مسلم سے مروی ہے۔کہ حضرت عثمان

لوگوں کو امیروں کا ایسا کھانا کھلاتے تھے۔ اور خود سرکہ و روغن زیتون کھاتے تھے۔

عبداللہ بن شداد سے مروی ہے۔ کہ انہوں نے کہا۔ میں نے حضرت عثمانؓ کو جمعہ کے دن دیکھا آپ خطبہ پڑھ رہے تھے۔ (اس وقت آپ امیرالمومنین تھے) اور آپ ایسے کپڑے پہنے تھے۔ جن کی قیمت چار یا پانچ درہم ہوگی۔

حضرت حسن سے ایک آدمی نے پوچھا۔ عثمانؓ کی چادر کیسی تھی۔ انہوں نے کہا۔ قطری (ایک جگہ کا نام ہے۔ جس کی طرف منسوب ہے۔) اس نے پوچھا اس کی کیا قیمت ہوگی۔ حسن نے کہا آٹھ درہم۔ اس نے پوچھا کرتہ کیسا تھا۔ حسن نے کہا لمبا۔ اُس نے پوچھا۔ اس کی کیا قیمت ہوگی۔ حسن نے کہا۔ آٹھ درہم۔ اور حسن نے بیان کیا کہ آپ کی جوتیاں ایڑی دار بیچ سے پتلی تھیں۔ اس میں آگے دو تسمے تھے۔ یہ تینوں حدیثیں ریاض میں مذکور ہیں۔

(**ورع**) حماد بن زید سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا۔ خدا امیرالمومنین حضرت عثمانؓ پر رحم کرے۔ آپ کچھ اوپر چالیس رات قید رہے۔ لیکن آپ کی زبان سے کوئی ایسا کلمہ نہ نکلا جس میں باغیوں کو حجت کا موقع ملتا۔ یہ حدیث ریاض میں مذکور ہے۔

(**تواضع**) ریاض میں حسن سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا۔ میں نے حضرت عثمانؓ کو مسجد میں چادر سر کے نیچے رکھے سوتے دیکھا ہے۔ لوگ آپ کے پاس آ آکر بیٹھتے جاتے۔ اور آپ بھی بیٹھتے۔ معلوم ہوتا گویا انہی میں سے ایک شخص ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ میں نے حضرت عثمانؓ کو مسجد نبوی میں لحاف اوڑھے سوتے دیکھا ہے۔ آپ کے گرد کوئی نہ ہوتا تھا۔ حالانکہ آپ امیرالمومنین تھے۔

روایت میں ہے کہ میں نے حضرت عثمان کو دیکھا کہ آپ قیلولہ کرکے اٹھتے اور چٹائی کا نشان آپ کے پہلو میں ہوتا۔ اور لوگ کہتے۔ یہ امیرالمومنین ہیں۔

علقمہ بن وقاص سے مروی ہے کہ عثمانؓ خطبہ بیان کر رہے تھے۔ کہ عمرو بن عاص نے آپ کے پاس کھڑے ہوکر کہا کہ تم لوگوں کی وجہ سے ہلاکت میں مبتلا ہوگئے۔ اور لوگ تمہاری وجہ سے تم بھی خدا سے توبہ کرو۔ اور وہ لوگ بھی توبہ کریں۔ حضرت عثمانؓ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا۔ نابالغہ کے لڑکے تم یہاں موجود ہو۔ پھر آپ قبلہ رُخ ہوئے۔ اور ہاتھ اُٹھا کر کہا۔ اے خدا میں سب سے پہلے تیری طرف توبہ کرتا ہوں۔

(**رعیت پر شفقت**) ریاض میں سلیمان بن موسیٰ سے مروی کہ عثمان بن عفان ایسے لوگوں کی طرف بلائے گئے۔ جو بُرا کام کر رہے تھے۔ جب آپ اُن کی طرف گئے۔ دیکھا کہ وہ لوگ بھاگ گئے۔ آپ نے خدا کا شکر ادا کیا کہ ان کو نہ پایا اور ایک غلام آزاد کیا۔

(**حسن معاشرت**) ریاض میں زبیر بن عبداللہ کی دادی یعنی حضرت عثمانؓ کی لونڈی سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا۔ عثمان رات کو اپنے گھر میں کسی کو نہ جگاتے۔ اگر کوئی جاگتا ہوتا تو اس کو بلا کر پانی منگا لیتے۔

(**ادب**) ریاض میں ابو ثور فہمی سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا۔ میں حضرت عثمان کے پاس گیا۔ جب میں اُن کے پاس سے باہر آیا۔ دیکھا کہ اہل مصر کا وفد لوٹ آیا ہے۔ پھر میں حضرت عثمان کے پاس چلا گیا۔ اور اُن

سے اطلاع کی۔ آپ نے پوچھا۔ تم نے ان کو کس حال میں دیکھا۔ میں نے کہا۔ اُن کے چہروں سے شر کے آثار نمایاں ہیں اور ابن عدس بلوی ان کا افسر ہے۔ (یہ کہہ کر میں باہر چلا آیا۔ دیکھا کہ) ابن عدس بلوی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر چڑھا۔ اور ان لوگوں کو جمعہ کی نماز پڑھائی۔ اور خطبہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کی منقصت بیان کی۔ میں نے جاکر عثمانؓ کو خبر کی۔ آپ نے کہا۔ بخدا ابن عدس جھوٹ کہتا ہے۔ اگر وہ نہ کہتا تو میں بھی نہ بیان کرتا۔ سنو بخدا میں اسلام میں چوتھا شخص ہوں۔ (یعنی تین آدمیوں کے بعد میں نے اسلام قبول کیا) اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک بیٹی کا مجھ سے عقد کیا۔ جب ان کا انتقال ہوگیا۔ تو آپ نے دوسری بیٹی کا نکاح میرے ساتھ کردیا۔ میں نے جاہلیت و اسلام میں کبھی زنا و چوری نہیں کی۔ اور جب سے مسلمان ہوا۔ نہ کبھی گایا اور نہ کبھی آرزو کی۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جس دن سے بیعت کی۔ داہنے ہاتھ سے کبھی شرمگاہ کو نہیں چھوا۔ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قرآن شریف یاد کرلیا تھا۔ اور جب سے مسلمان ہوا۔ ہر جمعہ کو غلام آزاد کرتا ہوں۔ اگر کسی جمعہ میں نہ ملا۔ تو دوسرے جمعہ میں دو آزاد کردیتا ہوں۔

(صبر) ریاض میں عبد الرحمٰن بن مہدی سے مروی ہے۔ کہ عثمانؓ میں دو چیزیں ایسی تھیں۔ جو ابوبکرؓ و عمرؓ میں نہ تھیں۔ ایک آپ کا صبر یہاں تک کہ آپ مظلوم شہید ہوئے۔ دوسرے سب لوگوں کا ایک مصحف پر متفق کردینا۔

آپ کے وہ مقامات جن کے اثبات پر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے تصریح کی ہے۔

(حیاء) مسلم نے عائشہؓ کی روایت سے ایک قصہ میں نقل کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا میں اس شخص (یعنی عثمان) سے شرم نہ کروں۔ جس سے ملائکہ شرم کرتے ہیں۔ ایک طویل حدیث میں جس میں بہت سے صحابہ کے مناقب ہیں۔ عثمانؓ کے بارے میں آیا ہے کہ سب سے زیادہ سچے حیادار عثمان ہیں۔ اور حیا کے معنی اس جگہ یہ ہیں کہ طبیعت و قلب کا نور ایمان کے مطیع ہوجانا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول حضرت عثمانؓ کے اعمال میں نمایاں نظر آتا ہے۔ کیونکہ جب کبھی غضب و خواہش کے جوش کا وقت آیا۔ یا کوئی فتنہ کھڑا ہوا۔ آپ اُن کے نافذ کرنے سے باز رہے۔ اور یہ بات جوش و خروش پر نور ایمانی کے غالب آنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اور اس مضمون کو شارع علیہ السلام نے حیا سے تعبیر کیا ہے۔

شہادت۔ عثمان سے یوم الدار کے خطبہ میں متعدد طریقوں سے مروی ہے کہ آپ نے لوگوں کو خدا کی قسم دلاکر پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ جب کوہ حراء ہلنے لگا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے حراء ثابت رہ کیونکہ تجھ پر سوا نبی اور صدیق اور شہید کے کوئی نہیں ہے۔ اس کو ناقلین خطبہ یعنی ابو سلمہ اور ابو عبد الرحمٰن سلمی اور ثمامہ بن حزن قشیری وغیرہم اور صحابہ کی ایک جماعت نے نقل کیا ہے۔

آپ کا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا رفیق و کفو ہونا!

حاکم نے زید بن اسلم سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے کہا عثمانؓ جس دن موضع

الجنائز میں محصور ہوئے کہا - اے طلحہ - میں تم کو قسم دے کر پوچھتا ہوں - کیا تم کو یاد ہے کہ میں اور تم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فلاں مقام پر تھے - اور میرے اور تمہارے سوا اور کوئی آپ کے ساتھ نہ تھا - اور آپ نے فرمایا تھا کہ اے طلحہ ہر نبی کے ساتھ اس کی امت سے جنت میں اس کا رفیق ہوگا - اور عثمان میرے رفیق ہیں - اور میرے ساتھ جنت میں ہوں گے - طلحہ نے کہا ہاں - حاکم نے اس حدیث کو صحیح کیا ہے -

یہاں رفیق سے مراد وہ شخص ہے - جو اعمال مقربہ و اخلاق مرضیہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ ہو - جو آریت کا مدار معرکوں میں پوری مدد کرنے پر ہے - اور رفاقت کا مدار اعمال و اخلاق کی موافقت پر -

حاکم نے محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان سے انہوں نے مطلب بن عبداللہ سے انہوں نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے - کہ انہوں نے کہا میں رقیہ کے پاس گیا - اور اس حدیث کی روایت وہب بن منبہ کے طریقہ سے ابوہریرہ سے یوں ہے کہ انہوں نے کہا میں رقیہ کے پاس گیا - ان کے ہاتھ میں کنگھی تھی - انہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ابھی میرے پاس سے گئے ہیں - میں نے آنحضرت کے بالوں میں کنگھی کی - آپ نے پوچھا عثمان کا برتاؤ کیسا ہے - میں نے کہا اچھا ہے - آپ نے کہا ان کی بزرگی کیا کرو - وہ اخلاق میں سب صحابہ سے زیادہ مجھ سے مشابہ ہیں - اس حدیث میں ایک ظاہری اشکال ہے - وہ یہ کہ ابوہریرہ خیبر کے بعد آئے ہیں اور رقیہ کا انتقال فتح بدر سے پہلے ہو چکا تھا - لیکن اس حدیث کی اصل ہے - جو متعدد طریقوں سے مروی ہے - حاکم نے کہا - بس میں شک نہیں کہ ابوہریرہ نے اس حدیث کو کسی اگلے صحابی سے نقل کیا ہے - جو رقیہ کے پاس گئے تھے لیکن میں نے پوری کوشش کی پھر بھی مجھے اس وقت اس کا پتہ نہ معلوم ہوا -

میں کہتا ہوں اور دوسری حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عثمانؓ کے پاس کھڑے ہو کر بغل گیر ہوئے اور کہا یہ میرے کفو ہیں - کفو کے بھی وہی معنی ہیں - جو رفیق کے ہیں -

عثمان خدا اور رسول کو دوست رکھتے تھے اور خدا و رسول عثمان کو دوست رکھتا تھا

حاکم نے ابن عباس سے انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی اُم کلثوم سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ میرا شوہر بہتر ہے - یا فاطمہ کا - راوی کہتا ہے - آپ نے کچھ دیر سکوت کیا - اس کے بعد کہا تمہارا شوہر اُن لوگوں میں سے ہے - جو خدا اور رسول کو دوست رکھتے ہیں - اور خدا اور رسول ان کو دوست رکھتا ہے - وہ چلی گئیں - آپ نے کہا یہاں آؤ - میں نے کیا کہا - انہوں نے کہا آپ نے میرے شوہر کے حق میں کہا کہ وہ ان لوگوں میں سے ہیں - جو خدا اور رسول کو دوست رکھتے ہیں - اور خدا اور رسول اُن کو دوست رکھتا ہے - آپ نے کہا ہاں - اور تم سے اس سے زیادہ بیان کرتا ہوں - کہ میں جنت میں داخل ہوا اور ان کے مکان کو دیکھا - اور اپنے صحابہ میں سے کسی کو ایسا نہیں دیکھا کہ اس کا مکان ان کے مکان سے بلند ہو - میں کہتا ہوں یہ بلوے پر صبر کرنے کا ثواب ہے -

حاصل کلام - رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے واسطے ان کے مقامات کے اثبات کی تصریح کی ہے - اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصریح اسی وجہ سے تھی - کہ یہ اوصاف آپ کے نفس میں راسخ ہو گئے

تھے۔ اور آپ بالکل اُن اوصاف میں سر سے پیر تک ڈوبے ہوئے تھے۔ جیسا کہ آپ کے روزمرّہ کے واقعات اُس کی کافی شہادت دے رہے ہیں۔

آپ کے کرامات - ریاض میں مروی ہے کہ ایک آدمی آپ کے پاس آیا۔ اُس نے ایک اجنبی عورت پر نظر ڈالی تھی۔ جب آپ نے اس کو دیکھا فرمایا کہ تم میرے پاس اس حالت سے آتے ہو کہ تمہاری آنکھوں میں زنا کے آثار موجود ہیں۔ اس آدمی نے کہا۔ کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی وحی آتی ہے۔ آپ نے کہا۔ نہیں۔ بلکہ حق بات اور سچی فراست ہے۔

نافع سے مروی ہے کہ جہجاہ غفاری نے آپ کا عصا لے کر اس کو گھٹنے سے توڑ ڈالا۔ اس کا پیر گل گیا۔

ابو قلابہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا۔ میں ایک مکان میں شام میں تھا کہ ایک آدمی کی آواز سُنی جو آگ سے واویلا کر رہا تھا۔ میں اُٹھ کر اس کے پاس گیا دیکھا کہ اس کے دونوں ہاتھ اور پیر ٹخنوں سے کٹے ہیں اور دونوں آنکھوں سے اندھا۔ منہ کے بل پڑا ہے۔ میں نے اس سے حال دریافت کیا۔ اس نے کہا میں ان لوگوں میں سے ہوں جو عثمانؓ کے گھر گھسے تھے۔ جب میں ان کے قریب گیا۔ ان کی بی بی چلانے لگی۔ میں نے اُن کے طمانچہ مارا۔ عثمانؓ نے کہا تجھے کیا ہوا ہے۔ خدا تیرے ہاتھ اور پیر کاٹے۔ اور تیری دونوں آنکھوں کو اندھا کرے۔ اور تجھ کو آگ میں ڈالے۔ مجھے بہت خوف معلوم ہوا۔ اور میں نکل کر بھاگا۔ اب میری یہ حالت ہے جو تم دیکھ رہے ہو۔ صرف آگ کی بددُعا باقی رہ گئی ہے۔ راوی کہتا ہے۔ میں نے کہا تو رحمت سے دُور ہے۔

امام مالک سے مروی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا گذر کوکب (ایک آدمی کا نام ہے) کے باغ سے ہوا۔ آپ نے کہا اس جگہ ایک نیک آدمی دفن ہوگا۔ اور آپ سب سے پہلے وہاں مدفون ہوئے۔

صواعق میں یزید بن حبیب سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا جو لوگ عثمانؓ پر چڑھ کر گئے تھے۔ ان میں سے اکثر پاگل ہو گئے۔

آپ اپنے زمانہ خلافت میں پُر اثر نصائح اور تہذیب اخلاق وغیرہ کے دقایق بیان کرتے تھے۔ ہم روضۃ الاحباب سے کچھ آپ کا حکیمانہ کلام نقل کرتے ہیں۔

آپ نے فرمایا خدا سے تجارت کرو۔ نفع پاؤ گے۔ احکام و حدود کی محافظت کرنا اور عہدوں کو پورا کرنا اور موجود پر راضی ہونا اور معدوم پر صبر کرنا شان عبودیت ہے۔ موت سے پہلے جو کچھ نیکی کرنی ہو کر لو۔ خبردار دنیا باطل ہے۔ لہٰذا تم دنیا اور شیطان کے دھوکہ سے بچو۔ دنیا کی خواہش تاریکی ہے۔ اور آخرت کی خواہش نور ہے۔ عامل سے عزل کے وقت ہدیہ قبول کرنا ویسا ہی ہے۔ جیسا کہ مقرر کرتے وقت بہترین لوگوں میں وہ ہے۔ جو پرہیز کرے اور کتاب اللہ پر عمل کرے۔ عارف کی علامت یہ ہے کہ اس کا دل اُمید و بیم میں ہو۔ اور اس کی زبان حمد و ثنا میں مشغول ہو۔ اور اس کی آنکھوں میں شرم دبکا ہو۔ اور اُس کا ارادہ ترک و رضا ہو۔ متقی کی علامت یہ ہے کہ لوگوں کو ناجی اور اپنے آپ کو ہلاکت میں جانے۔ سب سے رائیگاں وہ ہے۔ جس کو بڑی عمر ملے۔ اور وہ آخرت کا سامان نہ کرے۔ جس کے واسطے دنیا قید خانہ ہوتی ہے۔ قبر اس کے لئے راحت ہے۔ اگر تمہارے دل پاک صاف ہوتے قرآن سے نہ آسودہ ہوتے۔

آپ نے علوم دین کی جو کچھ خدمت کی۔ اُس میں سے اشاعت قرآن کے متعلق پانچ باتیں ہیں۔ ایک یہ۔ کہ لوگوں نے اپنے اپنے تلفظ وطبع زاد ترتیبوں سے قرآن اور اُس کے اجزاء کو لکھ رکھا تھا۔ آپ نے ان کو منگوا کر ہٹا دیا۔ اور شیخین کا مصحف جس کی فاروق اعظم نے سالہا سال تصحیح کی تھی۔ اُم المومنین حفصہ کے پاس سے منگوایا۔ اور اس کی چند نقلیں کرا کر اطراف عالم میں بھجوا دیں۔ اور قریش کی لغت پر لکھنے کی بہت تاکید کی۔ اور ہر طرف احکام نافذ کر دیئے۔ کہ اسی قرآن کے موافق لوگ لکھیں آپ کی اس کوشش سے اُمت کا تفرقہ اُٹھ گیا اور قرائت مشہورہ وشاذہ میں امتیاز ظاہر ہو گیا۔ اور تمام مسلمان ایک مصحف پر جمع ہو گئے۔ اگر آپ ایسا انتظام نہ کرتے۔ کتاب اللہ میں اگلی اُمتوں کا ایسا جھگڑا پیدا ہو جاتا۔

بخاری نے انس بن مالک سے روایت کی ہے۔ کہ حذیفہ بن یمان عثمان کے پاس آئے۔ یہ فتح آرمینیا وآذربائیجان میں اہل عراق کے ہمراہ شامیوں سے لڑ رہے تھے۔ حذیفہ قرائت قرآن میں مسلمانوں کا اختلاف دیکھ کر گھبرا گئے۔ اور عثمان سے کہا یا امیرالمومنین یہود ونصاریٰ کی طرح کتاب اللہ میں اختلاف کرنے سے پہلے اس اُمت کا تدارک کر لیجئے۔ عثمان نے حذیفہ کو حفصہ کے پاس کہلا کر بھیجا۔ کہ مصحف کو ہمارے پاس بھیج دو۔ ہم نقل کروا کے تمہارے پاس بھجوا دیں گے۔ حفصہ نے وہ قرآن عثمان کے پاس بھیج دیا۔ آپ نے زید بن ثابت اور عبداللہ بن زبیر اور سعید بن عاص اور عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام کو حکم دیا۔ کہ اس کی نقلیں کریں۔ اور تینوں قریشیوں (یعنی عبداللہ وسعید اور عبدالرحمٰن) سے کہا جب تمہارے اور زید کے درمیان کسی بات میں اختلاف ہو تو اس کو قریش کی زبان کے موافق لکھو۔ کیونکہ وہ انہی کی زبان میں نازل ہوا ہے۔ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ جب اس کی نقلیں کر چکے۔ آپ نے اس مصحف کو حفصہ کے پاس واپس کر دیا۔ اور نقل شدہ قرآنوں کو ہر چار طرف بھجوا دیا۔ اور حکم دیا۔ کہ اس کے سوا جو کچھ قرآن کی قسم سے ورقوں یا مصحفوں میں لکھا ہو جلا دیا جائے۔

دوسرے یہ کہ آپ نے قرار تابعین کی ایک جماعت کو قرآن سکھایا۔ اور آپ کی قرائت کا سلسلہ اس وقت تک باقی ہے شرح السنہ میں ہے۔ کہ مشہور قاریوں نے اپنی قرائتوں کو صحابہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ عبداللہ بن کثیر اور نافع نے اپنی قرات کو ابی بن کعب کی طرف اور عبداللہ بن عامر نے عثمانؓ بن عفان کی طرف اور عاصم نے علیؓ اور عبداللہ ابن مسعود اور زید کی طرف اور حمزہ نے عثمانؓ وعلیؓ کی طرف منسوب کیا ہے۔ اور ان صحابہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا تھا۔ تیسرے یہ کہ نماز میں مثل شیخین کے قرائت طویل کرتے تھے۔ تاکہ لوگ آپ سے سن کر اپنا تلفظ درست کریں۔

امام مالک بیان کرتے ہیں کہ قرافصہ بن عمیر حنفی نے کہا۔ میں نے سورہ یوسف کو عثمان رضی اللہ عنہ کے نماز فجر میں بار بار پڑھنے کی وجہ سے یاد کیا ہے۔

چوتھے یہ کہ آپ ابتدائے نزول قرآن میں اس کو لکھتے تھے۔ اس کے بعد جو کوئی آیا۔ اس نے اگلوں پر عتبار کیا۔ اور یہ آپ کے اس قول سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ پہلا ہاتھ ہے۔ جس نے سور مفصل کو لکھا۔

پانچویں یہ کہ تفسیر قرآن اور اوقات ومواقع نزول میں آپ بہت ماہر تھے۔

ترمذی نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے کہا میں نے عثمان بن عفان سے پوچھا۔ تم نے سورۂ

انفال کو جو مثانی ہے۔ اور سورۂ برائت کو جو سو آیتوں والی ہے۔ ملا دیا۔ اور دونوں کے درمیان بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں لکھا۔ اور اس کو سات بڑی سورتوں میں داخل کر دیا۔ اس کا کیا سبب ہے۔ عثمان نے کہا۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر کبھی متعدد آئتیں نازل ہوتی تھیں۔ اور آپ وحی لکھنے والوں کو بلا کر کہتے کہ ان آیتوں کو فلاں سورت میں لکھو۔ جس میں یہ یہ بیان ہے۔ اور کبھی ایک آیت نازل ہوتی۔ اور آپ کاتبوں کو بلا کر کہتے کہ اس کو فلان سورۃ میں جہاں یہ یہ بیان ہے۔ داخل کر دو۔ اور انفال اُن سورتوں میں سے ہے۔ جو پہلے پہلے مدینہ میں نازل ہوئیں۔ اور برائت سب سے آخر میں نازل ہوئی۔ اور دونوں کا بیان مشابہ تھا۔ اس لئے مجھے خیال ہوا کہ دونوں ایک ہیں۔ پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا۔ اور آپ نے مجھ سے یہ نہیں بیان کیا۔ کہ یہ اس میں سے ہے یا نہیں۔ اس لئے میں نے ان دونوں کو پاس پاس لکھ دیا۔ اور دونوں کے درمیان بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں لکھی۔ اور اس کو سبع طوال میں داخل کر دیا۔

ابوبکر بن ابی شیبہ نے محمد بن سیرین سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے کہا۔ عثمان چھت پر باغیوں کے سامنے آئے۔ اور کہا کہ کسی ایسے آدمی کو پیش کرو کہ میں اس کے ساتھ قرآن سے مقابلہ کروں۔ باغیوں نے صعصعہ بن صوحان کو پیش کیا۔ یہ جوان آدمی تھا۔ آپ نے کہا۔ تم کو سوا اس جوان کے اور کوئی نہ ملا۔ راوی کہتا ہے صعصعہ نے کچھ گفتگو شروع کی۔ آپ نے کہا۔ قرآن پڑھ۔ اس نے آیۃ اُذِنَ لِلَّذِیۡنَ یُقٰتَلُوۡنَ بِاَنَّہُمۡ ظُلِمُوۡا وَ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصۡرِہِمۡ لَقَدِیۡرُۨ۔ ان لوگوں کو جن سے قتال کیا جاتا ہے۔ اجازت دے دی گئی۔ کیونکہ وہ مظلوم ہیں۔ اور خدا ان کی مدد پر قادر ہے۔ (پڑھی۔ آپ نے کہا۔ یہ آیت تیرے اور تیرے اصحاب کے واسطے نہیں ہے۔ بلکہ میرے اور میرے اصحاب کے واسطے ہے۔ پھر آپ نے اس آیت کو وَ اِلَی اللّٰہِ عَاقِبَۃُ الۡاُمُوۡرِ تک پڑھا۔)

ابوبکر بن ابی شیبہ نے آپ کے وفد مصر کے ساتھ مناظرہ میں بیان کیا ہے۔ کہ اُن لوگوں نے کہا۔ قرآن منگوائیے۔ آپ نے قرآن منگوایا۔ اُن لوگوں نے کہا۔ سورۂ یونس کھولو۔ آپ نے اُس کو پڑھنا شروع کر دیا۔ جب آیۃ قل ارایتم ما انزل اللہ لکم من رزق فجعلتم منہ حراما وحلالا قل اللہ اذن لکم ام علی اللہ تفترون (یعنی کہو مجھ سے بتاؤ کہ خدا نے جو تمہارے لئے رزق اُتارا ہے۔ سو تم نے اس میں سے حرام و حلال کر لیا۔ کہو کیا خدا نے تم کو اجازت دی ہے۔ یا خدا پر بہتان لگاتے ہو) اُن لوگوں نے کہا بتاؤ جو تم نے چراگاہ گھیر لی ہے۔ کیا تم کو خدا نے اس کی اجازت دی ہے۔ یا خدا پر جھوٹ باندھتے ہو۔ آپ نے کہا اس آیت کو جانے دو۔ یہ آیت اس بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اور جو تم نے چراگاہ کی بابت بیان کیا۔ سو اس کا یہ جواب ہے کہ مجھ سے پہلے حضرت عمرؓ نے صدقہ کے اونٹوں کے لئے چراگاہ گھیری تھی۔ جب میں خلیفہ ہوا۔ اور صدقہ کے اونٹ زیادہ ہو گئے۔ میں نے بھی چراگاہ کو وسیع کر دیا۔ وہ لوگ آپ کو آیت آیت پر ٹوکتے جاتے اور آپ فرماتے کہ اس کو رہنے دو۔ یہ فلاں فلاں معاملہ میں نازل ہوئی ہے۔

(ترویج حدیث کے متعلق) یہ ہے۔ کہ آپ کی روایت سے ایک سو چالیس حدیثوں کے قریب معتبر کتابوں میں بڑے بڑے صحابہ و تابعین کی روایت سے لوگوں کے پاس موجود ہیں۔ اور جب چالیس حدیثوں کے یاد کرنے کا یہ مرتبہ ہے کہ ان کی وجہ سے علماء کے زمرہ میں قیامت میں اُٹھے گا۔ تو ایک سو چالیس کا کیا کہنا ہے جب

آپ خطبہ میں فضائل اعمال بیان کرتے لوگوں پر بہت اثر ہوتا تھا۔
بخاری نے ابو عبدالرحمٰن سلمی سے انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ تم میں بہترین شخص وہ ہے۔ جو قرآن سیکھے اور سکھا دے۔ راوی کہتا ہے۔ کہ ابو عبدالرحمٰن عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت سے حجاج کے زمانہ تک قرآن پڑھاتے رہے۔ اور کہتے تھے۔ اسی حدیث کی وجہ سے میں نے اس کام کو اختیار کیا۔
آپ فضائل اعمال کی حدیثوں پر عمل کرنے میں بہت کوشش کرتے۔ اور آپ کی فطرت سلیمہ اس کی موافقت کرتی تھی۔
احمدؒ نے قریش کے غلام عطاء بن فروخ سے روایت کی ہے۔ کہ عثمان نے ایک آدمی سے زمین مول لی اس کے بعد بہت دنوں تک وہ قیمت لینے نہیں آیا۔ ایک دن آپ کو راستہ میں مل گیا۔ آپ نے کہا۔ تم اپنا مال کیوں نہیں لیتے۔ اس نے کہا تو دھوکا کھا گیا جس سے میں ملتا ہوں۔ وہ مجھ کو ملامت کرتا ہے۔ آپ نے کہا اس سے تم قیمت نہیں لیتے۔ اس نے کہا ہاں۔ آپ نے کہا۔ تم کو زمین و مال کے درمیان اختیار ہے۔ پھر آپ نے کہا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ خدا اس کو جنت میں داخل کریگا جو خرید و فروخت اور ادا کرنے و تقاضا کرنے میں آسانی کرے۔
احمدؒ نے محمود بن لبید سے روایت کی ہے۔ کہ عثمانؓ نے مسجد مدینہ کو بنوانا چاہا۔ لوگوں نے اس کو ناپسند کیا اور چاہتے تھے کہ اپنی حالت پر رہنے دیں۔ آپ نے کہا۔ میں نے رسول خدا سے سنا ہے۔ آپ نے کہا جو خدا کے واسطے مسجد بنوا دے۔ خدا اس کے لئے ویسا ہی جنت میں گھر تیار کرے گا۔
آپ کے زمانہ خلافت میں جو استفتے آپ سے دریافت کئے جاتے۔ اور آپ ان کا جواب دیتے۔ یا جو مقدمات آپ کے سامنے پیش ہوتے۔ اور آپ ان کا فیصلہ کرتے۔ ان کا اس کتاب میں استقصا کرنا دشوار ہے۔ مثال کے طور پر ہم چند مسائل لکھتے ہیں۔
آگ سے پکی ہوئی چیز کے کھانے سے وضو ٹوٹنے کے متعلق مختلف احادیث وارد ہوئی ہیں اور صحابہ کا عمل بھی اس باب میں مختلف معلوم ہوا ہے۔ آپ نے اس شبہ کو دور کر دیا۔ کہ پکی ہوئی چیز کھا کر وضو کرنے پر عمل متروک ہے۔
احمدؒ نے شیخ ثقفی سے انہوں نے اپنے چچا سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے دیکھا کہ عثمان بن عفان مسجد نبوی کے دوسرے دروازے پر بیٹھے۔ اور شانہ منگوا کر اس کو کھایا۔ پھر کھڑے ہوئے۔ اور نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔ پھر کہا۔ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ پر بیٹھا اور جو آپ نے کھایا تھا۔ وہ کھایا اور جو آپ نے کیا تھا۔ وہ ہی کیا۔
احمدؒ نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے کہا۔ میں نے عثمان کو ایک جگہ بیٹھا دیکھا۔ انہوں نے آگ سے پکے ہوئے کھانے کو منگوایا۔ اور اس کو کھا کر نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور وضو نہیں کیا۔ نماز کے بعد کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے کو کھایا۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح نماز پڑھی۔

احمدؒ نے رباح سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے کہا۔ میرے آقا نے میری شادی ایک رومی لونڈی سے کردی۔ میں اس کے پاس گیا۔ اس سے ایک کالا لڑکا میرا ایسا پیدا ہوا۔ میں نے اس کا نام عبداللہ رکھا پھر میں اس کے پاس گیا۔ اس سے ایک اور میرا ایسا لڑکا پیدا ہوا۔ میں نے اس کا نام عبید اللہ رکھا۔ پھر ایک رومی غلام یوحنس نامی نے تہیاں کرکے کہ اگر میں اس عورت سے درخواست کروں گا۔ یہ میری موافقت کرے گی۔ اس سے اپنی زبان میں باتیں کرنے لگا۔ وہ اس سے رضامند ہوگئی۔ اور اس کے ساتھ ہم بستر ہوئی۔ اس سے ایک سرخ سفید دُبلا پتلا چھپکلی ایسا لڑکا پیدا ہوا۔ میں نے اس عورت سے پوچھا یہ کیسا ہے۔ اس نے کہا یہ یوحنس کا ہے۔ میں نے اس معاملہ کو عثمان بن عفان کے سامنے پیش کیا۔ اور دونوں نے اقرار کرلیا۔ عثمانؓ نے کہا اگر تم چاہو۔ تو میں تمہارے درمیان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق فیصلہ کروں۔ یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لڑکا خاوند ہی کا ہے۔ اور ان دونوں پر حد جاری کی۔

آپ نے رکن شامی و رکن عراقی کا استلام (بوسہ دینا یا ہاتھ سے چھونا) مسنون نہ ہونا ثابت کیا ہے۔

احمدؒ نے یعلی بن اُمیہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا۔ میں عثمانؓ کے ساتھ طواف کر رہا تھا۔ میں نے رکن کا بوسہ دیا۔ یعلی کہتے ہیں۔ میں خانہ کعبہ سے متصل تھا۔ جب میں رکن غربی کے پاس پہنچا۔ جو حجر اسود کے قریب ہے۔ میں نے عثمانؓ کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا تاکہ وہ استلام کرلیں۔ انہوں نے کہا۔ کیا کرتے ہو۔ میں نے کہا۔ کیا استلام نہ کروگے۔ آپ نے کہا کیا تم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طواف نہیں کیا۔ میں نے کہا ہاں۔ آپ نے کہا کیا تم نے ان کو ان دونوں غربی رکنوں کا استلام کرتے دیکھا ہے۔ میں نے کہا نہیں آپ نے کہا کیا تم ان کی پیروی نہیں کرتے۔ میں نے کہا ہاں۔ آپ نے کہا تو پھر آگے بڑھو۔

آپ نے بیان کیا کہ مردوں کو زعفران سے رنگا ہوا کپڑا پہننا درست نہیں ہے۔

احمدؒ نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا۔ عثمانؓ حج کے واسطے مکہ گئے۔ اور محمد بن جعفر بن ابی طالب کے پاس ان کی بی بی آئیں۔ وہ رات بھر اُن کے پاس رہے۔ صبح کو وہ بھی حج کے واسطے چل دئے۔ ان کے خوشبو لگی ہوئی تھی۔ اور زعفران سے رنگا ہوا لحاف اوڑھے تھے۔ مقام ملل میں لوگوں سے جا ملے۔ جب عثمانؓ نے ان کو دیکھا ان کو جھڑکا اور افسوس کرکے کہا۔ تم زعفران سے رنگا ہوا کپڑا اوڑھے ہو۔ حالانکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے۔ علی بن ابی طالب نے کہا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ ان کو منع کیا تھا۔ اور نہ تم کو بلکہ مجھ کو منع کیا تھا۔

مالکؒ نے عمر بن عبید اللہ کے غلام ابوالنضر سے انہوں نے مالک بن ابی عامر سے روایت کی ہے۔ کہ عثمانؓ بن عفان اکثر خطبہ میں کہا کرتے تھے۔ کہ جب امام جمعہ کے دن خطبہ پڑھے۔ اس کو سنو اور خاموش رہو۔ کیونکہ جس کو نہ سنائی دیتا ہو۔ اور وہ خاموش رہے۔ اُس کو اتنا ہی ثواب ہے۔ جتنا سکوت کے ساتھ سننے والے کو۔ اور جب اقامت کہی جائے۔ صفوں کو برابر کرو۔ مونڈھوں کو ملاؤ۔ کیونکہ صفوں کا سیدھا کرنا کمال نماز سے ہے۔ آپ نے کچھ لوگوں کو صفوں کی درستی کے لئے مقرر کیا تھا۔ جب وہ آکر خبر دیتے۔ کہ صفیں درست ہوگئیں۔ تب

آپ تکبیر کہتے۔

امام مالک نے یحییٰ بن سعید سے اُنہوں نے محمد بن ابراہیم سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ انصاری سے روایت کی ہے کہ عثمان بن عفان عشار کی نماز کے لئے آئے دیکھا کہ مسجد میں تھوڑے آدمی ہیں۔ لوگوں کے انتظار میں مسجد کے کنارے بیٹھ گئے۔ ابن ابی عمرہ ان کے پاس گئے۔ اور بیٹھ گئے۔ آپ نے پوچھا کون۔ انہوں نے اس کا جواب دیا۔ آپ نے کہا۔ تم کو قرآن یاد ہے۔ ان کو جتنا یاد تھا۔ بیان کیا۔ آپ نے ان سے کہا۔ جو شخص عشا کی نماز میں حاضر ہو گو یا آدھی رات نماز پڑھی اور جو صبح کی نماز میں حاضر ہو۔ گو یا رات بھر نماز پڑھتا رہا۔

امام مالک بیان کرتے ہیں۔ کہ عثمانؓ بن عفان کے زمانہ میں ظہر کے بعد چاند نظر آیا۔ آپنے روزہ نہیں کھولا یہاں تک کہ شام ہو گئی اور آفتاب غروب ہو گیا۔

امام مالک نے نافع سے انہوں نے نبیہ بن وہب عبدری سے روایت کی ہے کہ عمر بن عبیداللہ نے ابان بن عثمان (ابان امیر حجاج تھے۔ اور عمر و ابان دونوں احرام باندھ چکے تھے) کے پاس کہلا بھیجا کہ میں چاہتا ہوں۔ طلحہ بن عمر کا نکاح شیبہ بن جبیرکی لڑکی کے ساتھ کر دوں۔ آپ بھی شریک عقد ہو جیئے۔ ابان نے اس کو ناپسند کیا۔ اور کہا میں نے عثمان بن عفان سے سُنا ہے۔ وہ کہتے تھے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ محرم نہ خود نکاح کرے۔ اور نہ دوسرے کا نکاح کراوے۔ اور نہ اپنی منگنی کرے اور نہ دوسرے کی۔

امام مالک نے عبداللہ بن ابی بکر سے انہوں نے عامر بن ربیعہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے عثمان بن عفان کو کوہ حرج کے قریب احرام باندھے ہوئے گرمیوں کے زمانہ میں دیکھا۔ آپ اپنے چہرہ کو سرخ کپڑے سے پیٹے تھے۔ آپ کے سامنے شکار کا گوشت پیش کیا گیا۔ آپ نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کھاؤ۔ انہوں نے کہا تم کیوں نہیں کھاتے۔ آپ نے کہا۔ میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ کیونکہ میرے ہی واسطے شکار کیا گیا ہے۔

امام مالک نے ابن شہاب سے انہوں نے قبیصہ سے روایت کی ہے۔ کہ ایک آدمی نے عثمان بن عفان سے پوچھا۔ کیا دو بہنوں کو جو ملک میں ہوں۔ کوئی ایک ساتھ رکھ سکتا ہے۔ آپ نے کہا ایک آیت نے اس کو جائز کیا ہے اور دوسرے نے حرام۔ لیکن میں اس فعل کو ناپسند کرتا ہوں۔ راوی کہتا ہے وہ آدمی آپ کے پاس سے اُٹھ کر گیا۔ اس کی ایک صحابی سے ملاقات ہوگئی اس آدمی نے اس صحابی سے بھی اس مسئلہ کو دریافت کیا۔ انہوں نے جواب دیا اگر میں حاکم ہوتا اور پھر مجھے معلوم ہوتا کہ کسی نے ایسا کیا ہے۔ تو میں اُس کو سخت سزا دیتا۔ ابن شہاب کہتے ہیں وہ صحابی حضرت علیؓ ابن ابی طالب تھے۔

مالک نے ابن شہاب سے انہوں نے طلحہ بن عبداللہ بن عوف سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے کہا وہ اس معاملہ میں سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے مرض موت میں اپنی بی بی کو طلاق بائنہ دی۔ عثمانؓ بن عفان نے عدت گذرنے کے بعد میراث دلوائی۔

امام مالک نے عبداللہ بن فضل سے انہوں نے اعرج سے روایت کی ہے۔ کہ عثمان بن عفان نے

اُن بیبیوں کو جن کو انہوں نے مرض موت میں طلاق دی تھی۔ میراث میں حصہ دلوایا۔

امام مالک نے یحییٰ بن سعید سے انہوں نے محمدؐ بن یحییٰ بن حبان سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے کہا میرے دادا حبان کے پاس دو عورتیں ہاشمی و انصاری تھیں۔ انہوں نے انصاریہ کو طلاق دے دی۔ اس وقت وہ دودھ پلاتی تھی۔ طلاق سے ایک سال بعد حبان کا انتقال ہو گیا۔ لیکن انصاریہ کو حیض نہیں آیا۔ اُس نے عثمانؓ بن عفان کے پاس میراث کا دعوی کیا۔ آپ نے اس کو میراث دلوا دی۔ ہاشمیہ نے عثمانؓ کو ملامت کی۔ آپ نے کہا یہ تمہارے چچازاد بھائی یعنی علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی رائے ہے اور انہوں نے مجھے یہی مشورہ دیا۔

امام مالک نے عبداللہ بن ابی بکر سے انہوں نے عبدالملک بن ابی بکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ عاص بن ہشام تین لڑکے دو اخیافی (جو صرف ماں میں شریک ہوں) اور ایک علاتی (جو صرف باپ میں شریک ہو۔) چھوڑ کر مرے۔ پھر ایک اخیافی مر گیا۔ اس کے مال و غلاموں کا وارث اس کا حقیقی بھائی ہوا۔ پھر دوسرا بھی ایک لڑکا اور علاتی بھائی چھوڑ کر مر گیا۔ اُس کے بیٹے نے کہا۔ مال و ولاء کا میں مالک ہوں۔ اور اس کے بھائی نے کہا۔ ایسا نہیں ہے مال تو تم کو ملے گا۔ لیکن ولاء تم کو نہ ملے گی۔ کیونکہ اگر میرا پہلا بھائی اب مرتا۔ میں اس کا وارث ہوتا۔ اور دونوں حضرت عثمانؓ بن عفان کے پاس مقدمہ کر گئے۔ آپ نے ولاء علاتی بھائی کو دلوا دیا۔

امام مالک اپنے دادا مالک بن ابی عامر سے روایت کرکے بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت عثمانؓ نے کہا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ کہ ایک دینار کو دو دیناروں کے عوض نہ فروخت کرو۔ اور نہ ایک درہم کو دو درہموں کے عوض میں۔

امام مالک بیان کرتے ہیں کہ عمر ابن خطاب و عثمان بن عفان میں سے ایک نے اُس عورت کے معاملہ میں جس نے یہ کہہ کر دھوکا دیا تھا۔ کہ میں آزاد ہوں۔ اس کی اولاد کا فدیہ بالمثل واجب کیا۔

امام مالک بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان کے سامنے ایک عورت پیش ہوئی۔ جس نے چھ مہینے میں بچہ جنا تھا۔ آپ نے اس کو رجم کا حکم دیا۔ علی ابن ابی طالب نے آپ سے کہا۔ رجم اس پر نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ وحملہٗ وفصالہٗ ثلثون شھرا۔ (یعنی حمل اور دودھ چھوڑانے کی مدت تیس مہینے ہے۔) اور دوسری جگہ فرمایا ہے۔ کہ والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین لمن اراد ان یتم الرضاعۃ (یعنی مائیں اپنی اولاد کو پورے دو سال دودھ پلائیں۔ یہ اُس شخص کے واسطے ہے۔ جو مدت رضاعت کو پورا کرنا چاہے) لہذا مدت حمل چھ ماہ ہوگی۔ اور اس پر رجم واجب نہ ہوگی۔ آپ نے اس کے پیچھے آدمی روانہ کیا۔ معلوم ہوا کہ وہ سنگسار ہو چکی۔

امام مالک نے عبداللہ بن ابی بکر سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت عثمان بن عفان کے زمانہ میں ایک چور نے ترنج چرائے۔ آپ نے اس کی قیمت کا اندازہ کروایا۔ اور تین درہم کے نکلے۔ آپ نے اس کا ہاتھ کٹوا دیا۔

امام مالک نے اپنے چچا یعنی ابو سہیل بن مالک سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان نے خطبہ میں بیان کیا۔ کہ ہنر مند لونڈیوں کے سوا اوروں کو کمانے کی تکلیف نہ دو۔ ورنہ وہ ناجائز طریقہ سے کمائیں گی۔ اور بچوں کو کمانے کی تکلیف دو۔ ورنہ جب ان کو نہ ملے گا چوری کریں گے۔ جب خدا تم کو بچائے۔ تم بھی بچتے رہو۔ اور انہی کھانوں کو اختیار کرو۔ جو پاک و صاف ہوں۔

بہت سے سنن مسلمانوں میں آپ کے عمل کی وجہ سے رائج ہوئے

ریاض میں عبدالرحمن بن یزید سے مروی ہے۔ کہ انہوں نے کہا۔ میں ابن مسعود کے ساتھ عرفہ سے واپس ہوا۔ جب مزدلفہ میں آیا۔ مغرب وعشاء کی نماز ایک اذان واقامت سے پڑھی۔ اور انہی کے درمیان شام کا کھانا کھایا۔ پھر سو رہے۔ جب لوگوں نے کہا صبح ہو گئی۔ انہوں نے صبح کی نماز پڑھی۔ پھر کہا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ دونوں نمازیں یعنی مغرب وعشاء اس مقام میں اپنے وقت سے دی گئی ہیں۔ کیونکہ یہاں لوگ اسی وقت پہنچتے ہیں۔ جب تاریکی پھیل جاتی ہے۔ لیکن فجر کا یہی وقت ہے پھر آپ ٹھہرے رہے۔ جب خوب روشنی پھیل گئی۔ کہا اگر امیر المومنین سنت پر عمل کریں گے۔ تو چل دیں گے۔ عبداللہ اس کلام کو ختم نہ کرنے پائے تھے۔ کہ امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ چل دئے۔

ابو شریح خزاعی سے مروی ہے۔ کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں سورج گرہن پڑا۔ عبداللہ بن مسعود اس وقت مدینہ میں موجود تھے۔ راوی کہتا ہے۔ عثمان رضی اللہ عنہ باہر نکلے۔ اور لوگوں کے ساتھ دو رکعت نماز کسوف پڑھی۔ اور ہر رکعت میں دو سجدے کئے۔ پھر لوٹ کر اپنے گھر چلے گئے۔ اور عبداللہ ابن مسعود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے پاس بیٹھے اور ہم بھی ان کے پاس جا بیٹھے۔ انہوں نے کہا۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سورج و چاند گرہن کی نماز پڑھنے کا حکم دیتے تھے۔ پس جب ان کو گہن لگنے دیکھو نماز پڑھنے لگو۔ کیونکہ اگر وہی بات ہوئی جس سے تم ڈرتے ہو۔ (یعنی قیامت) تو تم غفلت کی حالت میں نہ ہو گے۔ اور اگر وہ نہ ہوئی۔ تو تم کو ہی ثواب پہونچیگا۔ ان دونوں حدیثوں کو امام احمدؒ نے بیان کیا ہے۔

فتوحات

جو فتوحات ذی النورین کے زمانہ میں واقع ہوئیں۔ ان کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ فتوحات جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بعد بعض شہر والوں نے عہد شکنی کی اور آپ نے ان کو پھر فتح کیا۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے اعنہ کے ابتداء عہد میں قتال مرتدین ہوا تھا۔

ہمدان کے لوگوں نے عہد شکنی کی۔ اور مغیرہ بن شعبہ کے ہاتھ سے دوبارہ فتح ہوا۔ اہل رَی نے پھر دوبارہ رائے کی مخالفت ظاہر کی۔ اور ابو موسیٰ اشعری اور براء ابن عازب کے اہتمام سے دوبارہ حکومت اسلام میں داخل ہوئے۔

اہل اسکندریہ نے بغاوت کا نشان بلند کیا۔ عمرو بن عاص کی کوششوں نے ان کے نشانوں کو زیر کر

آذر بائیجان والوں نے عہد سے تجاوز کیا اور ولید بن عقبہ نے ان کو تنگ کیا آخر مجبوراً صلح کر لی۔ اس زمانہ میں آذر بائجان کے متصل بعض نئے مقامات بھی فتح ہوئے۔

آپ نے ولید بن عقبہ و سلیمان بن ربیعہ کو ارمینیہ کی طرف بھیجا۔ وہاں سے یہ لوگ بے شمار مال غنیمت لائے۔

عثمان بن ابی العاص کو شہر گاذرون اور اس کے اطراف میں روانہ کیا۔ اور انہوں نے ان اطراف کو صلح سے فتح کیا۔ عثمان بن ابی العاص نے وہاں سے ہرم بن حبان کو دژ سفید کی طرف بھیجا۔ تھوڑے دنوں میں وہ بھی مفتوح ہو گیا۔

دوسری قسم سے افریقیہ کا عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے ہاتھ پر فتح ہونا ہے۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن سعد کو انہی فتوحات کے خیال سے مصر کی ولایت پر مقرر کیا تھا۔ اور جو خمس ان کی کوشش سے حاصل ہو اُس کو انعام میں دینے کا وعدہ کیا تھا۔ اس وقت افریقیہ کا حاکم قیصر روم کی طرف سے جرجیر نامی ایک شخص تھا۔ اس کی حکومت طرابلس سے طنجہ تک تھی۔ فرعونیت کے خیال میں آکر ایک لاکھ بیس ہزار سوار تیار کئے۔ امیر المومنین نے ایک بہت بڑا لشکر اشراف صحابہ سے جس میں عبداللہ بن عباس عبداللہ بن عمر جیسے لوگ تھے۔ جمع کر کے بھیجا عبداللہ بن سعد نے بھی تجار مصر کا ایک بہت بڑا لشکر تیار کر لیا تھا۔ دونوں لشکر مل کر افریقیہ کی طرف روانہ ہوئے۔ چالیس دن تک تقریر میں جنگ ہوتی۔ صبح سے دوپہر تک مشغول کارزار رہتے۔ اس کے بعد اپنے اپنے لشکر گاہ پر واپس آتے۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان نے بُعد مسافت کا لحاظ کر کے تیسرا لشکر عبداللہ بن زبیر کی ماتحتی میں روانہ کیا یہ لوگ تیزی سے مسافت طے کر کے مقام قتال میں پہنچ گئے۔ جب یہ لوگ پہنچے چالیس دن پہلے سے لڑائی شروع ہو چکی تھی۔ مسلمانوں نے ان کو دیکھ کر خوشی سے اللہ اکبر کے نعرے بلند کئے۔ اور بہت خوش ہوئے۔ عبداللہ بن زبیر نے عبداللہ بن سعد کو لشکر کے اندر نہ دیکھا۔ دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ جرجیر نے اپنے لشکر میں منادی کی ہے کہ جو شخص عبداللہ بن ابی سرح کا سر لا دے گا۔ اس کو ایک لاکھ دینار زرِ سرخ اور اپنی لڑکی اس کے عقد میں دے گا۔ اس وجہ سے ان پر خوف طاری ہوا۔ اور پوشیدہ ہو گئے عبداللہ بن زبیر نے کہا تم بھی اپنے لشکر میں منادی کر دو۔ کہ جو جرجیر کا سر میرے سامنے لائے گا۔ اس کو ایک لاکھ دینار سرخ غنیمت سے اور جرجیر کی لڑکی بھی دی جائے گی۔ اُنہوں نے ایسا ہی کیا۔ اسی سے جرجیر کے صبر میں تغیر عظیم واقع ہوا۔ اور اس کے بعد لڑائی کے وقت لشکر کے پیچھے مترکہ سے دور کھڑا ہوتا۔ پھر ابن زبیر کے مشورہ سے ایک جماعت کو مسلح و مکمل کر کے خیموں میں بٹھال دیا۔ اور باقی لوگ کارزار میں مشغول ہوئے۔ اور حد سے زیادہ لڑائی میں کوشش کی۔ دوپہر کو بھی نہ چھوڑا۔ تاکہ دشمن اپنے خیموں میں جا کر آرام لیں۔ شام کو دونوں فریق خستہ و بدحال اپنے اپنے قیام گاہ کو واپس ہوئے جماعت مسلح جو خیموں میں تیار بیٹھی تھی خیموں سے نکل کر دشمنوں پر عین غفلت میں جا پڑی اور ان کو کامل شکست دی۔ جرجیر ابن زبیر کے ہاتھ سے مقتول ہوا۔ اسی وقت شہر شبیطلہ پر جو افریقہ

کا پایہ تخت تھا حملہ کر دیا۔ اور تھوڑے دنوں میں اس کو بھی فتح کر لیا۔ اور سب افریقیہ کے رہنے والے
مصالحت سے پیش آئے۔ کہتے ہیں اس جنگ میں ایک ایک سوار کو تین تین ہزار دینار اور ایک ایک پیادہ
کو ہزار ہزار دینار حصہ میں ملے۔ اور جرجیر کی لڑکی اور مال موعودہ عبداللہ بن زبیر کو ملا۔ اس لڑائی کو حرب
العبادلہ کہتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ قلب لشکر پر عبداللہ بن ابی سرح اور میمنہ پر عبداللہ ابن عمر اور میسرہ
پر عبداللہ بن زبیر اور مقدمہ پر عبداللہ بن عباس تھے۔

افریقیہ کی فتح کے بعد عبداللہ بن ابی سرح نے عبداللہ بن نافع بن حصین اور عبداللہ بن نافع بن
عبدالقیس کو مغرب کی طرف روانہ کیا۔ وہاں سخت معرکوں کے بعد کفار کو شکست ہوئی۔ امیرالمومنین
حضرت عثمان رضہ نے اندلس کی عنان حکومت عبداللہ بن نافع بن حصین کو دی۔ اور اس وقت سے اسلام
کا قدم مغرب میں جم گیا۔

آپ ہی کے زمانہ میں جزیرہ قبرس اور اس کے گرد و نواح کا علاقہ فتح ہوا۔

معاویہ بن ابی سفیان نے امیرالمومنین حضرت عثمان رضہ سے عرض کیا کہ بحر روم کے ساحل پر شہر
اور بستیاں آباد ہیں۔ وہاں دریا کے راستہ سے پہنچ سکتے ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں۔ تو ان لوگوں پر دریا
کے راستہ سے لشکر کشی کریں۔ اس سے پہلے امیر معاویہ امیرالمومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کئی بار
اس مدعا کو عرض کر چکے تھے۔ لیکن عمر فاروق نے سفر دریا کے خطرہ اور دشمنوں کی قوت سے ناواقفیت
اور قیصر روم کی شوکت باقی ہونے کی وجہ سے اجازت نہ دی۔ اس مرتبہ امیرالمومنین حضرت عثمان
کو یہ رائے پسند آئی۔ اور آپ نے اجازت دے دی۔ اور حکم دیا کہ اس سفر میں آدمیوں کو اپنی طرف
سے نہ انتخاب کرو۔ اور نہ قرعہ ڈالو۔ بلکہ جو اپنی خوشی سے جائے۔ اس کو لے لو۔

امیر معاویہ کو جب اجازت مل گئی۔ ایک بہت بہت بڑا لشکر تیار کر کے اس طرف متوجہ ہوئے۔
اس لشکر میں ابوذر غفاری اور عبادہ بن صامت اور ان کی بی بی ام حرام وغیرہ صحابیات میں سے بھی شریک
تھیں پہلے دریا میں جزیرہ قبرس کے حاکم کی چند کشتیاں جو ہدیئے اور تحفے لئے ہوئے قسطنطین بن ہرقل
کے پاس جاتی تھیں۔ ملیں ان سب کو پکڑ کر اپنے تصرف میں لائے۔

القصہ مسلمانوں سے اس مہم میں خشکی و تری میں پچاس معرکے ہوئے اور مسلمانوں کو فتح حاصل
اور بہت قیدی مسلمانوں کے ہاتھ لگے۔ اور بہت بڑی رقم پر جس کو وہ ہر سال بیت المال میں پہونچا
رہیں۔ صلح ہو گئی۔

جزیرہ قبرس فتح کرنے کے بعد جزیرہ ذودوس کو فتح کیا۔ اس جزیرہ کا بھی مال غنیمت اور قیدی
پہلے جزیرہ کے برابر تھے۔ اس کے بعد سالم و غانم لوٹ آئے۔ اور خمس غنیمت امیرالمومنین کے پاس روانہ
اس سفر کی اجازت بھی خدا کی مرضیات میں سے تھی جس کو آپ کے واسطے اٹھا کر رکھا تھا۔ اس
کا مرضی الٰہی ہونا ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔

بخاری نے انس بن مالک سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے کہا۔ ام حرام نے مجھ سے بیان کیا کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے گھر میں ایک دن قیلولہ کیا۔ اور ہنستے ہوئے اُٹھے۔ میں نے پوچھا۔ یارسول اللہ آپ کیوں ہنستے ہیں۔ آپ نے کہا۔ مجھ کو اپنی اُمت والوں کو دیکھ کر تعجب ہوا۔ کہ وہ بادشاہوں کی طرح تختوں پر دریا کا سفر کرتے ہیں۔ میں نے کہا یارسول اللہ خدا سے دعا کیجئے کہ میں بھی انہی میں سے ہوں۔ آپ نے کہا تم انہی میں سے ہو۔ پھر آپ سو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر ہنستے ہوئے اُٹھے۔ اور پہلے کی طرح دو یا تین مرتبہ بیان کیا۔ میں نے کہا۔ آپ خدا سے دعا کیجئے۔ کہ مجھ کو بھی ان لوگوں میں کرے۔ آپ نے کہا۔ تم پہلی قسم والوں میں ہو۔ عبادہ بن صامت نے ان سے نکاح کیا اور جہاد میں ان کو لے کر گئے۔ جب یہ لوٹنے لگیں۔ گھوڑے پر سوار ہوتے وقت گر پڑیں۔ اور گردن کچل جانے سے مرگئیں۔

بخاری نے عمیر بن اسود عنسی سے انہوں نے اُم حرام سے روایت کی ہے کہ انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ آپ فرماتے تھے کہ لشکر جو دریا میں لڑے گا۔ وہ جنت کا مستحق ہے۔ اُم حرام کہتی ہیں۔ میں نے کہا یارسول میں بھی ان میں ہوں۔ آپ نے کہا تم بھی انہی میں ہو۔ اُم حرام کہتی ہیں کہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری اُمت میں سے پہلے جو لوگ قیصر کے شہر پر جہاد کریں گے۔ اُن کے لئے مغفرت ہے۔ میں نے کہا۔ یارسول اللہ میں اُن میں ہوں۔ آپ نے کہا نہیں۔

فارس و خراسان عبداللہ بن عامر بن کُریز کے ہاتھ سے آپ کے زمانہ میں فتح ہوا۔ جب اہل بصرہ نے ابوموسیٰ اشعری کی شکایت کی۔ آپ نے ان کو معزول کرکے عبداللہ بن عامر کو ان کی جگہ پر مقرر کیا۔ امیر المومنین کو خبر پہونچی کہ اہل فارس نے عہد شکنی کی اور عبید اللہ بن عامر والی فارس کو قتل کر ڈالا۔ اور جماعت کثیرہ نے مل کر اصطخر کو اپنا لشکر گاہ بنالیا۔ آپ نے عبداللہ بن عامر کو حکم دیا۔ کہ بصرہ و عمان کے لشکر کو لے کر فارس پر چڑھائی کرو۔ سرحد اصطخر پر فریقین میں جنگ ہوئی۔ لشکر اسلام کے میمنہ پر ابوبرزہ اسلمی اور میسرہ پر معقل بن یسار اور سواروں پر عمران بن حصین تھے۔ اور یہ تینوں شرف صحابیت سے مشرف تھے۔ سخت معرکہ کے بعد لشکر اسلام غالب ہوا۔ اور اہل فارس بھاگ گئے۔ اور قلعہ اصطخر مسلمانوں کے قبضہ میں آیا۔ یہاں سے عبداللہ بن عامر نہایت شان و شوکت کے ساتھ دارابجرد کو روانہ ہوئے۔ یہاں کے لوگوں نے بھی نقض عہد کیا تھا۔ بہت آسانی سے یہ ملک فتح ہوگیا۔ اور یہاں سے شہر جُور (جو بعض کے بیان کے موافق فیروزآباد شیراز کا نام ہے۔ اور بعض کے نزدیک علاقہ کرمان سے ہے) کی طرف متوجہ ہوئے۔ جنگ کے بعد فتح ہوا۔ یہاں سے اصطخر کو مراجعت کی کیونکہ اس عرصہ میں انہوں نے عہد کو توڑ ڈالا تھا۔ اُس کا محاصرہ کرکے منجنیقوں سے اس کو توڑا۔ اور خون ریز معرکہ کے بعد اس کو پھر فتح کیا اور رؤساء فارس مقتول ہوئے۔ اور فارس کا اکثر حصہ دوبارہ مسخر ہوگیا۔ فتح کی خوش خبری اور غنیمت کا پانچواں حصہ دارالخلافت کو روانہ کیا۔

ایک مدت کے بعد عبداللہ بن عامر نے امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ سے غزوہ خراسان کی اجازت طلب کی۔ آپ نے اس رائے کو پسند کیا۔ عبداللہ بن عامر بہت بڑا لشکر مرتب کرکے کرمان کے راستہ سے ولایت خراسان میں داخل ہوئے۔ راستہ میں جہاں جہاں لوگوں نے عہد شکنی کی تھی۔ مجاشع بن

مسعود وغیرہ کو اُن کا فتح تک محاصرہ کرنے کے واسطے روانہ کیا۔ اور خود خراسان کی طرف متوجہ ہوئے۔ عبداللہ کے مقدمہ پر احنف بن قیس تھے۔ وہ قہستان کی طرف جھکے۔ اور وہاں کے لوگوں سے قتال عظیم شروع کیا۔ یہاں تک کہ وہ لوگ پہاڑوں اور چوٹیوں میں بھاگنے لگے۔ جب وہاں بھی نجات کی صورت نظر نہ آئی۔ مجبوراً چھ لاکھ درہم پر صلح کر لی۔ اور یہاں سے خراسان کے اطراف۔ مثل جوین بیہق۔ باخرز۔ اسفرائن۔ نسا۔ باورد کو لشکر بھیجنا شروع کیا۔ بعض کو صلح اور بعض کو جنگ سے فتح کیا۔ اس وقت طوس کا مرزبان عبداللہ بن عامر کی خدمت میں گیا۔ اور طوس والوں کی طرف سے چھ لاکھ درہم پر صلح کر لی۔ اس کے بعد نیشاپور کا رخ کیا۔ اس کے محاصرہ میں بہت دن گزر گئے۔ آخر طوس کے مرزبان نے نیشاپور کی نہر کہ جو زمین کے نیچے نیچے جاری تھی بتا دیا۔ مسلمانوں نے اُس کو بند کر دیا۔ اہل نیشاپور عاجز آ کر ہزار ہزار درہم بدل صلح پر راضی ہو گئے۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ جنگ سے فتح ہوا۔ عبداللہ بن عامر نے وہاں اقامت کی۔ اور ایک لشکر کو سرخس کی طرف روانہ کیا۔ ان لوگوں کی اہل سرخس سے جنگ ہوئی۔ جب اہل سرخس مجبور ہوئے۔ اس شرط پر صلح کی کہ سو آدمیوں کو امان دے دیں۔ سرخس کے مرزبان نے اس خیال پر کہ میرے واسطے تو امان ضروری ہے۔ اپنے کو سو میں نہ شمار کیا۔ لشکر والوں نے اس خیال کی کچھ نہ پرواہ کی اور اس کو مار ڈالا۔

عبداللہ نے دوسرا لشکر ہرات کی طرف روانہ کیا۔ ہرات کا مرزبان اسلامی لشکر پہنچنے سے پہلے ہی صلح پر مستعد ہو گیا۔ اور مبلغ خطیر پیش کر کے عہد نامہ کر لیا۔

اس کے بعد مرزبان نے صلح کی۔ اور ایک رقم دینی منظور کی۔

عبداللہ نے اس کے بعد احنف بن قیس کو جرجان۔ طالقان اور فاریاب کی طرف روانہ کیا انہوں نے ان سب مقامات کو فتح کیا۔ اس کے بعد بلخ کی طرف گئے۔ اور وہاں کے لوگ بصلح پیش آئے۔ ان سب فتوحات کے بعد عبداللہ بن عامر سالم وغانم واپس آئے۔

قسطنطین کے ساتھ بحری جنگ

آپ کے زمانہ میں سمندر میں قسطنطین کے ساتھ بہت بڑی جنگ ہوئی۔ جب مسلمان افریقہ پر مسلط ہو گئے۔ اور سواحل بحر روم کو قبضہ تصرف میں کر لیا تو قسطنطین کی رگ حمیت جوش میں آئی۔ ایک لشکر جرار تیار کر کے دریا کی راہ چلا تاکہ مسلمانوں کو جڑ سے اُکھاڑ کر پھینک دے۔ امیر معاویہ شام سے اور عبداللہ بن سعد بن ابی سرح مصر سے اس کے روکنے کو چلے۔ سمندر میں فریقین مقابل ہو گئے۔ اور تلواروں اور خنجروں سے ایک دوسرے کو موت کے گھاٹ اُتارنا شروع کیا۔ جنگ عظیم فریقین میں برپا ہوئی۔ اکثر رومی ہلاک ہوئے۔ اور قسطنطین بھاگ گیا۔ اس کے بعد آپس میں نزاع ہو گئی۔ اور ان لوگوں نے اس کو مار کر دوزخ میں پہنچا دیا۔ اور پیشین گوئی ہلک القیصر فلا قیصر بعدہ۔ (قیصر ہلاک ہوا۔ اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا) پوری ہو گئی۔ فالحمد للہ رب العالمین

امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کی سیاست

جس نے کتب سیر و تاریخ کا مطالعہ کیا ہے۔ وہ خوب جانتا ہے۔ کہ آپ نے اُمور خلافت کو احسن وجوہ سے انجام دیا ہے۔ مگر یہ کہ ابتلا کے زمانہ میں نکتہ گیری پھیل گئی۔ اور لوگوں کی زبان درازیاں بڑھ گئیں۔ اور ہر شخص ایک نہ ایک اعتراض پیش کرنے لگا۔ جیسا کہ ہم آگے چل کر بیان کریں گے۔ اور اسی وجہ سے آپ کی خوبیاں پوشیدہ ہوگئیں۔

ابو بکر نے استیعاب میں مبارک بن فضالہ سے روایت کی ہے۔ کہ اُنہوں نے کہا۔ میں نے حسن سے سنا۔ وہ کہتے تھے۔ کہ عثمان نے خطبہ میں بیان کیا۔ تم مجھ پر کس چیز کو ناپسند کرتے ہو۔ حالانکہ کوئی دن ایسا نہیں گذرتا۔ جس میں تم لوگ مال غنیمت نہ تقسیم کرتے ہو۔

حسن کہتے ہیں۔ میں نے آپ کے منادی کرنے والے کو منادی کرتے سنا۔ کہ اے لوگو اپنا عطیہ لینے جاؤ۔ لوگ جاتے اور بڑے بڑے عطایا لے کر آتے۔ وہ کہتا۔ اے لوگو اپنا روزینہ لینے جاؤ۔ لوگ جاتے اور وافی و کافی روزینہ لے کر آتے۔ بخدا میں نے اپنے کانوں سے سنا ہے۔ وہ پکارتا تھا۔ اپنے کپڑے لینے جاؤ۔ لوگ جاکر حلّے لاتے۔ اسی طرح گھی و شہد وغیرہ کی منادی ہوتی۔ اور لوگ جاکر لاتے۔

حسن کہتے ہیں۔ اُس زمانہ میں روزی جاری تھی۔ مال بہت تھا۔ لوگوں کی حالت بہت اچھی تھی۔ کوئی مسلمان کسی مسلمان سے نہ ڈرتا تھا۔ آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرتے مدد کرتے۔ اُلفت سے پیش آتے تھے۔ اگر انصار آپ کے قریش کو ترجیح دینے پر صبر کرتے۔ تو بھی جو اُن کے لئے عطیے۔ اور روزینے تھے۔ ان کو بخوبی کافی و وافی تھے۔ لیکن انہوں نے نہ صبر کیا اور تلوار نکالنے والوں کیساتھ تلوار نکال لی۔ اُس دن سے تلوار کفار کی طرف سے میان میں ہوگئی اور مسلمانوں پر ہمیشہ کے لئے کھینچ گئی۔

پہلا حادثہ جو امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں پیش آیا۔ یہ تھا کہ عبید اللہ بن عمر نے اس گمان پر کچھ لوگوں کو قتل کر ڈالا کہ وہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت میں شریک تھے۔ ان مقتولین میں بعض ضعیف الایمان مسلمان مثل ہرمزان اور کچھ نصاریٰ جیسے جفینہ تھے۔ ابتداء خلافت میں یہ قصہ آپ کے سامنے پیش ہوا۔ اور ہر طرف سے کشاکش واقع ہوئی۔ آپ نے اپنے ذاتی مال سے ورثاء مقتولین کو دے کر راضی کر لیا۔ اور جس طرح ہو سکا۔ مسلمانوں کی خصومت کو رفع دفع کر دیا۔ عقلاً کوئی تدبیر اس سے بہتر اس وقت نہیں ہو سکتی تھی۔ جب آپ کے دل میں فتح افریقیہ کا ارادہ مصمم ہوگیا۔ آپ نے عمرو بن عاص کو معزول کر کے عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کو مصر کا عامل مقرر کیا۔ اور خمس غنیمت کو انعام میں دینے کا وعدہ کیا۔ بعض نکتہ چینوں نے اس کو محل بحث قرار دیا ہے۔ لیکن اس عزل و نصب کی حقیقت و بہتری ظاہر ہے۔ کیونکہ جس تغیر و تبدل کی وجہ سے افریقیہ و اندلس کی فتح نصیب ہو۔ اُس کے رشد و بہتری میں کیا کلام ہو سکتا ہے۔

اسی طرح ابوموسیٰ کی موقوفی و عبد اللہ بن عامر کی تقرری ہے کہ جب اس کا نتیجہ فتح خراسان ہو تو اس کے رشد میں کوئی شبہ باقی نہ رہا۔

عبد الرحمن بن عوف کے انتقال کے بعد مال کے جمع کرنے کے متعلق اختلاف واقع ہوا۔ امیر المومنین عثمانؓ نے قوی جانب کو جو مسلمانوں کا مجمع علیہ ہے۔ اختیار کیا اور ابوذر غفاری کو اس کے اختلاف سے منع کیا۔ جب شور و شر زیادہ ہوا۔ آپ نے ان کو شام سے مدینہ میں بلا لیا۔ جب یہ تدبیر بھی سود مند نہ ہوئی۔ آپ نے ان کو ربذہ کی طرف روانہ کیا۔ اس نقل و حرکت میں کون سی بات خلاف ماینبغی واقع ہوئی۔ مجمع علیہ مسئلہ وہی تھا۔ جو ذی النورین نے اختیار کیا۔ اور اس قسم کے معاملہ میں جس سے قواعد مقررہ دین میں خلل پڑے۔ شہر بدر کرنا بعید از عقل و قیاس نہیں ہے۔

ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ انہوں نے عثمان سے اندر جانے کی اجازت طلب کی انہوں نے اجازت دی۔ یہ اندر گئے۔ ان کے ہاتھ میں ان کی لاٹھی تھی۔ عثمانؓ نے کعب سے پوچھا۔ اے کعب عبد الرحمن نے انتقال کیا اور بہت مال چھوڑ گئے۔ تمہاری ان کے بارے میں کیا رائے ہے۔ کعب نے کہا۔ اگر وہ اس میں حقوق ادا کرتے تھے تو ان پر کچھ سختی نہیں۔ ابوذر نے اپنا ڈنڈا اٹھایا اور کعب کے ایک رسید کیا۔ اور کہا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نہیں چاہتا کہ میرے پاس اس پہاڑ کے برابر سونا ہو۔ میں اس کو خرچ کروں اور خدا اس کو قبول کرے۔ اور میں اس میں سے چھ رتی بھی چھوڑ کر جاؤں۔ ابوذر نے عثمانؓ کو تین مرتبہ قسم دے کر پوچھا۔ تم نے اس کو سُنا ہے انہوں نے کہا ہاں۔ احمدؒ نے اس کی روایت کی ہے۔

بخاری نے زید بن وہب سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے کہا میں ربذہ میں ابوذرؓ کے پاس سے گذرا۔ ان سے کہا۔ تم یہاں کیوں بھیجے گئے۔ انہوں نے کہا۔ میں شام میں تھا۔ میرے اور معاویہؓ کے درمیان اس آیت یعنی (الذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ)۔ (جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو خدا کی راہ میں نہیں خرچ کرتے) میں اختلاف ہوا معاویہؓ نے کہا یہ آیت اہل کتاب کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ اور میں نے کہا ہمارے اور اہل کتاب دونوں کے حق میں ہے۔ میرے اور ان کے درمیان میں اسی معاملہ میں اختلاف رہا۔ انہوں نے میری شکایت عثمانؓ کو لکھی۔ حضرت عثمانؓ نے مجھ کو لکھا۔ کہ تم مدینہ میں چلے آؤ۔ میں مدینہ میں آیا۔ لوگوں کا مجھ پر بہت ہجوم ہو گیا گویا۔ انہوں نے مجھ کو کبھی دیکھا ہی نہ تھا۔ میں نے اس کو عثمان سے بیان کیا۔ انہوں نے مجھ سے کہا اگر تم کہیں کنارے چلے جاؤ۔ تو یہ میری مرضی سے قریب ہوگا۔ اسی وجہ سے میں یہاں رہتا ہوں۔ اور اگر مسلمان کسی حبشی کو امیر بنا دیں گے۔ تو میں اس کی بھی اطاعت کروں گا۔

بخاری نے احنف بن قیس سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے کہا میں قریش کی ایک جماعت میں بیٹھا تھا۔ کہ ایک آدمی جس کے بال اور کپڑے اور ہیئت سخت کثیف تھی۔ آیا اور کھڑے ہو کر سلام کیا۔ پھر کہا خزانہ جمع کرنے والوں کو خوشخبری سُنا دو۔ کہ کنکری دوزخ کی آگ میں گرم

کرکے پستان پر رکھی جائے گی۔ یہاں تک کہ دوسری طرف سے نکل جائے گی۔ پھر دوسری رکھی جائے گی۔ کہ پستان سے نکل جائے گی۔ پھر وہ ایک ستون کے پاس جاکر بیٹھ گیا۔ میں بھی اس کے پیچھے گیا۔ اور اس کے پاس جاکر بیٹھ گیا۔ مجھے یہ نہیں معلوم تھا۔ کہ یہ کون ہے۔ میں نے اس سے کہا جو کچھ تم نے کہا لوگوں کو ناگوار ہوا۔ اس نے کہا۔ لوگ کچھ نہیں سمجھتے ہیں۔ مجھ سے میرے دوست نے کہا ہے۔ میں نے پوچھا۔ تمہارا دوست کون ہے۔ اس نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ انہوں نے مجھ سے کہا۔ اے ابوذر اُحد کو دیکھتے ہو (ابوذر کہتے ہیں۔ میں نے آفتاب کی طرف دیکھا کہ کتنا دن باقی رہ گیا ہے۔ اور مجھے خیال ہوا۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو کسی کام پر بھیجیں گے۔ میں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا۔ میں نہیں چاہتا کہ میرے پاس اُحد کے برابر سونا ہو۔ میں اس کو خرچ کروں اور میرے پاس تین دینار باقی رہ جائیں۔ یہ لوگ نہیں سمجھتے ہیں۔ اور دُنیا جمع کرتے ہیں۔ میں نے کہا۔ تم اپنے برادران قریش کے پاس کیوں نہیں جاتے۔ تاکہ تم کو فائدہ ہو۔ انہوں نے کہا خدا کی قسم میں نہ ان سے دُنیا کی کوئی چیز مانگونگا۔ اور نہ دین کی بابت کچھ دریافت کرونگا۔ یہاں تک کہ خدا سے مل جاؤں۔

سیاست مذہبی

آپ نے جمعہ میں تیسری اذان زیادہ کی۔

بیہقی نے سائب بن یزید سے روایت کی ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ و عمرؓ رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں جمعہ کی پہلی اذان اس وقت ہوتی تھی۔ جب امام منبر پر بیٹھتا تھا۔ جب حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوئے۔ لوگوں کا ہجوم زیادہ ہو گیا۔ آپ نے ایک اذان زیادہ کردی۔ اور اسی پر عمل جاری ہے۔

آپ نے مسجد حرام کو وسیع کرا دیا۔ اور کچھ لوگوں کے گھر مول لے کر اس میں شامل کر دیئے۔ بعض لوگوں نے فریاد کی۔ آپ نے ان کو قید کردیا۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میرے نزدیک اُن لوگوں نے پہلے بیع کر ڈالی جب اس زمین کی طرف رغبت زیادہ دیکھی۔ دونی قیمت لینے کے لئے پھر گئے۔ امیر المومنین نے اس وجہ سے کہ ان کی بیع تمام ہو چکی تھی۔ ان کی بات کو نہ سُنا۔ اور ان کے قید کرنے کا حکم دے دیا۔ یہ ہرگز گمان نہیں ہو سکتا۔ کہ جبراً اُن سے لے لیا ہو۔ ورنہ اس باب میں بہت بحث ہوتی واللہ اعلم بالصواب۔

پھر آپ نے نشاناتِ حرم کی تجدید کا حکم دیا۔ اور جدّہ کو ساحل سمندر قرار دیا۔

آپ نے اُمت کو فاروق اعظم کے مصحف پر جمع کر دیا۔ اور اس بارے میں خدا نے آپکو بہت بڑی ہمت عنایت کی تھی۔

حمادؒ بن سلمہ سے مروی ہے۔ وہ کہتے تھے۔ عثمانؓ جس دن خلیفہ بنائے گئے۔ اس دن وہ سب سے افضل تھے۔ اور جس دن شہید ہوئے۔ اُس دن وہ خلافت والے دن سے بھی زیادہ اشرف تھے اور مصحف کے بارے میں آپ ویسے ہی سخت تھے۔ جیسے کہ ابوبکر قتال مرتدین میں۔

آپ نے مسجد نبوی کو وسیع کیا۔ اور استحکام کے ساتھ بنوایا۔
بخاری نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ کہ مسجد نبوی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کچی اینٹوں سے بنی تھی۔ اور اس کی چھت شاخوں سے پٹی تھی۔ اور اس کے ستون کھجور کے تھے۔ ابوبکرؓ نے اس میں کچھ زیادتی نہ کی۔ حضرت عمرؓ نے اس کو بڑھایا۔ اور اس کی دیواریں۔ اسی طرح کچی اینٹ سے بنوائیں۔ اور چھت شاخوں سے پٹوائی۔ اور ستون بدل کر لکڑی کے کردیئے پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو بہت وسیع کیا۔ اور دیواریں نقشی پتھروں اور سنگریزوں سے بنوائیں۔ اور منقوش پتھروں کے ستون قائم کیئے اور ساج سے چھت پٹوائی۔
بخاری نے عبید اللہ خولانی سے روایت کی ہے کہ جب آپ نے مسجد نبوی کی تعمیر کی۔ لوگوں نے اس معاملہ میں بہت کچھ قیل و قال شروع کی۔ آپ نے فرمایا۔ تم لوگوں نے بہت کچھ کہا۔ اور میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ جو خدا کی رضامندی کے لیئے مسجد بنوا دے خدا اس کے لیئے ویسا ہی ایک گھر جنت میں تیار کرتا ہے۔

حضرت ذی النورین کے ابتلا کا حال اور اُن اعتراضوں کا جواب جن کو آپ کے زمانہ والے آپ پر کرتے تھے۔ اور باغیوں اور سرکشوں کے وہ حرکاتِ بد جن کو وہ آپ کی ذات مبارک اور آپ کی آبروریزی کے متعلق عمل میں لائے تھے۔

ان باتوں کے بیان کرنے سے پہلے ایک مقدمہ کا ممہد کرنا ضروری ہے۔ وہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث مشہورہ میں جو ثقات کی روایتوں سے ثابت ہیں۔ بیان کیا ہے کہ حکمت الٰہی کے اقتضاء سے ذی النورین پر اختلاف ہوگا۔ اور لوگ آپ کو شہید کریں گے۔ اور آپ اس معاملہ میں حق پر ہوں گے۔ اور آپ کے مخالف باطل پر۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مضمون کو بوضاحت بیان کیا ہے۔ حتیٰ کہ اس مضمون کے ساتھ حجت تکلیفی قائم ہوگئی۔ اور کسی مخالف کو امر الٰہی میں جہالت کا عذر باقی نہ رہا۔ ان تصریحات کے بعد اگر کچھ لغزش ذی النورین سے واقع ہوئی۔ تو وہ آپکے دامن پر کبھی دھبہ نہیں ڈال سکتی۔ اور برائی کا وبال اُن کے دشمنوں ہی پر عاید ہوگا۔
صحیحین میں ابوموسیٰ سے مروی ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری مرتبہ فرمایا۔ کہ عثمانؓ کے

واسطے کھول دو۔ اور ان کو جنت کی خوشخبری ایک بلوی میں صابر رہنے پر سنا دو۔

ابو ہریرہ و ابن عباس کی روایت ہے۔ کہ ایک آدمی نے خواب دیکھا۔ کہ ایک ابر ہے۔ جس سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے۔ اور ایک رسی آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی ہے جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پکڑ کر اوپر چڑھ گئے۔ پھر ایک آدمی اور چڑھا۔ اس کے بعد ایک اور چڑھا۔ پھر تیسرے آدمی نے چڑھنا چاہا۔ کہ وہ رسی ٹوٹ گئی۔ پھر اس کے واسطے جوڑی گئی۔ ابو بکرؓ نے اس کی تعبیر بیان کی۔ جس سے ثالث کا ابتلا معلوم ہوتا ہے۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کا ذکر کیا اور بیان کیا کہ یہ یعنی عثمانؓ اس میں مظلوم شہید ہونگے۔ یہ حدیث ترمذی میں ہے۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عثمان شاید خدا تم کو کرتہ پہنا دے۔ اگر کوئی تم سے اتروانا چاہے۔ تو نہ اتارنا۔ ترمذی نے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

مرۃ بن کعب نے خطبہ میں بیان کیا کہ اگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے نہ سنا ہوتا۔ تو کھڑے ہو کر نہ بیان کرتا۔ آپ نے فتنوں کا ذکر کیا۔ اور بیان کیا کہ وہ بہت ہی نزدیک آنے والے ہیں اتنے میں ایک آدمی چادر سے منہ لپیٹے ہوئے نکلا۔ آپ نے فرمایا۔ اس وقت یہ ہدایت پر ہوگا۔ میں اٹھ کر اس کے پاس گیا۔ وہ عثمان بن عفان تھے۔ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوا۔ اور پوچھا۔ یہی آپ نے کہا ہاں۔ ترمذی نے اس حدیث کو ذکر کر کے کہا۔ ہذا حدیث حسن صحیح۔

جابرؓ سے مروی ہے۔ کہ انہوں نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی کا جنازہ آیا آپ نے اس پر نماز نہیں پڑھی۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ ہم لوگوں نے آپکو اس سے پہلے کسی جنازہ کی نماز سے انکار کرتے نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ عثمانؓ سے بغض رکھتا تھا۔ اس واسطے خدا نے اس سے بغض کیا۔ ترمذی نے اس کی روایت کی ہے۔

عثمان رضی اللہ عنہ نے یوم الدار میں بیان کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد لیا ہے اور میں اس پر قائم ہوں۔

کعب بن عجرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کا ذکر کیا اور ان کا قریب ہونا بیان کیا۔ اتنے میں ایک آدمی اپنا سر لپیٹے ہوئے نکلا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ اس دن حق پر ہوگا۔ میں نے کود کر عثمانؓ کے دونوں بازو پکڑ لئے۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہو کر کہا یہ آپ نے کہا یہی۔ ابن ماجہ نے اس کی روایت کی ہے۔

ریاض میں ابو حبیبہ سے مروی ہے۔ کہ انہوں نے کہا۔ ابو ہریرہ نے بات کرنے کی اجازت لے کر کہا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ عنقریب فتنہ و اختلاف ہوگا۔ ہم نے کہا۔ آپ ہم کو کیا حکم دیتے ہیں۔ آپ نے کہا۔ امین۔ یعنی عثمانؓ اور ان کے اصحاب کا ساتھ اختیار کرو۔

ریاض میں کعب سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا۔ خدا کی قسم۔ کتاب اللہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم۔ ابوبکر الصدیق۔ عمر الفاروق۔ عثمان الامین کا ذکر ہے۔ پس اے معاویہ اس امت کے معاملہ میں خدا سے ڈرو۔ انہوں نے اس کو تین بار کہا۔

ریاض میں ابو قلابہ سے مروی ہے۔ کہ انہوں نے کہا۔ میں اپنے رفقاء کے ساتھ شام میں تھا کہ ایک آدمی کی آواز سُنی۔ جو آگ کو پکار پکار کر واویلا مچا رہا تھا۔ میں اُٹھ کر اُس کے پاس گیا دیکھا کہ ایک آدمی بے دست و پا آنکھوں سے اندھا اوندھا پڑا چلّا رہا ہے۔ میں نے اس کا حال دریافت کیا۔ اس نے کہا۔ میں ان لوگوں میں ہوں۔ جو عثمانؓ پر چڑھ کر گئے تھے۔ جب میں ان کے قریب گیا۔ ان کی بی بی چلّانے لگیں۔ میں نے ان کے طمانچہ مارا۔ عثمانؓ نے کہا۔ تجھے کیا ہو گیا ہے۔ خدا تیرے دونوں ہاتھ و پیر کاٹے۔ اور آنکھوں کو اندھا کرے۔ اور تجھ کو آگ میں ڈالے۔ میرے اوپر سخت خوف طاری ہوا۔ اور میں نکل کر بھاگ گیا۔ اور اب میری یہ حالت ہے۔ اور سوا آگ کے اب کوئی بد دعا باقی نہیں رہی۔ وہ کہتے ہیں میں نے اس سے کہا۔ تیرے لئے رحمت سے دوری اور ہلاکت ہے۔

ریاض میں علی بن زید بن جدعان سے مروی ہے۔ کہ انہوں نے بیان کیا کہ سعید بن مسیب نے مجھ سے کہا۔ اس آدمی کے چہرے کی طرف دیکھو۔ میں نے اس کو دیکھا تو بالکل سیاہ تھا۔ میں نے کہا خدا بچائے۔ سعید نے کہا یہ علی و عثمان کو گالیاں دیتا تھا۔ میں اس کو روکتا رہا یہ نہ باز آیا میں نے خدا سے دُعا کی کہ اے اللہ یہ ان لوگوں کو گالیاں دیتا ہے۔ جن کا حال تو خوب جانتا ہے۔ اگر تجھ کو کہنا ناپسند ہے۔ تو اس شخص میں نشانی ظاہر کر دے۔ خدا نے اُس کے چہرے کو سیاہ کر دیا۔ جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔

کثیر بن صلت سے مروی ہے کہ عثمانؓ جس دن شہید ہونے والے تھے۔ اس دن ان کی آنکھ لگ گئی۔ آپ جب بیدار ہوئے۔ فرمایا۔ اگر لوگ یہ نہ کہتے کہ عثمانؓ نے فتنہ کی آرزو کی تو میں کرتا۔

کثیر بن صلت کہتے ہیں۔ ہم نے کہا خدا آپ کو صلاحیت پر قائم رکھے آپ ہم سے بیان کیجئے ہم اور لوگوں کی طرح رکھیں گے۔ آپ نے فرمایا میں نے رسول خدا صلعم کو اس وقت خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا کہ تم جمعہ میں ہمارے پاس آجاؤ گے۔ حاکم نے اس کی روایت کی ہے۔ عبد اللہ بن حوالہ اسدی نے رسول خدا صلعم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص تین باتوں سے بچ گیا۔ اُس نے نجات پائی۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ تین باتیں کیا ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ میری وفات و خلیفہ برحق صابر کی شہادت۔ اور دجال۔ حاکم نے اس کی روایت و تصحیح کی ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ کہ حضرت عثمان صبح کو اُٹھے۔ اور کہا۔ میں نے آج رات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے فرمایا۔ اے عثمانؓ تم میرے پاس افطار کرو صبح کو عثمانؓ نے روزہ رکھا۔ اور اسی دن آپ شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ۔ حاکم نے اس کی روایت کی

ابن عباس سے مروی ہے انہوں نے کہا۔ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا۔ اتنے میں عثمانؓ آگے آئے۔ جب وہ قریب آئے۔ آپ نے فرمایا۔ اے عثمانؓ تم سورۃ بقر پڑھنے میں

شہید کئے جاؤ گے۔ اور تمہارے خون کا قطرہ آیۃ فسیکفیکھم اللہ" پر گرے گا۔ اہل مشرق و مغرب تم پر یورش کریں گے۔ اور ربیعہ و مضر کے برابر لوگوں میں تمہاری شفاعت مقبول ہوگی۔ اور قیامت میں بے کسوں کے سردار بنا کر اٹھائے جاؤ گے۔ حاکم نے اس کی روایت کی ہے۔

نعمان بن بشیر نے عائشہؓ سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عثمان اگر خدا تم کو اس امت پر ایک دن بھی خلیفہ کرے اور منافق اس بات کی کوشش کریں۔ کہ تم خدا کے پہنائے ہوئے کرتے کو اُتارو۔ تو تم اس کو ہرگز نہ اُتارنا۔ آپ نے اُس کو تین مرتبہ فرمایا۔ نعمان کہتے ہیں۔ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ سے کہا۔ آپ نے لوگوں کو یہ حدیث کیوں نہ سنائی۔ انہوں نے کہا بخدا اس وقت یہ میرے خیال سے بالکل اُتر گئی تھی۔ ابن ماجہ نے اس کی روایت کی ہے۔

قیس بن ابی حازم نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے کہا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض موت میں فرمایا۔ میں چاہتا ہوں کہ میرے پاس میرے بعض اصحاب ہوتے۔ ہم نے کہا۔ یا رسول اللہ آپ کے واسطے ابوبکر کو بلا دیں۔ آپ خاموش رہے۔ ہم نے کہا کیا عمرؓ کو بلا دیں۔ آپ خاموش رہے۔ ہم نے کہا کیا عثمانؓ کو بلا دیں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ عثمانؓ آپ بلانے سے آئے۔ اور آپ نے تخلیہ کرا کر عثمانؓ سے باتیں شروع کیں۔ اور عثمان کا چہرہ متغیر ہوتا جاتا تھا۔ قیس کہتے ہیں مجھ سے عثمان کے غلام ابوسہلہ نے بیان کیا۔ کہ عثمان بن عفان نے یوم الدار میں کہا۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد لیا ہے۔ اور میں اس پر صابر ہوں۔ قیس کہتے ہیں۔ لوگ خیال کرتے تھے کہ وہ یوم شہادت تھا۔ ابن ماجہ نے اس کی روایت کی ہے۔

استیعاب میں ہے۔ کہ زرارہ بن عمرو نخعی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا خواب بیان کیا۔ اس میں یہ بھی تھا۔ کہ انہوں نے کہا۔ میں نے دیکھا کہ ایک آگ نکلی۔ اور میرے اور میرے لڑکے کے درمیان حائل ہوگئی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آگ وہ فتنہ ہے۔ جو میرے بعد ہوگا۔ لوگوں نے کہا فتنہ کیسا۔ آپ نے فرمایا۔ لوگ اپنے امام کو قتل کر ڈالیں گے۔ اور آپس میں خوب لڑیں گے۔ اور آپ نے اُنگلیوں کو ایک دوسری میں ڈال کر اختلاف کی حالت بیان کی کہ مسلمان خون مسلمان کے نزدیک پانی سے زیادہ خوشگوار ہوگا۔ برائی کرنے والا اپنے کو نیک گمان کرے گا۔ اگر تم مر گئے۔ تو یہ فتنہ تمہارے بیٹے کو پیش آئے گا۔ اور اگر تمہارا بیٹا مر گیا۔ تو تمہارے سامنے آوے گا۔ انہوں نے کہا۔ آپ خدا سے دُعا کیجئے۔ کہ یہ فتنہ میرے سامنے نہ ہو۔ آپ نے ان کے لئے دُعا کی۔

پھر بڑے بڑے صحابہ نے حدیث کے موافق اعتراضوں کا جواب دیا۔ حتیٰ کہ کوئی شبہ باقی نہ رہا۔

امام مرتضیٰ علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے اقوال ا جن کو حاکم نے حسن سے بروایت قیس بن عباد نقل کیا ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں۔ کہ جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا۔ آپ کہتے تھے۔ یا الٰہی میں عثمانؓ کے خون سے بری ہوں۔ اور عثمان کے قتل کے دن میرے ہوش اڑ گئے۔ اور مجھے بہت ہی ناگوار ہوا۔ لوگوں نے مجھ سے بیعت کرنی چاہی۔ میں نے کہا بخدا مجھے ان لوگوں سے بیعت لینے شرم

معلوم ہوتی ہے۔ جنہوں نے اس شخص کو قتل کر ڈالا۔ جس کے حق میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ کیا میں اس سے شرم نہ کروں جس سے ملائکہ شرم کرتے ہیں۔ پس میں بھی خدا سے شرم کرتا ہوں۔ کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے گور و کفن سے پہلے بیعت لوں۔ لوگ چلے گئے۔ جب عثمان رضی اللہ عنہ دفن ہو گئے۔ لوگ پھر میرے پاس آئے۔ اور بیعت کی خواہش کی۔ اُس وقت گویا میرے دل سے بھی وہ نفرت جاتی رہی۔ اور میں نے کہا۔ اے اللہ عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ مجھ سے لے لے۔ یہاں تک کہ تو راضی ہو جا۔

عبد الرحمٰن بن محمد نے اپنے والد سے طولانی قصہ میں نقل کیا ہے۔ کہ محمد بن حاطب نے کہا۔ میں کھڑا ہوں کہا یا امیر المومنین میں مدینہ جانے والا ہوں۔ لوگ مجھ سے عثمان رضی اللہ عنہ کی بابت دریافت کریں گے۔ میں ان کے حق میں کیا کہوں۔ محمد بن حاطب کہتے ہیں کہ عمار بن یاسر اور محمد بن ابی بکر ناخوش ہوئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے دونوں سے کہا اے عمار۔ اے محمد تم عثمان کے حق میں کہتے ہو۔ کہ انہوں نے اپنوں کی پاس داری کی۔ اور بری طرح حکومت کی۔ اور تم نے اُن سے بدلہ لیا ہے۔ اور عنقریب حاکم عادل کے پاس جاؤ گے۔ وہ تمہارا فیصلہ کریگا۔ پھر کہا۔ اے محمد بن حاطب جب تم مدینہ جاؤ اور لوگ عثمان کی بابت تم سے دریافت کریں۔ تو کہنا کہ خدا کی قسم وہ ان لوگوں میں سے تھے جن کی یہ صفت ہے۔ کہ الذین آمنوا ثم اتقوا وآمنوا ثم اتقوا واحسنوا واللہ یحب المحسنین ۰ وعلی اللہ فلیتوکل المومنون۔ (یعنی وہ لوگ ایمان۔ پھر پرہیزگاری کی پھر ایمان لائے۔ پھر پرہیزگاری کی اور احسان کیا۔ اور خدا احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور مومنوں کو خدا ہی پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔)

ہارون بن عنترہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے کہا۔ میں نے خورنق میں علی رضی اللہ عنہ کو تخت پر دیکھا۔ اُن کے پاس ابان بن عثمان تھے۔ آپ نے کہا۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ میں اور تمہارے والد اُن لوگوں میں سے ہیں۔ جن کے حق میں یہ آیت یعنی ونزعنا ما فی صدورھم من غل اخوانا علی سرر متقابلین۔ (اور ہم نے اُن کے دلوں سے کینوں کو نکال دیا۔ بھائیوں کی طرح آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہیں۔) نازل ہوئی۔

حصین بن حارثی روایت کرتے ہیں کہ ابن ابی طالب زید بن ارقم کے پاس عیادت کو گئے۔ زید کے پاس اور لوگ بیٹھے تھے۔ زید نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو قسم دلا کر پوچھا۔ کیا تم نے عثمان کو شہید کیا۔ آپ نے تھوڑی دیر اپنا سر جھکا لیا۔ پھر کہا خدا کی قسم میں نے ان کو نہ قتل کیا ہے۔ اور نہ ان کے قتل کا حکم دیا۔

حسن بن علی کے اقوال آپ کے حق میں یہ ہیں۔ کہ ابو یعلی بیان کرتے ہیں۔ کہ حسن خطبہ بیان کرنے کے واسطے کھڑے ہوئے اور کہا۔ اے لوگو میں نے کل رات کو ایک عجیب بات خواب میں دیکھی۔ میں نے دیکھا کہ خدا اپنے عرش پر ہے۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آئے۔ اور عرش کا پایہ پکڑ کر کھڑے ہو گئے۔ اس کے بعد ابو بکر آئے۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مونڈھے پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہو گئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے۔ اور انہوں نے صدیق اکبر کے مونڈھے پر ہاتھ رکھا۔ پھر عثمان رضی اللہ عنہ اپنا سر ہاتھ میں لئے ہوئے آئے اور کہا اے رب اپنے بندوں سے پوچھ کہ انہوں نے کس جرم میں میرا سر

کاٹا۔ پھر آسمان سے زمین پر خون کے دو پرنالے جاری ہو گئے۔ لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا۔ دیکھتے ہو حسن کیا بیان کر رہے ہیں۔ آپ نے کہا اُنہوں نے جو کچھ دیکھا وہی بیان کرتے ہیں۔
حاکم نے قتادہ سے انہوں نے ایک آدمی سے روایت کی کہ اس نے کہا۔ میں نے حسن کو عثمان کے گھر سے زخمی نکلتے دیکھا۔

(اقوال سعید بن زید کے جو عشرہ مبشرہ میں ہیں۔)
قیس نے روایت کی ہے۔ کہ میں نے سعید بن زید سے سُنا وہ کہتے تھے۔ کہ میں نے دیکھا ہے کہ عمر اسلام لانے سے پہلے مجھ کو اسلام پر سرزنش کرتے تھے۔ اور اگر تمہارے اس معاملہ سے جو تم نے عثمان کے ساتھ کیا۔ خدا کا عرش اپنی جگہ سے ہل جاتا تو بعید نہ تھا۔
(فقیہ الامۃ عبداللہ بن مسعود کے اقوال۔) آپ کا انتقال شہادت عثمان سے پہلے ہوا۔ لیکن آپ اس معاملہ میں پہلے ہی کہہ گئے تھے۔
ابوبکرؓ نے ابن مسعود کے غلام ابوسعید سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے کہا۔ عبداللہ نے بیان کیا۔ خدا کی قسم اگر لوگ عثمان کو شہید کریں گے تو ان کا جانشین نہ ملے گا۔
(واقف اسرار نبوی یعنی حذیفہ بن یمان کے اقوال)۔ ابوبکر نے عبد خیر سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے کہا۔ جب مصری لوگ عثمانؓ کی طرف چلے۔ ہم حذیفہ کے پاس آئے اور کہا کہ یہ لوگ عثمان کی طرف گئے ہیں۔ آپ کیا کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا بخدا یہ لوگ ان کو شہید کریں گے۔ ہم نے پوچھا شہید ہونے کے بعد ان کا کیا حال ہو گا۔ انہوں نے کہا۔ بخدا وہ جنت میں جائیں گے۔ ہم نے پوچھا ان کے قاتلین کا کیا حشر ہو گا۔ انہوں نے کہا۔ خدا کی قسم وہ دوزخ میں ہیں۔
(عالم علم اولین و آخرین یعنی عبداللہ بن سلام کے اقوال۔) ابوبکر نے یوسف بن عبداللہ بن سلام سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے کہا۔ تم لوگ تلواریں نہ کھینچو۔ اگر تلوار کھینچو گے۔ تو قیامت تک میان میں نہ بند ہو گی۔
ابوبکر نے بشر بن شغاف سے اُنہوں نے عبداللہ بن سلام سے ایک طولانی حدیث میں روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے کہا میں نے ان لوگوں سے کہا تھا۔ کہ عثمان کو نہ قتل کرو۔ ان کو چھوڑ دو۔ بخدا اگر تم ان کو گیارہ دن چھوڑ دو۔ تو وہ آپ مرجائیں۔ لیکن ان لوگوں نے ایسا نہ کیا۔ حالانکہ کوئی ایسا نہیں قتل ہوا۔ مگر اس کے بدلہ میں ۳۵ ہزار آدمیوں کا خون ہوا ہے۔
ابوعمر نے استیعاب میں بیان کیا ہے۔ کہ عبداللہ بن سلام نے کہا۔ لوگوں نے عثمان کو قتل کر کے اپنے اُوپر ایسا فتنہ کا دروازہ کھول لیا۔ جو قیامت تک نہ بند ہو گا۔
(زاہد الامہ یعنی ابوذرؓ کا کلام) ابوبکر نے بیان کیا ہے۔ کہ ابوذر نے کہا۔ اگر عثمان مجھ کو سر کے بل چلنے کا حکم دیتے۔ تو میں ضرور چلتا۔
(حافظ الحدیث یعنی ابوہریرہ کا کلام) ابوبکر نے محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی ذئب سے روایت کر کے

بیان کیا ہے کہ ابوہریرہ نے کہا۔ بخدا جو کچھ میں جانتا ہوں۔ اگر تم جانتے تو ہنستے کم اور روتے زیادہ
بخدا قریش میں اس کثرت سے موت اور قتل واقع ہوگا۔ کہ اگر کوئی ہرن کے مسکن میں جائے گا۔ تو
وہاں بھی کسی قریشی کے جوتے پڑے ملیں گے۔

حبر الامہ یعنی عبد اللہ بن عباس کا کلام۔ ابوعمر نے استیعاب میں بیان کیا ہے کہ اگر سب لوگ
قتل عثمان پر متفق ہو جاتے۔ تو ان پر مثل قوم لوط کے پتھر برستے۔

جب یہ مقدمہ مُمہّد ہو گیا۔ اجمالاً لوگوں کے ذی النورین سے اختلاف کرنے کے اسباب اور اقدام قتل کا حال تحریر کرتے ہیں

ہم مناسب حال چند روایتیں درج کرتے ہیں۔ جن سے اصل واقعہ معلوم ہو جائے گا۔

ابوبکر نے ابن عون سے انہوں نے حسن سے روایت کی وہ کہتے تھے۔ مجھے وثاب نے خبر دی۔
وثاب کو امیر المومنین حضرت عمر نے آزاد کیا تھا۔ اور اس کے بعد وہ عثمان کے پاس رہا کرتے تھے حسن
کہتے ہیں میں نے اُن کی گردن میں نیزہ کے دو نشان دیکھے۔ جو ان کو یوم الدار میں لگے تھے) انہوں نے کہا
امیر المومنین عثمان رضؓ نے مجھ کو اُشتر کے بلانے کے لئے بھیجا۔ جب وہ آیا۔ میں نے امیر المومنین کے
لئے گدا بچھا دیا۔ عثمان نے کہا اے اشتر لوگ مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔ اُشتر نے کہا تین باتیں جن میں
سے ایک کا ماننا ضروری ہے۔ ایک یہ کہ آپ خلافت چھوڑ دیں۔ اور ان سے کہہ دیں۔ کہ تم کو اختیار
ہے۔ جس کو چاہو۔ اپنا خلیفہ بنا لو۔ دوسری یہ کہ آپ اپنے نفس سے قصاص لیں۔ اور اگر آپ ان
دونوں باتوں سے انکار کریں گے۔ تو وہ لوگ آپ کو قتل کر ڈالیں گے۔ عثمان نے کہا کیا ان تین
باتوں میں سے ایک کا ہونا ضروری ہے اُس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا۔ میں خلافت نہیں چھوڑ سکتا
کیوں کہ جس جامہ کو خدا نے مجھے پہنایا ہے۔ میں اس کو کبھی نہ اُتارونگا۔

ابن عون کہتے ہیں حسن کے سوا اوروں کی روایت میں یوں ہے۔ کہ میں جان دے دینے کو محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے معاملہ کو بعض لوگوں کی وجہ سے چھوڑنے سے زیادہ پسند کرتا ہوں۔
ابن عون کہتے ہیں یہ آپ کے طرز کلام سے زیادہ مشابہ ہے۔ ہاں قصاص کو میں جانتا ہوں۔ کہ شیخین
میرے سامنے اپنے نفس سے قصاص لیا کرتے تھے۔ لیکن میرا بدن اس کا متحمل نہیں ہو سکتا رہا میرا
قتل۔ تو بخدا اگر انہوں نے مجھ کو قتل کر ڈالا۔ میرے بعد کبھی آپس میں دوستی نہ ہوگی۔ اور نہ کبھی آپس میں
مل کر دشمنوں سے مقابلہ کریں گے۔ راوی کہتا ہے۔ کہ اُشتر اٹھ کر چلے گئے۔ ہم لوگ کچھ دیر تک ٹھہرے
رہے۔ اور ہم کو خیال ہوا۔ کہ شاید لوگ راضی ہو گئے۔ اتنے میں ایک چھوٹا سا آدمی بھیڑیئے کی مانند دروازے
سے آیا پھر واپس چلا گیا۔ اور محمد بن ابی بکر تیرہ آدمیوں کی جماعت کے ساتھ اُٹھے۔ اور حضرت عثمان رضؓ کے پاس
آکر آپ کی داڑھی پکڑ لی۔ اور اُس کو ہلایا۔ یہاں تک کہ آپ کی داڑھوں کے بجنے کی آواز میں نے سُنی۔ اور کہا

اب معاویہ کچھ تمہارے کام نہیں آتے۔ اور ابن عامر نے بھی تم کو کچھ مدد نہیں دی۔ اور تمہارے لشکر تم کو کچھ فایدہ نہیں پہنچاتے۔ اور آپ کہتے تھے۔ اے میرے بھائی کے بیٹے میری داڑھی چھوڑ دو۔ اے میرے بھائی کے بیٹے میری داڑھی چھوڑ دو۔ وثاب کہتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ محمد نے ایک آدمی سے مدد طلب کی۔ وہ ایک تیر لے کر آیا۔ یہاں تک کہ اُنہوں نے اس تیر کو آپ کے سر میں چبھو دیا۔ اور اسی میں لگا رہنے دیا۔ اور چلے گئے۔ پھر بہت سے لوگ آئے۔ اور آپ کو شہید کر ڈالا۔

ابو بکر نے ابو نضرہ سے اُنہوں نے ابو اسید انصاری کے غلام ابو سعید سے روایت کر کے بیان کیا کہ عثمان رضؓ نے سُنا کہ اہل مصر کا وفد آیا ہے۔ آپ اُن سے ملنے کے لئے گئے۔ آپ مدینہ سے باہر ایک بستی میں تھے کہ اہل مصر نے آپ کی خبر سنی۔ جہاں آپ تھے۔ وہیں آئے۔ ابو نضرہ کہتے ہیں مجھے خیال پڑتا ہے کہ ابو سعید نے بیان کیا۔ کہ عثمان اہل مصر کے مدینہ میں آنے کو ناپسند کرتے تھے۔ یا ایسی ہی کوئی اور بات کہی۔ اہل مصر عثمان رضؓ کے پاس آئے۔ اور کہا قرآن شریف منگواؤ۔ آپ نے منگوایا ان لوگوں نے کہا سورۂ یونس کھولو۔ آپ نے اُس کو پڑھنا شروع کیا۔ جب آیہ قل ارءیتم ما انزل اللہ لکم من رزق فجعلتم منہ حراماً وحلالاً۔ قل اللہ اذن لکم ام علی اللہ تفترون پر پہنچے مصریوں نے کہا جو تم نے چراگاہ گھیر رکھی ہے۔ کیا خدا نے تم کو اس کی اجازت دی ہے یا خدا پر جھوٹ باندھتے ہو۔ آپ نے کہا اس کو رہنے دو۔ یہ اس بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اور حمی (چراگاہ) کا یہ جواب ہے۔ کہ عمر رضؓ نے مجھ سے پہلے صدقہ کے اونٹوں کے واسطے چراگاہ بنائی تھی۔ جب میں خلیفہ ہوا۔ تو صدقہ کے اونٹ اور زیادہ ہو گئے اس لئے میں نے بھی چراگاہ کو بڑھا دیا۔ وہ لوگ آیت آیت پر آپ کو روکتے اور آپ کہتے جاتے کہ اس کو رہنے دو۔ یہ اس معاملہ میں نازل ہوئی ہے۔

ابو نضرہ کہتے ہیں ابو سعید نے کہا۔ میں اس وقت تمہاری عمر میں تھا۔ اور ابو نضرہ نے اس حدیث کو بیان کرتے وقت اپنے شاگرد سے کہا۔ میں اس وقت تمہارے سن میں تھا یعنی اُس وقت میری پوری داڑھی نہیں نکلی تھی۔ راوی کہتا ہے کہ مجھے اچھی طرح نہیں یاد ہے۔ شاید ابو نضرہ نے دوسری مرتبہ کہا۔ میں اس وقت تیس برس کا تھا۔ پھر مصریوں نے آپ سے کچھ ایسی باتوں کا مواخذہ کیا جس کا جواب آپ کے پاس نہ تھا۔ آپ نے اُن کا اقرار کیا اور کہا۔ میں خدا سے بخشش چاہتا ہوں۔ اور توبہ کرتا ہوں۔ پھر ان لوگوں سے کہا۔ تم کیا چاہتے ہو۔ اُن لوگوں نے آپ سے عہد لئے۔ راوی کہتا ہے۔ کہ مجھے خیال پڑتا ہے کہ ابو سعید نے کہا۔ مصریوں نے آپ سے شرائط لکھوائے۔ اور آپ نے اُن سے عہد لیا کہ جب تک میں شرائط کی پابندی کرتا ہوں۔ تم اختلاف نہ کرنا اور نہ جماعت سے علیحدہ ہونا۔ پھر آپ نے پوچھا اور کیا چاہتے ہو۔ ان لوگوں نے کہا کہ مدینہ والوں کو عطایا نہ دیئے جائیں۔ مال غنیمت مجاہدین وصحابہ کو ہی دیا جائے۔ اور وفد کے لوگ حضرت عثمان سے راضی ہو گئے۔ اور خوشی خوشی آپ کے ہمراہ مدینہ میں آئے۔ آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ میں بیان کیا کہ خدا کی قسم میں نے اس وفد سے جو میرے پاس آیا ہے۔ اپنی حاجتوں کے واسطے کسی کو زیادہ بہتر نہیں دیکھا۔ خبردار جس کے کھیت ہو۔ اپنے

کھیت میں جائنگے۔ اور جس کے پاس جانور ہوں۔ اپنے جانوروں کے دُودھ پر زندگی بسر کرے۔ یہ مال غنیمت صرف مجاہدین اور صحابہ کے لئے ہے۔ لوگ ناخوش ہو گئے اور کہا یہ بنو اُمیہ کا مکر ہے اور مصری وفد خوشی خوشی گھر چلا گیا۔ وہ لوگ راستہ ہی میں تھے کہ دیکھا ایک سوار کبھی ان کے سامنے آتا ہے۔ کبھی الگ ہو جاتا ہے۔ پھر ان کی طرف لوٹتا ہے۔ پھر چلا جاتا ہے۔ اور گالیاں دیتا ہے۔ لوگوں نے کہا معلوم ہوتا ہے۔ تیرا کوئی عجیب و غریب معاملہ ہے۔ تو کون ہے۔ اس نے کہا میں امیر المومنین کا قاصد ہوں۔ عامل مصر کے پاس جاتا ہوں۔ اُن لوگوں نے اس کی تلاشی لی۔ اُس کے پاس ایک خط ملا۔ جو عثمان کی طرف سے عامل مصر کو لکھا گیا تھا۔ اس پر آپکی مہر بھی تھی۔ اس خط میں لکھا تھا۔ کہ ان لوگوں کو قتل کر ڈالو یا ان کے ہاتھ پیر کاٹ دو۔ وہ لوگ وہیں سے لوٹ پڑے۔ اور مدینہ میں پہنچ کر حضرت علی کے پاس آئے۔ اور کہا۔ دشمن خدا نے ہماری بابت ایسا ایسا حکم دیا ہے۔ بخدا اب ان کا خون مباح ہو گیا اور اسی لئے ہم لوٹ آئے ہیں۔ حضرت علی نے کہا خدا کی قسم میں تمہارا ساتھ نہ دونگا۔ ان لوگوں نے کہا پھر ہمیں کیوں خط لکھا تھا انہوں نے کہا خدا کی قسم میں نے کوئی خط نہیں لکھا۔ راوی کہتا ہے۔ وہ لوگ ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔ اور کہا کیا انہی کے واسطے جنگ کرو گے۔ یا انہی کی طرف داری کرو گے۔ علی کرم اللہ وجہہٗ مدینہ سے نکل کر ایک بستی میں چلے گئے۔ وہ لوگ اُٹھکر عثمان کے پاس آئے۔ اور کہا تم نے ہمارے حق میں ایسا ایسا لکھا ہے۔ آپ نے کہا دو باتیں ہیں یا تو تم دو مسلمانوں کو گواہی میں پیش کرو۔ یا میں قسم کھا جاؤں کہ خدا کی قسم میں نے نہ لکھا ہے نہ لکھوایا ہے۔ اور تم جانتے ہو کہ خط آدمی کی طرف سے لکھ لیا جاتا ہے۔ اور مہر کی نقل اُتار لی جاتی ہے۔ اُن لوگوں نے کہا۔ خدا کی قسم۔ اللہ نے تمہارے خون کو مباح کر دیا۔ اور عہد و پیمان توڑ ڈالا۔ راوی کہتا ہے۔ ان لوگوں نے آپ کو محصور کر لیا۔ آپ چھت پر اُن کے سامنے آئے اور کہا السلام علیکم۔ راوی کہتا ہے میں نے کسی کو جواب سلام دیتے نہیں سنا۔ ہاں شاید اگر کسی نے اپنے دل میں دے لیا تھا۔ آپ نے کہا۔ میں خدا کی قسم دے کر تم کو پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ میں نے بیر رومہ کو شیریں پانی پینے کے واسطے اپنے مال سے خرید ا تھا۔ پھر میں نے اس میں عام طور سے پانی پینے کی اجازت دے دی۔ لوگوں نے کہا ہاں۔ آپ نے کہا تم مجھ کو اس کا پانی پینے نہیں دیتے۔ یہاں تک کہ سمندر کے پانی سے روزہ افطار کرتا ہوں۔ آپ نے کہا میں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ کہ تم جانتے ہو۔ میں نے فلاں زمین مول لے کر مسجد میں ملادی لوگوں نے کہا ہاں۔ آپ نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ اس میں کوئی شخص نماز پڑھنے سے روکا گیا۔ لوگوں نے کہا نہیں۔ اسی طرح آپ برابر قسمیں دے دے کر اپنے لوگوں سے دریافت کرتے رہے۔ اور آپ نے سور مفصل کے لکھنے کا حال بیان کیا۔ یہاں تک کہ لوگ ایک دوسرے کو منع کرنے لگے۔ اور کہنے لگے کہ امیر المومنین کو چھوڑ دو۔ معلوم نہیں اسی دن یا دوسرے دن اشتر نے کھڑے ہو کر کہا۔ شاید ان کے اور تمہارے ساتھ مکر کیا گیا ہو۔ لوگوں نے اس کو کچل ڈالا۔ یہاں تک کہ وہ کچھ دنوں تک پڑا رہا۔ پھر حضرت عثمان دوبارہ چھت پر سامنے آئے اور نصیحت و وعظ کیا۔ لیکن اس کا لوگوں پر کچھ اثر نہ ہوا

حالانکہ پہلے یہ اثر تھا۔ کہ سننے کے ساتھ ہی لوگوں پر اثر ہوتا تھا۔ جب دوبارہ بیان کیا گیا۔ لوگوں میں کچھ اثر نہ ہوا۔ آپ نے دروازہ کھول دیا۔ اور قرآن سامنے رکھ لیا۔ حسن بیان کرتے ہیں۔ کہ محمد بن ابی بکر عثمان کے پاس آئے۔ اور آپ کی داڑھی پکڑ لی۔ عثمان نے ان سے کہا۔ تم نے مجھ کو ایسا پکڑا کہ اگر ابوبکرؓ ہوتے تو وہ کبھی نہ پکڑتے۔ یا یوں کہا کہ تم میرے پاس اس طرح بیٹھے کہ ابوبکرؓ کبھی نہ بیٹھتے۔ راوی کہتا ہے وہ چھوڑ کر چلے گئے۔ ابوسعید کی حدیث میں ہے۔ کہ پھر ایک آدمی آیا۔ عثمانؓ نے کہا میرے اور تمہارے درمیان خدا کی کتاب ہے۔ وہ بھی چھوڑ کر چلا گیا۔ اس کے بعد ایک آدمی آیا جس کو موت اسود (سیاہ موت) کہتے تھے۔ اس نے آپ کا گلا دبایا۔ پھر چلا گیا اور کہا خدا کی قسم میں نے ان کے حلق سے زیادہ کسی چیز کو نرم نہیں دیکھا۔ میں نے ان کی گردن دبائی۔ اُن کے نفس کو جنوں کے نفس کی طرح بدن میں پھرتا دیکھا۔ پھر ایک اور آدمی آیا۔ آپ نے کہا میرے اور تیرے درمیان کتاب اللہ ہے۔ اور قرآن آپ کے سامنے تھا وہ تلوار لے کر آپ پر ٹوٹ پڑا۔ آپ نے تلوار کو ہاتھ پر روک لیا۔ جس سے آپ کا ہاتھ کٹ گیا۔ مجھے یہ نہیں معلوم ہوا۔ کہ بالکل الگ ہوا یا نہیں۔ آپ نے فرمایا یہ پہلا ہاتھ ہے۔ جس نے سور مفصّل کو لکھا۔ ایک اور روایت میں ہے۔ کہ آپ کے پاس تجیبی آیا اور اس نے آپ کو تیر سے زخمی کیا۔ اس سے خون نکل کر اس آیت یعنی فسیکفیکم اللہ وھو السمیع العلیم۔ پر گرا۔ اور مصحف پر پھیل کر میل داغ کے ہو گیا۔ آپ کی بی بی یعنی بنت قرافصہ نے آپ کو اپنی گود میں لے لیا۔ یہ واقعہ قتل سے پہلے کا ہے۔ پھر جب آپ زخمی یا قتل ہوئے۔ تو آپ کی بی بی اُٹھ کر چلی گئیں یا آپ پر گر پڑیں۔ لوگوں نے کہا خدا اس کو ہلاک کرے۔ اس کے سرین کتنے بڑے ہیں۔ راوی کہتا ہے۔ اس وقت مجھے یقین ہو گیا کہ دشمنان خدا صرف کلاب دنیا ہیں۔

ابوبکر نے جہیم فہری سے روایت کر کے بیان کیا کہ انہوں نے کہا۔ میں قتل عثمان کے وقت موجود تھا۔ سعد اور عمار آئے۔ اور انہوں نے آپ کے پاس یہ پیغام کہلا بھیجا۔ کہ ہمارے پاس آؤ۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ سے اُن خرابیوں کو بیان کریں۔ جو آپ سے سرزد ہوئیں۔ عثمان نے اس کے جواب میں کہا کہ آج چلے جاؤ۔ مجھے فرصت نہیں ہے۔ فلاں دن آنا تا کہ میں بھی جواب دینے کے لئے تیار رہوں راوی کہتا ہے سعد تو چلے گئے۔ لیکن عمار نے لوٹنے سے انکار کیا اور اڑے رہے۔ ابومحصن۔ (درمیانی راوی) نے اس فقرہ کو دو مرتبہ بیان کیا۔ راوی کہتا ہے کہ عثمان کے قاصد نے عمار کو پکڑ کر مارا۔ جب لوگ مقررہ دن میں جمع ہوئے۔ عثمان نے کہا سعد اور عمارؓ آئے۔ میں نے دونوں کو کہلا بھیجا تھا۔ کہ آج تو چلے جاؤ۔ سعد تو چلے گئے۔ لیکن عمار اڑے رہے۔ میرے قاصد نے بلا میری اجازت کے ان کو پکڑا۔ اور مارا۔ بخدا میں نے نہ حکم دیا تھا۔ اور نہ میں اس سے راضی ہوا۔ میرا یہ ہاتھ موجود ہے۔ عمار کا بدلہ لے لو۔ لوگوں نے کہا۔ اور ہم اس بات کو ناپسند کرتے ہیں کہ آپ نے روایات قرآنیہ کو باطل کر دیا۔ آپ نے کہا۔ میرے پاس حذیفہ آئے۔ اور انہوں نے کہا تم اس وقت کیا کر سکو گے۔ جب مسلمان اہل کتاب کی طرح مختلف ہو کر قرآنوں میں جھگڑا کرنے لگیں گے۔ پس جو کچھ میں نے

کہا اگر وہ ٹھیک ہے۔ تو من جانب اللہ ہے اور اگر خطا ہے۔ تو حذیفہ کی طرف سے ہے۔ لوگوں نے کہا اور ہم اس بات کو بُرا جانتے ہیں۔ کہ آپ نے چراگاہ گھیر لی۔ آپ نے کہا قریش نے آکر بیان کیا کہ ہمارے سوا عرب کے ہر ایک قبیلہ کی ایک چراگاہ ہے جس میں وہ اپنے مویشی چراتے ہیں۔ میں نے اُن کے لئے بھی ایک چراگاہ مقرر کر دی۔ پس اگر تم پسند کرو تو رہنے دو۔ ورنہ توڑ دو۔ لوگوں نے کہا۔ اور ہم اس بات سے ناخوش ہیں کہ آپ نے اپنی قوم کے جہلا کو سردار کر دیا ہے۔ آپ نے کہا ہر ایک شہر والے کھڑے ہو کر درخواست کریں۔ کہ ہم فلاں شخص کو اپنا حاکم ہونا پسند کرتے ہیں میں اسی کو مقرر کر دوں۔ اور جس کو ناپسند کرتے ہوں۔ اُس کو معزول کر دوں۔ اہل بصرہ نے کھڑے ہو کر بیان کیا کہ ہم عبداللہ بن عامر سے خوش ہیں۔ آپ ان کو بحال رکھیں۔ اور اہل کوفہ نے کہا سعید یا ولید کو معزول کر کے ابوموسیٰ کو مقرر کر دیجئے۔ آپ نے ایسا ہی کیا۔ اہل شام نے کہا۔ ہم معاویہ سے راضی ہیں آپ انہی کو رہنے دیجئے۔ اہل مصر نے کہا۔ ابن ابی سرح کو معزول کر کے عمرو بن عاص کو مقرر کر دو۔ آپ نے ایسا ہی کر دیا۔ راوی کہتا ہے۔ ان لوگوں نے جو بات پیش کی اس سے آپ صاف نکل گئے۔ اور سب وفد خوشی خوشی اپنے شہروں کو واپس ہوئے۔ یہ لوگ راستہ ہی میں تھے کہ ایک سوار اُن کے پاس سے ہو کر گذرا۔ لوگوں کو اس پر کچھ شبہ ہوا۔ اس کی تلاشی لی گئی۔ تو اس کے پاس ایک خط نکلا۔ جو عامل کے نام تھا۔ اس میں لکھا تھا کہ فلاں فلاں شخص کی گردن مار دو۔ وہ لوگ وہیں سے لوٹ پڑے۔ اور سب سے پہلے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس آئے۔ اور اُن سے حال بیان کیا۔ آپ وہ خط لئے ہوئے اُن کے ساتھ عثمان کے پاس آئے۔ اور کہا یہ آپ کا خط ہے اور یہ آپ کی مہر ہے۔ عثمان نے کہا بخدا نہ میں نے اس کو لکھا اور نہ مجھ کو اس کا علم ہے۔ اور نہ میں نے لکھنے کا حکم دیا۔ اُنہوں نے کہا۔ آپ کو کس پر شبہ ہے۔ آپ نے کہا میرا خیال ہے کہ میرے کاتب نے دغا کی۔ اور اے علی تم پر بھی میری بدگمانی ہے۔ حضرت علی رضؓ نے کہا۔ تم مجھ سے کیوں بدگمان ہو۔ آپ نے کہا۔ اس لئے کہ قوم تمہاری فرمانبردار ہے۔ حضرت علیؓ نے کہا۔ پھر تم ان کو مجھ سے کیوں روکتے ہو۔ اور لوگوں نے حضرت عثمان سے انکار اور اس پر اصرار کرنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ آپ کو گھیر لیا۔ راوی کہتا ہے۔ آپ چھت پر سامنے کھڑے ہوئے۔ اور کہا تم لوگ کس وجہ سے میرا خون مباح کرتے ہو حالانکہ مسلمان کا خون تین باتوں کے سوا کسی طرح مباح نہیں یا تو مرتد ہو جائے۔ یا شادی کے بعد زنا کرے۔ یا کسی کا خون کیا ہو۔ اور تین باتوں میں سے اس وقت تک کسی ایک کا بھی مُرتکب نہیں ہوا ہوں۔ لوگ اپنی ضد پر اڑے رہے۔ راوی کہتا ہے۔ عثمان نے لوگوں کو قسم دے دی۔ کہ ان کے معاملہ میں ایک قطرہ خون بھی نہ بہایا جائے۔ راوی کہتا ہے میں دیکھتا تھا کہ ابن زبیر لشکر لے کر باغیوں کو ہٹانے نکلتے تھے اور اگر وہ چاہتے۔ تو ان سب کو قتل کر ڈالتے۔ اور سعید ابن اسود بختری آدمیوں کو اُلٹی تلوار سے مارتے تھے۔ اور اگر وہ قتل کرنا چاہتے۔ تو قتل کر ڈالتے۔ لیکن عثمان کی قسم دلانے سے سب رُکے ہوئے تھے۔ راوی کہتا ہے کہ ابو عمرو بن بدیل خزاعی اور تجیبی حضرت عثمان

پرچڑھ کر آئے - اور ایک نے آپ کے تیر مارا - اور دوسرے نے تلوار سے شہید کر ڈالا - پھر بھاگ گئے رات کو چلتے اور دن کو غاروں میں چھپ رہتے - مصر و شام کے درمیان ایک شہر کے قریب پہنچ کر ایک غار میں چھپ رہے تھے - کہ اس شہر سے ایک نبطی گدھا لئے ہوئے آرہا تھا - گدھے کی ناک میں مکھیاں گھس گئیں اور وہ بھاگ کر اسی غار میں گھس گیا - وہ نبطی بھی گدھے کے تعاقب میں غار کے اندر گھسا چلا گیا - اور ان لوگوں کو دیکھ کر امیر معاویہ کے عامل کو خبر دی - اور امیر معاویہ نے ان کو پکڑ کر مار ڈالا

ذی النورین کا اپنی حقیقت کو وضاحت سے ثابت کرنا اور لوگوں کے اشکالات کا جواب دے کر اُن کو ساکت و معقول کرنا!

اس کے متعلق ہم چند روایتیں تحریر کرتے ہیں -

ابو بکر نے عبد الملک بن ابی سلیمان کی روایت سے نقل کر کے بیان کیا انہوں نے کہا میں نے ابو لیلیٰ کندی سے سنا - وہ کہتے تھے - میں نے عثمان کو دیکھا محاصرہ کی حالت میں لوگوں کے سامنے آئے - اور کہا - اے لوگو مجھ کو نہ قتل کرو صلح کر لو - بخدا اگر تم مجھ کو قتل کرو گے - تو کبھی مل کر نہ جنگ کرو گے - اور نہ کبھی دشمنان دین پر جہاد کرو گے - اور انگلیوں کو ایک دوسرے میں ڈال کر کہا - کہ اس طرح مختلف ہو جاؤ گے - یا قوم لایجرمنکم شقاقی ان یصیبکم مثل ما اصاب قوم نوح او قوم ہود او قوم صالح وما قوم لوط منکم ببعید - (یعنی اے میری قوم میرے اختلاف سے ایسے جرم کے نہ مرتکب ہو (جس کی جزا یہ ہیں) تم کو قوم نوح یا قوم ھود یا قوم صالح کی مانند عذاب پہنچے - اور قوم لوط تم سے کچھ دور نہیں ہے) راوی کہتا ہے - آپ نے عبد اللہ بن سلام کو بلا بھیجا انہوں نے کہا آپ جنگ سے رُکے رہیئے - اسی میں آپ کی زیادہ مضبوطی ہے - اور باغی لوگ اندر گھس گئے - اور آپ کو قتل کر ڈالا -

ابو بکر نے ابن عون سے انہوں نے محمد بن سیرین سے روایت کی ہے - کہ عثمان باغیوں کے سامنے آئے - اور کہا ایسے آدمی کو پیش کرو جس سے میں آیات قرآنی سے مقابلہ کروں - لوگوں نے صعصعہ بن صوحان کو پیش کیا یہ نوجوان تھے - آپ نے فرمایا تم کو اس جوان کے سوا اور کوئی نہ ملا جس کو میرے سامنے پیش کرتے - راوی کہتا ہے صعصعہ نے کچھ گفتگو شروع کی - آپ نے فرمایا آیات قرآنی پڑھو - اُس نے پڑھا - اُذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا وان اللہ علی نصرھم لقدیر - آپ نے فرمایا تو جھوٹ کہتا ہے - یہ تیرے اور تیرے اصحاب کے حق میں نہیں ہے - بلکہ میرے اور میرے اصحاب کے حق میں ہے - پھر آپ نے اس آیت کو - واللہ عاقبۃ الامور تک پڑھا -

ابو بکر نے ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ زید بن ثابت عثمانؓ کے پاس آئے - اور کہا انصار دروازہ پر موجود ہیں اور کہتے ہیں اگر آپ چاہیں تو ہم دو مرتبہ انصار اللہ بن جائیں - آپ نے فرمایا

قتال کی اجازت میں نہیں دے سکتا۔

ابو بکر نے حسن سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا انصار عثمان کے پاس آئے اور کہا یا امیر المومنین ہم چاہتے ہیں خدا کی دومرتبہ مدد کریں۔ یعنی ایک مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی۔ اور دوبارہ آپ کی مدد کریں۔ آپ نے فرمایا مجھ کو اس کی ضرورت نہیں۔ تم لوگ واپس چلے جاؤ۔ حسن کہتے ہیں۔ بخدا اگر وہ لوگ چادروں سے آپکی حفاظت کرتے تو آپ کو بچا لیتے۔

ترمذی نے ابو اسحاق سے انہوں نے عبد الرحمٰن سلمی سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا جب عثمان محصور ہوئے۔ لوگوں کے سامنے آکر کہا۔ میں تم کو خدا کی یاد دلا کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو۔ کہ جس وقت کوہ حرا ہلنے لگا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حرا ٹھہر جا۔ کیونکہ تجھ پر سوا نبیؐ اور صدیق اور شہید کے اور کوئی نہیں ہے۔ لوگوں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا۔ میں تم کو خدا کی یاد دلا کر پوچھتا ہوں۔ کیا تم جانتے ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جیش العسرہ میں فرمایا کون شخص ایسا مال خرچ کرتا ہے۔ جس کو خدا قبول کرے۔ لوگ اس وقت مفلس و تنگ دست تھے۔ پھر میں نے اس لشکر کا سامان مہیا کر دیا۔ لوگوں نے کہا ہاں۔ پھر آپ نے فرمایا۔ میں تم کو خدا کی یاد دلا کر پوچھتا ہوں۔ کہ کیا تم جانتے ہو۔ بیر رومہ سے کوئی شخص بلاقیمت پانی نہیں پی سکتا تھا۔ میں نے اُس کو مول لے کر امیر و غریب و مسافر سب کے لئے وقف کر دیا۔ لوگوں نے کہا ہاں۔ اور آپ نے اسی طرح اور بھی باتوں کو شمار کرایا۔

ترمذی نے ابو مسعود جریری سے انہوں نے ثمامہ بن حزن قشیری سے روایت کی ہے۔ کہ میں یوم الدار میں حاضر تھا۔ جب عثمان نے سامنے آکر کہا۔ تم لوگ اپنے ان دونوں ساتھیوں کو سامنے لاؤ۔ جو مجھ پر بہت اصرار کرنے والے ہیں۔ لوگوں نے ان دونوں کو پیش کیا۔ وہ دونوں اونٹ یا گدھے کی مانند تھے۔ آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا میں تم سے خدا اور اسلام کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت مدینہ میں آئے ہیں۔ یہاں رومہ کے سوا کوئی کنواں شیریں پانی کا نہ تھا۔ آپ نے فرمایا کون ہے۔ جو اس کو مول لے کر مسلمانوں پر وقف کر دے۔ خدا اس کو اس سے بہتر جنت میں بدلہ عنایت کرے گا۔ میں نے اس کو اپنے ذاتی مال سے خرید کیا اور آج تم مجھی کو اس کا پانی پینے سے روکتے ہو۔ یہاں تک کہ میں سمندر کا پانی پیتا ہوں۔ لوگوں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا۔ میں تم سے خدا و دین اسلام کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ کیا تم جانتے ہو۔ کہ مسجد نبوی مسلمانوں کی کثرت سے تنگ ہو گئی تھی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کون ہے۔ جو فلاں قبیلہ کی زمینیں مول لے کر مسجد میں شامل کر دے۔ خدا اس کو جنت میں اس سے بہتر بدلہ دے گا۔ میں نے اس کو اپنے ذاتی مال سے خریدا اور آج تم مجھ کو اس میں دو رکعت نماز پڑھنے سے منع کرتے ہو۔ لوگوں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا۔ میں تم کو خدا اور رسول کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ کیا تم جانتے ہو۔ کہ میں نے جیش العسرۃ کو اپنے مال سے تیار

کر دیا تھا۔ لوگوں نے کہا۔ ہاں۔ آپ نے فرمایا میں خدا اور دین اسلام کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابو بکرؓ و عمرؓ اور میں کوہ ثبیر (احراء) پر تھا۔ وہ ہلنے لگا۔ یہاں تک کہ اس کے پتھر نیچے کو گرنے شروع ہوئے۔ آپ نے فرمایا۔ ثبیر ٹھہر جا تجھ پر نبی اور صدیق اور دو شہید ہیں۔ انہوں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ اکبر انہوں نے بھی میرے شہید ہونے کی گواہی دے دی۔ آپ نے اس جملہ کو تین مرتبہ کہا۔

احمد نے یحییٰ بن سعید کی روایت سے انہوں نے ابو امامہ بن سہل سے روایت کر کے بیان کیا کہ اُنہوں نے کہا عثمان جب محصور ہوئے۔ ہم بھی اُن کے ساتھ تھے۔ آپ اپنی ایک چھت پر چڑھے جس وقت آپ وہاں سے بات کرتے جو لوگ مقام بلاط (مسجد نبوی اور بازار کے درمیان ایک جگہ ہے) میں ہوتے۔ آپ کی آواز سن لیتے۔ آپ وہاں جاکر ہمارے پاس واپس آئے۔ اور کہا یہ لوگ اس وقت مجھے قتل کی دھمکی دیتے ہیں۔ راوی کہتا ہے۔ ہم نے کہا آپکو خدا کافی ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے کس وجہ سے قتل کریں گے۔ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔ آپ فرماتے تھے۔ تین صورتوں کے سوا اور کسی صورت میں مسلمان کا خون مباح نہیں ہے۔ ایک یہ کہ اسلام کے بعد کافر ہو جائے۔ دوسرے یہ کہ شادی کے بعد زنا کرے۔ تیسرے قصاص میں۔ اور بخدا جب سے مجھ کو خدا نے دین اسلام کی ہدائیت کی۔ میں نے اُس کو کسی دین سے بدلنے کی خواہش نہیں کی اور نہ جاہلیت اور اسلام میں کبھی زنا کیا۔ اور نہ کسی کو قتل کیا۔ پھر یہ لوگ مجھ کو کس وجہ سے قتل کرینگے۔

احمدؒ نے اوزاعی سے انہوں نے محمد بن عبد الملک بن مروان سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے تھے کہ انہوں نے مجھ سے مغیرہ بن شعبہ سے روایت کر کے بیان کیا کہ وہ محاصرہ کے وقت عثمانؓ کے پاس گئے۔ اور کہا آپ امیر المومنین ہیں اور آپ پر جو وقت آپڑا ہے۔ اُس کو آپ دیکھ رہے ہیں۔ آپ کے سامنے تین باتیں پیش کرتا ہوں۔ ان میں سے ایک بات اختیار کر لیجیے۔ یا تو آپ ان سے نکل کر مقابلہ کیجئے۔ کیونکہ آپ کے ساتھ بھی بہت لوگ ہیں اور آپ کو شوکت حاصل ہے اور آپ حق پر ہیں اور یہ لوگ باطل پر۔ اور یا ایک نیا دروازہ پھوڑ لیجئے۔ اور سواریوں پر سوار ہو کر مکہ چلے جائیے۔ کیونکہ جب آپ وہاں ہوں گے۔ یہ لوگ آپ کو نہ قتل کریں گے۔ اور یا آپ شام چلے جائیں۔ کیونکہ شام کے لوگ وفادار ہیں۔ اور وہاں معاویہ بھی موجود ہیں۔ عثمان نے کہا لڑنے کے متعلق تو یہ ہے کہ میں نہیں چاہتا کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں پہلا خون ریز خلیفہ بنوں۔ اور مکہ اس لئے نہ جاؤنگا۔ کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔ آپ فرماتے تھے قریش کا جو آدمی مکہ میں الحاد (حکم کا چھوڑ دینا یا شرک و ظلم کرنا) کرے گا۔ اس پر نصف عالم کے برابر عذاب ہوگا۔ اور میں نہیں چاہتا کہ میں وہی شخص بنوں۔ نیز دار الہجرت اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب چھوڑ کر مجھ سے شام نہ جایا جائے گا۔

احمد نے ابو عوانہ سے انہوں نے عمر بن جاوان سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا۔ احنف

نے بیان کیا۔ ہم حج کے واسطے جاتے تھے۔ ہمارا گذر مدینہ سے ہوا۔ ہم اپنے فرودگاہ میں تھے۔ کہ ایک آدمی نے آکر خبر دی۔ کہ لوگ گھبرائے ہوئے مسجد نبوی میں جمع ہیں۔ میں اور میرا ایک ساتھی دونوں مل کر چلے لوگ مسجد میں چند آدمیوں کے گرد مجمع کئے ہوئے تھے۔ میں مجمع کے اندر گھس کر اُن کے پاس پہنچا۔ وہ علی بن ابی طالب۔ زبیر، طلحہ، سعد بن ابی وقاص رضوان اللہ علیہم تھے۔ تھوڑا عرصہ بھی نہ گذرا تھا کہ عثمان پیادہ پا آئے۔ اور پوچھا کیا یہاں علیؓ ہیں۔ لوگوں نے کہا ہاں آپ نے پوچھا یہاں طلحہ ہیں لوگوں نے کہا ہاں۔ آپ نے پوچھا۔ کیا یہاں سعد ہیں۔ لوگوں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا۔ میں تم لوگوں کو خدائے وحدہٗ لاشریک کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ کیا تم جانتے ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کون ہے۔ جو فلاں قبیلہ کے مویشی خانہ کو مول لے۔ خدا اس کو بخش دے۔ میں نے اس کو مول لیا۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر بیان کیا۔ کہ میں نے مول لے لیا ہے۔ آپ نے فرمایا اس کو ہماری مسجد میں شامل کر دو۔ اس کا ثواب تم کو ہوگا۔ انہوں نے کہا ہاں۔ آپ نے کہا۔ میں تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو بیر رومہ کو خریدے۔ میں نے اس کو اتنے اور اتنے مال سے خریدا۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر عرض کیا کہ میں نے اس کو مول لے لیا۔ آپ نے فرمایا اس کو عام مسلمانوں پر وقف کر دو۔ اس کا ثواب تم کو ہوگا۔ ان لوگوں نے کہا ہاں۔ آپ نے کہا میں تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جیش العسرۃ کے دن لوگوں کے چہروں پر نظر ڈال کر کہا کون ہے۔ جو ان لوگوں کو سامان تیار کرا دے۔ خدا اُس کو بخش دے۔ میں نے اُن سب کا پورا سامان کر دیا۔ یہاں تک کہ کسی کو ایک مہار یا رسی کی بھی تنگی نہ پڑی۔ اُن لوگوں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا۔ اے خداوند کریم گواہ رہ۔ اے خداوند کریم گواہ رہ۔ پھر آپ لوٹ گئے۔

احمد نے ابو عبادہ زرقی سے انہوں نے زید بن اسلم سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے کہا۔ میں عثمان کے پاس اس دن موجود تھا۔ جب وہ موضع الجنائز میں محصور کئے گئے۔ لوگوں کا اتنا مجمع تھا کہ اگر کوئی کنکری اوپر سے ڈالی جاتی۔ تو کسی نہ کسی کے سر پر ہی پڑتی۔ میں نے عثمان کو دیکھا۔ وہ اس دریچہ سے جو مقام جبرئیل علیہ السلام سے متصل ہے۔ نکلے اور کہا اے لوگو کیا تم میں طلحہ ہیں۔ کسی نے جواب نہ دیا۔ پھر آپ نے کہا اے لوگو کیا تم میں طلحہ ہیں۔ پھر کسی نے نہ جواب دیا۔ پھر آپ نے کہا اے لوگو کیا تم میں طلحہ ہیں۔ تب بھی کسی نے نہ جواب دیا۔ پھر آپ نے کہا اے لوگو کیا تم میں طلحہ ہیں۔ طلحہ بن عبید اللہ کھڑے ہو گئے۔ عثمانؓ نے کہا میں تم کو یہاں دیکھ رہا ہوں۔ مجھے یہ گمان نہ تھا کہ تم جماعت میں موجود ہو گے۔ اور پھر تین بار آواز سن کر بھی جواب نہ دو گے۔ اے طلحہ میں تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ کیا تم کو وہ دن یاد ہے جس دن ہم تم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فلاں مقام میں تھے۔ اور میرے اور تمہارے سوا آپ کے ہمراہ اور کوئی نہ تھا۔ طلحہ نے کہا ہاں یاد ہے۔ آپ

نے فرمایا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے کہا تھا۔ اے طلحہ ہر نبی کا اس کے اصحاب میں سے ایک رفیق ہونا ہے جو اس کے ساتھ جنت میں ہوگا۔ اور یہ عثمان میرے رفیق ہیں۔ میرے ساتھ جنت میں ہوں گے۔ طلحہ نے کہا ہاں پھر طلحہ اس مجمع سے چلے گئے۔

جو اعتراضات کہ امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ پر وارد کئے گئے۔ اُن میں سے ایک یہ ہے۔ کہ آپ کی سابقیت میں جرح و قدح کی گئی۔ یعنی بدر میں نہ شریک ہوئے اور احد میں شریک ہوئے۔ تو بھاگ گئے اور بیعت رضوان میں غائب رہے۔ عبد اللہ بن عمر نے اس اعتراض کا بہت عمدگی سے جواب دیا ہے۔

بخاری عثمان بن موہب سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مصری آدمی آیا۔ اور بیت اللہ کا طواف کیا۔ کچھ لوگوں کو بیٹھے دیکھکر پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ لوگوں نے جواب دیا۔ قریش۔ اس آدمی نے پوچھا اس جماعت میں یہ شیخ کون بیٹھے ہیں۔ لوگوں نے کہا عبد اللہ بن عمر۔ اس آدمی نے کہا اے ابن عمر میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ آپ نے کہا بیان کر۔ اس نے پوچھا کیا تم کو معلوم ہے۔ کہ عثمان اُحد میں بھاگ گئے تھے۔ آپ نے کہا۔ ہاں اُس نے کہا کیا تم کو معلوم ہے کہ وہ غزوہ بدر سے غائب رہے۔ اور اُس میں شریک نہیں ہوئے۔ آپ نے کہا ہاں۔ اس نے کہا آپ جانتے ہیں کہ وہ بیعت الرضوان سے بھی غائب رہے۔ اور اس میں شریک نہیں ہوئے آپ نے کہا ہاں۔ اُس نے کہا اللہ اکبر۔ ابن عمر نے کہا۔ یہاں آؤ میں تم سے ان کے وجوہات بیان کر دوں۔ یوم احد کے فرار کے متعلق تو میں قسمیہ کہتا ہوں کہ خدا نے ان کو معاف کر دیا۔ اور ان کو بخش دیا۔ اور بدر میں اس وجہ سے نہ شریک ہوسکے۔ کہ ان کی زوجیت میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھیں۔ اور وہ اس وقت بیمار تھیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو وہیں تیمار داری کے لئے چھوڑ دیا۔ اور کہا تم کو بدر میں شریک ہونے والوں کے برابر ثواب اور حصہ ملے گا۔ اور بیعۃ الرضوان میں اس وجہ سے نہیں شریک ہوئے۔ کہ مکہ میں ان سے زیادہ کوئی عزت دار نہ تھا۔ اس لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی کو مکہ روانہ کیا۔ اور بیعۃ الرضوان آپ کے جانے کے بعد ہوئی۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے داہنے ہاتھ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔ اور دوسرے پر ہاتھ مار کر کہا یہ عثمان کی بیعت ہے۔ اس کے بعد ابن عمر نے اس آدمی سے کہا۔ ان جوابات کو لے کر جاؤ۔

اور خود حضرت عثمان نے اس اعتراض کا کافی و شافی جواب دیا ہے۔

احمد نے عاصم سے انہوں نے شقیق سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے کہا۔ عبد الرحمن بن عوف ولید بن عقبہ سے ملے۔ ولید نے عبد الرحمن سے کہا۔ تم امیر المومنین عثمان سے کیوں الگ الگ رہتے ہو۔ عبد الرحمن نے اُن سے کہا عثمانؓ سے میری طرف سے کہہ دینا۔ کہ میں یوم عینین یعنی احد میں نہیں بھاگا تھا۔ اور نہ بدر سے پیچھے رہا۔ اور نہ میں نے عمر کی سُنت کو ترک کیا ہے۔ راوی کہتا ہے۔ ولید نے جا کر عثمان سے بیان کیا۔ عثمان نے کہا۔ ان کا یہ کہنا کہ میں یوم عینین میں نہیں بھاگا۔ تو وہ مجھ پر کیوں اس گناہ کا عیب لگاتے ہیں۔ جس کو خدا نے معاف کر دیا۔ اللہ تعالٰے فرماتا ہے۔ ان

الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعان انما استزلھم الشیطان ببعض ما کسبوا و لقد عفا اللہ عنھم۔) اور انہوں نے جو یہ کہا ہے۔ کہ میں بدر میں پیچھے نہیں رہا۔ سو میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی رقیہ کی تیمارداری کر رہا تھا۔ یہاں تک کہ وہ اسی زمانہ میں فوت ہوگئیں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا حصہ لگایا اور جس کا حصہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لگایا وہ شریک ہوگیا۔ اور اُن کا یہ کہنا کہ میں نے عمرؓ کی سُنت نہیں ترک کی ہے تو سنت عمر پر عمل کرنے کی نہ مجھ میں طاقت ہے اور نہ ان میں۔ جاؤ میری طرف سے اُن کو یہ باتیں پہنچا دو۔

انؓ ہی اعتراضوں میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے تمتع سے منع کیا حالانکہ رسول خدا نے تمتع کیا ہے۔ اور اس بات کا جواب بھی آپ دے گئے ہیں۔

احمد نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا۔ عثمان حج کے لئے چلے۔ راستہ میں لوگوں نے حضرت علیؓ سے کہا۔ کہ عثمانؓ نے تمتع سے منع کیا ہے۔ حضرت علیؓ نے اپنے اصحاب سے کہا جب وہ کوچ کریں۔ تم بھی کوچ کرو۔ اور حضرت علیؓ اور ان کے ساتھیوں نے عمرہ کے نام سے تہلیل (لا الہ الا اللہ کہنا) کی۔ عثمانؓ رضی اللہ عنہ نے ان سے اس معاملہ میں کچھ تعرض نہ کیا۔ حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ تم تمتع سے منع کرتے ہو۔ آپ نے کہا۔ ہاں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تم نے نہیں سُنا۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تمتع کرتے تھے۔ آپ نے کہا ہاں۔

احمد نے شعبہ سے انہوں نے قتادہ سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے کہا میں نے عبد اللہ ابن شقیق سے سُنا وہ کہتے تھے۔ کہ عثمانؓ تمتع سے منع کرتے تھے اور حضرت علیؓ تمتع کے ساتھ تلبیہ کہتے تھے۔ عثمانؓ نے علیؓ سے کچھ کہا۔ انہوں نے کہا تم جانتے ہو۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تمتع کرتے تھے۔ آپ نے کہا۔ ہاں لیکن ہم اس وقت خوف کی حالت میں تھے۔ شعبہ کہتے ہیں میں نے قتادہ سے پوچھا کس بات کا خوف تھا۔ انہوں نے کہا میں نہیں جانتا۔

اس مقام کی تحقیق یہ ہے کہ یہاں لفظ تمتع کے کثیر المعنی ہونے کی وجہ سے اشکال پیدا ہوگیا۔ کبھی تمتع کہتے ہیں حج کو عمرہ سے شروع کرنے کو بشرطیکہ کعبہ کا طواف کریں۔ اور ہدی پاس نہ ہو۔ جیسا کہ ابن عباس کا مذہب ہے۔ اور یہ حجۃ الوداع کے ساتھ مخصوص تھا۔ کیونکہ لوگوں کو ایام حج میں عمرہ کرنے پر بے حد اصرار تھا اور اس سے رسم جاہلیت کا بھی ابطال مقصود تھا۔ اور یہی حضرت عمرؓ و عثمان کا مقصود ہے جس جگہ کہ تاکید کے ساتھ تمتع سے منع کرتے ہیں اور آپ کے اس قول سے کہ ہم اس وقت خوف کی حالت میں تھے "خوف دشمن مراد نہیں ہے۔ بلکہ رسم جاہلیت کے مستمر رہنے اور لوگوں کے دل میں اُس کے راسخ ہونے کا خوف مراد ہے۔ اور کبھی تمتع کا اطلاق طواف قدوم اور سعی بین الصفا والمروۃ کو طواف زیارت سے پہلے کر لینے پر آتا ہے۔ اس سے عمرہ کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اس پر سب کا اتفاق ہے۔ اور کبھی تمتع کا اطلاق اس پر ہوتا ہے۔ کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرکے احرام سے حلال ہو جائیں۔ اور مکہ میں قیام کریں۔ پھر مکہ ہی سے حج کا احرام کر کے حج ادا کریں اور حضرت عمرؓ و حضرت عثمان حج و عمرہ ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ زمانہ اور سفر میں کرنے کو بہتر

جانتے تھے۔ اور اس تمتع کو جس کا ذکر ابھی ہو چکا مفضول و مرجوح قرار دیتے تھے۔ لیکن اس کی مشروعیت کے قایل تھے۔ ہم اس بحث کو عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ کے مآثر جمیلہ میں اس سے زیادہ بسط سے بیان کر چکے ہیں۔ حاصل کلام یہ کہ غور کرنے اور اشتراک لفظی کو حل کرنے کے بعد یہ اشکال بالکل معدوم ہو جاتا ہے۔

احمدؒ نے عبد اللہ بن زبیر سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے کہا۔ بخدا ہم عثمانؓ کے ہمراہ جحفہ میں تھے اور آپ کے ساتھ شامیوں کا ایک گروہ تھا۔ جس میں حبیب بن مسلمہ نہری بھی تھے۔ عثمانؓ کے سامنے تمتع کا ذکر ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ کامل ترین حج و عمرہ یوں ہے کہ دونوں اشہر حج میں نہ ادا کئے جائیں۔ پس اگر تم لوگ اس عمرہ کو بعد میں کیا کرو۔ اور بیت اللہ کی زیارت سے دو مرتبہ مشرف ہو تو یہ افضل ہے۔ کیونکہ خدا نے تم لوگوں کو مال میں وسعت دے رکھی ہے۔ حضرت علی بطن وادی میں اونٹوں کو چارا کھلا رہے تھے۔ آپ کو عثمان کے بیان کی خبر پہنچی۔ وہ آکر عثمان کے پاس کھڑے ہو گئے۔ اور کہا تم اس سنت کو جس کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جاری کیا ہے اور اس رخصت کو جو خدا نے اپنی کتاب میں بندوں کو دے رکھی ہے۔ تنگ کرنا چاہتے ہو۔ اور لوگوں کو اس سے روکتے ہو۔ حالانکہ وہ حاجت مندوں اور دور کے آنے والوں کے لئے مشروع ہوئی ہے۔ پھر حضرت علیؓ نے حج و عمرہ کی ایک ساتھ نیت کی عثمانؓ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور کہا کیا میں نے اس سے منع کیا تھا۔ میں نے تو اس سے نہیں منع کیا۔ بلکہ ایک رائے دی تھی جس کا جی چاہے۔ اس پر عمل کرے۔ اور جس کا جی نہ چاہے نہ کرے۔

منجملہ اشکالات کے یہ ہے کہ آپ نے نصف زمانہ خلافت گذرنے کے بعد منیٰ میں پوری نماز پڑھی۔ حالانکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین قصر کرتے تھے۔

بخاری اور حفاظ کی ایک جماعت نے عبد الرحمٰن بن یزید سے روایت کی ہے کہ عثمانؓ نے منیٰ میں چار رکعتیں پڑھیں۔ عبد اللہ نے کہا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو رکعتیں پڑھی ہیں۔ اور ایسا ہی ابو بکر و عمر کے ساتھ دو۔ دو۔ رکعتیں پڑھیں۔ اس کے بعد طریقے بدل گئے۔ امام شافعی نے اس مبحث کو اپنی کتابوں میں بہت خوبی سے لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ نماز کا قصر کرنا سنت ہے اور اتمام جائز۔ حضرت عثمانؓ و حضرت عائشہؓ اور مسور ابن مخرمہ اور عبد الرحمٰن بن اسود بن عبد یغوث اور سعید بن مسیب اتمام نماز کو جائز جانتے تھے۔ اور ظاہر کتاب و سنت کا بھی یہی مقتضیٰ ہے حضرت عائشہ کہتی ہیں۔ کل ذالک فعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتم فی سفر و قصر۔ (یعنی اتمام و قصر دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں لئے ہیں) اس کے بعد امام شافعی نے بیان کیا ہے۔ کہ ابن مسعود و ابن عمر کا بھی ظاہر مذہب یہی ہے۔ ابن مسعود نے عثمانؓ کے ساتھ چار رکعتیں پڑھیں۔ لوگوں نے کہا تم تو ہم سے بیان کیا کرتے تھے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ و عمرؓ دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

ابن مسعود نے کہا ہاں۔ لیکن عثمانؓ امام الوقت ہیں۔ کیا میں ان کی مخالفت کروں۔ حالانکہ مخالفت بہت ہی بری چیز ہے۔

نافع سے مروی ہے۔ کہ ابن عمر امام کے ساتھ منیٰ میں چار رکعتیں پڑھتے تھے۔ اور جب تنہا پڑھتے

دو رکعتیں پڑھنے۔ امام شافعیؒ نے حضرت عثمانؓ کے پوری نماز پڑھنے میں اسی وجہ کو ذکر کیا ہے۔ اور اس جگہ نماز کے اتمام کی دو وجہیں اور بھی ہیں۔ ایک وہ جس کو ایوب نے زہری سے روایت کر کے بیان کیا ہے کہ عثمان بن عفان نے منیٰ میں اس وجہ سے نماز پوری پڑھی کہ اس سال بدو حج میں زیادہ جمع ہو گئے تھے آپ نے ان کی تعلیم کی غرض سے چار رکعتیں پڑھیں تاکہ اُن کو معلوم ہو جائے۔ کہ نماز کی چار رکعتیں ہیں۔ دوسری وجہ وہ ہے جس کو یونس نے زہری سے نقل کیا ہے۔ کہ چونکہ عثمانؓ نے طائف میں اقامت کی غرض سے مال خرید ا تھا۔ اس لئے آپ نے پوری نماز پڑھی۔

مغیرہ نے ابراہیم سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت عثمانؓ نے چار رکعتیں اس وجہ سے پڑھی ہیں۔ کہ انہوں نے اس کو وطن بنا لیا تھا۔

مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ان دونوں وجہوں اور وجہ سابق میں کوئی مخالفت نہیں ہے۔ اس لئے کہ ہم کہتے ہیں۔ اتمام جائز تھا۔ اور قصر سنّت آپ نے عارض کی وجہ سے جائز کو سنّت پر ترجیح دی۔ اور وہ عارض اعراب کا واقعہ اور شرائط سفر میں شک ہے۔ کیونکہ اقامت کے بعض شرائط موجود تھے۔ واللہ اعلم بالصواب

منجملہ ان اشکالات کے ایک یہ تھا کہ آپ نے حالتِ احرام میں اُس شکاری گوشت کے کھانے پر جس کو غیر محرم نے بالغرض محرم اور اس کے حکم واشارہ کے شکار کیا ہو۔ بحث کی ہے۔

احمدؒ نے عبداللہ بن حارث سے روایت کی ہے۔ کہ عبداللہ نے کہا میرے والد یعنی حارث عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں مکہ کے کسی کام پر مقرر تھے عثمان مکہ کی طرف آ رہے تھے۔ ہم اُن کے استقبال کے لئے مقام قدید میں گئے۔ اہل مکہ نے چکور کا شکار کیا تھا۔ ہم نے اس کو نمک پانی میں پکا کر روٹی بھگونے کے لئے شوربا نکال لیا۔ اور تیار کر کے عثمان اور ان کے اصحاب کے سامنے پیش کیا۔ وہ لوگ اس کے کھانے سے رُکے۔ عثمانؓ نے کہا نہ ہم نے خود اس کو شکار کیا ہے اور نہ حکم دیا تھا۔ غیر محرموں نے اس کو شکار کیا اور وہی ہم کو کھلاتے ہیں۔ اس میں کیا حرج ہے۔ پھر عثمانؓ نے پوچھا۔ اس معاملہ میں کون گفتگو کرتا ہے۔ لوگوں نے کہا علیؓ۔ آپ نے ان کو بلوایا وہ آئے۔ عبداللہ بن حارث کہتے ہیں میں گویا اس وقت ان کو دیکھ رہا ہوں وہ اپنے ہاتھوں سے پتے صاف کر رہے تھے۔ عثمان نے اُن سے کہا۔ اس کو نہ ہم نے خود شکار کیا۔ اور نہ اس کے شکار کا حکم دیا۔ غیر محرموں نے اس کا شکار کیا ہے۔ اور وہی ہم کو کھلاتے ہیں۔ اس میں کیا حرج ہے۔ راوی کہتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ طیش میں آ گئے۔ اور کہا میں اُس آدمی سے قسم دے کر پوچھتا ہوں جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت موجود ہو جبکہ آپ کے سامنے گورخر کی ران پیش کی گئی۔ اور آپ نے فرمایا۔ ہم احرام باندھے ہیں۔ یہ ان لوگوں کو کھلاؤ۔ جو احرام میں نہ ہوں راوی کہتا ہے بارہ صحابیوں نے اس کی گواہی دی۔ پھر حضرت علیؓ نے کہا میں اُس شخص سے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت موجود ہو جبکہ آپ کے سامنے شتر مرغ کے انڈے پیش کئے گئے۔ اور آپ نے فرمایا ہم احرام باندھے ہیں۔ یہ اُن لوگوں کو کھلاؤ جو احرام میں نہ ہوں۔ پھر اور بارہ آدمیوں نے گواہی دی۔ اور عثمان رضنے کھانے کی طرف سے اپنا رُخ بدل لیا۔

اُور اپنے خیمہ میں چلے گئے۔ اور اس کو اہل ما۔ ے کھایا لیکن اس باب میں بھی مذاہب اربعہ حضرت عثمانؓ کی رائے پر متفق ہیں۔ اور امام شافعی نے اس مبحث کو بھی شرح وبسط کے ساتھ اپنی کتاب میں لکھا ہے۔ اور ابو قتادہ کی حدیث سے استدلال او صعب بن جثامہ کی حدیث کا بہت خوبی سے جواب دیا ہے

منجملہ اعتراضات کے ایک یہ بھی ہے کہ آپ بنی اُمیہ کو عطیوں میں سب لوگوں پر ترجیح دیتے ہیں۔

احمد نے سالم بن ابی جعد سے روایت کی ہے۔ کہ عثمان نے چند صحابہ کو بلایا اُن میں عمار بن یاسر بھی تھے۔ آپ نے کہا میں تم لوگوں سے ایک بات پوچھتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ تم لوگ مجھ سے سچ کہو۔ میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں۔ کیا تم جانتے ہو۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم قریش کو تمام لوگوں پر اور بنی ہاشم کو قریش پر ترجیح دیتے تھے۔ سب لوگ خاموش رہے۔ عثمانؓ نے کہا اگر جنت کی کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوتیں۔ تو میں بنی اُمیہ کو دے دیتا کہ سب جنت میں داخل ہو جائیں۔ پھر طلحہ و زبیر کو بلایا۔ اور ان دونوں سے کہا میں عمار کے متعلق تم سے بیان کرتا ہوں۔ کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ اور آپ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے بطحا میں جا رہے تھے کہ آپ کا گذر عمار کے والدین پر ہوا۔ ان لوگوں کو ایمان لانے کی وجہ سے طرح طرح کی تکلیفیں دی جاتی تھیں۔ عمار کے باپ نے کہا یا رسول اللہ زمانہ کی سختیاں بہت بڑھ گئیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا۔ صبر کرو۔ پھر فرمایا۔ اے خدا ان کو بخش دے۔ اور یقیناً تو نے بخش دیا۔

اُن اعتراضوں میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے صحابہ کو حکومت سے معزول کر کے بنی اُمیہ کے نوجوانوں کو جن کو سبقت اسلام کا شرف حاصل نہ تھا مامور کیا۔ مثلاً آپ نے بصرہ سے ابو موسیٰ کو معزول کر کے عبداللہ بن ابی عامر کو مقرر کیا۔ اور مصر سے عمرو بن عاص کو معزول کر کے عبداللہ بن ابی سرح کو عامل کیا۔

اس اشکال کا جواب یہ ہے۔ کہ عزل و نصب کو خدا نے خلیفہ کی رائے پر چھوڑ دیا ہے۔ خلیفہ کو چاہیئے کہ مسلمانوں کی اصلاح اور اسلام کی نصرت کی فکر کرے۔ اور اسی غور و فکر سے جو رائے پیدا ہو۔ اس پر عمل کرے اگر اس کی رائے درست ہوئی۔ تو اس کو دُونا ثواب ہوگا۔ اور اگر اس کی رائے نے خطا کی۔ تو اس کو ایک ثواب ہوگا۔ یہ مضمون رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے حد تواتر کو پہنچ گیا ہے۔ اور آنحضرت مصلحت کی وجہ سے کبھی ایک کو معزول کر کے دوسرے کو مقرر کر دیتے جیسا کہ فتح مکہ میں انصار کے نشان کو سعد بن عبادہ سے ایک بات پر جو ان کی زبان سے نکل گئی تھی۔ لے کر ان کے بیٹے قیس بن سعد کو دے دیا۔ اور کبھی کسی مصلحت کی وجہ سے مفضول کو مقرر کرتے جیسا کہ اسامہ کو سردار لشکر کیا۔ اور کبار مہاجرین کو اُن کا ماتحت بہ تقرر آپ نے آخر عمر میں کیا تھا۔ اسی طرح شیخینؓ نے بھی اپنے زمانہ خلافت میں کیا۔ اور حضرت عثمانؓ کے بعد علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور دیگر خلفاء بھی ہمیشہ اس دستور پر عمل کرتے رہے۔ لہذا حضرت ذی النورین سے بھی اس معاملہ میں باز پرس نہیں ہو سکتی۔ اگر آپ نے مصلحت اندیشی سے کسی نوجوان کو مامور اور سن رسیدہ صحابی کو معزول کر دیا ہو۔ خاص کر ان مثالوں میں جن کو معترضین پیش کرتے ہیں۔ تامل کے بعد آپ کی اصابت رائے روز روشن کی طرح نمایاں ہو جاتی ہے۔ کیونکہ ہر ایک عزل و نصب سے یا تو کسی لشکر کا اختلاف رفع کرنا منظور تھا۔ یا کسی نئے اقلیم کا فتح کرنا۔ لیکن ہوائے نفسانی نے معترضین کی نگاہوں کو اندھا کر دیا ہے۔[۵] وعین الرضا عن کل عیب کلیلۃ — ولکن عین السخط تبدی المساویا۔

---

[۵] ترجمہ۔ رضا کی آنکھ ہر عیب سے نابینا ہے۔ لیکن ناراضی کی آنکھ برائیوں کو ظاہر کرتی ہے۔

اِس جگہ ہم ایک نکتہ بیان کرتے ہیں وہ یہ کہ بنی آدم کی عادت یوں جاری ہے۔ کہ جو لوگ خلیفہ کے ہم عصر اور دعویٰ دار خلافت ہوتے ہیں۔ وہ خلیفہ وقت کی اطاعت و اعانت سے ہاتھ کھینچ لیتے ہیں۔ بلکہ ایذا رسانی و انتظام سلطنت میں رخنہ اندازی میں ساعی رہتے ہیں چنانچہ ہر زمانہ اور ہر ملک میں ایسا ہی ہوتا چلا آیا ہے۔ لیکن یہ بات عادت مستمرہ کے خلاف ان لوگوں میں جن کو دنیا ہی میں جنت کی خوش خبری دے دی گئی تھی۔ اور جن کے حق میں حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مرتے دم تک ان سے خوش رہے عصمت الٰہی اور خدا کی توفیق اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت صحبت سے طبعی طور پر نہ ظاہر ہوئی۔ اور نہ ان لوگوں نے خلافت کی مخالفت میں کھلم کھلا کوشش کی اور نہ کسی ناجائز فعل کے اسباب میں مرتکب ہوئے۔ باوجود ان سب باتوں کے دل میل سے خالی نہ تھے۔ اور مصائب خلیفہ کے دور کرنے اور اُس کے احکام نافذ کرنے میں سعی تام ظہور پذیر نہ ہوئی۔ انہی وجوہات سے مجبوراً عثمان ذی النورین نے نوجوانان بنی اُمیہ کو حاکم بنایا۔

تم جانتے ہو کہ ایک مرد کی چند بیبیاں ایک دوسرے کے ساتھ کہاں تک دشمنی کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو ان تمام بلاؤں سے محفوظ کیا تھا۔ لیکن پھر بھی بعض وقت غیرت اور انقباض خاطر کا ظہور ہو جاتا تھا۔ ایسا ہی جب شیطان عرب کے کفر سے نا اُمید ہوا۔ تو آپس میں جنگ و عداوت کی آگ بھڑکا دی۔ اور جب مومن کے گمراہ کرنے سے نا اُمید ہوا۔ اُس کو وسوسوں میں مشغول کر دیا۔ جن کی نسبت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ صریح ایمان ہے۔

بہت سی احادیث آئیں گی۔ جن سے صاف معلوم ہوگا کہ ان لوگوں کے دلوں میں کچھ میل تھا۔ اور مدد کرنے میں کوشش نہیں کی۔ جو لوگ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتوں اور ان لوگوں کی سابقہ خدمات کو یاد نہیں رکھتے ان کی عادت ہے کہ بات کا بتنگڑ بنا لیتے ہیں۔ اور ایک ایک کو دس کر دکھاتے ہیں اور ہر ایک بات کو بُرے معنوں پر حمل کرتے ہیں۔ اور جن لوگوں کو خدا نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتوں اور اُن کی سابقہ خدمات کا علم دیا ہے۔ وہ ہر ایک بات کو اُسی قدر رکھتے ہیں جتنی وہ ہے۔ اور اگر لوگ مبالغہ سے کام لیتا ہے۔ تو اُس کو گھٹا دیتے اور عذر بنا لیتے ہیں۔ وذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم (اور یہ خدا کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ اور خدا بڑے فضل والا ہے۔)

ابوبکر بن شیبہ نے بیان کیا ہے۔ کہ ہم سے غندر سے انہوں نے شعبہ سے انہوں نے عمرو بن مرہ سے روایت کر کے بیان کیا انہوں نے کہا میں نے ابو صالح یعنی ذکوان سے سُنا وہ حضرت عباسؓ کے غلام صہیب سے روایت کرتے تھے کہ صہیب نے کہا عباس نے مجھے عثمانؓ کے بلانے کو بھیجا۔ میں عثمانؓ کے پاس گیا۔ آپ لوگوں کو صبح کا کھانا کھلا رہے تھے میں نے ان کو بلایا۔ وہ عباسؓ کے پاس آئے اور کہا اے ابو الفضل (حضرت عباس کی کنیت) خدا تم کو کامیاب کرے عباس نے کہا یا امیر المؤمنین آپ بھی کامیاب ہوں۔ عثمانؓ نے کہا جب آپ کا قاصد گیا۔ میں لوگوں کو صبح کا کھانا کھلا رہا تھا۔ ان کو کھانا کر فوراً چلا آیا۔ عباس نے کہا میں تم کو علیؓ کے معاملہ میں خدا کا واسطہ دلاتا ہوں۔ کیونکہ وہ تمہارے چچا کے بیٹے و دینی بھائی اور حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے

ساتھ تمہارے رفیق و ہم زلف ہیں اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم حضرت علیؓ اور اُن کے اصحاب کی مخالفت میں کھڑے ہونا چاہتے ہو۔ اے امیر المؤمنین مجھے اس سے معاف کرنا۔ عثمانؓ نے کہا مجھے آپ کے تمام دوستوں سے زیادہ اس بات کا حق ہے کہ میں آپ سے سفارش کروں کہ اگر حضرت علیؓ چاہتے تو ان سے اقرب کوئی نہ ہوتا۔ لیکن وہ اپنی رائے کے سامنے کسی کی نہیں سُنتے۔

عباسؓ نے حضرت علیؓ کو بلا کر کہا میں تم کو تمہارے چچا اور پھوپھی کے بیٹے اور دینی بھائی اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمہارے رفیق اور تمہارے صاحب یعنی خلیفہ کے معاملہ میں خدا کا واسطہ دلاتا ہوں۔ حضرت علیؓ نے کہا خدا کی قسم اگر یہ مجھے حکم دیں کہ گھر سے نکل جاؤ تو میں نکل جاؤں گا۔ لیکن احکام الٰہی کے قیام میں مجھ سے سُستی نہیں ہو سکتی۔ محمد بن جعفر کہتے ہیں میں نے اس کو کئی بار سنا ہے اور بارہا اس کو اُن سے بیان کیا۔ اس حدیث کی سند بہت قوی و صحیح ہے۔

منجملہ ان اعتراضات کے ایک یہ ہے کہ آپ نے کبار مہاجرین و انصار کی ایک جماعت مثل ابوذر غفاریؓ و عبد اللہ بن مسعودؓ کی بے حرمتی کی۔ اس کا جواب شافی یہ ہے کہ اگر آدمی کے دیدۂ بینا اور دل دانا ہو تو وہ یقیناً معلوم کر لے گا کہ جو کچھ آپ نے زجر و توبیخ کی وہ صرف مصالح عامہ اور دینی اصلاح کی غرض سے تھی۔ ابوذرؓ کو قواعد مقررہ شریعت کی حفاظت کے خیال سے، اور عبد اللہ بن مسعودؓ کو مصحف شیخین پر جمع کرنے کی غرض سے باہر بھیج دیا تاکہ کوئی مزاحمت و خرابی نہ پیش آوے۔ اور عمار بن یاسر کو خلیفہ وقت کے ساتھ سختی کرنے کی وجہ سے زجر کیا اور اس بارے میں بہت ہی قلیل سرزنش پر اکتفا کی۔ پھر اس وحشت و نفرت کے تدارک میں (جو سرزنش سے پیدا ہو گئی تھی) طرح طرح کی مہربانیوں سے ان کا تدارک کیا۔ لہٰذا اس مقام پر بالکل ذی النورینؓ سے باز پرس نہیں ہو سکتی۔ تعجب ہے کہ یہ لوگ تو آخر عمر تک ذی النورین کی عظمت کے قائل اور اُن پر انکار کرنے سے دُور رہے لیکن اُن کی حمایت کرنے والے کچھ عجیب و غریب پیدا ہوئے۔ اُن کو نہ خدا سے شرم آتی ہے اور نہ اُن سے جن کی حمایت کرتے ہیں۔ لیکن وہ رکیک قصص و حکایات جن کو اہل تاریخ بلا تحقیق نقل کرتے ہیں۔ مثلاً بیت المال میں اسراف کرنا یا بحر کو ملک بنانا وغیرہ۔ چونکہ ان میں سے بعض بالکل دروغ اور بعض دروغ سے ملے ہوئے ہیں، اس لیے ان کو نقل کر کے ہم اپنے اوقات عزیز ضایع کرنا نہیں چاہتے ہیں۔

منجملہ اعتراضات کے ایک یہ بھی تھا کہ آپ ولید بن عقبہ پر حد شراب جاری کرنے میں سُستی کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اس معاملہ میں قیل و قال بڑھ گئی۔ حقیقت میں یہ اعتراض بالکل وارد نہیں ہوتا اس لیے کہ آپ نے حد جاری کرنے میں کچھ دیر توقف کیا تاکہ واقعہ کی تحقیق ہو جائے۔ اور تحقیق ہو جانے کے بعد حد نافذ کی۔ چنانچہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے خود ماعز کی رجم کرنے میں توقف فرمایا یہاں تک کہ ہر ایک شبہ مثل قبلہ و مساس وغیرہ کو دفع کر لیا۔ اسی طرح امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ نے قدامہ بن مظعون پر حدِ شراب جاری کرنے میں تاخیر کی۔ یہاں تک کہ پورے طور سے حال معلوم ہو گیا۔

بخاری نے عروہ سے روایت کی ہے کہ عبد اللہ بن عدی بن خیار نے اُن سے بیان کیا کہ مسعود بن مخرمہ اور عبد الرحمٰن بن اسود بن عبد یغوث نے کہا تم ولید کے معاملہ میں حضرت عثمانؓ سے کیوں نہیں گفتگو کرتے

کیونکہ لوگوں نے اس میں بہت قیل و قال شروع کی ہے۔ وہ کہتے ہیں میں حضرت عثمانؓ کے پاس گیا جب وہ نماز کے لیے نکلے میں نے کہا مجھ کو آپ سے کچھ کہنا ہے۔ اور اس میں آپ کا فائدہ ہے۔ حضرت عثمانؓ نے کہا، تمہاری طرف سے معمر کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں تم سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ میں لوٹ آیا اور لوگوں کے پاس چلا گیا۔ اتنے میں عثمان کا قاصد بلانے آگیا۔ اور میں آپ کے پاس گیا اور کہا خدا نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا اور اُن پر کتاب نازل کی۔ اور تم اُن لوگوں میں سے ہو جنہوں نے دعوتِ اسلام کو قبول کیا اور دو ہجرتیں کیں اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اور طریقہ دیکھا۔ لوگ ولید کے معاملہ میں بہت گفتگو کر رہے ہیں۔ آپ نے پوچھا تم نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ دیکھا ہے؟ میں نے کہا نہیں لیکن میرے پاس آپ کا علم جمع ہوگیا ہے جیسا کہ پردہ نشین عورت کے پردہ میں کچھ روشنی کا حصہ پہنچ جاتا ہے۔ آپ نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا گیا اور میں اُن لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے خدا اور رسول کی دعوت کو قبول کیا۔ اور جو کچھ آپ لے کر آئے تھے اُس پر ایمان لایا۔ اور دو ہجرتیں کیں جیسا کہ تم نے بیان کیا۔ اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا۔ اور آپؐ سے بیعت کی۔ اور بخدا میں نے آپؐ کے خلاف یا آپؐ سے بناوٹ نہیں کی۔ یہاں تک کہ آپؐ کی وفات ہوگئی۔ پھر حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ ایسا ہی صاف معاملہ رکھا اور ان کے بعد اُسی طرح حضرت عمرؓ سے۔ اب میں خود خلیفہ بنایا گیا ہوں کیا مجھ کو اُن لوگوں کی طرح حق حاصل نہیں ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ آپ نے کہا پھر یہ کیسی باتیں ہیں جو مجھ تک پہنچ رہی ہیں۔ اور جو تم نے ولید کے متعلق بیان کیا، سو ہم انشاء اللہ تعالیٰ اُن سے حق کو لے لیں گے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلوایا اور اُن کو کوڑے مارنے کا حکم دیا۔ انہوں نے اسّی کوڑے لگائے۔

ابوداؤد نے عبداللہ داناج سے اُنہوں حصین بن منذر رقاشی یعنی ابو ساسان سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا میں عثمان بن عفان کے پاس موجود تھا۔ ولید بن عقبہ پیش کیے گئے۔ حمران اور ایک اور آدمی نے اُن پر گواہی دی۔ ایک نے بیان کیا کہ میں نے ان کو شراب پیتے دیکھا، دوسرے نے کہا میں نے اُن کو شراب کی قے کرتے دیکھا ہے۔ حضرت عثمان رضؓ نے کہا بلا شراب پیے ہوئے قے کس طرح کر سکتے ہیں۔ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا ان پر حد جاری کرو۔ اُنہوں نے حسن سے کہا حد لگاؤ۔ حسن نے جواب دیا خلافت کی مفرتوں کو اُسی کے سپرد کر دو۔ جو اس کی منافع کا مالک ہے۔ حضرت علیؓ نے عبداللہ بن جعفر سے کہا تم حد لگاؤ انہوں نے کوڑہ لے کر مارنا شروع کیا اور حضرت علیؓ گننے لگے۔ جب چالیس لگا چکے، کہا بس۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے چالیس کوڑے لگوائے ہیں۔ مجھے خیال پڑتا ہے۔ اُنہوں نے کہا، اور ابوبکرؓ نے چالیس لگوائے ہیں۔ اور عمرؓ نے اسّی لگوائے ہیں۔ اور ہر ایک سنت ہے اور یہ مجھکو زیادہ پسند ہے۔

حضرت ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مآثر کو ایک نکتہ پر ختم کرتے ہیں۔ وہ نکتہ یہ ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بہت سی حدیثوں میں صراحۃً وکنایۃً بیان فرمایا ہے کہ خلافت خاصہ

حضرت عثمان رضہ کے بعد نہ منعقد ہوگی۔ اور یہ معنی متعدد سندوں اور مختلف طریقوں سے پایہ ثبوت کو پہنچ گئی جن میں کسی طرح کا شک وشبہ باقی نہیں رہا۔ اور یہ بات خارج میں بھی ظاہر ہوگئی، اس لیے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ باوجود اوصاف خلافت خاصہ سے متصف ہونے اور خدمات سابقہ میں راسخ القدم ہونے کے خلافت پر متمکن نہ ہو سکے۔ اور ہر طرف آپ کا حکم نافذ نہ ہوا۔ اور ہر دن خلافت کا دائرہ تنگ ہوتا گیا یہاں تک کہ آخر زمانہ میں صرف کوفہ اور اس کے ارد گرد میں حکومت رہ گئی۔ اور معاویہ بن ابی سفیان پر اگرچہ سب لوگ متفق ہو گئے اور لشکر اسلام کا تفرقہ اٹھ گیا لیکن خلافت خاصہ کے اوصاف اُن میں نہ تھے۔ اور خدمات سابقہ میں تمام مہاجرین و انصار سے کم تھے۔

بخاری نے شقیق سے اُنہوں نے حذیفہ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا ہم حضرت عمر رضہ کے پاس بیٹھے تھے آپ نے پوچھا فتنہ کے متعلق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کس کو یاد ہے؟ حضرت حذیفہ نے کہا میں نے بیان کیا کہ آدمی کے زن و فرزند اور مال و ہمسایہ میں جو فتنہ ہوتا ہے، نماز و صدقہ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر اس کا کفارہ بن جاتے ہیں۔ حضرت عمر رضہ نے کہا اس فتنہ کو نہیں پوچھتے ہیں بلکہ ہم اس فتنہ کا حال دریافت کرتے ہیں جو سمندر کی طرح موج مارتا ہوا پھیل جائے گا۔ حضرت حذیفہ رضہ نے کہا یا امیر المومنین رضہ آپ پر اس سے کوئی حرج نہیں ہے اور آپ کے اور اس کے درمیان دروازہ بند ہے۔ حضرت عمر رضہ نے کہا کیا دروازہ توڑ ڈالا جائے گا یا کھولا جائے گا؟ حضرت حذیفہ رضہ نے کہا نہیں بلکہ توڑ ڈالا جائے گا۔ حضرت عمر رضہ نے کہا تب پھر کبھی نہ بند ہوگا؟ میں نے کہا ہاں۔ ہم نے حضرت حذیفہ رضہ سے کہا کیا حضرت عمر رضہ اس دروازہ کو جانتے تھے؟ حضرت حذیفہ رضہ نے کہا ہاں۔ اس طرح جانتے تھے جس طرح کہ ہم جانتے ہیں۔ کہ کل صبح کے بعد رات ہے۔ اس لیے کہ میں نے اُن سے ایسی حدیث بیان کی ہے جو غلط نہیں ہے۔ راوی کہتا ہے کہ ہم کو اس کے دریافت کرنے سے ڈر معلوم ہوا اس لیے ہم نے مسروق سے کہا، اُنہوں نے حضرت حذیفہ رضہ سے پوچھا کہ وہ دروازہ کونسا ہے۔ حضرت حذیفہ رضہ نے کہا عمر۔ اس حدیث کی تحقیق یہ ہے کہ "بینک وبینها بابا مغلقا" (تمہارے اور فتنہ کے درمیان بند دروازہ ہے) سے مطلب یہ ہے کہ حضرت عمر رضہ فتنہ اور لوگوں کے درمیان حائل ہیں۔ اور کسر باب سے یہ مراد ہے کہ حضرت عمر رضہ کے بعد جب فتنہ کا زمانہ آئے گا پھر اس کے دفع ہونے کی امید ہے یا نہیں۔ یعنی اگر فتنہ کا دفع ہونا ممکن ہے تو وہ دروازہ کھولنے سے مشابہ ہے۔ اور اگر دفع ہونا ممکن نہیں ہے تو دروازے کے توڑنے سے مشابہ ہے۔ کسر باب سے یہ مطلب ہے کہ جو دروازہ آدمیوں اور فتنہ کے درمیان حائل ہے یعنی ذات فاروق اعظم رضہ جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے مراد ہے۔ اس مضمون کی توضیح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ہوتی ہے۔

احمد نے ابو عون انصاری سے روایت کی ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضہ نے ابن مسعود رضہ سے کہا کیا تم اب ان باتوں سے جن کی خبر مجھے پہنچی ہے، باز رہو گے؟ ابن مسعود نے معذرت کی۔ حضرت عثمان رضہ نے کہا تم پر افسوس ہے۔ میں نے حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اور اُسے یاد رکھا ہے۔ اور میں نے تمہاری طرح نہیں سنا ہے کہ کہتے ہو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عنقریب ایک

امیر قتل کیا جائے گا، اور برائی کی طرف جلدی کرنے والا جلدی کرے گا اور بیشک وہ مقتول میں ہوں، عمرؓ نہیں ہیں۔ عمرؓ کو تو ایک ہی آدمی نے شہید کیا، اور میرے اوپر مجمع کیا جائے گا۔

ابوداوٗد نے حسن سے اُنہوں نے ابوبکرہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دن دریافت فرمایا تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے؟ ایک آدمی نے کہا میں نے دیکھا، گویا ایک ترازو اُترا۔ آپؐ کا اور حضرت ابو بکرؓ کا وزن کیا گیا، آپؐ ابوبکرؓ سے بھاری نکلے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا وزن کیا گیا، تو حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ سے بھاری اُترے۔ اور حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ کا وزن کیا گیا تو عمرؓ عثمانؓ سے بھاری نکلے پھر ترازو اُٹھالی گئی۔ راوی کہتا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارکؐ پر کراہت کے آثار ظاہر ہوگئے۔ ابوداوٗد نے اس حدیث کو عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ کی حدیث سے بھی بیان کیا ہے۔ اس میں یوں ہے، کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خواب کو برا جانا اور کہا یہ نبوت کی خلافت ہے۔ اس کے بعد خدا جس کو چاہے گا بادشاہت عنایت کرے گا۔

ابوداوٗد نے سمرہ بن جندب سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہؐ صلی اللہ علیہ وسلم گویا ایک ڈول آسمان سے لٹکایا گیا، حضرت ابوبکرؓ نے اس کے کناروں کو پکڑ کر کمزوری کے ساتھ پیا۔ پھر حضرت عمرؓ آئے اور اس کے دونوں کناروں کو پکڑ کر شکم سیر ہو کر پیا۔ پھر حضرت عثمانؓ آئے، اور اُس کے دونوں کناروں کو پکڑ کر آسودگی سے پیا۔ پھر حضرت علیؓ آئے اور اس کے دونوں کناروں کو پکڑا۔ وہ ڈول پھٹ گیا اور اُن کے اوپر کچھ پانی گر گیا۔

ترمذی نے حذیفہ بن یمان سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم قیامت تب تک نہ آئے گی کہ تم اپنے امام کو قتل کرو، آپس میں تلواروں سے لڑو اور بدترین لوگ تمہاری دنیا کے مالک ہو جائیں۔

حاکم نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اسلام کی چکی (یعنی دور دورہ) پینتیس ۳۵ چھتیس ۳۶ یا سینتیس ۳۷ برس کے بعد زائل ہو جائے گا۔ پس اگر لوگ ہلاک ہو گئے تو ہلاک ہی ہونے والوں کا راستہ ہے۔ اور اگر اُن کا دین قائم ہوگا تو ستر برس تک قائم رہے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یا رسول اللہ دین اسی طرح قائم ہوگا جیسے پہلے تھا، یا صرف بقیہ حالت قائم رہے گی؟ آپؐ نے فرمایا نہیں، بقیہ حالت قائم رہے گی۔ اس حدیث کا مضمون خارج ہوگیا۔ اس لیے کہ ۳۵ھ میں حضرت عثمانؓ مقتول ہوئے اور جہاد بند ہوگیا۔ پھر معاویہ بن ابی سفیان کے زمانہ میں لوگوں کے اتفاق سے جہاد قائم ہوا، اور اس تاریخ سے ستر برس تک بنی امیہ کی حکومت رہی۔

حاکم نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ بنو مصطلق نے مجھ کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا اور کہا ہماری طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو کہ آپؐ کے بعد صدقہ کس کو دیں۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں میں آپؐ کے پاس آیا اور آپؐ سے دریافت کیا۔ آپؐ نے

فرمایا ابوبکرؓ کو دو۔ میں نے آکر بنو مصطلق کو خبر دی۔ اُنہوں نے کہا جاؤ اور پوچھو اگر اُن کا بھی انتقال ہو جائے تو کس کو دیں۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں میں آپؐ کے پاس حاضر ہوُا اور آپؐ سے دریافت کیا۔ آپؐ نے فرمایا عمرؓ کو دینا۔ اُن لوگوں نے کہا جاؤ اور پھر پوچھو کہ اگر عمرؓ کا بھی انتقال ہو جائے تو کس کو دیں۔ میں نے جاکر پوچھا، آپؐ نے فرمایا عثمان کو دینا۔ میں نے آکر لوگوں کو خبر دی۔ اُنہوں نے کہا جاؤ اور دریافت کرو، اگر عثمانؓ بھی فوت ہو جائیں تو کس کو؟ میں نے آکر آپؐ سے سوال کیا، آپؐ نے فرمایا اگر عثمانؓ انتقال کر گئے تو تمہارے لیے زمانہ میں خرابی ہی خرابی ہے۔

ریاض میں سہل بن ابی حثیمہ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔ حضرت علیؓ نے اُس اعرابی سے کہا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جاکر دریافت کرو اگر آپؐ کی وفات ہو جائے تو کون فیصلہ کرے گا۔ وہ اعرابی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور پوچھا۔ آپؐ نے فرمایا ابوبکرؓ تمہارا فیصلہ کریں گے۔ اُس نے آکر حضرت علیؓ سے بیان کیا۔ اُنہوں نے کہا جاؤ پوچھو اگر ابوبکرؓ کا انتقال ہو جائے تو کون فیصلہ کرے گا۔ اعرابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور دریافت کیا۔ آپؐ نے فرمایا عمر تمہارا فیصلہ کریں گے۔ حضرت علیؓ نے اعرابی سے فرمایا پوچھو عمرؓ کے بعد کون۔ آپؐ نے فرمایا عثمانؓ تمہارا فیصلہ کریں گے۔ حضرت علیؓ نے اعرابی سے فرمایا، نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور پوچھو اگر عثمانؓ کا بھی وقت آجائے تو کون فیصلہ کرے گا؟ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ابوبکر پر موت کا وقت آجائے اور عمرؓ پر بھی آجائے اور عثمان پر بھی آجائے، پس اگر تم مر سکتے ہو تو مر جاؤ؛

ریاض میں ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے کچھ اونٹ اُدھار خرید کیے۔ اُس نے کہا اگر آپؐ کا وقت پہلے آگیا تو آپؐ کا دین کون ادا کرے گا؟ آپؐ نے فرمایا، ابوبکرؓ۔ اُس نے کہا اگر حضرت ابوبکرؓ کا بھی وقت آجائے تو کون میرا دین ادا کرے گا؟ آپؐ نے فرمایا عمرؓ۔ اُس نے کہا اگر عمرؓ کا وقت بھی جلدی آجائے تو کون میرا دین ادا کرے گا؟ آپؐ نے فرمایا اگر تو مر سکے، تو مر جا۔ واللہ اعلم۔

حاکم نے حضرت ابوہریرہؓ سے اُنہوں نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا خلافت مدینہ میں ہے اور ملک شام میں۔

مشکوٰۃ میں حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے نور کے چند ستون دیکھے جو میرے سر کے نیچے سے نکلے چڑھتے چلے گئے یہاں تک کہ شام میں ٹھیر گئے؛

بعض حوادث اس قسم کے واقع ہوئے جو بزبان حال کہہ رہے تھے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے آثار خاصہ حضرت عثمانؓ کی موت کے وقت سے منقطع ہو گئے۔

مشکوٰۃ میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

میں تھوڑے خرمے لے کر آیا اور عرض کیا یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ ان میں برکت کی دعا فرمائیے آپؐ نے اُن کو جمع کیا اور میرے لیے اُن میں برکت کی دعا کی۔ اور فرمایا ان کو لے کر اپنے توشہ دان میں رکھ لو جب تم کو ضرورت ہو اپنا ہاتھ ڈال کر نکال لو اور اس کو جھاڑو نہیں۔ میں نے اُن میں سے اتنے اتنے وسق (بار شتر اور ایک پیمانہ ہے ایک سیر ساٹھ صاع کا) خدا کی راہ میں اُٹھا دیئے اور برابر اُس میں سے کھاتا کھلاتا رہا۔ میں اُس کو ہر وقت اپنی کمر میں باندھے رہتا تھا۔ یہاں تک کہ جس دن حضرت عثمان رضؓ شہید ہوئے وہ بات جاتی رہی۔

ابو عمر نے سعید بن المسیب سے روایت کی ہے کہ زید بن خارجہ کا انتقال حضرت عثمانؓ کی خلافت میں ہوا۔ اُن کے اُوپر ایک کپڑا ڈال دیا گیا، لوگوں کو اُن کے سینہ سے ایک آواز سنائی دی۔ پھر اُنھوں نے کہا اگلی کتاب میں احمد کی تعریف ہے۔ اور اگلی کتاب میں ہے کہ سچ کہا، سچ کہا حضرت ابو بکر صدیق رضؓ نے وہ ضعیف ہیں اپنے نفس میں اور قوی ہیں خدا کے معاملہ میں۔ سچ کہا، سچ کہا حضرت عمر بن الخطاب نے جو قوی و امین ہیں۔ کتاب اول میں۔ سچ کہا، سچ کہا حضرت عثمان بن عفانؓ نے وہ اُن کے طریقے پر ہیں۔ چار گذر گئے اور دو برس باقی رہ گئے۔ فتنے آگئے اور قوی نے کمزور کو کھا لیا۔ اور قیامت کھڑی ہو گئی اور عنقریب تم لوگوں کو بیر اریس کی خبر معلوم ہو گی۔ اور کیا ہے بیر اریس۔ پھر قبیلہ خطم کا ایک مرا، اور وہ کپڑے میں لپیٹا گیا اُس کے سینہ سے بھی ایک آواز معلوم ہوئی۔ اُس نے کہا بنو حارث بن خزرج کے بھائی یعنی زید بن خارجہ نے سچ کہا ہے سچ کہا ہے۔

بخاری نے نافع سے اُنھوں نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ اُنھوں نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور اس کو آپؐ پہنتے رہتے تھے۔ پھر آپؐ کے بعد وہ حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ میں رہی۔ حضرت ابو بکر رضؓ کے بعد حضرت عمر رضؓ کے ہاتھ میں۔ پھر حضرت عثمان رضؓ کے ہاتھ میں رہی یہاں تک کہ بیر اریس میں گر گئی۔ اس میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کندہ تھا۔

بخاری نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ اُنھوں نے کہا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی آپؐ کے ہی ہاتھ میں رہی۔ آپؐ کے بعد ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں، ابو بکرؓ کے بعد عمر رضؓ کے ہاتھ میں۔ جب حضرت عثمان رضؓ خلیفہ ہوئے ان کے پاس آئی۔ ایک دن وہ بیر اریس پر بیٹھے تھے، انگوٹھی کو نکال کر اُس سے شغل کرنے لگے۔ وہ کنوئیں کے اندر جا پڑی۔ ہم تین دن تک حضرت عثمان رضؓ کے ساتھ اُس کو تلاش کرتے رہے اور تمام کنواں صاف کر ڈالا لیکن وہ نہ ملی۔

ابو عمر بیان کرتے ہیں کہ جس شب کو لوگ حضرت عثمان رضؓ کے قتل پر مصر تھے، عامر بن ربیعہ اُسی شب کو اپنے گھر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ پڑھتے پڑھتے سو گئے۔ خواب میں دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے اُٹھ کر اس فتنہ سے پناہ مانگو جس سے اُس نے اپنے نیک بندوں کو بچا لیا۔

وہ اٹھے اور نماز پڑھی اور دعا میں مشغول ہو گئے۔ پھر ایسے بیمار ہوئے کہ مر کر گھر سے باہر نکلے۔

ابو عمر بیان کرتے ہیں کہ ثمامۃ بن عدی حضرت عثمان رضؓ کی طرف سے صنعا پر مامور تھے۔ جس دن ان کو شہادتِ حضرت عثمان غنی رضؓ کی خبر پہنچی، بہت روئے۔ اور خطبہ میں بیان کیا کہ اس وقت سے خلافت نبوتیہ جاتی رہی اور بادشاہت وسلطنت کا وقت شروع ہو گیا۔ جو جس چیز پر قابض ہو جائے گا اُس کو کھا لے گا۔

"وھذا اٰخر ما اورد المصنفؒ فی باب مناقب امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ والحمد للہ اولاً و اٰخراً وظاھراً و باطناً"

مآثر امیر المؤمنین و امام الاشجعین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب رضؓ

آپؓ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے بہت ہی قریب کا رشتہ رکھتے تھے۔ اور شرافت نسب میں عالی مرتبہ تھے۔ آپ کے والد ابو طالب بن عبد المطلب اور والدہ فاطمہ رضؓ بنت اسد بن ہاشم تھیں۔ ابو عمر لکھتے ہیں کہ فاطمہ رضؓ پہلی ہاشمی عورت ہیں جنہوں نے ہاشمی بچہ جنا۔ لہٰذا حضرت علی رضؓ اور آپؓ کے بھائی اُن لوگوں میں سب سے اول ہیں جو طرفین سے ہاشمی النسب ہیں۔ آپ کے بعد یہ شرف امام حسین علیہ السلام کو اور اُن کے بعد امام محمد باقرؒ اور عبد اللہ محض کو اور اُن کے بھائیوں کو بھی حاصل ہوا۔ ان ہی فاطمہ رضؓ بنت اسد کی بابت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے، میری حقیقی ماں رضؓ کے بعد یہ میری ماں رضؓ ہیں ابو طالب جب کسی کام میں لوگوں کی دعوت کرتے اور ہم لوگوں کو پلاتے تو یہ کچھ کھانا بچا رکھتیں۔ پھر ہم دوبارہ جا کر کھاتے۔ حاکم نے اس کی روایت کی ہے۔

ولادت کے وقت آپؓ کی جو شرافت و بزرگی ظاہر ہوئی وہ یہ ہے کہ آپؓ خانہ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے۔ حاکم نے حکیم بن حزام کے تذکرہ میں مصعب کے اس قول "یعنی حکیم بن حزام سے پہلے اور بعد کوئی خانہ کعبہ کے اندر نہیں پیدا ہوا" کی تردید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مصعب نے اس بیان میں غلطی کی۔ کیونکہ حضرت فاطمہ رضؓ کا حضرت علی رضؓ کو خانہ کعبہ کے اندر جننا تواتر کو پہنچ گیا ہے۔

آپ پر کم سنی سے ہی خدا کی عنایت شامل حال ہوئی۔ اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی کفالت میں لے لیا۔ اسی وجہ سے آپؓ سنِ بلوغ سے پہلے اسلام قبول کر چکے تھے اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔

بہت سے صحابہ کرامؓ و تابعین کی رائے ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد آپ سب سے پہلے مسلمان ہوئے۔ اس کا بیان حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مآثر میں گذر چکا ہے۔

محمدؒ بن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے عبد اللہ بن ابی نجیح نے مجاہد بن جبیر یعنی ابو الحجاج سے روایت

کرکے بیان کیا۔ اُنھوں نے کہا علی ابن ابی طالبؓ پر خدا کی نعمتوں میں سے ایک نعمت یہ تھی، کہ قریش پر سخت قحط سالی پڑی۔ اور ابوطالب کثیر العیال تھے۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباسؓ (جو بنی ہاشم میں بہت خوشحال تھے) سے فرمایا، کہ اے عباس تمہارے بھائی ابوطالب کثیر العیال ہیں، اور لوگوں پر جو وقت پڑا ہے، اُس کو تم دیکھ رہے ہو۔ ہمارے ساتھ چلو تاکہ کچھ اُن کا بوجھ ہلکا کردیں یعنی اُن کے گھر سے ایک ایک آدمی ہم اور تم لے لیں۔ اور اُن کے بار سے اُن کو نجات دلوادیں حضرت عباسؓ نے کہا اچھا اور دونوں ابوطالب کے پاس گئے۔ اُن سے کہا ہم چاہتے ہیں، کہ تمہارے عیال کا کچھ بار ہلکا کردیں۔ یہاں تک کہ لوگوں کا یہ وقت نکل جائے۔ ابوطالب نے کہا تم میرے عقیل کو (اور ابن ہشام کی روایت میں طالب وعقیل کو) میرے پاس چھوڑ دو، اور ان کے سوا جس کو تمہارا جی چاہے لے جاؤ۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو لے کر سینہ سے لگالیا، عباسؓ نے جعفرؓ کو لے کر سینہ سے لگالیا۔ حضرت علیؓ برابر رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے یہاں تک کہ خدا نے آپؐ کو نبی کردیا اور حضرت علیؓ آپؐ پر ایمان لائے، آپؐ کی پیروی کی۔ اور جعفر حضرت عباسؓ کے پاس اسی طرح رہے یہاں تک کہ وہ بھی مسلمان ہو گئے اور حضرت عباسؓ سے مستغنی ہو گئے۔

ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ بعض اہلِ علم ذکر کرتے ہیں کہ جب نماز کا وقت آتا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ کے والد یعنی ابوطالب اور اپنے سب چچاؤں اور قوم سے چھپ کر مکہ کی گھاٹی میں چلے جاتے اور حضرت علیؓ آپؐ کے پیچھے ہو لیتے۔ اور دونوں وہاں نماز پڑھا کرتے جب شام ہو جاتی چلے آتے۔ ایک مدت تک اسیطرح کرتے رہے۔ ایک دن ابوطالب نے دونوں کو نماز پڑھتے دیکھ لیا، اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا یہ کون سا دین تم نے اختیار کیا ہے آپؐ نے فرمایا، اے چچا جان یہ خدا اور ملائکہ اور انبیاء اور ہمارے باپ حضرت ابراہیمؑ کا دین ہے۔ یا آپؐ نے یوں فرمایا، کہ خدا نے مجھ کو بندوں کی طرف رسولؐ بنا کر بھیجا ہے اور اے چچا جان سب سے پہلے مجھے آپ کو نصیحت کرنے کا حق ہے اور آپ کو بھی اسے قبول کرنا اور میری اعانت کرنی چاہیے ابوطالب نے کہا اے میرے بھتیجےؐ میں اپنا آبائی دین اور اُن کا طریقہ نہیں چھوڑ سکتا۔ لیکن بخدا جبتک میں زندہ ہوں آپؐ کو کوئی ناگوار بات نہیں پہنچ سکتی۔ علماء بیان کرتے ہیں کہ ابوطالب نے حضرت علیؓ سے کہا، اے میرے بیٹے یہ تم نے کیسا دین اختیار کیا ہے؟ اُنھوں نے جواب دیا اے میرے والد میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا ہوں اور جو کچھ وہ لے کر آئے ہیں، اُس کی تصدیق کرتا ہوں۔ اور خدا کے لیے اُن کے ساتھ نماز پڑھتا ہوں۔ اور اُن کی پیروی کرتا ہوں۔ ابوطالب نے کہا وہ تم کو خیر ہی کی طرف بلائیں گے۔ تم اُن کا ساتھ مضبوطی سے پکڑے رہو۔

احمد نے راوی عرنی سے روایت کی ہے کہ اُنھوں نے کہا میں نے حضرت علیؓ کو ایک مرتبہ ممبر پر بہت زور سے ہنستے دیکھا جس سے زیادہ کبھی نہیں دیکھا تھا۔ یہاں تک کہ آپؐ کی داڑھیں ظاہر ہو گئیں۔ پھر آپؓ نے کہا مجھے ابوطالب کی بات یاد آئی، ہم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

بطن نخلہ میں نماز پڑھ رہے تھے، کہ ابو طالب آگئے۔ اور پوچھا کہ اے میرے بھتیجے تم دونوں کیا کر رہے ہو؟ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو دعوت اسلام دی۔ اُنہوں نے کہا جو کچھ تم کرتے ہو یا کہتے ہو اس میں کچھ حرج نہیں ہے لیکن خدا کی قسم میرے ہاتھ کبھی اونچے نہ ہوں گے۔ اور اپنے باپ کی بات پر تعجب سے ہنسنے لگے۔ پھر کہا اے خدا میں نہیں جانتا ہوں کہ تیرے نبیؐ کے سوا مجھ سے پہلے اس امت میں سے کسی نے تیری عبادت کی ہو۔ اس فقرہ کو تین مرتبہ بیان کیا۔ پھر سات بار کہا میں نے سب لوگوں سے پہلے نماز پڑھی۔

جب ابو طالب کا انتقال ہوگیا، رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کی تسلی و دلجوئی اور دعائے خیر میں نہایت شفقت و مہربانی سے کام لیا۔

احمد نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا، جب ابو طالب کا انتقال ہوگیا میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا، آپؐ کے بوڑھے چچا کا انتقال ہوگیا۔ آپؐ نے فرمایا جاکر اُنہیں دفن کردو پھر میرے پاس فوراً چلے آؤ۔ وہ کہتے ہیں میں نے اُن کو دفن کردیا پھر آپؐ کے پاس حاضر ہوا۔ آپؐ نے فرمایا جاؤ غسل کر آؤ۔ اور فارغ ہوتے ہی میرے پاس چلے آؤ۔ وہ کہتے ہیں، مَیں غسل کرتے ہی خدمت اقدس میں حاضر ہوگیا۔ آپؐ نے مجھے بہت دعائیں دیں۔ میں اُن دعاؤں سے جتنا خوش ہوا اُن کے عوض میں سُرخ و سیاہ جانوروں سے کبھی نہ خوش ہوسکتا تھا۔ حضرت علیؓ کا یہ دستور تھا، جب کسی میت کو غسل دیتے، تو آپ بھی اُس کے بعد غسل کرتے۔

رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے پہلے آپ سے ایسی قسم کا معاملہ کیا جس سے خلافت کی توقع ہوتی ہے۔ اور یہ خلافت خاصہ کے لوازم میں سے ہے۔

نسائی نے کتاب الخصائص میں ربیعہ بن ناجیہ سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت علی ابن ابی طالبؓ سے کہا یا امیر المومنین چچا کے ہوتے ہوئے تم اپنے چچا زاد بھائی کے کس طرح وارث ہوگئے؟ حضرت علیؓ نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عبد المطلب کی اولاد کو دعوت کے لیے جمع کیا، اور ایک مُد کھانا پکوایا۔ سب لوگ کھا چکے۔ اور وہ کھانا جیسا تھا ویسا ہی رکھا رہا، گویا اُس کو کسی نے ہاتھ ہی نہیں لگایا ہے۔ پھر آپؐ نے ایک چھوٹے پیالہ میں پانی منگوایا۔ سب لوگوں نے اُس کو آسودہ ہوکر پیا، اور وہ جیسا تھا ویسا ہی رہا۔ گویا اُس کو کسی نے ہاتھ ہی نہیں لگایا ہے پھر آپؐ نے کہا اے فرزندان عبد المطلب میں تم لوگوں کی طرف خصوصاً اور تمام لوگوں کی طرف عموماً مبعوث ہوا ہوں۔ اور تم نے یہ واقعہ بچشم خود دیکھ لیا، اب تم میں سے کون بیعت کرتا ہے۔ تاکہ وہ میرا بھائی، صاحب اور وارث ہو۔ کوئی آپؐ کی طرف نہ اُٹھا۔ پھر میں اُٹھا اور میں اُن سب میں کم سن تھا۔ آپؐ نے کہا بیٹھ جاؤ۔ پھر آپؐ نے تین مرتبہ اس کو بیان کیا۔ ہر مرتبہ میں اُٹھتا تھا اور آپؐ فرماتے تھے بیٹھ جاؤ۔ تیسری مرتبہ آپؐ نے میرے ہاتھ پر اپنا ہاتھ مارا، اس لیے میں ہی اپنے

چچازاد بھائی کا وارث ہوا اور چچا وارث نہ ہوئے۔

نسائی نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا یہاں تک کہ کعبہ کے پاس پہنچ گئے۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم میرے مونڈھے پر سوار ہو میں آپؐ کو لے کر اُٹھا۔ جب آپؐ نے میری کمزوری کو ملاحظہ کیا فرمایا بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا، آپؐ اُتر پڑے اور بیٹھ کر فرمایا، میرے مونڈوں پر چڑھ جاؤ۔ میں آپؐ کے مونڈھوں پر چڑھ گیا، آپؐ مجھ کو لے کر کھڑے ہوگئے۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں اس وقت مجھے خیال ہوتا تھا کہ اگر چاہوں، تو آسمان کے کناروں کو چھو لوں۔ پھر حضرت علیؓ کعبہ پر چڑھ گئے اور اُس کے اوپر ایک پیتل یا تانبے کا بت رکھا تھا، میں اُس کو دائیں بائیں آگے پیچھے چاروں طرف ہلانے لگا۔ تاکہ اس کو اس کی جگہ سے ہٹادوں۔ جب میں اُس پر قادر ہو گیا، نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو پھینک دو میں نے اُس کو پھینک دیا اور اُس کو شیشہ کی طرح ریزہ ریزہ کر ڈالا پھر اُتر آیا۔ میں اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جلدی جلدی چلنے لگے تاکہ کوئی مل نہ جائے۔ یہاں تک کہ ہم گھروں میں پہنچ گئے۔

جب کفار مکہ نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی پر اتفاق کر لیا اور آپؐ کی رائے مکہ سے مدینہ کو ہجرت کرنے پر مستحکم ہوگئی، حضرت علیؓ سے فرمایا تم میری چادر اوڑھ کر میری جگہ پر سو رہو تاکہ کفار دھوکے میں پڑے رہیں۔ اور آپؐ کے چلے جانے پر مطلع نہ ہوں۔ اس کے بعد حضرت علیؓ نے بھی تھوڑے ہی دنوں میں ہجرت کی اور آپؐ سے مل گئے

ابن اسحاق نے ہجرت اور کفار قریش کے مشورتی کے بیان میں لکھا ہے کہ حضرت جبرائیل ؑ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا آج رات اپنے فرش پر نہ سونا۔ جب تاریکی پھیل گئی، کفار انتظار کرنے لگے۔ کہ جب آپؐ سو جائیں آپؐ پر حملہ کریں۔ جب آپؐ نے یہ حال دیکھا، حضرت علیؓ سے فرمایا تم میری حضرمی سبز چادر اوڑھکر میرے فرش پر سو رہو۔ تم کو کوئی گزند کفار کی طرف سے نہ پہنچے گا۔ آپؐ پہلے اُسی چادر کو اوڑھ کر سویا کرتے تھے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کفار کے پاس سے نکلے، اور اپنے دست مبارکؐ میں ایک مٹھی خاک لے کر اُن کے سروں پر چھوڑتے اور یٰس والقرآن الحکیم پڑھتے چلے گئے۔ جب فاغشیناھم فھم لا یبصرون تک پہنچے سب کے سروں پر مٹی ڈال چکے تھے۔ کوئی ایسا باقی نہیں تھا جس کے سر پر مٹی نہ ڈالی ہو۔ پھر جس طرف آپؐ کا جی چاہا، چلے گئے۔ ایک شخص نے آکر اُن کفار سے جو منتظر کھڑے تھے، کہا تم یہاں کس بات کا انتظار کر رہے ہو۔ اُنہوں نے جواب دیا مُحَمَّدْ صلے اللہ علیہ وسلم کا انتظار کرتے ہیں. اُس نے کہا خدا نے تم کو ناامید کر دیا۔ بخدا وہ تمہارے پاس آئے اور تم میں سے ہر ایک کے سر پر مٹی ڈال کر چلتے ہوئے۔ تم کو اپنی حالت کی کچھ خبر نہیں ہے۔ سب لوگوں نے اپنے سروں پر ہاتھ رکھا، سب کے سروں پر مٹی موجود تھی۔ پھر وہ لوگ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو لگے جھانکنے۔ حضرت علیؓ کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک اوڑھے دیکھ کر

کہنے لگے، بخدا یہ محمدؐ سو رہے ہیں ان کے اوپر ان کی چادر موجود ہے۔ رات بھر اسی سوچ میں رہے۔ صبح کو حضرت علیؓ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اس وقت اُنھوں نے کہا، خدا کی قسم رات کو جس نے بیان کیا وہ سچ کہتا تھا۔

ابن اسحاق نے نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ پہنچنے کے بیان میں ذکر کیا ہے، کہ حضرت علیؓ مکہ میں تین دن ٹھہرے اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لوگوں کی جو کچھ امانتیں رکھی تھیں اُن کو لوگوں کے پاس پہنچاکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مل گئے۔ اور کلثوم بن ھدم کے پاس قیام کیا۔

جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ میں مواخات کرائی، آپؐ نے حضرت علیؓ کو اپنا بھائی بنایا۔

ترمذی نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ میں مواخات کی حضرت علیؓ (رہ گئے تھے) آبدیدہ آئے۔ اور عرض کیا یا رسولؐ اللہ آپؐ نے صحابہ میں مواخات کرائی اور میں رہ گیا۔ آپؐ نے فرمایا تم دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو۔

سوابق اسلامیہ میں سے غزوۂ بدر میں آپؓ نے پورا حصہ لیا۔ اول یہ کہ جب بدر کے قریب مسلمان پہنچے، رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت کو کفارِ قریش کا حال دریافت کرنے کے لیے بھیجا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ بھی اُس جماعت میں تھے۔

محمدؒ بن اسحاق بیان کرتے ہیں جب شام ہوگئی، رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن طالب و زبیر بن عوام، سعد بن ابی وقاص کو چند صحابہ کے ہمراہ بدر کی طرف خبر لینے کی غرض سے روانہ کیا۔ اُن لوگوں کو قریش کے پانی لادنے والے اونٹ ملے اُن کے ساتھ بنو حجاج کا غلام اسلم اور بنی عاص بن سعد کا غلام عریض یعنی ابو یسار تھا۔ یہ لوگ اُن کو پکڑ کر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے۔ آخر حدیث تک۔

دوسرے یہ کہ جنگ کے وقت کفار میں سے تین آدمیوں نے نکل کر اپنا مقابل طلب کیا۔ بنی ہاشم میں سے تین آدمیوں نے بڑھ کر اُن کا مقابلہ کیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اُنھی تینؓ میں تھے۔ محمدؒ بن اسحاق حضرت فاطمہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ اسود بن عبد الاسد مخزومی کفاروں کی طرف سے نکلا۔ یہ بہت ہی سخت بد اخلاق تھا۔ اور کہا میں خدا سے عہد کرتا ہوں کہ مسلمانوں کے حوض سے ضرور پانی پیوں گا۔ یا اس کو گرادوں گا۔ یا جان دے دوں گا۔ جب وہ آگے بڑھا حضرت امیر حمزہ بن عبد المطلبؓ اُس کے روکنے کو چلے۔ جب دونوں سے سامنا ہوا، حضرت امیر حمزہؓ نے اُس کے پاؤں میں ایسا زخم لگایا کہ اُس کی پنڈلی کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ اس وقت وہ حوض سے اس طرف تھا۔ جب اُس کا پاؤں زخمی ہو گیا، اپنے ساتھیوں کی طرف رُخ کرکے پشت کے بل گر پڑا۔ اُس کے پاؤں سے خون جاری تھا پھر وہ لیٹے لیٹے حوض کی طرف اپنی قسم پوری کرنے کیلیے

بڑھا اور حوض میں کود پڑا۔ حضرت امیر حمزہؓ نے جاکر اُس کو حوض میں ہی قتل کر دیا۔ اُس کے بعد عتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ بن ربیعہ اور اپنے بیٹے ولید کو لے کر نکلا۔ جب میدان میں آیا۔ اپنا مقابل طلب کیا۔ انصار میں سے تین جوان یعنے حارث کے دو بیٹے عوف و معوذ جو عفراء سے پیدا ہوئی تھے اور عبداللہ بن رواحہ نکلے۔ اُن لوگوں نے پوچھا تم کون ہو؟ اُنہوں نے جواب دیا، ہم قبیلہ انصار سے ہیں۔ کفار نے کہا ہم کو تم سے لڑنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ پھر اُن کفار میں سے ایک نے آواز دی کہ اے محمدؐ ہمارے مقابلہ میں ہماری قوم کے ہم پلہ لوگوں کو بھیجو۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عبیدہ بن حارث، حمزہؓ اور علیؓ سے کہا تم اُن کے مقابلہ پر جاؤ۔ جب یہ لوگ اُٹھ کر گئے اور اُن کے قریب پہنچے، اُنہوں نے کہا تم کون ہو؟ ہر ایک نے اپنا اپنا نام بتایا۔ تب اُنہوں نے کہا ہاں اچھے مقابل ہیں۔ عبیدہ اُن میں سب سے زیادہ سن رسیدہ تھے۔ اس لیے وہ عتبۃ کے مقابل ہوئے۔ اور حمزہ شیبۃ بن ربیعہ کے، اور علیؓ ولید بن عتبۃ کے۔ حضرت حمزہؓ و علیؓ نے تو سامنے آتے ہی اپنے مقابلوں کو فی النار کیا، لیکن عبیدہ اور عتبہ میں دیر تک مقابلہ ہوا۔ یہاں تک کہ دونوں سخت زخمی ہوگئے۔ پھر حضرت حمزہؓ و علیؓ نے عتبہ پر حملہ کرکے اُسی کا کام تمام کیا، اور حضرت عبیدہؓ کو اُٹھا کر اُن کے ساتھیوں کے پاس پہنچا دیا۔

تیسرے یہ کہ جبرائیلؑ یا میکائیلؑ آپ کے ہمراہ تھے۔ حاکم نے ابو صالح سے اُنہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن مجھ سے اور حضرت ابو بکرؓ سے فرمایا کہ تم میں سے ایک کے داہنے بازو پر جبرائیلؑ اور دوسرے کے بازو پر میکائیلؑ ہیں۔ اور اسرافیلؑ بہت بڑے فرشتہ ہیں اس لیے وہ صف قتال میں رہتے ہیں۔

محمدؐ بن اسحاق نے وقتِ قتال اور بعد قتال کے چند آدمیوں کا نام لے کر بعض کی نسبت یقیناً، اور بعض کی نسبت شک کے ساتھ بیان کیا ہے کہ اُن کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتل کیا۔

ابو عمر ابراہیم بن علبیہ بن رفاعۃ بن رافع انصاری سے اُنہوں نے اپنے والد سے اُنہوں نے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا ہم بدر سے آرہے تھے، کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان سے مفقود ہوگئے۔ مسلمان ایک دوسرے کو آواز دینے لگے، کہ کیا تمہارے وہاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ٹھہر گئے۔ یہاں تک کہ آپؐ آگئے۔ اور آپؐ کے ہمراہ حضرت علی ابن ابی طالب تھے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ آپؐ کہاں رہ گئے تھے؟ آپؐ نے فرمایا، ابوالحسن کے پیٹ میں درد اُٹھا تھا اس وجہ سے میں پیچھے رہ گیا۔

رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقد آپ کے ساتھ کیا، اس سے آپ کی فضیلت و بزرگی بہت بڑی ظاہر ہوئی۔

ابو عمر نے عبید اللہ بن محمد بن سماک بن جعفر ہاشمی سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا، رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احد کے بعد حضرت فاطمہ رض کا عقد حضرت علی رض کے ساتھ کیا اُس وقت فاطمۃ الزہرا رض کی عمر پندرہ سال ساڑھے پانچ مہینہ کی تھی۔ اور حضرت علی رض کی عمر اکیس برس پانچ مہینہ کی تھی۔ مصنف علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ مجھ کو اس بیان میں کہ آپ کی شادی غزوہ اُحد کے بعد ہوئی، ایک خدشہ دل میں گذرتا ہے۔ وہ یہ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے واقعہ اُحد میں فرمایا تھا، کہ میرے خون کو دھو دو۔ بلا شادی کے اس کہنے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے واللہ اعلم! (ممکن ہے کہ یکجا رہنے کی وجہ سے آپ نے ایسا کہا ہو۔ واللہ اعلم)

نسائی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خصائص میں عبد اللہ بن بریدہ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کر کے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا، حضرت صدیق اکبر رض و حضرت عمر رض نے حضرت فاطمہ رض کے ساتھ شادی کا پیغام دیا۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کم سن ہے۔ پھر حضرت علی رض نے پیغام دیا، آپ نے اُن کے ساتھ شادی کر دی۔

نسائی نے اسماء بنت عمیس سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا میں حضرت فاطمہ رض کے شب زفاف میں موجود تھی۔ جب صبح ہوئی، نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم آئے اور دروازہ کھٹ کھٹایا اُم ایمن نے دروازہ کھول دیا۔ لوگ کہتے ہیں کہ اُن کی زبان میں لکنت تھی۔ عورتیں نبی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی آواز سنکر پردہ میں ہو گئیں اور میں بھی ایک کونے میں چھپ گئی۔ اسماء کہتی ہیں پھر حضرت علی رض آئے۔ آپ نے اُن کو دعا دی، اور اُن کے اوپر پانی ڈالا۔ پھر فرمایا فاطمہ رض کو میرے سامنے لاؤ۔ وہ شرماتی ہوئی آئیں۔ آپ نے فرمایا میں نے تمہارا نکاح اپنے اہل بیت میں سب سے زیادہ عزیز کے ساتھ کر دیا ہے اور دُعا دے کر اُن پر بھی پانی ڈال دیا ہے۔ پھر آپ باہر چلے گئے۔ مجھ کو سیاہ چادر اوڑھے دیکھ کر پوچھا کون؟ میں نے جواب دیا، اسماء! آپ نے فرمایا عمیس کی بیٹی؟ میں نے کہا جی ہاں! آپ نے پوچھا کیا تم فاطمہ رض کے زفاف میں شرکت کے لیے آئی تھیں؟ میں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے میرے لیے دعا فرمائی۔

غزوۂ اُحد میں آپ کو بہت سے فضایل حاصل ہوئے۔

جب صاحب لواء یعنی مصعب بن عمیر شہید ہوئے، نبی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لواء حضرت مرتضےٰ رض کو عنایت کیا۔ اور آپ نے اُسی وقت قریش کے نشان بردار سے مقابلہ کیا اور اُس کو قتل کر ڈالا۔

ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ مصعب بن عمیر نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں خوب مقابلہ کیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ ان کو قبیصہ بن قمیہ لیثی نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے گمان پر قتل کر ڈالا۔ اور وہ کہتا ہوا چلا، میں نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو قتل کر ڈالا۔ قریش کے پاس لوٹ گیا۔ جب مصعب بن عمیر شہید ہوئے، رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے لواء حضرت علی رض کو عنایت

کیا۔ اور حضرت علیؓ اور کچھ مسلمانوں نے مقابلہ کیا۔

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ سے مسلمہ بن علقمہ مازنی نے بیان کیا کہ جب اُحد کے دن معرکہ سخت ہو گیا، رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم انصار کے نشان کے نیچے بیٹھے۔ اور حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ تم اپنا نشان لے کر آگے بڑھو۔ حضرت علیؓ نے کہا میں ابوالقصم یا ابوالقصم ہوں۔ مشرکین کے نشان بردار یعنی ابوسعد بن طلحہ نے آواز دی، اے ابوالقصم تم کو لڑنے کی خواہش ہے۔ راوی کہتا ہے کہ دونوں صفوں سے نکل آئے اور لڑنے لگے۔ حضرت علیؓ نے اُس کو زخمی کر کے گرا دیا پھر چلے آئے، اُس کا کام تمام نہ کیا۔ لوگوں نے آپ سے کہا اس کا کام کیوں نہ تمام کر دیا۔ آپ نے کہا گرتے وقت اُس کی شرمگاہ کھل گئی تھی، اس وجہ سے مجھے رحم آ گیا۔ اور میں نے جان لیا کہ خدا نے اس کا کام تمام کر دیا۔

مروی ہے کہ ابوسعید بن طلحہ میدان میں نکلا۔ اُس نے کہا اے اصحابؓ محمدؐ تم کہتے ہو کہ تمہارے مقتولین جنت میں ہیں اور ہمارے مقتولین دوزخ میں۔ لات و عزیٰ کی قسم تم جھوٹ کہتے ہو۔ اگر تم کو اس کا یقین ہوتا تو تم میں سے کوئی نہ کوئی ضرور میرے مقابلہ کو نکلتا۔ حضرت علیؓ ابن ابی طالب اُس کے سامنے نکل آئے۔ اور دونوں میں مقابلہ ہوتا رہا یہاں تک کہ آپ نے اُس کو قتل کر ڈالا۔ پھر راوی نے مقتولین کفار کے اسماء میں ایک جماعت کے نام گنا کر کہا ان کو حضرت علیؓ ابن ابی طالب نے قتل کیا۔

حضرت علیؓ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے جب آزمائش و امتحان کا وقت آیا، بہت سے صحابہ کرامؓ اُس میں درجہ شہادت کو پہنچے اور صحابہ کو اُس وقت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خبر نہ تھی کہ کہاں ہیں۔ جب مسلمانوں کو آپؐ کی خبر ہوئی اور صحابہ سابقین آپؐ کے پاس دوڑے گئے۔ اُس وقت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم گھاٹی کی طرف چلے گئے۔ اور حضرت علیؓ بھی اُنہی لوگوں میں تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب مسلمانوں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا، آپؐ کی طرف دوڑ گئے۔ اور آپؐ اُن کے ساتھ گھاٹی میں چلے گئے۔ حضرت علی ابن طالب، حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، طلحہ زبیر، حارث بن صمہ اور مسلمانوں کی ایک جماعت آپؐ کے ہمراہ تھی۔ (بلا دُور ہونے کے بعد خون دھونے کے واسطے پانی لانے کی خدمت حضرت علیؓ سے ظاہر ہوئی)

بخاری نے سہل بن سعد سے روایت کی ہے کہ لوگوں نے اُن سے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زخم کا حال دریافت کیا۔ انھوں نے کہا آگاہ ہو۔ خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ کون شخص رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا زخم دھوتا تھا اور کون پانی ڈالتا تھا۔ اور کس چیز سے علاج ہوا تھا پھر کہا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہراءؓ زخم دھوتی تھیں، اور حضرت علیؓ ڈھال سے پانی ڈالتے تھے۔ جب حضرت فاطمۃ الزہراءؓ نے دیکھا کہ خون پانی سے بند نہیں ہوتا ہے

توچٹائی کا ایک ٹکڑا جلا کر زخم کو بھر دیا، اُس سے خون بند ہو گیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اپنے اہل میں پہنچ گئے۔ اپنی تلوار حضرت فاطمۃ الزہراؓ کو دی۔ اور کہا اس کا خون دھو ڈالو۔ خدا کی قسم اس نے آج سچا ساتھ دیا۔ حضرت علیؓ نے بھی اپنی تلوار اُن کو دی اور کہا اس کا خون دھو ڈالو۔ خدا کی قسم اس نے آج میرا ہجائی سے ساتھ دیا۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر تم لڑائی میں ثابت قدم ہے تو تمہارے ساتھ سہل بن حنیف اور دجانہ بھی ثابت قدم رہے ہیں۔ راوی کہتا ہے رسولِ خدا لی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کو ذوالفقار کہتے تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں کہ مجھ سے اہل علم نے ابن ابی نجیح سے روایت کر کے بیان کیا ہے، کہ احد کے دن منادی نے آواز دی کہ "لاسیف الاذوالفقار ؛ ولا فتی الا علی الکرار" یعنی نہیں ہے لوار مگر ذوالفقار۔ اور کوئی نہیں ہے جوان مگر حضرت علیؓ حملہ کرنے والے۔

غزوۂ خندق میں جب کفار قریش کے جواں مرد خندق سے عبور کر کے مسلمانوں کے مقابلہ رجم گئے، حضرت علیؓ عمرو بن عبدود سے بر سرِ پیکار ہوئے اور اس کو واصل جہنم کیا۔

ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ پھر کفار نے خندق کی جگہ کو تلاش کیا اور اپنے گھوڑوں کو سکا کر خندق و مقام سلع کے درمیان پہنچ گئے۔ حضرت علیؓ ابن ابی طالب چند مسلمانوں کے ساتھ ن کے روکنے کو چلے یہاں تک کہ اُس کنارے کو جس سے وہ گھسے تھے، لے لیا۔ اور کفار کے سوار اُن کی طرف جھکے۔ عمرو بن عبدود نے غزوہ بدر میں جنگ کی تھی یہاں تک کہ سخت زخمی ہو گیا۔ ر غزوۂ اُحد میں نہ شریک ہوا۔ غزوۂ خندق میں نشان لگا کر نکلا تاکہ لوگ اُس کو پہچانیں۔ اور اُس نے پنے گھوڑے کو ٹھیرا کر آواز دی کہ کون سامنے آتا ہے۔ حضرت علیؓ ابن ابی طالب اُس کے مقابلہ کو ئے اور کہا اے عمرو تو نے خدا سے عہد کیا تھا کہ قریش میں سے جو دو باتیں پیش کرے گا، ن میں سے ایک کو ضرور مان لوں گا۔ عمرو نے کہا ہاں۔ حضرت علیؓ ابن ابی طالب نے کہا ں تجھ کو خدا، رسولؐ اور اسلام کی طرف بُلاتا ہوں۔ اُس نے کہا مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آپ نے کہا میں چاہتا ہوں کہ تو اُتر کر لڑے۔ اُس نے کہا اے میرے بھائی کے بیٹے، ں تم کو قتل کرنا نہیں چاہتا۔ آپؓ نے اُس سے کہا بخدا میں چاہتا ہوں کہ تجھ کو قتل کر الوں۔ اس امر سے وہ گرما گیا۔ اور اپنے گھوڑے سے کُود کر اُس کی ٹانگ کاٹ دی، اور س کے چہرے پر مارا۔ پھر حضرت علی مرتضےٰؓ کی طرف متوجہ ہوا اور دونوں میں لڑائی ہونے ں، اور حضرت علیؓ نے اُس کو قتل کر ڈالا۔ اور سواران کفار بھاگ گئے۔ یہاں تک کہ خندق ھاند پھاند کر نکل گئے۔ حضرت علیؓ نے اس واقعہ کو نظم میں بیان کیا ہے :۔ نصر الحجارة ن سفاہتہ رأیتہ ؛ ونصرت رب محمدؐ بصواب ؛ فصددت حین ترکتہ متجدلاً ؛ کالجذع ن دکادک ورد وابی ؛ وعففت عن اثوابہ ولو انتی ؛ کنت المقطر بزنی اثوابی ؛

لا تحسبن اللہ خاذل دینہ ٭ ونبیہ یا معشر الاحزاب ٭ ترجمہ اُس نے اپنی جہالت سے بتوں کی مدد کرنی چاہی۔ اور میں نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پروردگار کی مدد کی۔ جب میں نے اُس کو سخت و بلند زمین میں مثل کندہ ناتراشں کے چھوڑ دیا لوٹ آیا اور اُس کے کپڑوں سے چشم پوشی کی۔ اور اگر میں گر جاتا تو میرے کپڑے کھسوٹ لے جاتا۔ اے گروہ احزاب تم یہ خیال نہ کرو۔ کہ خدا اپنے دین و رسولؐ کو بے مدد چھوڑ دے گا۔

بنو قریظہ کے محاصرہ کے وقت اُن کے باہر نکلنے کے اسباب میں سے ایک حضرت علیؓ کی دلاوری بھی تھی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھ سے معتبر اہل علم نے بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ ابن ابی طالب نے محاصرۂ بنی قریظہ کے وقت ٹیلہ پر چڑھ کر ایمان کا واسطہ دے کر للکارا۔ اور حضرت علیؓ و زبیرؓ آگے بڑھے۔ اور کہا قسم ہے یا تو مثل حمزہؓ کے شہید ہو جائیں گے یا قلعہ فتح کریں گے۔ اہل قلعہ یہ سرگرمی دیکھ کر بدحواس ہو گئے اور حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کو آواز دی اور سعد بن معاذ کے حکم پر باہر نکلنے کے لیے راضی ہو گئے۔

از انجملہ آنکہ آپ بیعت رضوان میں موجود تھے اور صلحنامہ آپ ہی نے لکھا تھا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ وہی کاتب صحیفہ (صلحنامہ) تھے۔

اس سفر میں بھی آپ کے ساتھ معاملہ منتظر الخلافت وقوع میں آیا۔

نسائی نے اور حاکم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔ (اور یہ الفاظ نسائی کے ہیں کہ) اُنھوں نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ لوگ قریش کے آئے اور کہا ہم تمہارے ہمسایہ اور حلیف ہیں۔ ہمارے کچھ غلام بھاگ کر آپ کے پاس آ گئے ہیں۔ نہ اُن کو دین کی خواہش ہے اور نہ علم کا شوق۔ بلکہ وہ ہماری زمینوں اور جانوروں سے بھاگ گئے ہیں۔ سو آپ ہم کو واپس کر دیجیے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا تم کیا کہتے ہو؟ اُنھوں نے کہا یہ سچ کہتے ہیں۔ وہ آپؐ کے ہمسایہ اور حلیف ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انورؐ متغیر ہو گیا۔ پھر حضرت عمرؓ سے فرمایا، تم کیا کہتے ہو؟ اُنھوں نے بھی کہا سچ کہتے ہیں کہ وہ آپؐ کے ہمسایہ و حلیف ہیں۔ آپؐ کا چہرۂ مبارک صلعم اور زیادہ متغیر ہو گیا۔ اور کہا اے گروہ قریش خدا کی قسم اللہ تعالیٰ تم میں سے تمہارے اُوپر ایک ایسے آدمی کو مسلط کرے گا جس کے دل کو خدا نے ایمان کے لیے جانچ لیا ہے۔ اور وہ تم کو یا تم میں سے بعض کو دین کی مخالفت پر مارے گا۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہؐ کیا وہ شخص میں ہوں؟ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا کیا وہ شخص میں ہوں؟ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ بلکہ وہ شخص ایسا ہے کہ جوتی ٹانک رہا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

اپنی پاپوش مبارک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ٹانکنے کے لیے دی تھی۔

ازانجملہ آنکہ غزوۂ خیبر میں ایک قلعہ کے فتح ہونے میں دیر لگی، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نشان دے کر اُس طرف روانہ فرمایا۔ اور آپؓ کے ہاتھوں وہ قلعہ فتح ہو گیا۔

محمد بن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے بریدہ بن سفیان نے اپنے والد سے، اُنہوں نے سلمہ بن اکوع سے روایت کرکے بیان کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو نشان دے کر خیبر کے ایک قلعہ کی طرف روانہ فرمایا۔ اُنہوں نے مقابلہ کیا، اور واپس چلے آئے اور فتح نہ ہوا۔ حالانکہ اُنہوں نے بہت کوشش کی تھی۔ پھر دوسرے دن حضرت عمرؓ کو روانہ فرمایا اور اُنہوں نے بھی بہت جدّ و جہد سے مقابلہ کیا، لیکن وہ قلعہ فتح نہ ہوا۔ پھر آپؓ واپس چلے آئے۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کل نشان اُس شخص کو دوں گا جو خدا اور رسولؐ کو دوست رکھتا ہے۔ وہ حملہ کرنے والا ہے، بھاگنے والا نہیں ہے۔ اور وہ بغیر فتح کیے نہیں لوٹے گا۔ سلمہ کہتے ہیں، آپؐ نے حضرت علیؓ کو بلوایا۔ آپؓ کو آشوب چشم تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کی آنکھ میں لعاب دہن لگا دیا۔ پھر فرمایا اس نشان کو لے کر جاؤ اور بغیر فتح کیے واپس نہ ہونا۔ سلمہ کہتے ہیں، آپؓ اس نشان کو لے کر دوڑے اور میں بھی آپؓ کے پیچھے تھا۔ آپ نے نشان کو ایک نرم پتھر میں قلعہ کے نیچے نصب کر دیا۔ قلعے کی چوٹی سے یہود دیکھنے نکلے اور پوچھا تم کون ہو؟ آپؓ نے کہا علیؓ بن ابی طالب۔ راوی کہتا ہے، یہود کہنے لگے۔ کہ توریت کی قسم آپ غالب ہو جاؤ گے۔ یا راوی نے یہ بیان کیا، کہ آپ فتح کرکے واپس ہوئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے عبداللہ بن حسن نے اُنہوں نے اپنے گھر والوں میں سے کسی سے اُنہوں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام ابو رافع سے روایت کرکے بیان کیا ہے کہ اُنہوں نے کہا جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو نشان دیا، مَیں بھی اُن کے ساتھ گیا۔ جب آپ قلعہ کے قریب پہنچے اہل قلعہ نکل کر آپ سے مقابل ہوئے۔ آپ نے اُن سے خوب جنگ کی۔ ایک یہودی نے آپ پر تلوار کا وار کیا آپ نے ڈھال ہاتھ سے پھینک دی، اور قلعہ کے پاس دروازہ تھا اُس کو لے کر ڈھال بنا لیا۔ اور جب تک معرکہ ہوتا رہا وہ دروازہ آپ کے ہاتھ میں رہا۔ جب خدا نے آپؓ کے ہاتھوں قلعہ فتح کر دیا، آپ نے اُس دروازہ کو اپنے ہاتھ سے ڈال دیا۔ ہم سات آدمیوں نے چاہا کہ اُس دروازے کو اُلٹ دیں لیکن نہ اُلٹ سکے۔

بخاری نے سلمہ بن اکوع سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا حضرت علی ابن ابی طالب غزوہ خیبر میں آشوب چشم کی وجہ سے پیچھے رہ گئے تھے۔ پھر اُنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

سے پیچھے رہنے کو عار خیال کیا اور میدان جنگ کی طرف چلے۔ جس دن قلعہ فتح ہوگا، اُس کی شب کو آنحضرت صلعم نے فرمایا کل میں اُس شخص کو نشان دوں گا جس کو خدا اور رسول دوست رکھتے ہیں۔ اور خدا اُس کے ہاتھ پر فتح عنایت کرے گا۔ ہر ایک شخص اُمید کرنے لگا۔ لوگوں نے کہا، لو حضرت علی رضؓ آ گئے۔ آپؐ نے اُن کو نشان مرحمت فرمایا۔

سال عمرۃ القضاء میں حضرت مرتضیٰ اور جعفر اور زید میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی کی پرورش کے متعلق جھگڑا واقعہ ہوا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک کو ایک ایک بزرگی سے یاد کیا۔

بخاری نے براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ذیقعد میں عمرہ کیا، اور اُس سے فارغ ہو کر چلے۔ حضرت حمزہؓ کی لڑکی چچا چچا پکارتی آپؐ کے پیچھے ہوئی۔ حضرت علیؓ نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا اور حضرت فاطمہؓ سے کہا اپنے چچا کی لڑکی کی پرورش کرو۔ میں اُس کو اُٹھا لایا ہوں۔ اور حضرت علیؓ، زید، جعفر میں اس لڑکی کی بابت جھگڑا ہوا۔ حضرت علیؓ کہتے تھے میں اس کو لے آیا ہوں۔ اور وُہ میرے چچا کی لڑکی ہے اس وجہ سے مجھ کو پرورش کا حق ہے۔ جعفر کہتے تھے وہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اُس کی خالہ میری پاس ہے، اس لیے مجھے پرورش کا حق ہے۔ اور زید کہتے تھے وُہ میرے بھائی کی لڑکی ہے۔ اس لیے مجھے پرورش کا حق ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ لڑکی خالہ کو دلوا دی اور فرمایا خالہ بمنزلہ ماں کے ہے۔ اور حضرت علیؓ سے فرمایا تم مجھ سے ہو میں تم سے ہوں اور جعفر سے فرمایا تم صورت و سیرت میں مجھ سے مشابہ ہو۔ اور زید سے فرمایا، تم ہمارے بھائی اور مولیٰ ہو۔ آخر حدیث تک۔

جب نصارای نجران کے ساتھ مباہلہ کا عزم مصمم ہوگیا، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضؓ اور حضرت فاطمۃ الزہراؓ اور حسنینؓ کو مباہلہ کے لیے حاضر فرمایا۔

ترمذی نے سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا جب آیت کریمہ "ندع ابناء نا و ابناء کم و نساء نا و نساء کم" نازل ہوئی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو بلوایا، اور فرمایا اے خدا یہ میرے اہل ہیں۔

جب فتح مکہ کا قصد معین ہوگیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو اس خط کے لینے کے روانہ کیا تھا۔ جس کو حاطب بن ابی بلتعہ نے کفار مکہ کو لکھا تھا

بخاری نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور زبیر و مقداد کو بھیجا، کہ روضہ خاخ (مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مقام ہے) میں ایک عورت جا رہی ہے۔ اُس کے پاس خط ہے

لے آؤ۔ ہم گھوڑے دوڑاتے ہوئے اُس مقام پر پہنچے۔ وہ عورت ملی۔ ہم نے اُس سے کہا خط نکال۔ اُس نے کہا میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ ہم نے کہا خط دیدے، ورنہ ہم کپڑے اُتار کر تیری تلاشی لیں گے۔ اُس نے اپنی چوٹی سے خط نکال کر دیا۔ ہم اس کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آئے۔ آخر حدیث تک؛

جب سعد بن عبادہ کی زبان سے ایک ناگوار بات نکلی، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نشان اُن سے لے کر حضرت علیؓ کے سپرد فرمایا:۔

محمدؒ بن اسحاق کہتے ہیں بعض اہل علم نے بیان کیا ہے، کہ آنحضرت صلعم نے جب سعد کو داخل مکہ کی طرف روانہ کیا، اُنہوں نے کہا آج سخت لڑائی کا دن ہے۔ آج حرم کی بے حرمتی ہوگی۔ کسی مہاجر نے یہ بات حضرت عمرؓ کے کان تک پہنچا دی۔ اُنہوں نے کہا، یا رسول اللہ "صلے اللہ علیہ وسلم" سعد بن عبادہ نے جو کچھ کہا ہے اُس کو سُنیے۔ اور میں ڈرتا ہوں کہ وہ قریش پر حملہ نہ کر بیٹھیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضےٰؓ سے فرمایا تم اُن سے نشان لے لو۔ اور تم ہی اُس کو لے کر مکہ میں داخل ہو۔ ابنِ اسحاق کہتے ہیں، پھر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مسجد حرم میں بیٹھے۔ حضرت علیؓ کھڑے ہوئے۔ خانہ کعبہ کی کنجی اُن کے ہاتھ میں تھی۔ اور کہا یا رسولؐ اللہ آپ سقایہ (حاجیوں کو پانی پلانا۔) کے ساتھ حجابت (خانہ کعبہ کی دربانی) بھی ہمارے ہی سپرد فرما دیجیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عثمان بن طلحہ کہاں ہیں؟ وہ بلائے گئے۔ آپؐ نے فرمایا، اے عثمان اپنی کنجی لے لو۔ آج احسان و عہد پورا کرنے کا دن ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو قبیلہ بنی جذیمہ کی طرف روانہ کیا تھا۔ اُنہوں نے وہاں کے قیدیوں کو بے احتیاطی سے قتل کر ڈالا۔ آپؐ نے اُس کے تدارک کے لیے حضرت علیؓ کو روانہ کیا۔

محمدؒ بن اسحاق کہتے ہیں، مجھ سے حکیم بن حکیم نے ابوجعفر محمد بن علی سے روایت کر کے بیان کیا کہ اُنہوں نے کہا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو بلوایا اور فرمایا اے علی تم اُن لوگوں کی طرف جاؤ اور اُن کے معاملہ کو دیکھو۔ اور جاہلیت کی باتوں کو دبا دو۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کی طرف گئے، آپ کے پاس بہت مال تھا۔ جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بھجوا دیا تھا۔ آپ نے اُن کا خون بہا دیا اور جو کچھ اُن کا مال ضایع گیا تھا، اُس کا تاوان ادا کیا۔ یہاں تک کہ اُن کے کتوں تک کی دیت ادا کی۔ جب اُن کے جان و مال سب کا عوض دے چکے، پھر بھی آپ کے پاس مال بچ رہا۔ آپ نے اُن سے پوچھا اب تو تمہارا کوئی خون یا مال ایسا نہیں رہ گیا جس کا عوض نہ دیا گیا ہو؟ اُنہوں نے کہا نہیں۔ آپ نے کہا میں یہ بقیہ مال بھی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے احتیاطاً دیئے دیتا ہوں۔ تاکہ اگر کوئی

نامعلوم نقصان رہ گیا ہو اُس کا بدلہ ہو جائے۔ پھر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹ کر آئے، اور حال بیان کیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خوب کیا۔ اور اچھا کیا۔ پھر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے اپنے ہاتھ اُٹھائے۔ یہاں تک کہ آپؐ کی بغل نظر آتی تھی۔ اور فرمایا اے اللہ میں خالد کے فعل سے بری ہوں۔ اس کو تین مرتبہ فرمایا۔

جس وقت غزوۂ حنین میں مسلمانوں پر شکست کے آثار ظاہر ہوئے حضرت علیؓ اُس وقت ثابت قدم رہنے والوں میں تھے"۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مہاجرین میں سے حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں سے حضرت علیؓ ابن طالب، عباسؓ، ابوسفیان اور اُن کے بیٹے فضل بن ربیعہ اور حارث اور اسامہ بن زید اور ایمن بن اُم ابن عبد ثابت قدم رہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے عاصم بن عمر نے عبد الرحمان بن جابر سے اُنہوں نے اپنے باپ جابر ابن عبد اللہ سے روایت کر کے بیان کیا، کہ قبیلہ ہوازن کا نشان بردار اپنے کام میں لگا ہوا تھا کہ حضرت علیؓ ابن طالب اور ایک انصاری نے اُس کا قصد کیا۔ حضرت علیؓ پشت سے آئے اور اُس کے اُونٹ کے پچھلے پاؤں کاٹ دیئے۔ وہ چوتڑ کے بل گر پڑا۔ انصاری نے کود کر اُس کے پیر پر ایسا ایک حربہ کیا کہ اُس کا پیر نصف ساق سے چرچرا کر الگ ہو گیا۔ وہ اپنے اُونٹ پر سے گر پڑا۔

جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک پر جانے لگے، حضرت علی مرتضیٰؓ کو اہل و عیال کی خبر گیری کے واسطے مدینہ میں چھوڑ دیا۔ اور اس ضمن میں آپ کی بہت بڑی بزرگی کا اظہار ہوا۔

محمدؒ بن اسحاق کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ ابن طالب کو اپنے اہل وعیال پر چھوڑ دیا۔ اور اُن کو اُنہی میں رہنے کا حکم فرمایا۔ منافقوں نے آپ کی بابت جھوٹی باتیں مشہور کرنا شروع کیں۔ اور کہا کہ آنحضرت صلعم نے اُن کو بار خاطر جان کر ساتھ نہیں لیا۔ اور استخفاف کی وجہ سے اُن کو چھوڑ دیا ہے۔ جب منافقوں نے ایسا کہا، آپ نے ہتھیار اُٹھا لیے اور جا کر جرف (مدینہ منورہ سے متصل ایک مقام ہے) میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے مل گئے۔ اور عرض کیا، یا رسولؐ اللہ منافق کہتے ہیں کہ آپؐ نے مجھکو بار خاطر جان کر چھوڑ دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جھوٹ کہتے ہیں۔ میں نے اپنے اہل وعیال کی وجہ سے تم کو ٹھہرنے کا حکم دیا ہے۔ جاؤ میرے اور اپنے عیال میں رہو۔ اے علیؓ کیا تم اس سے خوش نہیں کہ تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے۔ مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ حضرت علیؓ مدینہ میں چلے آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی راہ لی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں، مجھ سے محمدؒ بن طلحہ بن یزید بن رکانہ نے ابراہیم بن سعد بن ابی وقاص سے اُنہوں نے اپنے والد سے روایت کرکے بیان کیا کہ اُنہوں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا وُہ حضرت علی مرتضیٰ رضؓ سے یہ باتیں کہہ رہے تھے جن کا ذکر اوپر ہو چکا۔

بخاری نے مصعب بن سعد سے اُنہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے اکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تبوک کی طرف گئے۔ اور حضرت علیؓ کو گھر میں چھوڑا۔ اُنہوں نے کہا کیا آپؐ مجھے لڑکوں اور عورتوں میں چھوڑے جاتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا، کیا تم اس بات سے نہیں خوش ہوئے کہ تم مجھ سے مثل ہارون کے ہو موسےؑ سے۔ مگر یہ کہ میری بعد کوئی نبی نہیں ھے۔

ہجرت کے نویں سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو امیر حاج مقرر کیا۔ جب وہ چلے گئے، سورت برات کا ابتدائی حصہ نازل ہوا۔ آنحضرت صلعم نے حضرت علیؓ کو اُس کے پہنچانے کے لیے پیچھے سے روانہ کیا۔

احمدؒ نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اُن کو سورت برات دیکھ کر بھیجنے لگے، اُنہوں نے کہا یا رسول اللہ میں خوش بیان نہیں ہوں۔ اور نہ خطیب ہوں۔ آپؐ نے فرمایا یا تو میں اس کو لے جاؤں یا تم لے جاؤ۔ اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں۔ حضرت علیؓ نے کہا اگر ایسا ہے تو میں لیے جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا جاؤ۔ خدا تمہاری زبان کو قابو میں رکھے اور دل کو قوی کرے گا۔ پھر آپ نے اپنا دستِ مبارکؐ اُن کے مُنہ پر رکھا۔

محمدؒ بن اسحاق بیان کرتے ہیں، مجھ سے حکیم بن حکیم بن عبادہ بن حنیف نے بیان کیا کہ جب سُورت برات رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور آپؐ حضرت ابوبکرؓ کو امیر حج بنا کر بھیج چکے تھے، لوگوں نے کہا آپؐ اس کو حضرت ابوبکرؓ کے پاس بھجوا دیجیے۔ آپؐ نے فرمایا میرے اہل بیت ہی میں سے کوئی میری طرف سے اس کو پہنچا دے گا۔ پھر آپؐ نے حضرت علیؓ ابن ابی طالب کو بلوایا اور کہا اس قصہ کو شروع برات سے لے جاؤ اور حج اکبر کے دن جب لوگ منیٰ میں جمع ہوں اعلان کردو کہ کوئی کافر جنت میں نہ داخل ہوگا۔ اور اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے۔ اور نہ کوئی برہنہ بیت اللہ شریف کا طواف کرے اور جو شخص رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ہو اُس کو اُس کے عہد تک مُہلت ہے۔ حضرت علیؓ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ناقہ عضباء پر سوار ہو کر چلے، اور حضرت ابوبکرؓ سے راستہ میں مل گئے۔ جب حضرت ابوبکرؓ نے دیکھا، پُوچھا امیر ہو یا مامُور؟ حضرت علیؓ نے کہا، بلکہ مامُور۔ پھر دونوں مکہ معظمہ گئے، اور حضرت ابوبکرؓ نے لوگوں کو حج کرایا۔ عرب کے لوگ اُس سال تک اپنے پُرانے جاہلی طریقے پر حج کرتے تھے۔

جب قربانی کا دن آیا حضرت علیؓ نے کھڑے ہو کر لوگوں کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مطلع کیا، کہ اے لوگو جنت میں کوئی کافر داخل نہ ہوگا۔ اور آج سے کوئی مشرک خانہ کعبہ کا حج نہ کر سکے گا۔ اور نہ کوئی برہنہ طواف کرنے پاوے گا۔ اور جس کا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے عہد ہے اس کو اس کی مدت تک مہلت ہے۔ اور لوگوں کے واسطے چار مہینے کی مدت مقرر کر دی۔ کہ آج سے چار ماہ تک اپنے مقاموں اور شہروں میں چلے جائیں۔ پھر کسی مشرک کا کوئی عہد و ذمہ نہیں ہے۔ ہاں جن لوگوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مدت معین تک عہد کر لیا ہے، اُن کی اس مدت تک رعایت کی جائے گی۔ اس وقت سے نہ کسی مشرک نے حج کیا اور نہ کسی برہنہ نے خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ پھر دونوں یعنی حضرت ابوبکرؓ و علیؓ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور یہی مشرکین عہد کرنے والوں سے وقت معین تک کی برأت ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد سے خمس لینے کے لیے آپ کو یمن کی طرف بھیجا، اور خالد کو معزول کر دیا۔ اسی زمانہ میں آپ کی کوشش سے وہاں کا ایک قلعہ فتح ہوا۔ آپ کو خالد کے کچھ آدمیوں سے ملال ہو گیا تھا۔ اُن لوگوں نے آ کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی شکایت کی، آنحضرت صلعم نے حضرت علی مرتضےٰ کے حق میں بہت مہربانیاں ظاہر کیں اور لوگوں کو ان کی شکایات سے منع فرمایا۔

ترمذی نے براء سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دو لشکر روانہ کیے۔ ایک پر حضرت علیؓ ابن ابی طالب کو مقرر کیا، اور دوسرے پر خالد بن ولید کو۔ اور آپؐ نے فرمایا جب قتال ہو، اُس وقت کل فوج کے علیؓ سردار ہیں۔ حضرت علیؓ نے ایک قلعہ فتح کیا اور اُس میں سے ایک لونڈی لے لی۔ خالد نے میرے ساتھ نبی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نام ایک خط بھیجا جس میں حضرت علیؓ کی شکایت لکھی تھی۔ وہ کہتے ہیں میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور وہ خط پیش کیا۔ خط پڑھتے ہی آپؐ کا رنگ بدل گیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا تم اُس شخص کی بابت کیا خیال کرتے ہو جس کو خدا اور رسولؐ دوست رکھتا ہے اور وُہ خدا و رسولؐ کو دوست رکھتا ہے۔ وہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا، میں خدا اور رسولؐ کے غضب سے پناہ مانگتا ہوں۔ میں تو صرف قاصد ہوں۔ آپ خاموش ہو گئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے عبد الرحمٰن بن معمر نے سلیمان بن محمدؒ بن کعب سے اُنہوں نے اپنی خالہ زینب سے جو ابو سعید خدری کی زوجیت میں تھیں، روایت کر کے بیان کیا کہ اُنہوں نے کہا لوگوں نے حضرت علی مرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکایت کی۔ آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ میں بیان کیا کہ اے لوگو علیؓ کی شکایت نہ کرو۔ وہ خدا کے معاملہ اور خدا کی راہ میں سخت ہیں۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ رضؓ کو یمن کا حاکم کیا، اُن کو آدابِ قضاء تعلیم فرمائے۔ اور دُعا کی، کہ فیصلہ آپ پر آسان ہو جائے۔

احمدؒ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو یمن کا قاضی مقرر کر کے بھیجنے لگے۔ میں نے کہا آپؐ مجھ کو لوگوں کی طرف روانہ کرتے ہیں حالانکہ میں کم سن ہوں۔ اور مجھ کو قضاء کا کچھ علم نہیں ہے۔ آپؐ نے اپنا دستِ مبارکؐ میرے سینہ پر رکھا۔ اور فرمایا خدا تم کو ثابت رکھے، اور درست کرے۔ جب تمہارے پاس فریقین حاضر ہوں۔ جب تک دوسرے فریق کی بات نہ سُن لو پہلے کے حق میں فیصلہ نہ کر دو۔ اس سے تم کو ٹھیک فیصلہ معلوم ہو جائے گا۔ آپ کہتے ہیں میں برابر قاضی رہا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ کبھی میں فیصلہ کرنے میں عاجز نہیں آیا۔

جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کا ارادہ کیا، آپ اُس وقت یمن میں تھے وہیں سے آپ نے بھی حج کا ارادہ کیا۔ اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے پہنچ گئے۔ اور ان الفاظ سے آپ نے احرام باندھا کہ:۔"اھللت بما اھل بہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم" یعنی جس نیت سے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا اُسی سے میں بھی احرام باندھتا ہوں"۔ اور بہت سی ہدی لے کر مکہ میں پہنچے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہدی میں اپنے ساتھ شریک کیا۔

مسلم نے عبد اللہ بن حارث کندی سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا میں حجۃ الوداع میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا۔ جب آپؐ قربانی کی جگہ میں پہنچے، فرمایا ابوالحسنؑ کو میرے پاس بُلا لاؤ۔ آپ بُلا لائے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نیزہ کو نیچے سے پکڑو۔ اور حضور صلعم نے اُوپر سے پکڑا۔ پھر دونوں نے اونٹوں کی قربانی کی۔ جب فارغ ہو گئے، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خچر پر سوار ہوئے، اور حضرت علیؓ کو پیچھے سوار کیا۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس ہوئے غدیر خم (خُم مدینہ اور مکہ کے درمیان ایک مقام ہے جحفہ سے تین میل کے فاصلہ پر وہاں ایک چشمہ ہے، اُس کو غدیر خُم کہتے ہیں) میں ایک خطبہ بیان فرمایا جس میں حضرت علیؓ اور اہل بیت کے فضائل تھے۔

حاکم و ابوعمر وغیرہما نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے، اور یہ حاکم کے الفاظ ہیں کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس ہوئے، غدیر خم پر قیام فرمایا اور منبر بنانے کا حکم دیا۔ وہ تیار کیا گیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا گویا میں بلایا گیا ہوں اور میں نے قبول بھی کر لیا۔ میں تم میں ثقلین چھوڑے جاتا ہوں ان میں سے ایک دوسرے سے ہے یعنی کتاب اللہ، اور میری عترت۔ پس دیکھو تم ان کے ساتھ میرے بعد کیا سلوک کرتے ہو۔

وہ دونوں ایک دوسرے سے علیٰحدہ نہ ہوں گے۔ یہاں تک کہ میرے پاس حوض پر وارد ہوں۔ پھر آپؐ نے فرمایا خدا میرا مولےٰ ہے اور میں ہر مسلمان کا ولی ہوں۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضؓ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا، جس کا میں ولی ہوں اُس کے یہ ولی ہیں۔ اے خدا جو اِن سے دوستی کرے تو اُس سے دوستی کر، اور جو ان سے عداوت کرے تو اُس سے دشمنی رکھ۔

جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس دار فانی سے عالم بالا کی طرف متوجہ ہوئے، حضرت علی مرتضےٰ رضؓ مع اہل بیت کی ایک جماعت کے غسل و دفن میں مشغول ہوئے۔

محمدؒ بن اسحاق بیان کرتے ہیں ہم سے ہمارے اصحاب میں سے عبد اللہ بن ابی بکر اور حسین بن عبد اللہ وغیرہما نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضؓ بن ابی طالب اور اور حضرت عباس رضؓ بن عبد المطلب اور فضل بن عباس اور قثم بن عباس اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام اسامہ بن زید اور شقران نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا۔ اوس بن خولی خزرجی نے حضرت علی ابن ابی طالب سے کہا اے علی رضؓ میں تم کو خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ مجھ کو بھی شریک کر لو۔ (یہ اوس رضؓ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور اہل بدر سے تھے۔ آپؓ نے کہا آجاؤ، اور غسل میں شریک ہوئے۔ حضرت علی رضؓ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے سینہ پر تھامے تھے۔ اور فضل و عباس و قثم پہلو پلٹتے تھے۔ اور اسامہ بن زید اور شقران پانی ڈالتے تھے۔ اور حضرت علی رضؓ سینہ* سے لگائے قمیض کے اُوپر سے آپؐ کا بدن مبارک ملتے تھے۔ اپنا ہاتھ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر سے نہیں لگاتے تھے۔ اور کہتے جاتے تھے میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں، آپؐ حیات و ممات میں کس قدر طیب ہیں۔ اور مردوں کا جو بدن کھلتا ہے، رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا نہیں کھلا۔

پھر ابن اسحاق نے بیان کیا کہ حضرت علی رضؓ ابن ابی طالب اور فضل بن عباس اور قثم بن عباس اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام شقران آنحضرت صلعم کی قبر میں اُترے۔

یہ ہیں حضرت علی مرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے سوابق اسلامیہ۔ اور دوسری احادیث جن میں آپؓ کے فضائل ہیں اُن کا شمار نہیں ہو سکتا۔ ہم چاہتے ہیں ان احادیث کا معتبر حصہ درج کتاب کر دیں۔

حاکم نے احمد بن حنبل سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا جس قدر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل مروی ہیں اُتنے کسی صحابی کے فضائل مروی نہیں۔

مصنف علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ یہ بات دو وجہوں سے ہے۔ ایک یہ، کہ سوابق اسلامیہ

میں آپؓ کا قدم راسخ تھا۔ جس کا حال ہم نے بقدر امکان بیان کیا۔ دوسرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؓ کی قرابت۔ کیونکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ صلۂ رحم کرنے والے اور حقوق قرابت پہچاننے والے تھے۔ پھر خوش قسمتی سے آپکی تربیت بھی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے کنار عاطفت میں ہوئی۔ اس لیے رشتہ دوبالا ہو گیا۔ اور زیادہ کرامت کے مستحق ہو گئے۔ مزید برآں جب آپ کا عقد حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوا عنایت بے غایت آپ کے شامل حال ہوئی۔ پھر خلافت کے زمانہ میں جب اختلاف ظاہر ہوا اور اہل مکہ کی نظریں آپ کی طرف سے پھریں۔ موجودہ صحابہ نے اس فتنہ کے دفع کرنے میں پوری کوشش کی، اور جو تیر اُن کے ترکش میں تھا اُس کو کام میں لائے۔ اس وجہ سے آپ کی روایات تواتر کے درجہ تک پہنچیں اور بعض احسان کے درجہ کو۔ پھر جب تشیع کا زمانہ شروع ہوا، بے باکوں نے حد اعتدال سے تجاوز کیا۔ اور اپنی بدعات کے پھیلانے کے لیے وضع احادیث شروع کیں۔ "وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون"۔

حاصل کلام ہم احادیث موضوعہ اور بیحد ضعیف جو متابعت و شواہد ہونے کی بھی اہلیت نہیں رکھتیں، اُن کے بیان کرنے سے انکار رکھتے ہیں۔ اور جو صحت و حسن کے مرتبہ میں ہیں یا جن کا ضعف قابلِ تدارک ہے اُن کو بیان کرتے ہیں۔

متواترات میں سے ہے کہ "انت منی بمنزلۃ ہارون من موسٰی"۔ یہ حدیث حضرت سعد بن ابی وقاص، اسماء بنت عمیس، حضرت علی ابن ابی طالب، حضرت عبد اللہ بن عباس وغیرہم سے مروی ہے۔

متواترات میں سے ہے کہ "انا من علی و علی منی۔ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ" زید بن ارقم۔ بریدہ۔ عمران بن حصین۔ عمرو بن شاش وغیرہم نے اس کی روایت کی ہے۔

متواتر میں سے ہے کہ جب آیت: "انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت و یطھرکم تطھیرا"۔ (یعنی اے اہل بیت خدا چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی کو دور کرے، اور تم کو خوب پاک کردے۔) نازل ہوئی، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پانچ شخصوں کو بلوایا۔ یہ حدیث سعد، اُم سلمہ، واثلہ، عبد اللہ بن جعفر، انس بن مالک سے مروی ہے۔

متواتر میں سے ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کو فتح خیبر کے دن نشان دیا اور فرمایا: "لاعطین الرایۃ رجلا یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ"۔ اس کی روایت حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت سعدؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت سہل بن سعد، سلمہ بن الاکوع وغیرہم نے کی ہے۔

مسلم نے عامر بن سعد بن ابی وقاص سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا، معاویہ بن ابی سفیان نے سعد سے کہا، تم ابو تراب کو کیوں نہیں برا کہتے!

سعد نے کہا جب تک مجھ کو تین باتیں جن کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، یاد ہیں میں ہرگز اُن کو برا نہ کہوں گا۔ اگر اُن باتوں میں سے ایک بھی مجھ کو نصیب ہو جاتی تو وہ مجھ کو جانوروں کے گلوں سے زیادہ پیاری تھیں۔

میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ جب آپ نے اُن کو بعض مغازی میں پیچھے چھوڑ دیا تھا اور اُنھوں نے کہا آپ مجھ کو عورتوں اور بچوں کے ساتھ چھوڑے جاتے ہیں۔ حضور رحمتِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا تم اس سے خوش نہیں کہ تم مجھ سے بمنزلۂ ہارون ع کے ہو موسیٰ ع سے۔ مگر یہ کہ میرے بعد نبوت نہیں ہے۔

اور میں نے خیبر کے دن رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا میں یہ نشان اُس شخص کو دوں گا جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور جس کو خدا اور رسول دوست رکھتے ہیں۔ سعد کہتے ہیں ہم سب اُس کے لیے آرزو کرنے لگے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا علیؓ کو میرے پاس لاؤ۔ وہ حاضر کیے گئے اُن کی آنکھوں میں درد تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نشان اُن کو عنایت فرمایا۔ اور خدا نے اُن کو فتحیاب کیا۔ اور جب یہ آیت کریمہ "فقل تعالوا ندع ابناءنا و ابناءکم و نساءنا و نساءکم"۔ نازل ہوئی، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ و فاطمۃ الزہراؓ و حضرت حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو بلا کر فرمایا یہ میرے اہل ہیں۔

حاکم و نسائی نے عمرو بن میمون سے روایت کی ہے کہ اُنھوں نے کہا میں ابن عباسؓ کے پاس بیٹھا تھا، کہ نو آدمی آئے۔ اور کہا، اے ابن عباسؓ یا تو ہمارے ساتھ آؤ، یا تخلیہ کرا دو۔ ابن عباسؓ نے کہا میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ راوی کہتا ہے وہ اُس وقت تندرست تھے۔ آنکھیں ابھی نہیں گئی تھیں۔ ان لوگوں کچھ کلام شروع کیا اور باتیں کرتے رہے۔ ہم نہیں جانتے وہ کیا کہہ رہے تھے۔ ابن عباس اپنا دامن جھاڑتے اور اُف و تف کرتے آئے اور کہا یہ لوگ ایسے شخص کی بُرائی کرتے ہیں جس میں دس ایسی خوبیاں ہیں جو اُن کے سوا اور کسی میں نہیں ہیں۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کے بارے میں فرمایا ہے، کہ میں ایسے شخص کو بھیجوں گا، جس کو خدا کبھی رسوا نہ کرے گا۔ وہ خدا و رسول کو دوست رکھتا ہے اور خدا و رسول اُس کو دوست رکھتے ہیں۔ ہر ایک شخص نے اُس کے لیے طمع کی۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا علیؓ کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا وہ چکی پیس رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا پیسنے کے لیے اور کوئی نہ تھا۔ وہ آئے اُن کی آنکھوں میں اس شدت کا درد تھا کہ اُن کو کچھ نظر نہ آتا تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کی آنکھوں میں لعاب دہن لگا دیا، اور نشان کو تین مرتبہ ہلا کر اُن کو دیا۔ حضرت علیؓ صفیہ بنت حیی کو لے کر آئے۔

ابن عباس نے کہا پھر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فلاں شخص کو سورت توبہ دے کر بھیجا، اس کے بعد حضرت علیؓ کو اُن کے پیچھے روانہ کیا اور اُنھوں نے اُس سے

لے لیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سورت کو وہی لے جائے گا جو مجھ سے ہے اور میں اُس سے ہوں۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں نبی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا زاد بھائیوں سے فرمایا، تم میں سے کون مجھ سے دنیا و آخرت میں دوستی کرتا ہے؟ ابن عباسؓ کہتے ہیں حضرت علیؓ بھی اُن لوگوں میں بیٹھے تھے۔ آنحضرت صلعم نے ہر ایک سے مخاطب ہو کر اس بات کو بیان فرمایا۔ سب نے انکار کیا۔ آنحضرت صلعم نے حضرت علیؓ سے فرمایا، تم دنیا و آخرت میں میرے دوست ہو۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں، حضرت علیؓ پہلے شخص ہیں جو حضرت خدیجہ کے بعد مُسلمان ہوئے۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں، رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے کپڑے کو لے کر حضرت علیؓ فاطمۃ الزہراؓ، حسنؓ و حسینؓ پر رکھا اور پڑھا۔ "انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا"۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں، حضرت علیؓ نے اپنے نفس کو خدا کے لیے فروخت کر ڈالا۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر کو اوڑھا اور آنحضرت صلعم کی جگہ پر سوئے۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں مشرکین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا ارادہ کر رہے تھے۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے۔ حضرت علیؓ سو رہے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کو خیال ہوا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور آواز دی کہ یا نبی اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت علیؓ نے اُن سے کہا، کہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیر میمون کی طرف گئے۔ تم اُن سے جا ملو۔ وہ کہتے ہیں حضرت ابوبکرؓ گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غار میں داخل ہوئے۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں مشرکین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کنکریاں پھینکنے لگے۔ وہ اُف اُف کرتے اور سر کو کپڑے سے لپیٹتے تھے۔ سر باہر نہ نکالتے۔ جب صبح ہوئی، آپؓ نے سر کھول دیا۔ مشرکین نے کہا تم قابلِ ملامت ہو۔ ہم تمہارے صاحب کے پتھر مارتے تھے۔ وہؐ آہ و فغاں نہ کرتے تھے۔ اور تم آہ و فغاں کرتے ہو۔ ہم نے اُسی کو مستبعد جانا تھا۔

ابن عباسؓ نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک میں گئے اور لوگ بھی آپؐ کے ہمراہ ہوئے، حضرت علیؓ نے کہا میں بھی آپؐ کے ساتھ چلوں؟ آپؐ نے فرمایا نہیں، حضرت علیؓ رونے لگے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس سے خوش نہیں کہ تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰؑ سے۔ مگر یہ کہ میرے بعد نبوت نہیں ہے۔ اور تمہارے یہاں رہے بغیر میرا جانا نہیں ہو سکتا۔

ابن عباس کہتے ہیں آنحضرت صلعم نے حضرت علیؓ سے فرمایا تم میرے بعد ہر مسلمان مرد و عورت کے ولی ہو۔

ابن عباس رضؓ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضؓ کے سوا سب کے دروازے مسجد کی طرف سے بند کر دیئے۔ وہ حالتِ جنابت میں بھی مسجد میں داخل ہوتے تھے۔ کیونکہ اُن کا یہی راستہ تھا اس کے سوا اور کوئی راستہ ہی نہ تھا۔

ابن عباس رضؓ کہتے ہیں، رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا میں مولےٰ ہوں، پس علی رضؓ اُس کے مولیٰ ہیں۔

ابن عباس کہتے ہیں خدا نے قرآن میں خبر دی ہے کہ وہ اصحاب شجرہ سے راضی ہوگیا۔ اور جو کچھ اُن کے دلوں میں تھا اُس کو جان لیا۔ کیا پھر اُس نے کہیں اس کے بعد خبر دی ہے کہ وہ اُن سے ناخوش ہو گیا۔

ابن عباس کہتے ہیں جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ مجھے اجازت دیجیے میں اس کی (حاطب بن ابی بلتعہ کی) گردن مار دوں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم ایسا کرو گے، حالانکہ تم کو کیا معلوم۔ شاید خدا نے اہل بدر کے مستقبل پر مطلع ہو کر فرمایا "اعملوا ماشئتم" (یعنی تم جو چاہو کرو)

حاکم نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضؓ نے کہا حضرت علی رضؓ کو تین باتیں ایسی حاصل تھیں کہ اگر مجھ کو اُن میں سے ایک بات بھی حاصل ہو جاتی تو وہ مجھ کو جانوروں کے گلوں سے زیادہ محبوب تھیں۔ لوگوں نے عرض کیا یا امیرالمؤمنین رضؓ وہ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا، ایک[۱] حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اُن کا عقد ہونا، دوسرے[۲] رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں رہنا حتےٰ کہ اُن کو بحال جنابت مسجد میں جانا درست تھا۔ تیسرے[۳] یوم خیبر میں نشان کا ملنا۔

حاکم نے ابن عباس رضؓ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا حضرت علی رضؓ میں چار ایسی خصلتیں تھیں کہ اُنہوں نے سب سے پہلے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا لواء ہر جنگ میں اُن کے پاس رہا ہے اور وہ یوم اُحد میں آنحضرت صلعم کے ساتھ ثابت قدم رہے اور اُن ھی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا۔ اور قبر میں داخل کیا۔

حاکم نے اُم سلمہ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے عبداللہ جدلی سے پوچھا کیا تم لوگوں میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو (معاذاللہ) بُرا کہا جاتا ہے؟ وہ کہتے ہیں، میں نے کہا معاذاللہ یا کوئی اور کلمہ اس کے ہم معنی تھا۔

اُم سلمہ نے کہا میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے، آپؐ فرماتے تھے کہ جس نے علی رضؓ کو برا کہا اُس نے مجھ کو برا کہا۔ "معاذاللہ"

ابو بکر بن عبید اللہ بن ابی ملیکہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا، شام سے ایک آدمی آیا اور اُس نے ابن عباس کے سامنے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بُرا کہا۔ ابن عباس رضؓ نے اُس کو ایک پتھر مارا۔ اور کہا اے دشمنِ خدا تُو نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچائی :- ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والآخرۃ واعدّ لھم عذابًا الیما "(یعنی جو لوگ خدا اور اُس کے رسولؐ کو اذیت دیتے ہیں خداؔ اُن کو دنیا و آخرت میں ملعون کیا۔ اور اُن کے لیے دردناک عذاب تیار ہے) اگر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہوتے تو تُو آپؐ کو اذیت دیتا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے علیؓ تمہارے لیے جنت میں خزانہ ہے اور تم اُس کے دونوں طرف کے مالک ہو۔ پس تم پے در پے نگاہ نہ ڈالو۔ پہلی نظر تم کو معاف ہے۔ دوسری معاف نہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس سردارِ عرب کو بُلاؤ۔ میں نے کہا، کیا آپ سید العرب نہیں ہیں ؟ آپؐ نے فرمایا میں تمام بنی آدمؑ کا سردار ہوں، اور علیؓ سید العرب ہیں۔

عبد اللہ بن عمرو بن ہند جہنی سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے، جب میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز مانگتا تھا آپؐ دے دیتے تھے۔ اور جب میں خاموش ہو جاتا تھا، آپؐ مجھ سے کلام شروع کرتے تھے۔

زید بن ارقم سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا چند صحابہ کے دروازے مسجد نبویؐ کی طرف تھے۔ ایک دن آنحضرت صلعم نے فرمایا، علیؓ کے دروازے کے سوا سب کے دروازے بند کر دو۔ لوگوں نے اس معاملہ میں کچھ کلام کیا۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر حمد و ثنا کے بعد فرمایا میں نے حضرت علیؓ کے سوا سب کے دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا۔ تم میں سے کہنے والوں نے اس معاملہ میں کلام کرنا شروع کیا۔ خدا کی قسم میں نے نہ کچھ بند کیا، اور نہ کھولا۔ بلکہ مجھ کو حکم ہوا میں نے اُس کی اتباع کی ہے۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں علم کا شہرؐ اور علیؓ اُس کا دروازہ ہیں۔ پس جو علم چاہے دروازہ پر حاضر ہو۔

حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے سُنا کہ آپؐ فرما رہے ہیں میں مدینۃ العلمؐ اور علی اُس کا دروازہ ہیں۔ لہٰذا جو علم کا ارادہ کرے، وہ دروازہ پر آئے۔

زید بن ارقم سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا، رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

جو میری سی زندگی اور موت اور جنت خلد جس کا خدا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے اُس میں رہنا چاہتا ہو، اُس کو چاہیے کہ علیؓ ابن ابی طالب سے دوستی کرے۔ کیونکہ وہ تم کو ہدایت سے باہر نہ کریں گے۔ اور نہ گمراہی میں داخل کریں گے۔

ابوذرؓ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا ہم منافقوں کو خدا و رسولؐ کی تکذیب اور نماز سے پیچھے رہنے، اور حضرت علیؓ کے بغض سے پہچانتے تھے۔

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم، آپؐ نے حضرت علیؓ ابن ابی طالب سے میرا نکاح کیا حالانکہ وہ محتاج ہیں۔ اُن کے پاس مال نہیں ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہؓ کیا تم اُس سے خوش نہیں کہ خدا نے اہل زمین کو دیکھا، اُن میں دو آدمیوں کو پسند کیا۔ اُن میں سے ایک تمہارا باپؐ ہے اور دوسرا تمہارا شوہرؓ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے آیت کریمہ:۔ "انما انت منذر ولکل قوم ھاد"، کی تفسیر میں فرمایا، کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم منذر تھے اور میں ہادی ہوں۔

اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم جب غصہ ہوتے کسی کو بات کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔ سوا علیؓ ابن ابی طالب کے۔

سلمان سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے اُن سے پوچھا تم حضرت علیؓ کو کیوں چاہتے ہو؟ اُنہوں نے کہا میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپؐ فرماتے تھے کہ جس نے علیؓ سے دوستی کی اُس نے مجھ سے دوستی کی۔ اور جس نے علیؓ سے بغض کیا اُس نے مجھ سے بغض کیا۔

ابن بریدہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے مجھ کو چار صحابہؓ سے محبت رکھنے کا حکم دیا ہے۔ اور ارشاد کیا ہے کہ وہ اُن کو دوست رکھتا ہے۔ راوی کہتا ہے ہم لوگوں نے پوچھا، یارسولؐ اللہ وہ کون لوگ ہیں؟ ہم میں سے ہر شخص یہی چاہتا ہے کہ اُن میں سے ہو جائے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آگاہ رہو علیؓ اُن میں سے ہیں۔ پھر خاموش ہو گئے۔ پھر فرمایا خبردار علی اُن میں سے ہیں۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا، میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت کر رہا تھا کہ ایک بھنا ہوا مُرغا آپؐ کے سامنے پیش کیا گیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الٰہی اپنے محبوب ترین بندے کو بھیج تاکہ وہ میرے ساتھ اس کھانے میں شریک ہو۔ انسؓ کہتے ہیں میں نے کہا یا الٰہی وہ انصار میں سے کوئی ہو۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ گئے۔ میں نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اپنی حاجت میں لگے ہیں۔ پھر وہ آئے۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دروازہ کھول دو۔ وہ اندر آ گئے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے

ایسا کیوں کیا؟ میں نے کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں نے آپ کی دعا سُنی، پس میں نے چاہا کہ وہ میری قوم کا کوئی آدمی ہو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کبھی اپنی قوم کو بھی دوست رکھتا ہے۔ ترمذی نے اس حدیث کو غریب بتایا ہے اور حاکم نے اس کو چند سندوں سے بیان کیا ہے جس سے غرابت محضہ سے خارج ہو گئی۔

عمار بن یاسرؓ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا آپؐ حضرت علیؓ سے فرما رہے تھے کہ مبارک ہیں وہ جو تم کو دوست رکھتے ہیں۔ اور تمہارے معاملہ میں سچ کہتے ہیں۔ اور بربادی ہے اُن کے لیے جو تم سے بغض رکھتے ہیں اور تمہاری بابت جھوٹ بولتے ہیں۔

سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم میں سب سے پہلے میرے پاس حوض پر وارد ہونے والے اور تم میں سب سے پہلے مسلمان ہونے والے علیؓ ابن ابی طالب ہیں۔

زید بن ارقم سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر جو سب سے پہلے ایمان لایا وہ علیؓ ابن ابی طالب ہیں۔

ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہؓ کے پاس گئے اور فرمایا میں اور تم اور یہ سونے والے (یعنی حضرت علی بن ابی طالبؓ) اور حسنؓ و حسینؓ قیامت میں ایک جگہ ہوں گے۔

انسؓ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت تین ۳ آدمیوں یعنی علیؓ و عمارؓ و سلمانؓ کی مشتاق ہے۔

ابن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خدا سے دعا کی کہ میں اپنی امت میں سے کسی کی شادی نہ کروں۔ یا شادی نہ کراؤں۔ مگر یہ کہ وہ جنت میں میرے ساتھ ہو۔ خدا نے میری دعا قبول فرمائی۔

عبد اللہ بن سعد بن زرارہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے حضرت علیؓ کے متعلق میرے پاس وحی میں تین ۳ باتیں نازل کی ہیں۔ کہ وہ مومنوں کے سردار متقیوں کے امام نمازیوں کے افسر ہیں۔

علی بن ابی طلحہ سے مروی ہے کہ سفر حج میں ہمارا گزر مدینہ میں حسنؓ بن علیؓ پر ہوا۔ ہمارے ساتھ معاویہ بن خدیج تھا۔ لوگوں نے حسنؓ سے کہا کہ یہ معاویہ بن خدیج ہے جو حضرت علیؓ کو بُرا کہا کرتا ہے۔ امام حسنؓ نے فرمایا، اس کو میرے پاس لاؤ۔ وہ حاضر کیا گیا۔ امام حسنؓ نے فرمایا تو حضرت علیؓ کو بُرا کہتا ہے؟ اُس نے کہا خدا کی قسم میں ایسا نہیں کرتا۔ امام حسنؓ نے کہا اگر تو اُن سے قیامت کے دن ملے (لیکن مجھے گمان نہیں کہ تو اُن سے ملے گا) تو اُن کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم

کے حوض پر کھڑا پائے گا۔ وُہ منافقوں کے گروہ کو اس حوض سے دُور کرتے ہوں گے۔ اور اُن کے ہاتھ میں ایک خار دار چھڑی ہوگی۔ اس کو صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے بیان کیا ہے، اور جھوٹ باندھنے والا بے مراد ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ اُنہوں نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے علی کیا میں تم کو ایسے کلمات نہ سکھا دوں کہ اگر تم اُن کو پڑھو، تو خدا تم کو بخش دے۔ علاوہ اس کے کہ خدا تم کو بخش چکا ہے۔ وہ کلمات یہ ہیں۔ "لا الٰہ الا اللہ الحلیم الکریم سبحان رب العرش العظیم۔ والحمد للہ رب العالمین"۔

اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا خدا کی قسم حضرت علی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ملنے میں سب سے زیادہ قریب العہد ہیں۔ ہم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی عیادت کو صبح کے وقت گئے۔ آپؐ فرما رہے تھے، علی آئے علی آئے۔ حضرت فاطمۃ الزہرا رضؓ نے کہا گویا آپؐ نے اُن کو کسی کام پر بھیجا ہوُا ہے۔ وہ کہتی ہیں تھوڑی دیر کے بعد حضرت علیؓ آ گئے مجھے خیال ہوُا شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے کوئی ضرورت ہو۔ اور ہم گھر سے نکل کر دروازے کے پاس بیٹھ گئے۔ اور میں دروازے کے زیادہ قریب تھی۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اُن کے اُوپر گر پڑے اور اُن سے مشورہ اور آہستہ آہستہ باتیں کرنے لگے۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اُسی دن انتقال ہو گیا اور حضرت علیؓ سب سے زیادہ قریب العہد تھے۔

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم میرے ہاتھ پکڑے مدینہ منورہ کے ایک کوچہ میں جا رہے تھے کہ ایک باغ نظر پڑا۔ میں نے کہا، یا رسولؐ اللہ یہ کیسا اچھا ہے۔ آپؐ نے فرمایا تمہارے لیے جنت میں اس سے بہتر ہے۔

عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے، کہ اُنہوں نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت علیؓ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

زید بن ارقم نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم نے حضرت علیؓ، فاطمہؓ، حسنؓ اور حسینؓ سے فرمایا، جس سے تم لڑو اُس سے میری بھی لڑائی ہے اور جس سے تم صلح کرو۔ اُس سے میری بھی صلح ہے۔

بریدہ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا عورتوں میں حضرت فاطمۃ الزہرا رضؓ اور مردوں میں حضرت علیؓ آپؐ کو زیادہ محبوب تھے۔

جمیع بن عمیر سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا میں اپنی ماں کے ساتھ حضرت عائشہ رضؓ کے پاس گیا، میری ماں نے اُن سے حضرت علیؓ کی بابت دریافت کیا میں پس پردہ سُن رہا تھا۔ اُنہوں نے کہا تم اُن کا حال دریافت کرتی ہو۔ بخدا میں نہیں جانتی ہوں کہ کوئی

آدمی اُن سے زیادہ آپؐ کو محبوب تھا۔ اور نہ زمین پر کوئی ایسی عورت ہے۔ جو اُن کی بی بی سے زیادہ رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والتعظیمات کو محبوب ہو۔ ان سب احادیث کو حاکم نے مستدرک میں بیان کیا ہے۔

نسائی نے عبد الرحمٰن بن ابی لیلےٰ سے اُنہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے حضرت علیؓ سے کہا (اور وہ اُن کے ساتھ جا رہے تھے) کہ لوگ اس بات کو بہت مستبعد جانتے ہیں کہ تم جاڑوں میں باریک و نرم کپڑے پہن کر نکلتے ہو اور گرمیوں میں موٹے اور سخت کپڑے پہنتے ہو۔ حضرت علیؓ نے کہا کیا تم میرے ساتھ خیبر میں نہ تھے؟ اُنہوں نے کہا ہاں تھا۔ آپ نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکرؓ کو لواء دے کر بھیجا اور بلا فتح کیے واپس آگئے۔ پھر حضرت عمرؓ کو لواء عنایت کیا وہ بھی اسی طرح واپس ہوئے۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا، اب میں اُس شخص کو نشان دوں گا۔ جو خدا و رسولؐ کو دوست رکھتا ہے۔ اور خدا و رسولؐ اُس کو دوست رکھتے ہیں۔ جو بھاگنے والا نہیں ہے۔ پھر مجھ کو بلا بھیجا، میری آنکھ میں درد تھا، آپؐ نے میری آنکھ میں لعابِ دہن لگا دیا۔ اور فرمایا الٰہی اس کو گرمی و سردی کی تکلیف سے بچالے۔ اُس دن سے نہ مجھ کو گرمی معلوم ہوتی ہے، نہ سردی۔

نسائی نے ابو جعفر محمدؒ بن علیؓ سے اُنہوں نے ابراہیم بن سعد بن ابی وقاص سے اُنہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا۔ ہم نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور آپؐ کے پاس کچھ لوگ بیٹھے تھے۔ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ آگئے۔ جب وہ اندر داخل ہوئے، لوگ اُٹھ کر چلے گئے۔ جب باہر نکل گئے، آپس میں ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے اور کہا ہم ان کے آتے ہی کیوں چلے آئے۔ پھر واپس ہوئے اور اندر چلے گئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، خدا کی قسم نہ میں نے اُن کو داخل کیا، اور نہ تم کو باہر کیا۔ بلکہ خدا نے اُن کو داخل کیا اور تم کو باہر کیا۔

نسائی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے علی تم میرے صفی اور امین ہو۔

نسائی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا خدا کی قسم نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد کیا ہے کہ مجھ سے نہ دوستی کرے گا مگر مؤمن۔ اور مجھ سے نہ بغض کرے گا، مگر منافق۔

نسائی نے سعید بن عبیدہ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا ایک آدمی ابن عمرؓ کے پاس آیا، اور حضرت علیؓ کے متعلق سوال کرنے لگا۔ اُنہوں نے کہا علی کا حال مجھ سے نہ دریافت کرو۔ بلکہ اُن کے گھر کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر سے دیکھ لو۔ اُس نے کہا،

میں اُن سے بغض رکھتا ہوں۔ اُنہوں نے کہا خدا تجھ سے بغض رکھے گا۔

نسائی نے ابو زرعہ بن عمرو بن جریر سے اُنہوں نے عبد اللہ بن یحییٰ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے حضرت علیؓ سے سُنا۔ وہ کہتے تھے میں ہر شب کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتا تھا۔ اگر آپؐ نماز میں مشغول ہوتے تھے، سبحان اللہ کہہ دیتے۔ اور میں واپس چلا آتا۔ اور اگر آپؐ نماز سے فارغ ہوتے تو مجھ کو آنے کی اجازت دے دیتے اور میں اندر چلا آتا۔

نسائی نے ابوالاسود اور ایک دوسرے شخص سے اُنہوں نے زاذان سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جو کچھ میں مانگتا تھا، پاتا تھا۔ اور جب خاموش ہوتا تھا، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کلام شروع فرماتے تھے۔

محمدؐ بن اسامہ بن زید نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی تم میرے داماد اور میرے بیٹے کے باپ ہو۔ تم مجھ سے ہو اور میں تجھ سے ہوں۔

نسائی نے سلیمان بن عبد اللہ بن حارث سے اُنہوں نے اپنے دادا سے اُنہوں نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا میں بیمار ہوا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم میری عیادت کو آئے اور جہاں میں تھا وہیں تشریف لے آئے۔ میں لیٹا ہوا تھا، آپؐ میرے پہلو پر تکیہ لگا کر بیٹھ گئے۔ اور اپنی چادر سے مجھے اُڑھا لیا۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ مجھے سکون ہو گیا، آپؐ نماز پڑھنے مسجد میں تشریف لے گئے۔ نماز سے فارغ ہو کر میرے پاس تشریف فرما ہوئے اور چادر کو اتار لیا۔ اور فرمایا اے علی کھڑے ہو جاؤ۔ میں اُٹھ کھڑا ہوا۔ گویا میں کچھ بیمار ہی نہ تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے نماز میں جو کچھ خدا سے طلب کیا اُس نے مجھے دیا۔ اور جو کچھ میں نے اپنے واسطے طلب کیا، اُس میں تم کو بھی شریک کر لیا

نسائی نے علی بن علقمہ سے اُنہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا جب آیت کریمہ: "یآیہا الذین اٰمنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجواکم صدقۃ" ترجمہ: "اے مسلمانو جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے باتیں کرو تو باتیں کرنے سے پہلے صدقہ دو" نازل ہوئی، رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا ان کو صدقہ دینے کا حکم پہنچا دو۔ حضرت علیؓ نے پوچھا کتنا؟ آپؐ نے فرمایا ایک دینار۔ حضرت علیؓ نے کہا مسلمان اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا نصف دینار۔ حضرت علیؓ نے کہا اس کی بھی طاقت نہیں رکھتے آنحضرت صلعم نے فرمایا پھر کتنا؟ حضرت علیؓ نے کہا جو آنحضرت صلعم نے فرمایا تم کم رغبت والے ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: "ءاشفقتم ان تقدموا بین یدی نجواکم صدقات" الآیۃ۔ (کیا تم باتیں کرنے سے پہلے صدقہ دینے سے ڈر گئے۔ آخر آیت تک) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے،

میری وجہ سے اس آیت میں تخفیف ہوئی۔

ترمذی اور عبداللہ بن احمد نے زوائد مسند میں سادات کرام کی روایت سے بیان کیا۔ دونوں کہتے ہیں۔ ہم سے نصر بن علی جہضمی نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہمیں علی بن جعفر بن محمدؒ نے خبر دی، وہ کہتے تھے مجھے میرے بھائی موسٰے بن جعفر ابن محمدؒ نے اپنے والد جعفر بن محمدؒ سے اُنہوں نے اپنے والد محمدؒ بن علی سے اُنہوں نے اپنے والد علی بن حسینؑ سے اُنہوں نے اپنے دادا علی ابن ابی طالب سے روایت کرکے خبر دی کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسنؓ و حسینؓ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جو مجھے اور ان دونوں کو اور ان کے والدین کو دوست رکھے۔ وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا۔

حاکم نے سادات اشراف کے سلسلہ سے بیان کیا ہے وہ کہتے تھے ہم سے ابو محمدؒ حسن بن محمدؒ بن یحیٰی بن اخی طاہر العقیقی الحسنی نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے اسمٰعیل بن محمدؒ بن اسحاقؒ ابن جعفر بن محمدؒ بن علی بن الحسین نے بیان کیا وہ کہتے تھے مجھ سے میرے چچا علی بن جعفر بن محمدؒ نے بیان کیا۔ وہ کہتے تھے مجھ سے حسین بن زید نے عمرو بن علی سے اُنہوں نے اپنے والد علی بن حسینؑ سے روایت کرکے بیان کیا اُنہوں نے کہا جب حضرت شہید ہوئے، اُن کے بیٹے حسنؑ نے خطبہ میں حمد و ثناء کے بعد کہا اس رات ایسے شخص کا انتقال ہوا ہے کہ جس پہ نہ اگلے کسی عمل میں سبقت لے گئے اور نہ پچھلے اس کو پا سکتے ہیں۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ان کو نشان دیتے تھے، وہ مقابلہ کرتے، اور جبریلؑ اُن کے دائیں بازو پر اور میکائیلؑ بائیں بازو پر ہوتے تھے۔ اور بغیر فتح کیے واپس نہ ہوتے۔ اُنہوں نے سوا چھ سو درہموں کے اور کچھ مال نہیں چھوڑا۔ یہ بھی تقسیم کرنے سے بچ رہے تھے جن کو اپنے گھر والوں کے لیے خادم خریدنے کے لیے چھوڑ دیا تھا۔ پھر کہا اے لوگو جو مجھے پہچانتا ہے وہ تو پہچانتا ہی ہے۔ اور جو نہیں پہچانتا ہے تو میں بیان کئے دیتا ہوں۔ کہ میں حسنؓ بن علیؓ ہوں، اور میں ابن نبیؐ ہوں، اور میں ابن وصی ہوں۔ میں ابن بشیر و ابن نذیر ہوں۔ میں اُس شخص کا بیٹا ہوں جو خدا کے حکم سے خدا کی طرف بلانے والا ہے۔ اور میں اُس کا بیٹا ہوں جو سراج منیر (روشن چراغ) ہے۔ میں اُس گھرانے سے ہوں کہ جن کے پاس جبریل اُترتے ہوں۔ اور جن کے پاس سے آسمان کو صعود کرتے تھے۔ اور میں اُس گھرانے سے ہوں جن سے ناپاکی کو خدا نے دور کیا اور اُن کو خوب پاک و صاف کر دیا۔ اور میں اُس گھرانے سے ہوں جن کی محبت کو خدا نے ہر مسلمان پر فرض کر دیا۔ اور فرمایا: "ومن یقترف حسنۃ نزد لہ فیھا حسنا" (جو نیکی کمائے گا ہم اُس میں اُس کے لیے خوبی زیادہ کر دیں گے۔) پس نیکی کا کمانا ہماری (اہلبیت) کی محبت ہے۔ نسائی نے اس حدیث کو صرف خادم اً لاہلہ تک نقل کیا ہے۔

ترمذی نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ ہم (انصار) منافقوں کو حضرت

علیؓ کے بغض سے پہچانتے تھے۔

اُم سلمہ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے، کہ کوئی منافق حضرت علیؓ سے دوستی نہ کرے گا۔ اور نہ کوئی مؤمن اُن سے بغض رکھے گا۔

جابرؓ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے طائف کے دن حضرت علیؓ کو بلوایا، اور اُن سے باتیں کرنے لگے۔ لوگوں نے کہا آپ نے چچا زاد بھائی سے بہت باتیں کیں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا میں نے ان سے نہیں باتیں کیں بلکہ خدا نے باتیں کیں۔

ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا، اے علیؓ میرے اور تمہارے سوا کسی کو حالت جنابت میں مسجد سے گذرنا درست نہیں ہے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کے سوا سب کے دروازے بند کروا دیئے۔

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ نبی اُمّی صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد کیا ہے کہ تم سے دوستی رکھنے والا مؤمن اور بغض کرنے والا منافق ہے۔

اُم عطیہ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا۔ اُس میں حضرت علیؓ بھی تھے۔ وہ کہتی ہیں، میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو ہاتھ اُٹھائے دُعا کرتے سنا ہے۔ آپؐ فرماتے تھے کہ الٰہی بجز علیؓ کے دکھائے مجھے نہ ماریو۔

حاصل کلام حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مجمل حالات اور خلاصہ فضائل یہ ہیں کہ آپؓ اصل خلقت میں مردوں کے جو اوصاف ہونا چاہئیں، مثلاً شجاعت، قوت اور حمیت و وفا سب رکھتے تھے۔ پس جود الٰہی نے ان تمام اخلاق کو اپنے مرضیات میں صرف کیا۔ اور ہر ایک خلق کے ساتھ فیض ربانی کے ملنے سے ایک مقام پیدا ہوا۔ اور اخلاق سے پیدا ہونے کا حال ہم حضرت عمرؓ کے تذکرہ میں لکھ چکے ہیں۔

ریاض میں ہے کہ حضرت علیؓ جب چلتے جھک کر چلتے۔ اور جب کسی کا ہاتھ پکڑ لیتے، اُس کا سانس رُک جاتا۔ اور دم لینے کی طاقت نہ رکھتا۔ وہ فربہی سے قریب۔ اور سخت بازو اور ہاتھ والے تھے۔ جب لڑنے چلتے دوڑ کر چلتے۔ مضبوط دل قوی تھے۔ کسی سے کشتی نہیں لڑے۔ مگر اُس کو پچھاڑ دیا۔ جس سے مقابلہ کرتے اُسی پر غالب آجاتے۔

آپؓ کے اخلاق قویہ میں سے ایک وفا ہے۔ جب فیض الٰہی نے اُس کو آراستہ کردیا

اُس سے مقام محبت پیدا ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا میں کل نشان اُس کو دوں گا۔ جو خدا اور رسولؐ کو دوست رکھتا ہے، اور خدا و رسولؐ اُس کو دوست رکھتے ہیں۔

منجملہ اُن کے دشمنوں سے مقابلہ کرنا اور اُن کو دور کرنا ہے۔ جود الٰہی نے اُس کو سوابق اسلامیہ میں صرف کرایا۔ اور آخر میں اُس سے عجیب و غریب ثمرہ ظاہر ہوا۔ اور آیت کریمہ: "ھذان خصمان اختصموا۔الآیۃ" آپ کے اور آپ کے ساتھیوں کے حق میں نازل ہوئی۔

بخاری نے حضرت علیؓ ابن ابی طالب سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا میں سب سے پہلے خدا کے سامنے خصومت کے لیے بیٹھوں گا۔

قیس کہتے ہیں اُن ہی لوگوں کی بابت یہ آیت یعنی:۔ "ھذان خصمان اختصموا فی ربھم" نازل ہوئی۔ وہ کہتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے بدر میں مقابلہ کیا۔ یعنی حضرت حمزہؓ، حضرت علیؓ اور عبیدہؓ یا ابو عبیدہؓ بن حارث اور شیبہ بن ربیعہ اور عتبہ اور ولید بن عتبہ۔

منجملہ اُن اخلاق کے سختی اور دلاوری اور کسی کی پروا نہ کرنا اور اپنے ارادہ کو لوگوں کی مروت و خواہش سے نہ توڑنا۔ خدا نے اس کو نہی عن المنکر اور حفظ بیت المال میں صرف کیا۔

حاکم نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ لوگوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت علیؓ ابن ابی طالب کی شکایت کی۔ آپؐ نے کھڑے ہو کر فرمایا، اے لوگو علی کی شکایت نہ کرو۔ بخدا وہ خدا کی ذات اور اُس کی راہ میں سخت ہیں۔

ابو عمر نے اسحاق بن کعب بن عجرہ سے اُنہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت علیؓ خدا کے معاملہ میں بہت سخت ہیں۔

منجملہ اُن اخلاق کے اپنی قوم اور اپنے چچازاد بھائی کی حمیت کرنا مثلاً آں کے منصب پورا کرنے میں کوشش کرنا۔ اور اُن کی مدد میں ہمت قوی رکھنا۔ غالباً یہ خصلت شریفوں میں ہوتی ہے۔ جب فیض الٰہی نے اعلاء کلمۃ اللہ کا خیال اُن کے دل میں ڈالا، اخلاق جبلیہ میں سے اس خلق نے اُس کی مدد کی اور اس معنی عقلی کو کشادہ کر دیا۔ اس سے ایک مقام اعلیٰ پیدا ہوا۔ جس کو اُخوت و موالاتِ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کر بیان کرتے ہیں۔ اور دوسرے الفاظ میں وصی و وارث وغیرہ سے اس کی تعبیر کی جاتی ہے۔

حاکم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کون مجھ سے دنیا و آخرت میں دوستی رکھتا ہے۔ اور آپؐ نے ہر ایک سے مخاطب ہو کر اس کو فرمایا۔ اکثروں نے انکار کیا۔ حضرت علیؓ نے کہا میں دنیا و آخرت میں دوستی کرتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دُنیا و آخرت میں میرے دوست ہو۔ اس حدیث کی تفصیل حضرت علی مرتضےٰؓ کے سوابق میں گذر چکی ہے۔

حاکم نے ابن عباس رضؓ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا حضرت علی رضؓ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔"افامن مات او قتل انقلبتم علیٰ اعقابکم" ترجمہ :۔ (کیا، اگر وہ (نبیؐ) مر جائیں یا شہید ہو جائیں، تم اپنی ایڑیوں کے بل لوٹ جاؤ گے) بخدا جب اُس نے ہمیں ہدایت نصیب کی ہم اپنی ایڑیوں کے بل نہ لوٹیں گے۔ اگر وہ مر گئے یا شہید ہو گئے تو خدا کی قسم ہم بھی لڑ کر اُن ہی کی راہ میں جان دے دیں گے۔ خدا کی قسم میں اُن کا بھائی، اور ولی ہوں۔ اور اُن کے چچا کا بیٹا اور اُن کے علم کا وارث ہوں۔ مجھ سے زیادہ کون اُن کا مُستحق ہے۔

حاکم نے ابو اسحاق سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا میں نے قثم بن عباس سے پوچھا، رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے حضرت علی رضؓ کیوں وارث ہو گئے؟ اور تم لوگ نہ ہوئے۔ اُنہوں نے کہا اس وجہ سے کہ وہ ہم لوگوں میں سب سے پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مل گئے اور مضبوطی سے اُن کا ساتھ دیا۔

اس تقریر سے افراط و تفریط کرنے والوں کی رائے کی خرابی ظاہر ہو گئی۔ ایک کہتا ہے حمیت کی بناء پر مدد کرنا اخلاص نہیں ہے، دوسرا کہتا ہے اخوت نسبی استحقاق خلافت میں شرط ہے واللہ اعلم بالصواب۔

منجملہ اخلاق کے زہد اور نفسانی خواہشوں کو حقیر جاننا اور اُن کے در پے نہ ہونا۔

ابو عمر نے ہمدان کے ایک آدمی سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا، معاویہ نے ضرار اسدی سے کہا اے ضرار حضرت علی رضؓ کی صفت بیان کرو۔ اُنہوں نے کہا یا امیر المؤمنین مجھے معاف کیجیے معاویہ نے کہا تجھے ضرور بیان کرنا ہو گا۔ ضرار نے کہا، بخدا وہ بعید غایت سخت قوت والے تھے۔ صاف بات کہتے، حکم میں عدل کرتے، علم کے چشمے اُن سے جاری تھے۔ اُن کے عضو عضو سے حکمت ٹپکتی تھی۔ دنیا اور اُس کی آرائش سے محترز، رات اور اُس کی تنہائی و وحشت سے مانوس تھے۔ بہت روتے، بہت فکر کرتے، کم لباس اور سخت کھانا پسند کرتے، اور ہم لوگوں میں مثل معمولی لوگوں کے بسر کرتے۔ جب ہم کچھ پوچھتے اُس کا جواب دیتے۔ اور جب ہم انتظار کرنے کی خواہش کرتے، تو ہمارا انتظار کرتے۔ اور باوجود اُن کے قریب کرنے اور ہمارے قریب رہنے کے خدا کی قسم ہم کو بات کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ دین داروں کی تعظیم کرتے اور مسکینوں کو قریب بلاتے۔ زور آور کو ناانصافی کی اُمید نہ ہوتی۔ اور نہ کمزور عدل سے نااُمید ہوتا۔ میں گواہی دیتا ہوں، کہ میں نے اُن کو بعض وقت اس حالت میں دیکھا ہے کہ رات کی تاریکی پھیلی ہوئی ہے، اور اُس کے ستارے چھپ رہے ہیں۔ اور وہ اپنی ڈاڑھی پکڑے مثل مار گزیدہ کے لوٹ رہے ہیں۔ اور رو رو کر کہہ رہے ہیں اے دُنیا دوسروں کو فریب دے کیا تو میرے سامنے اپنے آپ کو پیش کرتی ہے، یا تو میری مشتاق ہے؟ دور ہو۔ دور ہو۔

میں نے تجھ کو تین طلاقیں دے دیں، اب رجعت کا موقعہ نہیں رہا۔ تیری عمر کم ہے، اور تیرا مرتبہ حقیر ہے۔ افسوس توشہ کم ہے، سفر دراز ہے، اور راہ وحشتناک ہے۔ معاویہ رونے لگے اور کہا خدا ابوالحسنؓ پر رحم کرے۔ خدا کی قسم وہ ایسے ہی تھے۔ پھر معاویہ نے پوچھا، اے ضرار تم کو اُن کا کتنا غم ہے؟ اُنھوں نے کہا جتنا اُس عورت کو ہو جس کا اکلوتا لڑکا اُس کی گود میں ذبح کر ڈالا گیا ہو۔

ابو عمر نے عبداللہ بن ابی ہذیل سے روایت کی ہے کہ اُنھوں نے کہا میں نے حضرت علیؓ کو اس حال میں دیکھا ہے کہ وُہ موٹا رازی کُرتا پہن کر نکلتے۔ جب اُس کی آستینیں کھینچی جاتیں تو ناخنوں تک پہنچتیں۔ اور جب چھوڑ دی جاتیں، تو نصف بازو تک چڑھ جاتیں۔

منجملہ ان کے آپؓ کا ورع اور شبہات سے بچنا ہے۔ ابوبکر بن ابی شیبہ نے اُم کلثوم بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ امیرالمؤمنینؓ کے پاس ترنج آئے، حسنؓ یا حسینؓ نے اُن میں سے ایک لے لیا۔ امیرالمؤمنین حضرت علیؓ نے اُن کے ہاتھ سے لے کر اُس کو بھی تقسیم کر دیا۔

ابو عمر بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مال غنیمت میں مثل حضرت ابوبکرؓ کے عمل کرتے تھے۔ جب اُن کے پاس مال آجاتا، سب تقسیم کر دیتے۔ اور بیت المال میں باقی کچھ نہ رکھتے۔ ہاں جس کی تقسیم سے اُس دن عاجز آجاتے وہ البتہ رہ جاتا۔ اور کہتے اے دُنیا میرے سوا اوروں کو دھوکہ دے۔ اور تقسیم سے پہلے اپنے لیے کچھ نہ نکالتے تھے۔ اور نہ اپنے کسی عزیز و قریب کو خصوصیت سے دیتے تھے۔ اور امین اور دیانتدار لوگوں کو عامل مقرر کرتے تھے۔ اور جب کسی کی خیانت کی خبر پہنچتی، تو اُس کو لکھتے کہ "قد جاءتکم موعظۃ من ربکم فاوفوا الکیل والمیزان بالقسط ولا تبخسوا الناس اشیاءھم ولا تعثوا فی الارض مفسدین۔ بقیۃ اللہ خیر لکم ان کنتم مؤمنین ط وما انا علیکم بحفیظ"۔ ترجمہ:۔ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آگئی بس ناپ تول کو برابری کے ساتھ پورا کرو۔ اور لوگوں کی چیزوں کو کم نہ کرو۔ اور نہ زمین میں فساد برپا کرو۔ خدا جو کچھ باقی چھوڑے وہی تمہارے لیے بہتر ہے۔ اگر تم مؤمن ہو۔ میں تمہارا نگہبان نہیں ہوں۔ (جب تمہارے پاس میرا یہ خط پہنچے میرا کام جو تمہارے سپرد ہے اُس کو اُس وقت تک سنبھالے رہو کہ میں تمہارے پاس آدمی بھیجوں وہ تم سے لے لے۔ پھر آپ آسمان کی طرف نگاہ اُٹھا کر کہتے، الٰہی تو جانتا ہے میں نے اُن کو تیری مخلوق پر ظلم کرنے اور تیرے حق چھوڑنے کا حکم نہیں دیا ہے۔

ابو عمر مجمع تیمی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے جو کچھ بیت المال میں، سب کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ پھر جھاڑو دلوائے اور اُس میں نماز پڑھی۔ تاکہ اُن کے لیے قیامت میں گواہ رہے۔

ابو عمر نے عاصم بن کلیب سے اُنھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ اُنھوں نے کہا، حضرت علیؓ کے پاس اصفہان سے مال آیا۔ اُنھوں نے اُس کو سات حصوں پر تقسیم کیا۔ اُس میں سے ایک روٹی بھی نکلی۔ آپ نے اُس کے بھی سات ٹکڑے کرکے ہر ہر حصہ پر ایک ایک ٹکڑا رکھ دیا۔ پھر قرعہ ڈالا کہ کس کو پہلے دیا جائے۔

ابو عمر ابو عمرو بن علاء کے بھائی معاذ بن علاء سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے کہا میں نے حضرت علیؓ ابن ابی طالب سے سُنا، وہ کہتے تھے، سوا اس قارورہ کے اور مجھ کو کوئی چیز تمہاری غنائم میں نہیں ملی۔ اس کو ایک دہقان نے میرے پاس ہدیہ میں بھیجا تھا۔ پھر بیت المال میں جاکر جو کچھ اُس میں تھا، اُس کو تقسیم کر دیا۔ پھر کہنے لگے وہ شخص بڑا کامیاب ہے جس کے پاس خرمے کی جھولی ہو وہ اُس میں سے ہر دن ایک مرتبہ کھاتا ہو۔

ابو عمر ابو حبان یتمی سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے کہا میں نے حضرت علیؓ ابن ابی طالب کو منبر پر یہ فرماتے سنا ہے کہ کون شخص مجھ سے یہ میری تلوار خریدتا ہے۔ اور اگر میرے پاس تہہ بند کے دام ہوتے تو میں اُس کو نہ بیچتا۔ ایک آدمی نے کہا میں آپ کو تہہ بند کے دام اُدھار دیتا ہوں۔

منجملہ اُن کے تنگی معاش پر صبر کرنا اور اُس کو اپنے نفس پر گوارا کرنا۔

ابو بکر ابو البختری سے روایت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے کہا حضرت علیؓ نے اپنی والدہ فاطمہ بنت اسد سے کہا تم باہر کا کام مثل پانی لانا وغیرہ کر لیا کرو۔ اور فاطمۃ الزہراؓ بنت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم گھر کے اندر کا کام مثلاً آٹا گوندھنا، روٹی پکانا، چکی پیسنا وغیرہ کر لیا کریں۔

ابو بکر نے حارث سے اُنھوں نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ اُنھوں نے کہا جس وقت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا میرے پاس بھیجی گئی ہیں، میرے نیچے مینڈھے کی کھال کے سوا اور کچھ نہ تھا۔

ابو بکر ضمرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہراؓ کو گھر کے اندر کا کام کرنے کا حکم دیا تھا، اور حضرت علیؓ کو گھر کے باہر کا۔

احمد نے عطاء بن سائب سے اُنھوں نے اپنے والد سے اُنھوں نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت فاطمۃ الزہراؓ کا نکاح کیا، تو اُن کے ساتھ ایک چادر اور چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کے چھلکے بھرے تھے اور چکی کے دو پاٹ اور ایک مشکیزہ اور دو گھڑے بھیجے تھے۔ حضرت علیؓ نے ایک دن حضرت فاطمہؓ سے کہا، پانی بھرتے بھرتے میرا سینہ درد کرنے لگا، خدا نے تمہارے باپؐ کو قیدی بھجوائے ہیں۔ جاؤ اُن سے ایک

خادم مانگ لاؤ۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا میرے ہاتھوں میں بھی چکی پیستے پیستے چھالے پڑ گئے ہیں۔ پھر وہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا بیٹی کس لیے آئی ہو؟ حضرت فاطمۃ الزہرا رض نے کہا سلام کرنے حاضر ہوئی ہوں۔ اور مانگنے سے اُن کو شرم آئی۔ پھر وہ واپس چلی آئیں۔ حضرت علی رض نے کہا کیا ہوا؟ حضرت فاطمۃ الزہرا رض نے کہا مجھے تو مانگنے سے شرم معلوم ہوتی ہے۔ پھر دونوں مل کر گئے اور حضرت علی رض نے کہا یا رسولؐ اللہ خدا کی قسم پانی بھرتے بھرتے میرے سینہ میں درد ہونے لگا۔ حضرت فاطمہ رض نے کہا چکی پیستے پیستے میرے ہاتھ میں چھالے پڑ گئے۔ اور خدا نے آپؐ کو غلام اور کشادگی دے رکھی ہے آپؐ ہمیں ایک خادم عنایت فرمائیے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا خدا کی قسم میں تم کو نہ دوں گا۔ کیونکہ اہل صُفّہ فاقہ کر رہے ہیں، میرے پاس اُن پر خرچ کرنے کو نہیں ہے اب میں ان غلاموں کو فروخت کروں گا۔ اور اُن کی قیمتوں سے اُن کا خرچہ چلاؤں گا۔ یہ دونوں واپس چلے آئے۔ پھر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس آئے۔ یہ دونوں ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ جب اپنا سر چھپاتے تھے، پیر کُھل جاتے تھے۔ جب پیر چھپاتے تھے سر کھل جاتے تھے۔ دونوں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر اُٹھے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا اپنی جگہ پر رہو۔ پھر فرمایا کیا میں تم کو اس سے اچھی بات نہ بتا دوں جس کا تم نے سوال کیا؟ دونوں نے عرض کیا ہاں۔ آپؐ نے فرمایا وہ چند کلمات ہیں جن کی تعلیم مجھ کو حضرت جبریلؑ نے کی ہے۔ یعنی ہر نماز کے بعد دس۱۰ مرتبہ سبحان اللہ۔ دس مرتبہ الحمد للہ۔ دس مرتبہ اللہ اکبر پڑھا کرو۔ اور جب سونے لگو تینتیس۳۳ مرتبہ سبحان اللہ تینتیس مرتبہ الحمد للہ۔ چونتیس مرتبہ اللہ اکبر کہا کرو۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں خدا کی قسم جب سے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے سکھایا ہے اُس دن سے میں نے کبھی اُن کو ترک نہیں کیا۔ ابن کوا نے آپؐ سے کہا کیا صفین کی رات کو بھی نہیں ترک کیا، آپؓ نے کہا، اے اہل عراق خدا تم کو ہلاک کرے۔ ہاں صفین کی رات کو بھی نہیں ترک کیا۔

احمد نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا حضرت علی رض نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں مدینہ منورہ میں بہت بھوکا ہوا میں مدینہ کے باہر مزدوری کی تلاش میں نکلا، ایک عورت کو دیکھا کہ اُس نے مٹی کے ڈھیلے جمع کیے ہیں۔ مجھے خیال آیا شاید یہ اُن کو تر کرنا چاہتی ہے۔ میں نے اُس سے ایک چرس پر ایک خُرما اُجرت مقرر کی، اور سولہ چرس کھینچے یہاں تک کہ میرے ہاتھ میں چھالے پڑ گئے۔ میں پانی کو ڈھیلوں پر ڈال کر اُس عورت کے پاس گیا۔ اور ہاتھ دکھا کر اُس سے کہا، میرے ہاتھ میں چھالے پڑ گئے۔ اُس نے مجھے سولہ خرمے دیئے۔ میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر اپنا حال بیان کیا اور ہم دونوں نے مل کر خرمے کھائے۔

احمدؒ محمدؒ بن کعب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے

اپنے آپ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھے دیکھا ہے۔ اور آج میرا صدقہ چالیس ہزار ہے۔

منجملہ ان کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنے ہوئے علوم کو یاد رکھنا اور ضرورت کے وقت ان کو بیان کرنا۔ حضرت عمرؓ اُس واقعہ سے پناہ مانگا کرتے تھے جو حضرت ابوالحسنؓ سے حل نہ ہو سکے۔

شیخ الشیوخ سہروردی نے عوارف المعارف میں عبداللہ بن حسن سے روایت کی ہے کہ جب آیت کریمہ "وتعیھا اذن واعیہ" (اور یاد رکھیں گے اس کو یاد رکھنے والے کان) نازل ہوئی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔ اے علی میں نے خدا سے دعا کی کہ وہ تمہارا کان ہو۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں اس کے بعد میں کوئی بات نہیں بھولا حالانکہ میں پہلے بھول جایا کرتا تھا۔

احمد ابوالبختری سے وہ حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے کہا، حضرت عمرؓ بن خطاب نے لوگوں سے کہا تم اس مال کی بابت کیا کہتے ہو جو تقسیم کرنے سے ہمارے پاس بچ رہا؟ لوگوں نے کہا یا امیر المؤمنینؓ آپ ہم لوگوں کے کاروبار میں مشغول ہونے سے اپنے اہل اور مال و متاع اور تجارت سے الگ ہو گئے ہیں، اس لیے یہ آپ کے لیے ہے۔ حضرت عمرؓ نے مجھ سے پوچھا تم کیا کہتے ہو۔ میں نے کہا ان لوگوں نے آپ کو ضرر رساں مشورہ دیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا تم بتاؤ۔ میں نے کہا تم اپنے یقین کو شک سے کیوں بدلتے ہو؟ حضرت عمرؓ نے کہا اپنے قول کی دلیل پیش کرو۔ میں نے کہا ہاں خدا کی قسم، میں اس کی دلیل بیان کروں گا۔ کیا تم کو اس وقت کی بات یاد ہے جب تم کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ لینے کے لیے بھیجا تھا۔ اور تم عباس ابن عبدالمطلب کے پاس گئے اور اُنہوں نے تم کو صدقہ نہ دیا۔ اور تمہارے اور اُن کے درمیان کچھ رنجش تھی۔ پھر تم نے مجھ سے کہا میرے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو۔ ہم نے آپؐ کو تنگ دل پایا، اور واپس چلے آئے۔ پھر دوسرے دن ہم گئے اور آپؐ کو خوش پایا۔ اور تم نے عباس کا واقعہ بیان کیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ چچا مثل باپ کے ہوتا ہے۔ اور ہم نے آنحضرت صلعم سے اُن کا پہلے دن تنگ دل ہونا اور دوسرے دن خوش ہونا بیان کیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا، تم دونوں پہلے دن میرے پاس آئے تھے، اُس دن میرے پاس صدقہ کے دو دینار باقی رہ گئے تھے۔ اس لیے میں تنگ دل تھا۔ اور آج تم میرے پاس جس وقت آئے میں اُن کو صرف کر چکا تھا، اس لیے خوش تھا۔ حضرت عمرؓ نے کہا سچ کہتے ہو۔ میں تمہارا دنیا و آخرت میں شکرگذار رہوں گا۔

ابو عمر نے سعید بن المسیب سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا حضرت عمرؓ اُس

حادثہ سے پناہ مانگتے تھے جو حضرت علیؓ سے حل نہ ہو سکا۔

ابو عمر بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے مجنونہ، اور اُس عورت کو جس نے چھ۶ مہینے میں وضع حمل کیا ہو رجم کا حکم دیا۔ حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، وحملہ وفصالہٗ ثلاثون شہراً۔ الآیۃ"۔ اور خدا نے مجنون سے قلم اُٹھایا ہے۔ آخر حدیث تک پھر حضرت عمرؓ کہا کرتے تھے۔ لولا علیؓ لہلک عمرؓ۔ (اگر حضرت علیؓ نہ ہوتے، تو حضرت عمرؓ ہلاک ہو جاتے)

ابو عمر نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ اُنہوں کہا ہم بیان کیا کرتے تھے، کہ اہل مدینہ میں حضرت علیؓ سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے ہیں۔

ابو عمر نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے، کہ اُنہوں نے کہا حضرت علی ابن ابی طالب کے سوا یہ کوئی نہیں کہتا تھا، کہ مجھ سے دریافت کرو۔

ابو عمر نے ابو الطفیل سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا حضرت علیؓ خطبہ بیان کر رہے تھے، میں پہنچا۔ وہ فرما رہے تھے کتاب اللہ میں جو کچھ پوچھنا ہو مجھ سے پوچھو۔ خدا کی قسم کوئی ایسی آیت نہیں ہے کہ میں نہ جانتا ہوں۔ کہ رات میں نازل ہوئی یا دن میں سہل میں نازل ہوئی یا جبل میں۔

ابو عمر نے عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا خدا کی قسم حضرت علیؓ ابن ابی طالب کو علم کے نَو حصے حاصل ہیں، اور دسویں حصے میں تمام لوگ اُن کے شریک ہیں۔

منجملہ اُن کے ذہن کی تیزی اور ماخذ حکم کی طرف جلد منتقل ہونا۔ اور یہ ملکہ فصل خصومات میں صرف ہؤا۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے متعدد طریقوں سے مروی ہے، کہ آپؐ نے فرمایا تم میں زیادہ فیصلہ کرنے والے علیؓ ہیں۔

ابو عمر نے ابن عباس سے اُنہوں نے حضرت عمرؓ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا ہم میں زیادہ فیصلہ کرنے والی علیؓ اور قاری اُبیؓ ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس باب میں بہت سے عجائبات مروی ہیں۔

ابو عمر اور عاصم نے زر بن حبیش سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا دو آدمی صبح کا کھانا کھانے بیٹھے۔ ایک کے پاس پانچ روٹیاں اور دوسرے کے پاس تین تھیں۔ جب کھانا ان دونوں کے سامنے رکھا گیا، ایک اور آدمی کا اس طرف گزر ہؤا۔ اُس نے سلام کیا، دونوں نے کہا بیٹھو کھانا کھا لو۔ وہ بیٹھ گیا اور اُن کے ساتھ کھانے لگا۔ تینوں نے سب روٹیاں کھائیں۔ وہ آدمی جب اُٹھ کر جانے لگا، اُس نے دونوں کو آٹھ درہم دیئے اور کہا میں نے جو تم دونوں کی روٹی کھائی ہے، اُس کے عوض میں لے لو۔ دونوں لڑنے

لگے۔ پانچ روٹی والے نے کہا پانچ درہم میرے ہیں، اور تین تیرے ہیں۔ اور تین روٹی والے نے کہا میں تو برابر لوں گا۔ اور دونوں نے اپنا معاملہ حضرت علیؓ ابن ابی طالب کے سامنے پیش کیا اور اپنا حال بیان کیا۔ حضرت علیؓ نے تین روٹی والے سے کہا اس کی روٹیاں زیادہ تھیں وہ تم کو تین درہم دیتا ہے، لے لو۔ اُس نے کہا میں اس سے راضی نہ ہوں گا۔ میں بے لاگ فیصلہ چاہتا ہوں۔ حضرت علیؓ نے کہا بے لاگ فیصلہ میں تیرے لیے ایک درہم ہے۔ اور اس کے لیے سات درہم۔ اُس نے کہا سبحان اللہ، یا امیرالمؤمنینؓ وہ مجھ کو تین درہم دیتا رہا میں نہ راضی ہوا، آپؓ نے بھی اُسی کا مشورہ دیا۔ اس سے بھی میں راضی نہ ہوا۔ اور اب آپؓ کہتے ہیں بے لاگ فیصلہ یہ ہے کہ مجھے ایک ہی درہم ملنا چاہیے۔ حضرت علیؓ نے کہا تمہارا ساتھی تین درہم بطورِ صلح دیتا ہے۔ تم نے کہا میں ٹھیک فیصلہ چاہتا ہوں۔ اور ٹھیک فیصلہ میں تمہارے لیے ایک درہم واجب ہے۔ اُس نے کہا مجھے یہ سمجھائیے، کہ بے لاگ فیصلہ میں یہ کیونکر واجب ہوتا ہے۔ تاکہ میں اُس کو منظور کر لوں۔ حضرت علیؓ نے کہا آٹھ روٹیوں کی چوبیس تہائیاں ہوئیں۔ جن کو تم تین آدمیوں نے مل کر کھایا اور یہ معلوم نہیں کہ کس نے کم کھایا اور کس نے زیادہ۔ اس لیے سب برابر سمجھے جائیں گے۔ اُس نے کہا، ہاں۔ آپ نے کہا تیری نو تہائیاں تھیں، اُس میں سے تُو نے آٹھ کھائیں ایک باقی رہی۔ اور تیرے ساتھی کی پندرہ تہائیاں تھیں، جس میں سے آٹھ اُس نے کھائیں اور سات باقی رہیں۔ اُس آدمی نے تیری ایک تہائی کھائی اور اُس کی سات تہائیاں۔ اس لیے تجھے ایک درہم ملے گا اور اُس کو سات درہم۔ اُس نے کہا یا امیرالمؤمنین اب میں راضی ہو گیا۔

ریاض میں محمدؐ بن زبیر سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا میں دمشق کی مسجد میں داخل ہوا۔ وہاں ایک بہت سن رسیدہ بزرگ تھے جن کی ہڈیاں بڑھاپے کی وجہ سے ٹیڑی ہوگئی تھیں۔ میں نے اُن سے کہا اے شیخ تم نے کس کا زمانہ دیکھا ہے؟ اُنہوں نے کہا حضرت عمرؓ کا۔ میں نے پوچھا کس جہاد میں شریک ہوئے ہو؟ اُنہوں نے کہا یرموک میں۔ میں نے کہا کوئی بات آپ نے سنی ہو؟ بیان کیجیے۔ اُنہوں نے کہا میں چند جوانوں کے ہمراہ حج کرنے چلا، ہم لوگ احرام باندھ چکے تھے کہ شتر مرغ کے انڈے ملے۔ جب ہم حج سے فارغ ہو گئے، اُس کو امیرالمؤمنین حضرت عمرؓ سے بیان کیا۔ وہ پیچھے لوٹے اور کہا میرے ساتھ آؤ۔ یہاں تک کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے حجروں کے پاس پہنچے۔ اُنہوں نے ایک حجرہ پر دستک دی۔ ایک عورت نے اندر سے جواب دیا۔ آپؓ نے پوچھا، یہاں ابوالحسنؓ ہیں؟ اُس نے کہا نہیں۔ پھر وہ ایک سایہ دار زمین کی طرف گئے اور فرمایا میرے پیچھے چلے آؤ۔ یہاں تک کہ وہ حضرت علیؓ کے پاس پہنچ گئے۔ وہ اپنے ہاتھ سے مٹی برابر کر رہے تھے اُنہوں نے حضرت عمرؓ کو مرحبا کہا۔ حضرت عمرؓ نے کہا

اُن لوگوں نے احرام کی حالت میں شتر مرغ کے انڈوں کو توڑ ڈالا ہے۔ حضرت علیؓ نے کہا تم نے مجھے کیوں نہ بلا لیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا میرا ہی آنا مناسب تھا۔ حضرت علیؓ نے کہا انڈوں کے شمار سے اُونٹنیوں پر جوان اُونٹوں کو چھوڑیں۔ اور اُن سے جو بچے پیدا ہوں، اُن کی ہدی کریں۔ حضرت عمرؓ نے کہا اونٹنی کبھی بچہ ڈال جاتی ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کبھی انڈوں کو بھی آفت پہنچ جاتی ہے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوٹے کہا الٰہی تو مجھ پر کوئی سخت معاملہ نہ پیش کر۔ مگر یہ کہ میرے پاس ابوالحسنؓ ہوں۔

حسن معمر سے مروی ہے کہ دو آدمی ایک عورت کے پاس آئے اور اُس کے پاس سو دینار امانت رکھے۔ اور کہا جب تک ہم دونوں نہ آویں نہ دینا۔ ایک سال گذرنے کے بعد اُن میں سے ایک آیا اور کہا میرا ساتھی مرگیا ہے وہ دینار مجھے دے دو۔ اُس عورت نے انکار کیا۔ وہ اُس عورت کے گھر والوں کو بلالایا۔ اور اُنہوں نے اصرار کر کے دلوادیا۔ پھر سال کے بعد دوسرا آیا اور کہا میرے دینار لاؤ۔ اُس عورت نے کہا کہ تمہارے ساتھی نے آکر بیان کیا کہ تم مرگئے ہو۔ اس لیے میں نے اُس کو دے دیئے۔ دونوں کا جھگڑا حضرت عمرؓ کے سامنے پیش ہوا۔ وہ چاہتے تھے کہ اس عورت کے خلاف فیصلہ کریں اور ایک روایت میں ہے کہ اُنہوں نے اُس عورت سے کہا تو ضامن ہے۔ اُس عورت نے کہا میں تم کو خدا کی قسم دلاتی ہوں کہ ہمارے درمیان فیصلہ نہ کرو۔ اور ہمارے مقدمہ کو حضرت علیؓ کے پاس بھیج دو۔ آپؓ نے اُن دونوں کو حضرت علیؓ کے پاس بھیج دیا۔ وہ سمجھ گئے کہ ان دونوں نے اُس عورت کے ساتھ جعل کیا ہے۔ اور آپ نے اُس آدمی سے کہا کیا تم دونوں نے یہ نہیں کہا تھا کہ جب تک ہم دونوں نہ آدیں نہ دینا؟ اُس نے کہا ہاں۔ حضرت علیؓ نے کہا تمہارا مال میرے پاس ہے۔ جاؤ، اپنے ساتھی کو لے آؤ ہم تمہارا مال دے دیں گے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کو یمن کی طرف بھیجا وہاں چار آدمی ایک کنوئیں میں گر کر مرگئے تھے جو شیر کے شکار کے لیے کھودا گیا تھا۔ پہلے ایک گرا، اُس نے دوسرے کا ہاتھ پکڑا۔ وہ گرنے لگا اُس نے تیسرے کا ہاتھ پکڑ لیا۔ جب وہ گرنے لگا اُس نے چوتھے کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور چاروں اُس کنوئیں میں گر گئے۔ شیر نے آکر اُن سب کو زخمی کیا اور اُسی کے زخم سے سب مرگئے۔ ان کے ورثاء نے آپس میں جھگڑا کیا۔ یہاں تک کہ قریب قتال کے نوبت پہنچ گئی۔ حضرت علیؓ نے کہا، میں تمہارا تصفیہ کیے دیتا ہوں۔ اگر تم اُس سے راضی ہو گئے تو وہی فیصلہ ہے۔ ورنہ میں تم کو لڑنے سے روکوں گا۔ کہ تم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر اپنا

فیصلہ کرا لو۔ آپ نے کنواں کھودنے والوں سے کہا ربع اور ثلث اور نصف اور ایک پوری دیت جمع کرو۔ پہلے کی ربع دیت ہے۔ کیونکہ اُس نے اپنے اوپر تین آدمیوں کو ہلاک کیا اور دوسرے کی ثلث دیت ہے کیونکہ اُس نے اپنے اوپر دو آدمیوں کو ہلاک کیا۔ اور تیسرے کی نصف دیت ہے کیونکہ اُس نے اپنے اُوپر ایک آدمی کو ہلاک کیا۔ اور چوتھے کی پوری دیت ہے۔ وہ لوگ اس سے راضی نہ ہوئے۔ اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور مقامِ ابراہیمؑ کے قریب اُن سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے اپنا واقعہ بیان کیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا، مَیں تمہارا فیصلہ کروں گا۔ اور چادر کو زانو کے گرد لپیٹ کر بیٹھ گئے۔ اُن میں سے ایک آدمی نے حضرت علیؓ کا فیصلہ سُنایا آپؐ نے بھی اُسی کو نافذ فرمایا۔

حارث نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی اپنی بی بی کو لے کر آیا، اور کہا اُس نے اپنا عیب مجھ سے چھپایا۔ یہ مجنون ہے۔ حضرت علیؓ نے اُوپر سے نیچے تک دیکھا وُہ عورت خوبصورت تھی۔ آپ نے اُس سے پوچھا یہ کیا کہہ رہا ہے۔ اُس عورت نے کہا، اے امیرالمؤمنین خدا کی قسم مجھ میں جنون نہیں ہے۔ لیکن جب وہ وقت آیا مجھ پر غشی طاری ہو گئی۔ حضرت علیؓ نے کہا تیرا بُرا ہو اس عورت کو لے جا اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کر۔ تو اس کے لائق نہ تھا۔

زید بن ارقم سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا، حضرت علیؓ کے سامنے یمن میں تین آدمی آئے جنہوں نے ایک لونڈی سے ایک ہی طہر میں صحبت کی تھی۔ اور اُس سے لڑکا پیدا ہؤا۔ ہر ایک نے اُس لڑکے کا دعویٰ کیا۔ حضرت علیؓ نے اُن میں سے ایک سے کہا کیا تم بخوشی یہ لڑکا اس کو دے دو گے، اُس نے کہا نہیں۔ اسی طرح آپ نے ہر ایک سے پوچھا کہ تم یہ لڑکا اس کو بخوشی دے دو گے۔ سبھوں نے انکار کیا۔ آپ نے کہا معلوم ہوتا ہے۔ تم جھگڑا کرنے والے شرکاء ہو۔ میں تمہارے درمیاں قرعہ ڈالتا ہوں جس کے نام نکل آوے گا اُس کو لڑکا دلوا دوں گا۔ اور اُس پر دو ثلث قیمت کا تاوان ڈالوں گا۔ یہ واقعہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس میں جو علیؓ نے فیصلہ کیا، اُس کے سوا مجھے اور کوئی فیصلہ نظر نہیں آتا۔

حمید بن عبد اللہ بن یزید مدنی سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرت علیؓ کا ایک فیصلہ بیان کیا گیا۔ آپؐ نے اُس کو بہت پسند کیا۔ اور فرمایا خدا کا شکر ہے جس نے ہم میں یعنی اہل بیت میں حکمت کو کیا۔

پھر بارہا آپ کے نفس قدسی پر شعاع نبوی کا پرتو پڑا اور بڑے بڑے معجزات آپ کے حق میں ظاہر ہوئے۔ اور فیض الٰہی نے ہمت نبویہ کو آپ کے کام میں صرف کیا جس سے

آپ کے بہت سے مقامات قوت سے فعلیت میں آئے۔
جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو یمن کی جانب بھیجنے لگے، آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھ کو سن رسیدہ لوگوں کی طرف بھیجتے ہیں۔ حالانکہ میں کم سن ہوں۔ اور مجھے قضار کا علم بھی نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک کو میرے سینہ پر رکھا اور فرمایا خدا تم کو ہدایت کرے گا، اور تمہاری زبان کو قابو میں رکھے گا۔ آخر حدیث تک۔ اس حدیث کے آخر میں ہے کہ حضرت علیؓ نے کہا اس کے بعد مجھ پر فیصلہ کرنا دشوار نہیں ہوا۔
اور ایک روایت میں ہے کہ مجھ کو فیصلہ کرنے میں شبہ نہیں ہوا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میں اس کے بعد برابر فیصلہ کرتا رہا۔
حفظ قرآن کے باب میں ترمذی نے بیان کیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کو نماز نفل تعلیم فرمائی۔
ابن عباس سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا ہم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ حضرت علیؓ آئے اور کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ قرآن میرے سینہ سے نکل گیا، اب مجھے اس پر قدرت نہیں رہی۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوالحسنؓ کیا میں تم کو چند کلمے ایسے نہ سکھا دوں کہ جو تم کو فایدہ دیں۔ اور جس کو بتادو اُس کو بھی فائدہ دیں۔ اور جو کچھ تم سیکھو تمہارے سینہ میں محفوظ رہے۔ حضرت علیؓ نے کہا، آپ سکھا دیجیے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا شب جمعہ کو اگر تم سے ہو سکے تو رات کی اخیر تہائی میں۔ اور اگر نہ ہو سکے تو اول شب میں کھڑے ہو کر چار رکعت نماز پڑھو، پہلی رکعت میں سورت فاتحۃ الکتاب اور سورت یٰسین۔ اور دوسری رکعت میں فاتحۃ الکتاب اور حم الدخان۔ تیسری رکعت میں فاتحۃ الکتاب اور الم تنزیل السجدۃ۔ اور چوتھی رکعت میں فاتحۃ الکتاب اور تبارک مفصل پڑھو۔ اور جب تشہد سے فارغ ہو جاؤ خدا کی حمد و ثنار کے بعد اور تمام انبیار کرام پر درود پڑھو اور مؤمنین و مؤمنات اور اپنے اگلے دینی برادران کے لیے استغفار کرو۔ اس کے بعد کہو۔ "اللھم ارحمنی بترك المعاصی ابدا ما ابقیتنی وارحمنی ان اتکلف مالا یعنینی وارزقنی حسن النظر فیما یرضیك عنی اللھم بدیع السموٰت والارض ذاالجلال والاکرام والعزۃ التی لاترام اسالك یا اللہ یا رحمٰن بجلالك ونور وجھك ان تلزم قلبی حفظ کتابك کما علمتنی وارزقنی ان اتلوہ علی النحو الذی یرضیك عنی۔ اللھم بدیع السموٰت والارض ذاالجلال والاکرام والعزۃ التی لاترام اسالك یا اللہ یا رحمٰن بجلالك ونور وجھك ان تنور بکتابك بصری وان تطلق بہ لسانی وان تفرج بہ عن قلبی و ان تشرح بہ صدری وان تغسل بہ بدنی فانہ لا یعیننی علی الحق غیرك ولا یوتیہ الا انت

ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم"۔

اے ابوالحسنؓ اس کو تین یا پانچ یا سات جمعوں میں کرو۔ خدا کے حکم سے تمہاری دُعاً مقبول ہو جائے گی۔ اور قسم ہے اس کی جس نے مجھ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا کوئی مومن اس میں کبھی خطا نہ کھائے گا۔

ابن عباس کہتے ہیں خدا کی قسم حضرت علیؓ پانچ یا سات جمعوں کے بعد اسی طرح مجلس میں آئے اور کہا یا رسولؐ اللہ میں پہلے چار یا اس کی مثل آیتیں یاد کرتا تھا۔ اور جب اُن کو دُھراتا تھا وہ بھول جاتی تھیں۔ اور اب میں قریب چالیس آیتوں کے یاد کرتا ہوں۔ اور جب اُن کو دُھراتا ہوں گویا کتاب میرے سامنے کھلی رکھی ہے۔ اور پہلے میں حدیث سُنتا تھا جب اُن کو دُھراتا تھا بھول جاتی تھیں۔ اور اب میں حدیث سُنکر بیان کرتا ہوں اور ایک حرف بھی اُس میں نہیں چھوڑتا۔ اس وقت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو الحسنؓ خدا کی قسم تم مؤمن ہو۔

رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کے واسطے فقط سنت (حدیث) کو یاد رکھ سکنے کی دُعا کی کہ بار خدایا ان کے کان کو یاد رکھنے والا کان کردے۔

آپ کے آشوب چشم کے لیے دعا فرمائی، حضرت علیؓ کہتے ہیں جب سے آپؐ نے میری آنکھ میں دم کر دیا کبھی آنکھ میں درد نہیں ہوا۔

آپ کے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ سردی وگرمی کے اثر کو ان سے دُور کردے۔ اُس دعا کے بعد حضرت علیؓ جاڑوں میں گرمیوں کا لباس اور گرمیوں میں جاڑوں کا لباس پہنتے تھے۔ اور سردی وگرمی سے کچھ تکلیف نہ ہوتی تھی۔

آپؓ ایک مرتبہ بیمار ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے واسطے دُعاً فرمائی، آپ اسیوقت تندرست ہو گئے۔

جب حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ آپ کا عقد کیا، دعا دی، کہ اللہ تعالےٰ تم دونوں سے اولاد کثیر و پاکیزہ ظاہر کرے۔ اور تم دونوں کو برکت عنایت کرے۔ انسؓ کہتے ہیں خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے اُن دونوں سے بہت ذریات طیبات پھیلائیں۔

ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نماز عصر فوت ہوگئی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی، آفتاب لوٹ آیا۔

۱۱۴۴ھ میں مدینہ منورہ میں ہمارے شیخ ابو طاہر محمدؒ بن ابراہیمؒ کردی مدنی کے سامنے پڑھا گیا میں سُن رہا تھا۔ وہ کہتے تھے مجھے میرے والد ابراہیم بن حسن کردی مدنی نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں ہمارے اُستاد امام صفی الدین احمد بن محمدؒ مدنی نے خبر دی۔ وہ کہتے تھے،

ہمیں ہمارے استاد امام صفی الدین احمد بن محمدؐ مدنی نے شمس آملی سے اُنہوں نے شیخ
زین الدین زکریا سے اُنہوں نے اعزالدین یعنی عبد الرحیم بن محمدؐ فرات سے۔ اُنہوں
نے ابو الثنا محمود بن خلیفۃ المنبجی سے اُنہوں نے حافظ شرف الدین عبد المؤمن خلف دمیاطی
سے اُنہوں نے ابو الحسن بن حضرت علی ابن حسینؒ بن مقبر بغدادی سے اُنہوں نے حافظ ابو الفضل
محمدؐ بن ناصر سلامی حنبلی سے اُنہوں نے ۴۷۳ھ میں خطیب ابو الطاہر محمدؐ بن احمدؐ بن
محمدؐ بن ابو الصقر انباری سے سماعاً۔ اُنہوں نے ۴۲۸ھ میں مصر میں ابو البرکات احمدؐ
بن عبد الواحد بن فضل بن نضیف بن عبد اللہ قراء سے۔ اُنہوں نے ابو محمدؐ حسن ابن رشیق
عسکری سے سماعاً روایت کر کے خبر دی۔ وہ کہتے تھے ہم سے ابو بشر محمدؐ بن احمد بن
عماد انصاری دولابی نے بیان کیا وہ کہتے تھے مجھ سے اسحاق بن یونس نے بیان کیا
وہ کہتے تھے ہم سے سوید بن سعید نے مطلب بن زیاد سے اُنہوں نے ابراہیم بن حبان
سے اُنہوں نے عبد اللہ بن حسن سے اُنہوں نے فاطمہ بنت حسین سے اُنہوں نے اسماء بنت
عمیس سے روایت کر کے بیان کیا اُنہوں نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک
حضرت علیؓ کی گود میں تھا۔ اور حضور رحمۃ اللعالمین صلے اللہ علیہ وسلم پر وحی ہو رہی تھی۔ جب
وحی ختم ہو گئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے پوچھا نماز فرض ادا کر چکے؟
اُنہوں نے کہا نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، الٰہی تو جانتا ہے کہ وہ تیرے اور
تیرے رسولؐ کے کام میں تھا۔ اس پر آفتاب کو لوٹا دے۔ خدا نے آفتاب کو واپس کر
دیا حالانکہ وہ غروب ہو چکا تھا۔

ہمارے شیخ ابو طاہرؒ کے سامنے قرأت کی گئی اور میں سن رہا تھا۔ اُنہوں نے اپنے والد
شیخ ابراہیم کردی سے اُنہوں نے احمدؐ بن محمدؐ مدنی ملقب بہ قشاشی سے اُنہوں نے شمس
یعنی محمدؐ بن احمدؐ بن حمزہ رملی سے اجازۃً اُنہوں نے شیخ زین الدین زکریا سے اُنہوں ابن فرات
سے اُنہوں نے عمر بن حسن مراغی سے اُنہوں نے فخر بن بخاری سے اُنہوں نے ابو جعفر صیدلانی
سے اُنہوں نے فاطمہ بنت عبد اللہ جوزدانیہ سے اُنہوں نے ابو بکر محمدؐ ابن عبد اللہ اصبہانی سے
اُنہوں نے حافظ ابو القاسم سلیمان بن احمدؐ طبرانی سے کبیر میں روایت کی وہ کہتے تھے ہم سے
جعفر بن احمدؐ بن سنان واسطی نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے علی بن منذر نے بیان کیا وہ
کہتے تھے ہم سے محمدؐ بن فضیل نے بیان کیا۔ وہ کہتے تھے ہم سے فضیل بن مرزوق نے
ابراہیم بن حسن سے اُنہوں نے فاطمہ بنت حسین بن علی سے اُنہوں نے اسماء بنت عمیس
سے روایت کر کے بیان کیا اُنہوں نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل
ہوتی آپؐ بے ہوش سے ہو جاتے تھے۔ ایک دن وحی نازل ہوئی، اور آپؐ کا سر
مبارک حضرت علیؓ کی گود میں تھا۔ یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم

نے اپنا سر اُٹھایا اور حضرت علیؓ سے پوچھا اے علی کیا تم عصر کی نماز پڑھ چکے ؟ اُنہوں نے کہا نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا سے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے آفتاب کو واپس کر دیا یہاں تک کہ اُنہوں نے نماز پڑھ لی۔ اسماء کہتی ہیں میں نے آفتاب کو ہونے کے بعد پھر دیکھا جس وقت لوٹا لیا گیا۔ حضرت علیؓ نے نماز پڑھی۔

حافظ جلال الدین سیوطی نے کشف اللبس فی حدیث ردّ الشمس کے ایک مقام میں لکھا ہے کہ ردالشمس ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔

امام ابو جعفر طحاوی وغیرہ نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے۔ حافظ ابو الفرج ابن جوزی نے بہت زیادتی کی ہے۔ اُنہوں نے اس کو کتاب موضوعات میں داخل کر دیا۔ اُن کے شاگرد محدث ابو عبد اللہ محمدؐ بن یوسف ومشقی صالحی نے مزیل اللبس عن حدیث ردالشمس کے ایک مقام میں بیان کیا ہے کہ اس حدیث کو طحاوی نے اپنی کتاب مشکل الآثار میں اسماء بنت عمیس سے دو طریقوں سے نقل کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ یہ دونوں حدیثیں ثابت ہیں۔ ان کے راوی ثقہ ہیں۔ اور قاضی عیاض نے اس کو شفا میں درج کیا ہے۔ اور حافظ ابن سید الناس نے بشری اللبیب میں اور حافظ علاء الدین مغلطائی نے اپنی کتاب الزہر الباسم میں۔

ابو الفتح ازدی نے اس کی تصحیح کی ہے۔ اور ابو زرعہ ابن عراقی نے الدار المنتشرہ فی الاحادیث المشتہرہ میں بیان کیا ہے۔ اور حافظ احمدؐ بن صالح نے کہا ہے یہ تم کو کافی ہے جس کا مقصد علم حاصل کرنا ہے۔ اس کو اسماء کی حدیث سے نہ تخلف کرنا چاہیے۔ کیونکہ وہ نبوت کی بہت بڑی نشانیوں میں سے ہے۔ اور اُنہوں نے ابن جوزی پر انکار کیا ہے۔ کہ اُنہوں نے اس حدیث کو موضوعات کی کتاب میں داخل کر دیا۔

میں کہتا ہوں طحاوی نے مشکل الآثار میں اس کو دو طرح سے روایت کیا ہے۔ ان میں ایک طریق فضیل بن مرزوق عن ابراہیم بن الحسن عن فاطمہؓ بنت الحسینؓ سے ہے۔ جس کو اوپر ہم ذکر کر چکے۔

دوسرا طریق یہ ہے کہ ہم سے علی بن عبد الرحمٰن بن محمدؐ بن مغیرہ نے بیان کیا ہے۔ وہ کہتے تھے ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا۔ وہ کہتے تھے ہم سے ابن ابی فدیک نے بیان کیا۔ وہ کہتے تھے مجھ سے محمدؐ بن موسٰی نے عون بن محمدؐ سے اُنہوں نے اپنی ماں یعنی اُم جعفر سے اُنہوں نے اسماء بنت عمیس سے روایت کر کے بیان کیا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز صہبا میں پڑھی۔ پھر حضرت علیؓ کو کسی کام پر بھیجا۔ جب وہ واپس آئے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز پڑھ چکے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک حضرت علیؓ کی گود میں رکھ لیا اور غروب آفتاب تک سر مبارک نہ ہلایا۔ جب آفتاب غروب ہو گیا، نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ الٰہی تیرا بندہ علیؓ تیرے نبیؐ کے کام میں تھا، تو اس پر

آفتاب کو واپس کر دے۔ اسماء کہتی ہیں پھر آفتاب نکل آیا۔ یہاں تک کہ اُس کی دھوپ پہاڑوں اور زمین پر پھیل گئی۔ حضرت علیؓ نے اُٹھ کر وضو کیا اور عصر کی نماز پڑھی۔ پھر آفتاب غروب ہو گیا۔ یہ واقعہ صہبا میں ہوُا تھا۔ طحاوی کہتے ہیں محمدؒ بن موسیٰ وہی ہیں جو قطری کے نام سے مشہور ہیں۔ اور اُن کی روایت پسندیدہ ہے۔ اور عون بن محمدؒ حضرت علیؓ ابن ابی طالب کے پوتے ہیں۔ اور ان کی والدہ اُم جعفر بنت محمدؒ بن جعفر بن ابی طالب تھیں۔

پھر طحاوی نے اس حدیث کے معارضہ میں اُس حدیث کو پیش کیا جو چند طرق سے حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً منقول ہے۔ کہ حضرت یوشعؑ کے سوا کسی کے لیے آفتاب نہیں رُکا۔ پھر خود ہی اس کا جواب دیا ہے کہ ممکن ہے کہ یوشعؑ کے ساتھ جو بات مخصوص تھی وہ یہ ہو کہ اُن کے لیے آفتاب غروب ہونے کے بعد لوٹا لیا گیا ہو۔ اور اِس وقت آفتاب غروب ہونے سے روک دیا گیا ہو۔ پھر خود ہی اس جواب کو مردود کر دیا ہے کہ ایک حدیث میں ہے:۔ فحبسها الله علیه" اے علی یوشع (یعنی خدا نے آفتاب کو یوشعؑ کے اوپر غروب ہونے سے روک دیا۔ طحاوی کا کلام ختم ہو گیا۔

آپ کے حکمت آمیز کلمات اس قدر ہیں کہ اُن کا شمار نہیں ہو سکتا۔ اور کیوں کر ہو سکے حالانکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں علم کا شہر اور علی اُس کے دروازہ ہیں۔ لیکن بقدر تیسر ہم حوالۂ قلم کرتے ہیں۔

ابو بکر ابو اسحاق سے روایت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے کہا، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا چند کلمے ہیں اگر تم اُن کی تلاش میں سواریوں پر سوار ہو کر چلو تو اُن جیسے کلمات ملنے سے پہلے اُن کی ہڈیوں کا مغز نکل جائے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں:۔ بندہ اپنے رب کے سوا کسی کی اُمید نہ کرے، اور اپنے گناہوں کے سوا کسی سے نہ ڈرے، جاہل سیکھنے سے شرم نہ کرے اور جب کسی سے ایسی بات کا سوال کیا جائے جو اُسے نہیں معلوم، تو "واللہ اعلم" کہنے سے شرمندہ نہ ہو۔ جان لو کہ صبر ایمان سے بمنزلۂ سر کے ہے جسم سے۔ جس کا سر نہیں اُس کا دھڑ نہیں۔ اور جس کا صبر نہیں، اُس کا ایمان نہیں۔

زید بن حارث نے بنی عامر کے ایک آدمی سے روایت کی ہے کہ اُس نے کہا حضرت علیؓ نے فرمایا میں تم پر دو چیزوں سے ڈرتا ہوں۔ طول امل، اور خواہش کی پیروی۔ طول امل آخرت کو بھلا دیتی ہے اور خواہش کی پیروی حق کو روک دیتی ہے۔ دنیا پیچھے کو کوچ کر رہی ہے اور آخرت سامنے سے آتی ہے۔ اور ہر ایک کے لیے اہل ہیں۔ پس تم آخرت والوں میں سے ہو۔ آج عمل کا دن ہے۔ حساب نہیں ہے اور کل حساب ہو گا۔ عمل نہ ہو گا۔

حسن سے مروی ہے کہ اُنھوں نے کہا، حضرت علیؓ نے فرمایا مبارک ہیں وہ لوگ جو لوگوں کو پہچانتے ہیں اور لوگ اُن کو نہیں جانتے ہیں۔ اور خدا اُن سے راضی ہے۔ وہی لوگ

ھدایت کے چراغ ہیں۔ اُنھی کی وجہ سے ہر ایک تاریک فتنہ دُور کیا جاتا ہے۔ خدا اُن کو اپنی رحمت میں داخل کرے گا وہ لوگ نہ راز ظاہر کرتے ہیں اور نہ چغل خوری کرتے ہیں اور نہ وہ جفا کار و ریا کار ہیں۔

عطاء بن ابی رباح سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا حضرت علیؓ ابن ابی طالب جب کسی لشکر کو بھیجتے، اُس پر ایک آدمی کو حاکم بناتے اور اُس کو وصیت کرتے کہ میں تجھ کو خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ تجھ کو خدا سے ایک دن ملنا ضروری ہے اور اس کے سوا تیرا کوئی منتہی نہیں۔ وہ دنیا و آخرت کا مالک ہے۔ تم اُسی چیز کو اختیار کرو۔ جو تم کو خدا سے نزدیک کرے۔ کیونکہ خدا کے یہاں دُنیا کی ایک چیز کا بدلہ ہے۔

زید بن وہب سے مروی ہے کہ بعض نے حضرت علیؓ کو لباس کی بابت ملامت کی۔ آپ نے کہا مومن اس کی اقتدا کریں گے، اور دل متواضع رہے گا۔

عمرو بن کثیر حنفی سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ نے کہا غصّہ کو ضبط کرو اور کم ہنسو دل کھول کر نہ ہنسو۔

حارث نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ جس نے ایمان و قرآن دونوں کو حاصل کیا اُس کی مثال مثل ترنج کے ہے جس کی خوشبو بھی عمدہ اور ذائقہ بھی عمدہ۔ اور جس نے قرآن و ایمان کو نہ حاصل کیا، اُس کی مثال حنظل کی سی ہے۔ جس کی بُو بھی بری اور مزا بھی بُرا۔

محمدؒ بن عمرو بن علیؓ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا، حضرت علیؓ سے کہا گیا کہ آپؓ قبرستان میں کیوں زیادہ بیٹھتے ہیں؟ آپؓ نے کہا وہ اچھے ہم نشین ہیں۔ بُرائی کو روکتے ہیں، اور آخرت کی یاد دلاتے ہیں۔ ان سب اقوال کو ابو بکر بن ابی شیبہ نے نقل کیا ہے۔

صواعق میں آپؓ کا کلام مذکور ہے کہ لوگ خواب غفلت میں ہیں۔ جب مریں گے بیدار ہوں گے۔ لوگ اپنے زمانہ میں بہ نسبت اپنے اسلاف کے زیادہ مشابہ ہوتے ہیں۔ اگر پردہ اُٹھا دیا جائے۔ میرا یقین کچھ بھی نہ بڑھے۔ جو اپنے مرتبہ کو پہچانتا ہے ہلاک نہیں ہوتا۔ آدمی کی قیمت وہ ہے جو اُس کو آراستہ کرے۔ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا، اُس نے خدا کو پہچان لیا۔ آدمی اپنی زبان کے نیچے پوشیدہ ہے۔ جس کی زبان شیریں ہوئی اُس کے ملنے والے زیادہ ہوئے۔ نیک کا احسان شریف کو غلام بنا لیتا ہے۔ کنجوس کے مال کو حادثہ یا وارث کی بشارت دے دو۔ کہنے والے کو نہ دیکھو اُس کے قول کو دیکھو۔ مصیبت کے وقت بے صبری کرنا بہت بڑی مصیبت ہے۔ سرکشی کے ساتھ کامیابی نہیں ہے۔ تکبر کے ساتھ تعریف نہیں ہے۔ تخمہ دکھانے کی حرص کے ساتھ تندرستی نہیں ہے۔ بے ادبی کے ساتھ شرافت نہیں ہے جسد کے ساتھ راحت نہیں ہے۔ بدلہ لینے کے ساتھ سرداری نہیں ہے۔ مشورہ نہ کرنے کے ساتھ ٹھیک رائے نہیں ہے۔ جھوٹے کو مروت نہیں۔ تقویٰ سے بڑھ کر کوئی بزرگی نہیں ہے۔ توبہ

سے بڑھ کر کوئی شفیع فائدہ مند نہیں۔ عافیت سے بہتر کوئی لباس نہیں۔ جہل سے سخت کوئی بیماری نہیں۔ خدا اُس بندے پر رحم کرے جس نے اپنی قدر کو پہچانا اور اپنے مرتبہ سے تجاوز نہ کیا۔ دوبارہ معذرت کرنا گناہ کو یاد دلا دیتا ہے۔ لوگوں کے سامنے نصیحت کرنا رسوا کرنا ہے۔ جاہل کی نعمت مثل اُس باغ کے ہے جو کوڑی پر ہو۔ بے صبری صبر سے زیادہ تھکانے والی ہے سب سے بڑا دشمن وُہ ہے جو پوشیدہ مکر کرے۔ حکمت مومن کی گم شُدہ چیز ہے۔ بخل سب عیوب کا جامع ہے۔ جب تقدیر پیش آتی ہے تدبیر بے کار ہو جاتی ہے۔ خواہش کا بندہ غلام سے ذلیل ہے۔ حاسد اُس پر غصہ ہوتا ہے جس نے کوئی گناہ بھی نہیں کیا۔ گناہ گنہگار کے لیے کافی شفیع ہے۔ نیک بخت وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرے۔ احسان لوگوں کی زبان کو کاٹ دیتا ہے۔ سب سے بڑی محتاجی حماقت ہے۔ سب سے بڑی تونگری عقل ہے حریص ذلت کی قید میں ہے۔ اُس شخص سے کوئی تعجب نہیں جو ہلاک ہو گیا۔ تعجب اُس سے ہے جو بچ گیا، کہ کس طرح بچا۔ عقلیں اکثر لالچ کی بجلیوں کے نیچے ہلاک ہوتی ہیں۔ جب تمہارے پاس نعمتیں پہنچنے لگیں تو ناشکری کر کے بڑی نعمتوں کو نہ بھگا دو۔ جب تم کو دشمن پر قدرت حاصل ہو اُس کے شکریہ میں اُس کو معاف کر دو۔ عاقل کی زبان دل کے تابع ہے۔ اور احمق کا قلب زبان کے آگے ہے۔ کسی نے کوئی بات دل میں نہ چھپائی مگر اُس کے کلمات و بشری سے ظاہر ہو گئی۔ بخیل فقر کو قریب خیال کرتا ہے اور محتاجوں کی طرح زندگی بسر کرتا ہے۔ اور آخرت میں امیروں کی مانند حساب دے گا۔ علم گمناموں کو نامور کرتا ہے۔ اور جہالت ناموروں کو ذلیل کرتی ہے علم مال سے بہتر ہے۔ علم تیری پاسبانی کرتا ہے اور تو مال کی پاسبانی کرتا ہے۔ علم حاکم ہے اور مال محکوم ہے۔ عالم بے عمل اور جاہل عبادت گذار نے میری پُشت کو توڑ ڈالا۔ یہ فتوے دیتا ہے اور اپنی بے عملی سے لوگوں کو نفرت دلاتا ہے۔ اور دوسرا اپنی عبادت سے لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔ سب سے کم قیمت آدمی بے علم ہے۔ کیونکہ آدمی کی قیمت وہی ہے جو اسکو آراستہ کرے۔

کرامات سیّدنا علی رضی اللہ عنہ

صاحب ریاض نے اصبغ سے روایت کی ہے۔ کہ اُنہوں نے کہا ہم حضرت علیؓ کے ساتھ جا رہے تھے کہ آپؓ کا گذر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کے مقام پر ہوُا۔ حضرت علیؓ نے کہا اس جگہ اُن کے اونٹ ٹھہریں گے اور اس جگہ اُن کے پالان رکھے جائیں گے اور اس جگہ اُن کا خون بہایا جائے گا۔ آلِ محمدؐ صلے اللہ علیہ وسلم کے چند نوجوان یہاں شہید ہوں گے جن پر آسمان و زمین روئیں گے۔

جعفر بن محمدؒ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا حضرت علیؓ کے سامنے

دو آدمیوں کا مقدمہ پیش ہوا اور آپؓ ایک دیوار کے نیچے بیٹھ گئے۔ ایک آدمی نے کہا یا امیر المومنین یہ دیوار گرا چاہتی ہے۔ آپ نے کہا جاؤ۔ خدا نگہبان ہے۔ آپ دونوں آدمیوں کا فیصلہ کر کے کھڑے ہی ہوئے تھے کہ فوراً دیوار گر گئی۔

حارث سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا میں حضرت علی ابن ابی طالب کے ساتھ معرکۂ صفین میں تھا۔ شام کے ایک اُونٹ کو میں نے دیکھا کہ وہ آیا اور اپنے سوار اور پالان کو گرا کر صفوں کے اندر گھستا چلا آیا۔ اور حضرت علیؓ کے پاس پہنچ کر اپنی تھوتھنی کو آپ کے سر اور مونڈھے کے درمیان رکھ دیا۔ اور سر اور مونڈھے کو اپنی گردن سے ہلانے لگا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یہ ایک نشانی ہے جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بتائی تھی۔ لوگوں نے اُس دن بہت مستعدی کی اور سخت معرکہ ہوا۔

علی بن زاذان سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ نے ایک حدیث بیان کی۔ ایک آدمی نے آپ کی تکذیب کی۔ آپؓ نے کہا اگر میں سچا ہوں تو تجھ پر بددُعا کروں؟ اُس نے کہا ہاں آپ نے اُس پر بددعا کی۔ وہ لوٹنے بھی نہ پایا، کہ اُس کی آنکھ جاتی رہی۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے حضرت علیؓ کے بلانے کو بھیجا۔ میں اُن کے گھر پر گیا اور آواز دی، کچھ جواب نہ آیا۔ میں چلا آیا اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر دی۔ آپؐ نے کہا پھر جاؤ اور اُن کو پکارو۔ وہ گھر میں ہیں۔ میں پھر اُن کے وہاں گیا، اور آواز دی۔ چکی چلنے کی آواز آتی تھی میں نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا، تو چکی چل رہی تھی، اور اُس کے پاس کوئی نہ تھا۔ میں نے پھر اُن کو آواز دی، وُہ میرے پاس آئے۔ میں نے اُن سے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم آپؓ کو بلاتے ہیں۔ وہ آئے۔ پھر میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف اور وہ میری طرف برابر دیکھتے رہے۔ پھر کہا اے ابوذرؓ تمہارا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک عجیب بات دیکھ کر تعجب ہوا۔ میں نے حضرت علیؓ کے گھر میں دیکھا چکی چل رہی ہے اور اُس کے پاس چلانے والا کوئی نہیں ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے ابوذر خدا کے کچھ فرشتے زمین میں پھرا کرتے ہیں خدا نے اُن کو آل محمدؐ کی اعانت پر مقرر کر دیا ہے۔

فضالہ بن ابی فضالہ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا میں اپنے والد کے ساتھ ینبع کی طرف حضرت علیؓ کی اعانت کرنے گیا۔ وہ بیمار تھے۔ میرے والد نے اُن سے کہا تم کیوں ایسی جگہ رہتے ہو کہ اگر مر جاؤ تو یہاں سوا اعراب جہنیہ کے اور کوئی گور و کفن کرنے والا بھی نہیں۔ آپ مدینہ چلو اگر وہاں انتقال ہوا تو تمہارے اصحاب تمہارا گور و کفن کریں گے۔ اور تمہاری نماز پڑھیں گے۔ ابوالفضالہؓ اہل بدر میں تھے۔ حضرت علیؓ نے کہا میں اس درد سے نہ

مروں گا۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد کیا ہے کہ میں اُس وقت تک نہ مروں گا کہ میرے تلوار کا زخم لگایا جائے۔ اور میری ڈاڑھی میرے سر کے خون سے تر ہو۔ ابو فضالہؓ آپ ہی کی طرف سے صفین میں شہید ہوئے۔

ابو عمر نے عبیدہ سے روایت کی ہے کہ اُنھوں نے کہا حضرت علیؓ جب ابن ملجم کو دیکھتے یہ شعر پڑھتے: ؎ ارید حیاتہ و یرید قتلی ٭ غدیرک من خلیلک من مراد۔ (یعنی میں اس کی زندگی چاہتا ہوں اور وہ میرے قتل کا ارادہ کرتا ہے۔ قبیلہ مراد سے کسی ایسے دوست کو لا جو تیرا عذر بیان کرے)

آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ بد ترین اُمت کو کون چیز مانع ہے یا کس بات کا انتظار کرتا ہے کہ اس ڈاڑھی کو سر کے خون سے لال کرے۔ اور کہتے تھے خدا کی قسم یہ ڈاڑھی اس سر کے خون سے ضرور خضاب آلود ہوگی۔ وہ خضاب خون کا ہوگا۔ عطر و عنبر کا نہ ہوگا۔

احیاء علوم دینیہ میں سے آپ نے قرآن مجید کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں جمع اور مرتب کر لیا تھا۔ لیکن تقدیر نے اس کی اشاعت کا موقعہ نہ بخشا۔

ابو عمر نے محمد بن کعب قرظی سے روایت کی ہے کہ اُنھوں نے کہا جن لوگوں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ کی حیات میں قرآن مجید جمع کیا تھا وہ مہاجرین میں سے حضرت عثمان بن عفانؓ، حضرت علیؓ ابن ابی طالب، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ اور غیر مہاجرین میں سے ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ کے غلام سالم ہیں۔

پھر تابعین میں سے کچھ لوگوں نے قرآن پاک کی اُن سے روایت کی ہے اور اُن لوگوں کی روایت اس وقت تک باقی ہے۔

بغوی نے شرح السنہ میں لکھا ہے کہ قراء مشہورہ نے اپنی قرائتوں کو صحابہ سے منسوب کیا ہے۔ عبد اللہ بن کثیر اور نافع ابی بن کعب کی طرف اور عبد اللہ بن عامر عثمان بن عفان کی طرف اور عاصم علی و عبد اللہ بن مسعود و زید کی طرف اور حمزہ عثمان و علی کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور ان لوگوں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پڑھا ہے۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ پورا قرآن پاک رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی مقدس زندگی میں لوگوں کے سینہ میں مجموع و محفوظ تھا۔

حضرت علیؓ حفاظ حدیث و مکثرین صحابہ میں سے ہیں۔ بادی النظر میں چھ سو کے قریب حدیثیں کتب معتبرہ میں مرفوعاً آپؓ کی روایت سے موجود ہیں۔ اور حقیقت میں آپ کے مرفوعات ہزار سے زیادہ ہیں۔ اس مبحث کو ہم حضرت فاروق اعظمؓ کے تذکرہ میں ذکر کر چکے ہیں اُس کی طرف رجوع کرو۔

بعض ابواب حدیث ایسے ہیں جن کی بابت آپ سے پہلے کسی نے روایت نہیں کی تھی۔ آپ اُن ابواب کے پہلے کھولنے والے ہیں۔

منجملہ اُن کے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا حلیہ اور آنحضرت صلعم کی شبانہ روز گذری اوقات کی کیفیت ہے۔

ترمذی نے حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے بہت بڑی حدیث بیان کی ہے جس کے بعض طرق ضعیف بھی ہیں۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ یہود حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور کہا ہم سے اپنے صاحبؐ کا حلیہ بیان کرو۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا اے گروہ یہود میں اُن کے ساتھ غار میں اس طرح تھا جیسے کہ یہ دو اُنگلیاں ہیں۔ اور میں اُن کے ساتھ کوہ حرا پر چڑھا ہوا تھا میری کمر آپؐ کی کمر مبارکؐ سے ملی ہوئی تھی۔ لیکن آپؐ کا وصف بیان کرنا دشوار ہے یہ حضرت علیؓ ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوسکتا ہے، اُن کے پاس جاؤ۔ وہ لوگ حضرت علیؓ ابن ابی طالب کے پاس آئے اور کہا اے ابوالحسنؓ ہم سے اپنے چچا کے بیٹےؐ کا وصف بیان کرو۔ اُنہوں نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نہ حد سے زیادہ لمبے اور نہ پستہ قامت بلکہ میانہ قد سُرخ وسفید تھے۔ آپؐ کے بال مبارکؐ گھونگر والے تھے لیکن زیادہ چھلے دار نہ تھے۔ آپؐ بالوں کو دونوں کانوں کی طرف چھوڑتے تھے۔ آپؐ کشادہ پیشانی اور سیاہ وبڑی آنکھ والے تھے۔ سینہ مبارکؐ پر باریک خط، دندان مبارکؐ چمکدار، ناکؐ بلند، گردن مبارکؐ گویا چاندی کی صراحی تھی۔ آپؐ کے سینہ مبارک سے ناف تک مثل سیاہ مشک کی لکیر کے سیاہ بال تھے اور اُن کے سوا آپؐ کے جسم مبارکؐ اور سینہ پر کہیں بال نہ تھے۔ آپؐ کی ہتھیلیوں اور قدموں پر گوشت تھا۔ آپؐ جب چلتے، جھک کر چلتے۔ گویا بلندی سے نیچے اُتر رہے ہیں۔ اور جب کسی طرف دیکھتے پورے بدن سے مُڑ کر دیکھتے۔ گوشہ چشم نہ دیکھتے۔ جب کھڑے ہوتے سب سے بڑھ جاتے، اور جب بیٹھتے، سب سے اُونچے رہتے۔ جب بات کرتے لوگوں کو دم بخود کردیتے، اور جب تقریر کرتے رُلا دیتے۔ لوگوں پر سب سے زیادہ رحمدل تھے۔ یتیم کے لیے مثل مہربان باپ اور بیواؤں کے لیے مثل بزرگ شوہر کے، سب سے زیادہ سخی وشجاع اور خوش رو تھے۔ آپ کا لباس گلیم اور کھانا جَو اور تکیہ چرمی کھجور کے چھلکوں سے بھرا ہوا چارپائی ببول کی کھجور کے بان سے بُنی ہوئی تھی۔ آپؐ کے دو عمامے تھے ایک کا نام سحاب، دوسرے کا نام عقاب تھا۔ آپؐ کی تلوار کا نام ذوالفقار اور نشان کا عزا۔ اور اونٹنی کا عضباء اور خچر کا دُلدُل اور حمار کا یعفور اور گھوڑے کا بحر اور بکری کا برکہ اور چھڑی کا ممشوق اور لوار کا حمد تھا۔ آپؐ اونٹوں کو باندھتے اور پانی بھرنے والے اونٹوں کو چارہ دیتے اور پیوند لگاتے اور جوتی ٹانکتے تھے۔

منجملہ اُن کے نماز مناجات ہے جو مناجات کی لذت پیدا کرنے میں بے حد مفید ہے۔ جس نے اُن پر مواظبت کی، اُس کی نورانیت کو جان لیا۔ اور جس نے نہیں مواظبت کی اُس نے نہ جانا۔ ترمذی وغیرہ نے اس کو لبسط کے ساتھ اعرج سے اُنہوں نے عبید اللہ ابن ابی رافع سے اُنہوں نے حضرت علیؓ سے نقل کیا ہے۔

منجملہ اُن کے نوافل یومیہ مثل نماز چاشت و زوال وغیرہ کے جو ابواب تصوف کا ایک بہت مفید باب ہے۔

احمدؒ نے عاصم بن ضمرہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نوافل یومیہ کا حال دریافت کیا۔ حضرت علیؓ نے کہا، تم سے نہ ہو سکیں گی۔ میں نے کہا آپ بیان فرمائیے۔ ہم بقدرِ طاقت اُن میں سے اختیار کرلیں گے۔ آپ نے کہا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز پڑھ کر تھوڑی دیر سکون فرماتے جب آفتاب مشرق کی طرف سے اس قدر بلند ہوتا جتنا کہ مغرب کی طرف عصر کی نماز کے بعد رہ جاتا ہے، تو آپؐ کھڑے ہوکر دو رکعتیں پڑھتے۔ پھر تھوڑی دیر انتظار کرتے۔ جب آفتاب مشرق کی طرف اتنا بلند ہوتا جتنا ظہر کے وقت مغرب کی طرف ہوتا ہے، آپؐ اُٹھ کر چار رکعتیں پڑھتے۔ اور جب زوال آفتاب ہوتا، چار رکعتیں ظہر سے پہلے اور دو بعد پڑھتے اور چار رکعتیں عصر سے پہلے دو سلاموں سے پڑھتے۔ اور سلام میں ملائکہ مقربین اور انبیاء کرام و مومنین و مسلمین کی نیت کرتے۔ راوی کہتا ہے حضرت علیؓ نے کہا یہ سولہ رکعتیں ہیں جو آپؐ دن میں قطوعاً پڑھا کرتے تھے۔ اور اس پر مواظبت کرنے والے بہت کم ہیں۔

مسایل فتاویٰ و احکام کے متعلق آپ سے بہت کچھ منقول ہے۔ امام شافعیؒ کی کتابوں اور مصنف عبدالرزاق و مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ میں اس کا بہت بڑا حصہ مذکور ہے۔

توحید و صفات کے بیان میں آپ بہت فصیح اللسان تھے۔ یہ بیان آپ کے خطبات میں ملتا ہے۔ اور کبار صحابہ میں آپ اس بیان میں یکتا ہیں۔ گویا توحید و صفات کے باب میں آپ پہلے متکلم ہیں۔ آپ اس بیان میں انبیاء کے طریقہ سے بالکل باہر نہ ہوئے۔ متاخرین بھی اس راہ پر چلے لیکن دائیں بائیں ہو گئے۔

تصوف کے باب میں آپ سمندر ناپیدا کنار تھے۔ لیکن خلافت کے زمانہ میں لڑائیوں میں مشغول ہونے کی وجہ سے اس کو بیان نہ کر سکے۔ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اصول و بلاء میں ہمارے شیخ حضرت علی مرتضیٰ رضؓ ہیں۔

خطبوں میں فصاحت و بلاغت آپ ہی کی ایجاد ہے۔ خلفاء سابقہ اس کی طرف متوجہ نہیں ہوئے۔

آپ شیخین کے زمانہ میں مسائل دینی میں مشیر اور انتظام میں وزیر تھے۔ وہ لوگ بھی آپ کی

بہت تعظیم و توقیر کرتے تھے۔ اور آپ کے مناقب و فضایل بیان کرتے رہتے۔ ہم کچھ اُن کا کلام اس مقام پر ذکر کرتے ہیں۔ جاننا چاہیے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سے آپ کی آخر عمر تک، جو واقعات پیش آئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن تمام واقعات اور اُن کے اصول سے مطلع فرما دیا تھا۔

غنیۃ الطالبین میں مذکور ہے کہ حضرت علی مرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا نبی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے رحلت فرمانے سے پہلے ہم سے فرما دیا تھا کہ خلافت آپؐ کے بعد حضرت ابوبکرؓ کو پھر حضرت عمرؓ کو پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پھر مجھ کو ہوگی لیکن مجھ پر پوری طرح نہ جمع ہوگی۔

یہ حدیث اگرچہ بظاہر غریب معلوم ہوتی ہے۔ لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تصریحات و تلویحات کو جو مشائخ ثلاثہ کی خلافت کے متعلق ہیں اور جن کا شمار پچاس سے زیادہ ہے ملاحظہ کرنے سے اس حدیث کے پہلے حصہ کی غرابت دُور ہو جاتی ہے۔ اور دوسرے جملہ یعنی "فلا یجتمع علیّ" کے متعلق شواہد کچھ ذی النورینؓ کے تذکرہ میں گزر چکے اور کچھ ہم یہاں درج کرتے ہیں۔

احمدؒ نے فضالہ بن ابی فضالہ انصاری (ابوفضالہ اہل بدر میں سے ہیں) سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا میں اپنے باپ کے ساتھ حضرت علیؓ کی عیادت کے لیے گیا حضرت علیؓ بیماری کی وجہ سے بہت ثقیل ہو گئے تھے۔ میرے باپ نے اُن سے کہا تم یہاں کیوں قیام کرتے ہو۔ اگر تمہارا یہاں انتقال ہو جائے تو سوا اعراب جہینہ کے اور کوئی گور و کفن کرنے والا بھی نہیں۔ مدینہ میں چلو اگر وہاں تمہارا انتقال ہؤا، تو تمہارے اصحاب تمہارا گور و کفن کریں گے اور تمہاری نمازیں پڑھیں گے۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد کیا ہے کہ میں اس وقت تک نہ مروں گا کہ حاکم بنایا جاؤں اور میری یہ ڈاڑھی میرے سر کے خون سے تر ہو۔ اور آپؓ شہید کیے گئے اور آپؓ کے ساتھ صفین میں ابوفضالہ بھی شہید ہوئے۔

احمدؒ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا، کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپؐ کے بعد کس کو خلیفہ بنائیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر تم ابوبکرؓ کو خلیفہ بناؤ گے تو اُن کو ہدایت کرنے والا امانت دار دُنیا سے بے رغبت اور آخرت میں راغب پاؤ گے۔ اور اگر عمرؓ کو خلیفہ بناؤ گے تو ان کو قوی امانتدار خدا کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرنے والا پاؤ گے۔ اور اگر علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو خلیفہ بناؤ گے اور مجھے اُمید نہیں کہ تم ایسا کرو۔ تو اُن کو ہدایت کرنے والا، ہدایت پر ثابت قدم پاؤ گے۔ اور وہ تم کو سیدھی راہ پر لے چلیں گے۔

خصائص میں ہے کہ طبرانی و ابونعیم نے جابر بن سمرہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا، رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعٰ عنہ سے فرمایا تم امیر بنائے جاؤ گے اور تم مقتول ہو گے۔ اور یہ ڈاڑھی اس سر کے خون سے رنگین ہوگی۔

حاکم نے حضرت علی رضی اللہ تعٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جن باتوں کا مجھ سے عہد کیا ہے اُن میں سے ایک یہ بھی ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اُمت مجھ کو برا جانے گی۔

حاکم نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعٰ عنہ سے فرمایا تم کو میرے بعد جہد و مشقت پیش آئے گی۔ حضرت علی رضی اللہ تعٰ عنہ نے کہا میرے دین کی سلامتی کے ساتھ؟ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ ہاں تمہارے دین کی سلامتی کے ساتھ۔

ابو یعلےٰ نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم میرا ہاتھ پکڑے مدینہ کے راستہ میں جا رہے تھے، کہ ایک باغ پر پہنچے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہ باغ کیسا اچھا ہے۔ آپؐ نے فرمایا جنت میں تمہارے لیے اس سے اچھا ہے۔ یہ دوسرے باغ سے گزرے۔ اور میں نے کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیا اچھا باغ ہے۔ آپؐ نے فرمایا تمہارے لیے جنت میں اس سے بہتر ہے۔ یہاں تک کہ سات باغوں پر گزر ہوا اور میں ہر مرتبہ یہی کہتا" یہ کیا اچھا باغ ہے اور آپؐ فرماتے تمہارے لیے جنت میں اس سے بہتر ہے۔ جب آبادی ختم ہو گئی اور راستہ خالی ہو گیا، آپؐ نے مجھے گلے سے لگا لیا اور بہت روئے میں نے کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم، آپؐ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لوگوں کے دلوں میں کینے ہیں، وہ میرے بعد تم سے ظاہر کریں گے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میرے دین کی سلامتی کے ساتھ؟ آپؐ نے فرمایا، تمہارے دین کی سلامتی کے ساتھ۔

احمدؒ نے ایاس بن عمرو اسلمی سے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعٰ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کی ہے، کہ میرے بعد امیروں کا اختلاف ہوگا اگر تم بچ سکتے ہو تو بچو۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بہت سی احادیث میں بیان فرمایا جو متعدد و متواتر طریقہ سے مروی ہیں کہ حضرت مرتضیٰ رضؓ پر اُمت جمع نہ ہوگی۔

منجملہ اُن کے یہ حدیث کہ "خلافت مدینہ میں ہے اور ملک شام میں"

اسی سلسلہ میں وہ حدیثیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عثمان رضؓ کے بعد خلافت منقطع

ہو جائے گی۔ ہم اُن میں سے بہت سی حدیثوں کو اوپر ذکر کر چکے ہیں۔

خصائص میں ہے کہ بزار و بیہقی نے ابوالدرداء سے روایت کی (اور بیہقی نے تصحیح بھی کی ہے) کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے سرہانے سے چند ستون نکلے۔ مجھے خیال ہوتا تھا کہ اُن پر سونا چڑھا ہے۔ میں برابر اُن کو دیکھتا رہا یہاں تک کہ وہ شام میں قائم کیے گئے۔ اور ایمان شام میں فتنے واقع ہونے تک غالب نمایاں رہے گا۔ اسی کے مثل حضرت عمر بن خطاب و ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔

اس کے بعد آپ نے واقعہ جمل سے خبر دی۔ ابوبکر و ابو یعلیٰ اور احمد وغیرہم نے قیس بن حازم سے روایت کی ہے (یہ الفاظ ابو یعلےٰ کے ہیں) کہ اُنھوں نے کہا حضرت عائشہ رضہ کا گذر بنو عامر کے چشمہ حواب پر ہوا۔ کتوں نے بھونکنا شروع کیا۔ حضرت عائشہؓ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا بنی عامر کا چشمہ ہے۔ آپؓ نے فرمایا مجھے واپس کر دو، مجھے واپس کر دو۔ میں نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپؐ فرماتے تھے، تمہارا کیا حال ہو گا جب تم میں سے ایک پر حواب کے کُتّے بھونکیں گے۔

حاکم نے یحییٰ بن سعید سے اُنھوں نے ولید بن عیاش سے اُنھوں نے ابراہیم سے اُنھوں نے علقمہ سے روایت کی ہے کہ اُنھوں نے کہا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہم سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم کو سات فتنوں سے ڈراتا ہوں۔ جو میرے بعد ہوں گے۔ ایک فتنہ مدینہ سے اُٹھے گا اور ایک مکہ سے۔ اور ایک شام سے اور ایک مشرق سے اور ایک مغرب سے اور ایک وسط شام سے۔ اور یہ سفیانی ہے۔ راوی کہتا ہے۔ ابن مسعود رضہ نے کہا تم میں سے بعض لوگ اول فتنہ کو دیکھیں گے اور اس امت سے بعض لوگ آخر میں فتن کو دیکھیں گے۔ ولید بن عیاش کہتے ہیں مدینہ کا فتنہ طلحہ و زبیر کی طرف سے تھا۔ اور مکہ کا فتنہ عبداللہ بن زبیر کی طرف سے، اور شام کا فتنہ بنی اُمیہ سے اور مشرق کا فتنہ ان لوگوں کی طرف سے۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صفین کے واقعہ سے خبر دی۔ شیخان نے حضرت ابو ہریرہ رضہ سے روایت کی ہے کہ اُنھوں نے کہا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اُس وقت تک قایم نہ ہوگی کہ دو بڑے گروہ لڑیں اور اُن دونوں میں قتل عام ہو۔ اور دونوں کا دعویٰ ایک ہو۔ اس کلمہ سے اس بات کی طرف اشارہ ہے، کہ اہل شام نے قرآن بلند کیا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان قرآن ہے۔ اور حضرت علیؓ نے فرمایا یہ قرآن خاموش ہے اور میں قرآن ناطق ہوں۔

پھر آپ نے تحکیم کے واقعہ سے خبر دی۔ خصائص میں ہے کہ بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ اُنھوں نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

بنی اسرائیل میں اختلاف ہوا اور برابر اختلاف رہا۔ یہاں تک کہ انہوں نے دو آدمیوں کو پنچ بنا کر بھیجا۔ وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ اور اُس اُمت میں بھی اختلاف ہوگا اور برابر اختلاف چلا جائے گا۔ یہاں تک کہ دو پنچ مقرر کریں گے۔ اور دونوں راہ بہک جائیں گے۔ اور جو اُن کی پیروی کرے گا، وہ بھی گمراہ ہوگا۔ یہاں ضلالت سے یہ مراد ہے کہ دونوں نے اجتہاد سے خطا کی۔ اور اُن کی پیروی کرنے والوں کی گمراہی سے یہ مطلب ہے کہ یہ خطا بہت سے مفاسد کا سبب بنی۔

منجملہ اُن مفاسد کے ایک یہ کہ خلافت مہاجرین اول سے نکل کر اور قریشیوں تک پہنچ گئی۔ اور خارجی پیدا ہو گئے۔ جو یہ کہتے تھے کہ خدا کے دین میں تحکیم درست نہیں ہے۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہروان کے واقعہ سے آگاہ کیا۔ اور یہ متواتر حدیث ہے۔ احمدؒ نے عبید اللہ بن عیاض بن عمرو قاری سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے کہا، ہم حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کے پاس بیٹھے تھے کہ عبد اللہ بن شداد حضرت علی رضؓ کے قتل کے بعد عراق سے واپس ہو کر آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ حضرت عائشہ رضؓ نے پوچھا اے عبد اللہ بن شداد اگر میں تم سے ایک بات پوچھوں تو تم سچ بیان کرو گے؟ عبد اللہ نے کہا ہاں۔ آپ نے کہا تم لوگوں کا حال بیان کرو جن کو حضرت علی رضؓ نے قتل کیا۔ عبد اللہ نے کہا جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معاویہ سے خط وکتابت کی اور حکمین مقرر ہوئے۔ آٹھ ہزار قاری اُن کی مخالفت میں نکلے اور کوفہ کے کنارے مقام حروراء میں جمع ہوئے۔ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملامت کی۔ اور کہا تم نے اُس کرتے کو اُتار دیا جو تم کو خدا نے پہنایا تھا۔ اور اس نام سے الگ ہو گئے جو خدا نے رکھا۔ پھر تم نے دین خدا کے معاملہ میں حکم مقرر کیا۔ خدا کے سوا کسی کا حکم نہیں ہے۔ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات سُنی جس کی وجہ سے انہوں نے عتاب کیا اور اُن سے الگ ہو گئے حکم فرمایا کہ اعلان کر دیا جائے کہ سوا اہل قرآن کے اور کوئی امیر المومنین رضؓ کے پاس نہ آوے۔ جب گھر قاریوں سے بھر گیا، آپ نے لوگوں کے سامنے قرآن منگوایا۔ اور اس پر ہاتھ مار کر کہنے لگے، اے مصحف لوگوں سے بیان کر۔ لوگوں نے آواز دی اے امیر المومنین آپ رضؓ مصحف سے کیا پوچھتے ہیں۔ وہ تو کاغذ و روشنائی ہے۔ اور جو اُس میں ہے ہم اُس کو بیان کرتے ہیں۔ آپ کیا چاہتے ہیں؟ آپ نے کہا تمہارے یہ اصحاب جنہوں نے مجھ پر خروج کیا ہے اُن کے اور میرے درمیان خدا کی کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ ایک مرد و عورت کے معاملہ میں کہتا ہے کہ: "وان خفتم شقاق بينهما فابعثوا حكمًا من اهله وحكمًا من اهلها ان يريدا اصلاحا يوفق الله بينهما" ترجمہ: "اور اگر ان دونوں کے درمیان اختلاف کا خوف ہو تو ایک حکم شوہر کے اہل سے اور ایک عورت کے اہل سے بھیجو۔ اگر

وہ دونوں صلح کرانے کا ارادہ کریں گے تو خدا اُن دونوں کو توفیق دے گا) پس اُمت محمدیہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک عورت و مرد کے خون و حُرمت سے بہت بڑی ہے۔ تم مجھ پر اس بات کو ناپسند کرتے ہو کہ میں نے معاویہ سے صلح کر لی۔ حالانکہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں صلح نامہ لکھوایا، مَیں آپؐ کے ساتھ تھا۔ اور میں ہی اس کا کاتب تھا۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے لکھوایا "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم"۔ سہیل نے کہا میں "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" نہ لکھوں گا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم کس طرح لکھو گے؟ اُس نے کہا میں "باسمک اللھم" لکھوں گا۔ پھر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے لکھوایا مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ سہیل نے کہا اگر ہم جانتے کہ تم خدا کے رسولؐ ہو، تو تمہاری مخالفت نہ کرتے۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے لکھوایا:۔ "ھٰذا ما صالح علیہ محمدؐ ابن عبد اللہ قریشا"۔ یعنی اس پر مُحمّد بن عبد اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) نے قریش سے صلح کی"۔ اللہ تعالےٰ اپنی مقدس کتاب میں ارشاد فرماتا ہے:۔ "لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الآخر"۔ ترجمہ:۔ تمہارے یعنی اُن لوگوں کے لیے جو خدا اور روز آخرت کی اُمید رکھتے ہیں۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم میں (پیروی کا) نیک نمونہ ہے"۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خارجیوں کی طرف حضرت عبد اللہ بن عباس کو بھیجا۔ راوی کہتا ہے میں بھی اُن کے ساتھ گیا۔ جب ہم اُن کے وسط لشکر میں پہنچے، ابن کوار نے کھڑے ہو کر بیان کیا، اے حاملان قرآن یہ عبد اللہ بن عباسؓ ہیں جو ان کو نہ پہچانتا ہو سو ہم اُن کو قرآن سے پہچنوائے دیتے ہیں۔ کہ یہ اُن لوگوں میں سے ہیں۔ جن کی بابت اور جن کی قوم کی بابت خدا نے یہ فرمایا ہے کہ "قوم خصمون"، (جھگڑا کرنے والے لوگ ہیں) اُن کو ان کے صاحب (علیؓ) کے پاس لوٹا لاؤ۔ اور قرآن سے ان کے ساتھ مقابلہ نہ کرو۔ ان کے خطیبوں نے اُٹھ کر بیان کیا، کہ خدا کی قسم ہم ان سے بذریعہ کتاب اللہ ضرور مقابلہ کریں گے اگر یہ حق بات کہیں گے تو ان کی پیروی کریں گے۔ اور اگر غلط بیان کریں گے تو ہم اُن کی غلط بیانی کی وجہ سے ان کی سرزنش کریں گے۔ اور ان لوگوں نے تین دن تک عبد اللہ بن عباس سے کتاب اللہ میں مناظرہ کیا اور خارجیوں میں سے چار ہزار تائب ہو گئے۔ انہی تائبین میں عبد اللہ بن کوار بھی تھا۔ عبد اللہ نے ان لوگوں کو کوفہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے پیش کیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باقی ماندہ لوگوں کو کہلا بھیجا کہ ہمارا اور لوگوں کا جو کچھ معاملہ ہے اس کو تم دیکھ رہے ہو۔ اُس وقت کہ مسلمان متفق ہوں۔ جہاں تمہارا دل چاہے، قیام کر لو۔ اور قتل ناحق اور ڈاکہ زنی اور ذمیوں پر ظلم کرنے سے باز رہو۔ اگر تم نے ایسا کیا، تو ہم تم پر جہاد کریں گے۔ کیونکہ خدا خیانت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا، اے ابن شداد پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کو قتل کر ڈالا؟ ابن شداد نے کہا خدا کی قسم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن پر چڑھائی نہیں کی۔ مگر جبکہ

اُنہوں نے راہزنی، قتل اور ذمیوں کے خون کو مباح کر لیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رض نے تعجب کیا۔ ابن شداد نے کہا خدا کی قسم ایسا ہی ہوا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا اہل عراق ذوالثدی ذوالثدی کہا کرتے ہیں، یہ کون تھا؟ ابن شداد نے کہا میں نے اُس کو دیکھا ہے میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مقتولین میں اس کے پاس کھڑا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو بُلایا اور پوچھا تم اس کو جانتے ہو؟ کسی نے اس سے زیادہ نہ بیان کیا کہ ہم نے فلاں قبیلہ کی مسجد میں اُس کو بھی نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ حضرت عائشہ رض نے پوچھا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کے پاس کھڑے ہو کر کیا کہا تھا؟ اہل عراق تو بہت کچھ بیان کرتے ہیں۔ ابن شداد نے کہا میں نے اُن کو یہ کہتے سُنا کہ "صدق اللہ و رسولہ" (خدا اور اُس کے رسولؐ نے سچ کہا۔) حضرت عائشہ رض نے پوچھا، تم نے اس کے سوا اور کچھ بھی اُن کو کہتے سُنا؟ اُنہوں نے کہا نہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رض نے کہا ہاں خدا اور اُس کے رسولؐ نے سچ کہا۔ خدا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رحم کرے، اُن کی عادت تھی کہ جب کسی عجیب بات کو دیکھتے، کہتے صدق اللہ و رسولہ۔ اور اہل عراق نے اُن پر جھوٹ باندھا ہے اور بات کو بہت بڑھا دیا۔

احمدؒ نے طارق بن زیاد سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا ہم حضرت علیؓ کے ساتھ خارجیوں کی طرف گئے۔ آپ نے اُن کو قتل کیا۔ پھر کہا، دیکھو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عنقریب ایک قوم خروج کرے گی جو حق کہتے ہوں گے یا تکلم کریں گے۔ لیکن حق اُن کے حلقوم سے نیچے نہ اُترے گا۔ وہ حق سے ایسے نکل جائیں گے، جیسا کہ تیر کمان سے۔ اُن کی علامت یہ ہے کہ اُن میں ایک سیاہ کوتاہ دست آدمی ہو گا اُس کے ہاتھ میں چند سیاہ بال ہوں گے۔ اگر یہ وہی ہیں تو تم نے بدترین لوگوں کو قتل کیا ہے۔ اور اگر وہ نہیں ہیں تو تم بہترین کے قاتل ہو۔ پھر سب رونے لگے۔ پھر آپ نے کہا تلاش کرو۔ ہم نے تلاش کیا وہ کوتاہ دست ملا۔ ہم سب اور ہمارے ساتھ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سجدہ میں گر پڑے۔

پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خارجی کے ہاتھ سے آپ کی شہادت کی خبر دی۔

حاکم نے ابو الاسود مکی سے اُنہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا میں عراق کے ارادہ سے رکاب میں قدم رکھ چکا تھا، کہ عبداللہ ابن سلام آئے۔ اور کہا عراق نہ جاؤ۔ اگر تم وہاں جاؤ گے، تم کو تلوار کی نوک لگے گی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، خدا کی قسم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم یہ مجھ سے پہلے ہی فرما چکے تھے۔ ابو الاسود کہتے ہیں مجھے بہت تعجب ہوا۔ اور

میں نے اپنے دل میں کہا کہ آج کا ایسا واقعہ کبھی نہیں دیکھا، کہ لڑنے والا آدمی لوگوں سے اس طرح بیان کرے۔

حاکم نے زید بن وہب سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا حضرت علی رضی اللہ تعٰ عنہ بصرہ کے ایک وفد کے پاس آئے۔ اُن میں ایک آدمی جعد بن بعجہ نامی خارجی تھا۔ اُس نے حمد و ثنار کے بعد کہا اے علی خدا سے ڈرو تم کو بھی ایک دن مرنا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعٰ عنہ نے کہا نہیں بلکہ میں مقتول ہوں گا۔ ایک تلوار اس سر پر پڑے گی جس سے یہ ڈاڑھی رنگی جائے گی۔ یہ حکم ہو چکا ہے اور عہد مقرر ہے۔ اور جھوٹ باندھنے والا ناکام ہے۔ پھر اُس نے حضرت علی رضی اللہ تعٰ عنہ کے لباس پر اعتراض کیا اور کہا کاش تم اس سے اچھا لباس پہنا کرتے۔ آپ نے فرمایا میرا یہ لباس کبر سے دُور ہے، اور اس لائق ہے کہ مسلمان میری اقتدا کریں۔

حاکم نے انس بن مالک رضی اللہ تعٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا، حضرت علی رضی اللہ تعٰ عنہ بیمار تھے۔ میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اُن کی عیادت کو گیا۔ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعٰ عنہما اُن کے پاس بیٹھے تھے، وہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر ہٹ گئے۔ یہاں تک کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے۔ پھر اُن دونوں نے ایک دوسرے سے کہا میں خیال کرتا ہوں کہ یہ نہ بچیں گے۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مقتول ہو کر مریں گے۔ اور اُس وقت تک نہ مریں گے کہ غصہ سے بھر جائیں۔

حاکم نے طویل حدیث میں عمار بن یاسر رضی اللہ تعٰ عنہ سے روایت کی ہے، کہ اُنہوں نے کہا غزوہ ذی العسیر میں میں حضرت علی رضی اللہ تعٰ عنہ کے ہمراہ تھا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم سے دو بدترین آدمیوں کو نہ بیان کر دوں؟ ہم نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم)، آپ نے فرمایا، ایک ثمود کا احیمر جس نے اونٹنی کا پاؤں کاٹا۔ اور دوسرا اے علیؓ وہ ہے جو تمہاری پیشانی پر تلوار مارے گا۔ یہاں تک کہ اُس کے خون سے ڈاڑھی تر ہو جائے گی۔

پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعٰ عنہ اور امیر معاویۃ کی صلح کی خبر دی۔

بخاری نے حسن سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا میں نے حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے سُنا وہ کہتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم خطبہ بیان فرما رہے تھے، کہ حضرت حسن رضی اللہ تعٰ عنہ آ گئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا یہ بیٹا سردار ہے اور شائد خدائے عزوجل اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرا دے :

پھر آپؐ نے معاویہ کے مستقل بادشاہ ہونے کی خبر دی۔ خصائص میں ہے کہ ابن ابی شیبہ نے معاویہ سے روایت کی ہے کہ اُنھوں نے کہا، رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے معاویہ اگر تم بادشاہ ہوئے تو احسان کیجیو۔ میں برابر خلافت کی اُمید کرتا رہا۔

بیہقی نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ اُنھوں نے کہا معاویہ کہتے تھے، خدا کی قسم سوا نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس قول کے کہ "اے معاویہ اگر تُو والی ہو تو خدا سے ڈر، اور عدل کر"۔ اور کسی نے مجھ کو خلافت پر نہ اُبھارا۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کی وجہ سے میں برابر خیال کرتا رہا کہ میں اس کام میں مُبتلا ہوں گا۔

طبرانی نے عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے معاویہ سے کہا، تمہارا کیا حال ہوگا۔ اگر خدا تم کو خلافت کا کُرتہ پہنائے۔ اُم حبیبہ نے کہا، یا رسول اللہ "صلے اللہ علیہ وسلم" کیا خدا میرے بھائی کو خلافت کا کرتہ پہنائے گا؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ لیکن اُس میں بُرائی ہے، اور بُرائی ہے، اور بُرائی ہے۔

ابن عساکر نے عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاویہ خدا تم کو اس اُمت کا والی کرے گا۔ دیکھو تم کیا کرتے ہو۔ اُم حبیبہؓ نے کہا میرے بھائی کو یہ بات حاصل ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ اور اُس میں برائی ہے اور بُرائی ہے، اور برائی ہے۔

احمدؒ نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاویہ اگر تم کسی کام کے والی ہو، تو خدا سے ڈرنا۔ اور عدل کرنا۔ معاویہ کہتے ہیں، رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کی وجہ سے میں ہمیشہ خیال کرتا رہا، کہ میں اس کام میں مُبتلا کیا جاؤں گا۔ یہاں تک کہ مُبتلا ہو گیا۔ ابو یعلےٰ نے بھی معاویہ کی روایت سے ایسا ہی بیان کیا ہے۔

ابن عساکر نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اُنھوں نے معاویہ سے روایت کی ہے کہ اُنھوں نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تم میرے بعد قریب ہی میری اُمت کے والی ہوگے۔ پس جب ایسا ہو تو اُن کے نیکوکاروں کو مقبول کرنا۔ اور بُرائی کرنے والوں سے در گزر کرنا۔ اس وقت سے میں برابر اس کی اُمید کرتا رہا یہاں تک کہ اُس مقام پر قائم ہو گیا۔

دیلمی نے حضرت حسنؓ بن علیؓ سے روایت کی ہے کہ اُنھوں نے کہا میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سُنا وہ کہتے تھے میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم

سے سُنا آپؐ فرماتے تھے کہ دن و رات اُس وقت تک نہ فنا ہوں گے کہ معاویہ بادشاہ ہو جائیں۔

ابن سعد و ابن عساکر نے سلمہ بن مخلد سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ آپؐ معاویہ سے فرما رہے تھے کہ الٰہی اس کو کتاب کا علم اور شہروں پر قابو دے۔ اور اس کو عذاب سے بچالے۔

ابن عساکر نے عروہ بن رُدیم سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا، ایک اعرابی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا مجھ سے کُشتی لڑو۔ معاویہ نے کہا میں تجھ سے کشتی لڑوں گا۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معاویہ کبھی مغلوب نہ ہوں گے۔ اور اُنہوں نے اعرابی کو گرا دیا۔ صفین کے دن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، اگر تو اس حدیث کو پہلے سے بیان کر دیتا تو میں معاویہ سے نہ لڑتا۔

اس کے بعد آپؐ نے نوجوانانِ قریش کی حکومت کی خبر دی۔

خصائص میں ہے کہ حاکم و بیہقی نے ابو سعید خدری سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ابوالعاص کی اولاد تیس برس کو پہنچے گی۔ وہ خدا کے دین کو جعل بنالیں گے۔ اور خدا کے مال کو باری باری آپس میں لیتے رہیں گے۔ اور بندگانِ خدا کو اپنا غلام بنالیں گے۔

ابو یعلیٰ اور حاکم نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ بنو الحکم میرے منبر پر بندروں کی طرح کود رہے ہیں۔ راوی کہتا ہے اُس کے بعد کسی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو پورے طور پر ہنستے نہیں دیکھا۔ یہاں تک کہ آپؐ کا انتقال ہو گیا۔

بیہقی نے ابن مسیب سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو اُمیہ کو اپنے منبر پر خواب میں دیکھا آپؐ کو بُرا معلوم ہوا آپؐ کو وحی ہوئی کہ یہ دُنیا ہے جو اُن کو ملے گی۔ تب آپؐ کی آنکھ میں ٹھنڈک ہوئی۔

ترمذی اور حاکم اور بیہقی نے حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بنی اُمیہ کو اپنے منبر پر یکے بعد دیگرے خطبہ بیان کرتے دیکھا آپؐ کو یہ ناگوار ہوا۔ اُس وقت اِنّا اعطینا اور اِنّا انزلناہ الخ نازل ہوئی۔ اس میں الف شہر (ہزار مہینے)، بنی اُمیہ کے

ایام حکومت ہیں قاسم بن فضل کہتے ہیں ہم نے بنی اُمیہ کے ایام حکومت کا شمار لگایا، تو پورے ہزار مہینے نکلے۔ نہ کم نہ زیادہ۔

اس کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بابت دو گروہ افراط و تفریط کرنے والے پیدا ہوں گے۔

حاکم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلوایا اور کہا اے علیؓ تم میں کچھ عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت ہے۔ یہودیوں نے اُن سے بُغض کیا اور اُن کی والدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بہتان لگایا۔ اور نصارٰی نے اُن سے دوستی کی اور اُن کو اس مرتبہ پر پہنچایا۔ جس کے وہ اہل نہ تھے۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ آگاہ ہو کہ میری بابت محبت میں غلو اور حد سے زاید تعریف کرنے والے اور بُغض اور دُشمنی کی وجہ سے مجھ پر بہتان باندھنے والے دونوں ہلاک ہوں گے۔ آگاہ ہو نہ میں نبی ہوں اور نہ میری طرف وحی آتی ہے۔ بلکہ میں کتاب اللہ اور سُنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا تبع ہوں۔ جب میں تم کو خدا کی اطاعت کا حکم دوں، تم پر میری اطاعت واجب ہے۔ خواہ تم پسند کرو یا نہ کرو۔ اور جب میں یا اور کوئی نافرمانی کا حکم دے، تو خدا کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہ کرو۔ اطاعت صرف بھلائی میں ہے۔

جاننا چاہیے کہ اس قسم کے ہر ایک واقعہ کا حکم انہی احادیث سے نکلتا ہے۔ اور علماء اہل سُنت اسی حکم کی طرف راہ یاب ہوئے ہیں اگرچہ ان کا ماخذ استنباط اُن احادیث کے سوا اور کوئی حدیث ہو۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا منعقد ہونا اس وجہ سے ہے، کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مفارقت سے منع فرمایا تھا۔

حاکم نے ابوذر سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علیؓ جس نے مجھ سے مفارقت کی اُس نے خدا سے مفارقت کی۔ اور اے علیؓ جس نے تم سے مفارقت کی، اُس نے مجھ سے مفارقت کی۔

حاکم نے اُم سلمہ سے روایت کی ہے، کہ اُنہوں نے کہا میں نے سُنا، رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علیؓ کے ساتھ ہے۔ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے۔

یہاں تک کہ میرے پاس حوض پر وارد ہوں۔

حاکم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا علیؓ پر رحم کرے۔ الٰہی تو اُن کے ساتھ حق کو کر جہاں کہیں ہوں۔

حضرت عائشہؓ و طلحہؓ و زبیرؓ کا خاطی فی الاجتہاد اور اُن کا معذور اور "من زمرہ من اجتہد فقد اخطا فلہٗ اجر واحد" (یعنی جس نے اجتہاد کیا اور اُس میں خطا کی، اُس کے لیے ایک اجر ہے) ہونا اس وجہ سے ہے کہ وہ شبہ سے متمسک تھے اگرچہ اس سے قوی دلیل موجود تھی۔ اس شبہ کے پیدا ہونے کے دو سبب ہیں۔ ایک یہ کہ خلافت حضرت مرتضےٰؓ کی منعقد نہ ہوئی تھی اس لیے کہ اہل حل و عقد نے غور و فکر اور مسلمانوں کی مصلحت دیکھ کر بیعت نہ کی تھی۔

ابو بکر بن ابی شیبہ نے معتمر بن سلیمان سے اُنہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ اُنہوں نے کہا ہم سے ابو نضرہ نے بیان کیا کہ بنی سلمہ کی مسجد میں قبیلہ ربیعہ کے لوگوں نے طلحہ سے گفتگو کی اور کہا ہم دشمنوں کے مقابلہ میں تھے، کہ ہمارے پاس خبر پہنچی کہ تم نے اُن سے (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے بیعت کر لی۔ پھر تم ہی اُن سے لڑتے ہو۔ طلحہؓ نے کہا میں چکی کے پتھر کے نیچے دبایا گیا اور میری گردن پر تلوار رکھ دی گئی۔ اور کہا گیا کہ بیعت کر لو ورنہ تم کو قتل کر ڈالیں گے۔ وہ کہتے ہیں میں نے بیعت کر لی۔ اور جان لیا کہ یہ بیعت گمراہی کی ہے۔

تیمی کہتے ہیں، ولید بن عبد الملک نے کہا جبلہ بن حکیم نامی عراق کے منافق نے زبیر سے کہا تم نے تو بیعت کی تھی۔ زبیر نے کہا تلوار میری گُدّی پر رکھ کر کہا گیا، کہ بیعت کر لو ورنہ قتل کر ڈالیں گے۔

ابو بکر نے محمد بن بشر سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا میں نے حمد بن عبد اللہ بن اصم سے سنا۔ وہ اپنی دادی اُم راشد سے روایت کر کے بیان کرتے تھے، کہ اُنہوں نے کہا میں اُم ہانی کے پاس تھی کہ اُن کے پاس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور کھانا مانگا۔ اور کہا کیا بات ہے تمہارے یہاں برکت نظر نہیں آتی۔ اُم راشد کہتی ہیں اُم ہانی نے کہا سبحان اللہ خدا کی قسم میرے یہاں برکت ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میری مراد بکری تھی۔ اُم راشد کہتی ہیں پھر وہ نیچے گئیں۔ زینہ کے پاس دو آدمی ملے جو ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے کہ ہمارے ہاتھوں نے بیعت کی ہے مگر ہمارے دلوں نے نہیں کی۔ اُم ہانی کہتی ہیں میں نے پوچھا یہ کون ہیں لوگوں نے کہا طلحہ و زبیر۔ اُنہوں نے آکر بیان کیا میں نے اُن کو آپس میں کہتے سُنا ہے

کہ ہمارے ہاتھوں نے اُن کی بیعت کی ہے اور ہمارے دلوں نے نہیں کی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "من نکث فانما ینکث علی نفسہ ومن اوفی بما عاھد علیہ اللہ فسیوتیہ اجراً عظیماً" (جس نے عہد شکنی کی اُس کا وبال اُس پر ہے۔ اور جس نے اپنے اُس عہد کو پورا کیا جو اُس نے خدا سے کیا ہے) خدا اُس کو عنقریب بڑا بدلہ دے گا۔

دوسری وجہ شبہ کی یہ تھی کہ قصاص حق ہے اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ قصاص لینے پر قادر ہیں۔ پھر ذی النورین کا قصاص نہیں لیتے۔ بلکہ اس کے مانع ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ خود بھی ان لوگوں کے خطاء اجتہادی کے قائل تھے۔

ابوبکر نے ابو البختری سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اصحاب جمل کی بابت دریافت کیا کہ کیا وہ لوگ مشرک ہیں؟ آپؓ نے کہا شرک تو وہ چھوڑ چکے ہیں۔ لوگوں نے کہا کیا وہ منافق ہیں؟ آپؓ نے کہا منافق خدا کو بہت ہی کم یاد کرتے ہیں۔ لوگوں نے کہا پھر وہ کون ہیں؟ آپؓ نے فرمایا وہ ہمارے بھائی ہیں۔ اُنہوں نے ہم پر بغاوت کی۔ اور آپؓ نے کہا، میں اُمید کرتا ہوں کہ میں اور وہ اُن لوگوں کی طرح ہوں گے کہ جن کی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ: "ونزعنا ما فی صدورھم من غل اخوانا علیٰ سرر متقابلین" (اور ہم نے اُن کے دلوں سے کینہ کو نکال لیا۔ بھائیوں کی طرح آمنے سامنے تختوں پر بیٹھتے ہیں) یہ حدیث متعدد طرق سے مروی ہے۔ اس کے بعض طرق کو ابوبکر نے بیان کیا ہے۔

اگر خصم اس کو نہ مانے اور اُن کی رائے کو خطاء اجتہادی سے نہ شمار کرے بلکہ سیئات میں گنے، تو ہم پیش کریں گے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ: "فالذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم واوذوا فی سبیلی وقاتلوا وقتلوا لاکفرن عنھم سیئاتھم ولادخلنھم جنٰت تجری من تحتھا الانھار ثوابا من عند اللہ" (پس جن لوگوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور خدا کی راہ میں اُن کو تکلیف دی گئی اور اُنہوں نے مقابلہ کیا اور قتل کیے گئے۔ تو ہم ضرور اُن کی بُرائیوں کو معاف کر دیں گے۔ اور البتہ ضرور اُن کو ان جنتوں میں داخل کریں گے۔ جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ خدا کی طرف سے بدلہ ہے۔) اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شائد اہل بدر کے دلوں پر مطلع ہو کر کہا ہو۔ "اعلموا ما شئتم فقد غفرت لکم"۔ (تمہارا جو جی چاہے عمل کرو۔ میں نے تم کو بخش دیا۔

ابوبکر بن ابی شیبہ نے عبداللہ بن زیاد سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ اس

اس طریقہ پر اس لیے چلیں (حالانکہ خدا کی قسم وہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی دُنیا و آخرت میں بی بی ہیں۔) کہ خدا اس سے آزمائے کہ ہم میں کون اُن کی پیروی کرتا ہے اور کون حضرت علیؓ کی۔

مسلم نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، طلحہؓ، زبیرؓ کوہِ حرا۔ پر تھے کہ وہ ہلنے لگا۔ آپؐ نے فرمایا، ٹھہر جا۔ تجھ پر سوا نبیؐ یا صدیقؓ یا شہیدؓ کے اور کوئی نہیں ہے۔

ابوبکر نے ابو نضرہ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا لوگوں نے ابوسعید کے سامنے حضرت علیؓ، عثمانؓ، طلحہؓ، زبیرؓ کا ذکر کیا۔ اُنہوں نے کہا اُن کی خدمات سابقہ پہلے گذر چکیں۔ پھر وہ فتنوں میں مبتلا ہوئے۔ لہذا اُن کے معاملہ کو خدا پر چھوڑ دو۔

پھر اُن لوگوں کا اپنی رائے سے رجوع کرنا بھی منقول ہے۔ ابوبکر نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا میں چاہتی ہوں کہ میں ایک تر شاخ ہوتی اور وہاں (جنگ جمل میں) نہ جاتی۔

متعدد طریقوں سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جنگ جمل کے دن زبیر سے کہا میں تم کو خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم کو یاد ہے جب ہم تم سے سرگوشی کر رہے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے پاس آکر فرمایا کیا تم اُن سے سرگوشی کرتے ہو۔ حالانکہ خدا کی قسم یہ تم سے ایک دن ضرور لڑیں گے۔ اور یہ تم پر زیادتی کرنے والے ہوں گے۔ راوی کہتا ہے زبیرؓ نے اپنی سواری کے رُخ کو پھیر دیا اور رزم گاہ سے لوٹ گئے۔ اس کو ابوبکر وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ معرکہ سے لوٹنے کے بعد ابن جرموز نے اُن کو شہید کر ڈالا۔

ابوبکر نے قیس سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا جنگ جمل کے دن مروان بن حکم نے حضرت طلحہؓ کے ایک تیر مارا۔ جو اُن کے گھٹنے پر لگا اور برابر خون جاری ہو گیا۔ جب اُس کو بند کرتے بند ہو جاتا اور جب چھوڑ دیتے پھر جاری ہو جاتا۔ طلحہؓ نے کہا اس کو چھوڑ دو یہ تیر قضا ہے کہ خدا کی طرف سے آیا ہے۔ پھر مر گئے۔

حاکم نے ثور بن مجزاۃ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا جنگ جمل کے دن طلحہ کے پاس سے میرا اُس وقت گذر ہوا جب کہ اُن کا دم واپسین تھا۔ اُنہوں نے مجھ سے کہا تم کن کے اصحاب میں سے ہو؟ میں نے کہا امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اصحاب سے۔ اُنہوں نے کہا اپنا ہاتھ پھیلاؤ میں تم سے بیعت کر دں گا

میں نے ہاتھ پھیلایا۔ اُنہوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی، اور اُن کا دم نکل گیا۔ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہو کر اُن کو خبر دی۔ آپؓ نے کہا اللہ اکبر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے۔ خدا نے نہ چاہا کہ طلحہؓ جنت میں بغیر میری بیعت کے داخل ہوں۔

امیر معاویہ کا مجتہد مخطی معذور ہونا اس وجہ سے ہے کہ وہ بھی شُبہ سے متمسک تھے۔ اگرچہ میزان شرع میں اس سے وزن دار حجت موجود تھی۔ یہ شُبہ وہی تھا جو اصحاب جمل کو پیش آیا۔ لیکن اس میں اتنا اشکال اور بھی بڑھا ہُوا تھا کہ امیر معاویہ و اہل شام نے بیعت بھی نہ کی تھی۔ اور جانتے تھے کہ خلافت کا پورا ہونا تسلط اور احکام نافذ ہونے سے ہے۔ اور یہ بات ابھی متحقق نہیں ہوئی۔ پھر تحکیم کے معاملہ نے اس خیال کو اور راسخ کر دیا۔ اور حدیث صحیح میں وارد ہے کہ دعوتہما واحدۃ (دونوں کا دعویٰ ایک ہوگا)

اہل حروراء (خوارج) کا امر باطل پر ہونا اور اُن کا کفر یا فسق کے نشان سے متصف ہونا (خدا ہم کو اس سے پناہ میں رکھے) اس وجہ سے ہے کہ اُن کے بارے میں احادیث متواترہ وارد ہیں۔ کہ وہ دین سے ایسے ہی نکل جائیں گے جیسا کہ تیر کمان سے۔ سہل بن حنیفؓ، عبداللہ بن مسعودؓ، ابوذرؓ، ابوسعیدؓ وغیرہم نے اس کی روایت کی ہے۔

ایک مسئلہ نہایت غامض باقی رہ گیا۔ جس میں اکثروں کے پیر پھسل چکے ہیں۔ وہ یہ کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد سے پیچھے رہنے والے مجتہد مصیب تھے یا خاطی معذور۔ بندہ کے نزدیک جو بات پایۂ ثبوت کو پہنچی، وہ یہ ہے کہ وُہ لوگ عزیمت پر تھے۔ اور احادیث صحیحہ متواتر المعنی سے مستدل تھے۔

ترمذی نے ام مالک بہزیہ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا، کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کا ذکر کیا۔ اور اُن کا قریب الوقوع ہونا بیان فرمایا۔ وہ کہتی ہیں میں نے کہا یا رسول اللہ" صلے اللہ علیہ وسلم" اُس وقت کون بہترین لوگ ہوں گے؟ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک وہ جو اپنے جانوروں میں رہتا، اور اُن کی خدمت کرتا ہو۔ اور خدا کی عبادت کرے۔ دوسرے وہ جو اپنے گھوڑے کو لیے ہوئے دُشمن کو ڈراتا ہو اور دُشمن اُس کو ڈراتے ہوں۔

ترمذی نے بشر بن سعد سے روایت کی ہے کہ سعد بن ابی وقاص نے

حضرت عثمان بن عفان رض کے فتنہ کے وقت کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عنقریب فتنے ہوں گے۔ اُس وقت بیٹھنے والا کھڑے سے اور کھڑا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کیا اگر وہ میرے گھر میں گھس آوے اور میرے قتل کے لیے ہاتھ بڑھائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مثل ابن آدم ع (ہابیل) کے ہو جاؤ۔

ترمذی نے عدیسہ بنت اہبان صیفی غفاری روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا حضرت علی ابن طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے باپ کے پاس آئے، اور اُن کو اپنے ساتھ چلنے کے لیے بلایا۔ میرے باپ نے اُن سے کہا میرے دوست اور تمہارے چچا کے بیٹے نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ جب لوگ اختلاف کریں۔ اگر تم کو تلوار لینی ہو تو لکڑی کی رکھو۔ پس اگر تم کہو تو اُسی کو لے کر تمہارے ساتھ چلوں۔ وہ کہتی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرے والد کو چھوڑ دیا۔

ترمذی نے ابو موسیٰ سے اُنہوں نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کی بابت کہا کہ تم اس میں کمانوں کو توڑ ڈالو۔ اور اُن کے ردوں کو کاٹ دو۔ اور اپنے گھروں میں بیٹھ رہو۔ اور مثل ابن آدم کے ہو جاؤ۔

بخاری نے شقیق بن سلمہ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا میں ابو مسعود رض اور ابو موسیٰ رض اور عمار رض کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ ابو مسعود نے عمار سے کہا تمہارے سوا تمہارے اصحاب میں کوئی ایسا نہیں ہے جس میں کوئی بُری بات نہ کہہ سکتا ہوں۔ لیکن جب سے تم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوئے۔ میں نے تم میں اس سے زیادہ اور کسی بات کو عیب دار نہیں پایا کہ تم نے اس معاملہ میں بہت جلدی سے کام لیا۔ عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے ابو مسعود جب سے تم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوئے ہو میں نے تم میں اور تمہارے ساتھیوں میں اس معاملہ میں دیر کرنے سے زیادہ اور کوئی عیب نہیں دیکھا۔ ابو مسعود مال دار آدمی تھے۔ اُنہوں نے اپنے غلام سے کہا دو حُلہ لا کر ایک ابو موسیٰ اور ایک عمار رض کو دے دو۔ اور اُن سے کہہ دو کہ ان کو پہن کر جمعہ کو جایا کریں۔

بخاری نے اسامہ کے غلام حرملہ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا۔ اسامہ نے مجھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیجا اور کہا وہ تم سے ضرور پوچھیں گے کہ تمہارے آقا کہاں رہ گئے۔ سو تم اُن سے کہنا کہ اُنہوں نے آپ سے کہا ہے

کہ اگر آپ شیر کے منہ میں ہوتے تو بھی میں ضرور تمہارا ساتھ دینا پسند کرتا لیکن اس معاملہ میں میری رائے نہیں ہے۔ حرملہ کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے کچھ نہ دیا۔ پھر میں حضرت امام حسن وامام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ابن جعفر کے پاس گیا۔ انہوں نے اتنا دیا کہ میری سواری بھر گئی۔

ابو یعلیٰ نے ایک طویل حدیث میں جس میں خوارج کے عبداللہ بن خباب کو قتل کرنے کا بیان ہے ذکر کیا کہ خارجیوں نے کہا تو عبداللہ یعنے خباب صحابی کا بیٹا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ خوارج نے کہا تم نے اپنے باپ سے کوئی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنی ہو ہم سے بیان کرو۔ انہوں نے کہا میں نے اپنے باپ سے سنا وہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کر کے بیان کرتے تھے، کہ آپؐ نے فتنہ کے ذکر کے وقت فرمایا اس وقت بیٹھنے والا کھڑے سے اور کھڑا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ انہوں نے کہا اگر تم پر وہ وقت آجائے تو خدا کے مقتول بندے بننا، قاتل بندے نہ بننا۔ اُن لوگوں نے کہا تم نے اس کو اپنے باپ سے سنا ہے کہ وہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کر کے بیان کرتے تھے۔ ابن خباب نے کہا ہاں۔ راوی کہتا ہے وہ لوگ اُن کو دریا کے کنارے لے گئے اور اُن کی گردن ماری اور اُن کا خون بہہ گیا۔ معلوم ہوتا تھا گویا جوتے کا تسمہ ہے۔

حاکم نے عمرو بن والبصہ اسدی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کی وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کر کے بیان کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا فتنہ ہوگا کہ اُس میں لیٹا ہؤا بیٹھنے والے سے اور بیٹھا کھڑے سے اور کھڑا چلنے والے سے اور چلنے والا سوار سے اور سوار دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم" یہ کب ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا حرج کے زمانہ میں جبکہ آدمی اپنے ہم نشین سے بے خوف نہ ہوگا۔ میں نے کہا اگر میں وہ وقت پاؤں، آپ مجھے کس بات کا حکم فرماتے ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے نفس اور ہاتھ کو روکو۔ اور اپنے گھر میں بیٹھ رہو۔ وہ کہتے ہیں میں نے کہا اگر وہ میرے گھر میں گھس آویں؟ آپؐ نے فرمایا کوٹھڑی میں گھس جاؤ۔ وہ کہتے ہیں۔ میں نے کہا اگر وہ کوٹھڑی کے اندر بھی گھس آویں؟ آپؐ نے فرمایا اپنی نماز پڑھنے کی جگہ میں چلے جاؤ۔ اور اپنے داہنے دست مبارکؐ کی کلائی پکڑ کر فرمایا،

اس طرح ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جاؤ اور کہو میرا رب خدائے برتر ہے۔ یہاں تک کہ اسی حالت پر مر جاؤ۔

حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا اے لوگو مثل شب تار کے ٹکڑوں کی مانند تمہارے اُوپر فتنے آ گئے ہیں۔ لوگوں میں بہتر اس وقت وُہ ہیں جن کے پاس بکریاں ہوں اور وہ اپنی بکریوں سے بسر کرتے ہوں۔ اور دوسرے وہ جو سرحد اسلام پر ہوں اور جہاد کر کے غنیمت سے کھاتے ہوں۔

حاکم نے ابو موسٰے اشعری سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے سامنے مثل شب تار کے فتنے ہیں۔ جس میں آدمی صبح کو ایمان لائے گا، اور شام کو کافر ہو گا۔ اور شام کو کافر ہوگا، اور صبح کو مؤمن ہوگا۔ اس وقت بیٹھنے والا کھڑے سے اور کھڑا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ لوگوں نے کہا آپؐ ہم کو کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا تم اپنے گھروں کو لازم پکڑو۔

حاکم نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ آگاہ ہو جاؤ عنقریب فتنے ہوں گے۔ اُس وقت بیٹھنے والا کھڑے سے اور کھڑا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ جب وہ نازل ہوں، جس کے پاس اونٹ ہوں اپنے اونٹوں سے جا ملے اور جس کے پاس بکریاں ہوں اپنی بکریوں میں جا بسے۔ اور جس کے پاس زمین ہو وہ اپنی زمین کو آباد کرے۔ ایک آدمی نے عرض کیا یارسولؐ اللہ اگر کسی کے پاس اونٹ بکریاں زمین نہ ہو؟ آپؐ نے فرمایا پتھر لے کر اپنی تلوار کی دھار کو گرا دے۔ اور اگر نجات پر قدرت رکھتا ہو تو نجات حاصل کرے۔ پھر آپؐ نے فرمایا، الٰہی میں نے پہنچا دیا۔ اس کو آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا۔ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ "صلے اللہ علیہ وسلم" اگر کوئی مجھے مجبوراً ایک فریق کی طرف لے جائے اور مجھے تیر یا تلوار مار کر قتل کر ڈالے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اُس کے اور تیرے گناہ کا بار اُسی پر ہو گا، اور اصحاب النار میں سے ہو جائے گا۔ اس کو بھی آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا۔

حاکم نے سعد بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا، رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب فتنے ہوں گے۔ اُس میں بیٹھنے والا کھڑا ہونے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے اور دوڑنے والا راکب سے

اور راکب دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔

حاکم نے محمدؐ بن مسلمہ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نمازیوں میں اختلاف ہو میں کیا کروں؟ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی تلوار لے کر پتھریلی زمین میں جاؤ اور اُس کو توڑ ڈالو۔ پھر اپنے گھر میں گھس رہو یہاں تک کہ موت یا کوئی خطاکار آکر تمہارا کام تمام کردے۔

یہاں ایک شُبہ وارد ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ چونکہ حضرت علی مرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ برحق تھے۔ اس لیے اُن کی اطاعت لازم تھی۔ پھر اس میں تخلف کرنا کیونکر خدا کی مرضی ہوسکتی ہے۔

ہم کہیں گے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ اگرچہ حضرت علی مرتضےٰ رضی اللہ تعا عنہ خلیفہ برحق ہیں۔ لیکن اُن کی اعانت قدرت سے باہر ہے۔ اور پردۂ غیب میں مقرر ہوچکا ہے کہ امر خلافت ان کے ہاتھ سے نکل جائے اور اُن پر لوگوں کا اجتماع اور بلاد اسلام میں اُن کے احکام کا نفاذ صورت پذیر نہ ہوگا۔ اس لیے لوگوں کے آمادہ کرنے میں فتنے کو بڑھانا تھا۔ اور خلیفۂ برحق کی اعانت اُس وقت مطلوب ہے جبکہ اُس کے غالب آجانے کا گمان ہو۔

جب یقیناً معلوم ہوگیا کہ اُن کی اعانت کرنا فائدہ مند نہ ہوگا۔ تو لوگوں کو جنگ پر اُبھارنے اور اُن کے جنگ کے واسطے تیار ہونے میں کیا نفع؟ اس کی نظیر واقعہ حرۃ ہے کہ اہل مدینہ کا مظلوم اور اُن کے قاتلین کا ظالم ہونا ظاہر وعیاں تھا۔ باوجود اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑنے کی ممانعت فرمائی۔

حاکم نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعا عنہ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوذر! میں نے کہا یا رسول اللہؐ لبیک وسعدیک (حاضر) حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا جب لوگوں کو فاقہ کشی کی نوبت پہنچے گی۔ تم اپنی مسجد میں آؤ گے۔ پھر اپنے بچھونے تک جانے کی قدرت نہ رکھو گے۔ اور بچھونے پر پہنچ کر مسجد جانے کی طاقت نہ رہے گی۔ میں نے کہا خدا اور اس کا رسولؐ زیادہ جاننے والے ہیں۔ یا جو خدا اور اُس کا رسولؐ میرے لیے پسند کردیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سوال نہ کرو۔ پھر فرمایا اے ابوذرؓ میں نے کہا یا رسول اللہ "صلے اللہ علیہ وسلم" لبیک وسعدیک! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

تمہارا کیا حال ہوگا جب تم مقام زیت کے پتھروں کو خون میں غرق دیکھو گے۔ میں نے کہا خدا و رسولؐ جو میرے لیے پسند فرمادیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جن میں سے ہو اُنہی میں مل جاؤ۔ یا اُنہی کو اختیار کر لو۔ میں نے کہا، میں اپنی تلوار نہ اُٹھاؤں اور اُس کو اپنی گردن پر رکھوں؟ آپؐ نے فرمایا اُس وقت تم بھی اُنہی کے شریک ہو جاؤ گے۔ میں نے کہا پھر آپؐ مجھ کو کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا تم اپنے گھر کو لازم پکڑو۔ میں نے عرض کیا فرمائیے اگر وہ میرے گھر میں گھس آئے؟ آپؐ نے فرمایا اگر تم کو ڈر ہو کہ تلوار کی چمک تم پر غالب آجائے گی، تم اپنی چادر اپنے منہ پر ڈال لو اُس کا اور تمہارا گناہ اُسی کے اُوپر ہوگا۔

اگر سائل عود کرے اور کہے کہ پھر چاہیے تھا کہ حضرت علی مرتضٰے رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اُن کے اعزہ کو بھی منع کرتے اور جنگ سے باز رکھتے۔ ہم کہیں گے کہ اس کو ہم نہیں مانتے۔ بلکہ اُن کے حق میں جنگ کے بارے میں سختی کرنے کی دوسری وجہ پائی جاتی ہے۔ وہ یہ کہ حضرت علی المرتضٰے رضؓ خلافت سے دست بردار نہ ہوں۔ اور اس کے قواعد کے استحکام میں پوری کوشش کریں۔ تاکہ قیامت کے دن خلفاء کے زمرہ میں مبعوث ہوں۔ اس کی نظیر حضرت ذی النورین رضؓ کا واقعہ ہے اور آپ کے اعزہ پر واجب تھا کہ صلہ رحمی کی وجہ سے اُن کا ساتھ دیں۔ اور ان کی خدمت بجا لائیں۔ اور عمار بن یاسر رضؓ بھی اقارب کے حکم میں ہیں کیونکہ وہ اُن کے بہت بڑے ساتھی ہیں۔ پس حضرت مرتضٰی رضی اللہ تعؓ عنہ اور اُن کے اعزا کے حق میں یہ معنی اقرب بصواب تھے اور غیر رشتہ داروں میں وہ معنی زیادہ قرین بصواب۔ ع ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مکانے دارد ؛

جنگ جمل و صفین کے پہلے اور اُن کے بعد حضرت علی المرتضٰی رضؓ رضی اللہ تعؓ عنہ سے مختلف اقوال مروی ہیں۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ آپ شدت تورع اور مخالف کی قوت دلیل کے لحاظ سے یہ اقوال وارد ہیں۔

حاکم نے طارق بن شہاب سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا میں نے حضرت علی مرتضٰے رضی اللہ تعؓ عنہ کو مقام ربذہ میں ایک کہنہ پالان پر دیکھا وہ حضرت حسن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرماتے تھے تم دونوں کو کیا ہوا ہے کہ مثل عورتوں کے روتے ہو۔ خدا کی قسم میں نے اس معاملہ میں بہت غور و فکر سے کام لیا لیکن سوائے لوگوں سے لڑنے یا کفر کے کوئی چارہ کار نہ پایا۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعؓ عنہ سے متعدد طریقوں سے اور ابو صالح وغیرہ سے

مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ جمل کے دن کہا میں دوست رکھتا ہوں کاش آج سے بیس برس پہلے مرچکا ہوتا اس کے بعض طرق کو حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ نے بیان کیا ہے۔

حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا، اگر وہ ہم کو مار کر مقام ہجر کی باد سموم تک پہنچا دیتے تب بھی ہم کو یقین رہتا کہ ہم حق پر ہیں اور وہ گمراہی پر۔

ابوبکر نے سلیمان بن مہران سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا مجھ سے اُس شخص نے بیان کیا جس نے حضرت علیؓ سے صفین کے دن سنا وہ اپنے لبوں کو چباتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر میں جانتا کہ معاملہ اس طرح ہوگا، تو میں نہ نکلتا۔ اے ابوموسیٰ جاؤ۔ اور فیصلہ کرو اگرچہ میری گردن پر چھُری پھیرنے کا ہو۔

آخری الفاظ روایت ہم تبرکاً لکھتے ہیں۔ کیونکہ یہی وہ روایت ہے جس پر شاہ صاحبؒ نے اپنی کتاب "ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء" کو ختم کیا ہے۔

اخرج ابوبکر عن الشعبی عن الحارث قال لما رجع علیؓ من صفین علم انہ لا یملک ابدا فتکلم باشیاء کان لا یتکلم بھا وحدث باحادیث کان لا یتحدث فقال فیما یقول ایھا الناس لا تکرھوا امارۃ معاویۃ فواللہ لو فقدتموہ لقد رأیتم الرؤس تنزو عن کواھلھا کالحنظل۔

ابوبکرؓ نے شعبی سے اُنہوں نے حارث سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صفین سے واپس ہوئے جان لیا کہ اب کبھی نہ مالک ہوں گے اور ایسی باتیں کیں جو کبھی نہ کہا کرتے تھے۔ اور ایسی احادیث بیان کیں جن کو کبھی نہ بیان کرتے تھے۔ منجملہ اس کے جو کہ اُنہوں نے بیان کیا یہ بھی تھا کہ اے لوگو معاویہ کی حکومت کو ناپسند نہ کرو۔ خدا کی قسم اگر تم اُن کو گم کروگے، سروں کو مثل حنظل کے شانوں سے الگ ہوتے دیکھو گے۔

وھذا اخر الکتاب والحمد للہ رب العالمین

احادیثِ نبویؐ کے دو بیش بہا گوہر!

تجرید

صحیح بخاری اردو

امام بخاریؒ کی مستند و مشہور کتاب بخاری شریف کی ۷۲۷۵۔ احادیث سے علامہ حسین بن مبارکؒ نے ۲۱۸۰۔ احادیث کا انتخاب کر کے

"تجرید بخاری"

مرتب فرمائی، جس میں مکرر احادیث شامل نہیں کیں۔ باقی تمام شعبہائے زندگی سے متعلق احادیث اس مجموعہ کی زینت ہیں۔

احادیث پر سلسلہ وار اور باب وار نمبر لکھے گئے ہیں، تاکہ ایک نظر میں جملہ احادیث کی تعداد، نیز ایک باب کے تحت جس قدر احادیث آئی ہیں معلوم ہوسکیں۔

شروع میں مکمل فہرست مضامین، حالات امام بخاریؒ، حالاتِ راویانِ بخاری شریف شامل ہیں۔ اردو داں حضرات کے لیے ایک بے بہا تحفہ ہے۔

قیمت ...... مجلد ...... آٹھ روپے

محصول ڈاک ایک روپیہ

مسند امام اعظم ابو حنیفہ مترجم اردو

مع فوائد و تشریحات

۵۲۳۔ احادیث نبویہؐ کا بے مثل اور ایمان افروز خزانہ جس کو فقہ حنفی کے بانی حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ نے بڑی کاوش، تلاش و جستجو اور صحت کے ساتھ مرتب فرمایا تھا۔ حضرت امام ممدوحؒ کا یہ احسان رہتی دنیا تک باقی رہیگا، کہ آپؒ نے پہلی صدی ہجری ختم ہوتے ہی رسولِ پاک صلعم کے پاکیزہ ارشادات کے اس مجموعہ سے مسلمانانِ عالم کو روشناس کرایا اور بارہ سو برس سے دنیائے اسلام کی دو تہائی سے زیادہ آبادی کی علمائے کرام استفادہ حاصل کر رہے تھے چونکہ آج تک اس کا اردو ترجمہ نہیں ہوسکا تھا۔

درحقیقت اس نادر و متبرک کتاب کا یہ حق تھا کہ اسکا اردو ترجمہ کے تھا شائع کیا جاتا، تاکہ اہل سنت والجماعت "اردو داں حضرات" بھی مستفید ہوسکتے۔ چنانچہ خدا کا فضل و کرم ہے کہ یہ سعادت ہمیں نصیب ہو رہی ہے، اور علمائے کرام و اردو داں حضرات کے لیے یکساں افادیت کے ساتھ شائع کی ہے۔

ایک کالم میں عربی عبارت اور اسکے مقابل دوسرے کالم میں بہت سلیس اور بامحاورہ اردو ترجمہ ہے۔ نیز ضروری فوائد و تشریحات کا اضافہ کیا گیا ہے۔ احادیث کے سلسلہ وار نمبر دیئے گئے ہیں۔ شروع میں مکمل فہرستِ مضامین، حالاتِ امام اعظمؒ اور مقدمہ کتاب شامل ہے۔

قیمت مجلد آٹھ روپے

محصول ڈاک ایک روپیہ

محمد سعید اینڈ سنز ناشران و تاجران کتب، قرآن محل، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی (پاکستان)

مورخ اسلام علامہ ابن خلدون کی عالمانہ کوششوں کا غیر فانی کارنامہ
تاریخِ انبیاء (اردو)
حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر
حضور نبی کریم صلعم تک کے تمام انبیاء کرام کے
حالاتِ زندگی اور حیاتِ طیبہ کا بے نظیر مجموعہ ہے
علامہ ابن خلدون کا نام ہی مستند کتاب اور
صحت کی ضمانت کیلئے کافی ہے۔
قیمت مجلد چار روپے آٹھ آنے،
محمد سعید اینڈ سنز تاجرانِ کتب قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی